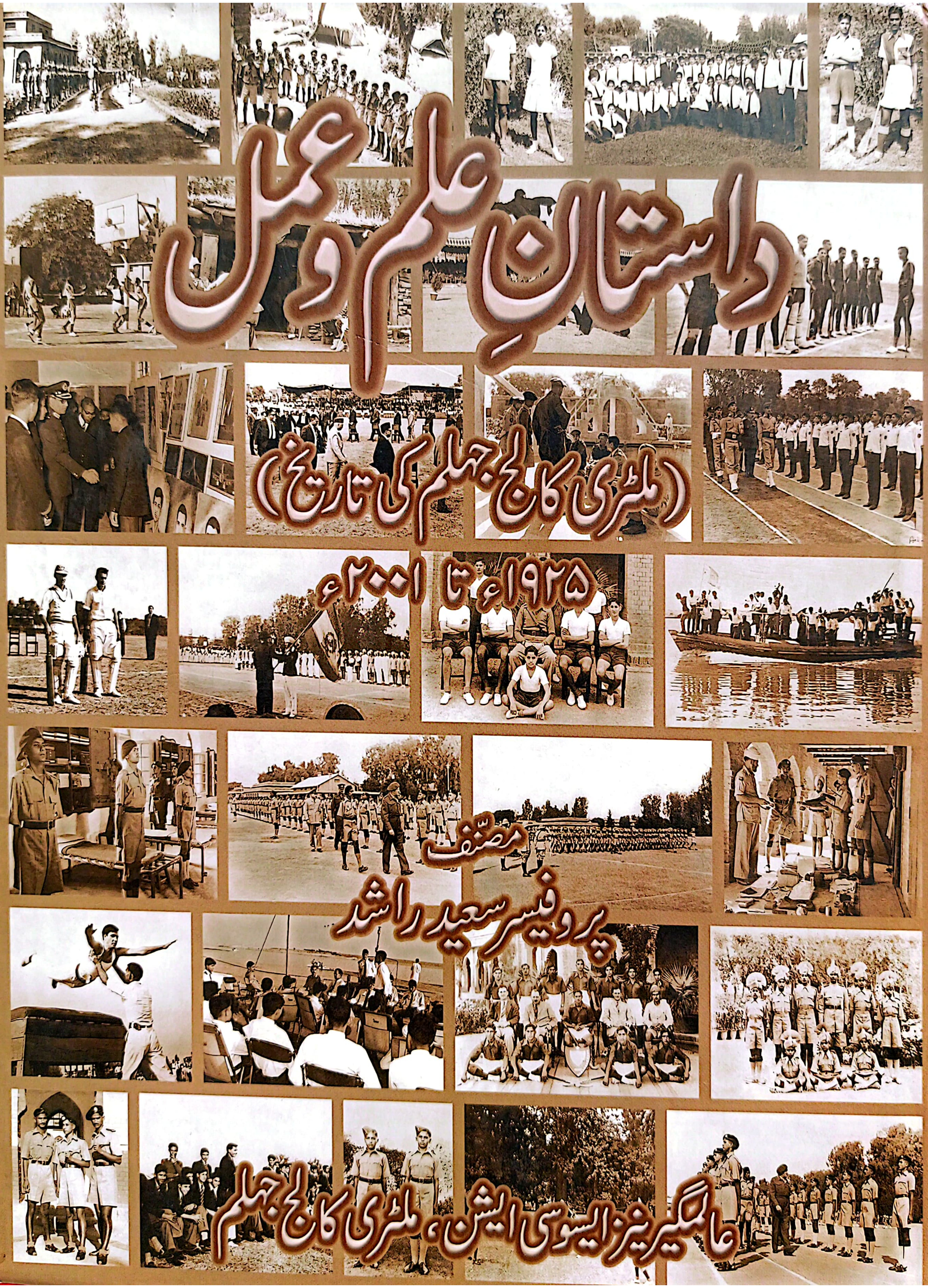


داستانِ علم و عمل

(ملٹری کالج جہلم کی تاریخ)

۱۹۲۵ء تا ۲۰۰۱ء

مصنّف

پروفیسر سعید راشد

عالمگیرینز ایسوسی ایشن، ملٹری کالج جہلم

داستانِ علم و عمل

(ملٹری کالج جہلم کی تاریخ)

جلد اوّل

اگست ۱۹۲۵ء تا مارچ ۱۹۸۹ء

سعید راشد

عالمگیرینز ایسوسی ایشن، ملٹری کالج جہلم



تعارف

نام	محمد سعید راشد
رسمی تعلیم	ادبیات اردو، انگریزی اور فن تعلیم
درس گاہیں	اسلامیہ کالج بریلی، بریلی کالج بریلی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
مربی اساتذہ	جناب مبارک حسین، مولانا محمد محسن، ڈاکٹر شوکت سبزواری، ڈاکٹر داس گپتا ڈاکٹر عشرت حسین، پروفیسر رشید احمد صدیقی، ڈاکٹر ذاکر حسین خان۔
ذہنی پس منظر	تحریک پاکستان کا دور
پیشہ	تدریس و تعلیم استاد ملٹری کالج جہلم ۹۰-۱۹۵۰ء پرنسپل آرمی پبلک سکول جہلم و منگلا ۹۴-۱۹۹۰ء ڈائریکٹر تعمیر ملت انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ اسلام آباد
مشغلہ	تحقیق، تصنیف و تالیف
مشن	کردار سازی، پاکستانیت کا فروغ

تصانیف و تالیفات

Character and Conduct of Quaid-e-Azam
Living with Leadership
Learning to Lead
In Search of Maturity
From School to College
A Lasting Light House
Character Building and Public Speaking
Pakistaniat and Character Building
Teachers' Guide

گفتار و کردار قائداعظم
تذکرۂ اقبال
مکالمات اقبال
شاد باد منزل مراد
کردار کی کرنیں
پاکستانیت اور کیریکٹر بلڈنگ
کیریکٹر بلڈنگ اور پبلک اسپیکنگ
تذکرۂ شہداء
جرأتوں کے نشاں

حیات قائداعظم
اکرم نشان حیدر
کرنل حق نواز کیانی شہید ستارۂ جرأت
چراغوں کی قطار
علوی نامہ
داستان علم و عمل (جلد اوّل) تاریخ ملٹری کالج جہلم
داستان علم و عمل (جلد دوم) تاریخ ملٹری کالج جہلم
کردار ساز

کوائف

کتاب کا نام	:	داستانِ علم و عمل جلد اوّل
مولّف	:	پروفیسر سعید راشد
		استاد ملٹری کالج جہلم از ۱۹۵۰ء تا ۱۹۹۰ء
موضوع	:	ملٹری کالج جہلم کی تعلیمی تربیتی اور انتظامی تاریخ
مقصد	:	تخلیقی تعلیم، کیریکٹر بلڈنگ اور پاکستانیت کا فروغ
زیر اہتمام	:	کمانڈانٹ ملٹری کالج جہلم
ناشر	:	عالمگیریز ایسوسی ایشن ملٹری کالج جہلم
زمانۂ اشاعت	:	جون ۲۰۰۳ء
طباعت	:	دی آرمی پریس راولپنڈی
قیمت	:	________

کتاب بشکریہ : آصف سعید

سکین اینڈ کلین : سلمان سلیم

0304-8890501

انتساب

تخلیقی تعلیم
اور
قیادتی تربیت
کی
عظیم درسگاہ
ملٹری کالج جہلم
کے
نام
جس کی
مہربان
چھاؤں میں
میں نے
یہ تاریخ
لکھی
اور
جس کے
قابل فخر
سپوتوں نے

زمانۂ جنگ وامن
میں
ہرشعبۂ زندگی
اور
ہرحال میں
پاکستانیت کے علم کو
سربلند رکھا
جیئے
تو
پاکستان کے لئے
جیئے
اور
جان دی
تو
پاکستان
کے لئے
مرحبا! مرحبا!!

﴿سعید راشد﴾

فہرست

باب اوّل

باب دوم

دیباچہ

از مصنف

ملٹری کالج جہلم کی تاریخ داستان علم وعمل کی یہ جلد میری اوّلین جلد مطبوعہ ۱۹۸۶ء کے اہم مندرجات کا احاطہ بھی کرتی ہے۔اس لحاظ سے یہ اپنی جگہ کالج کی مکمل اور مربوط تاریخ ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں چند امور کی وضاحت ضروری ہے۔

اوّل یہ کہ یہ کالج کی واقعاتی تاریخ ہے۔ اس میں کالج کے تاریخ ساز سربراہوں، ممتاز اولڈ بوائز اور عظیم اساتذہ کا ذکر صرف ضمنی طور پر کیا گیا ہے۔اس نقطہ نظر سے کالج پر مصنف کی دوسری کتابیں چراغوں کی قطار، تذکرہ شہداء، جرأتوں کے نشاں، اکرم نشاں حیدر موجود ہیں، جو کالج کی تاریخ ہی کا ایک حصہ ہیں۔ان میں شخصیات پر تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگست ۱۹۴۷ء سے مارچ ۱۹۸۹ء تک کالج کے احوال وکوائف پر مشتمل اس دوسری جلد کی تدوین اپریل ۱۹۸۹ء میں مکمل ہوگئی تھی۔اس کے بعد کے چند سالوں میں کتاب کا مسودہ نظرثانی کے مختلف مراحلوں سے گزرتا رہا۔ بالآخر ستمبر ۱۹۹۳ء میں عالمگیرین ایسوسی ایشن کی ایگزیکٹو کمیٹی نے لیفٹیننٹ آرڈی بھٹی کی صدارت میں مسودہ کو حتمی طور پر منظور کیا اور ایک ریزولیوشن کے ذریعہ کالج کے کمانڈانٹ بریگیڈیئر مقصود الحسن سے درخواست کی گئی کہ وہ جلد از جلد داستان علم عمل کی دوسری جلد کو اپنی نگرانی میں چھپونے کا اہتمام کریں۔ چنانچہ یہ جلد کمانڈانٹ ملٹری کالج کی کاوشوں سے اشاعت پذیر ہو رہی ہے۔

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔کتاب کا اصل مسودہ اپریل ۱۹۸۹ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا تھا لیکن چونکہ کتاب کی طباعت اب ۱۹۹۶ء میں معرض عمل میں آ رہی ہے اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اسے اجمالی طور پر مارچ ۱۹۹۶ء تک اپ ڈیٹ (Up - Date) کر دیا جائے تاکہ حالیہ زمانہ میں کالج میں تعلیمی، تربیتی اور تعمیراتی دائروں میں جو تاریخ ساز کام ہوا ہے اسکا جائزہ بھی لیا جاسکے۔ چنانچہ اپریل ۱۹۸۹ء سے مارچ ۱۹۹۶ء تک کے حالات و واقعات پر مبنی ایک تتمہ "حرف آخر" کے عنوان سے کتاب کے آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔اسکا اسٹائل اور پیٹرن (Pattern) بھی وہی ہے جو باقی تاریخ کا ہے۔اس طرح یہ جلد روز اوّل سے مارچ ۱۹۹۶ء تک کی تاریخ پر محیط ہے۔

داستان علم وعمل کی پہلی جلد کی طرح جو نومبر ۱۹۸۶ء میں کالج کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر شائع ہوئی تھی یہ دوسری جلد بھی عالمگیریز ایسوسی ایشن کے ایماء پر ہی مرتب کی گئی۔اسکی تالیف اور تدوین کے سلسلے میں اولڈ بوائز کی ایک خاصی تعداد کا تعاون مجھے حاصل رہا۔ان سب کا لفظوں میں نام بہ نام شکریہ ادا کرنا تو ممکن نہیں تاہم ناسپاس گزاری ہوگی۔اگر ان میں سے چند کا ذکر نہ کیا جائے۔سرفہرست ۹۱-۱۹۸۶ء کے عرصہ میں ایسوسی ایشن کے صدر اور سرپرست اعلیٰ (Patron - in - Chief) لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال کا نام ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جنرل اقبال کی گہری ذاتی دلچسپی اور مسلسل سرپرستی کے بغیر داستان علم وعمل کی تدوین بروئے کار نہ آسکتی تھی۔ایسوسی ایشن کے دوسرے صدر لیفٹیننٹ جنرل آرڈی بھٹی نے نہ صرف مسودہ کو دیکا بلکہ اسے اشاعت کی

منزل تک پہنچایا۔ آخر میں ایک دقت طلب اور صبر آزما مرحلہ کتاب کی طباعت تھا۔ اس ہفت خواں کو ایک اور قابل فخر عالمگیرین کالج کے کمانڈانٹ بریگیڈیئر مقصود الحسن نے سر کیا۔ سبحان اللہ۔

کتاب کی تدوین اور طباعت کے سلسلے میں اس امر کو بھی ریکارڈ پر لانا ضروری ہے اور وہ یہ کہ اس جلد کے تتمے کے لئے مواد کی تلاش اور ترتیب میں کالج کے استاد مرزا عبدالطیف نے مصنف کی بھرپور معاونت کی۔ مزید برآں انہوں نے ڈیڑھ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی اس دوسری جلد کی پروف ریڈنگ بڑی دیدہ ریزی سے کی۔ کمپوزنگ کی نگرانی کے علاوہ، تصاویر اور نقشے فراہم کئے۔ یہ ایک بہت ہی دقت طلب کام تھا۔ جس سے وہ بطریق احسن عہدہ برآ ہوئے۔ ماشاء اللہ۔ آخر میں، میں عالمگیرین ایسوسی ایشن اور کالج کے کمانڈانٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے مجھے کالج کی یہ خدمت بجالانے کا موقع دیا اور پھر اسکی تکمیل میں میرے ہم قدم رہے۔ جزاک اللہ۔ اس جلد کی ضخامت کے پیش نظر اسے جزو اوّل اور جزو دوم پر مشتمل دو حصوں میں شائع کیا جا رہا ہے۔

ملٹری کالج جیسے ممتاز قومی ادارے کی خدمت پاکستان کی خدمت ہے۔ ان قدروں کو پانی دینے کی سعادت جن کے لئے پاکستان قائم ہوا۔ بہتر تعلیم اور بہتر تربیت ہی وہ بنیاد ہے جس پر پاکستان کے استحکام کا انحصار ہے۔ ہر وہ فرد خوش قسمت ہے جسکا خون جگر اس مقصد وحید کی آبیاری میں صرف ہوتا ہے۔

سعید راشد

نومبر ۱۹۹۵ء

پیش لفظ

ملٹری کالج جہلم کی تاریخ ''داستانِ علم وعمل'' کو مرتب کرنے کا سہرا ہمارے کالج کے انتہائی مشفق اور مہربان استاد پروفیسر سعید راشد کے سر ہے۔ انہیں برصغیر کی بہترین یونیورسٹی کا تعلیمی اور تہذیبی ماحول میسر آیا۔ تعلیم اور روشنی تو اس فضا میں تھی، جس میں انہوں نے آنکھ کھولی اور پروان چڑھے۔ رسمی اور غیر رسمی تعلیم میں ذہنی وشخصی ارتقاء جو انہیں میسر آیا وہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔ موصوف تعلیم اور اسکے مقاصد کا نہایت بلند تصور رکھتے تھے اور انسانیت کی بہترین قدروں کو کالج میں پھولتا پھلتا دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ نہ صرف بے حد عمل پسند اور متحرک انسان تھے بلکہ ایک بہت بڑے کردار ساز بھی تھے۔ ان کا فولادی عزم اور پختہ کردار کالج کی کئی نسلوں کے لئے مشعل راہ بن گیا۔ ہزاروں کیڈٹس میں قائدانہ صلاحیتوں کو اس طرح اجاگر کیا کہ عزم، حوصلہ اور سخت کوشی سے وہ فولاد اور چٹان بن گے اور تلخئ ایّام ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ مختصر یہ کہ انکے فیض تربیّت سے بقدرِ ظرف ہر ایک نے حصہ پایا۔ گو آج وہ جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں مگر تعلیم وتربیّت اور کردار سازی کے اُفق پر ان کی خدمات ملٹری کالج کے تشخص کا ایک لازوال حصہ ہیں۔ اس امر سے انکار ناممکن ہے کہ ملٹری کالج جہلم کی تاریخ میں پروفیسر سعید راشد کا نام ستارے کی طرح ہمیشہ تابندہ رہے گا۔ موصوف بلاشبہ ایک جینیس اور ہمہ گیر شخصیت کے مالک انسان تھے۔ ملٹری کالج کی خوش قسمتی تھی کہ اسے طویل عرصے تک یکتا و یگانہ مدرّس، ماہر تعلیم، ادیب اور مورّخ کی خدمات حاصل رہیں۔ ملٹری کالج جہلم وہ موضوع ہے جس کے لیے انہوں نے اپنے قلم کی جولانیوں کو وقف کر دیا۔ ان کی متعدد تصانیف اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہیں اور زیر نظر کتاب ''داستان علم وعمل'' اس کہکشاں کا ایک اور روشن ستارہ ہے۔ کالج کی تاریخ کی ترتیب وتدوین میں انہوں نے گہری دلچسپی لی اور اپنی شبانہ روز محنت شاقہ سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کام کو انہوں نے عبادت کی طرح پورے تواتر اور انہماک سے کیا۔ ان کی یہ کاوش جو کم و بیش مکمل ہو چکی تھی مگر ابھی طباعت کے مرحلے سے نہ گزری تھی کہ وہ داعئِ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے۔ (آمین)۔

داستانِ علم وعمل کی طباعت کے اس اہم موقع پر یہ خیال بھی آیا کہ طوالت سے بچنے کی خاطر اس دستاویز کو اجمالی انداز میں مرتب کر دیا جائے مگر استاد محترم کے لئے محبت اس کے آڑے آئی اور شاید اس سے موصوف کا وہ خلوص، لگن اور محبت پس منظر میں چلی جاتی جو درحقیقت اس کاوش کا اصل محرک تھی۔ نتیجۃً فیصلہ یہی ہوا کہ اس مواد کو اسی طرح چھاپ دیا جائے جس طرح استاد محترم چھوڑ کر گئے تھے۔ کالج کی تاریخ کی جامعیت اور تکمیل کے پہلو کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس میں ۲۰۰۱ء تک کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ہمارا اپنے مہرباں و مربّی استاد محترم کیلئے یہی ہدیہ تبریک ہے کہ ان کی علمی کاوش ایک عملی صورت اختیار کر چکی ہے۔ یہ کالج کی واقعاتی تاریخ ہی نہیں بلکہ کالج کی طویل زندگی کا وہ حسین وجمیل پرتو ہے جو فقط اس شاندار اور روشن روایات کے حامل ادارے کا خاصہ ہے۔ اس تاریخ کا مستقبل سے بھی گہرا رشتہ ہے کیونکہ ہم اپنے عظیم ماضی پر نظر رکھ کر ہی اپنے مستقبل کو درخشندہ کر سکتے ہیں۔ ملٹری کالج جہلم جیسے تعلیمی ادارے اپنی عظیم اور قابل فخر روایات کی روشنی میں اپنی منزل کی راہ تلاش کرتے چلے جاتے ہیں۔ درحقیقت حصولِ علم کا فلسفہ بھی اسی اصول پر کارفرما ہے، یوں زیرِ نظر کتاب اس مقصد کو پورا کرنے کی طرف اہم قدم ہے۔

(ادارہ)

باب اوّل

روشنی کے سفر کی داستان

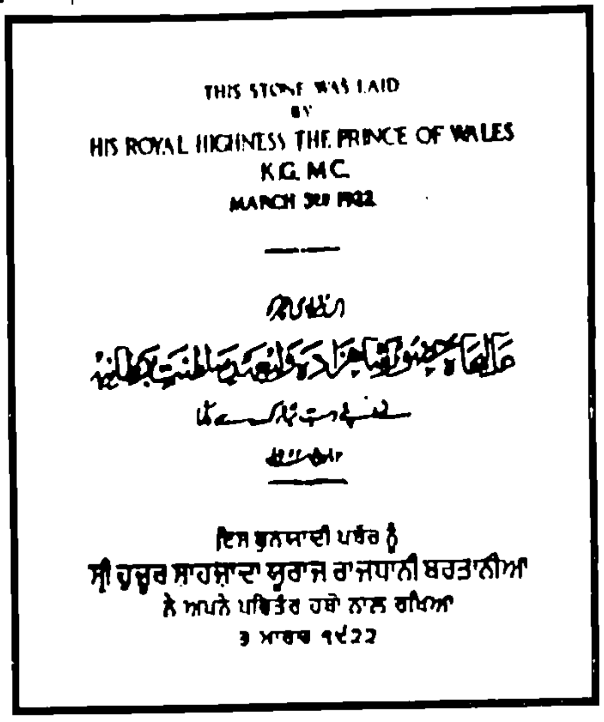
منزل بہ منزل

۱۹۲۵ء تا ۱۹۸۹ء

ملٹری کالج جہلم

ملٹری کالج جہلم کی تاسیس اور اس کا تاریخی پس منظر

ملٹری کالج جہلم کا سنگ بنیاد ۳ مارچ ۱۹۲۲ء کو کنگ جارج پنجم رائل انڈین ملٹری سکول کے نام سے پرنس آف ویلز شہزادہ ایڈورڈ ہشتم نے رکھا تھا۔



(سنگ بنیاد کا فوٹو جو کالج میوزیم کی بیرونی دیوار میں نصب ہے)

سنگ بنیاد رکھنے کے بعد شہزادہ موصوف نے تقریب میں موجود علاقہ کے بہت سے ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجیوں کی طرف سے کرنل عمر حیات کے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے اپنی جوابی تقریر میں جہلم میں یہ فوجی ادارہ کھولنے کی توجیہ کی وہ یہ تھی کہ سکول شہنشاہ جارج پنجم کے ایماء سے اور ان کے نام سے منسوب رائل فاؤنڈیشن کی حیثیت سے ان وفاداریوں اور جانبازیوں کے اعتراف، شکریے اور صلے کے طور پر کھولا جا رہا ہے جو جنگ عظیم میں ہند کے سورماؤں نے تاج برطانیہ کے لئے سرانجام دیں۔ اسی تقریر میں انہوں نے توقع ظاہر کی کہ فوجیوں کے بچے جو آئندہ نسل در نسل یہاں تعلیم حاصل کریں گے وہ وفاداری، حب الوطنی اور خدمت کی اس روایت کو بھی استوار رکھیں گے جو ان کے آباء واجداد کی عظیم میراث ہے۔ پرنس آف ویلز کے اصل الفاظ یہ تھے۔

"I hope the descendants of the Soldiers who come to learn in this school will carry three simple facts in their minds as they daily pace this stone. Firstly, that this school was built by desire and at command of the King Emperor as token of his admiration and regard for the military classes in India, and in gratitude for this loyalty and devotion, that this stone was laid by me in loving memory of my comrades in the Great War; and thirdly, that the noblest use to which they can turn the education received here is to the upholding of the great tradition of loyalty, patriotism and service, which was handed down to them by their fathers".

(ترجمہ)

''آئندہ سال ہا سال تک نسل در نسل فوجیوں کے جو بچے اس سکول میں تعلیم حاصل کرنے آتے رہیں گے، میں امید کرتا ہوں کہ وہ صبح و شام اس سنگ بنیاد کے سامنے سے گزرتے ہوئے تین باتیں یاد رکھیں گے۔ اول یہ کہ یہ سکول شہنشاہ معظم جارج (پنجم) کے ایماء پر بنایا گیا، اس قدر و منزلت کے اظہار کے لئے جو شہنشاہ معظم کے دل میں انڈیا کے فوجی طبقوں کے لئے ہے اور اس احساس شکر گزاری کی علامت کے طور پر جو حضور والا ان کی وفاداری اور دلاوری کے لئے محسوس کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ یہ سنگ بنیاد میں نے جنگ عظیم میں اپنے ہمرکاب جانبازوں کی یاد میں رکھا۔ سوم یہ بھی کہ اس تعلیم کا جو یہاں سے حاصل کریں گے، بہترین مصرف یہ ہے کہ وہ وفاداری، حب الوطنی اور خدمت کی وہ اعلیٰ روایات برقرار رکھیں گے جو انہیں اپنے آباء سے ورثے میں ملی ہیں''۔

کے جی آر ایم جہلم کی تاسیس کے چند دنوں بعد ہی انڈین آرمی کے سکھ اور گورکھا فوجیوں کے بچوں کے لئے اسی نام سے ایک سکول کی بنیاد جالندھر میں رکھی گئی تھی اور ان دونوں سکولوں کی تعمیر و تشکیل کی ذمہ داری سکول آف آرمی ایجوکیشن بیلگام کے سابق کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ریڈفورڈ کے سپرد کی گئی تھی۔ وہی ایک عرصہ

تک ان سکولوں کے سپرنٹنڈنٹ رہے۔ انہی کی نگرانی میں جہلم اور جالندھر کے، کے جی آر سکولوں نے ترقی کی ابتدائی منزلیں طے کیں۔ لیفٹیننٹ کرنل ریڈفورڈ ان سکولوں کے تاسیسی پس منظر کے بارے میں اپنی یادداشتوں (مطبوعہ تربیت سلور جوبلی نمبر ۱۹۵۱ء) میں لکھتے ہیں۔

''جنگ (عظیم) کے دوران انڈین فوجیوں میں تعلیم کی کمی شدت سے محسوس کی گئی تھی۔ جنگ کے بعد میں نے تجرباتی طور پر یونٹ کی بوائز کمپنی کے لڑکوں کی ابتدائی تعلیم وتربیت کا بندوبست کیا۔ یہ لڑکے بہت موثر این سی اوز (NCO's) ثابت ہوئے اپنی کارکردگی کی بنا پر انہوں نے رینکس (Ranks) میں بہت تیزی سے ترقی کی۔ چنانچہ جب جی ایچ کیو میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ جنگ عظیم میں انڈین آرمی کی قربانیاں اور وفاداریوں کو کونسی موزوں یادگاری شکل دی جائے تو میں نے اپنے کامیاب تجربے کی روشنی میں حضور ملک معظم سے درخواست کی کہ اس مقصد کے لئے انڈین فوجیوں کے بچوں کے لئے سکول کھولنا مناسب ہوگا اس سے ملک معظم کی حکومت کو بھی فائدہ ہوگا اور وفادار دیسی فوجیوں کو بھی۔''

۱۹۳۰ء میں کنگ جارج رائل انڈین آرمی ملٹری سکولوں کے سلسلے میں ایک اور اضافہ ہوا۔ یہ نیا کے جی آر سکول اجمیر میں اس علاقہ کے ہندو راجپوت اور مرہٹہ فوجیوں کے لئے کھولا گیا اس کا مقصد تاسیس بھی وہی تھا جو جہلم اور جالندھر کے، کے جی آر سکولوں کا تھا۔

۱۹۳۹ء میں جبکہ یہ تینوں سکول ہائی سکول کا درجہ حاصل کر چکے تھے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے جو دستاویز ریگولیشنز فار کنگ جارج رائل انڈین سکولز جہلم، جالندھر، اجمیر Regulations for King George's Royal Indian Military Schools Jhelum, Jullunder & Ajmer کے نام سے شائع کی اس میں ان اداروں کے مقصد تاسیس کی توجیہ ان الفاظ میں کی گئی۔

King George's Royal Indian Schools have been founded for the education of the sons of the VCOs, NCOs, and men who are serving or have served in the regular Indian Army. Certain vacancies are reserved for state forces and for warrant officers and Ratings of the Indian Navy.

اس مقصد کی مزید توضیح لیفٹیننٹ کرنل ٹی ایچ ایل سٹیبنگ (کمانڈانٹ ملٹری کالج جہلم از ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۷ء) نے مضمون جہلم کی یادیں (Jhelum Memories) (مطبوعہ تربیت سلور جوبلی نمبر ۱۹۵۱ء) میں کے جی آر آئی ملٹری سکول کی تاسیسی دستاویز کے مقدمہ (Preamable) کے حوالے سے ان الفاظ میں کی۔

To provide the sons of pensioners and impoverished Indian Army soldiers or their orphans, with an education which would fit them to take their places as sepoys in their fathers' regiments.

یعنی کے جی آر سکولوں کا مقصد (Mandate) افسروں کے سوا دوسرے تمام ریٹائرڈ، حاضر سروس، خاص طور سے جنگ میں کام آنے والے فوجیوں کے موزوں بچوں کو ایسی تعلیم اور ٹریننگ دینا تھا جسکی بنیاد پر وہ اپنی آبائی پلٹن میں اپنا کیریئر بنا سکیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ تاج برطانیہ کی دلداری، خوشنودی، انکے ویلفیئر اور فوج کی اپنی تعلیم کی ضرورت کے عوامل کے علاوہ فوجی سکولوں کی تاسیس کا ایک سیاسی پس منظر بھی تھا۔ ۱۹۱۹ء کا رولٹ ایکٹ اور پھر پنجاب کا مارشل لاء، جلیانوالہ باغ کا قتل عام، حکومت کی ترکی پالیسی کی وجہ سے ۱۹۲۰ء کو تحریک ترک موالات (جس میں فوجی بھرتی نہ دینے کو بھی کہا گیا تھا) اور ملک کی بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی ایسے عوامل تھے جنہوں نے حکومت کو مجبور کیا کہ وہ فوج میں ہر سطح پر اپنی وفاداری مضبوط تر اور آئندہ امکانی جنگوں کے لئے فوج کی لیڈر شپ کی کارکردگی کو مزید بہتر بنائے۔ اس نقطہ نظر کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ جن دنوں میں یہ فوجی تعلیمی ادارے قائم کئے جارہے تھے۔ انڈیا کے کمانڈر انچیف لارڈ جنرل راولسن نے مرکزی قانون ساز اسمبلی میں اس سلسلے میں یہ بیان دیا کہ ایک اسکیم مرتب کی گئی جس کی غرض یہ ہے کہ موزوں ہندوستانی افسروں کو برٹش افسروں کی جگہ لینے کے لئے بتدریج تیار کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ فوجی اداروں کی تاسیس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ایسی دیسی قیادت تیار کی جائے جو بالآخر برٹش افسروں کی جگہ لے سکے۔

اس پس منظر میں فوج میں یکا یک تعلیم کے دروازے کھل گئے۔ ۱۹۲۱ء میں سکول آف آرمی ایجوکیشن بیلگام اور ۱۹۲۲ء میں این سی اوز اور وی سی اوز کی ٹریننگ کے لئے کچز کالج نوگانگ قائم ہوا۔ ۱۹۲۲ء کے اوائل میں پرنس آف ویلز نے پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون کا افتتاح کیا۔ پرنس آف ویلز کالج ڈیرہ دون حکومت کے انتہائی وفاداروں، خاص الخاص مراعات یافتہ اور وفادار طبقات کے لئے مخصوص تھا، (اس کی فیس اس وقت دوسو پچاس روپے ماہانہ تھی)۔ اور اسکا مقصد (Mandate) رائل ملٹری اکیڈمی سینڈھرسٹ کے لئے وفادار کیڈٹس تیار کرنا تھا۔ مارچ ۱۹۲۲ء میں جہلم اور جالندھر کے، کے جی آر سکولوں کی تاسیس بھی اس تاریخی سلسلہ کی کڑی تھی۔

سکولوں کی قومیائی تقسیم اور اسکے نتائج

غالباً محض انتظامی مصلحتوں کے مدنظر جہلم سکول کو مسلمان فوجیوں کے بچوں کے لئے اور جالندھر اور اجمیر کے سکولوں کو ہندو اور سکھ طلباء کے لئے مختص کر دیا گیا تھا۔

جہلم کی منظور شدہ تعداد ۳۰۳، جالندھر کی ۲۵۸ اور اجمیر کی ۲۱۰ تھی۔ آرمی کی یونٹوں کی ہر قوم کو نشستیں، مستقل طور پر الاٹ کر دی گئی تھیں اور ہر قوم کی نشستوں کو علاقہ وار بھی تقسیم کیا گیا تھا۔

مثلاً جہلم کی ۳۰۳ نشستوں کو پٹھان، پنجابی، ہزاروی، بروہی، مشرقی پنجاب، یوپی، راجپوتانہ، مدراسی، دکنی مسلمانوں میں (غالباً ہر یونٹ میں ان کی تعداد کے اعتبار سے) بانٹا گیا تھا۔ اس طرح جالندھر سکول میں سکھوں، ڈوگروں، پنجابی، برہمن، گورکھوں، کمایوں کی نشستیں تھیں۔ اجمیر میں راجپوت، جاٹ، یوپی اور مشرقی پنجاب کی دوسری ذاتیں، مدراسی، ہندو اور مرہٹے رکھے گئے تھے۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ انڈین آرمی کی یونٹیں مخلوط تھیں۔ یعنی ہر یونٹ ہر قوم کے اور اس قوم کے بھی ہر علاقے کے فوجی ہوتے تھے۔ لیکن سکولوں کو قومی بنیاد پر کھولا گیا تھا۔ غالباً یہ فیصلہ انتظامی سہولتوں کے لئے کیا گیا ہوگا۔ اس لئے کہ یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ حکومت برطانیہ نے دو قومی نظریے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سکولوں کو قوموں سے مخصوص کیا تھا۔ بہرحال عملی طور پر یہ سکول اپنی اپنی قوموں کے کلچر کی تصویر بنتے گئے۔ جہلم سکول ۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۲ء تک سراسر مسلم ادارہ تھا۔ سوائے انگریز کمانڈانٹ اور ایک دو وارنٹ آفیسرز کے سب کمیونٹی طلبا، اساتذہ، ملازمین مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ جہلم میں چونکہ ہندوستان کے ہر علاقے کے مسلمان فوجیوں کے بچوں کا ارتکاز تھا اس لئے ان میں ملی یک جہتی اور مسلم قومیت کا احساس شعوری اور لاشعوری طور پر پروان چڑھا۔ خوش قسمتی سے سکول کے ابتدائی دور میں سکول کو ایسے مسلمان اساتذہ جیسے کیپٹن فتح روز خان، ڈرائینگ ماسٹر احمد دین صاحب، رسالدار میجر ایم اے لطیف ایم اے، رسالدار میجر احمد علی خان، رسالدار میجر کامیاب خان، صوبیدار فتح خان ملے جو اسلامی اور قومی عصبیت رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی وجہ سے جہلم سکول شروع دن سے ایک چھوٹا سا پاکستان بنا رہا۔ یہاں جو قومی عصبیت پروان چڑھی، آگے چل کر پاکستان کے بہت کام آئی۔ ۱۹۴۲ء کے اواخر تک ان سکولوں کی یہ یک قومی حیثیت برقرار رہی۔ ۱۹۴۳ء میں تینوں کے جی آر ملٹری سکولوں کو مخلوط کیا گیا۔ یعنی ہر سکول میں ہر قوم کے کچھ نئے لڑکے داخل کئے گئے۔ یہی اصول سٹاف کی تعیناتی کے بارے میں بھی ملحوظ رکھا گیا۔ وجہ ظاہر ہے کہ یہ فیصلہ ان سیاسی تبدیلیوں اور تحریکوں کی وجہ سے کیا گیا تھا جو ان دنوں برصغیر میں رونما ہو رہی تھیں۔ سارا ہندوستان دو قومی نظریئے کی زد میں تھا۔ آرمی کو بھی ہندو آرمی اور مسلم آرمی بننے سے روکنے کے لئے یہ اقدام کیا گیا تھا جس کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اور ان کالجوں میں غیر حقیقی متحدہ قومیت نہیں پنپ سکی۔ ملٹری کالج کی یہ خصوصیت کہ یہ شروع سے ایک مسلم ادارہ رہا اور اسکا اسلامی تشخص کبھی ماند نہیں پڑا پاکستان خاص طور پر افواج کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

مقصد تعلیم اور معیار تعلیم

اس سلسلہ میں کے جی آر ایم سکول جہلم اور جالندھر کے مستقل احکامات مجریہ ۱۸۲۶ء میں یہ وضاحت کی گئی ہے۔

(الف) سکول کے نصاب کا مقصد یہ ہے کہ ایک طالب علم کو ایسی ذہنی اور جسمانی تربیت دی جائے کہ وہ آخر کار فوج میں اپنا کیریئر بنا سکے اور پیشہ ورانہ لحاظ سے اس کی قیادت موثر ہو اور وہ اچھا انسٹرکٹر بھی ثابت ہو۔ وہ جہاں قدم اٹھائے سوچ سمجھ کر اٹھائے۔

(ب) معیار تعلیم کے بارے میں یہ صراحت کی گئی ''نصاب تعلیم اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ ایک طالب علم کی عمومی تعلیم (سول کی) چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعت کے برابر ہو سکے۔ ۱۹۳۹ء کے ریگولیشنز میں بھی آرمی کیریئر ہی کو مقصود و منتہی بنایا گیا۔''

داخلہ کا استحقاق اور طریق کار

انڈین آرمی اور نیوی کے ان غیر افسر فوجیوں کے بچے جو فوج میں کم از کم دس سال نوکری کر چکے ہوں داخلے کا استحقاق رکھتے تھے۔ سکول کی سیٹیں یونٹوں کو الاٹ تھیں۔ امیدوار اپنی آبائی یونٹوں کو ہی داخلے کی درخواست دیتے تھے۔ یونٹ کے سی او اپنے کوٹے سے موزوں امیدوار نامزد کرتے تھے۔ ان کی تعلیم کے اخراجات اٹھانے اور ان کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد انہیں اپنی یونٹ میں بھرتی کرنے کے پابند ہوتے تھے۔ یونٹوں کو نامزد کرنے کا اختیار ضرور تھا لیکن ان کو یہ ہدایت بھی کی گئی تھی۔

(الف) بیک وقت ایک کلاس میں وی سی او کے بچے ایک تہائی سے زیادہ نامزد نہ کئے جائیں۔

(ب) پنشنرز کے حقوق کا بھی خیال رکھا جائے۔

(ج) تیسرے یہ کہ اہلیت اور میرٹ کا لحاظ بہرصورت رکھا جائے۔

داخلے کی دوسری شرائط یہ تھیں کہ عمر، مطلوبہ تعلیمی معیار، میڈیکل فٹنس پورا کرنے کے بعد داخلہ کا فیصلہ سکول کی ایڈوائزری کمیٹی انٹرویو کے بعد کرتی تھی۔ یہ کمیٹی پانچ سال کا کورس مکمل کرنے کے بعد ہر لڑکے کے بارے میں فیصلہ کرتی تھی کہ اسے یونٹ میں بھرتی کے لئے واپس بھیجا جائے یا تعلیمی اہلیت کی بناء پر مزید تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ دیا جائے یا کسی اور وجہ سے سکول سے خارج کیا جائے۔

تعلیم کے مصارف اور عرصۂ تعلیم

تعلیم اور رہائش فری تھی۔ میسنگ کے لئے ساڑھے سات روپے والدین کی یونٹوں سے چارج کئے جاتے تھے۔ پانچویں سے آٹھویں تک چار سال، نصابی تعلیم کے لئے تھے۔ پانچویں سال آرمی کلاس میں زیادہ تر ملٹری ٹریننگ دی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ شروع کے سالوں میں چلا۔ ۱۹۳۲ء میں صورت حال بدلنے لگی۔

روشنی کے سفر کا آغاز

(پہلی منزل، از ۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۲ء)

سکول نے ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء سے کام کرنا شروع کیا۔ اس دن ۲۱ لڑکے داخل ہوئے۔ سکول نمبر ایک کا نام قربان خان (دوسری جنگ عظیم کے دوران صوبیداری کے رینک میں جنگ میں کام آئے) تھا اور نمبر دو کا نام سلطان محمد (بعد میں بریگیڈیئر، پی ایم اے کے کمانڈانٹ اور عالمگیریز ایسوسی ایشن کے پہلے صدر) تھے۔

پہلے سال کے داخلہ کا سلسلہ مئی ۱۹۲۶ء تک چلا۔ پہلے سال کے آخری طالب علم کا نمبر ۹۸ اور نام منور خان تھا۔ پہلے سال کے بیشتر داخلے چند کو چھوڑ کر تیسری اور چوتھی میں ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں صرف ۳۳ لڑکے داخل ہوئے وہ بھی دوسری، تیسری اور چوتھی کلاس میں۔ موزوں امیدوار نہ ملنے کی وجہ سے ۱۹۲۷ء میں داخلے کا معیار مزید کم کرنا پڑا۔ اس سال پہلی، دوسری میں بھی داخلے ہوئے۔ ۱۹۲۹ء سے صورت حال بہتر ہونا شروع ہوئی۔ تا آنکہ ۱۹۳۲ء میں بیشتر داخلے تیسری سے پانچویں اور چھٹی جماعت میں ہوئے۔

شروع میں سکول کا پانچ سالہ نصاب چوتھی جماعت سے آٹھویں تک تھا۔ لیکن ابتدائی سالوں میں جو لڑکے نچلے درجوں میں داخل ہوئے انہیں اپنی کلاسوں کے نصاب کے مطابق پڑھا کے بتدریج اوپر لایا جاتا تھا۔ نصاب میں سول کے مروجہ مضامین کے علاوہ جنرل نالج، میپ ریڈنگ، فرسٹ ایڈ، نیچر سٹڈی کے مضامین شامل تھے۔ یہ وسیع تر نصاب سکول کی تعلیم کو وسعت اور گہرائی دیتا تھا۔

تربیت

سکول کے بنیادی مقاصد میں قیادت کی تربیت شامل تھی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے سکول کے سپرنٹنڈنٹ کرنل او ایچ ریڈفورڈ نے جو خود ایک پبلک سکول کے پروردہ تھے، سیکشن، پلاٹون اور کمپنی کے رجمنٹل سسٹم میں پبلک سکول کے عناصر ترکیبی۔ ہاؤس سسٹم، پریفکٹوریل سسٹم، منظم کھیل کی آمیزش سے ایک نیا سسٹم وضع کیا تھا۔ ۱۹۲۶ء کے مستقل احکامات میں ایک پریفیکٹس کونسل کا ذکر بھی ہے۔ یہ کونسل بھی سکول کو پبلک سکولی آب ورنگ دینے کے منصوبے کے سلسلے کی ایک چیز تھی۔

سٹاف

سکول کے پہلے کمانڈانٹ آر اے ای سی کے لیفٹیننٹ ڈبلیو ایل کلارک (انہیں کیپٹن کا لوکل رینک ۱۹۲۷ء میں عطا ہوا) خود بھی ایک پبلک سکول کے پڑھے ہوئے تھے اور فوج میں آنے سے پہلے ایک سکول میں ہیڈ ماسٹر رہ چکے تھے۔ وہ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۰ء تک سکول کے کمانڈانٹ رہے۔ ۱۹۳۰ء میں وہ اجمیر میں قائم ہونے والے نئے کے جی آر ملٹری سکول کے کمانڈانٹ ہو کر اپریل ۱۹۳۰ء میں پوسٹ آؤٹ ہوئے۔

اپریل ۱۹۳۰ء میں نئے کمانڈانٹ کے آنے تک چند ماہ سکول کے ہیڈ ماسٹر آنریری کیپٹن فتح روز خان سکول کے ایکٹنگ کمانڈانٹ رہے۔ دو سینئرز ماسٹرز (رسالدار/صوبیدار) دو ہاؤسوں برڈووڈ اور رابرٹس کے ہاؤس ماسٹر بھی تھے۔ چار جونیئر ماسٹرز، جمعدار، تین اسسٹنٹ ماسٹرز (دفعدار/حوالدار) ایک دو اُردو ٹیچر، ایک ڈرائنگ ماسٹر، ایک استاد دینیات یہ کل سٹاف تھا۔ سینئرز ماسٹرز اور جونیئر ماسٹرز میٹرک پاس تھے۔ (صرف ایک رسالدار ایم اے لطیف نے اپنے طور پر ایم اے کر لیا تھا اور ایم اے لطیف ایم اے مشہور تھے) اسسٹنٹ ماسٹرز انڈر میٹرک تھے۔ یہ شروع کے چند سالوں ۲۹-۱۹۲۵ء کی بات ہے جب سکول میں ابتدائی جماعتیں زیادہ تھیں۔ اپنی رسمی تعلیم کم ہونے کے باوجود بیشتر استاد بہت اچھے تھے اور ان میں سے چند ایک جیسے صوبیدار غلام احمد (جو بعد میں اے ای سی میں میجر ہو گئے) رسالدار ایم اے لطیف ایم اے، رسالدار احمد علی خان، ڈرائنگ ماسٹر احمد دین صاحب، جمعدار فیض محمد خان اپنے اپنے مضمون کے ماہر اور بڑی جاندار شخصیتوں کے مالک تھے۔ جنہوں نے طلباء کی کرداری، مذہبی اور قومی تربیت میں مؤثر کردار ادا کیا۔ ہیڈ ماسٹر ایس آئی او صوبیدار میجر روز خان کا اپنا منفرد مقام تھا۔ کالج کے اساتذہ پر کتاب ''چراغوں کی

قطار“ میں، ان حضرات کے شاگردوں، ۱۹ بریگیڈیئر محمد حیات، ۷۵ میجر محمد نواز، ۱۷۳ بریگیڈیئر رب نواز، ۱۹۱ بریگیڈیئر عباس بیگ، ۲۵۰ لیفٹیننٹ کرنل گل شیر نے ان کا ذکر بڑی عقیدت سے کیا ہے۔ کسی ادارہ کی تعمیر وتشکیل میں اس کے اساتذہ کا بڑا کلیدی کردار ہوتا ہے۔ یہ اس ادارے کی بڑی خوش قسمتی تھی کہ اسے شروع ہی سے بہت اچھے استاد ملے جنھوں نے اپنے طلبہ کی تعلیمی اور کرداری بنیادوں کو بہت مضبوط بنا دیا۔ یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ سکول کے پہلے دن کے ۲۱ لڑکوں میں سے دو (نمبر ۲ سلطان محمد، نمبر ۱۹ محمد حیات) بریگیڈیئر، ایک (نمبر ۴ شمس الرحمٰن) ڈاکٹر اور ایک (نمبر ۵ انور محمد) ڈپٹی کمشنر ہوئے۔ حکومت نے ۱۹۲۲ء میں پرنس آف ویلز کالج اعلیٰ طبقوں کے لڑکوں کو کمیشن دینے کے لئے اور کے جی سکولوں کو اپنی دانست میں این سی اوز اور زیادہ سے زیادہ وی سی اوز تیار کرنے کے لئے قائم کیا تھا۔ لیکن جب مواقع ملے تو یہاں کے طلباء لعل وگہر بن کر ابھرے۔ اس کا کریڈٹ بڑی حد تک ادارے ہی کو جاتا ہے۔

۱۹۲۶ء میں کے جی سکولوں میں انٹر سکول سپورٹس کے سالانہ مقابلے شروع ہوئے۔ جو ایک سال جہلم میں اور دوسرے سال جالندھر میں ہوئے تھے۔ ان کو جاری کرنے کا کریڈٹ سکول کے سپرنٹنڈنٹ کرنل ریڈ فورڈ کو جاتا ہے۔ فلیگ آف آنر بھی انہی نے عطا کیا تھا۔ ۱۹۲۹ء میں جہلم بریگیڈ کے کمانڈر اور سکول کے ایڈوائزری کمیٹی کے پریذیڈنٹ بریگیڈیئر گارڈنر نے گارڈنر میڈل جاری کیا جو ۱۹۳۰ء سے ہر سال، سال کے آل راؤنڈ بیسٹ پیوپل (All Round Best Pupil) کو دیا جاتا تھا۔ (طلبا کو اس زمانے میں سرکاری طور پر پیوپل کہا جاتا تھا۔ کیڈٹ کا لفظ ۱۹۴۳ء سے رائج ہوا)۔ ۱۹۵۹ء تک گارڈنر میڈل جاری رہا۔

ایک سنگ میل

سکول کے ارتقاء کے سفر میں ۱۹۲۹ء ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال سکول کا تیسرا ہاؤس اسکین ہاؤس قائم ہوا جس میں وہ لڑکے جو آٹھویں کا امتحان پاس کر چکے تھے اور عمر کے لحاظ سے پکے ہو چکے تھے، شفٹ کئے گئے اور آرمی پلاٹون کے نام سے ان کی ملٹری ٹریننگ شروع ہوئی۔ یہ معمول کی کارروائی تھی۔ تاریخی اقدام یہ ہوا کہ اس سال غیر سرکاری طور پر نویں جماعت کھولی گئی۔ اس میں وہ طلباء رکھے گئے جو پڑھائی میں اچھے تھے اور آرمی پلاٹون کی عمر کو بھی نہیں پہنچے تھے جو مزید تعلیم سے مستفید ہونے کے اہل سمجھے گئے۔ ۴ شمس الزمان (بعد کو ڈاکٹر) ۱۹ محمد حیات (بالآخر بریگیڈیئر) ۵ انور محمد (ڈپٹی کمشنر) ۲۱ محمد اکرم (لیفٹیننٹ کرنل) ۷۵ محمد نواز (میجر) ۸۱ محمد نواز (کمانڈر نیوی) اس پہلی میٹرک کی کلاس میں شامل تھے۔ اس میٹرک کی کلاس کی ابتداء کوئی ایسا فیصلہ نہ تھا جو کمانڈانٹ کیپٹن کلارک نے اپنے طور پر کر لیا ہو۔ اسکین کمیٹی (جس کی سفارش پر انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں ۱۹۳۲ء میں قائم ہوئی) کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل اسکین جون ۱۹۲۸ء میں اسکین ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھنے یہاں آئے تھے۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں اسکین کمیٹی کے ایک اور رکن ڈاکٹر بی ایس مونجے نے کالج کا معائنہ کیا۔ فروری ۱۹۲۲ء میں کمانڈر انچیف لارڈ راؤلسن نے مرکزی قانون ساز اسمبلی میں بیان دیا تھا کہ حکومت انڈین آرمی میں دیسی افسروں کو بتدریج برٹش افسروں کی جگہ لینے کا موقع دے گی۔ سکول میں نویں کلاس کا اجراء یقیناً حکومت کی ایک سوچی سمجھی پالیسی کا نتیجہ تھا۔

اکتوبر ۱۹۳۰ء میں سکول سے پانچ سال کا کورس پورا کر کے پہلا بیچ پاس آؤٹ ہوا۔ اس میں ہیڈ بوائے نمبر ۲۹ محمد زر (کیپٹن) اور نمبر ۲ سلطان محمد (بریگیڈیئر) بھی شامل تھے۔ ۱۹۳۰ء ہی میں سکول کے پہلے کمانڈانٹ کیپٹن ڈبلیو ایل کلارک کے نئے کے جی آر ملٹری سکول اجمیر میں تبادلے پر ان کی جگہ ان کے ہم نام کیپٹن ایچ ایچ کلارک نے لی جو رائل ملٹری اکیڈمی سینڈھرسٹ میں انسٹرکٹری کا تجربہ رکھتے تھے اور مزاج اور طریق کار کے لحاظ سے اپنے پیش رو کلارک سے بالکل مختلف تھے۔ سینئر کلارک کا مزاج پروفیسرانہ تھا۔ اس وقت جبکہ سکول پرائمری کے کم عمر بچوں سے شروع ہو رہا تھا ایسے ہی حلیم الطبع اور نرم رو ہیڈ ماسٹر کی ضرورت تھی۔ اپنے تقریباً پانچ برس کے دور میں جناب ڈبلیو ایل کلارک نے کسی لڑکے کو کوئی سزا نہیں دی۔ جب سکول کی عمر بڑھی اور اس کو ملٹری ٹچ دینے کی ضرورت پیش آئی تو ایچ ایچ کلارک کو بھیجا گیا۔

جہلم سکول اس زمانے میں بھی جب طلبہ کی تعداد اڑھائی سو تھی اور سکول کا معیار تعلیم مڈل سے زیادہ نہ تھا اور کالج کمان ایک لوکل رینک کے کیپٹن کے ہاتھ میں تھی آرمی ہیڈ کوارٹرز بلکہ گورنمنٹ آف انڈیا کی توجہ کا مرکز تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ سکول کھلنے کے بعد چند ماہ کے عرصے میں جو معروف حضرات سکول کو دیکھنے آئے ان میں کمانڈر انچیف فیلڈ مارشل سر ولیم برڈ ووڈ، جنرل کلاڈ ڈبلیو جیکب، لیفٹیننٹ جنرل سر اینڈریو سکین، چیف آف جنرل سٹاف وائسرائے ہند لارڈ ڈارون شامل تھے۔ اس زمانہ کی وزیٹرز بک دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سکول میں وی آئی پی وزیٹرز کا تانتا بندھا رہتا تھا اور یہ بے وجہ نہ تھا۔ کیپٹن ایچ ایچ کلارک سینئر کلاسز کو انگریزی پڑھاتے تھے۔ ان کی مسز جونیئر کلاسز میں ہاؤس وائف یعنی میک اینڈ مینڈ (Make and Mend) کا پیریڈ بھی لیتی تھی۔ کیپٹن ایچ ایچ کلارک کے زمانے میں ۱۹۳۱ء اور

۱۹۳۲ء میں دسویں کے دولوکل امتحان ہوئے۔۱۹۳۲ء میں جن طلباء نے دسویں کا امتحان پاس کیا ان میں ۱۹محمد حیات (بریگیڈیئر) ۳۷محمد نواز (میجر) ۳۱۷رب نواز (بریگیڈیئر) بھی شامل تھے۔۱۹۳۲ء میں ہی ایک برٹش سارجنٹ مسٹر اٹین انگریزی پڑھانے کے لئے پوسٹ ہوئے۔۱۹۳۳ء کے اوائل میں کیپٹن ایچ ایچ کلارک کا تبادلہ ہوگیا۔ان کے ساتھ ہی سکول کا تشکیلی دور اختتام کو پہنچا۔یعنی ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۳ء تک کے عرصے میں تمام ضروری عمارتیں ہسپتال، دوسرا اکیڈیمک بلاک (موجودہ ایڈم بلاک) تیسرا ہاؤس، اسکین ہاؤس پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔تعلیمی اعتبار سے سب سے اہم پیش رفت یہ ہوئی کہ میٹرک کلاسز جو ۱۹۲۹ء میں تجرباتی طور پر شروع کی گئی تھیں، ۱۹۳۲ء تک مستحکم ہوگئیں۔۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۲ء میں میٹرک کے دولوکل امتحان بھی ہوئے۔گویا عملی طور پر سکول نے ہائی کا درجہ حاصل کرلیا۔

پہلے دور ۳۲۔۱۹۲۵ء کی ہم نصابی (Co - curricular) سرگرمیاں

سکول کے کری کیولم میں پی ٹی پریڈ اور سپورٹس کے علاوہ سکاؤٹنگ بھی شامل تھی۔سال میں ایک بار نومبر میں اپر جہلم نہر کے پار دس دن کا سکاؤٹنگ کیمپ ہوتا تھا۔جس میں سکاؤٹنگ کی عملی تربیت کے لئے رات کو ستاروں کی مدد سے میپ ریڈنگ بھی سکھائی جاتی تھی۔کیمپ کے دوران ان سکاؤٹس کو روائتی کیمپ فائر پروگرام بھی ہر روز ہوتا تھا۔یہی اس زمانے کا سالانہ ڈرامیٹک شو تھا۔اس میں لوک گیت، لوک کہانیاں اور رقص پیش کئے جاتے۔انٹر کے جی سکول سپورٹس ٹورنامنٹ کے سالانہ مقابلوں میں ہاکی، فٹ بال، باسکٹ بال اتھلیٹکس کے علاوہ کشتی بھی شامل تھی۔اس سالانہ ٹورنامنٹ کی جو باری باری تینوں کے جی سکولوں میں ہوتا تھا، ایک تفریحی اور سوشل حیثیت بھی تھی۔سکول میں ایک ہفتے جشن کا سا سماں رہتا اور سال بھر کی روٹین کی گرد جھڑ جاتی۔

سکول میں ۱۱نومبر آرمسٹس ڈے (Armistice) اور یکم جنوری کی (Proclamation day) پریڈ المعروف بہ ''ہراپریڈ'' جو پہلے دور کی اہم تقریبات تھیں ان کی ایک حیثیت ہم نصابی سرگرمی (Co-Curricular Activity) کی بھی تھی سکول بینڈ جو ۱۹۲۷ء میں شروع کیا گیا تھا وہ بھی سکول میں کبھی کبھی رنگ بھرتا تھا۔

تعلیمی سیاحتیں (Excursions)

بس یہی تھیں کہ ۱۹۲۹ء میں رسالدار ایم اے لطیف ایم اے سکول کے پی ٹی سکواڈ کو پی ٹی شو کے لئے علی گڑھ یونیورسٹی لے گئے۔واپسی میں کپور تھلے کی مشہور مسجد دیکھی اور لاہور کے ایچی سن کالج میں ایک رات گزاری۔صبح وہاں ایک میچ کھیلا۔۱۹۳۱ء میں سکول کا پی ٹی اور ڈرل سکواڈ راولپنڈی گیا اور ناردرن کمانڈ کے ہارس شو کے دوران جو سپورٹس ہوئیں ان میں شرکت کی۔

مذہبی تشخص

۱۹۲۶ء سے جب سکول کی مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔تمام لڑکوں کے لئے مسجد میں مغرب اور جمعہ کی نماز سکول روٹین کا حصہ تھی۔رمضان کے روزے سب بڑے لڑکے رکھتے تھے۔سارے سینئر انڈین آفیسرز کیپٹن فتح روز خان، رسالدار احمد علی خان، رسالدار ایم اے لطیف، صوبیدار فیض محمد خان اور صوبیدار غلام احمد سب نماز کے پابند تھے۔آخرالذکر دونوں تہجد گزار بھی تھے۔ان اساتذہ کی دینداری اور مذہبی عصبیت لڑکوں کی دینی تربیت کا خاموش لیکن مؤثر ذریعہ تھی۔۱۹۲۷ء سے مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔۱۹۳۱ء میں فاضل دیوبند مولوی محمد یوسف کے سکول میں دینیات کا استاد اور امام مسجد مقرر ہونے سے جمعے کے خطبوں میں علم وفضل کا رنگ آ گیا۔مولوی یوسف ہی نے سکول کی مسجد میں پہلی بار ۱۹۳۲ء میں میلاد النبی ﷺ کی تقریب کا اہتمام بھی کیا۔

☆☆☆☆

روشنی کے سفر کی دوسری منزل

عہد سلیبی (۱۹۲۷ء۔۱۹۳۳ء)

کیپٹن ولیم فلپ سلیبی ایم سی، ایم اے آکسفورڈ نے مئی ۱۹۳۳ء میں سکول کا چارج لیا۔ جیسا کہ پہلے دور (۳۲۔۱۹۲۵ء) کے جائزہ سے ظاہر ہوگا کہ شروع دن سے سکول کی ترقی کی (Range) اور رفتار اس رینج اور رفتار سے کہیں زیادہ رہی جو اس تعلیمی منصوبہ کے لئے سوچی گئی تھی۔ یہ توسیع اور تیزی یقیناً ان عوامل کا نتیجہ تھی جو اس سکول سے باہر بلکہ آرمی ہیڈکوارٹرز سے باہر کارفرما تھے۔ ایک عرصہ سے پیل (Peel) کمیشن کی سفارشات کے نتیجے میں آرمی کو انڈیانے کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ ۱۹۲۰ء کے بعد یکے بعد دیگرے فوجی تعلیمی اداروں کی تاسیس اور تشکیل جنگ عظیم کے بعد کے سیاسی تقاضوں کی مرہون منت تھی۔ ۱۹۲۷ء کے سائمن کمیشن کے پس منظر میں اسکین کمیٹی کی سفارش سے ۱۹۳۲ء میں ڈیرہ دون میں انڈین ملٹری اکیڈمی قائم ہوئی تو اس کے قیام کا فوری اثر کے جی آر آئی ملٹری سکولوں کی ترقی پر بھی پڑا۔ وہ اس طرح کی پیل کمیشن کی سفارشات کے مطابق فوج کو انڈیانے اور وفاداری کی روایت کو مزید استوار اور مستحکم کرنے کے لئے آئی ایم اے کی ہر انٹری کی نصف تعداد یعنی پندرہ کیڈٹس کو ریگولر انڈین آرمی سے لینے کا اصول رکھا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ آدھے افسر سرونگ وی سی اوز اور ادر رینکس سے لئے جائیں گے۔ اس شرط کا خاطر خواہ نتیجہ ہوا۔ آرمی کے ہر سینٹر میں وائی کیڈٹ سکیم کھل گئی۔ حاضر سروس وی سی اوز، ادر رینکس اور دوسرے وائی کیڈٹس کو پری کیڈٹ کالج نوگانگ کے ذریعے آئی ایم اے کے لئے تیار کیا جانے لگا۔ اس پس منظر میں کے جی آر سکولوں میں بھی آرمی کے امتحانات کا اجراء ہوا۔ (یونٹوں میں تو پہلے سے جاری تھے) کے جی آر سکولوں کی تمام تعلیم اور ان امتحانوں کی سیڑھی کے ذریعے کے جی بوائز کے لئے اپنی یونٹوں میں وائی کیڈٹ سکیم سے استفادہ کرنا بہت آسان ہوگیا۔ وائی کیڈٹس کچز کالج اور پھر وہاں سے ایک جست میں آئی ایم اے یہ سلسلہ تھا۔ مختصر یہ کہ ۱۹۳۲ء میں سکول میں آرمی کے امتحانات کا اجراء اور ۱۹۳۳ء کے اوائل میں آرمی کے پہلے امتحانات کا انعقاد کالج کی ترقی میں ایک سنگ میل ہی کی نہیں ایک منزل کی حیثیت رکھتا ہے۔

آرمی کے امتحانات

آرمی کے امتحانات یہاں ۱۹۳۲ء میں شروع ہوئے اور ۱۹۵۷ء تک (پچیس سال) کسی نہ کسی شکل میں جاری رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کا بھی تعارف کرایا جائے۔ انڈین آرمی منظم تو ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ سے ہونا شروع ہوگئی تھی لیکن آرمی میں تعلیم کا سلسلہ جنگ عظیم اول کے تجربات اور مابعد کے سیاسی حالات کے تقاضوں کی روشنی میں ۱۹۲۱ء میں بیلگام میں سکول آف ایجوکیشن کھلنے سے شروع ہوا۔ جس کے بانی کمانڈانٹ میجر او ایچ ریڈفورڈ تھے۔ بیلگام سکول ایک تدریسی ادارہ ہونے کے علاوہ ٹیچرز ٹریننگ سکول بھی تھا۔ یہاں فن تدریس کی ابتدائی تربیت بھی دی جاتی تھی۔ سکول آف آرمی ایجوکیشن نے سیکنڈری سکول تک کے اسٹیج کی جنرل ایجوکیشن کو آٹھ منزلوں میں ترتیب دیا تھا۔ پہلا مرحلہ ریکروٹ ٹیسٹ کا تھا۔ پھر تین سرٹیفکیٹ تھے۔

الف۔ تھرڈ کلاس سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن، ب۔ سیکنڈ کلاس سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن،

ج۔ فرسٹ کلاس سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن اس کے ساتھ ساتھ تین سرٹیفکیٹ انگلش کے تھے۔

۱۔ تھرڈ کلاس انگلش سرٹیفکیٹ، ۲۔ سیکنڈ کلاس انگلش سرٹیفکیٹ، ۳۔ فرسٹ کلاس انگلش سرٹیفکیٹ

ان چھ سرٹیفکیٹ کے بعد آرمی کا سب سے اونچا امتحان (سول کے میٹرک کے متوازی) سپیشل سرٹیفکیٹ کا امتحان آتا تھا۔

نصاب تعلیم (Curriculum)

ان تمام سرٹیفکیٹس کا کری کیولم مندرجہ ذیل عنوانات پر مشتمل تھا۔

۱۔ کردار (Conduct) اوراجتماعی جذبہ وفاداری (Esprit de corps)

۲۔ رجمنٹل ہسٹری

۳۔ جغرافیہ

۴۔ ہسٹری

۵۔ رومن اردو

۶۔ انگلش

۷۔ رومن کے سوا کوئی جدید ہندوستانی زبان

۸۔ ریاضی

۹۔ میپ ریڈنگ

۱۰۔ حفظان صحت اور صفائی

۱۱۔ شہریت

پروموشن

تھرڈ کلاس سرٹیفکیٹ کا امتحان لانس دفعدار، نائیک اور لانس نائیک کے پروموشن کے لئے، سیکنڈ کلاس کا امتحان، دفعدار یا حوالدار کے لئے، فرسٹ کلاس جمعدار یا وارنٹ آفیسر رینک کے پروموشن کے لئے ضروری تھا۔ پاس مارکس ۵۰ فیصد تھے اور امتیازی مارکس ۸۰ فیصد۔

آرمی سپیشل کے امتحانات میں شہریت کے ساتھ جنرل نالج کا مضمون بھی شامل تھا۔ فرسٹ کلاس سرٹیفکیٹ آف جنرل ایجوکیشن اور فرسٹ کلاس انگلش سرٹیفکیٹ کچز کالج نوگانگ جانے کے لئے کافی تھا۔ آرمی سپیشل وہ خود کراتے تھے۔ آئی ایم اے کے لئے ضروری تھا۔ ۱۹۳۳ء سے سکول میں داخلہ چھٹی جماعت سے حضور احمد خان (نمبر ۴۰۲۔ کرنل ایم سی) سے شروع ہوا۔ ۱۹۳۹ء کے ریگولیشنز میں سکول کے لئے جو نصاب دیا گیا ہے وہ چھٹی جماعت سے دسویں (آرمی سپیشل) تک کا ہے۔

دوسرے دور کی اہم خصوصیات

آرمی کے امتحانات کے اجراء سے سکول کے تعلیمی معیار میں مزید اضافہ ہوا۔ خصوصاً فرسٹ کلاس انگلش کی کلاس کو وارنٹ آفیسر مسٹر ایٹن کے علاوہ خود کمانڈانٹ بھی پڑھاتے تھے۔ ان کی بیگم دو دو چار چار کے گروپ کو اپنے بنگلے پر بلا کر فرسٹ کلاس انگلش کے زبانی امتحان کی تیاری کراتی تھی۔ (ان کاوشوں کا ذکر کرنل سلیبی نے اپنی یاداشتوں میں کیا ہے)

۱۹۳۵ء میں سکول میں پہلی بار ایک گریجوایٹ سویلین ٹیچر مسٹر بشیر احمد کا تقرر ہوا جو بڑے اچھے سپورٹس مین بھی تھے۔ (پنجاب یونیورسٹی کی فٹ بال ٹیم میں کھیل چکے تھے) اسی سال سٹاف میں ایک اور وارنٹ آفیسر مسٹر ٹرنر کا اضافہ ہوا۔ حوالدار اولیا خان بی اے بھی اسی سال آئے۔ ۱۹۳۶ء بھی سکول کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال سکول کو کچز کالج کی ہر ٹرم میں براہ راست ایک طالب علم (سال میں دو) بھیجنے کا استحقاق ملا جو کمیشن کا دروازہ براہ راست کھولنے کے مترادف تھا۔

اس سال کچز کالج کے لئے سکول کے جو دو طالب علم براہ راست نامزد ہوئے وہ ۲۵۰ ہیڈ بوائے محمد گل شیر اور سینئر پریفیکٹ ۳۱۷ محمد اجمل تھے۔ ۳ جون ۱۹۳۶ء کی شام جب گل شیر نوگانگ جانے کے لئے روانہ ہوئے تو سکول میں جشن کا سماں تھا۔ ۱۹۳۶ء ہی میں سکول کو براہ راست آرمی سپیشل کا امتحان دلانے کی اجازت ملی اور یہ لازمی قرار پایا کہ ہر استاد کم از کم آرمی سپیشل پاس ہو۔ اس سیشن میں سکول میں تین گریجویٹ این سی اوز اور دفعدار آغا علی احمد شاہ، حوالدار سرفراز حسین شاہ اور حوالدار اشرف شاہ آئے تھے۔ (آخر الذکر دونوں لیفٹیننٹ کرنل ہو کر ریٹائر ہوئے) دوسرے استادوں میں صوبیدار سکندر خان (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل اور کمانڈانٹ سکول آف آرمی ایجوکیشن مری) کا سٹاف پر آنا بھی سکول کے لئے ایک نعمت تھا۔ ۱۹۳۷ء میں سکول سے آرمی سپیشل کا پہلا امتحان پاس کرنے کا کارنامہ جن دو طلباء نے انجام دیا وہ ۳۸۰ شیر محمد اور ۳۱۷ محمد ایوب تھے۔

ترقی کے دوسرے پہلو

تعلیمی دائرے کی ترقیوں کے علاوہ دوسرے دائروں میں بھی کافی پیش رفت ہوئی۔ کیپٹن سلیبی نے تینوں ہاؤسوں کے باورچی خانوں کے ساتھ ڈائننگ ہال تعمیر کروائے اور ڈائننگ ہالوں میں فرنیچر (میز اور بنچ) کا انتظام کیا۔ ہاؤسوں کے غسل خانوں میں رواں پانی اور شاورز کا انتظام ہوا۔ رات کو لالٹینوں کی جگہ پیٹرومیکس

لیمپوں نے لے لی۔ ۱۹۳۷ء میں ان کے جاتے جاتے سکول میں بجلی بھی آ گئی۔

اس دور میں آرمسٹس ڈے اور ''ہرا پریڈ'' کو خصوصی اہتمام سے منایا گیا۔ سکاؤٹنگ کے دس روزہ کیمپ کے علاوہ اس دور میں گرمیوں کی چھٹی پر جانے سے ایک رات پہلے ایک سالانہ ورائٹی پروگرام پیش کرنے کی روایت پڑی۔ جس میں چاروں ہاؤسوں کا اپنا اپنا ورائٹی پروگرام پیش کیا جاتا تھا۔ جناب سلیبی نے ستمبر ۱۹۳۶ء میں کالج کے اضافہ شدہ مستقل احکامات (Standing Orders) بھی جاری کئے۔ یہ بہت بڑا اور ضروری کام تھا۔ جو ان کے دور میں ان کی ذاتی توجہ سے ہوا۔

مذہبی شعور کا فروغ

جناب سلیبی نے سکول کو رہنے سہنے کی بہتر سہولتوں (Living Conditions) نئی عمارتوں اور تعلیمی ترقیوں کے علاوہ بھی ایک بہت قیمتی چیز دی۔ جس سے آخر کار سکول کا اسلامی اور قومی تشخص ابھرا۔ وہ چیز گہری مذہبیت اور قوم پرستی تھی۔ ولیم فلپ سلیبی کرائسٹ کالج ابرڈین (اسکاٹ لینڈ) میں عبرانی کے پروفیسر ڈاکٹر آف ڈیوینٹی جان اے سلیبی کے بڑے بیٹے تھے۔ ابرڈین گرامر سکول میں پڑھنے کے بعد کنگز کالج ابرڈین سے انہوں نے کلاسیکس میں ڈگری لی۔ پھر پمبروک کالج آکسفورڈ سے کلاسیکس میں ایم اے کیا۔ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم چھڑنے پر فوج میں کمیشن لیا۔ مغربی محاذ پر ملٹری کراس حاصل کیا۔ ۱۹۱۹ء میں آرمی ایجوکیشن کور میں شامل ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں پنجاب آئے۔ اور نادرن کمانڈ سے منسلک ہوئے۔ سلیبی نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ داستان علم و عمل حصہ اول میں ۴۰۲ کرنل حضور احمد نے لکھا ہے کہ ایکبار وہ برڈوڈ ہاؤس میں لائٹس آؤٹ کے بعد عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے تو سلیبی باہر کھڑے انہیں دیکھتے رہے اور جب سلام پھیرا تو بلا کر کہا تم چاہو تو لائٹس آؤٹ کے بعد بھی نماز پڑھ لیا کرو۔ اس طرح حضور احمد اور چند لڑکوں نے شب قدر مسجد میں گزارنا چاہی تو انہوں نے اجازت دی اور باہر ایک چوکیدار مقرر کر دیا۔ سلیبی پادریوں کی سی سیاہ عبا پہن کر کبھی کبھی مسجد میں جایا کرتے تھے اور پیچھے صحن میں بیٹھے لڑکوں کو نماز پڑھتے دیکھتے۔ ۳۰۷ میجر گل حیدر نے ''چراغوں کی قطار'' میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک روز سلیبی مسجد میں گئے تو وہاں صحن میں درخت کے پتے پڑے ہوئے تھے۔ سلیبی نے گل حیدر سے کہا۔ ''مسجد وہ جگہ ہے جسے تمہارے آباؤ اجداد اپنی داڑھیوں سے صاف کرتے تھے۔''

سلیبی کی شخصیت میں بزرگانہ سحر تھا۔ ان کے بارے میں بریگیڈیئر محمد حیات ''چراغوں کی قطار'' میں لکھتے ہیں۔

''ان کی شخصیت کا پورا تاثر کچھ اس قسم کا تھا جیسے کوئی دانشور صوفی اپنی خانقاہ سے نکل کر کارزار حیات میں درس زندگی دینے آ گیا ہو۔''

۲۶۱ لیفٹیننٹ جنرل رحمان گل ستمبر ۱۹۸۰ء کے عالمگیرین نیوز لیٹر نمبر ۲ میں سلیبی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"In the special class we had as many teachers as the students. The teachers included initially one, and later two, British Warrant Officers from the AEC. The Commandant also used to take one period a week. Mrs Selebie used to invite us to her house once a week and talk to us in English over a cup of tea to help us in improving our ability to express ourselves in English. Apart from this, the commandant and the teachers were not only interested in how we fared in our careers in the competitive world outside, they kept in touch with us throughout and took pride in all our achievements. That was the "KG" spirit. We were young and so was the Military College; we grew together. Now it is the Alamgirian spirit that is bringing lots of laurels to the institution."

جنرل رحمان گل نے سلیبی کے دسمبر ۱۹۶۴ء کے خط کی فوٹو کاپی بھی دی ہے۔ اس خط میں سلیبی لکھتے ہیں۔

I have been a member of the Pakistan Society since it was founded. I did some humble propaganda on my own for Pakistan.

آگے چل کر جہلم کو یاد کر کے لکھتے ہیں۔

We could not see the pattern of the future but in my days I was already setting essays on the idea of Pakistan. These were the best days of my life and it is an infinite joy that in you and many others I was enabled to help the careers of many in your Army.

واضح رہے کہ یہ اقتباسات ایک ذاتی خط کے ہیں جو وہ اسی سال کی عمر میں ایک پرانے شاگرد کو لکھ رہے تھے۔ اس کے چند ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی

پاکستان دوستی کے ضمن میں یہ امر بھی ریکارڈ پر لانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کی شب بی بی سی سے وزیراعظم پاکستان کے قتل کی خبر سن کر انہوں نے فوراً کالج سے تعزیت کرنے کے لئے کمانڈانٹ کے نام ایک بحری تار بھیجا۔ پھر چند دنوں کے بعد ایک تعزیتی خط بھی لکھا۔

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

جناب سلیبی کا دور سربراہی اس کالج کے لئے رحمت خداوندی سے کم نہیں تھا۔ انہوں نے اس ادارہ کو اہلیت، کردار، مذہبیت اور پاکستانیت کا وہ تشخص دیا جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ ان کے دور کے چاند ستاروں میں اگر صرف رینک اور اعزازات کو ملحوظ رکھا جائے تو ۲۶۱ لیفٹیننٹ جنرل رحمان گل ایم سی، ۳۸۰ لیفٹیننٹ کرنل شیر محمد ستارۂ جرأت، ۳۰۷ لیفٹیننٹ کرنل فضل الرحمٰن ایم سی ۳۹۷ میجر جنرل محمد جمشید ستارۂ جرأت ایم سی، ۴۴۱ بریگیڈیئر امیر جان، ۴۲۰ کرنل حضور احمد خان ایم سی، ۴۳۷ بریگیڈیئر محمد اسلم، ۴۶۰ لیفٹیننٹ جنرل محمد اکبر خان، ۴۶۹ میجر جنرل خداداد خان، ۴۹۶ بریگیڈیئر بشیر احمد، ۴۹۸ بریگیڈیئر امیر جان، ۵۶۶ میجر جنرل محمد بشیر خان، ۵۷۳ بریگیڈیئر پیر سید اکابر حسین ستارۂ جرأت کا نام ان کا اور کالج کا نام زندہ رکھنے کے لئے کافی ہے۔

☆☆☆☆☆

روشنی کے سفر کی تیسری منزل

(عہد سٹیپنگ ۱۹۳۷ء۔ ۱۹۴۷ء)

مئی ۱۹۳۷ء میں میجر ٹی ایچ ایل سٹیپنگ اے ای سی، ایم سی، ایم اے کیمرج نے کالج کا چارج لیا وہ نادرن کمانڈ کے ایجوکیشن آفیسر کی حیثیت سے جہلم سکول سے نومبر ۱۹۲۵ء سے متعارف اور اس کے معاملات سے باخبر تھے۔ ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۷ء تک جالندھر سکول کے کمانڈانٹ کی حیثیت سے بھی ان کا رابطہ جہلم سکول سے تھا۔

یہ دور سکول میں بہت تیزی سے رونما ہونے والی ترقیوں اور بہت دور رس تبدیلیوں کا تھا۔ جو بیشتر دوسری جنگ عظیم کے پس منظر میں ظہور پذیر ہوئیں لیکن اس کا آغاز بہت فنکارانہ انداز میں ہوا۔ ستمبر ۱۹۳۷ء میں ایک ڈاکومنٹری فلم بنائی گئی جس میں سکول کی ریوالی سے رات کی لاسٹ پوسٹ تک کی تمام سرگرمیوں کو فلمایا گیا تھا۔ یہ فلم اس اعتماد اور فخر کا مظہر تھی جو کمانڈانٹ کو سکول پر تھا۔ Virtue Non Verbes یعنی کردار، گفتار نہیں۔

۱۹۳۸ء میں کمانڈانٹ نے کالج کو ایک ماٹو دیا۔ تاج کو علامتی بنیاد بنا کر کالج کا نشان (کریسٹ) ڈیزائن کیا۔ ۱۹۳۷ء تک کلاس میں اور پی ٹی پریڈ پر سر پر گہرے سبز رنگ کا رومال باندھنے کا رواج تھا۔ نئے کمانڈانٹ نے رومال کی جگہ کالج بیج کے ساتھ گہرے سبز رنگ کی زین کی کشتی نما سائڈ کیپ رائج کی۔ جس نے طلباء کی ظاہری شخصیت کو نئی شان عطا کی۔ دسمبر ۱۹۳۸ء میں پانچ برس کے بعد جہلم سکول نے سٹیپنگ کی راہنمائی میں انٹر کے جی سکولز سپورٹس کا فلیگ آف آنر جیتا۔ سٹیپنگ میں جیتنے کی خواہش بہت شدید تھی۔ Will to Win وہ سائنٹیفک طریقے سے مقابلوں کی تیاری اس عزم کے ساتھ کراتے تھے کہ مقابلہ ہر قیمت پر جیتنا ہے۔ یہ سپرٹ بجلی کی طرح انہوں نے سارے سکول میں دوڑا دی تھی۔ جس کے مظاہرے آئندہ سالوں میں دیکھنے میں آئے۔ ۱۹۳۹ء میں چند ماہ کے لئے سٹیپنگ انگلستان اپنے بیٹے مائیکل کی تیمارداری کے لئے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں میجر سلیبی نے نادرن کمانڈ ہیڈ کوارٹر سے آ کر سکول کو عارضی طور پر کمان کیا۔ اس عرصے میں (ستمبر ۱۹۳۹ء میں) جنگ عظیم دوم شروع ہوگئی۔ سٹیپنگ جب واپس آئے تو باکسنگ کا تحفہ ساتھ لائے۔

باکسنگ

۱۹۴۰ء کے اوائل میں سٹیپنگ نے سکول میں باکسنگ تجرباتی طور پر پہلے چند سینئر پریفیکٹس سے شروع کروائی۔ اگلے سال ۱۹۴۱ء سے اسے انٹر پلاٹون اور انٹر کمپنی مقابلوں میں شامل کرلیا گیا اور گل شیر باکسنگ کپ جاری کیا۔ سٹیپنگ نے دوسری جنگ عظیم کے پس منظر میں باکسنگ کو لیڈر شپ کی ٹریننگ کی بنیاد بنایا۔ پہلے سکول نے پنجاب سینٹر جہلم کی بوائز کمپنیوں سے نبرد آزمائی کی اور کپ بار بار جیتا۔ لیکن کالج کو آل انڈیا سطح پر اس وقت شہرت ملی جب دسمبر ۱۹۴۴ء میں کالج نے اجمیر جالندھر کے، کے جی کالجوں، پرنس آف ویلز کالج ڈیرہ دون اور انڈیا بھر کی بوائز کمپنیوں کے خلاف پہلی آل انڈیا بوائز ٹیم باکسنگ ٹرافی جیتی۔ ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء کے مقابلوں میں بھی یہ اعزاز برقرار رکھا۔ ۱۹۴۶ء میں جب کے جی انٹر کالجز سپورٹس دوبارہ شروع ہوئے تو ان میں باکسنگ بھی شامل کی گئی۔ ملٹری کالج جہلم ہی نے باکسنگ کپ اور فلیگ آف آنر جیتا۔

سائنس کلاس کا اجراء

باکسنگ کے ساتھ ساتھ جناب سٹیپنگ نے تعلیمی سرحدوں کی توسیع کی جدوجہد جاری رکھی۔ نئے دور کے تعلیمی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اگست ۱۹۴۰ء میں سائنس کے ایک تربیت یافتہ استاد جناب محمد وزیر خان ملک بی ایس سی آنرز بی ٹی کا تقرر کیا گیا۔ وزیر خان ملک نے سائنس کا نصاب تیار کیا اور ایک کچی بیرک میں سکول کی تاریخ میں وہ چیز جسے لیبارٹری کہا جاسکتا تھا قائم کی۔

سائنس کی تعلیم کا باقاعدہ اجراء تیسرے دور کی تاریخ کا سب سے اہم واقعہ ہے۔ آرمی کے امتحانات کے نصاب میں اس وقت تک سائنس شامل نہیں تھی۔

سکول کو اس وقت تک کالج کا درجہ بھی نہیں ملا تھا۔ ان حالات میں سائنس کو سکول کے نصاب میں شامل کرنا اس دور کی تعلیمی اعتبار سے بہت خوش آئند پیش رفت تھی۔

جنگ عظیم دوم کے چھڑتے ہی افسروں کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر کچز کالج کے لئے کالج کے کوٹے میں خاصا اضافہ کیا گیا۔ کچز کالج کو دو سے زیادہ کیڈٹ بھیجنے کے لئے سٹیبنگ نے دو اقدامات کئے۔ ایک تو یہ کہ جولڑکے سپیشل کر چکے تھے اور کم عمر تھے ان کے لئے آرمی پریپ کلاس شروع کی جسکی نگرانی وہ خود کرتے تھے دوسرے یہ کہ وہ سینئر پریفیکٹس جنہیں انہیں کچز کالج کے لئے نامزد کرنا ہوتا تھا۔ انہیں وہ گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے ساتھ کشمیر لے جانے لگے۔ پہلا تربیتی کیمپ جون ۱۹۴۱ میں سری نگری سے پانچ میل کے فاصلے پرنگین باغ میں قائم کیا گیا تھا سٹیبنگ اوران کی بیگم قریب ہی ڈل جھیل کے ہاؤس بوٹ میں مقیم تھے۔ یہ کیمپ ایک ماہ کا تھا جس کے دوران پریفیکٹس نے کشمیر سٹیٹ آفیسرز ٹریننگ سکول کی فوجی مشقیں بھی دیکھیں۔ اس بیج میں ۱۷۷ صاحب زادگل (لیفٹیننٹ کرنل صاحبزادگل شہید ستارۂ جرأت) بھی شامل تھے۔ ان تربیتی کیمپوں کا سلسلہ ۱۹۴۳ء تک چلا۔ تعلیمی سیاحتوں Excursions کا یہ سلسلہ سکول کری کیولم میں توسیع کی طرف ایک اہم قدم تھا۔ اس کو اس ادارہ کی ہم نصابی سرگرمیوں کی تاریخ میں ایک سنگ میل سمجھنا چاہیے۔ ۱۹۴۱ء میں دینیات کے استاد اور خطیب مسجد ریٹائرڈ صوبیدار غلام نبی کی جگہ ایک انگریزی دان درس نظامی کے فاضل استاد مولوی عزیز احمد کا تقرر بھی سکول کو تعلیم وتربیت کے نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی ایک کوشش تھی۔

سویلین اساتذہ، توسیعی داخلے، آ کنلک ہاؤس اور کیڈٹ بٹالین

۱۹۴۲ء میں بیشتر فوجی انسٹرکٹروں کے لام پر چلے جانے سے جو خلا پیدا ہوا اس کو پر کرنے کے لئے اور غالباً کالج کے توسیعی منصوبے کے پیش نظر، سکول میں یونیورسٹی کے فارغ التحصیل سویلین اساتذہ کی تقرری کا سلسلہ شروع ہوا۔ اواخر ۱۹۴۲ء تک جو چار سویلین اساتذہ آئے ان میں سے دو مسٹر حیدری اور مسٹر نواب دین انصاری مسلمان اور دو مسٹر بلدیو کمار (ایم اے انگلش) اور مسٹر انوک سنگھ (بی ایس سی، بی ٹی) غیر مسلم تھے۔ سکول کے سٹاف پر تین انگریزوں کے علاوہ پہلی دفعہ غیر مسلم اسٹاف کا تقرر محض اتفاقی امر تھا۔ اگست ۱۹۴۲ء سے سکول میں غیر مسلم طلباء کا داخلہ بھی شروع ہو چکا تھا۔ غیر مسلم سٹاف کا تقرر اور غیر مسلم طلباء کا داخلہ غالباً حکومت کی اس پالیسی کا مظہر تھا کہ کے جی سکولوں کو ۱۹۴۰ء سے دو قومی نظریے پر مبنی تحریک کے ردعمل کے طور پر قومی لحاظ سے مخلوط کیا جائے تا کہ کہیں فوج بھی ہندو مسلم فوج میں تقسیم نہ ہو جائے۔

۱۹۴۲ء کے اواخر میں مسٹر وزیر خان ملک کے کمیشن ہو جانے کے بعد ان کی جگہ مسٹر مدن لال بی ایس سی نے لے لی جو ۱۹۴۷ء تک یہاں سائنس کے استاد رہے۔ ۱۹۴۲ء کے اواخر میں سکول کو بٹالین کے طور پر منظم کیا گیا۔ وہی کمانڈ اسٹرکچر (Command Structure) قائم ہوا جو ایک بٹالین کا ہوتا ہے۔ کیڈٹ آفیسرز کے لئے ایک علیحدہ میس قائم ہوا۔ وہ جونیئر کیڈٹس سے سیلوٹ کے حقدار ٹھہرے۔ عام طلباء کو پیوپل (Pupil) کے بجائے کیڈٹ کا نام دیا گیا۔ پریڈ اور ملٹری ٹریننگ کو مزید اہمیت دی گئی۔ سپورٹس میں باکسنگ پر زور دیا گیا۔ یہ سب اقدامات جلد سے جلد، زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر آفیسر تیار کرنے کے لئے کئے گئے۔ بٹالین بننے پر سائیڈ کیپ کی جگہ کالج بیج سے مزین گرین بیرٹ نے لے لی۔ اور سینئر کیڈٹ آفیسرز کو کالج کے مونوگرام کا کین بھی دیا گیا۔

اگست ۱۹۴۲ء سے اگست ۱۹۴۳ء تک جو ۱۰۳ توسیعی داخلے ہوئے ان میں ۶۳ ہندو سکھ تھے۔ توسیعی داخلوں کا سلسلہ ۱۹۴۵ء تک چلا اور مخلوط داخلے اگست ۱۹۴۷ء تک ہوتے رہے۔ مخلوط ہونے کے علاوہ ان توسیعی داخلوں کی ایک اور خصوصیت بھی تھی کہ یہ چھٹی جماعت سے اوپر ہر کلاس میں ہوئے حتیٰ کہ ان میں سے کچھ میٹرک پاس بھی تھے۔ مثلاً محمد اقبال خان ۱۱۸۷ (جو اگست ۱۹۴۳ء میں داخل ہوئے)۔ توسیعی داخلوں کے سلسلے میں ۱۹۴۳ء میں ایک نیا ء کچا ہاؤس (آ کنلک ہاؤس) قائم ہوا۔ کلاس رومز کے لئے ایک کچی بیرک بنی اور توسیعی داخلوں کی وجہ سے زائد سٹاف کے لئے جی ٹی روڈ کے اس پار (جہاں آجکل این سی اوز میس ہے) کچے سٹاف کوارٹر بنائے گئے۔ ۱۹۴۴ء کالج کے لئے بہت مبارک سال ثابت ہوا۔ اسی سال سکول کو باقاعدہ کالج کا درجہ ملا۔ ایف ایس سی کی کلاسز شروع ہوئیں۔ اسی سال آرمی ہیڈ کواٹرز نے ایک معائنہ ٹیم یہاں بھیجی۔ اس کی سفارش پر کالج کو اپنے کیڈٹس براہ راست سروسز سلیکشن بورڈ کے سامنے بھیجنے کا استحقاق ملا۔ اس استحقاق کے تحت جو کیڈٹس سب سے پہلے آئی ایس ایس بی کے سامنے گئے اور سلیکٹ ہوئے ان میں ۸۳۵ حق نواز کیانی اور ۱۱۸۷ محمد اقبال خان (بعد میں جنرل، چیئرمین چیفس آف سٹاف کمیٹی اور سرپرست اعلیٰ عالمگیرینز ایسوسی ایشن) بھی شامل تھے۔

پنجاب یونیورسٹی سے الحاق اور امتحانات

۱۹۴۵ء میں کالج کا الحاق پنجاب یونیورسٹی سے ہوا۔ اسی سال پہلی بار چند لڑکوں نے پنجاب یونیورسٹی کا میٹرک کا امتحان دیا۔ ۱۹۴۶ء میں بھی چند لڑکے اس امتحان میں بیٹھے۔ اپریل ۱۹۴۶ء میں پہلی بار تین ہندو اور تین مسلمان لڑکوں نے ایف ایس سی کا امتحان دیا جن میں ۱۳۴۳ بلونت سنگھ ڈھلوں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوا۔ تین کامیاب مسلمان طلباء ۸۸۵ غلام محمد (بعد میں میجر جنرل) ۱۱۵۵ کارپورل محمد یعقوب اور ۱۳۶۸ محمد سعادت علی خان (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل سابق ای این سی) شامل تھے۔

چیف انسٹرکٹر (سی آئی) اور ٹریننگ آفیسر (ٹی او)

۱۹۴۲ء میں چیف انسٹرکٹر اور ۱۹۴۴ء میں ٹریننگ آفیسر کم ایڈجوٹنٹ کی پوسٹ کا اضافہ ہوا۔ پہلے سی آئی کیپٹن ٹی ایل لیوس اور پہلے ٹریننگ آفیسر کیپٹن جائلز تھے۔ ۱۹۴۴ء میں آل انڈیا بوائز ٹیم باکسنگ فاتح ٹیم کے کوچ اور نگران کیپٹن جائلز ہی تھے۔

پانچویں میں داخلہ اور بے بی ہاؤس کی تشکیل

۱۹۳۳ء سے کالج میں داخلے چھٹی جماعت میں ہو رہے تھے۔ ۱۹۴۳ء سے توسیعی داخلے ہوئے جو چھٹی سے دسویں تک اور اس سے اوپر بھی ہوئے جن کی عمر کی رینج بارہ سے پندرہ اور اس سے بھی اوپر تھی۔ چنانچہ جب ۱۹۴۵ء میں پانچویں داخلے شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو کالج میں کیڈٹس کی عمر کی رینج ۱۰ سے ۱۷ سال تک ہوگئی۔ اس عدم توازن اور اسکے انتظامی اور تربیتی مضمرات کے ازالے کے لئے ۱۹۴۵ء میں رابرٹس ہاؤس کو پانچویں سے آٹھویں تک کے جونیئر طلباء کے لئے جونیئر ہاؤس بنا دیا گیا۔ عرف عام میں یہ بے بی ہاؤس مشہور تھا۔

جونیئر ہاؤس کو ایک طرح پریپ ہاؤس کا درجہ حاصل تھا۔ ان پر فوجی ڈسپلن کا دباؤ کم سے کم رکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔ ان کی پی ٹی پریڈ بھی ہلکی تھی۔ اس کا وقت بھی کم تھا۔ سپورٹس کے مقابلے ہاؤس کی دونوں پلاٹونوں میں آپس میں ہوتے تھے۔ بے بی ہاؤس کے پہلے ہاؤس ماسٹر ورانٹ آفیسر مسٹر ولی تھے۔ چند ماہ بعد مسٹر حیدری نے بے بی ہاؤس کا چارج لیا۔ اور ہفتہ کی شام تواتر کے ساتھ ورائٹی پروگرام شروع کرایا۔

لائبریری

۱۹۴۵ء میں کالج لائبریری کو نو تعمیر شدہ کچی بیرک (موجودہ کیفی ٹیریا سے ملحق وزیٹرز روم) میں منتقل کیا گیا۔ کتابوں کا ایک ذخیرہ کچنر کالج سے بھی موصول ہوا تھا۔ ان کو اور کثیر تعداد میں نئی کتابوں سے معمور کالج لائبریری کو نئے سرے سے منظم کیا گیا۔ مسٹر مسرور حسن لائبریرین مقرر ہوئے۔ لائبریری کی تشکیل اور تنظیم نو بھی اس دور کی اہم پیش رفت ہے۔

اسٹاف

۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۶ء تک کے عرصے میں کالج میں سٹاف میں توسیع بھی ہوئی اور جلد جلد تبدیلی بھی۔ برٹش ورانٹ آفیسر، ۶ سویلین انسٹرکٹر اور ٹریننگ آفیسر کے علاوہ ۱۱۰ آرمی ایجوکیشن کور کے افسران آتے جاتے رہے۔ ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں میجر ہولڈین اور میجر وائک چیف انسٹرکٹر رہے۔ اس تمام عرصے بلکہ ۱۹۴۷ء تک صرف دو مسلمان سردار، رسالدار راؤ عبدالوہاب اور صوبیدار فتح خان مستقل طور پر سٹاف پر رہے۔

ہم نصابی سرگرمیاں

اس تیسرے دور میں نومبر کا سکاؤٹنگ کیمپ اور گرمیوں کی چھٹیوں سے پہلے کا سالانہ ورائٹی پروگرام جو دوسرے دور سے پابندی سے ہو رہا تھا جنگ کے زمانے میں بند ہو گیا۔ ۴۳۔۱۹۴۲ء میں حیدری صاحب نے فوٹو گرافی کی ہابی شروع کی۔

۱۹۴۳ء میں مستقبل کے لیڈر (Leader of Tomorrow) کے نام پر کالج کی زندگی پر ایک فلم بنائی۔ سکول کے کالج بننے پر کیڈٹس کو ایس ایس بورڈ کے لئے تیار کرنے کے سلسلے میں سینئر لڑکوں کے لئے ڈیبیٹنگ کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۹۴۵ء میں مسٹر حیدری نے ایک اردو ڈرامہ اور انگریزی میں شیکسپیئر کے ڈرامہ مرچنٹ آف وینس کا کورٹ سین سٹیج کیا۔ اس میں ۹۹۳ محمد صادق خان (بعد میں بریگیڈئیر) اور ۱۷۳۷ ذوالفقار علی خان (بعد میں ائیر چیف مارشل، نشان امتیاز) نے بھی حصہ لیا تھا۔

سری نگر کیمپ

جولائی ۱۹۴۱ء سے ہر سال گرمیوں میں سینئر پریفیکٹس کے لئے سری نگر کے قریب ایک ماہ کے تربیتی کیمپ کا اہتمام کیا گیا یہ سلسلہ کئی سال چلا۔ کمانڈانٹ خود ساتھ جاتے تھے۔

شملہ سکاؤٹنگ کیمپ

۱۹۴۶ء میں پنجاب بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن نے ایک تربیتی کیمپ شملہ کے مضافات میں تارا دیوی کے مقام پر لگایا تھا۔ اس میں کالج کے سکاؤٹس ۹۹۳ محمد صادق، ۸۷۸ محمد اصغر وغیرہ نے حصہ لیا اور امتیازی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

خاموش فلم

مہینہ میں دو بار سینٹرل ہال میں خاموش فلمیں دکھائی جاتی تھیں۔ چارلی چپلن کی فلمیں بہت مقبول تھیں۔

اہم واقعات

۲۱ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو نے کالج کا معائنہ کیا اور پریڈ کی سلامی لی۔ پریڈ کے بعد انہیں نمائشی باکسنگ بھی دکھائی گئی۔

۲۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء کی صبح جنرل سر کلاڈ آکنلک، آکنلک ہاؤس کا باقاعدہ افتتاح کرنے کے لئے آئے۔ اس سے پہلے انہوں نے پریڈ کی سلامی لی۔ یہ وہ تاریخی پریڈ تھی جسے دیکھ کر جنرل آکنلک نے کہا تھا۔

''ایک عرصے سے اتنی شاندار مارچ پاسٹ میں نے نہیں دیکھی۔ مجھے اس سکول پر فخر ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انڈیا کو اس پر فخر ہے''۔

مذہبی تعلیم

جناب سلیبی کی طرح سٹیبنگ کا مزاج صوفیانہ تھا۔ لیکن انہوں نے مغرب اور جمعہ کی نماز کو اپنی ترجیحات میں بہت اونچا رکھا۔ جمعہ کی نماز سے آدھا گھنٹہ پہلے مسلمان طلبہ پلاٹون وائز کمانڈانٹ آفس کے پیچھے جمع ہوتے۔ کمانڈانٹ ہر جمعہ کو نماز کا لباس سفید شلوار قمیض اور گہری سبز پگڑی کلاہ کے ساتھ اور ذاتی صفائی بہ نفس نفیس چیک کرتے۔ انکا طریقہ کار تھا کہ سب پلاٹونوں پر ایک نظر ڈال کر ایک پلاٹون کو تفصیلی معائنے کے لئے روک لیتے باقی پلاٹونیں فال آؤٹ ہو جاتیں۔ اس تفصیلی معائنے کا مطلب یہ تھا کہ ناخنوں سے لے کر گردن کا میل چیک کیا جائے۔ نماز کا ڈریس بے داغ استری شدہ ہوتا۔ کپڑوں کی دھلائی کی کسی گرفت کے لئے اس وقت تمام دھوبی بھی ایک طرف فالن ہوتے تھے۔ یہ چیکنگ کمانڈانٹ پریڈ کہلاتی تھی۔ جسے وہ ہر جمعہ کو خود کرتے۔ اس وقت صرف صوبیدار میجر یا کیو ایم موجود ہوتے۔ اسی طرح مغرب کی نماز پر سب لڑکے پلاٹون وائز فال ان ہو کر جاتے اور سلو مارچ کرتے ہوئے واپس آتے، ۱۹۴۳ء میں جمعہ کی نماز کے بعد عید میلاد النبی کا جلسہ ہوا۔ غیر مسلم اساتذہ نے بھی اس میں شرکت کی۔ خود کمانڈانٹ سٹیبنگ شلوار قمیض کلاہ میں جلسہ میں شریک تھے۔ ایس سی او ۱۳۴۷ محمد اقبال (بعد میں بریگیڈئیر) نے انگریزی میں سیرت النبی ﷺ پر تقریر کی۔

۱۹۴۳ء سے کالج میں ہندو طلباء کے لئے ایک بیرک میں چھوٹا سا مندر بنا دیا گیا تھا۔ اور سکھ طلباء اپنی مذہبی تقریبات کچی بیرک کے کلاس روم میں ادا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی مذہبی تقریبات میں محدود تعداد میں ہر قوم کے کیڈٹس شریک ہوتے تھے۔

سینئر اور جونیئر پریفیکٹس کا ڈیلی انسپکشن، ماہانہ فلیگ آف آنر اور کمانڈانٹ کی رات کی چیکنگ ایسی تربیتی مشقیں تھیں جو اس دور کی پہچان بن گئی تھیں۔ ان کے علاوہ صبح سویرے ریوالی پر جھنڈا چڑھانے اور ریٹریٹ پر جھنڈا اترنے کی رسم بھی ایک خاص چیز تھی۔

ریٹریٹ کا بگل بجنے پر کھلے میدان میں جو جہاں ہوتا وہ یونین جیک کے احترام میں وہیں کھڑا ہو جاتا۔ جھنڈا بڑے اہتمام سے ایک ڈرل کے تحت چڑھایا اور

اتارا جاتا تھا۔ اس رسم پر کبھی کبھی بغیر بتائے کمانڈانٹ خود آ جاتے تھے اور ڈیوٹی سیکشن کا انسپکشن کرتے تھے۔

روزانہ معائنہ

ہر روز تین معائنے ہوتے تھے۔ صبح سویرے تمام کیڈٹ آفیسرز، سینئر پریفکٹس کمانڈانٹ کے دفتر کے برآمدے میں فال ان ہوتے۔ ایس سی او ہیڈ بوائے کمانڈانٹ کا انسپکشن کراتا۔ سکول پریڈز کے دوران ہی گیارہ بجے کے قریب لنچ کا بریک ہوتا۔ لنچ بریک کے بعد تمام کیڈٹ این سی اوز (جونیئر ز پریفیکٹس) کا انسپکشن سینئر پریفیکٹ آف دی ڈے کراتا۔ ان اٹھارہ جونیئر پریفیکٹس میں سے ہر روز ایک بیسٹ (Best) اور ایک ورسٹ (Worst) جے پی چنا جاتا۔ جس کا پارٹ ون آرڈر ہوتا۔ جس کے نمبر فلیگ آف آنر کے کھاتے میں جمع ہوتے یا کاٹے جاتے اور اسی وقت اعلان ہوجاتا کہ فلاں پریفیکٹ کی سیکشن کا انسپکشن ہوگا اس سے پہلے کہ وہ سیکشن بھاگ کر اپنے ہاؤس پہنچے۔ کمانڈانٹ، ایڈجوٹنٹ اور ہیڈ بوائے وہاں پہنچ چکے ہوتے۔ سیکشن کا تالا ان کی موجودگی میں کھولا جاتا۔ اس طرح انسپکشن مکمل سرپرائز کے ساتھ ہوتا۔ انسپکشن میں لاکرز کی سیٹنگ بھی دیکھی جاتی۔ ہر چیز انتہائی باریکی میں دیکھی جاتی مثلاً بجلی کے سوئچ پر پڑی ہوئی گرد بھی چیک کی جاتی جیسے یہ بھی میدان جنگ ہے۔

سینئرز اور جونیئرز پریفیکٹس کا روز کا یہ تفصیلی معائنہ اس نظام کی ایک ایکسر سائز تھی جس کا مقصد ہر وقت کام کو درست رکھنا گویا جنگ کے لئے تیار رہنا تھا۔ اس ایکسرسائز کے ذریعے سے لڑکوں کو نظم ضبط، احساس ذمہ داری اور ہر کام کو انتہائی باریکی میں جا کر کرنے کی تربیت دی جاتی تھی۔ کوئی بھی معاملہ چانس پر نہیں چھوڑا جاتا تھا۔

فلیگ آف آنر

اس روزانہ کے انسپکشن کے علاوہ بھی کمانڈانٹ دن رات ہاؤسوں کا چکر لگاتے رہتے اور پلس (Plus) یا مائنس (Minus) نمبر دیئے جاتے۔ دن میں کسی کیڈٹ کمانڈانٹ ڈسپلن یا ٹرن آؤٹ کی کوئی خاص بات نوٹ کرتے تو اسے بلا کر ایک چٹ پر پلس یا مائنس نمبر لکھ کر اسکے حوالے کرتے۔ یہ چٹ ہر روز رات کو ہاؤس فال ان کے وقت ہیڈ بوائے تمام ہاؤس کو پڑھ کر سناتا۔ دوسرے روز یہ چٹ دفتر میں جمع ہو جاتی۔ سیکشن اور جونیئر پریفیکٹس کے ڈیلی انسپکشن، ڈسپلن اور ہاؤس کی رات سرپرائز انسپکشن اور آبزرویشن چٹوں کے نمبروں کو ملا کر مہینہ کی پہلی تاریخ کو فلیگ آف آنر کا اعلان ہوتا اور اسی روز شام کو ڈنر کے وقت کمانڈانٹ فلیگ آف آنر ہاؤس فال ان پر ہاؤس ہیڈ بوائے کو عطا کرتے۔ فلیگ دیتے ہوئے ایک جملہ ضرور کہتے ''اس کو حاصل کرنا آسان ہے اور رکھنا مشکل، رکھو جب تک کہ رکھ سکتے ہو''
("It's easy to win but difficult to retain, Keep it as long as you can".)

رات کی چیکنگ

کمانڈانٹ تقریباً ہر روز ہی رات کو شلوار قمیض کلاہ میں ملبوس ہاؤسوں کی چیکنگ کو نکلتے۔ ہاؤس کے بیرونی گیٹ کی چابی ان کے پاس ہوتی۔ اس انسپکشن میں مچھر دانی، سوتے میں منہ کھلا رکھنا، کمرے کی ضروری کھڑکیوں اور دروازوں کا کھلا ہونا حتیٰ کہ چپلوں کی پالش اور ان کی پلیسنگ (Placing) یعنی چپلیں کس رخ سے رکھی ہیں بھی چیک کرتے۔ انسپکشن کا مقصد بھی وہی تھا کہ ہر کام ہر وقت ٹھیک رہے۔ پوری تربیت پورے سسٹم کا رخ ایفی شینسی (Efficiency) کو یقینی بنانے کی طرف تھا۔

سوئمنگ برائے لیڈرشپ

سوئمنگ پول دسمبر ۱۹۶۲ء میں بنا تھا۔ سوئمنگ سخت کوشی کی ایک ایکسر سائز کے طور پر سردیوں میں جاری رکھی جاتی تھی۔ اکتوبر نومبر میں صبح پی ٹی کے وقت تیراکی کا پروگرام ہوتا۔ ہر روز باری باری ہر پلاٹون آدھا گھنٹے ٹھنڈے یخ پانی میں سوئمنگ کرتی۔ یہاں یہ امر قابل ریکارڈ ہے کہ اس اصول کے تحت کہ سینئرز کو زیادہ ٹف (Tough) اور زیادہ سخت کوش ہونا چاہیے۔ سینئرز پریفیکٹس (کیڈٹ آفیسرز) ہر روز صبح پی ٹی کے وقت سے دس منٹ کے لئے سوئمنگ کرتے تھے۔ اور اس وقت پول میں پہلی جمپ لگانے والے کمانڈانٹ سٹیپنگ خود ہوتے تھے۔

داخلہ کا امتحان

داخلہ کے لئے نامزد کنندہ یونٹ یا سینٹر کا اپنا ٹیسٹ ہوتا تھا جو عموماً اُردو، انگریزی، حساب اور جنرل نالج کے دو دو سوالوں پر مشتمل ہوتا تھا، کالج میں ایڈوائزری کمیٹی صرف انٹرویو لیتی تھی۔ میڈیکل ٹیسٹ یونٹ سے نامزدگی کے مرحلہ میں ڈسٹرکٹ ریکروٹنگ آفیسر کرواتا تھا۔ داخلے کے وقت سکول سے فارغ ہوکر یونٹ میں سرو(Serve) کرنے کا بانڈ بھرنا پڑتا تھا۔

لیڈرشپ کی خصوصی تربیت

سٹیبنگ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ ہر تقریب سے ہر وی آئی پی مہمان کی آمد سے کیڈٹس کی قیادتی تربیت Leadership Training اور Social Exposure کا کام لیتے تھے۔ اس سلسلہ میں وہ جہلم کی یادوں(Jhelum Memories) میں لکھتے ہیں۔

"Perhaps, one of the things which endeared the boys so much to visitors was the quite unassumming frankness and pride with which they showed officers and others round their School. For many years, unless the visitor had a definite or technical professional object requiring the presence of the Commandant or an administrative member of the School staff it was the invariable custom of the College that he should be escorted and shown round the place by either a Cadet Officer or a Cadet NCO, as part of their training, as well as to give the boys confidence and ease when meeting officers and strangers. Possibly that, and the self-administration of the School- peculiar to the KGRIM training- by the cadets themselves, and above all, the instillation, sometimes by stern methods, of the acceptance of responsibility by every young leader from his earliest days in the School, accounted for the outstanding success of the early entries from the College direct to the Selection Boards which surprised a good many testing officers. In comparison with the ordinary civilian and apart from the inherited military tradition emanating from the martial class to which he owed his being natural leadership and self- confidence, born of long training from lance- corporal to the cadet officer ranks above, stood out immeasurably in the make up of KGRIM candidate and could not be denied recognition."

ایک تجربہ

فروری ۱۹۴۳ء میں ایک روز کمانڈانٹ نے سارا سکول ہیڈ بوائے حق نواز کیانی اور دوسرے سینئر پریفیکٹس کی کمان میں دے دیا۔ کیانی کمانڈانٹ کی جگہ پر بیٹھے۔ چیف انسٹرکٹر کے فرائض کیڈٹ ٹو آئی سی اور ایڈ جوٹینٹ کا کام کیڈٹ ایڈ جوٹینٹ نے سرانجام دیا۔ اس دن کلاسز بھی کیڈٹ آفیسرز نے لیں۔ اس روز سٹیشن کمانڈر بریگیڈیئر اینڈرسن بھی آئے۔ ان کی پذیرائی بھی کیڈٹ کمانڈانٹ ہی نے کی اس روز کے پورے تجربے کی روداد مسٹر حیدری نے داستان علم و عمل جلد اول (صفحہ ۲۳۸) میں قلمبند کی ہے۔

کمانڈانٹ کے بنگلہ پر مہمانی

جو سینئر کیڈٹس کچز کالج کے لئے نامزد کئے جانے ہوتے۔ انکو کمانڈانٹ باری باری اپنے بنگلہ کے گیسٹ روم میں ایک ایک ہفتہ مہمان رکھتے۔ کرنل سٹیبنگ انہیں کچنر کالج اور آئی ایم اے میں ایک آفیسر کے کنڈکٹ کے بارے میں لیکچر دیتے اور مسز سٹیبنگ انہیں مہمانی اور میزبانی اور مجلسی رکھ رکھاؤ کے دوسرے آداب سکھاتیں (اس ایکسرسائز کی تفصیل ۴۳ء بریگیڈیئر محمد اقبال نے ''چراغوں کی قطار'' میں سٹیبنگ کے سلسلہ میں لکھی ہے)

اردلی روم

افسر کا ایک کام یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت ذمہ دار افسر اردلی روم کرتا ہے۔ کمانڈانٹ سینئر کیڈٹس کو اردلی روم کرنے کی تربیت دیتے۔ مقصد یہ تھا کہ آئندہ ذمہ داریوں کا پورا ریہرسل ہو جائے۔

راولپنڈی کی تربیت

کچز کالج کے لئے نامزد کیڈٹس کو سٹیپنگ ایک ہفتے کے لئے سکول کے سابق کمانڈانٹ میجر سلیبی کے پاس پنڈی بھیجتے تھے۔ جوان دنوں وہاں پوسٹ تھے۔ میجر سلیبی کیڈٹ شپ کے لئے انہیں بریف کرتے اورٹوپی پارک (موجود ایوب نیشنل پارک) میں ان کو رائڈنگ سکھانے کا اہتمام کرتے تھے۔

چیکنگ کا انتظام

۱۹۳۶ء کے احکامات کی رو سے چیکنگ اور کاؤنٹر چیکنگ کے لئے خاص طور پر راشن کے معاملات کو درست رکھنے کے لئے ہر روز چار فرد ڈیوٹی پر ہوتے تھے۔ آئی او آف دی ڈے (ڈیوٹی آفیسر آف دی ڈے) ڈیوٹی این سی اوز آف دی ڈے، راشن پریفیکٹ آف دی ڈے اور دی پریفیکٹ آف دی ڈے (ان سب کی ڈیوٹیاں مستقل احکامات میں تفصیل سے دی گئی تھیں) اوران سب پر سپر چیک خود کمانڈانٹ کا تھا۔ کوئی چیز اتفاق پر نہیں چھوڑی گئی تھی۔

سکول راشن کمیٹی اور ہاؤس راشن کمیٹی

سارے سکول کے راشن سے متعلق سب معاملات کے لئے سکول کمیٹی تھی اور ہاؤس کمیٹی ہاؤس بوائے کی سربراہی میں تمام لڑکوں کی منتخب نمائندہ مشاورتی کمیٹی ہوتی تھی۔

سزائیں

اس دور میں سزا اور جزا فوری اور یقینی تھی۔ سزا اور جزا اسینارٹی کے مطابق تھی۔ سب سے زیادہ باز پرس سینئر پریفیکٹس کی ہوتی تھی۔ ایک اور اصول یہ تھا کہ جونیئرز کی غلطیوں کی باز پرس سینئرز سے بھی کی جائے اور بعض صورتوں میں سزا اجتماعی دی جائے۔ اس دور میں پرانی سزائیں ای ڈی، کینگ جاری رہیں ان میں ۹۸ سنگ میل تک دوڑ، اور فل ڈریس کٹ کا اضافہ ہوا۔ کینگ سے پہلے سال کے لڑکے مستثنیٰ تھے۔ انہیں کمانڈانٹ کے سامنے بھی نہیں پیش کیا جاتا تھا۔ ان کو ہاؤس ماسٹر ہی ضروری سزا دینے کا مجاز تھا۔ کیڈٹ آفیسرز کی کینگ اسٹیپنگ بنگلے پر عموماً شام کو کرتے تھے۔ ان کے بیسٹ آف دی سکس کین مشہور تھے۔ پبلک کینگ کا رواج نہیں تھا۔ کینگ سے پہلے چارج شیٹ بنتی تھی۔ کینگ کمانڈانٹ خود کرتے تھے۔

جنگی اعزازت

اس دور کے ساختہ اور پرداختہ کالج کے جن سپوتوں نے جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء، دسمبر ۱۹۷۱ء میں داد شجاعت دی اور دلیری و دلاوری کے جنگی اعزازات سے سرفراز یا شہادت سے سرخ رو ہوئے ان کی فہرست یہ ہے۔

(۱) ۱۷ لیفٹیننٹ کرنل صاحب زاد گل شہید ستارۂ جرأت

(۲) ۴۷ لیفٹیننٹ کرنل محمد حسین ملک ستارۂ جرأت

(۳) ۴۸ بریگیڈیئر محمد حیات ستارۂ جرأت

(۴) ۵۲ لیفٹیننٹ کرنل رشید احمد ستارۂ جرأت

(۵) ۸۳۵ لیفٹیننٹ کرنل حق نواز کیانی شہید ستارۂ جرأت دوبار

(۶) ۸۴۲ لیفٹیننٹ کرنل احمد خان ستارۂ جرأت

(۷) ۸۵۴ میجر جنرل ممتاز علی ستارۂ جرأت دوبار

(۸) ۸۸۸ آنریری کیپٹن سلطان سکندر ستارۂ جرأت

(۹) ۹۱۴ میجر ریٹائرڈ عاقل داد ستارۂ جرأت

(۱۰) ۹۴۹ کرنل محمد اکبر امتیازی سند

(۱۱) ۹۷۱ لیفٹیننٹ کرنل محمد یعقوب ملک ستارۂ جرأت

(۱۲) ۹۶۵ بریگیڈیئر محمد اکبر خان امتیازی سند

(۱۳) ۱۰۱۸ لیفٹیننٹ کرنل اصغر علی راجہ ستارۂ جرأت

(۱۴) ۱۰۴۸ رسالدار محمد حنیف تمغۂ جرأت

(۱۵) ۱۱۸۷ جنرل محمد اقبال خان امتیازی سند

(۱۶) ۱۲۲۱ بریگیڈیئر محمد اسلم جنجوعہ ستارۂ جرأت

(۱۷) ۱۲۷۸ لیفٹیننٹ کرنل محمد زمان کیانی امتیازی سند

(۱۸) ۱۲۹۸ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق ستارۂ جرأت

تیسرے دور کے عہدہ کے لحاظ سے ممتاز اولڈ بوائز یہ تھے

(۱) جنرل محمد اقبال خان ۱۱۸۷

(۲) ائر چیف مارشل ذوالفقار علی خان ۱۳۷۱

(۳) لیفٹیننٹ جنرل سعادت علی خان ۱۳۶۸

(۴) لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال ۱۳۳۴

(۵) لیفٹیننٹ جنرل محمد صفدر ۱۵۲۵

(۶) میجر جنرل ممتاز علی ۸۵۶ ستارۂ جرأت دو بار

(۷) میجر جنرل غلام محمد ۸۸۵

(۸) میجر جنرل سجاد حسین ۱۴۴۷

(۹) بریگیڈیئر خوشی محمد ۶۳۶

(۱۰) بریگیڈیئر عطا محمد ملک ستارۂ امتیاز ۶۸۸

(۱۱) بریگیڈیئر بشیر احمد ۶۹۰

(۱۲) بریگیڈیئر محمد اقبال ۷۴۳

(۱۳) بریگیڈیئر محمد حیات ستارۂ جرأت ۷۵۲۸

(۱۴) بریگیڈیئر محمد اسلم ۷۶۱

(۱۵) بریگیڈیئر لعل خان ۷۸۷

(۱۶) بریگیڈیئر عبدالحمید ۸۲۷

(۱۷) بریگیڈیئر محمد اکبر ۹۰۲

(۱۸) بریگیڈیئر محمد اکبر ۹۴۸

(۱۹) بریگیڈیئر محمد اکبر خان ۹۴۵

(۲۰) بریگیڈیئر محمد صادق ۹۹۳

(۲۱) بریگیڈیئر محمد خان ۱۰۳۹

(۲۲) بریگیڈیئر محمد شریف ۱۲۰۵

(۲۳) بریگیڈیئر محمد ایوب ۱۲۱۶

(۲۴) بریگیڈیئر محمد اسلم جنجوعہ ستارۂ جرأت ۱۲۲۱

(۲۵) بریگیڈیئر محمد کرم ظفر ۱۲۲۳

(۲۶) بریگیڈیئر قربان علی برلاس ۱۳۴۱

(۲۷) بریگیڈیئر امیر محمد خان ۱۳۹۵

(۲۸) بریگیڈیئر عاشق حسین ۱۴۱۰

(۲۹) بریگیڈیئر محمد اشرف ۱۴۲۷

(۳۰) بریگیڈیئر منظور حسین ۱۴۶۹

ان کے علاوہ اس دور کے دوسرے افسروں کی تعداد یہ تھی

کرنل	۸
لیفٹیننٹ کرنل	۶۵
میجر	۵۲
گروپ کیپٹن	۱
ونگ کمانڈر	۱
اسکواڈرن لیڈر	۱
فلائینگ آفیسر	۳

مہمانانِ خصوصی

ایک تو اس وجہ سے کہ اسٹیبنگ اپنے سینیئر کیڈٹ آفیسرز کے Social Exposure کے لئے آرمی اور سول کے سینئر آفیسرز کو قصداً بلاتے تھے اور دوسرے اسلئے کہ خود حکومت کے جی آر کالجوں کو اپنی حکمت عملی میں بڑی اہمیت دیتی تھی۔ کالج میں وی آئی پی مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ کالج کی وزیٹرز بک میں ۵ مئی ۱۹۳۷ء سے ۴ مئی ۱۹۴۷ء تک ۳۴۰ مہمانوں کے دستخطوں کا ریکارڈ موجود ہے۔ کالج کے سرپرستوں میں پہلا نمبر سی این سی فیلڈ مارشل سر آکنلک کا تھا۔ جو کالج میں آتے جاتے رہتے تھے جیسے کوئی اپنی یونٹ میں آتا ہے۔ کالج کی وزیٹرز بک میں ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک آمد و رفت کے اندراجات کی تفصیل یہ ہے

دسمبر ۱۹۳۸ء بحیثیت کمانڈر میرٹھ ڈسٹرکٹ

۲۸ نومبر ۱۹۴۳ء

۳ دسمبر ۱۹۴۴ء

۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء

۱۲۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء

۱۸ نومبر ۱۹۴۷ء

فیلڈ مارشل آکنلک کے علاوہ وی آئی پی حضرات کی آمد کی تفصیل یہ ہے

۱۔ میجر جنرل ڈی کے میکلوڈ ۴ نومبر ۱۹۳۷ء

۲۔	لیفٹیننٹ جنرل جے ڈی کولرج	۱۴ستمبر۱۹۳۸ء
۳۔	لیفٹیننٹ جنرل جے ڈی کولرج	۴دسمبر۱۹۳۸ء
۴۔	جسٹس ڈگلس ینگ چیف جسٹس پنجاب	۲۱مارچ ۱۹۴۰ء
۵۔	میجر جنرل پی ڈیلیش وڈ	۲۴مارچ ۱۹۴۰ء
۶۔	میجر جنرل آر ڈی انسکیپ	۲۵مارچ ۱۹۴۰ء
۷۔	لیفٹیننٹ جنرل اے بارٹلے	۲۸نومبر ۱۹۴۰ء
۸۔	میجر جنرل آر ڈی انسکیپ	۱۳مارچ ۱۹۴۱ء
۹۔	لارڈ لینلتھگو وائسرائے ہند	۲۱اکتوبر ۱۹۴۱ء
۱۰۔	میجر جنرل سی ڈبلیو مرے	۸ اپریل ۱۹۴۲ء
۱۱۔	میجر جنرل ایلیٹ	۲۲اگست ۱۹۴۲ء
۱۲۔	میجر جنرل آر ڈی انسکیپ	۱۶اکتوبر ۱۹۴۲ء
۱۳۔	سر فیروز خان نون	۱۷اکتوبر ۱۹۴۲ء
۱۴۔	میجر جنرل کے ڈی گیٹی	۲۸اکتوبر ۱۹۴۲ء
۱۵۔	میجر جنرل ایم جی اے ناردرن آرمی	۲۰اگست ۱۹۴۳ء
۱۶۔	لیفٹیننٹ جنرل جی او سی انچیف	۳۱اگست ۱۹۴۳ء
۱۷۔	میجر جنرل سی ڈبلیو طورے	۲فروری ۱۹۴۴ء
۱۸۔	میجر جنرل سی ڈبلیو طورے	۲۵مارچ ۱۹۴۶ء
۱۹۔	جنرل سر آر این او کانز	۲۰اپریل ۱۹۴۶ء
۲۰۔	میجر جنرل پی ڈبلیو ایف	۲۴اپریل ۱۹۴۶ء
۲۱۔	میجر جنرل ڈی ایم ٹوٹی	۲۲اکتوبر ۱۹۴۶ء
۲۲۔	سر جیکسن گورنر پنجاب	۱۹اکتوبر ۱۹۴۶ء
۲۳۔	راجہ غضنفر علی خان وزیر صحت ہند	۲۰فروری ۱۹۴۷ء
۲۴۔	سر شیر محمد خان	۱۳اپریل ۱۹۴۷ء

قابل افسوس واقعات

تیسرے دور کے آخری دنوں میں چند قابل افسوس واقعات بھی پیش آئے جنہیں ریکارڈ کو درست رکھنے کے لئے بیان کرنا ضروری ہے۔ مئی میں کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ٹی ایچ ایل اسٹینگ کو الوداعی ڈنر دیا جا چکا تھا۔ اگست ۱۹۴۷ء کے پہلے ہفتے میں جب کالج دوبارہ کھلا تو اس وقت انہوں نے چارج نہیں دیا تھا اس وقت کالج میں سو کے قریب ہندو، سکھ غیر مسلم لڑکے اور آٹھ دس افراد پر مشتمل غیر مسلم سٹاف موجود تھا۔ بہر حال سات اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی کی ریہرسل شروع ہوئی۔ جس میں غیر مسلم طلباء بھی شریک ہوئے۔ ایک آدھ دن کے بعد غیر مسلم طلباء نے پریڈ میں حصہ لینے سے گریز کرنا چاہا غالباً ایسا کیپٹن نوٹیال اور کیپٹن مینن دو غیر مسلم انسٹرکٹروں کی ترغیب سے ہوا۔ یہ دونوں کلاسز میں بھی تعصب کا مظاہرہ کرتے رہتے تھے۔ بات بڑھتے بڑھتے کمانڈانٹ تک پہنچی تو انہوں نے کسی ممکنہ تصادم کو روکنے کے لئے از خود یا حکام بالا کے کہنے پر یکا یک ۱۱ اگست کی دوپہر کو پریڈ منسوخ کرنے اور لڑکوں کو ایک ہفتہ کی آزادی اور عید کی چھٹی پر بھیجنے کا اعلان کر دیا۔

اس اقدام سے مسلم طلباء میں شدید ردعمل ہوا۔مغرب کی نماز کے بعدلڑکے کمانڈانٹ کے بنگلے پر پہنچے جس نے ایک اجتماعی احتجاج کی شکل اختیار کرلی۔جس وقت یہ ہنگامہ ہورہاتھا نامزدکمانڈانٹ میجراورنگ زیب خان بھی جو چندروز پہلے چارج لینے کالج میں آچکے تھے۔کمانڈانٹ کے بنگلے میں موجود تھے بلکہ برآمدہ میں ایک قدم ان سے پیچھے خاموش کھڑے تھےاور معنی خیز اشاروں سے لڑکوں کو اکسارہے تھے۔مختصر یہ کہ کمانڈانٹ نے مسلم طلباء کا پریڈ کرنے کا مطالبہ تو مان لیالیکن غیر مسلم طلبہ کو پریڈ میں حصہ لینے سے مستثنیٰ کردیا۔چونکہ اس ہنگامہ سے کالج میں کھنچاؤ بہت بڑھ چکا تھا۔سب غیر مسلم طلباء کو رابرٹس ہاؤس میں جمع کردیا گیااوردودن کی تیاری کے بعد پریڈشروع ہوئی۔خودکرنل سٹیبنگ نے سیلوٹ لیا۔(اس پریڈکا تذکرہ سٹیبنگ نے اپنی یادداشتوں میں بھی کیا ہے)

اس تقریب میں سوائے کیپٹن ڈاکٹر شام لال اور میٹرن مس سدھو کے غیر مسلم سٹاف اور کیڈٹس نے شرکت نہیں کی۔آزادی کی صبح جس وقت وارمیموریل پر پہلی بار پاکستان کا جھنڈا چڑھایا گیا۔اس وقت پرچم کوسیلوٹ کرنے کے لئے کرنل سٹیبنگ بہ نفس نفیس موجود تھے۔پریڈ کے بعد کچھ لڑکوں نے برڈوڈ ہاؤس میں کیپٹن نوٹیال کے سامان کو کچھ نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن صورت حال کوجلد سنبھال لیا گیا۔دوسرے دن ۱۸اگست کی صبح کو کچھ لڑکوں نے قوم پرستی کے جوش میں اور اپنی دانست میں پریڈ کے سلسلے میں کیپٹن نوٹیال کے متعصبانہ رویے کا بدلہ لینے کے لئے اس کے ساتھ کچھ زیادتی کی جس کے نتیجہ میں اسے ہسپتال میں پہنچایا گیا۔سٹیشن ہیڈ کوارٹرزکواس حادثہ کی اطلاع ہوئی تو افسران بالاصورت حال کا جائزہ لینے فوراً پہنچے۔انکوائری شروع ہوئی جس کے نتیجے میں چندلڑکوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی جس کے خلاف احتجاج کے طور پر باقی مسلمان لڑکوں نے کالج چھوڑ دیااور چلے گئے۔آخرکاررات گئے زیرحراست لڑکوں کورہا کردیا گیا۔اس اعلان کے ساتھ کہ کیس ضروری سفارش کے ساتھ اوپر بھیجا جارہا ہے امید ہے کہ انہیں معاف کردیا جائے گا دوسرے دن سے حالات معمول پر آ گئے۔دوسرے تیسرے دن غیر مسلم سٹاف اور کیڈٹس ایک کانوائے کی شکل میں ٹی او کیپٹن سکاٹ کی نگرانی میں جالندھر روانہ ہوگئے۔

یہ کالج کی تاریخ کا انتہائی قابل افسوس حادثہ تھا۔خاص طور پر اس اعتبار سے کہ ۱۱ اگست کی شام کا اجتماعی احتجاج بعض ذمہ دارآدمیوں کی شہ پر ہوا۔غالباً اسی کو وہ قومی خدمت سمجھ رہے تھے۔کمانڈانٹ کے بنگلہ میں جو تماشا ہوااس میں نامزدکمانڈانٹ کی شہ نہیں تو چشم پوشی ضرورشامل تھی۔پریڈ کے بعداوردوسرے دن کیپٹن نوٹیال کے ساتھ جو کچھ ہواوہ ہراعتبار سے قابل مذمت تھا۔ایک اچھے جذبے نے غلط صورت اختیار کرلی اور جن لوگوں کو صورت حال سنبھالنا چاہیئے تھی وہ ایسا کرنے میں کیوں ناکام رہے؟اس کی توجیہ مشکل ہے۔۱۹اگست ہی کوکرنل سٹیبنگ نے چارج نئے کمانڈانٹ کے حوالے کیااور بہت دلبرداشتہ حالت میں کالج سے روانہ ہوگئے۔

عہد سٹیبنگ پر تبصرہ

''اس دور کے ایک نامور سپوت ۴۶۔۱۹۴۵ء میں کالج ہیڈ بوائے اور گارڈز گولڈ میڈل ۸۸۵ میجر جنرل غلام محمد ہلال امتیاز اس دور کے بارے میں کہتے ہیں۔

''میں کرنل سٹیبنگ کے دورکوملٹری کالج کی تاریخ کا ایک روشن باب کہتا ہوں۔انکی قوت کار،سخت کوشی،تنظیمی صلاحیت توغیر معمولی تھی ہی،انکی قیادتی بصیرت بھی کم نہیں تھی۔یہ انکی قیادتی بصیرت کا کمال تھا کہ جنگ کی ہر طوفانی لہرکوانہوں نے کالج کے مفاد میں استعمال کیااور ہرصورت حال سے امکانی حدتک استفادہ کیا۔ایک صاحب نظراور ماہر تعلیم کی حیثیت سے انکا یہ اقدام بہت دوررس نتائج کا حامل تھا کہ انہوں نے ۱۹۴۰ء سے یہاں سائنس کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز کیا۔واضح رہے کہ سکول کی T.O.E (ٹیبل آف اسٹیبلشمنٹ) میں سائنس ماسٹر کی کوئی آسامی موجود نہیں تھی۔اس پوسٹ کوانہوں نے منظور کروایااور یہاں کے تعلیمی معیاراور دائرہ کو وسیع کیاجب کہ ایسا کرنا فوری طور پرضروری نہ تھا۔ ۴۲۔۱۹۴۰ء میں جنگ کی صورت حال کا تقاضا ہوا کہ فوج کوزیادہ سے زیادہ افسر دیئے جائیں تو انہوں نے اس صورت حال سے پورافائدہ اٹھایالیکن تعلیمی وتربیتی معیار کو نیچےنہیں آنے دیا بلکہ اس کومزید بہتر بنایا۔کچز کالج کے لئے انہوں نے چھ چھ اورسات سات امیدوار بیک وقت بھیجنے شروع کئےلیکن بھیجنے سے پہلے امکانی حدتک انکی شخصیتوں کونکھارا۔میرا نہیں خیال کہ اس وقت کے باقی دوملٹری کالجوں میں سے کسی کا کوئی کمانڈانٹ ایسا ہوگا جو اپنے ہونہارطلباء کوسری نگرلے جاتا ہواور جس نے وہاں کیمپ لگا کرانکی پری کمیشن ذہنی وسماجی تربیت کی ہو۔

۱۹۴۲ء کےاواخر میں سکول کوکیڈٹ بٹالین کے طور پر منظم کیا گیا یہ حکم تینوں کے جی آرسکولوں کے لئے تھالیکن اس چیلنج کو بھی کرنل سٹیبنگ نے اپنے مخصوص انداز میں قبول کیا۔انہوں نے اس سے پہلے سٹاف پر چار نہایت ہی قابل سویلین انسٹرکٹرز مسٹرانصاری،مسٹرنندلال،مسٹرحیدری اورمسٹرانوپ سنگھ کا تقرر کیا۔یہ سب

یونیورسٹی گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ تھے اورانہوں نے اپنے مضامین میں کمال حاصل کیا تھا۔سٹیپنگ سکول کے لئے اوّل درجہ سے کمتر معیار پر راضی نہ ہوتے تھے۔ حد یہ تھی کہ ۱۹۴۲ء میں صوبیدار (ریٹائرڈ) غلام نبی کی جگہ ایک دینیات کے استاد اور امام مسجد کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے مولوی عزیز احمد کو منتخب کیا اور سکول کے پہلے امام تھے جو انگریزی بھی جانتے تھے۔کیڈٹ بٹالین کو انہوں نے کس طرح منظم کیا اور جونیئر اور سینئر کیڈٹس کو کس طرح سنوارا اور نکھارا، کیسے تربیت کی، اسکے بارے میں، میں اپنے آئی ایم اے کے تجربے اور دوسرے بڑے بڑے ملٹری ٹریننگ اداروں کے ذاتی مشاہدے کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس دنیا کا کوئی ادارہ اضافہ نہیں کرسکتا تھا۔پنجاب اور سرحد کے دور دراز دیہات کے لڑکوں کو جن کی کوئی تعلیمی بیک گراؤنڈ نہیں تھی سٹیپنگ نے اپنی تربیت سے ایسا سونا بنا دیا تھا کہ وائسرائے لارڈ لبنلتھگو اور کمانڈر انچیف انڈیا فیلڈ مارشل آکنلک سے ملنے، گفتگو کرنے اور انکو کنڈکٹ کرنے سے بھی نہیں جھجھکتے تھے۔اس معیار پر یہ لڑکے کسی جادو کے چراغ سے نہیں پہنچے تھے بلکہ اس کے لئے سٹیپنگ اور انکے رفقائے کار نے ایک سوچے سمجھے لائحہ عمل کے تحت بڑی جانفشانی کی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ کس طرح حق نواز کیانی اور دوسرے کیڈٹ آفیسرز نے ایک روز صبح سے شام تک کالج کا پورا نظام چلایا تھا۔سٹیپنگ ڈسپلن کے معاملہ میں بہت سخت ضرور تھے لیکن صرف ڈسپلن کی سختی سے جوئے شیر نہیں نکلتی۔اس کے لئے کچھ تخیل (Vision) بھی چاہیئے۔کچھ بصیرت کی بھی ضرورت ہوتی ہے''۔

جنگ کے دوران اور اس کے بعد کالج کے کیڈٹس دھڑا دھڑ کمیشن بھی حاصل کرتے رہے لیکن اصل چیز وہ تربیتی سپرٹ تھی جس کو سٹیپنگ کی شخصیت و کردار نے پیدا کیا۔انہوں نے تربیت تنظیم اور لیڈر شپ کا وہ معیار پیدا کیا جس کی نظیر آسانی کے ساتھ ملنا مشکل ہے، اصل تعلیم وہ سپرٹ ہے، وہ معیار ہے اور وہ کارکردگی، وہ امیج (Image) ہے جو طالب علم کسی ادارہ سے حاصل کرتا ہے۔اس سپرٹ کی روح رواں، اس میں کوئی شک نہیں کہ خود سٹیپنگ تھے، لیکن انکے علاوہ انکی تمام ٹیم بھی تھی، چاہے وہ بگلر ہو، ڈرائینگ ماسٹر احمد دین ہوں، کوارٹر ماسٹر عبدالغنی ہوں، رسالدار میجر عبدالوہاب ہوں، مسٹر حیدری ہوں، مسٹر نندلال ہوں، ڈاکٹر شمسی ہوں، سبھی نے اپنی اپنی جگہ اہم رول ادا کئے۔جو جہاں تھا نہایت جانفشانی اور دلجمعی سے کام کر رہا تھا اور کردار کا اعلیٰ معیار پیش کر رہا تھا۔کام اور کردار کے ان حوالوں کے علاوہ وہ افراد تھے جنہوں نے اس ادارے کے ماحول کو تاب و توانائی بخشی، کلچر کی خوشبو اور روشنی دی۔ نئے افق اور نئی جہتوں کا شعور دیا۔اس سلسلہ میں پہلا نام مسٹر حیدری کا ہے جو ایک روشن ستارے کی طرح ہمیشہ کالج کی تاریخ کے افق پر جگمگاتے رہیں گے۔ وہ بذات خود ایک ادارہ تھے۔کالج کو کلچر کی روشنی دینے میں مسٹر حیدری کے علاوہ میجر ہولڈین اور انکی مدراسی ہندو بیگم کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔کالج کو اس دور میں شفقت کی ٹھنڈک دینے میں مسز لیوس، مسز سٹیپنگ اور مسز ہولڈین کا بڑا ہاتھ ہے۔ان میں سب سے شفیق اور مہربان مسز سٹیپنگ تھیں۔آخری بات جو میں زور دے کر کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ملٹری کالج جیسے اداروں میں اصل چیز وہ سپرٹ، وہ مخصوص ماحول، وہ فضا، وہ معیار ہے جو اس کی پہچان بن جاتا ہے۔اس فضا کو پیدا کرنے میں لازمی طور پر ادارہ کے سربراہ اور اساتذہ کا کردار اور ذہنی افق زیادہ قدر و قیمت رکھتا ہے لیکن ان دوسرے کارپردازوں کے کردار اور کارکردگی کی بھی کم اہمیت نہیں ہے جن کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔سٹیپنگ کے پورے تعلیمی و تربیتی نظام میں لیڈر شپ کی تربیت کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔قیادت کی جو صفات وہ پیدا کرنا چاہتے تھے ان میں جفاکشی، سخت کوشی، انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری سے کام کرنے اور کام لینے میں انتہائی جزرسی کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ ذمہ داری سکھانے کا طریق کار یہ تھا کہ کیڈٹس کو بتدریج زیادہ سے زیادہ ذمہ داری تفویض کرتے رہے۔پھر اس کے مطابق اختیارات اور امتیازات دیتے۔اس کے بعد انتہائی سختی سے احتساب کرتے جس کے نتیجہ میں سزا اور جزا کا ایک سلسلہ چلتا لیکن سزا کے باب میں بھی ان کے کچھ اصول تھے۔مثلاً یہ کہ پہلے سال کے جونیئر لڑکوں کو کمانڈانٹ خود سزا نہیں دیتے تھے۔کسی کی پبلک کیننگ کبھی نہیں کی۔سینئرز کیڈٹس کی کیننگ اپنے بنگلہ پر کرتے اور سب سے بڑی بات یہ کہ سزا بے لاگ ہوتی تھی۔بغیر کسی تمیز کے اور بغیر کسی انتقامی جذبے کے، دوسرے یہ کہ یہ جو بھی قابل تعریز حرکت کرے وہ احتساب سے اور تعریز سے بچ نہیں سکتا۔خواہ وہ ہیڈ بوائے کیانی ہی کیوں نہ ہو۔اور پھر یہ کہ سزا کے بعد کوئی ہمیشہ کے لئے معتوب نہیں ہو جاتا تھا اس کا حق اس کو ہر وقت ملتا تھا۔سزا کے ساتھ ساتھ جو کچھ لڑکوں کی بہبودی کے لئے کرتے تھے اسکی تو خیر نظیر ملنی ہی مشکل ہے۔جیسا کہ جنرل ممتاز علی ستارۂ جرأت نے سٹیپنگ کے بارے میں اپنی یادوں میں لکھا ہے کہ سٹیپنگ نے ان کو ایک فروگزاشت پر سخت سزا بھی دی اور جب کمیشن کے لئے میڈیکل کے سلسلے میں کوئی پرابلم ہوئی تو اسے انتہا تک جا کر حل بھی کرایا۔اصل چیز خلوص ہے۔جب نیت ٹھیک ہو تو کچھ برا نہیں لگتا۔لیڈر شپ کی تربیت کے لئے انکا خاص طریقہ یہ تھا کہ اپنے ہونہار سینئر کیڈٹس کو آرمی کی ٹائپ براس سے ملنے کے مواقع فراہم کرنے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔وائسرئے ہند لارڈ لینلیتھگو آئیں یا فیڈ مارشل آکنلک، انکے ارد گرد کیڈٹ آفیسرز ہی ہوتے تھے۔۱۹۴۶ء میں جی او سی ناردرن کمانڈ جنرل فنس کی آمد پر انکی پذیرائی کا موقع بحیثیت ہیڈ بوائے کرنل سٹیپنگ نے مجھے دیا۔میرے ساتھ دوسرے سینئر کیڈٹ آفیسرز بھی تھے۔اس طریقہ کار سے طلباء میں اپنے اوپر جو

اعتماد اور کالج پر جو Pride محسوس ہوئی وہ اس دور کی ایک بہت ہی قیمتی روایت تھی۔

اس زمانے میں ایک کلاس سسٹم ضرور تھا جو بغیر کسی رعایت اور تمیز کے صرف ذہانت اور اہلیت کی بنیاد پر قائم تھا۔ سٹیپنگ پہلے دن سے (لیڈرشپ کے نقطۂ نظر سے) ہونہار طلباء کو چن لیتے تھے پھر انکی تربیت کرتے جس میں ذمہ داری دے کر سختی بلکہ بے رحمی سے احتساب کرنے کو ایک بنیادی اصول کی حیثیت حاصل تھی۔ سٹیپنگ روایتی سونے کا نوالہ دے کر شیر کی نگاہ رکھتے۔ حوصلہ آزما، سخت ترین مرحلوں سے گزر کر ہی اس خاص گروپ کے لڑکے سینئر کیڈٹ آفیسرز بنتے تھے۔ بیشتر یہی کچز کالج کے لئے نامزد کئے جاتے، یا براہ راست سلیکشن بورڈ کے سامنے بھیجے جاتے۔ دوسرا چھوٹا سا گروپ ان ذہین اور حساس طلباء کا تھا جو اپنے طور پر نصابی مشاغل میں مستغرق رہتے۔ تیسرا اور سب سے بڑا گروپ ان غیر استحقاق یافتہ عام سے لڑکوں پر مشتمل تھا جو آرمی کے فرسٹ کلاس امتحانوں کے بعد خاموشی سے اپنی یونٹوں میں چلے جاتے تھے۔ پھر ان میں سے کچھ آرمی سپیشل کر کے کمیشن کے لئے قسمت آزماتے تھے باقی رینکس میں چلتے رہتے۔ یہ عام کیڈٹ سٹیپنگ کی براہ راست توجہ سے محروم رہتے تھے۔ خواہ کسی وجہ سے مقابلہ میں آگے نہ آسکے ہوں۔ اس گروپ کے لڑکے اور ذہین گروپ کے لڑکے سٹیپنگ کے سٹائل اور فلسفہ تربیت سے زیادہ خوش نہیں تھے اور ایک طرح کا نفسیاتی دباؤ ضرور محسوس کرتے تھے۔

ایک اور نقص جو اب نظر آتا ہے یہ تھا کہ کیڈٹ این سی اوز خاص طور سے کیڈٹ آفیسرز کے اختیارات شاید ضرورت سے زیادہ تھے کبھی کبھی ان کا استعمال بہت غلط ہو جاتا تھا۔ سینئر جونیئر کا احساس بہت شدید تھا جس کی وجہ سے بیشتر جونیئرز بہت دبے دبے رہتے تھے تا آنکہ وہ خود سینئر ہو جاتے اور اپنے ساتھ کی ہوئی زیادتیوں کے بدلے چکاتے۔ کیڈٹ اردلی کا سسٹم بھی قباحتوں سے خالی نہ تھا۔ ریگنگ (Ragging) انگلینڈ میں بھی پبلک سکول کا حصہ رہی ہے۔ سٹیپنگ کی سخت کیننگ بھی اکثر زیر بحث آتی ہے۔ ان کے بعض نقاد انہیں اذیت پرست کہنے سے بھی نہیں چوکتے۔ میں نے سٹیپنگ کا تقریباً سارا زمانہ دیکھا ہے، جونیئر بھی رہا ہوں اور ہیڈ بوائے بھی، میں نے سٹیپنگ کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اس تمام تجربے اور مشاہدے کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ مزاجی اعتبار سے سخت ضرور تھے لیکن انکی وہ کیننگ انکے فلسفہ تربیت کا حصہ تھی اور اسپارٹا کے طریق تربیت کے شدت سے قائل تھے۔ انکی کیننگ ذاتی عناد سے بالکل مبرا تھی۔

کرنل سٹیپنگ کے کنٹری بیوشن (Contribution) کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے اگر یہ امر ذہن میں رکھا جائے کہ جو طلباء انہیں سال بہ سال تربیت کے لئے دیئے جارہے تھے، وہ عام طور پر پنجاب اور سرحد کے دیہات سے اور اوسط درجے کے عام گھرانوں سے آرہے تھے۔ ان بظاہر عام طلبہ کے جوہر کو انہوں نے چمکایا۔ جس کا ثبوت انکے بیشمار وہ اولڈ بوائز ہیں جو اس وقت بڑے بڑے سینئر عہدوں پر پاکستان آرمی اور ملک وقوم کی خدمت کررہے ہیں اور جن کے لائف سٹائل اور کام کرنے کے رویوں میں سٹیپنگ کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

سر راہ، میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ سٹیپنگ نے مغرب اور جمعہ کی نماز کی پابندی کو انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ جمعہ کی نماز سے پہلے ہمارے کالج کی انسپکشن کمانڈانٹ حد درجہ جزرسی سے خود کرتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس زمانے میں جمعہ کی نماز کے وقت ملٹری کالج کے تین سو لڑکے اپنے جیسے اداروں میں غالباً دنیا میں سب سے زیادہ صاف ستھرے اور سمارٹ ہوتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں قومیت اور وطنیت کے جذبات کی آبیاری کی کوئی صورت نہیں تھی بلکہ اس کو دبانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ مثلاً ۱۹۳۸ء کے ایک ورائٹی شو میں جادہ کے ایک لڑکے نے بہادر شاہ ظفر کی مشہور غزل ''لگتا نہیں ہے دل مرا اجڑے دیار میں'' سنائی تو بعد کو سٹیپنگ سے پہلے جے اے کیو ایم جمعدار منگا خان نے اسے بڑی سرزنش کی کہ انگریز کے سامنے یہ غزل نہیں پڑھنی چاہیئے تھی۔

اسی طرح ایک بار انٹر سکول کراس کنٹری ریس کے موقع پر ہمارے کچھ لڑکوں نے جوش میں آکر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تو کمانڈانٹ نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ مذہبی نعرہ ہے۔ لیکن یہ صورت حال غیر متوقع نہیں تھی۔ اس زمانہ میں تمام فوج اور فوجی ادارے سیکولر تھے اور جن تین چیزوں کا ڈیوٹی پر اور آف ڈیوٹی تذکرہ ممنوع تھا ان میں ایک ریلیجن (مذہب) بھی تھا۔ خوش قسمتی سے کالج میں اس کمی کو اس وقت کے چند استادوں جیسے، رسالدار کامیاب خان، صوبیدار انور شاہ، حوالدار سرفراز حسین اور مسٹر شمسی نے پورا کیا۔ ۱۹۴۶ء میں کیپٹن نوٹیال اور مینن نے پاکستان کے خلاف ایک خاموش محاذ آرائی شروع کی تو سب سے پہلے لڑکوں نے اپنے طور پر اس کا نوٹس لیا۔ ۱۴ اگست کی پریڈ سے پہلے اور فوراً بعد جو کچھ ہوا گو اس نے ناگوار اور نامناسب صورت ضرور اختیار کی لیکن اس کی تہہ میں جذبہ قومیت ہی کا تھا۔ کالج کے دو لڑکے (رحیم اللہ ۹۰۸) اور اسلم جنجوعہ (۱۱۶۶) جہاد کشمیر میں شرکت کے لئے بھی گئے یہ بھی اسی جذبہ کا اظہار تھا۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ۱۹۴۳ء کی توسیعی سکیم میں غیر مسلم لڑکے حکومت کی پالیسی کے تحت بھیجے تو اس لئے گئے تھے کہ متحدہ قومیت کے احساس کو تقویت ملے لیکن کالج میں غیر مسلم سٹاف اور غیر مسلم طلباء کے ہونے سے دوقومی احساس

کومزید تحریک ملی۔

کرنل سٹیپنگ کے دورِ سربراہی کے آخری چند دنوں میں جو افسوس ناک واقعات پیش آئے، ان کے عوامل خواہ کچھ بھی ہوں، میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان کی اپنی پوزیشن پر بھی حرف آتا ہے۔ نامزد کمانڈانٹ کا رویہ بھی ذہن میں کچھ سوال چھوڑ جاتا ہے۔ بحیثیت مجموعی کرنل سٹیپنگ کا دورِ سربراہی کالج میں ہمہ جہت ترقی اور توسیع کا زمانہ تھا۔ لیکن ان سب ترقیوں سے بڑھ کر وہ تربیتی فضا تھی جس کو سٹیپنگ نے اپنے خونِ جگر سے پیدا کیا تھا اور جس کے لئے یہ دور ہمیشہ یاد رہے گا اور ملٹری کالج کی تاریخ میں ایک ماسٹر بلڈر کے طور پر سٹیپنگ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

☆☆☆

چوتھا دور۔ طلوعِ سحر

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی آزادی کی صبح کے ساتھ کالج نے اپنے ارتقاء کی چوتھی منزل میں قدم رکھا۔ کالج کنگ جارج رائل انڈین ملٹری کالج کی بجائے ''رائل پاکستان ملٹری کالج'' ہوا۔ اس ایک لفظ نے کالج کو یک نیا تشخص دیا۔ اب یہ ایک قومی ادارہ تھا۔

اگست کے تیسرے ہفتے میں نئے کمانڈانٹ میجر اورنگ زیب نے کالج کا چارج لیا۔ ڈسپلن کا جو بحران اگست کے دوسرے ہفتے میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے اثرات کے علاوہ تمام غیر مسلم سٹاف کے بیک وقت چلے جانے سے جو تعلیمی خلا پیدا ہوا تھا، اس کو پر کرنا بھی ایک مسئلہ تھا۔ پھر انڈیا کے باقی چار کے جی آر کالجوں سے جو مسلم طلباء آنے شروع ہوئے انکی تعلیمی آبادکاری بھی جاری رہی تا آنکہ فروری ۱۹۴۸ء میں میجر اورنگزیب کا تبادلہ ہوگیا۔ انکی کمان کے چھ ماہ کالج کو ڈسپلنی اور تعلیمی بحران سے نکالنے میں گزرے۔ فروری ۱۹۴۸ء کے اواخر میں انکی جگہ میجر سید فیاض حسین زیدی نے لے لی۔ انکے چارج لینے کے تیسرے دن ہی کمانڈر انچیف جنرل ڈگلس گریسی کالج میں آئے اور ان کو نیا مینڈیٹ (Mandate) دیا کہ اب کالج کا ٹارگٹ پاکستان ملٹری اکیڈمی کے لئے موزوں افسر تیار کرنا ہے۔ اس کے لئے ضروری تعلیمی وتربیتی اقدامات کئے جائیں۔

جنرل گریسی نے اپریل ۱۹۴۸ء کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی صدارت کی اور ان ہی کے ایماء سے اس موقع پر اولڈ بوائز کی پہلی باقاعدہ ری یونین بھی ہوئی۔ گریسی چاہتے تھے کہ کالج کی تعلیمی بنیادوں کو وسیع کیا جائے۔ چنانچہ کالج میں پہلی بار ڈیبیٹنگ سوسائٹی، ڈرامیٹک سوسائٹی ایکسکرشن (Excurtion) سوسائٹی اور سائنس سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اسی سال کالج کا بیج اور ماٹو بدلا اور نئے سویلین ٹیچرز کی تقرری شروع ہوئی۔ نومبر ۱۹۵۰ء میں کالج کی سلور جوبلی اور ری یونین اور سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی تقریبات ہوئیں۔ اس موقع پر جنرل گریسی نے اپنے خطبۂ صدارت میں اعلان کیا کہ کالج کی توسیع زیر غور ہے اور یہ کہ جی ایچ کیو کالج کو ایک فرسٹ کلاس پبلک سکول دیکھنا چاہتا ہے جہاں طلباء کو نہ صرف افواج کے لئے بلکہ سول کے پروفیشنز اور سول سروسز کے لئے بھی تیار کیا جائے۔ جنرل گریسی کا یہ بیان ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے جسکی پوری تعمیل تادم تحریر نہیں ہوسکی۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں لیفٹیننٹ کرنل زیدی کے تبادلے پر نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل رفیق نے آنر سسٹم اور دوسرے اقدامات کے ذریعے کالج کی اخلاقی اور قومی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ اور طلباء کے ذہنی افق کی توسیع کے لئے ہم نصابی سرگرمیوں اور آوٹ ورڈ باؤنڈ (Out-Ward Bound) سرگرمیوں کو فروغ دیا۔ گو کالج میں تعلیمی نصاب بدستور آرمی کے امتحانوں کا اور تربیتی نظام رجمنٹل رہا۔ نومبر ۱۹۵۲ء کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی صدارتی تقریر میں نئے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے بھی کالج کی توسیع اور تنظیم نو کے منصوبے کی توثیق کی۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں پھر کمان تبدیل ہوئی۔ نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر کے دور میں، جنوری ۱۹۵۴ء میں کالج کو پبلک سکول بنانے کا باقاعدہ اعلان ہوا۔ کالج کو پبلک سکول کا آب ورنگ دینے کا سلسلہ ۱۹۴۸ء سے جاری تھا۔ کالج کا مینڈیٹ بھی بدل گیا تھا۔ صرف تربیتی تنظیم کا ڈھانچہ بٹالین کا تھا۔ پبلک سکول بنانے کا عملی پہلو یہ نکلا کہ کیڈٹ بٹالین توڑ دی گئی اور رجمنٹل سسٹم ختم کر دیا گیا۔ پریڈ صرف این سی سی تک محدود ہو کر رہ گئی خاکی وردی گو عملاً مزید کئی سال زیر استعمال رہی لیکن اصولاً اس کو سی ویز (Civies) میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ کالج کا تعلیمی کری کیولم بھی آرمی کے رائج الوقت امتحانوں کے تابع رہا۔ جولائی ۱۹۵۴ء کرنل سلطان حیدر کا تبادلہ بھی ہوگیا اور لیفٹیننٹ کرنل ایڈورڈز سابق پرنسپل لارنس کالج نئے کمانڈانٹ مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۶ء کے سیشن سے کالج میں آفیسرز اور سویلینز کے لڑکوں کے داخلے شروع ہوئے۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں رجمنٹل سسٹم کے یکا یک ختم ہوجانے سے کالج میں کچھ ڈسپلنی مسائل نے سر اٹھایا تھا۔

۱۹۵۵ء میں ان میں مزید اضافہ ہوا تا آنکہ کالج میں نظم وضبط کا بحران پیدا ہوگیا۔ صورت حال اس حد تک خراب ہوگئی کہ پبلک سکول کی فضا قائم ہونا تو بڑی بات ہے نارمل تعلیمی وتربیتی کام بھی متاثر ہونے لگا۔ اس پس منظر میں اکتوبر ۱۹۵۵ء میں ایکبار پھر کالج کی کمان کرنل رفیق کے سپرد ہوئی۔ وہ اپریل ۱۹۵۹ء تک کالج کے سربراہ رہے۔ اس عرصے میں کالج کو پبلک سکول کا آب ورنگ دینے میں خاصی پیش رفت ہوئی۔ نئی ونٹر اور سمر یونیفارم رائج ہوئی۔ کیڈٹ میسوں میں نیا فرنیچر آیا۔ چائنا کراکری اور کٹلری کا استعمال شروع ہوا۔ ۱۹۵۶ء میں یوم جمہوریت کے موقع پر کالج کا نام بدلا، ماٹو بدلا اور نشان بدلا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اسکی روح بدلی۔ ۲۴

مارچ ۱۹۵۶ء کالج میں تاریخی اہتمام سے منایا گیا۔ میں یوم جمہوریہ کی شان میں ایک ترانہ انگریزی میں اور ایک اردو میں لکھا گیا۔ کالج کے اخبار ''نیوز اینڈ ویوز'' نے اس موقع پر ایک خصوصی نمبر نکالا۔ جس میں یوم جمہوریہ پر کمانڈانٹ کا پیغام بھی شامل ہوا۔

۱۹۵۶ء کے سیشن سے کالج میں آفیسرز اور سویلینز کے لڑکوں کے داخلے شروع ہوئے تھے۔ ۱۹۵۷ء میں کالج میں پہلی بار سول کے امتحانات (میٹرک اور ایف ایس سی) شروع ہوئے۔ اسی دور میں آنرسسٹم ایک بار پھر کالج میں رائج ہوا۔ آنر کورٹس قائم ہوئیں۔ پریفیکٹوریل سسٹم کو صحیح معنوں میں فعال کیا گیا۔ اس دور میں تعلیم کی سرحدوں کو وسیع کرنے کی ہمہ جہت کوششیں بڑے خلوص اور جوش سے ہوئیں۔ جنرل نالج کے مضمون کو پھر زندہ کیا گیا۔ مباحثے، مذاکرے، خطابتی مقابلے اور سب ہاؤسوں کے سالانہ جشنِ تمثیل شروع ہوئے۔ ہر لڑکے کو کالج سٹیج پر لانے کا اہتمام کیا گیا اور ہر ایک کے لئے کسی نہ کسی ہابی کلب میں شرکت لازمی قرار دی گئی۔ توسیعی لیکچرز، تعلیمی سیاحتیں اور آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں گویا روشنی کا ایک سیل رواں تھا جس سے کالج کے در و بام روشن تھے۔ سول کے امتحانات کے رزلٹ بھی سو فیصد آ رہے تھے۔ سلیکشن بورڈ سے اچھی خبریں آ رہی تھیں۔ لیکن سب سے قیمتی چیز جو ابھر کر آئی وہ ادارہ کا نظریاتی اور پاکستانی تشخص تھا۔ قیادت کی بعض صفات کی نشو و نما پرانے رجمنٹل دور میں بھی کم نہیں تھی اب ذہن کی روشنی اور پاکستان کی محبت پہلی ترجیح قرار پائی اور اس سمت میں کافی پیش رفت ہوئی۔ خود کمانڈانٹ کی اپنی شخصیت اتنی موثر Charismatic اور Dynamic تھی کہ اس سے اوران کے Commitment کے حوالے سے طلباء کی کئی نسلوں نے سیکھا کہ قیادت کیا ہوتی ہے، دیانت (Integrity) کیا ہوتی ہے اور پاکستان کی محبت زندگی میں کس طرح جلوہ گر ہوتی ہے۔ ۱۹۵۶ء میں کالج کے سٹاف کو فوجیانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس سال سے کالج کا تقریباً نصف اکیڈیمک سٹاف خاکی وردی میں تھا۔

اپریل ۱۹۵۹ء میں اے ای سی کے لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان نے کالج کی کمان کا چارج لیا اور وہ مئی ۱۹۶۷ء تک برسر اقتدار رہے اس دور میں کالج نے کچھ اور سمتوں میں پیش رفت کی۔ پبلک سکولی نقطہ نظر سے ایک اہم اقدام یہ ہوا کہ کالج میں لڑکوں نے نمبروں کی بجائے ان کے ناموں کا استعمال شروع ہوا۔ اساتذہ نے کلاسز میں اکیڈیمک گاؤن پہننا شروع کیا۔ ۱۹۵۹ء ہی میں ہاؤسوں کے نئے نام رکھے گئے۔ ۱۹۵۷ء سے داخلہ صرف آٹھویں میں ہونا شروع ہو گیا تھا وہ سلسلہ جاری رہا۔ ۱۹۵۹ء سے کالج کا ظاہری پروجیکشن بھی شروع ہوا۔ کالج کا رنگ و روپ نکھرا۔ بام و در کی آرائش بھی شروع ہوئی۔ حسن اتفاق سے ۱۹۵۹ء سے لاہور ایجوکیشن بورڈ نے سکول اور کالج کی سطح پر ڈراموں کے سالانہ مقابلے شروع کرائے۔ کالج میں سالانہ تقریب انعامات پر ڈرامے ۱۹۴۹ء سے مسلسل ہو رہے تھے۔ لیکن باہر کی دنیا کو خبر نہیں تھی کہ یہاں ڈرامیٹک آرٹ کے کیسے کیسے موتی لٹائے جاتے ہیں۔ بورڈ کے ان مقابلوں میں کالج مسلسل چار سال امتیازات حاصل کرتا رہا۔ جس سے کالج کی شہرت میں بہت اضافہ ہوا اور لڑکوں کے حوصلے بڑھے۔ ۱۹۶۱ء سے کالج نے انٹر سروسز پبلک سکولز ٹورنامنٹ میں حصہ لینا شروع کیا اور مسلسل تین سال پریذیڈنٹ شیلڈ جیت کر بڑا نام پیدا کیا۔ اس کے بعد بھی کالج کی کارکردگی ان کھیلوں میں سپورٹس کے دوسرے بیرونی مقابلوں خصوصاً اتھلیٹکس کے میدان میں امتیازی رہی۔

۱۹۶۲ء میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی۔ یہ بھی پبلک سکولوں کی پرانی روایت تھی جو ایک عرصے کے بعد صورت پذیر ہوئی۔ ۱۹۶۳ء میں فرسٹ ایئر میں سپورٹس انٹری کے پہلے داخلے ہوئے، نومبر ۱۹۶۳ء میں موسیٰ ہال کمپلیکس کا افتتاح ہوا۔ نومبر ۱۹۶۶ء میں موسیٰ ہال کے کاریڈور میں جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں کالج کے شہیدوں اور اعزاز یافتگان کے ناموں کی تختیوں کی رونمائی مہمانِ خصوصی نے کی۔

مئی ۱۹۶۷ء میں اے ای سی کے لیفٹیننٹ کرنل مرتضیٰ حسین نے کرنل سردار خان کی ریٹائرمنٹ پر ان کی جگہ لی اور جولائی ۱۹۶۹ء تک کالج کے کمانڈانٹ رہے۔ انکے زمانے میں دو یادگار کام ہوئے ایک تو یہ کہ اگست ۱۹۶۷ء میں صرف آٹھویں درجے کی نئی انٹری کے لئے ایک جونیئر ہاؤس پبلک سکول کے پریپ سکول کے طور پر قائم ہوا۔ مسٹر حیدری اور مسٹر سعید راشد اس کے فاؤنڈر ہاؤس ماسٹر تھے۔

بارہ سال کی کچی عمر کے سارے لڑکوں کو سینئر سکول کے روایتی دباؤ سے آزاد رکھ کر گھر کے ماحول میں شخصیت کے ارتقاء کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے کا تجربہ بہت کامیاب رہا۔ آئندہ بیس سالوں میں اس ہاؤس نے نئے طلباء کو بنانے سنوارنے اور نکھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔

اکتوبر ۱۹۶۸ء میں کالج کی پہلی بڑی ری یونین ہوئی۔ اس موقع پر اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی پہلی جنرل میٹنگ بھی ہوئی۔ ایسوسی ایشن کا آئین منظور ہوا۔ اور نئے عہدے دار منتخب کئے گئے۔ ۱۹۶۸ء کی اس ری یونین پر کالج کے ماہانہ گزٹ ''دی عالمگیرین'' نے اپنا ری یونین نمبر نکالا۔

جون ۱۹۶۹ء میں کرنل مرتضیٰ کے ریٹائر ہونے کے بعد چند ماہ کے لئے لیفٹیننٹ کرنل پرویز سکندر کمانڈانٹ رہے۔ نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل صلاح

الدین قریشی کا دور بھی بہت مختصر ثابت ہوا۔ یعنی ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ء سے ۴ جون ۱۹۷۰ء تک جون ہی میں کمانڈانٹ کی پوسٹ اپ گریڈ ہوئی۔ فل کرنل کے رینک میں نامزد کمانڈانٹ کرنل این ڈی احمد نے کالج کی کمان کا چارج اکتوبر ۱۹۷۰ء میں لیا اور تین سال بعد اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ریٹائرمنٹ پر کالج کو خیر آباد کہا۔ ان کے دور میں ایک نہایت اہم نیا تجربہ دو بہت ضروری کام اور دور رس تعلیمی و تربیتی اہمیت کے چند نہایت اہم اقدامات کئے گئے۔ نیا تجربہ یہ تھا کہ ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں ہر ہاؤس نے اپنا یوم والدین اپنے ہاؤس میں منایا۔ اور کالج کا مرکزی جلسۂ تقسیم انعامات بہت سادہ سا منعقد کیا گیا۔ اس طرح ہاؤس کی سطح پر یہ تقریب منعقد کرنے سے اس تقریب کا اصل مقصد یعنی والدین کا اساتذہ سے قریبی رابطہ پورا ہوا۔ اور ہاؤسوں کو وہ ضروری اٹانومی بھی ملے جس سے ہر ہاؤس کو اپنا تشخص ابھارنے کا موقع ملا۔ کم از کم شیر شاہ ہاؤس نے اپنا یوم والدین منانے کا سلسلہ ۱۹۷۹ء تک جاری رکھا۔ ۱۹۶۹ء میں کالج کی لاگ بک کا سراغ نہ ملنے پر ۱۹۷۱ء میں کالج کرانیکل لکھنے کا کام جو نہایت ضروری تاریخی اہمیت کا حامل تھا، شروع کیا گیا۔ مزید برآں کالج کے ۱۹۳۶ء میں مرتب کئے ہوئے مستقل احکامات کی تجدید کی گئی بلکہ انہیں نئے سرے سے تشکیل دیا گیا۔ ۱۹۷۲ء ہی میں کالج کے کری کیولم میں جنرل نالج کے مضمون کا اضافہ کیا گیا اور اس کا نصاب تین مدارج، مڈل، ہائی سکول اور انٹرمیڈیٹ میں مرتب کیا گیا۔ پبلک سکول کی پرانی روایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کالج کی سینئر موسٹ فارم، بارہویں اور سینئر پریفیکٹس پر خصوصی توجہ دی گئی۔ کمانڈانٹ نے انکے لئے خصوصی لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ لیکچرز بعد میں A Practical Course in Leadership کے نام سے چھپوا کر طلباء کو دیئے گئے۔ سزا اور جزا کا ایک نیا نظام کانٹے اور گلاب (Thorns & Roses) کے نام سے جاری کیا گیا۔ ایک اور سب سے اہم اقدام یہ کیا گیا کہ کالج کی اخلاقی اور تعلیمی بنیادیں مستحکم کرنے کے لئے بورڈ کے امتحانات کو خصوصی انتظامات کے ذریعے قطعاً شفاف رکھا گیا۔ جس کے مثبت اثرات دو سال بعد ۱۹۷۳ء میں سامنے آئے۔ جب انٹرمیڈیٹ کا رزلٹ ایک طویل عرصے کے بعد سو فیصد آیا۔ ۱۹۷۱ء میں چیف انسٹرکٹر کی پوسٹ اپ گریڈ کی گئی۔ ۱۹۷۲ء میں جی ایچ کیو کے ایک ڈائریکٹو (Directive) کے ذریعے کالج کو آل سائنس کالج بنا دیا گیا۔ ۵ اکتوبر ۱۹۷۳ء سے ۲۸ مارچ ۱۹۷۴ء تک چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل محمد امین نے کمانڈانٹ کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۲۹ مارچ ۱۹۷۴ء کو کرنل ظہور الحق نے کالج کی زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لی۔ اور جون ۱۹۷۷ء تک کالج کے سربراہ رہے۔ اس دور کا ایک اہم کام یہ تھا کہ ہم نصابی تدریس، امتحانات، ہم نصابی سرگرمیوں، سپورٹس غرض کالج کی زندگی کے ہر پہلو پر تفصیلی ہدایات اور انسٹرکشنز جو کمانڈانٹ نے ۱۹۷۰ء میں بحیثیت چیف انسٹرکٹر مرتب کی تھیں، اب ان پر عمل ہوا۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء میں ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سیل کا افتتاح کیا گیا اور پروفیسر سعید راشد اس کے پہلے نگران مقرر ہوئے۔ کالج کا اردو ترانہ بھی اسی سال لکھوایا گیا۔ ۱۹۷۴ء ہی میں وائی کیڈٹ سکیم نافذ ہوئی۔ ۱۹۷۵ء کالج کے لئے کئی لحاظ سے اہم رہا۔ اس سال کالج میں سمسٹر سسٹم جاری کیا گیا اور کالج کا الحاق آرمڈ فورسز بورڈ آف ہائر ایجوکیشن سے ہوا۔ اسی سال کالج وائی کیڈٹ سکیم کے تحت ۵۲ لڑکے فرسٹ ایئر میں داخل ہوئے۔ نومبر ۱۹۷۵ء میں کالج کی گولڈن جوبلی، اولڈ بوائز ری یونین کی تقریبات منعقد ہوئیں۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی جنرل میٹنگ کا دوسرا اجلاس بھی ہوا۔ گولڈن جوبلی کے موقع پر آر اینڈ ڈی سیل نے ففٹی ایئرز آف ملٹری کالج (Fifty Years of Military College) کے نام سے مسٹر محمد ایوب کی مرتب کی ہوئی کالج کی مختصر تاریخ شائع کی اور کالج کے ترانہ کا ریکارڈ تیار کرایا گیا۔

۱۹۷۴ء سے ملٹری کالج کے لڑکوں کے لئے جے سی بی کے لئے درخواست دینا لازمی ٹھہرا۔ اپریل ۱۹۷۷ء سے کالج کا الحاق دوبارہ سرگودھا بورڈ سے ہوا اور سمسٹر سسٹم جاری نہ رہ سکا۔ جولائی ۱۹۷۷ء میں کرنل ظہور الحق کے تبادلے پر کرنل اکرم امین کمانڈانٹ ہو کر آئے۔ انہوں نے اگست ۱۹۷۸ء میں چارج کرنل محمد سعید کھوکھر کو دیا۔ ۱۹۷۹ء میں جنرل محمد اقبال خان اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں اولڈ بوائز ری یونین ہوئی اور ایسوسی ایشن فعال ہوئی۔ جنوری ۱۹۸۰ء میں کرنل عبدالستار نے کمانڈانٹ کے عہدہ کا چارج لیا۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۰ء کی صبح کالج کا یوم تاسیس پہلی بار منایا گیا۔ یادگارِ شہداء کا افتتاح جنرل محمد اقبال نے کیا۔ اسی سال ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سیل نے پروفیسر سعید راشد کی لکھی ہوئی تین کتابیں تذکرہ شہداء، حق نواز کیانی شہید، اکرم نشان حیدر اور لیڈر شپ پر دو کتابیں Living with Leadership اور Learning to Lead شائع کیں۔

اسی سال دسمبر ۱۹۸۰ء میں کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی صدارت کرتے ہوئے جنرل محمد ضیاء الحق نے کالج کے توسیعی منصوبے کا اعلان کیا اور کمانڈانٹ کی پوسٹ اپ گریڈ کی۔ کرنل عبدالستار بریگیڈیئر پروموٹ ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء میں کالج میں جے سی ونگ کھولا گیا اور کالج کے اپنے فرسٹ ایئر کے داخلے آئندہ دو سال تک معطل رہے۔ بریگیڈیئر آئی آر صدیقی دسمبر ۱۹۸۲ء سے اگست ۱۹۸۳ء تک کالج کے کمانڈانٹ رہے انکے دور میں ۱۹۸۳ء میں کالج کونسل اور کیڈٹس کونسل قائم ہوئی۔ ٹرسٹ سسٹم جاری کیا گیا۔ جولائی ۱۹۸۳ء میں جے سی بی ونگ کالج سے منتقل ہو گیا۔ اگست ۱۹۸۴ء میں آرٹلری کے بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ نے کالج کی

کمان سنبھالی اسی سال کالج سیکشن دوسال کے تعطل کے بعد بحال ہوا۔ اور نومبر ۱۹۸۴ء میں فرسٹ ایئر میں دوبارہ داخلے شروع ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں گائیڈینس اور کاؤنسلنگ سینٹر (Guidance and Counselling Centre) قائم کیا گیا۔ آڈیو ویژول ٹیچنگ ایڈز (Audio Visual Teaching Aids) کی ابتدا ہوئی۔ کالج کی نئی لائبریری اور پرانی مسجد کی جگہ نئی مسجد تعمیر ہوئی۔ آر اینڈ ڈی سیل کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد نے کالج کے ۴۲ اعزاز یافتہ غازیوں پر کتاب ''جرأتوں کے نشاں'' مرتب کی۔ کالج کا توسیعی پلان اور نئی ٹی ای او منظور ہوئی۔ اور نومبر ۱۹۸۶ء میں کالج ڈائمنڈ جوبلی اور ری یونین کی تقریبات منعقد کی گئیں۔ اور اسی موقع پر پروفیسر سعید راشد کی لکھی ہوئی کالج کی تاریخ داستان علم وعمل کی پہلی جلد کی رونمائی عمل میں آئی۔ اگست ۱۹۸۷ء میں بریگیڈیئر نور الحق کالج کی سربراہی کے منصب پر فائز ہوئے۔ فروری ۱۹۸۸ء میں کالج کے توسیعی منصوبے پر کام شروع ہوا۔ اپریل ۱۹۸۹ء میں پہلے توسیعی داخلے ہوئے اور کالج میں طلباء کی تعداد ۳۲۰ سے ۳۷۰ ہوگئی۔

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

کالج کی سال بہ سال ترقیوں، تبدیلیوں
اہم تقریبات اور واقعات کا تذکرہ کالج کے کمانڈانٹس
کے حوالے سے

از اگست ۱۹۴۷ء تا مارچ ۱۹۸۹ء

☆☆☆☆☆☆☆☆

میجر اورنگ زیب خان

(اگست ۱۹۴۷ء تا فروری ۱۹۴۸ء)

بلوچ رجمنٹ کے میجر اورنگ زیب خان کالج کے نامزد کمانڈانٹ کی حیثیت سے ۹ اگست ۱۹۴۷ء کو کالج میں آ گئے تھے۔ اگست کے دوسرے اور تیسرے ہفتے کے واقعات و حادثات انکی موجودگی کے دوران رونما ہوئے۔ البتہ کالج کے نئے اور پہلے پاکستانی کمانڈانٹ کی حیثیت سے انہوں نے کالج کا باقاعدہ چارج ۲۱ اگست کو سنبھالا۔ وہ اس منصب پر ۲۲ فروری ۱۹۴۸ء تک فائز رہے۔ یہ پانچ چھ ماہ کا عرصہ کالج کی تاریخ میں خاص طور پر مشکل وقت تھا۔ ایک تو کالج ان مسائل سے دوچار تھا جن سے نئی مملکت کے سارے ادارے نبرد آزما تھے۔ یعنی نئی امنگیں، نئے چیلنج، عملہ کی کمی، وسائل کی کمی وغیرہ۔ لیکن ملٹری کالج تو اس وقت ایک اور بحران کا شکار بھی تھا۔ وہ نظم وضبط کا بحران تھا۔ ہر چند کہ آزادی کی پریڈ سے پہلے اور فوراً بعد کے ناخوشگوار واقعات بنیادی طور پر نوجوان طلباء کی قومی عصبیت کی پیداوار تھے لیکن اس کے اظہار نے جو قابل مذمت منفی انداز اختیار کیا اس سے نہ صرف کالج کی ساکھ متاثر ہوئی تھی بلکہ ڈسپلن کے فریم ورک کو بھی شدید نقصان پہنچا تھا۔ جس کے اثرات دیر تک محسوس ہوتے رہے۔

اوائل اگست ۱۹۴۷ء میں کالج میں ۴۷ غیر مسلم طلباء اور کمانڈانٹ کو چھوڑ کر چند غیر مسلم آفیسرز تھے۔ مسلمان سٹاف میں دو سویلین انسٹرکٹرز مسٹر سلطان حسین شمسی اور ڈرائنگ ماسٹر احمد دین تھے۔ امام مسجد مولوی عزیز احمد، رسالدار میجر عبدالوہاب، صوبیدار فتح خان، کوارٹر ماسٹر صوبیدار عبدالغنی اور ٹریننگ حوالدار کے علاوہ بشمول چیف انسٹرکٹر کیپٹن محمد وزیر خان ملک صرف دو مسلمان آفیسرز تھے دوسرے کیپٹن ثناء اللہ جلد ہی جالندھر چلے گئے۔ ۱۴ اگست تک میٹرن مس سدھوا اور خوشاب کے آر ایم او ڈاکٹر شام لال کے سوا سارا غیر مسلم سٹاف بھی کالج سے چلا گیا۔

تقسیم ہند کے وقت برصغیر میں پانچ کنگ جارج رائل انڈین ملٹری کالج تھے۔ ایک یہاں جہلم میں، دوسرا (۱۹۲۵ء سے) جالندھر میں تیسرا (۱۹۳۰ء سے) اجمیر میں، چوتھا بنگلور اور پانچواں بیلگام میں، یہ آخری دو ۱۹۴۵ء میں قائم ہوئے تھے۔ تقسیم کے وقت جس طرح یہاں غیر مسلم طلباء تھے اور غیر مسلم انسٹرکٹرز تھے اسی طرح باقی چار کے جی آر کالجوں میں مسلم طلباء بکھرے ہوئے تھے اور ایک ایک دو دو مسلمان آفیسرز بھی وہاں تعینات تھے۔ اگست کے چوتھے ہفتے سے ان چار کالجوں سے مسلمان طلباء اور سٹاف کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔

جالندھر سے مسلم طلباء کی آمد

۲۱ اگست ۱۹۴۷ء کی شام کے جی آر جالندھر سے ۵۵ مسلم طلباء کا قافلہ اسی کانوائے میں اسی گارڈ کی نگرانی میں یہاں پہنچا۔ جو غیر مسلم طلباء اور سٹاف کو یہاں سے لے کر گیا تھا۔ اسی میں کے جی آر جالندھر کے صوبیدار میجر مرزا انور بیگ اور ان کے اہل خانہ، ایک انسٹرکٹر اور جالندھر کالج کی کینٹین کا ٹھیکیدار اور اس کے افراد خانہ بھی تھے۔ جالندھر سے جو ۵۵ لڑکے آئے انہیں یہاں ۱۵۹۳ محمد اشرف سے لیکر ۱۶۴۷ ظہور عالم تک کے نمبر دیئے گئے ان میں ۱۵۹۹ میجر علم الدین (شہید) ۱۶۰۰ کرنل عبدالعزیز، ۱۶۰۶ کرنل محمد یونس، ۱۶۲۶ بریگیڈیئر محمد اکرم، ۱۶۴۰ عبدالحفیظ (صنعت کار) وغیرہ شامل تھے۔

کے جی آر آئی ایم کالج جالندھر پر تعارفی نوٹ

کے جی آر جالندھر کے ایک استاد مسٹر عبدالحمید قریشی اپنی یادداشتوں میں لکھتے ہیں۔

''کے جی آر ملٹری کالج جالندھر کی بنیاد کے جی آر جہلم کی طرح ۱۹۲۲ء میں پرنس آف ویلز نے رکھی تھی۔ ۱۹۲۵ء سے اس نے انہی خطوط پر کام کرنا شروع کیا جن خطوط پر جہلم سکول قائم ہوا تھا۔ ان دونوں سسٹر سکولوں کا ایک ہی سپرنٹنڈنٹ لیفٹیننٹ کرنل ریڈ فورڈ تھا دونوں کا نظام تعلیم وتربیت ایک تھا۔ فرق یہ تھا کہ یہ سکول انڈین آرمی کے ہندو سکھ اور ڈوگرہ وی این سی اوز اور ادر رینکس کے بچوں کے لئے تھا۔ شروع میں وہاں دو ہاؤس تھے۔ کچز ہاؤس اور راولسن ہاؤس جنگ کے زمانے

میں یہاں کے آکنلک ہاؤس کی طرح وہاں بھی ایک کچے ہاؤس کا اضافہ ہوا جس کا نام ویول ہاؤس تھا۔ کچز اور راؤلسن ہاؤس رابرٹس ہاؤس اور برڈووڈ ہاؤس کی طرح تھے۔ اس فرق کے ساتھ کہ اس میں چوتھے رخ پر بھی دو بڑی ڈارمیٹریاں تھیں۔ گویا دونوں چوکور تھے۔ بیچ میں سے راہدی تھی۔ جس کو تالا لگتا تھا۔ دونوں ہاؤسوں کے ساتھ یہاں کی طرح دونوں طرف ایک ایک سٹاف کوارٹر بھی تھا۔ البتہ یہاں کے پرانے ہاؤسوں کے برخلاف وہاں دونوں کے ساتھ ان کا علیحدہ ڈائننگ ہال (Dining Hall) اور ملحق کچن نہیں تھا۔ بلکہ دونوں (بعد کو تینوں) ہاؤسوں کا ایک طویل وعریض سنٹرل ڈائننگ ہال اور کچن تھا۔ البتہ سینئر کیڈٹس کے لئے ملٹری کالج کی طرح وہاں بھی آفیسرز کے معیار کا ایک علیحدہ میس تھا۔ اکثر سرکاری مہمانوں کو وہیں سینئر کیڈٹس کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا تھا۔ کھانے سے پہلے تینوں ہاؤسوں کے لڑکے اس سینٹرل ہال کے سامنے جمع ہوتے تھے۔ پہلے پریڈ اسٹیٹ لی جاتی تھی۔ پھر ہیڈ بوائے کی سیٹی پر لڑکے سنگل فائل میں اندر داخل ہوتے تھے۔ مسلمان لڑکوں کے لئے میس کے بائیں طرف تین میز پڑے تھے ان کا ذبیحہ گوشت وغیرہ علیحدہ پکتا تھا۔ دعا سب کی ایک ساتھ ہوتی تھی۔ دعا کے الفاظ یہ تھے۔

FOR THESE AND ALL THY GIFTS, O GOD, WE THANK THEE

پھر مسلمان لڑکے اپنے طور بسم اللہ پڑھ کے کھانا شروع کرتے تھے۔ کھانے کے برتن ویسے ہی تھے جیسے یہاں تھے۔ کھانے کے وقت ہال میں میوزک کا انتظام بھی تھا۔ جو سٹاف روم سے ریلے کیا جاتا تھا۔ کھانے کی دعا کے بعد میوزک آن کر دیا جاتا تھا۔ ۱۹۴۵ء میں وہاں مسلمان لڑکوں کی تعداد ۳۰ تھی۔ ہر سال دس بارہ کا اضافہ ہوتا رہا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں وہاں کل ۵۵ مسلمان طلباء زیر تعلیم تھے۔ اسٹاف میں ایک مسلمان سویلین انسٹرکٹر مسٹر عبدالحمید قریشی تھے۔ اور ایک اے ای سی کے آفیسر کیپٹن اے ایچ ابراہیم تھے۔ صوبیدار میجر (مرزا انور بیگ) بھی مسلمان تھے۔

اسکول میں مسجد، مندر اور گوردوارہ، تینوں قوموں کی عبادت گاہیں تھیں۔ مسجد مسلمان یونٹوں کے چندہ سے بنی تھی۔ مسجد میں ایک مولوی صاحب بھی تھے۔ مسلمان لڑکوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی علیحدہ انتظام نہیں تھا۔ مسجد ہی میں مولوی صاحب قرآن شریف وغیرہ پڑھایا کرتے تھے۔ صرف جمعے کی نماز لازمی تھی۔ اتوار کو لڑکے باری باری مسجد کی صفائی کیلئے جاتے تھے۔ کبھی کبھار مسجد میں کوئی جلسہ ہوتا تھا۔ سال کے سال عید میلادالنبی ﷺ کا جلسہ مسجد میں ہوتا تھا۔ جس میں صرف مسلمان لڑکے شریک ہوتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں عید میلادالنبی ﷺ کے موقع پر حفیظ جالندھری مسجد میں آئے تھے اور اپنی کتابیں مسجد کی لائبریری کو عطیے کے طور پر دی تھیں اور شاہنامہ اسلام کا کچھ حصہ ترنم سے سنایا تھا۔ جالندھر کالج میں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو کوئی تقریب نہیں ہوئی۔ طلباء کی کل تعداد ۲۷۵ تھی۔ پڑھائی ہفتے میں پانچ دن ہوتی تھی۔ پیر سے جمعہ تک ہفتہ کا دن میک اینڈ مینڈ ڈے (MAKE AND MEND DAY) کہلاتا تھا۔ اتوار کی پوری چھٹی ہوتی تھی۔ کالج کے اندر ایک آڈیٹوریم بھی تھا۔ اس میں ہفتے میں تین فلمیں دکھائی جاتی تھیں۔ یہیں ڈرامے وغیرہ سٹیج کئے جاتے تھے۔ جو زیادہ تر مذہبی نوعیت کے ہوتے تھے۔ کمانڈانٹ کا ہفتہ وار ایڈریس بھی یہی ہوتا تھا۔ اور توسیعی لیکچرز بھی اسی آڈیٹوریم میں دیئے جاتے تھے۔ کالج میں پارٹیوں اور دعوتوں کا بڑا رواج تھا۔ ۴۷۔ ۱۹۴۶ء میں جالندھر کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل کول فیلڈ تھے۔ یکساں نظام تعلیم وتربیت ہوتے ہوئے بھی جہلم میں ڈسپلن بہت سخت اور ٹریننگ کا معیار بہت اونچا تھا۔ وہاں یہاں کے مقابلے پر بہت نرم ماحول تھا۔ روزانہ شام کھانے کے بعد تقریباً نو بجے رول کال ہوتی تھی۔ سب طلباء اپنی پلاٹونوں میں زمین پر نصف دائرہ میں بیٹھتے تھے اور اگلے دن کے احکامات سنتے تھے اور ہر کیڈٹ کو ایک پونڈ دودھ تقسیم ہوتا۔''

کالج کے مین گیٹ کے استقبالیہ میں باری باری کیڈٹ ڈیوٹی دیتے تھے۔ دونوں باوردی ہوتے تھے ایک ہر وقت استقبالیہ پر موجود رہتا تھا اور دوسرا مہمان کو اٹینڈ کرتا تھا۔ جالندھر کالج کے مسلمان طلباء ۲۱ اگست ۱۹۴۷ء کی سہ پہر کو یہاں پہنچے۔ ۱۵ اگست سے ۲۱ اگست کی صبح تک وہاں کی روداد ۱۶۲۳ لیفٹیننٹ کرنل اختر حسین لکھتے ہیں۔

''میں ویول ہاؤس میں تھا۔ ۱۵ اگست کی صبح سویرے سیکشن کمانڈر راجپال نے سیکشن کو فالن کیا اور کہا آزادی مبارک ہو۔ سب لڑکوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے۔ جیسا یہاں جہلم میں وار میموریل تھا۔ بالکل ویسا ہی میموریل اور فلیگ اسٹاف وہاں تھا۔ اس پر معمول کی طرح یونین جیک لہراتا تھا۔ اس دن چھٹی تو تھی لیکن کوئی پریڈ یا تقریب یا بڑا کھانا نہیں ہوا تھا۔ ۱۷ اگست ۱۹۴۷ء کی سہ پہر کو جب جہلم سے ہندو سکھ لڑکے جالندھر پہنچے تو وہاں انہوں نے بڑی کہانیاں سنائیں کہ وہاں یوں پریڈ ہوئی یوں پاکستانی جھنڈا لہرایا گیا۔ جو کچھ ہندو انسٹرکٹر کے ساتھ سلوک ہوا تھا اسے بھی بہت مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں وہاں کچھ کھنچاؤ پیدا ہوا۔ فرقہ وارانہ تصادم سے بچنے کے لئے مسلمان طلباء کو کچے ویول ہاؤس سے راؤلسن ہاؤس میں جمع کر دیا گیا۔ ہم لوگ ہاؤس کے برآمدوں میں سوتے تھے اور اپنے سینئر

لڑکوں کی گارڈ ہوتی تھی۔ دو تین دن ہم نے کلاسز اٹینڈ نہیں کیں۔ ہاؤس میں رہتے تھے۔ ہمارا ویول ہاؤس کچا تھا۔ اس میں پکے لاکرز نہیں تھے۔ سب لڑکوں کو کٹ باکس ملے ہوئے تھے۔ ۲۰ اگست کو کٹ سمیت کٹ باکسز جمع ہوگئے۔ ۱۷ اگست کی سہ پہر یہاں سے ہندو لڑکوں کے جانے کے بعد وہاں کچھ لڑکوں نے ہندوستانی جھنڈا چڑھانے کی تحریک کی تھی۔ ۲۱ اگست کی شام کو مسلمان طلباء کا جو قافلہ یہاں پہنچا۔ اس میں کے جی آر جالندھر کی کینٹین کا مسلمان ٹھیکیدار بھی تھا۔ اس نے جب کے جی آر کے سکھ کنٹریکٹر ہرنام سنگھ کو یہاں جما ہوا دیکھا تو یہاں مسلمان طلباء سے گلہ کیا کہ وہ یہاں باروزگار ہے اور میں اپنی کینٹین سے ہاتھ دھو بیٹھا ہوں۔ کچھ نو جوان طلباء اس کی داستان سے مشتعل ہوگئے۔ اور مسلمان ٹھیکیدار کے نقصان کی تلافی کرنے کے جذبہ سے سرشار ہو کر ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء کی رات سینئر لڑکوں نے راتوں رات ہرنام سنگھ کی کینٹین تباہ کر کے رکھ دی۔ (لوٹ کا مال آ کنلک ہاؤس کی فالس سیلنگ (False Ceiling) میں اور کیڈٹ آفیسرز میس کے باہر ایک ٹب میں چھپا دیا) ہرنام سنگھ نے کمانڈانٹ کو رپورٹ کی۔ انہوں نے یہ کیس پولیس کو دے دیا۔ جس کا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ ایک لوکل انکوائری بھی ہوئی۔ یہ واقعہ بھی اسی ناسمجھی کا نتیجہ تھا جس کی وجہ سے اگست کے دوسرے تیسرے ہفتے کے بڑے واقعات رونما ہوئے تھے۔ اس سانحہ کے بعد لامحالہ کمانڈانٹ کو اپنے ہاتھ سخت کرنے پڑے۔ بظاہر تو صورت حال نارمل ہوگئی لیکن ڈسپلن میں جو نفسیاتی دراڑیں پڑ گئی تھیں اس کے منفی اثرات کچھ عرصے کے بعد ظاہر ہوئے۔ (جس کا ذکر اپنی جگہ آئے گا) آزادی کے فوراً بعد کے دنوں میں ڈسپلن کے اضطراری بحران کے علاوہ اصل مسئلہ تعلیم کو بحال کرنا تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اگست کے تیسرے ہفتے میں تمام غیر مسلم سٹاف کے چلے جانے سے ایک تعلیمی خلا پیدا ہوگیا تھا۔ جس کو جلد سے جلد پر کرنے کی کوشش کی گئی۔ جالندھر کالج سے کیپٹن عبدالحمید ابراہیم آئے۔ پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج کے ایک سویلین استاد مسٹر اقبال احمد نے بھی اپنی خدمات ملٹری کالج کو پیش کیں۔ انہی دنوں ستمبر میں جالندھر کے جی آر کے مسٹر عبدالحمید قریشی نے بھی یہاں رپورٹ کی۔ چند ماہ بعد لیفٹیننٹ عبدالعزیز ہاشمی بنگلور سے آئے۔

ملٹری کالج کے دو طلباء جہاد کشمیر میں

اگست ۱۹۴۷ء کے دوسرے تیسرے ہفتے میں جو واقعات پیش آئے وہ ناخوشگوار اور بظاہر قابل مذمت ضرور تھے۔ لیکن وہ ایک صحیح جذبے کی غلط تعبیر تھے۔ حقیقتاً کالج کے طلباء میں قومی عصبیت کا جذبہ بہت شدید تھا۔ اسی وجہ سے وہ (خواہ غلط طریقے سے سہی) ایڈمنسٹریشن اور متعصب ہندو سٹاف سے ٹکراتے تھے۔ ایک مسلمان ٹھیکیدار کے نقصان کی تلافی کرنے کی تحریک نے ان سے ہرنام سنگھ کی کینٹین لٹوائی تھی۔ اب اسی قابل تعریف جذبہ کا اظہار قابل تعریف اور قابل فخر طریقے سے سامنے آیا۔ یعنی کالج کے بہت سے سینئر کیڈٹس نے جہاد کشمیر میں حصہ لینے کی درخواست کی۔ ان میں سے دو ۹۰۸ کیڈٹ آفیسر رحیم اللہ اور کیڈٹ ایجوٹینٹ ۱۱۶۶ اسلم جنجوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کالج سے جہاد کے لئے روانہ ہوئے اور دسمبر ۱۹۴۷ء میں جی ایچ کیو کے حکم سے واپس آئے (اس مہم کی دلچسپ روداد خود ۹۰۸ (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل) رحیم اللہ سناتے ہیں۔

ستمبر ۱۹۴۷ء سے کشمیر میں معرکہ آرائی شروع تھی۔ ایک روز شام کو خبر ملی کہ سامنے جی ٹی روڈ سے کشمیر کے زخمیوں کے ٹرک گزر رہے ہیں۔ میں (۹۰۸ رحیم اللہ) اور ۱۱۶۶ اسلم جنجوعہ بھاگ کر اپنے ہاؤس برڈ وڈ ہاؤس کے سامنے کے گیٹ پر جو جی ٹی روڈ پر کھلتا ہے، کھڑے ہوگئے۔ پہلا ٹرک تو گزر چکا تھا۔ دوسرا ٹرک سامنے سے گزر رہا تھا۔ زخمی تو نظر نہ آئے مگر ٹرک کے ڈیش بورڈ پر خون کے دھبے دیکھ کر دل بہت خراب ہوا۔ پھر تو یہ سلسلہ چل نکلا، صبح شام ایسے ٹرک گزرنے لگے۔ جس لڑکے کو پتہ چلتا تھا وہ گیٹ پر جا کر کھڑا ہو جاتا۔ ایک روز خبر ملی کے ٹرکوں میں شہیدوں کی لاشیں ہیں تو سب لڑکوں میں بڑا جوش پھیل گیا۔ سب یہی کہہ رہے تھے کہ مسلمان جانیں دے رہے ہیں اور ہم یہاں کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں تو یہ بڑی شرم کی بات ہے جس دن سے ڈیش بورڈ پر خون دیکھا تھا، ہمارا خون کھول رہا تھا، جوش تو اور لڑکوں میں بھی کم نہیں تھا۔ بہرحال حتمی فیصلہ ہم دو (۹۰۸ رحیم اللہ اور ۱۱۶۶ اسلم جنجوعہ) نے کیا کہ کشمیر کے جہاد میں حصہ لینا چاہیئے۔ دوست احباب اور اساتذہ سے بات کی۔ اساتذہ کا مشورہ تھا کہ کمانڈانٹ میجر اورنگ زیب سے اجازت لینا بھی ضروری ہے۔ بہرحال ان کے سامنے پیش ہوگئے۔ حسب توقع پہلے تو انہوں نے سمجھایا کہ ابھی بچے ہو، عمر کیا ہے؟ پہلے ٹریننگ مکمل کرلو وغیرہ وغیرہ، لیکن جب ہم نے اصرار کیا تو انہوں نے کہا اچھا کچھ انتظار کرو میں اپنی کارروائی کرلوں۔ اپنی کارروائی سے انکا کیا مطلب تھا؟ اس کا مجھے علم نہیں۔ بہرحال ۱۰ اکتوبر کو انہوں نے ہم دونوں کو بلایا اور آگے جانے کی اجازت دے دی۔

انکا یہ کہنا گو دلی خواہش کے عین مطابق لیکن توقع کے خلاف تھا۔ چنانچہ اس خیال سے کہ کہیں خیال بدل نہ جائے ہم نے دوسرے ہی دن جانے کا پروگرام

بنالیا۔کوئی نو بجے سٹاف اورلڑکوں نے مین گیٹ سے ہار پہنا کر رخصت کیا۔عجیب جذبہ تھا۔جی چاہتا تھا کہ بس جاتے ہی دشمن سے بھڑ جائیں۔کالج کی ڈاج میں گجرات تک گئے۔گجرات میں ایک شاہانہ بلڈنگ رام پیاری پیلس میں کشمیر کے مجاہدوں کا ہیڈکوارٹر تھا۔اس کے ٹوآئی سی کرنل کیانی تھےاورکیمپ کمانڈر کرنل حبیب الرحمٰن تھے۔ جوکبھی جنگ عظیم دوم کے دوران جاپانیوں کے زیراثر بننے والی آزاد ہندوفوج کے ایک سابق کانگریسی رہنما اور انقلابی سبھاش چندربوس کے ساتھ رہ چکے تھے۔کرنل حبیب الرحمٰن نے ہماراانٹرویولیا۔انہوں نے دوبارہ کرنل کیانی کے پاس بھیج دیا۔

کرنل کیانی ہمیں کشمیر کے جہاد کی خبریں سناتے رہے۔سہ پہرکوانہوں نے ہمیں ایک گڈزٹرک میں بٹھایااورکہا،''آپ لوگ بھمبر کے ہیڈکوارٹر میں رپورٹ کریں''۔شام کووہاں پہنچے۔ہیڈکوارٹرز کے نام سے کسی بڑی جنگ کا تصور ذہن میں آتا ہے۔بھمبر کا ہیڈکوارٹرایک کچا کمرہ تھا۔جسے چند مجاہدین چلا رہے تھے۔رات وہاں رہے۔لڑائی بھمبر کے مضافات میں ہورہی تھی۔بھمبر ہیڈکوارٹرز کی بے سروسامانی نے ہمیں حیران کردیالیکن جذبہ میں کمی نہیں آئی۔ بلکہ اوراضافہ ہوا،اس خیال سے کہ ان حالات میں یہاں ہماری ضرورت ہے۔بھمبر میں ہمارے سپرد تین کام ہوئے۔اول یہ کہ جومجاہدین آئیں انکی گروپ بندی کا ریکارڈ رکھیں اورراشن وغیرہ کا حساب رکھیں۔لیکن ہمارا خاص کام ہماری کالج کی تربیت کے پیش نظر یہ تھا کہ پٹرولوں کونقشوں کی مدد سے راستے بتائیں۔کالج میں پڑھی ہوئی میپ ریڈنگ اب کام آئی۔یہ کام ہم کوئی ہفتہ بھرکرتے رہے۔اگلے ہفتے یہ ڈیوٹی ملی کہ دشمن کے علاقے میں جاکر ریکی کریں اوراس کی پوزیشنوں کی نشان دہی کریں۔ہم دس میل پیچھے گئے وہاں تین چارکنوئیں ایسے دیکھے جومسلمان عورتوں کی لاشوں سے بھرے ہوئے تھے گاؤں کے گاؤں جلے ہوئے اورویران دیکھے جبکہ گجرات میں ہم رام پیاری پیلس دیکھ کرآئے تھے جس کے ریشمی پردوں تک پرشکن نہیں آئی تھی۔ ہمارے اردگردسلیمان خیل قبیلہ اورسکھوں،ہندوؤں کے درمیان زبردست فائرنگ ہورہی تھی اوراوپر سے مہاجر بہت آرہے تھے۔انکی آمد کا ریکارڈ رکھنے کے لئے ہمیں واپس گجرات ہیڈکوارٹر بھیج دیا گیا۔گجرات میں ہم مہاجروں کے سیل (cell) سے متعلق رہے۔چند ہفتے گجرات میں رہے پھرجی ایچ کیو کے ایماء سےہمیں دسمبر میں کالج واپس آناپڑا۔

واپس آنے سے پہلے وہاں ایک واقعہ ایسا بھی پیش آیا جس سے ہمارے آئیڈیل ازم (Idealism) کو بہت چوٹ لگی۔وہ قصہ یہ تھا کہ بھمبر میں لشکریوں نے ہندوؤں کی ایک بس لوٹی۔کافی لوگ قتل کئے۔چار جوان لڑکیوں کوٹرک میں ڈال لیا۔وہ عورتیں بری طرح چیخ رہی تھیں۔میں اوراسلم کس شمار میں تھے۔بہرحال پھربھی ہم نے کہاکہ''یہ آپ لوگ کیا کررہے ہیں؟''کسی نے جواب دیا ہم انکومسلمان کریں گے''۔کشمیری مہاجرین کی حالت زار دیکھ کر ہماراخون کھولتا تھا۔جی چاہتا تھا یہیں جان دیدیں۔بےشمار مجاہد سچے جذبے سے جہاد کررہے تھے۔وہاں کچھ ایسے شقی القلب اور جاہل بھی تھے۔میں نے صرف تاریخ کا ریکارڈ سیدھا رکھنے کے لئے یہ واقعہ لکھ دیا ہے۔

واپسی پرکالج میں ہمارا زبردست استقبال ہوا۔کچھ دنوں بعد ۱۱۶۶اسلم جنجوعہ ایئرفورس میں اور میں دوسرے پی ایم اے لانگ کورس میں منتخب ہوکرکاکول چلا گیا۔

کے جی آرآئی ایم سی بیلگام کے مسلم طلباء کی آمد

۷نومبرکوکنگ جارج رائل انڈین ملٹری کالج بیلگام کے پانچ مسلمان کیڈٹس نے ملٹری کالج میں رپورٹ کی۔ چونکہ بیلگام سے انکے داخلے کے پورے کاغذات یہاں نہیں پہنچے تھے اسلئے فوری طورپرانہیں جہلم کے کالج نمبرنہیں دیئے جاسکے تھے۔چنانچہ چند ہفتے ان کے پرانے نمبرہی چلتے رہے مثلاً بیلگام ۸۱،بیلگام ۸۳ وغیرہ۔دسمبر۱۹۴۷ءکےآتےآتےانہیں یہ نمبرالاٹ ہوئے۔

(بیلگام ۸۸) منورحسین ۱۷۰۹

(بیلگام ۸۳) محمدیونس ۱۷۱۰

(بیلگام ۸۶) عبدالمجید ۱۷۱۱

(بیلگام ۸۱) مسعودخان ۱۷۱۲

(بیلگام ۸۵) امیرعبداللہ ۱۷۱۳

کے جی آر آئی ایم سی کالج بیلگام پر نوٹ

کے جی آر آئی ایم بیلگام جنوبی ہند میں اپریل ۱۹۴۶ء میں وہاں کے پرانے او ٹی ایس کی بیرکوں میں قائم ہوا تھا۔بیلگام پہاڑی علاقہ تھا۔سرسبز گھنے پیڑوں سے ڈھکا ہوا اور جنگلوں سے گھرا ہوا۔مقامی آبادی اس وقت زیادہ تر مرہٹہ نسل سے تھی۔

اپریل ۱۹۴۶ء میں کالج قائم ہونے پر وہ مرہٹہ لڑکے بھی، جو دوسرے کے جی آر کالجوں میں بکھرے ہوئے تھے، وہ بھی بیلگام منتقل کر دیئے گئے۔جہلم سے چار مرہٹہ لڑکے گنگام بیلگام نمبر دو۔پٹولے بیلگام نمبر ۵، پورا بیلگام نمبر ۷ اور مہاڈک بیلگام نمبر ۱۱ گئے تھے۔وہاں گنگارام ایس سی او اور مہاڈک ٹو آئی سی بنا تھا۔

۱۹۴۳ء سے جی ایچ کیو کی ایک سوچی سمجھی پالیسی کے تحت کے جی آر کالجوں میں ہر قومیت کے لڑکے خاص تناسب سے داخل کئے جانے لگے تھے۔اس پالیسی کے تحت ان مسلمان لڑکوں میں سے جنہوں نے ملٹری کالج جہلم کے داخلے کے لئے درخواستیں دی تھیں۔آٹھ کو بیلگام کے، کے جی آر کالج میں داخلہ دیا گیا۔جن میں سے سات نے وہاں داخلہ لیا اور آخر کار پانچ نے یہاں آ کر اپنے داخلے کی تجدید کرائی۔نومبر ۱۹۴۷ء میں وہاں طلباء کی تعداد ۱۰۰ تھی اور دو ہاؤس تھے۔پرتاب گڑھ ہاؤس اور کرن ہاؤس دونوں ہاؤسوں کے نام دوسرے کے جی کالجوں کے برخلاف مقامی مرہٹہ ہیروز کے نام پر تھے۔کمانڈانٹ کا نام لیفٹیننٹ کرنل ڈی ایچ ٹیپ تھا۔اور سیکنڈ ان کمانڈ میجر ہولڈنگ تھے جو ۱۹۴۶ء میں ملٹری کالج جہلم سے تبدیل ہو کر گئے تھے۔

کالج پرانے او ٹی ایس کی بیرکوں میں قائم ہوا تھا۔اس کے آثار اسکے در و دیوار، سامان اور فرنیچر ہر جگہ نظر آتے تھے۔حد یہ کہ تالوں کی کنجیوں کے ساتھ پیتل کے جو پتر لگے تھے ان پر بھی او ٹی ایس بیلگام لکھا تھا۔اسی وجہ سے بیرکوں میں دو دو لڑکوں کے لئے چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔اور ان سے ملحق غسلخانہ تھا۔طلباء میں بیشتر تو مرہٹے اور مدراسی تھے۔پھر گورکھے، سکھ اور مسلمان۔سب سے کم تعداد مسلمانوں کی تھی۔روٹین اور تعلیم کا معیار وہی تھا۔جو ملٹری کالج جہلم میں تھا۔داخلہ پانچویں درجے میں ہوتا تھا۔سٹاف اے ای سی کے افسروں پر مشتمل تھا۔جن میں سے کمانڈانٹ اور ٹو آئی سی انگریز تھے۔ایک مسلمان انسٹرکٹر اے ای سی کے کیپٹن محمد رفیع بھی تھے۔

اگرچہ بیلگام کالج کا روٹین وہی تھا جو جہلم کالج کا تھا لیکن ڈسپلن اتنا سخت نہیں تھا۔دوسری پابندیاں بھی زیادہ نہیں تھیں۔لڑکوں کی اتنی انسپکشن بھی نہیں ہوتی تھی۔لاکر بنانے پر بھی اتنا زور نہ تھا۔کوئی فلیگ سٹاف ڈیوٹی کا سلسلہ نہیں تھا۔کھانے کے انتظام سے لڑکوں کا کوئی تعلق نہیں تھا۔کالج کے لڑکے ایک بڑے ہال میں کھانا کھانے جاتے تھے۔(چند مسلمان لڑکوں کے لئے ذبیحہ کا گوشت وغیرہ پکانے کا انتظام تھا) راشن لینے دینے اور اسکا حساب رکھنے سے لڑکوں کا کوئی تعلق نہ تھا۔کھانے کا معیار بہت اچھا تھا۔لمبی میزوں پر دونوں طرف کرسیاں پڑی ہوتی تھیں۔جہلم کی طرح بینچیں اور آئی ٹی میزیں نہیں تھیں اور کٹوری کا سسٹم بھی نہیں تھا۔وہاں چائنا کی کراکری تھی۔چائے وغیرہ گلاسوں کی بجائے چائے کی پیالیوں میں پیتے تھے۔یہ سب کچھ پرانے او ٹی ایس کا فیض تھا۔

صبح کی پی ٹی اور شام کے کھیل یہاں کی طرح لازمی تھے۔تقریباً ہر روز شام کو ٹھیک چار بجے تیز بارش کا ایک ریلا آتا۔سب لڑکوں کو برساتیاں ملی ہوئی تھیں۔بارش کے بعد کھیلوں کے لئے جاتے تھے۔

لڑکے مہینے میں ایک پکنک پر بھی جاتے تھے۔آس پاس جنگل تھے۔انہی میں گھومتے پھرتے رہتے اور پرتاب گڑھ کے قلعہ کی سیر کو خاص طور پر جاتے۔یہ قلعہ کبھی مشہور قوم پرست مرہٹہ سردار شیوا جی کا مرکز رہا تھا۔اس قلعہ سے مرہٹہ لڑکے خاص عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔

دوسرے مذہبی تہواروں پر بھی شیوا جی کی تصویر پر پھول چڑھائے جاتے تھے اور مذہبی ڈراموں میں لڑکے بڑے جوش و خروش سے شیوا جی کا پارٹ ادا کرتے تھے۔اس وقت وہاں مرہٹہ لڑکوں میں قومی احساس اور مذہبی عصبیت بہت واضح طور پر زیادہ تھی۔ان تہواروں پر جو تقریبات ہوتیں ان میں مسلمان لڑکے بھی شریک ہوتے تھے اور کڑا پرساد (حلوہ پوری مٹھائی وغیرہ) بھی لیتے تھے۔

وہاں کی ایک ٹک شاپ میں ایک خاص قسم کی مٹھائی بنتی تھی۔جس کو مکرم کہتے تھے۔وہ لڑکے بہت شوق سے کھاتے تھے۔اسکو بڑے اہتمام سے تیار کیا جاتا تھا اور وہ سرکاری طور پر منظور شدہ چیز تھی۔چائے کے ساتھ مکرم کھاتے تھے۔خرچ کے لئے ہر ہفتہ آٹھ آنے کے کوپن ملتے تھے۔بیلگام کا ری کری ایشن سینٹر (Recreation) کافی بڑا تھا اور چار ٹیبل ٹینس پڑی ہوئیں تھیں۔ہر قسم کا ان ڈور کھیلوں کا سامان تھا۔ریڈنگ روم کے لئے السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا، سٹیٹس مین

(Statesman) بمبئی کرانیکل انگریزی کے اور پرتاب، زمیندار اردو اخبار آتے تھے۔ کیڈٹ آفیسرز بیرکوں ہی میں رہتے تھے۔ چھٹی کے دن ڈرامے، ڈبیٹ اور دوسرے فنکشن بھی ہوتے۔ ہفتے کی رات کو ایک ورائٹی پروگرام بھی ہوتا تھا۔ کالج کا تعلیمی و تربیتی پروگرام وہی تھا جو جہلم کا تھا لیکن ایک واضح فرق یہ تھا کہ وہاں ماحول زیادہ آسودہ تھا۔ دوسرے یہ کہ وہاں مرہٹہ قوم پرستی کی فضا تھی۔

مئی ۱۹۴۷ء میں گرمیوں کی چھٹیوں کے موقع پر پنجاب کے ہندو، سکھ اور مسلمان طلباء کو پنجاب لے جانے والی ایک سپیشل ٹرین میں مسلح گارڈز کے ساتھ بٹھایا گیا۔ گارڈ کی نگرانی میں سب لاہور تک آئے۔ پھر اپنے طور پر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

(۱۶۰۹ میجر منور حسین ملک اور ۱۰۱۷ مسٹر محمد یونس کیانی ڈی اے سی ایم اے کے انٹرویوز سے ماخوذ)

فیلڈ مارشل آکنلک

فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک کالج کے پرانے سرپرستوں میں سے تھے۔ وہ ۱۹۲۸ء سے آتے رہتے تھے۔ ۱۸ نومبر ۱۹۴۷ء کی صبح وہ کالج میں پرائیویٹ وزٹ پر آئے۔ ان دنوں وہ انڈین آرمی کے سی این سی تھے۔

کے جی آر ایم سی اجمیر کے طلباء

۲۷ دسمبر ۱۹۴۷ء کو کے جی آر آئی ایم سی اجمیر سے ۵۰ مسلمان یہاں پہنچے۔ جن کو ۱۶۵۸ سے ۱۷۰۸ تک کالج نمبر دیئے گئے۔ ان میں ۱۶۶۰ (میجر) علی عابد شہید، ۱۶۶۳ (لیفٹیننٹ کرنل) محمد یونس (ستارۂ جرأت) اور ۱۶۶۸ (میجر) گل بادشاہ شامل تھے۔

کے جی آر آئی ایم سی اجمیر پر نوٹ

کنگ جارج رائل انڈین ملٹری کالج اجمیر، جہلم اور جالندھر کے جی آر سکولوں کی طرز پر ۱۹۳۰ء میں قائم ہوا تھا۔ پھر یہ جہلم و جالندھر کے ساتھ ساتھ ترقی کا سفر طے کرتا رہا۔ ان کے ساتھ ہی ۱۹۴۴ء میں سکول سے کالج بنا۔ جب تک بیلگام کالج قائم نہیں ہوا تھا۔ یہ کالج راجپوت، جاٹ اور مرہٹہ ہندوؤں کے لئے مخصوص تھا۔ گورکھے اور سکھ بہت تھوڑے تھے۔ ۱۹۴۳ء سے یہاں بھی دوسرے دو ملٹری سکولوں کی طرح مشترکہ قومیتوں کے داخلے شروع ہوئے۔ جہلم سے بھی کچھ مسلمان لڑکے وہاں بھیجے گئے۔ اگست ۱۹۴۷ء میں وہاں ۵۰ مسلمان لڑکے تھے۔ اجمیر میں جیکب ہاؤس او چیٹ وڈ ہاؤس تھے۔ تیسرا کچا ہاؤس جنگ کے زمانے میں تعمیر ہوا۔ نصاب، ٹریننگ، طریق تربیت میں یہ دوسرے دو پرانے کے جی آر کالجوں کی طرح کا تھا۔

باقی باتوں کے بارے میں ۱۶۶۸ میجر گل بادشاہ لکھتے ہیں۔

''اجمیر کا ماحول بہت کھلا تھا۔ فٹیگ، کینٹنگ، کچن ڈیوٹی نہیں تھی۔ وہاں ۱۹۴۶ء میں بھی واش بیسن کے ٹیب سے گرم پانی ملتا تھا۔ سر میں ہر طرح کا تیل ڈالنے کی اجازت تھی۔ وہاں کا کھانا یہاں سے تھوڑا سا مختلف تھا۔ دوپہر کے کھانے پر پراٹھے ہوتے تھے اور کھانے کی مقدار پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ کھانا کھانے کے لئے ایک بہت بڑا ڈائننگ ہال تھا۔ سارا کالج یکجا کھانا کھاتا تھا۔ مسلمان لڑکوں کے لئے ذبیحہ گوشت اور کھانا علیحدہ پکتا تھا۔ گو اسی ہال میں کھانا کھاتے تھے۔ ہال میں کھانے کی میز کرسیاں تھیں۔ میس کے حساب کتاب سے لڑکوں کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ مغرب کی نماز لازمی تھی۔ گو کالج میں باقاعدہ مسجد نہ تھی۔ مغرب کی نماز کے لئے ایک جے سی او ٹائپ کوارٹر عارضی طور پر نماز گاہ میں تبدیل کرلیا تھا۔ جمعہ کی نماز کے لئے مسلمان لڑکے سرکاری گاڑی میں حضرت معین الدین چشتیؒ اجمیری کی درگاہ پر جاتے تھے۔ ہندوؤں کے لئے ایک پکا مندر تھا۔ کرسچین لڑکے باہر کے گرجے میں جاتے تھے۔ مندر میں جب کبھی کیرتن ہوتا تو مسلمان لڑکوں کو بلایا جاتا۔ آخر میں پرساد تقسیم ہوتا تھا''۔

''اجمیر کالج کے طلباء کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ انگریزی بولنا لازمی نہ تھا۔ کلاسز سے باہر مرہٹی، ہندی، پنجابی چلتی تھی۔ جیکب اور چیٹ وڈ دونوں ہاؤسوں کے ساتھ اے ای سی کے دو دو انگریز سارجنٹ منسلک تھے جو پی ٹی اور کھیلوں پر ہاؤس کے ساتھ چپکے رہتے تھے۔ ان کے اس طرح ساتھ رہنے سے انگریزی میں بول چال کا موقع ملتا رہتا تھا۔ وہاں کچھ پیسہ پاس رکھنے کی بھی اجازت تھی۔ باہر جانے پر بھی زیادہ پابندی نہیں تھی۔ اتوار کے علاوہ کسی دن ہاؤس ہیڈ بوائے لڑکوں کو محدود وقت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے سکتا تھا۔ سب ہندو مسلمان لڑکے مل جل کر رہتے تھے۔ بظاہر کوئی تعصب نہیں تھا لیکن بیشتر ہندو استاد کٹر قوم پرست تھے۔ کالج

کی ذہنی اور نفسیاتی فضا، ہندوانہ تھی۔ تاریخ کے استاد خاص طور سے ہندو کلچر اور مذہب کی برتری کی تبلیغ بڑے نفسیاتی طریقوں سے کرتے رہتے تھے''۔

''ستمبر ۱۹۴۶ء میں (لیفٹیننٹ کرنل سلیبی کے کالج سے جانے کے بعد) کالج کے نئے کمانڈانٹ ایک ڈوگرہ سیشن جج کے بیٹے میجر سومدت مقرر ہوئے۔ جو غیر معمولی طور پر روشن دماغ اور فراخ دل انسان تھے۔ انہوں نے ۱۹۴۶ء ہی سے کالج کو آزادی کے تقاضوں کے مطابق بدلنا شروع کر دیا تھا''۔

''۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کے یوم آزادی پر وہاں کالج میں کوئی پریڈ یا تقریب نہیں ہوئی۔ کالج کے لڑکوں نے اجمیر گریژن کی پریڈ میں حصہ لیا۔ جس میں حصہ لینا مسلمان لڑکوں کے لئے لازمی نہیں تھا۔ بعض نے حصہ لیا بعض نے نہیں لیا۔ پریڈ کے بعد ترنگے کاغذی رومال میں چار لڈو تقسیم کئے گئے۔ سومدت تعصب سے پاک اور روشن دماغ آدمی تھے۔ نئے ہندوستانی جھنڈے کو سلامی دینے کا مسئلہ حساس تھا۔ اس لئے اس نے ہمارے آنے تک صرف کالج کا جھنڈا لہرایا، ترنگا نہیں، میں اس وقت آٹھویں میں تھا۔ اگست سے دسمبر ۱۹۴۷ء تک میں نے لاکر میں قائداعظم کا فوٹو رکھا تھا۔ سومدت کی کمان کی وجہ سے کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ لیکن جناب سومدت کے سوائے دوسرے انسٹرکٹرز تعصب کا شکار تھے اور اس کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ۱۷ اگست کو عید تھی۔ تمام مسلمان لڑکوں کو عید کی نماز کے لئے عید گاہ بھیجا گیا۔ عید کی نماز کے بعد کمانڈانٹ سومدت صاحب نے سب لڑکوں کو اپنے بنگلے پر چائے کی دعوت دی۔ انتہائی شفقت سے پیش آئے۔ حالانکہ ہم بچوں نے عید گاہ جاتے ہوئے اور واپسی پر بلکہ کمانڈانٹ کے گھر داخل ہوتے ہوئے بھی پاکستان زندہ باد وغیرہ کے نعرے لگائے تھے''۔

''لیکن اگست ۱۹۴۷ء کے اواخر میں کیپٹن نوٹیال کے جہلم سے اجمیر جانے کے بعد وہاں کی فضا بہت مکدر ہوگئی تھی۔ ستمبر میں تمام مسلمان لڑکوں کو ایک ہاؤس میں یکجا کر دیا گیا اور کمانڈانٹ نے ایک ڈارمیٹری میں فون لگوا دیا کہ وقت بے وقت کوئی پرابلم ہو تو انہیں بنگلے پر اطلاع دی جا سکے''۔

''روڈ واک اینڈ رن (Road Walk & Run) کے لئے ہم کالج کے سائیڈ گیٹ سے باہر جاتے تھے۔ اسکے سامنے جیل تھی وہیں ہر روز مضافات سے لاشیں آتی رہتیں تھیں۔ جب سومدت کو خبر ہوتی تو انہوں نے وہ دروازہ بند کروا دیا۔ پھر مین گیٹ سے آنے جانے لگے''۔

''۹ دسمبر ۱۹۴۷ء کو خصوصی انتظامات کے تحت ہم اجمیر سے روانہ ہوئے۔ کھوکھراپار تک کمانڈانٹ خود ساتھ آئے۔ صرف تحفظ ہی نہیں دیا بلکہ دوسری ضرورتوں کا بھی خیال رکھا، کمانڈانٹ کی خصوصی توجہ کے بغیر وہاں کیپٹن نوٹیال کے جانے کے بعد مسلمان لڑکوں کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا''۔

(۱۶۵۹ (میجر) افضل، ۱۶۶۳ (لیفٹیننٹ کرنل) محمد یونس (ستارۂ جرأت)، ۱۶۶۸ (میجر) گل بادشاہ، ۱۷۰۰ راجہ محمد افضل کے انٹرویوز سے ماخوذ)

کے جی آر ایم سی بنگلور کے مسلم طلباء

۶ جنوری ۱۹۴۸ء کو کے جی آر آئی ایم سی بنگلور سے ۳۵ مسلمان کیڈٹس لیفٹیننٹ عبدالعزیز ہاشمی، رسالدار میجر شرف علی اور دفعدار غلام محمد کے ساتھ جہلم پہنچے اور ان کو ۱۷۱۵ سے ۱۷۵۰ تک کے کالج نمبر الاٹ کئے گئے۔ ان کیڈٹس میں سے دو ۱۷۳۸ سلطان احمد اور ۱۷۳۹ پیر داد خان نے فوج میں بڑی ترقی کی ۱۷۳۸ سلطان احمد نے دوبارہ ستارۂ جرأت حاصل کیا اور بریگیڈیئر ہو کر ریٹائر ہوئے، ۱۷۳۹ پیر داد خان بھی ستارۂ جرأت سے سرخرو ہوئے اور لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے سے فوج کو خیر آباد کہا۔ اس گروپ کے ایک اور کیڈٹ ۱۷۳۵ محمد صفدر نے باکسنگ میں آرمی کلر لیا اور بیرون ملک پاکستان کے لئے باکسنگ کے کئی انعامات جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔

کے جی آر آئی ایم سی بنگلور پر نوٹ

کے جی آر ایم سی بنگلور اپریل ۱۹۴۶ء میں بنگلور کی بہت ہی شاندار چھاؤنی کی عرب لائنز بیرکوں میں قائم ہوا تھا۔ اس کے پہلے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل راس تھے اور میجر مارٹن نائٹ چیف انسٹرکٹر۔ سارا اسٹاف آفیسر کا ڈر کا تھا۔ اپریل ۱۹۴۶ء سے دسمبر ۱۹۴۷ء تک سٹاف پر کئی مسلمان آفیسر لیفٹیننٹ ہاشمی، کیپٹن مرتضیٰ، کیپٹن مختار اور کیپٹن سردار خان تعینات رہے۔ انکے علاوہ سٹاف میں چند دیسی کرسچن آفیسر بھی تھے۔ ایڈ جوٹنٹ بھی ایک انڈین کرسچین تھا۔ پانچویں سے داخلہ شروع ہوتا تھا۔ طلباء زیادہ تر جنوبی ہند کے ہندو اور عیسائی تھے ۱۹۴۷ء کے اواخر تک کالج میں آٹھویں تک کلاسز تھیں۔ طلباء کی تعداد ۱۵۰ تھی۔ جن میں سے چالیس مسلمان تھے۔ صرف دو ہاؤس تھے۔ ۱۷۳۷ بریگیڈیئر سلطان احمد ستارۂ جرأت مزید لکھتے ہیں۔

''عام لڑکے تامل، تلگو اور کناری زبانیں بولتے تھے۔ ذریعہ تعلیم انگریزی تھا۔ کالج میں ایک عارضی مسجد لڑکوں کے لئے بنا دی گئی تھی جس میں ایک ریٹائرڈ صوبیدار امام مقرر تھے۔ سرحد کا ایک پٹھان لڑکا سلیم نعت خوانی کیا کرتا تھا۔ جمعہ کی یا مغرب کی نماز لازمی نہیں تھی۔ بیشتر لڑکے اپنی خوشی سے نماز پڑھتے تھے۔ نظام تعلیم و

تربیت ویسا ہی تھا جیسا یہاں جہلم میں تھا۔ ۴۷-۱۹۴۶ء میں ہم نصابی سرگرمیاں شروع نہیں ہوئیں تھیں۔ ۱۴ اگست کو وہاں کوئی پریڈ وغیرہ نہیں تھی۔ کیپٹن مین کے جہلم سے بنگلور پہنچنے کے بعد وہاں کی فضا، کچھ مکدر ہوئی تھی۔ ایک روز بریک فاسٹ پر مسلمان لڑکوں کے ساتھ کچھ زیادتی بھی ہوئی۔ کالج ہیڈ بوائے نے لیکچر دیا اور بات بڑھی نہیں''۔

''۴ دسمبر ۱۹۴۷ء کو مسلمان لڑکوں کو بڑا پرجوش سینڈ آف دیا گیا۔ سٹیشن پر خدا حافظ کہنے سارا کالج مع کرنل راس کمانڈانٹ آیا ہوا تھا۔ لیفٹیننٹ ہاشمی ہپ ہپ ہرے کے نعرے بھی لگے۔ مسز ہاشمی کو مسز راس نے ایک الوداعی تحفہ بھی دیا۔ یہ قافلہ بحری جہاز سے یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی پہنچا تھا''۔

آر ایم او کیپٹن ڈاکٹر شام لال

خوشاب کے ڈاکٹر شام لال ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی پریڈ میں بھی شریک ہوئے۔ اگست میں دوسرے غیر مسلم سٹاف کے ساتھ انڈیا جانے کیلئے انہوں نے کالج کو نہیں چھوڑا۔

مس سدھو

سکھ میٹرن مس سدھو ۱۹۴۶ء کے اواخر میں اینگلو میٹرن کے کالج سے جانے کے بعد خاص طور سے جونیئر ہاؤس (رابرٹس ہاؤس) کے چھوٹے سکھ لڑکوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے یہاں تعینات ہوئیں تھیں۔ کالج میں بہت مقبول تھیں۔ ''چراغوں کی قطار'' میں ان کا تذکرہ بھی ہے۔ مس سدھو نے بھی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی پریڈ میں شرکت کی۔ وہ بھی اگست ۱۹۴۷ء کے بعد عزت اور سکون سے یہاں رہتی رہیں۔ جنوری ۱۹۴۸ء میں ایک ناخوشگوار واقعہ کے بعد انہوں نے کالج کو خیر باد کہنا چاہا تو انہیں بہت رکھ رکھاؤ سے رخصت کیا گیا۔ جہلم ریلوے سٹیشن پر انہیں کمانڈانٹ اور سٹاف نے ہار پہنا کر اور تحائف دیکر خدا حافظ کہا۔

وزیراعظم لیاقت علی خان کی آمد

۱۸ جنوری ۱۹۴۸ء کی صبح کو وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان نے کالج اتھلیٹکس گراؤنڈ میں ایک جلسہ عام میں تقریر کی۔ راجہ غضنفر علی خان بھی انکے ساتھ تھے۔ اس کے بعد وہ پریڈ گراؤنڈ میں تشریف لائے۔ پریڈ کے معائنے کے بعد طلباء کو اُردو میں خطاب کیا۔ پہلا جملہ تھا ''گلشن پاکستان کے نونہالو'' چونکہ یہ تقریر جہاد کشمیر کے پس منظر میں ہو رہی تھی اس لئے اس میں ولولہ انگیز تاریخی حوالے تھے۔

انٹر سروسز سلیکشن بورڈ کا نتیجہ

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں فرسٹ پی ایم اے کورس کیلئے ۱۹ ایم سی کیڈٹس آئی ایس ایس بی کے سامنے گئے جن میں سے دو، ایس سی او محمد اکرم اور ۳۶۸ اسی او سعادت علی خان براہ راست منتخب ہوئے۔ پانچ محمد یاسین، محمد اقبال، محمد سرور اور منصب دار خان سے انتظار کرنے کو کہا گیا اور دو، سعید اللہ خان اور قمر زماں کا ایک ٹرم کے لئے معرض التواء میں رکھا گیا۔

کمانڈانٹ کا تبادلہ

فروری ۱۹۴۸ء میں بلوچ رجمنٹ کے میجر اورنگ زیب خان کا پروموشن پر تبادلہ ہو گیا۔ انکی سربراہی کے چھ ماہ کالج کے تعلیمی و ڈسپلنی بحران سے عہدہ بر آ ہونے کی کوشش کی نذر ہو گئے۔ کالج میں انکے پیشرو کرنل سٹینگ کیمرج یونیورسٹی کے ایم اے اور پہلی جنگ عظیم کے ایم سی اور رائل ایجوکیشن کور کے بڑے تجربہ کار آفیسر اور مزید برآں اپنے Devotion اور Commitment میں اپنی نظیر آپ تھے۔ انکے Devotion کا یہ عالم تھا کہ کالج کی پرنسپلی کو پروموشن پر جانے پر ترجیح دی (انکی کردار ساز Dynamic شخصیت کے بارے میں کالج کے اساتذہ سے متعلق کتاب ''چراغوں کی قطار'' میں، ان کے نامور شاگردوں نے تفصیل سے لکھا ہے) گویا فوج کیلئے اس کالج کی اہمیت کے پیش نظر انگریزوں نے اپنے ہر اعتبار سے لائق ترین اور موزوں ترین آدمی کو یہاں کمانڈانٹ تعینات کیا تھا۔ (اور دس برس تعینات رکھا) اس پس منظر میں ایک اور بہت ہی مشکل وقت میں انفنٹری کے ایک عام میجر کو یہاں پوسٹ کرنا جن میں بظاہر اس قسم کا کوئی تعلیمی وانتظامی تجربہ بھی نہ تھا انکے ساتھ اور کالج کے ساتھ بڑی زیادتی تھی۔

لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی

(کمانڈانٹ ۲۴ فروری ۱۹۴۸ء تا جولائی ۱۹۵۲ء)

کالج کے نئے کمانڈانٹ کے طور پر اے ایس سی کے میجر سید فیاض حسین زیدی کا انتخاب کیا گیا۔ انکا انتخاب کئی لحاظ سے خوش آئند تھا۔ دوسری جنگ کے زمانہ میں بنگلور میں ایک پرانی اے ایس سی یونٹ کی بغاوت کو فرو کرنے کے وجہ سے وہ سخت گیر منتظم (Disciplinarian) کی شہرت رکھتے تھے۔ اور انکا ذہنی اور کلچرل بیک گراؤنڈ بھی اس کام کے لئے موزوں تھا۔ ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے علاوہ لکھنو کے ایک اونچے تعلیمی ادارے تعلقہ دار کالج میں انگریزی کے لیکچرار رہ چکے تھے۔ فارسی عربی جانتے تھے اردو کے شاعر اور ادیب تھے۔ موسیقی سے شغف تھا۔ سپورٹس مین بھی تھے۔ ان ہمہ صفت موصوف میجر زیدی نے ۵ فروری ۱۹۴۸ء کی صبح کالج میں رپورٹ کی اور ۲۴ فروری کو باقاعدہ چارج لیا ان کا پہلا صحیح اور معنی خیز اقدام یہ تھا کہ انہوں نے میجر اورنگ زیب کو شاندار طریقے سے الوداع کہنے کا اہتمام کیا اور اپنی الوداعی تقریر میں استاد کے مقام اور مرتبے کو ہائی لائٹ (Highlight) کیا اور آخر میں میجر اورنگ زیب کے نام کی مناسبت سے یہ نکتہ پیدا کیا کہ آزادی کے بعد سرائے عالمگیر کالج کو اورنگ زیب کا ملنا ایک اشارۂ غیبی ہے کہ اب اس عالمگیری ادارہ کا رخ کیا ہوگا۔ نئے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی جو کالج کی تنظیم نو میں بذات خود دلچسپی لے رہے تھے، میجر زیدی کے چارج لینے کے تیسرے دن یعنی ۲۶ فروری ۱۹۴۸ء ہی کو کالج کے معائنے کے لئے آئے۔ اور کمانڈانٹ کو جی ایچ کیو کی ترجیحات سے آگاہ کیا۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ طلباء اور انسٹرکٹروں کے ڈسپلن کو ٹیون اپ کیا جائے اور کالج کے تربیتی پروگرام کو پبلک سکولی آب ورنگ دی جائے (جنرل گریسی خود ایک پبلک سکول کے پروردہ تھے اور اس نظام کی قائدانہ تاثیر سے خوب واقف تھے) اس موقع پر جنرل گریسی نے پریڈ کا معائنہ بھی کیا۔ لیکن انہوں نے زیادہ وقت کمانڈانٹ کو تفصیلی ہدایات دینے اور جی ایچ کیو کی پالیسی سے آگاہ کرنے میں گزارا اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ آپ ان ہدایات کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل ایک پیپر کی شکل میں مرتب کر کے بھیجیں اور طریق کار ڈسکس کریں۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں اولڈ بوائز کی ری یونین اور اولڈ بوائز ایسوسی ایشن بنانے کا ذکر بھی کیا۔ جنرل گریسی کے اس وزٹ کے موقع پر ایک قابل فخر بات یہ ہوئی کہ انکے اعزاز میں ایک انگلش ڈیبیٹ کا اہتمام بھی کیا گیا جس کا عنوان تھا۔

Constitution For Pakistan Shoud Be Based On Shariat Law

اس ڈیبیٹ میں کمانڈر انچیف کے علاوہ ڈی ایم ٹی بریگیڈیئر جیراڈ اور جی ایس او ون ایجوکیشن لیفٹیننٹ کرنل سید ماجد علی جعفری نے بھی شرکت کی۔ اس ڈیبیٹ نے جنرل گریسی کو بہت متاثر کیا۔ مارچ کے اوائل میں کمانڈانٹ نے کالج کی تعمیر نو کے لئے اپنی تجاویز کمانڈر انچیف کو بھیج دیں۔ انھوں نے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور فنی طور پر تربیت یافتہ، تجربہ کار اساتذہ کا تقرر کرنے کی اہمیت اور ضرورت پر سب سے زیادہ زور دیا اور تجربہ کے تسلسل کو برقرار رکھنے کیلئے سویلین اساتذہ بھرتی کرنے کی پرانی پالیسی کی تجدید کرنے کی درخواست کی۔ دوسری اہم تجویز یہ تھی کہ کالج کے نئے مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ داخلے کے وقت امیدواروں کی ذہانت کا بھی امتحان لیا جائے تا کہ آئندہ ضیاع نہ ہو۔ کمانڈر انچیف نے ان تجاویز سے اتفاق کیا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ سویلین اساتذہ کی بھرتی دوبارہ شروع ہوئی۔ مسٹر حیدری اور مسٹر آفاق جیسے جینئس اساتذہ کالج کی اسی پالیسی کے تحت میسر آسکے۔ ۱۹۵۰ء سے جی ایچ کیو کی سلیکشن ٹیم نے ہر سال کالج کا دورہ شروع کیا تا کہ آٹھویں کی منزل کے زیر تعلیم طلباء کو کمیشن کے لئے موزونیت کے لئے پرکھا جائے اور ۱۹۵۱ء سے داخلہ کے امیدواروں کا ذہنی امتحان لیا جانے لگا۔ جی ایچ کیو کے ڈائریکٹو (Directive) کی روشنی میں فروری اور مارچ ۱۹۴۸ء میں جو تربیتی اقدامات کئے گئے وہ یہ تھے۔

(ا) کالج میں پہلی بار باقاعدہ طور پر ڈیبیٹنگ سوسائٹی، ڈرامیٹک کلب، ایکسکرشن (Excursion) سوسائٹی قائم کی گئی۔ سینئر کیڈٹس کے لئے گروپ ڈسکشن کے پیریڈ شروع ہوئے اور پرنس آف ویلز رائل ملٹری کالج ڈیرہ دون سے آئے ہوئے تجربہ کار مسٹر اقبال اس پروجیکٹ کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی اور ڈسکشن گروپ کے ڈائریکٹر مقرر کئے گئے۔ ایکسکرشن سوسائٹی کی سربراہی خود کمانڈانٹ نے قبول کی اور ڈیبیٹنگ سوسائٹی کو انگریزی کے استاد کیپٹن اے ایچ ابراہیم کی خدمات بھی حاصل رہیں۔

(۲) سپورٹس مین کمانڈانٹ میجر زیدی نے کالج کی ہاکی اور فٹ بال الیون کے ساتھ مستقل طور پر کھیلنا شروع کیا۔اس کا مقصد ان کھیلوں کو ٹیون اپ کرنے سے زیادہ باہمی تعلقات کی ایک نئی فضا پیدا کرنا تھا۔اس مقصد کے لئے سٹاف اور طلباء کے میچوں کا اہتمام بھی کیا گیا۔فٹ بال میچ میں میجر زیدی کے علاوہ لیفٹیننٹ رحیم اور کیپٹن ابراہیم نے اور ہاکی میچ میں سی آئی کیپٹن ملک، کیپٹن ثناء اللہ اور لیفٹیننٹ رحیم نے اپنے جوہر دکھائے۔اگرچہ جیتے لڑکے ہی لیکن ان کا جو اصل مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا۔

(۳) اپریل ۱۹۴۸ء میں کالج میگزین ''تربیت'' کا باقاعدہ اجراء بھی تعلیم کو وسیع تر بنیادیں فراہم کرنے کے منصوبے کا ایک حصہ تھا

ڈسپلن کیس

اپریل ۱۹۴۸ء کے میگزین کے صفحہ آٹھ پر ایک سطر میں یہ اطلاع چھپی تھی کہ مندرجہ ذیل کیڈٹس کو ڈسپلن کی شدید خلاف ورزی کرنے پر کالج سے خارج کر دیا گیا ہے۔وہ پانچ نام یہ تھے۔

۹۵۱ سارجنٹ نذیر احمد، ۹۴۹ سی او محمد اکبر، ۱۰۰۰ سی او محمد اقبال، ۱۰۳۹ سی او محمد خان اور ۱۰۴۰ سی او امان اللہ۔

اس کیس کا پس منظر یہ تھا کہ اگست ۱۹۴۷ء میں غیر مسلم ہندو سکھ یہاں سے چلے گئے تو کالج میں علاقائی گروہ بندیوں نے سر اٹھایا۔یہ اس ضلع کا ہے، وہ اس ضلع کا ہے وغیرہ وغیرہ۔ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ میجر اورنگ زیب خان نے اپنے دور کے آخری دنوں میں ایک کیڈٹ این سی او کو (خلاف روایت) ایک جست میں سینئر کیڈٹ آفیسر (کالج کی سینیارٹی میں نمبر تین) بنا دیا۔اس اقدام پر بعض سینئر کیڈٹس کے احتجاج نے ایک ناگوار صورت اختیار کر لی۔بیشتر کیڈٹ آفیسرز نے اپنے رینکس کے نشان اتار کے کمانڈانٹ کے دفتر کے سامنے رکھ دیئے اور سینئر کیڈٹس نے کلاسوں کا چند پیریڈز میں بائیکاٹ بھی کیا۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اگست ۱۹۴۷ء کے واقعات کا بھوت کالج کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہے۔بہر حال ایڈمنسٹریشن نے صورت حال کو سنبھالا اور پھر ضروری تادیبی کارروائی کی۔بالآخر معاملہ کمانڈر انچیف تک پہنچا۔لیکن انہوں نے لڑکوں کے اخراج کے فیصلے کو کالج کے مفاد میں برقرار رکھا۔اس مرحلے سے گزرنے کے بعد کالج نے اگست ۴۷ سینڈروم (Syndrome) سے نجات پائی۔

۴۹-۱۹۴۸ء ہاؤسوں کی تنظیم نو

۱۹۴۵ء سے رابرٹس ہاؤس بے بی ہاؤس چلا آ رہا تھا جو ۱۰ برس کی عمر یعنی پانچویں سے آٹھویں جماعت تک کے بچوں کے لئے مخصوص تھا۔انکے سارے مقابلے انٹر سیکشن ہوتے تھے۔یہ ہاؤس کالج کے پریپ ہاؤس کے طور پر کام کر رہا تھا۔اپریل ۱۹۴۸ء میں بے بی ہاؤس توڑ کر اس کے لڑکوں کو چار ہاؤسوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا گیا اور ہر ہاؤس میں نمبر ون سیکشن جونیئرز کے لئے مختص کر دی گئی اور انٹر پلاٹون برابر مقابلے جونیئرز اور سینئرز کے لئے علیحدہ علیحدہ ہونے لگے۔

سپیشل آرمی کلاس

نئے سیشن کا آغاز سپیشل آرمی کلاس کی تشکیل سے ہوا۔مقصد یہ تھا کہ موزوں امیدواروں کو پی ایم اے اور اوٹی ایس کی سلیکشن کے لئے تیار کیا جائے۔اس میں داخلہ عمر کی حد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایک خصوصی ٹیسٹ دینے کے بعد دیا جاتا تھا۔اس کے نصاب میں انگلش، جنرل نالج اور ریاضی صرف تین مضامین شامل تھے۔ ہفتہ میں ایک بار جغرافیے پر بھی ایک لیکچر ہوتا تھا۔ملٹری ٹریننگ کے لئے ٹریننگ آفیسر کو بھی اس کلاس سے منسلک کیا گیا تھا۔چیف انسٹرکٹر، چیف پروجیکٹ ڈائریکٹر تھے۔جنرل نالج اور ڈسکشن کے انچارج مسٹر اقبال احمد تھے۔اس کورس سے سروسز سلیکشن بورڈ میں کالج کی سلیکشن بڑھی۔تھرڈ پی ایم اے لانگ کورس کے لئے گیارہ میں سے چھ ائیر فورس کے لئے بشمول ۱۳۷۱ ذوالفقار خان، تین پی ایم اے کے اگلے کورس کے لئے، جے ایس پی سی ٹی ایس کے لئے دو ایم سی کیڈٹس منتخب ہوئے۔

اس کلاس کی وجہ سے ایف ایس سی میں صرف چند کیڈٹس زیر تعلیم رہے جن کی عمر مطلوبہ معیار سے کم تھی۔

ملٹری کالج کے اولڈ بوائز جہاد کشمیر میں

ان دو کیڈٹس کے علاوہ جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے، کشمیر کے جہاد میں کالج میں پڑھے ہوئے بہت سے افسروں اور دوسرے عہدیداروں نے دل و جاں سے حصہ

لیا۔ ان میں سے جو عسکری اعزازات سے سرخ رو ہوئے یہ تھے۔۵۷۳ جمعدار (بعد میں بریگیڈئیر) سید اکابر حسین ستارۂ جرأت، ۳۸۰ لیفٹیننٹ کرنل شیر محمد ستارۂ جرأت، ۲۶۱ میجر (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) رحمان گل امتیازی سند، ۶۲۳ میجر (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل) شاہ محمد امتیازی سند، ۳۷۵ میجر (بعد میں کرنل) محمد عنایت امتیازی سند۔

گورنر پنجاب کی آمد

۲۹ اپریل ۱۹۴۸ء کی صبح گورنر پنجاب سرفرانسس موڈی نے کالج کو وزٹ کیا۔ پریڈ کی سلامی لینے کے بعد، پی ٹی اور باکسنگ کا مظاہرہ دیکھا۔ کالج کا معائنہ بھی کیا۔ گورنر کے ساتھ ایک معزز خاتون مس میکوئن بھی تھیں۔ انہوں نے کالج ہسپتال کے انتظامات کو خاص طور سے پسند کیا۔

اولڈ بوائزری یونین اور جلسہ تقسیم انعامات

کمانڈرانچیف جنرل گریسی کے ایماء پر ۲ اور ۳ مئی ۱۹۴۸ء کو دودن کالج کے اولڈ بوائز کی پہلی باقاعدہ ری یونین کی تقریبات منعقد ہوئیں۔ ۳ مئی ۱۹۴۸ء کی سہ پہر کو کالج میں جدید طرز کا پہلا جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ جس کی صدارت خود جنرل گریسی نے کی۔ انہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں کشمیر کی جنگ کے حوالے سے بڑی پرعزم باتیں کیں۔ وہ اس موقع پر اولڈ بوائز سے بھی ملے اس تقریب کی روداد ۵ مئی ۱۹۴۸ء کے پاکستان ٹائمز میں شائع ہوئی۔

لائبریری

۱۹۴۶ء میں کالج لائبریری میں صرف ڈیڑھ ہزار کتابیں تھی۔ کمانڈرانچیف کے ایماء پر کالج لائبریری کی توسیع پر خصوصی توجہ دی گئی۔ سیشن کے ختم ہونے پر کتابوں کی تعداد چار ہزار تک پہنچی۔ ایک تربیت یافتہ لائبریرین مسٹر مسرور حسن کا تقرر عمل میں آیا جنہوں نے لائبریری کو ڈیوی (Dewey) سسٹم پر ترتیب دینا شروع کیا۔

لیکچر ہال اور لیبارٹری

پرانی سائنس لیبارٹری کے متوازی (جو ایک کچی بیرک میں تھی) لیکچر ہال اور سائنس لیبارٹری کی عمارت پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس ہال میں ۱۶ ایم ایم کی بی آئی ایس اور یو ایس آئی ایس کی معلوماتی فلمیں مہینے میں ایک دو بار دکھائی جانے لگیں۔

جہاد کشمیر کی بازگشت

اگست ۱۹۴۸ء سے نومبر ۱۹۴۸ء کے عرصے میں کالج کے ایک طالب علم ۱۶۶۸ (بعد میں میجر) گل بادشاہ نے اپنے طور پر خان فورس میں بھرتی ہوکر جہاد کشمیر میں بحیثیت پلاٹون کمانڈر حصہ لیا۔ ۱۲ نومبر ۱۹۴۸ء کو فورس کمانڈر نے انھیں زبردستی کالج واپس بھیج دیا تاکہ پہلے وہ تعلیم مکمل کریں۔ کالج کے کمانڈانٹ محمد خان نے گل بادشاہ کی کارکردگی اور جذبے کی بہت تعریف کی۔

سویلین انسٹرکٹرز

اعلیٰ تعلیم یافتہ سویلین انسٹرکٹرز کو بھرتی کرنے کی پالیسی کے تحت اگست ۱۹۴۸ء اور بعد کے چند مہینوں میں جو اساتذہ کالج میں بحیثیت سویلین انسٹرکٹر آئے وہ یہ تھے۔ سید آفاق احمد، مسٹر مظہر علی خان، مسٹر مفتاح الدین ظفر، مسٹر فضل حق حیدری، مسٹر محفوظ حسن۔

آخرالذکر ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۶ء تک پہلے بھی کالج کے سٹاف پر رہے تھے۔

ایڈجوٹینٹ جنرل میجر جنرل این اے ایم رضا

جنرل رضا ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو کالج کے تربیتی نظام اور ماحول کا معائنہ پی ایم اے کے نقطہ نظر سے کرنے خاص طور سے کالج آئے۔ پریڈ وغیرہ کا معائنہ کیا۔ اس کے بعد کیڈٹس کو سنٹرل ہال میں ایڈریس کیا۔ سروسز سلیکشن بورڈ کے طریق کار اور ضروریات کی وضاحت کی اور جی ایچ کیو واپس جانے کے بعد طلباء کے نام ایک پیغام لکھ کر بھیجا۔ جو انہی نکات پر مشتمل تھا۔ جن پر انہوں نے اپنے لیکچر میں بحث کی تھی۔

کالج یونین

۱۹۴۸ء کے اواخر تک کالج کی نوزائیدہ ڈیبیٹنگ سوسائٹی باقاعدہ کالج یونین کی شکل میں ابھری۔ نومبر ۱۹۴۸ء میں کالج کے سپیکرز نے دیال سنگھ کالج انٹر کالجیٹ ڈیبیٹ میں حصہ لیا۔ ڈیبیٹ کی روداد پاکستان ٹائمز لاہور میں چھپی اسکے بعد پشاور کے تقریری مقابلے میں ملٹری کالج کے سپیکرز نے وزیراعلیٰ سرحد خان عبدالقیوم خان سے داد پائی۔

کالج یونین نے مہینے میں دو ڈبیٹوں، حالات حاضرہ پر ہفتہ وار لیکچروں اور مہمان مقرروں کے توسیعی لیکچروں کا اہتمام کیا۔

مسٹر غلام محمد وزیرخزانہ پاکستان کی آمد

۱۱ جنوری ۱۹۴۹ء کی صبح وزیرخزانہ پاکستان مسٹر غلام محمد نے کالج کا معائنہ کیا اور کالج ہال میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے انہیں سائنس اور ریاضی کا مطالعہ کرنے کی خاص طور سے تلقین کی تا کہ آئندہ وہ جدید جنگ کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہوسکیں۔

۱۹۴۸ء ـ ۴۹ کے جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب

گزشتہ سیشن کا جلسہ تقسیم انعامات ۳۰ اپریل ۱۹۴۹ء کی سہ پہر منعقد ہوا۔ لیفٹینینٹ جنرل آرسی میکے چیف آف سٹاف مہمانِ خصوصی تھے۔ اس شب کالج کی ڈرامیٹک سوسائٹی نے مسٹر حیدری کی رہنمائی میں پہلا کنسرٹ پیش کیا۔

داخلہ اور انٹیلی جنس ٹیسٹ

۱۹۲۵ء سے کالج میں داخلے کا طریق کار یہ چلا آرہا تھا کہ مختلف یونٹوں کو کالج میں سیٹیں الاٹ تھیں۔ داخلے کی درخواستیں آبائی یونٹوں کو بھیجی جاتی تھیں۔ وہ اپنے کوٹے میں سے کوئی ٹیسٹ دے کر یا بغیر ٹیسٹ کے ریکروٹنگ آفیسر کے توسط سے میڈیکل کروا کر امیدوار کی درخواست کالج کو بھیجتے۔ یہاں کالج کی ایڈوائزری کمیٹی اس کا انٹرویو لیتی اور بیشتر صورتوں میں نامزد امیدواروں کو داخل کرلیا جاتا۔ داخل شدہ لڑکے اپنی اپنی یونٹوں کے رول پر رہتے اور یہاں سے فارغ ہو کر اپنی یونٹوں میں بھرتی ہوجاتے۔ آزادی کے بعد جب کالج کا رول پی ایم اے کو فیڈ (Feed) کرنا قرار پایا تو کالج میں داخلے کے طریق انتخاب پر نظر ثانی بھی کی گئی۔ چنانچہ داخلے کے طریق کار میں ذہانت کے امتحان کا اضافہ کیا گیا۔ گو نامزدگی کا پرانا طریقہ اب بھی برقرار رہا۔ لیکن جولڑکے بغیر ذہانت کے امتحان کے کالج میں پہلے داخل ہو چکے تھے۔ ان کی ذہنی اعتبار سے کمشن کے لئے موزونیت جانچنے کے لئے ۱۹۴۹ء میں پہلی بار جی ایچ کیو نے ایک انٹیلی جنس ٹیسٹنگ ٹیم بھیجی جس نے ایک ہفتہ کالج میں رہ کر سب لڑکوں کا انٹیلی جنس ٹیسٹ لیا اور ہر ایک کی موزونیت پر رپورٹ لکھی۔ اس رپورٹ پر کسی لڑکے کو اس سال کالج سے خارج نہیں کیا گیا البتہ مقررہ معیار سے کم تر لڑکوں پر خصوصی توجہ کا اہتمام کیا گیا۔ تاہم جی ایچ کیو نے فیصلہ یہ کیا کہ آئندہ داخلہ کے وقت انٹیلی جنس ٹیسٹ بھی دیا جائے تا کہ آئندہ افراد کا ضیاع نہ ہو۔

انفارمیشن روم اینڈ ریڈنگ روم

پرانی لائبریری کے سامنے ایک بیرک تھی۔ اسکے ہال نما کمروں میں کالج انفارمیشن روم اور ریڈنگ روم کھولے گئے اور مسٹر ضمیر صدیقی ان کے آفیسر انچارج مقرر کئے گئے۔ اسطرح ہاؤسوں میں بھی ایک ایک کمرہ بطور ریڈنگ روم کم ریکری ایشن روم مختص کیا گیا۔ یہ اقدامات بھی تعلیمی افق کو وسیع تر کرنے کے نظریئے کے تحت کئے گئے۔

ڈیبیٹنگ یونین

۱۹۴۹ء میں پہلی بار تقریری مقابلوں کو انٹر ہاؤس مقابلوں میں شامل کیا گیا۔

فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر

ڈرامیٹک کلب، فوٹوگرافی کلب، گزشتہ سال سے کام کررہا تھا۔ اس سال تمام ہم نصابی، ثقافتی سرگرمیوں، ڈرامہ، میوزک، ایلوکیوشن (Elocution) اور مصوری کے لئے ایک مرکزی تنظیم فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مسٹر فضل حق حیدری اس کے پہلے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ (بنگالی) کیپٹن منظور الرحمان

نے سینٹر میں میوزک کلاس لینی شروع کی۔

کالج بینڈ

کالج براس بینڈ کی ابتداء تو گزشتہ سال ہی ہو چکی تھی۔ اس سیشن میں ٹی او کیپٹن عبدالمتین نے اسے مزید ترقی دی۔

کرکٹ

اس سال سے کرکٹ کو انٹر ہاؤس مقابلوں میں شامل کیا گیا۔ اس کے لئے کپ جہلم کی فیلڈ رجمنٹ کے سی او لیفٹیننٹ کرنل جے ایم فلپس نے ایک شاندار تقریب میں کالج کو پیش کیا۔ ان کے پیشکشی الفاظ یہ تھے۔

"This cup will represent for all times to come, the sincere good-will of one of the many parent-units of his babies, who will prove, the child is the father of the man."

بریگیڈیئر ایف ایچ پی انگل

کمانڈانٹ پی ایم اے بریگیڈیئر ایف ایچ پی انگل، چیف انسٹرکٹر پی ایم اے لیفٹیننٹ کرنل فضل مقیم اور انگلش ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ میجر ماریسن کے ساتھ ۲۸ ستمبر ۱۹۴۹ء کی صبح کالج میں آئے اور کالج کی تعلیم و تربیت کے ہر پہلو کا پی ایم اے کی ٹریننگ کی ضروریات کی روشنی میں جائزہ لیا۔ انہوں نے سینٹرل ہال میں سٹاف اور کیڈٹ سے خطاب بھی کیا۔ (جس کا اقتباس خصوصی خطابات کے باب میں نقل کیا گیا ہے۔)

پنجاب یونیورسٹی کی انسپکشن ٹیم

۱۴ نومبر کو رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کیپٹن ایم بشیر، پروفیسر سراج الدین اور پروفیسر قاضی محمد اسلم پر مشتمل پنجاب یونیورسٹی کی انسپکشن ٹیم کالج میں آئی اور ایف ایس سی کلاسز کے لئے مہیا سہولتوں کا جائزہ لیا۔ اس سال صرف ایک طالب علم ۱۲۲۳ محمد اکرم ظفر نے ایف ایس سی کا امتحان دیا اور کامیاب ہوا (چونکہ کمیشن کے لئے آرمی سپیشل کا سرٹیفکیٹ کافی تھا اور کمیشن کی عمر بھی ۲۱ سے ۱۸ ہو گئی تھی۔ سپیشل کا امتحان پاس کرنے کے بعد بیشتر لڑکے کمیشن کی تیاری کے لئے آرمی کلاسز جوائن کر لیتے تھے۔ ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۰ء کے عرصے میں ایف ایس سی کا سٹاف بھی پورا نہیں تھا۔)

ایڈمرل چوہدری

پاکستان نیوی کے ایڈمرل ایچ ایم ایس چوہدری نے ۲۲ نومبر ۱۹۴۹ء کی دوپہر کالج کا معائنہ کیا اور کیڈٹس کو ایڈریس بھی کیا۔

کمانڈانٹ کا تبادلہ

کمانڈانٹ میجر زیدی کے تبادلے کے احکامات ستمبر ۱۹۴۹ء میں آئے۔ نامزد میجر محمد اسحاق نے چارج لینا بھی شروع کر دیا تھا کہ کمانڈر انچیف جنرل گریسی نے تبادلے کو منسوخ کر کے اپنے اختیارات خصوصی سے انہیں کالج میں ہی پروموٹ کر دیا۔ اس تشریح کے ساتھ کہ لیفٹیننٹ کرنل زیدی کے یہاں تعینات رہنے تک یہ پوسٹ لیفٹیننٹ کرنل کے عہدہ کی شمار کی جائے گی۔

شیروں کی کچھار

۱۹ جنوری ۱۹۵۰ء کی صبح مشہور شاعر، قومی ترانہ کے خالق جناب حفیظ جالندھری نے اپنی تشریف آوری سے کالج کو نوازا۔ ان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ کمانڈانٹ کرنل ایس ایف ایچ زیدی نے ان کی شان میں ایک تہنیتی نظم پیش کی۔ جناب حفیظ جالندھری نے اپنے شاہ نامے کے کچھ حصے عطاء کئے اور پی ایم اے کے لئے لکھی ہوئی نظم

کہتے ہیں جس کو کیڈٹ وہ لفظ قیادت ہے،

سنائی اور ایک ولولہ انگیز تقریر بھی کی اور جاتے ہوئے کالج کی وزیٹر بک میں لکھا۔

"یہ غیرت کا گہوارہ ہے یہ کچھار ہے جہاں شیر پل رہے ہیں۔"

فیلڈ مارشل آکنلک

۱۴ فروری ۱۹۵۰ء کی صبح فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک نے کالج کا وزٹ کیا اور وزیٹر بک میں لکھا۔

"It is a very great pleasure to see this College again and to see it in such a good shape."

وزیر تعلیم کی آمد

۲۰ فروری ۱۹۵۰ء کی صبح وزیر تعلیم مملکت خداداد پاکستان مسٹر فضل الرحمٰن کی آمد پر گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ پی ٹی اور بینڈ کے مظاہرہ کے بعد انہوں نے کالج کا معائنہ کیا اور اپنے ایڈریس میں طلباء کو یاد دلایا کہ انہیں اپنی قومی ذمہ داریوں کو بھی ملحوظ رکھنا ہے۔ انہوں نے وزیٹرز بک میں لکھا۔

"A good Institution with a promise to build-up character."

جمنزل سکول

تجرباتی طور پر اپنی مدد آپ کی بنیاد پر سٹاف کے بچوں کے لئے مسز زیڈ اے صدیقی کی نگرانی میں ایک چھوٹا سا رجمنزل سکول کھولا گیا اور ایک مولوی صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں۔

۵۱-۱۹۵۰ء

یہ سیشن کالج کے لئے تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔ اس کے آغاز میں ۲۲ اپریل کو کمانڈر انچیف جنرل گریسی کالج میں تشریف لائے۔ انہوں نے ان اقدامات کا جائزہ لیا جو کالج کے نئے مشن کے پیش نظر دو سال قبل جی ایچ کیو کی دی ہوئی نئی پالیسی کے تحت شروع کئے گئے تھے۔ کالج کی سلور جوبلی کا پروگرام اور انتظامات بھی زیر بحث آئے۔

کالج کا ترانہ

مسٹر حیدری کا لکھا ہوا کالج سانگ جو اپریل ۱۹۴۹ء کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے کنسرٹ کی شب پہلی بار گایا گیا تھا۔ مئی ۱۹۵۰ء کے 'تربیت' میں پہلی بار شائع ہوا۔ اس ترانہ نے کالج کے تشخص کو مستحکم کیا۔ یہ ترانہ صرف فخر وانبساط اور امنگوں کا ترجمان ہی نہیں ایک درس زندگی بھی تھا۔ اسی میگزین میں ایک نظم Sons of Pakistan بھی شائع ہوئی۔ قومی امنگوں اور جذبوں سے بھرپور ان نظموں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں کالج کی نظریاتی تربیت کا رُخ کیا تھا۔

مطالعاتی سیر وسفر

ایکس کرشن سوسائٹی مارچ ۱۹۴۸ء میں قائم کی گئی تا کہ کثرت نظارہ سے چشم تنگ وَا ہو۔ اس سیشن میں بھی طلباء کے تعلیمی وتفریحی دورے ایبٹ آباد نوشہرہ وغیرہ کی طرف جاری رہے۔

ہفتہ کی شام کی محفلیں

ویک اینڈ پر ہفتہ کی شام کو خصوصی ڈنر کے بعد ہر ہاؤس میں تقریروں، مزاحیہ خاکوں، گانوں اور علاقائی رقصوں پر مشتمل ورائٹی پروگراموں کا جو سلسلہ فروری مارچ ۱۹۴۸ء سے شروع ہوا تھا وہ جاری رہا۔ ہر ہاؤس کی اپنی ڈیبیٹنگ یونین اور ڈرامیٹک کلب نے اپنی ترجیحات کے مطابق اپنے پروگرام مرتب کئے۔ رابرٹس ہاؤس میں کیپٹن منظور الرحمٰن نے موسیقی کے پروگراموں کو فروغ دیا۔

ا۔ سلور جوبلی اور اولڈ بوائز ری یونین

کالج کی سلور جوبلی کی تقریبات ۲۷ نومبر ۱۹۵۰ء کی شام اولڈ بوائز کے ڈنر سے شروع ہوئیں اور ۲۹ نومبر کی شب سلور جوبلی کنسرٹ پر اختتام کو پہنچیں۔ ۲۹ نومبر کی سہ پہر کو کالج کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ جس کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے۔ جنرل گریسی اوائل ۱۹۴۸ء سے ہی کالج کو

نئے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کی ہدایات کی روشنی میں یہاں مختلف اقدامات کئے جا رہے تھے۔ ۲۹ نومبر کی سہ پہر ان کے صدارتی خطاب سے وہ چیز واضح طور پر سامنے آ گئی کہ کالج کے بارے میں ان کے ذہن میں یا جی ایچ کیو کے ذہن میں کیا نقشہ تھا۔ جنرل گریسی کی تقریر کے اقتباسات دوسرے باب میں نقل کئے گئے ہیں۔ لیکن یہاں بھی ان کے چند فقرے دہرانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کالج کی عہد بہ عہد ترقیوں کا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے کہا۔

"Today, still further changes are visualized. There is a scheme to expand the College and to run it on the lines of first class boarding school...... In its new form, the College will provide an education which will prepare boys not only for entry to the services but also for civil professions, and administrative posts under the civil govt."

کمانڈر انچیف کا پہلا جملہ جی ایچ کیو کی پالیسی اور دوسرا مستقبل کی سوچ کی غمازی کرتا ہے۔ آزادی کے فوراً بعد ملٹری کالج کے نئے مینڈیٹ (Mandate) کی روشنی میں اسے پبلک سکول کا آب ورنگ دینے کا کریڈٹ جنرل گریسی کو جاتا ہے۔ خود پبلک سکول کے پروردہ ہونے کی وجہ سے وہ تعلیم کے بنیادی اور قومی تقاضوں کو خوب سمجھتے تھے۔ انہوں نے کالج کے لئے ایک قومی ادارہ کی حیثیت سے جو Broad Spectrum مقصد Visualise کیا تھا وہ آج بھی نشان منزل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مناسب یہ ہوگا کہ ان کے اسی خطاب سے کم از کم ایک جملہ اور کوٹ (Quote) کیا جائے۔ انہوں نے نومبر ۱۹۵۰ء میں کیڈٹس کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

"Remember, it is on you, the young and the rising generation that future of your country depends."

جنرل گریسی کے اس تاریخی خطاب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ملٹری کالج کو صرف ملٹری کے محدود پیری میٹر (Perimeter) میں نہیں دیکھا۔ بلکہ اس ادارہ کو اس قابل اور ان امکانات کا حامل سمجھا کہ اسے ایک قومی ادارہ کا مرتبہ (Status) دیا۔ آرمی کے مفاد اور فوج کے ویلفیئر سے متعلق ان کا Vision یقیناً بہت وسیع البنیاد تھا۔

۱۹۵۰ء کی سلور جوبلی کالج کی تاریخ میں محض ماہ وسال کے حساب سے ہی نہیں، اس کے ارتقاء کی منزل کے لحاظ سے بھی ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔ اس موقع پر کالج کو ایک نیا ترانہ ہی نہیں ایک نیا قومی Status بھی ملا۔ ادھر جی ایچ کیو میں جنرل گریسی کا ہونا اور یہاں کالج میں کرنل زیدی اور انکی ٹیم کا ہونا ایک تاریخی حیثیت اور اہمیت رکھتا ہے۔

سلور جوبلی کے موقع پر اولڈ بوائز کی شاندار ری یونین ہوئی اور سور جوبلی کے ساتھ جو سلور جوبلی کنسرٹ مسٹر حیدری کے زیر اہتمام کالج کے فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر نے پیش کیا وہ تقریبات بھی تاریخی حیثیت کی حامل تھیں۔ (انکا تفصیلی ذکر متعلقہ ابواب میں کیا گیا ہے)

جوائنٹ سروسز کالج

ایک جوائنٹ سروسز کالج کھولنے کی تجویز کے سلسلے میں اگست ۱۹۵۰ء میں یہاں میاں افضل حسین چیئرمین پبلک سروس کمیشن، ڈاکٹر محمود حسین، مشیر تعلیمات حکومت پاکستان، بریگیڈیئر ایچ آئی احمد اور سی ڈبلیو ایٹن سیکرٹری ڈیفنس پر مشتمل ایک پینل نے کالج کا دورہ کیا اور کالج کا تفصیلی معائنہ کیا۔

نئے سویلین انسٹرکٹرز

اگست ۱۹۵۰ء اور بعد کے مہینوں میں جو سویلین انسٹرکٹرز آئے، ان میں مسٹر سعید راشد، مسٹر ماجد صدیقی اور مسٹر بلگرامی شامل تھے۔

ایئر مارشل ایچرلے اور پبلک سکولوں کے دو ہیڈ ماسٹر

۱۸ جنوری ۱۹۵۱ء کو کالج کو پاکستان ایئر فورس کے چیف ایئر مارشل ایچرلے اور انگلستان کے دو نامور پبلک سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز، مسٹر طر اور مسٹر رائڈنگ کی میزبانی کا شرف ملا۔ معزز صاحب نظر مہمانوں نے کالج کا تفصیلی معائنہ کیا۔ سٹاف اور سینئر کیڈٹس سے غیر رسمی ملاقاتیں کیں اور یہاں سے جانے کے بعد انہوں نے اپنی رپورٹ میں کالج کے پبلک سکولی کردار کو خصوصیت سے سراہا۔ انکی رپورٹ کا تذکرہ کمانڈانٹ کرنل زیدی نے ۱۹۵۱ء کی سالانہ رپورٹ میں بھی کیا۔

ڈاکٹر اسحاق

علی گڑھ یونیورسٹی کے معروف سائنس دان اور اس وقت پی ایم اے کے فزکس ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق نے ۲۵ اور ۲۶ جنوری ۱۹۵۱ء

دو دن کالج میں ٹھہر کر کالج کی سائنسی تعلیم کا جائزہ لیا اور دوسرے دن ہال میں سٹاف اور کیڈٹس کو سائنسی تعلیم کے موضوع پر ایڈریس کیا۔ (انکی تقریر کے اقتباسات متعلقہ باب میں دیئے گئے ہیں)

کمانڈر انچیف کی خصوصی توجہ

ملٹری کالج شروع سے کوئی بیک یارڈ (Back Yard) آرمی یونٹ نہیں تھا۔ جس کو آرمی کے اور رینکس کے لئے خیراتی ادارے کی طرح قائم کر دیا گیا ہو۔ آرمی جی ایچ کیو کو اس کی ضرورت ہی نہیں اس کی اہمیت اور سب سے بڑھ کر اس کی امکانی قوت (Potential) کا پورا اندازہ تھا۔ اس کا ثبوت وہ توجہ ہے جو آرمی کی ٹاپ براس نے روز اوّل سے اس کالج کو دی۔ کالج کی وزیٹرز بک میں آن ریکارڈ ہے کہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء سے اکتوبر ۱۹۲۶ء تک جن وی آئی پیز نے اسے وزٹ کیا وہ یہ تھے۔

(۱) ہز ایکسی لینسی دی سی این سی فیلڈ مارشل سر ولیم برڈ ووڈ

(۲) جنرل سر کلاڈ ڈبلیو جیکب۔ جی او سی انچیف ناردرن کمانڈ

(۳) لیفٹیننٹ جنرل سر انڈریو سکین چیف آف جنرل سٹاف

(۴) لارڈ اور لیڈی ڈورتھی ارون وائسرائے ہند ۱۲۲کتوبر ۱۹۲۶ء

یہ اس وقت کی بات ہے جب سکول پوری طرح پرائمری بھی نہ تھا۔ سو سوا سولڑ کے تھے اور پہلی، دوسری اور تیسری جماعتیں چل رہی تھیں۔ کالج کی وزیٹرز بک سال بہ سال لیفٹیننٹ جنرل اور جنرل آفیسرز کے ناموں سے بھری ہوئی ہے۔ سی این سی فیلڈ مارشل برڈ ووڈ ۶ دسمبر ۱۹۲۸ء کو بغیر کسی تقریب کے اپنی خوشی سے سکول دیکھنے آ گئے تھے۔ وزیٹرز بک میں ۱۵ مارچ ۱۹۳۰ء کی ڈیٹ لائن کے نیچے یہ دلچسپ اندراج ہے۔

"H.E. the C-in-C drove slowly through School grounds (a quiet, unofficial visit.)"

نئے سی این سی انڈیا جنرل فلپ ڈبلیو چیٹ وڈ ۵ جون ۱۹۳۲ء بغیر کسی تقریب کے کالج کو دیکھنے آئے۔ فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک پہلی مرتبہ کالج ۱۵ جولائی ۱۹۲۸ء کو آئے تھے۔ اس وقت وہ لیفٹیننٹ کرنل تھے۔ وزیٹرز بک میں ان کے نام کی دوسری انٹری ۴ دسمبر ۱۹۳۸ء کی ہے جب وہ کمانڈر میرٹھ ڈسٹرکٹ تھے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ ہندوستان پہنچے تو ۲۵ نومبر ۱۹۴۳ء کو اپنے نام کے ہاؤس کا افتتاح کرنے آئے۔ اس کے بعد ۱۲ دسمبر ۱۹۴۴ء کو پھر ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو، پھر ۱۲۲کتوبر ۱۹۴۶ء کو، اس کے بعد ۱۸ نومبر ۱۹۴۷ء کو، پھر ۱۴ فروری ۱۹۵۰ء کو اور آخری بار ۱۲ فروری ۱۹۶۳ء کے دن آئے۔ وزیٹرز بک کے ریمارکس کے خانے میں یہ عبارت ملتی ہے۔

"Having known and admired this College for thirty years now, it is a great pleasure to be able to visit again."

کمانڈر انچیف جنرل گریسی کالج کو اس کے نئے مشن کے مطابق (Orientate) کرنے ۲۶ فروری ۱۹۵۰ء کو نئے کمانڈانٹ کے چارج لینے کے تیسرے دن بہ نفس نفیس تشریف لائے۔ کم و بیش دو ماہ بعد ۳ مئی ۱۹۴۸ء کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی خود صدارت کرنا انہوں نے ضروری سمجھا۔ ۲۲ اپریل ۱۹۵۰ء کو انکی آمد کا اندراج وزیٹرز بک میں ملتا ہے۔ اسی سال ۲۹ نومبر ۱۹۵۰ء کی سلور جوبلی کے موقع پر تقسیم انعامات کی تقریب پر ایک بار پھر وہ صدر محفل نظر آئے۔ جب انہوں نے وہ تاریخی تقریر کی جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اصل مین کالج کی تنظیم نو کا سہرا انہی کے سر بندھتا ہے۔

پروٹوکول

۱۹۴۷ء سے بہت پہلے سٹینگ کے زمانے سے کالج کی یہ روایت تھی کہ کمانڈانٹ کیڈٹس کے سوشل ایکسپوژر (Social Exposure) کے لئے زیادہ سے زیادہ وی آئی پی مہمانوں کو دعوت دیتے تھے۔ ایک اور پختہ روایت یہ تھی کہ وی آئی پی مہمان کو پہلے کالج ہیڈ بوائے رسیو (Receive) کرتا تھا۔ وہی اس کو کالج کا معائنہ کراتا تھا۔ کمانڈانٹ دو قدم پیچھے چلتے تھے۔ دوسرے سینئر کیڈٹ اپنے اپنے دائرہ کار میں مہمانِ خصوصی کا خیر مقدم کرتے تھے۔ چائے یا کھانے کے وقت بھی ہیڈ بوائے مہمانِ خصوصی کے دائیں طرف بیٹھتا تھا۔ یہ روایت اگست ۱۹۴۷ء کے بعد بھی ایک عرصے جاری رہی۔ فروری ۱۹۵۰ء میں جب فیلڈ مارشل آکنلک کالج میں آئے تو وہ ہیڈ بوائے ۱۵۶۴ ایس سی او عثمان خان کی پذیرائی سے اتنا متاثر ہوئے کہ کمانڈانٹ سے کہا۔ آپ کے ہیڈ بوائے کو آج ہی افسر بنایا جا سکتا ہے۔ (عثمان بعد

میں بریگیڈیئر ہوکر ریٹائر ہوئے) کالج ہیڈ بوائے اور سینئر پریفیکٹس کی اس طرح تربیت پبلک سکول طرز تعلیم کی پرانی روایت تھی۔ جو کالج میں ۱۹۵۹ء تک (یعنی کرنل رفیق کے عہد سربراہی تک) جاری رہی۔اس کے بعد یہ روایت آہستہ آہستہ دوسری ترجیحات کے سامنے دم توڑ گئی۔

نارمن مارشل تھیٹریکل کمپنی

کالج کا مینڈیٹ (Mandate) یہ تھا کہ طلباء کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں (Dimensions) کو پروان چڑھایا جائے انکے Cultural Exposure کے لئے ایف اے سی سی قائم کیا گیا تھا۔ چنانچہ ایف اے سی سی کے زیراہتمام مارچ ۱۹۵۱ء کے اوائل میں کالج کے ڈرامیٹک کلب کے چیدہ چیدہ فنکاروں کو انگلینڈ کی نارمن تھیٹریکل کمپنی کے شیکسپیرین ڈراموں کو دیکھنے لاہور بھیجا گیا پھر کمپنی کو جہلم آنے اور کالج کو ڈرامے نہیں تو اپنے چہرے دکھانے اور آوازیں سنانے کی دعوت دی گئی تو وہ آئے اور مسٹر مارشل نے کالج کے کیڈٹس کو ایڈریس بھی کیا۔

محفل مشاعرہ

کلچرل ایکسپوژر (Exposure) کی پالیسی کے تحت فروری ۱۹۵۱ء میں ایف اے سی سی نے روائتی انداز میں ایک محفل مشاعرہ کا اہتمام کیا جس کے مہمانِ خصوصی ہندوستان سے آئے ہوئے معروف شاعر روش صدیقی تھے۔اس محفل میں کیڈٹس اور سٹاف نے بھی اپنی تخلیقات پیش کیں۔

فارسی کی کلاس

تعلیمی سرحدوں کی توسیع کے سلسلہ میں جنوری ۱۹۵۱ء میں ہابی کے طور پر فارسی کا اجراء کیا گیا۔سینئر ماسٹر مسٹر سراج احمد علوی نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی۔

توسیعی لیکچر

ہر ہاؤس کی اپنی ڈبیٹنگ یونین تھی اور کالج کی ڈبیٹنگ یونین نے کرنٹ افیئرز پر لیکچرز کے علاوہ توسیعی لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا۔فروری ۱۹۵۱ء میں (Statistics and Cost of Living) کے موضوع پر پہلا لیکچر ریاضی کے استاد مسٹر ایم شریف نے دیا۔

کالج گزٹ

لڑکوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے اور جلا دینے کے لئے صرف سالانہ تربیت کو بہت کم سمجھا گیا۔اسلئے ماہانہ کالج گزٹ شروع کیا گیا جو ایک طرح کا خبر نامہ تھا جو سائیکلوسٹائل ہوتا تھا۔اسکا پہلا ایڈیٹر بننے کا اعزاز ۱۶۶۸ کیڈٹ گل بادشاہ کو ملا۔اس خبر نامے کی مقبولیت کے پیش نظر اسے ہفتہ وار کر دیا گیا۔۱۴۴۷ کیڈٹ سجاد حسین اور ۱۶۹۳ سارجنٹ مہدی حسین اس کے ایڈیٹر برائے سال ۵۱-۱۹۵۰ء مقرر ہوئے۔

فلم سٹرپس (Strips)

نئے سائنس بلاک کے لیکچر ہال میں ۱۶ ایم ایم کے پروجیکٹر پر دنیا کے عظیم مفکروں، سائنس دانوں، موجدوں اور سیاحوں (Explorers) کی زندگی اور کارناموں پر خاموش معلوماتی فلموں کی ایک سیریز دکھائی گئی۔ان میں سے جن پر رواں تبصرہ کی ضرورت تھی وہ لڑکوں کے ایک پینل نے باری باری کیا۔

۵۲-۱۹۵۱ء

مئی ۱۹۵۰ء میں تربیت کا سلور جوبلی نمبر شائع ہوا جس میں مسٹر حیدری کا سلور جوبلی کا سانگ کمانڈانٹ کرنل زیدی کا اردو ترانہ اور مسٹر حیدری کی لکھی ہوئی سلور جوبلی کی روداد تھی۔اس میں کالج کے بارے میں کے جی آر سکولوں کے بانی سپرنٹنڈنٹ لیفٹیننٹ کرنل ریڈفورڈ، لیفٹیننٹ سلیبی اور ۴۷-۱۹۳۷ء کے کمانڈانٹ کرنل سٹیپنگ کے بہت قیمتی مضامین بھی شامل تھے۔ یہ وہ قیمتی اور مستند مواد ہے جس کو بنیاد بنا کر کالج کی تاریخ کی پہلی جلد مرتب کی گئی۔

کمانڈانٹ۔ پی ایم اے

جنوری ۱۹۵۲ء میں کمانڈانٹ پی ایم اے، بریگیڈیئر ٹاور، بٹالین کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل سعید الدین کے ہمراہ کالج کے مطالعاتی دورے پر آئے۔ یہاں دوروز

رہ کرانہوں نے کالج کی زندگی کے ہر پہلو کو غور سے دیکھا۔ بریگیڈیئر ٹاور نے کالج ہال میں خطاب بھی کیا۔ (انکی تقریر کا اقتباس متعلقہ باب میں دیا گیا ہے)

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۲۴ نومبر ۱۹۵۱ء کی دوپہر پریڈ گراؤنڈ میں (موجودہ موسیٰ ہال لان) تقسیم انعامات کی سالانہ تقریب منعقد ہوئی تو لیفٹیننٹ جنرل ناصر علی خان چیف آف جنرل سٹاف مہمانِ خصوصی تھے۔ (کمانڈانٹ کی اور مہمانِ خصوصی کی رپورٹ متعلقہ ابواب میں دی گئی ہے) رات کو ایف اے سی سی نے سالانہ کنسرٹ پیش کیا جو مسٹر حیدری اور مسٹر ماجد صدیقی کے پروڈیوس کئے ہوئے، جونیئر زپلے ''بیل دی کیٹ اور مسٹر سعید راشد کے لکھے ہوئے اور ڈائریکٹ کئے ہوئے کشمیر کی جنگ آزادی پر مبنی کھیل ''چنار کا درخت''، پر مشتمل تھا۔

مسٹر ہارڈی

مشہور پبلک سکول چینتھم کالج انگلینڈ کے سابق ہیڈ ماسٹر مسٹر ایچ ہارڈی سی بی ای نے اپنی مسز اور برٹش کونسل کے ریجنل نمائندہ مسٹر ایس جی انڈر ورڈ کے ہمراہ ۲ فروری ۱۹۵۲ء کو کالج کا معائنہ کیا۔ انہوں نے اختتامی تقریر میں ملٹری ٹریننگ کی ضرورت پر زور دیا اور تفصیل سے بتایا کہ انگلستان میں سکول کس طرح کام کرتے ہیں اور انکے مقاصد کیا ہیں۔ انہوں نے کالج کا صبح سے شام تک کا پروگرام بھی دیکھا۔

بیسک انگلش

دوسری جنگ عظیم کے زمانہ میں فوج کے محکمہ تعلیم نے انگریزی کے ۷۵۰ بنیادی الفاظ کی مدد سے ٹروپس کو انگریزی سکھانے کا ایک مرحلے وار نصاب تیار کیا تھا۔ اس کو ڈائریکٹ میتھڈ سے پڑھایا جاتا تھا۔ مسٹر حیدری بیسک انگلش سکھانے کے ماہر تھے۔ مسٹر ایچ ہارڈی نے مسٹر حیدری کے بیسک انگلش کی کلاس کا معائنہ بھی کیا۔

ایسٹ پاکستان ریکروٹمنٹ کمیٹی

اکتوبر ۱۹۵۱ء میں کالج کو آنرایبل مسٹر حمید الدین احمد، مسٹر ایم شمس الدحیٰ اور مسٹر اے ایم مالک پر مشتمل ایسٹ پاکستان ریکروٹمنٹ کمیٹی کے خیر مقدم کا موقع ملا۔ کمیٹی اسی قسم کا کالج ایسٹ پاکستان میں قائم کرنے کے سلسلے میں کالج کا تفصیلی دورہ کرنے آئی تھی۔

کرنل سلیبی اور کرنل سٹیپنگ کے تعزیتی تار اور خط

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کی شام وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان کی ناگہانی شہادت کی خبر سن کر کالج کے ایک سابق کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سلیبی نے اہل پاکستان اور اہل کالج سے تعزیت کے لئے ایک تعزیتی تار بھیجا اور ۶ نومبر ۱۹۵۱ء کو کمانڈانٹ کے نام ایک تعزیتی خط بھی لکھا۔ اسی طرح ۴۷۔۱۹۳۷ء کے عشرے کے کالج کے کمانڈانٹ کرنل ایچ ایل سٹیپنگ نے بھی کمانڈانٹ کے نام ایک تعزیتی خط لکھا (دونوں خطوط خصوصی خطابات اور پیغامات کے باب میں نقل کئے گئے ہیں)

پاکستانی پرچم

جولائی ۱۹۵۱ء میں میجر (بعد میں بریگیڈیئر) محمد اقبال ایک گنری کورس پر انگلینڈ جانے لگے تو لیفٹیننٹ کرنل سلیبی نے خط کے ذریعہ ان سے فرمائش کی کہ وہ ان کے لئے پاکستان کا ایک پرچم لیتے آئیں جو وہ کالج کے اولڈ بوائز کی وزٹ کے موقع پر اپنے گھر پر لہرایا کرتے تھے۔

گھر کا نام سرائے

جنوری ۱۹۵۲ء میں جب کالج کے ایک سابق چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل وزیر خان ملک ناٹنگم شائر (انگلینڈ) میں میجر ٹی ایل لیوس سے ملنے گئے تو دیکھا کہ انہوں نے اپنے گھر کا نام سرائے رکھا ہوا ہے۔ (لیوس ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۲ء تک کالج میں استاد رہے تھے۔ پہلے بحیثیت وارنٹ آفیسر پھر بحیثیت چیف انسٹرکٹر کے)

ٹیچرز ٹریننگ کالج لاہور کے ٹیچرز

فروری ۱۹۵۲ء کی صبح ٹیچرز ٹریننگ کالج لاہور کے نو لیکچررز کالج کے مطالعاتی دورے پر آئے۔ ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز ایف اے سی سی خاص طور سے انکی توجہ کا مرکز رہا۔

صرف دو فوٹو۔ایک بادشاہ کا، دوسرا کالج کا

۱۹۵۲ء کے اوائل میں ۶۸۸ میجر (بعد میں بریگیڈیئر) عطا محمد خان، میجر ٹی ایل لیوس سے انگلینڈ انکے آفس میں ملے۔(اس وقت وہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تھے) تو انہوں نے نوٹ کیا کہ انکی میز پر صرف دو فوٹو تھے۔ایک بادشاہِ وقت جارج ششم کا، دوسرا ملٹری کالج کا۔

۱۹۵۲-۵۳ء

اوائل جون ۱۹۵۲ء میں کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی کا تبادلہ جی ایچ کیو میں ہو گیا۔ ۱۱ جون کو انکے جانشین کرنل محمد رفیق نے کالج میں رپورٹ کی۔ یکم جولائی ۱۹۵۲ء کو انہوں نے کمان کا چارج لیا۔

کرنل زیدی کی کمانڈ کا دور

پی اے ایس سی کے لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی نے فروری ۱۹۴۸ء میں جس وقت کالج کی کمانڈ کا چارج لیا تو ہر چند کہ کالج کا مشن پی ایم اے کو فیڈ کرنا قرار پایا تھا لیکن کالج کا تنظیمی فریم ورک وہی پرانا کیڈٹ بٹالین کا تھا۔ تعلیمی شعبہ میں ایف ایس سی کلاس برائے نام تھی۔ تھرڈ کلاس سے آرمی سپیشل تک کے آرمی کے امتحانات رائج تھے۔ داخلے کا نظام بھی وہی پرانا تھا۔ یعنی لڑکے بغیر کسی مصدقہ تعلیمی ٹیسٹ اور انٹیلیجنس ٹیسٹ کے امیدواروں کی آبائی یونٹوں کی نامزدگی پر بڑی حد تک رسمی انٹرویو کے بعد داخل ہو رہے تھے یعنی صرف مشن بدلا تھا۔ مشینری نہیں بدلی تھی۔ زیدی صاحب کا مینڈیٹ یہ تھا کہ اسی مشینری یعنی تنظیمی فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے بہتر تعلیمی و تربیتی نتائج حاصل کئے جائیں اسکے علاوہ ایک اور ہینڈی کیپ بھی موجود تھا۔ یعنی اگست ۱۹۴۷ء کے واقعات کے نتیجے میں اندرونی طور پر ڈسپلن متاثر ہوا تھا۔ اس کے اثرات سو فیصد زائل نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ انہیں اپنے ساڑھے چار سالہ دور کے ابتدائی دنوں ہی میں اگست ۱۹۴۷ء سنڈروم Syndrome سے نمٹنا پڑا۔ موجودہ انتظامی فریم ورک میں رہتے ہوئے کالج کو پبلک سکول کا آب و رنگ دینے کے منصوبے کی تفصیلات طے کیں اور پھر انہیں پبلک سکول کے روایتی ہیڈ ماسٹر کے اختیات دیئے اور مراعات دیں۔ مثلاً یہ کہ وہ براہ راست ان سے رابطہ قائم کر سکتے تھے اور ضروری ڈسپلنی اقدامات کر سکتے تھے۔ جو انہوں نے کئے بھی۔ اس کے بعد بھی آرمی چیف نے کالج پر مسلسل اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ ۲۶ فروری ۱۹۴۸ء کو آنے کے بعد وہ ۳ مئی ۱۹۴۸ء کو دوبارہ آئے۔ ۱۹۵۰ء میں بھی دو بار (۲۲ اپریل ۱۹۵۰ء اور ۲۹ نومبر ۱۹۵۰ء) کالج کو اپنی آمد سے نوازا (اور ۲۹ نومبر کو اپنے تاریخی صدارتی خطبے میں) انہوں نے کالج کو مستقبل کے ایک اہم قومی ادارے کے طور پر Visualise کیا۔ اس مینڈیٹ اور سپورٹ کے ساتھ لیفٹیننٹ کرنل زیدی کے دور میں یہ پیش رفت ہوئی۔ کالج میگزین اور کالج گزٹ کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ کالج کا بیج (نشان) تبدیل کیا گیا۔ پہلے کالج بیج کے نشان میں کالج کے ماٹو ''ورچو نان وربس'' (Virtue Non Verbis) کے الفاظ اور اوپر صرف تاج بنا ہوا تھا۔ نئے نشان میں ''شمشیر و قلم'' کی علامتوں کا اضافہ ہوا۔ اور اس کے اوپر (پاکستان کے آئینی طور پر (ڈومینئن ہونے کی وجہ سے) شاہی تاج جمایا گیا۔ لاطینی فقرہ ''ورچو نان وربس'' کی جگہ کالج کا ماٹو بھی بدلا۔ فارسی کا مشہور معنی خیز فقرہ ''توانا بود ہر کہ دانا بود'' ماٹو کے طور پر رکھا۔

ذہنی افق کی توسیع اور شخصیت کی ثقافتی نشو و نما (Cultural Development) کے لئے ڈیبیٹنگ سوسائٹی، ڈرامیٹک کلب، فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر، ایکسکرشن سوسائٹی قائم کیں اور انکی شاخیں ہر ہاؤس میں قائم ہوئیں اور مباحثوں کو انٹر ہاؤس مقابلوں میں شامل کیا گیا۔ ہفتہ کی شام ورائٹی پروگرام شروع ہوئے۔ لائبریری اور لیبارٹری کی توسیع اور تعمیر مکمل ہوئی۔ سپورٹس اور گیمز میں کمانڈانٹ اور سٹاف کے حصہ لینے سے نہ صرف سپورٹس کا معیار بہتر ہوا بلکہ باہمی اعتماد کی فضاء بھی پیدا ہوئی۔ لائق اور فائق سویلین انسٹرکٹرز کی انڈکشن (Induction) سے نہ صرف کالج کی تدریس کا معیار بلند ہوا بلکہ کلچرل اور ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوا۔ مئی ۱۹۴۸ء اور نومبر ۱۹۵۰ء کی ری یونین اور سلور جوبلی کی تقریبات بھی تاریخی اہمیت رکھتی ہیں۔ ہر چند کہ ان ری یونینوں پر باقاعدہ طور پر اولڈ بوائز ایسوسی

ایشن تو نہیں بنی تھی۔ لیکن ان ری یونینوں سے اسکی راہ ہموار ضرور ہوئی۔ کالج کا انگریزی ترانہ اور سلور جوبلی ترانہ اس دور میں ترتیب دیا گیا۔

اس دور کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ تعلیمی اور کلچرل Exposure کے لئے تعلیمی سیاحتوں Excursions ادبی محفلوں کے انعقاد کے علاوہ وی آئی پی حضرات کی آمد اور انکے خصوصی خطابات کا اہتمام بھی کیا گیا۔

لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق

کرنل زیدی کے بعد پنجاب رجمنٹ کے میجر محمد رفیق نے لیفٹیننٹ کرنل کے عہدہ میں کالج کی قیادت سنبھالی۔ لیفٹیننٹ کرنل رفیق یہاں پوسٹ ہونے سے پہلے پی ایم اے میں میتھڈ آفیسر رہ چکے تھے اور ملایا کے کوئین وکٹوریہ پبلک سکول کا پروردہ ہونے کی وجہ سے پبلک سکول ایجوکیشن کا ذاتی تجربہ رکھتے تھے۔

افتتاحی لیکچر

۷ جولائی ۱۹۵۲ء کی صبح کمانڈانٹ نے کالج میں اپنا تاریخی ایڈریس دیا۔ جو ان الفاظ کے ساتھ شروع ہوا۔

"There are no born leaders. Leaders are all self-made. Leaders toil, charged with the energy of an unconquerable will and a burning desire to give one's best. That's what makes a leader."

یہ بجلی کا کڑکا تھا جس نے سوتے ہوؤں کو جگایا۔ اس لمحہ کے بارے میں مسٹر حیدری تربیت میں لکھتے ہیں۔

"The address was destined to be a landmark in the history of the College, for it was the first step towards creating a new outlook among the cadets, a new appreciation of values, a new and higher regard for duty and responsibility based not on the traditional fear of punishment and rebuke but on a sense of honour and self-respect."

اسی ایڈریس میں کمانڈانٹ نے آنرسسٹم کے اجراء کا اعلان کیا۔ (کمانڈانٹ کے ایڈریس، ان کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے نوٹس، متعلقہ باب میں نقل کئے گئے ہیں) اور آنرسسٹم کے نفاذ کے لئے ایک آنرسسٹم کمیٹی تشکیل دی گئی۔

جونیئرز ہاؤس

جولائی کے دوسرے ہفتے میں ہاؤسوں کی سینئر اور جونیئر کی تقسیم کا پرانا سسٹم بحال کیا گیا۔ البتہ اس بار سکین ہاؤس کو جونیئر ہاؤس کے طور پر پانچویں سے آٹھویں تک کے لڑکوں کے لئے مخصوص کیا گیا۔ باقی تین ہاؤس نویں سے بارہویں تک کے طلباء کے لئے رہے۔

ریڈیو کانشری پروگرام

۵ اگست ۱۹۵۲ء کو ایف اے سی سی کے زیراہتمام ریڈیو پاکستان راولپنڈی سے فورسز پروگرام کے تحت کالج پر ایک فیچر نشر کیا گیا۔

۱۴ اگست ۱۹۵۲ء کا یوم آزادی

کالج میں یوم آزادی کی تقریبات کا آغاز صبح ہال میں ایک فنکشن سے ہوا۔ پھر اسکے بعد کالج کے صدر دروازے کے سامنے جی ٹی روڈ کے پار کالج کی چار سپورٹس گراؤنڈ کے اردگرد استحکام پاکستان کی علامتی شجرکاری کی مہم کا آغاز کیا گیا۔ جس میں تمام سٹاف بشمول کمانڈانٹ اور کیڈٹس نے حصہ لیا اور کل ۴۳۰ پودے لگائے۔ بعد از اں اجتماعی عہد کیا کہ ہر شخص اپنے اپنے پودے کو پاکستان کی سرسبزی کی علامت کے طور پر سرسبز رکھے گا۔ (اب یہ پودے اور ان کے لگانے والے تناور درخت بن چکے ہیں)

ہابیز (Hobbies)

کم از کم ایک ہابی میں حصہ لینا سب لڑکوں کے لئے لازمی قرار دیا گیا ایف اے سی سی کے علاوہ سکاؤٹنگ، شوٹنگ، رائڈنگ، ہائیکنگ، فشنگ، فائن آرٹس، ہینڈی کرافٹ، گارڈننگ کا منظم طریقے سے آغاز کیا گیا۔

سائنس سوسائٹی

صوبیدار عریف الحسن کی نگرانی میں سائنس سوسائٹی کا افتتاح ہوا۔

دو توسیعی لیکچرز

۱۰ دسمبر ۱۹۵۲ء کی شب مسٹر سعید راشد نے The place of arts & culture in human life کے موضوع پر سینٹرل ہال میں لیکچر دیا۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ چلا۔ دوسرا توسیعی لیکچر جنوری ۱۹۵۳ء میں کیپٹن محمد شفیق نے اپنے مڈل ایسٹ کے دورے پر دیا۔ اسکے بعد سوال و جواب ہوئے۔

تعلیمی سیاحتیں

ذہنی افق کو وسیع تر کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر تعلیمی سیاحتوں کا انتظام کیا گیا۔ کھیوڑہ، رسول اور منگلا، ہیڈ ورکس پورے پورے ہاؤسوں کو لے جایا گیا۔ لاہور، ایبٹ آباد، مری بھی لڑکے گئے۔

باکسنگ

سپورٹس میں باکسنگ کو بھی زندہ کیا گیا۔ ہر ایک کے لئے باکسنگ لازمی کی گئی۔ کالج کی ٹیم نے نومبر ۱۹۵۲ء میں گریفن انسٹی ٹیوٹ لاہور کے باکسنگ ٹورنامنٹ میں کامیابی سے حصہ لیا۔

سویلین انسٹرکٹرز

سٹاف کے لئے مطلوبہ تعداد میں سویلین انسٹرکٹرز دستیاب نہ ہو سکے۔ سائنس کے ٹیچرز مکمل نہ ہونے سے ایف ایس سی کلاسز پوری طرح نہیں چلائی جا سکیں۔

آرمی کے لئے انتخاب

۲۱ کیڈٹس ٹیسٹ میں بیٹھے۔ ۱۵ پاس ہوئے۔ ان پندرہ میں سے ۱۰ جے ایس بی ٹی ایس کے لئے اور دو او ٹی ایس کے لئے منتخب ہوئے۔

آرمی کے امتحانات

آرمی کے امتحانات کے نتائج یہ تھے۔

پی اے سپیشل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن، پاس ۲۷۔ فرسٹ کلاس سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن، پاس ۴۰۔ سیکنڈ کلاس سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن، پاس ۴۰۔

ڈیبیٹنگ یونین

یونین نے تواتر کے ساتھ ایک ماہ میں ایک انگلش اور ایک اردو ڈیبیٹ کا اہتمام کیا۔ ہاؤسوں میں ہفتے کی شام کے پروگرام میں دوسرے ہاؤسوں کے سٹاف کو باری باری بلانے کا اہتمام ہوا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۹۵۲۔۵۳ء کے سیشن کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب ۲۲ نومبر ۱۹۵۲ء کی سہ پہر پریڈ گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ نئے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان مہمانِ خصوصی تھے۔ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے اپنی رپورٹ میں آنرسسٹم کے اجراء کی توجیہہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کالج کو پبلک سکول بنانے کی یہ بنیادی تیاری ہے۔ کمانڈر انچیف نے اپنے صدارتی خطبے میں کالج کے رول اور مستقبل کے منصوبے کے بارے میں گفتگو کی۔ (کمانڈانٹ کی رپورٹ اور مہمانِ خصوصی کی تقریر کا اقتباس متعلقہ باب میں دیا گیا ہے) اس شب ایف اے سی سی نے سالانہ کنسرٹ پیش کیا۔

برینز ٹرسٹ (Brains Trust)

جنوری ۱۹۵۳ء میں کالج میں پہلی بار برینز ٹرسٹ کا سیشن ہوا۔ اساتذہ کے پینل نے لڑکوں کے پہلے سے دیئے ہوئے مختلف موضوعات پر سوالات کے

جوابات دیئے اس کے بعد برجستہ سوال و جواب کا سلسلہ چلا۔

ایلوکیوشن کانٹیسٹ (Elocution Contest)

کالج میں پہلی بار ایف اے سی سی کے زیر اہتمام اردو، انگریزی میں مقابلہ خطابت کا اہتمام کیا گیا۔اس فنکشن کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں مسٹر حیدری نے شیکسپیئر کے ڈرامے جولیس سیزر سے مارک انتھونی کی فیونرل اسپیچ (Funeral Speech) ڈرامائی انداز سے پیش کی اور خود کمانڈانٹ نے ابراہم لنکن کی مشہور گیسٹبرگ اسپیچ سنائی (اسکی تفصیلات متعلقہ باب میں دی گئی ہیں)

جشن بہاراں

مارچ ۱۹۵۳ء کے اواخر میں جشن بہاراں منایا گیا۔اس موقع پر پھولوں کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ ہیڈ مالی بابا غلام قادر کو خلعت پہنائی گئی۔

فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک کی آمد

۳ مارچ ۱۹۵۳ء کو فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک نے اسکین ہاؤس کی جونیئر کمپنی کا معائنہ کیا۔

نئی عمارتیں

کالج کی متوقع توسیع کے پیش نظر ۴ آفیسرز بنگلے (جی ٹی روڈ) ۲۵ جونیئر ماسٹرز کے کوارٹرز کالونی، او آر ز کے لئے ایک بیرک، ۶۰ کوارٹرز کلاس فور ملازموں کے لئے، ۲ اسکوائش کورٹس اور ایک ہینڈی کرافٹس روم کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اپ گریڈنگ

منسٹری آف ڈیفنس نے کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر کی پوسٹوں کو اپ گریڈ کرنے کے احکامات جاری کئے۔

مستقل سویلین اسٹاف

بالآخر مستقل سویلین اسٹاف (۱۳ جونیئر ماسٹرز اور ۴ سینئر ماسٹرز) کا تقرر کرنے کی حکومت سے منظوری تو آ گئی لیکن صرف سات جونیئر ماسٹرز مل سکے اور پبلک سروس کمیشن نے ایک بھی سینئر ماسٹر کے تقرر کی سفارش نہیں کی۔

رائڈنگ اور روئنگ (Riding & Rowing)

رائڈنگ کی ہابی کے لئے ۱۰ گھوڑوں اور کشتی رانی کے لئے دو کشتیوں کا کیس جی ایچ کیو کو بھیجا گیا۔

اسپورٹس

کالج نے پہلی بار پنجاب یونیورسٹی فٹ بال ٹورنامنٹ میں حصہ لیا۔

مرگ ناگہاں

۱۲ مارچ ۱۹۵۳ء کی شام ہاکی کھیلتے ہوئے کیڈٹ سارجنٹ ۷۸۰ محمد رقیب کے سر میں چوٹ لگی جس سے وہ جانبر نہ ہوسکا۔مرحوم کی نماز جنازہ کالج میں پڑھی گئی۔

آنرسسٹم پر سمپوزیم (Symposium)

فروری ۱۹۵۳ء میں آنرسسٹم پر ایک سمپوزیم ہوا۔جس کی روداد مع تقریر کے جون ۱۹۵۳ء کے تربیت میں شائع ہوئی۔

۱۹۵۳_۵۴ء

اپریل ۱۹۵۳ء کے منعقدہ بی اے سپیشل کے امتحان میں کالج کے ۱۸۴۶ کارپورل محمد قربان (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل اور سفیر پاکستان) نے تمام آرمی میں پہلی

پوزیشن حاصل کی۔

تبادلہ

اپریل کے اواخر میں کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق کا یکا یک تبادلہ ہوگیا۔

کرنل رفیق کے زمانہ قیادت کا جائزہ

کرنل رفیق کا یہ پہلا دور قیادت شب و روز کے پیمانے سے گو بہت مختصر رہا (از جولائی ۱۹۵۲ء تا اپریل ۱۹۵۳ء) لیکن انکی اپنی Dynamic اور Charismatic شخصیت کی وجہ سے اس کا Impact بہت غیر معمولی اور حیرت انگیز تھا۔ محمد علی جوہر کا شعر ہے۔

صد سالہ دور چرخ تھا، ساغر کا ایک دور — نکلے جو میکدہ سے تو دنیا بدل گئی

یہ انکے بہت ہی مختصر دور پر صادق آتا ہے۔ اس لحہ سے جب انہوں نے ۷ جولائی کو کالج سے پہلا خطاب کیا اور اس لحہ تک جب انہوں نے کالج کو خدا حافظ کہا، کالج تشکیل، تعمیر و تخلیق کی حالت جنگ میں رہا۔

کرنل رفیق نے پبلک سکول کی سب سے قیمتی روایت Patriotism کو یہاں زندہ کیا۔ آزادی سے پہلے کی تربیت کا مطمع نظر Efficiency تھا۔ پھر تعلیم کی سرحدوں کی توسیع کی کوششیں شروع ہوئیں۔ ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ ہوا۔ رفیق صاحب نے آکر اسے پاکستانیت کی نظریاتی بنیاد دی۔ ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء کے یوم آزادی کے موقع پر ایک Ritual کے انداز میں کالج کے ہر فرد و بشر نے کالج کی زمین پر ایک ایک پودا علامتی طور پر لگایا۔ یہ ارض پاکستان کو شاد و آباد رکھنے کا عہد تھا۔

جولائی ۱۹۵۲ء میں کالج میں آنرسسٹم کا اجراء ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ پبلک سکول اور لیڈرشپ کا ان کا Vision یہ تھا کہ انہوں نے کردار اور کردار سازی کو کالج کی تربیت کی پہلی ترجیح بنایا اور یہ محض کہنے کی بات نہیں تھی۔ ان کی Passion تھی، جو وہ کہہ رہے تھے، اس سے زیادہ کر رہے تھے۔

ہابیز (Hobbies)

انہوں نے ہابیز کو کاغذوں سے نکال کر زندہ کیا، ایکسکرشنز (Excursions)، آؤٹنگز (Outings) اور دوسری ہابیز کی حقیقی گہما گہمی ہر طرف نظر آنے لگی۔

ذہنی افق کی توسیع

ریڈیو سے تعمیری پروگرام، برنیز ٹرسٹ، اور ایلوکیوشن کالج میں پہلی بار ہوئے اور توسیعی لیکچروں کا تواتر بڑھا۔

سب کچھ سب کے لئے

کرنل رفیق کے دور کی ایک خصوصیت یہ رہی کہ انہوں نے Eliticism کے پرانے تصور کو رد کر کے کلچرل سرگرمیاں ہوں یا ایکسکرشنز، ہابیز، آؤٹنگز سب کچھ سب کے لئے کے اصول پر ہر سرگرمی میں لڑکوں کی تعداد اور شرکت کو بڑھایا۔ محدود نہیں کیا۔ کھیوڑہ کا ٹرپ ہو یا روہتاس کا، مونگ رسول ہیڈ کی سیر ہو یا لاہور جانا ہو یا ایبٹ آباد، یا ہفتے کی شام کے ورائٹی پروگرام، سٹیج ڈرامے، ڈبیٹس، ہر سرگرمی کے دائرے کو پھیلایا۔ تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ لڑکے مستفید ہوسکیں۔ انکے اس بہت ہی مختصر دور قیادت میں انکے شاگردوں اور رفقاء کو جس Dynamic اور Integrated قیادت کا تجربہ ہوا۔ اس سے نہ صرف انکی اپنی زندگی کو تاب و توانائی ملی بلکہ انکے واسطے سے اور انکے ذریعے سے پاکستان کے بام و در بھی روشن ہوئے۔ آج بھی ان کا جو شاگرد جہاں ہے وہ انکے Vision کی ایک کرن اور Passion کی ایک چنگاری اپنے دل میں چھپائے پھرتا ہے۔ کرنل رفیق نے جولائی ۱۹۵۲ء میں اس ولولہ، اس ٹیمپو (Tempo) اور اس تیقن و عزم سے کام شروع کیا جیسے نیا پاکستان ملٹری کالج سے اٹھتا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر

نئے کمانڈانٹ پنجاب رجمنٹ کے لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر نے ۲۸ اپریل ۱۹۵۳ء کو کالج کا چارج لیا۔ جناب کرنل سلطان سکندر کالج کا اولڈ بوائے ہونے کا امتیاز بھی رکھتے تھے۔ ۳۵۲ کالج نمبر تھا۔

مسٹر علوی

اپریل ۱۹۵۳ء کے اواخر میں مسٹر عین الدین علوی نے اردو کے سینئر ماسٹر کی حیثیت سے کالج میں اپنے تابناک کیریئر کا آغاز کیا۔ وہ علی گڑھ کے پروردہ اور تعلیم یافتہ تھے۔ وہ علی گڑھ کی سپرٹ لے کر یہاں آئے اور سرسید کے مشن کو یہاں جاری کیا۔

معلوماتی سیاحتیں

فروری اور ستمبر ۱۹۵۳ء میں ۸۰ کیڈٹس نے پی ایم اے کی دو پریڈیں دیکھیں اور ٹیکسلا کے آثار قدیمہ، میوزیم اور واہ فیکٹری کا مطالعاتی دورہ کیا۔

سٹاف

کالج میں چھ سینئر ماسٹرز کی منظور شدہ جگہوں کے لئے صرف ایک پبلک سروس کمیشن کے توسط سے مل سکا۔ ایم ایس سی فزکس کی جگہ ۱۹۴۷ء سے خالی تھی۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات اور سالانہ کنسرٹ

۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء کو کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے ۵۴-۱۹۵۳ء کے سیشن کے انعامات تقسیم کئے۔ اسی شب ایف اے سی سی نے سالانہ کنسرٹ سٹیج کیا۔

سکین ہاؤس ڈرامیٹک شو

جونیئر ہاؤس سکین ہاؤس نے مسٹر سعید راشد کی زیر ہدایت سال کے دوران سینٹرل ہال میں دو ڈرامیٹک پروگرام پیش کئے۔

سپورٹس مقابلے

کالج نے پنجاب یونیورسٹی اور جہلم سٹیشن کے فٹ بال اور اتھلیٹکس کے مقابلوں میں حصہ لیا۔

تاریخی اعلان

۲۶ جنوری ۱۹۵۴ء کی صبح کالج ہال میں کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر کی موجودگی میں چیف انسٹرکٹر میجر عبدالحمید ابراہیم نے کالج کو پبلک سکول بنانے کا سرکاری اعلان پڑھ کر سنایا۔ کالج میں اس اعلان کے بعد ٹریننگ کا برسوں پرانا رجیمنٹل سسٹم یعنی کیڈٹ بٹالین اس کے عہدے اور نشانات یک لخت ختم کر دیئے گئے اور اس کی جگہ پبلک سکول کے ہاؤس سسٹم اور پریفیکوریل سسٹم نے لے لی۔

پبلک سکول سسٹم کی آمد فروری ۱۹۴۸ء سے شروع ہو گئی تھی۔ پبلک سکولی طرز تعلیم و تربیت کے بہت سے اقدامات بہت پہلے شروع کر دیئے گئے تھے۔ البتہ رجیمنٹل سسٹم، کیڈٹ بٹالین کی تنظیم و صورت میں موجود تھی، اس کو اب تبدیل کیا گیا۔ وردی تو فوری طور پر نہیں بدلی۔ لیکن پرانے عہدے اور بیج، نشانات آفیسرز میں ختم کرا دیئے گئے۔ پریڈ میں ملٹری ٹریننگ کی بجائے جونیئرز کے لئے کبنگ اور سکاؤٹنگ فوری طور پر شروع کی گئی۔ پنجاب بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کا تعاون حاصل کیا گیا۔ چودہ سال سے زیادہ عمر کے کیڈٹس کے لئے جے سی سی کا آغاز ہوا۔

یوتھ ہاسٹلنگ

تبدیلی کے عمل کے ایک حصہ کے طور پر کالج کے روورز (Rovers) نے مسٹر حیدری کی سرکردگی میں فروری ۱۹۵۴ء میں پاکستان یوتھ ہاسٹلز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مری میں ایک آٹھ روزہ یوتھ لیڈرز کورس میں حصہ لیا۔

آنرشاپ

مارچ ۱۹۵۴ء میں کالج میں آنر سسٹم کی تعمیل میں پہلی آنرشاپ کا افتتاح ہوا۔

امریکی سفیر کی آمد

۲۱ مارچ ۱۹۵۴ء کی صبح امریکی سفیر ہورلیس گالبریتھ کالج کو دیکھنے آئے۔

۵۵-۱۹۵۴ء مسٹر شفیق

اپریل ۱۹۵۴ء میں کیمسٹری کے سینئر ماسٹر شفیق احمد کالج کے سٹاف پر آئے جو ۱۹۸۴ء میں از خود ریٹائر ہونے تک کالج کی زندگی کا ایک حصہ رہے۔

کمانڈانٹ کا تبادلہ

اوائل جولائی ۱۹۵۴ء میں کمانڈانٹ سلطان سکندر کے تبادلے کے احکامات آ گئے۔ ۹ جولائی کو انہوں نے نئے کمانڈانٹ کو چارج دے دیا۔

کرنل سلطان سکندر کے دور کا جائزہ

کرنل سلطان سکندر کے دور کا سب سے اہم واقعہ اور کالج کی تاریخ کا ایک سنگ میل جنوری ۱۹۵۴ء میں کالج کو تنظیمی طور پر بھی ایک پبلک سکول بنانے کا اعلان تھا۔ یہ امر اب تک راز ہے کہ لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر کو جنہیں پبلک سکولی نظام تعلیم و تربیت کا قطعاً کوئی تجربہ نہ تھا اپریل ۱۹۵۳ء میں کس وجہ اور کیوں پوسٹ کیا گیا اور وہ بھی کرنل رفیق جیسی Dynamic اور Charismatic شخصیت کے بعد۔ کالج کی توسیع اور اسکے تربیتی نظام کی تبدیلی کی بات تو ایک عرصے سے چل رہی تھی۔ نومبر ۱۹۵۲ء کی اپنی سالانہ رپورٹ میں کمانڈانٹ کرنل رفیق نے واضح طور پر کہا تھا کہ آنر سسٹم، پبلک سکول بننے کے لئے ذہنی اور نفسیاتی راہ ہموار کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ بہر حال یہ ایک سال کسی پیش رفت کا سال نہیں۔ پیش رفت کے انتظار کا سال رہا۔

لیفٹیننٹ کرنل ایچ ایل ایڈورڈز ۱۹۵۴ء

اے ای سی کے لیفٹیننٹ کرنل ایچ ایل ایڈورڈز نے ۹ جولائی ۱۹۵۴ء کی صبح کالج کی زمام اقتدار سنبھالی۔ کرنل ایڈورڈز ایک عرصے تک لارنس کالج گھوڑا گلی میں معلمی اور اس کے بعد وہاں پرنسپل کا تجربہ رکھتے تھے۔

سی جی ایس کی آمد

۱۸ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو چیف آف جنرل سٹاف جنرل حیاء الدین انسپکٹر آف آرمی ایجوکیشن کرنل سید ماجد علی کے ہمراہ کالج کے معائنہ پر آئے۔

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات

۶ نومبر ۱۹۵۴ء کی سہ پہر کالج کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ لیفٹیننٹ جنرل ناصر علی خان مہمانِ خصوصی تھے۔ اس تقریب میں یو این او کے میجر جنرل آر ایچ نمونے بھی شرکت کی۔ اولڈ بوائز میں سے دو بریگیڈیئر سلطان محمد اور نمبر ۱۹۱ بریگیڈیئر محمد عباس بیگ بھی اس موقع پر موجود تھے۔

ہیڈ ماسٹر اے جی نکولس

۱۵ جنوری ۱۹۵۵ء کو ہیلیز سکول ایکسٹر انگلینڈ کے ہیڈ ماسٹر اے جی نکولس برٹش کونسل کے دو افسروں کے ہمراہ کالج دیکھنے آئے۔

وزیر تعلیم

پنجاب کے وزیر تعلیم مسٹر علی اکبر خان نے مارچ ۱۹۵۵ء کی تین تاریخ کو کالج کا معائنہ کیا اور کالج کی وزیٹرز بک میں لکھا۔

A very fine and ideal institution

۵۶-۱۹۵۵ء

اکتوبر ۱۹۵۵ء کے تیسرے ہفتے میں کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ایچ ایل ایڈورڈز کا تبادلہ ہو گیا اور انکی جگہ دوبارہ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق کمانڈانٹ مقرر ہو کر آئے۔

کرنل ایڈورڈز کا دورسربراہی

نیا نظام پرانے نظام کی جگہ لیتے ہوئے کچھ وقت لیتا ہے۔خصوصاً اس وقت جب تبدیلی یکا یک رونما ہو۔ڈسپلن کا وہ بحران جو جنوری ۱۹۵۴ءکو تبدیلی کے اعلان کے فوراًبعد شروع ہوا تھا روز بروز زیادہ گھمبیر ہوتا گیا۔۵۵۔۱۹۵۴ء کے عرصے میں اس میں مزید اضافہ ہوا یہاں تک کالج کا تعلیمی وتربیتی ماحول متاثر ہونے لگا۔

کرنل رفیق کی قیادت کا دوسرا دور

اس وقت کالج کو جس Fair اور Firm قیادت کی ضرورت تھی وہ کرنل رفیق کی Dynamic اور Charismatic لیڈرشپ کی شکل میں سامنے آئی۔وہ پوسٹ ہوکر اکتوبر کے پہلے ہفتے ہی میں کالج میں آ گئے تھے۔تقریباً دو ہفتے تو وہ پرانے کیڈٹ آفیسرز میس میں ٹھہرے رہے اور صورت حال کا مطالعہ کرتے رہے اور اپنے نوٹس تیاری کرتے رہے۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء کی صبح چارج لیتے ہوئے انہوں نے ایک بار پھر کالج کو ایڈریس کیا اور کالج کی تشکیل وتنظیم کے کام کو کرداری تبدیلی کے حوالے سے اس نقطہ سے شروع کیا، جہاں اپریل ۱۹۵۳ء میں انہوں نے چھوڑا تھا۔کمانڈانٹ کے اس دوسرے تاریخی ایڈریس کے انکے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے نوٹس متعلقہ باب میں تحریر کئے گئے ہیں۔

تادیبی کارروائی

کمانڈانٹ نے ''گزشتہ راصلواۃ اورآئندہ رااحتیاط'' کے اعلان سے کام شروع کیا۔لیکن انہیں نارمل حالات واپس لانے کے لئے شروع کے چند ہفتوں میں ہاتھ کو کافی سخت کرنا پڑا۔چنانچہ ان تادیبی اور تطہیری کارروائیوں کے نتیجے میں خاصی چھان پھٹک کے بعد ۹۳ لڑکوں کا کالج سے اخراج عمل میں آیا۔

الوداعی تقریب

نامزدکمانڈانٹ کرنل رفیق کا پہلا اقدام یہ تھا کہ زیر تبادلہ کمانڈانٹ کرنل ایڈورڈز اور انکی مسز کو بڑا شاندالوداعی ڈنر دے کر بڑے پروقار ذوق طریقے سے رخصت کیا گیا۔تمام راستے پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔کالج کے مین گیٹ میں ان کے گلے میں مزید ہار ڈالے گئے۔

رسالہ 'تربیت'

۵۶۔۱۹۵۵ء کے سیشن کا ''تربیت'' شائع نہیں ہوا تھا۔۵۴۔۱۹۵۳ء کا رسالہ جولائی ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا تھا۔اس کے بعد ۵۶۔۱۹۵۵ء کا رسالہ جون ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔

آنرسسٹم

۱۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو کالج سے ایڈریس کرتے ہوئے کمانڈانٹ کرنل رفیق نے آنرسسٹم کو دوبارہ جاری کرنے کا اعلان کیا۔اس کے مقصد کے بارے میں انہوں نے کہا۔

"The object of Honour System at our College is to repose trust and build up self respect. And so long as this trust is not betrayed, the boys are free from all types of suppression. Correction of boy's behaviour whenever necessary is through guidance, advice and persuasion rather than suppression."

انہوں نے مزید کہا

"The boys now stand pledged to take pride in doing what is right, and to observe standard of self-discipline and abide by the laws that govern their community."

ہاؤس کورٹس

کیڈٹس کی معمولی لغزشوں اور ڈسپلن کی پرابلمز سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہاؤس پریفیکٹ کی صدارت میں ہاؤس کورٹس کی تشکیل عمل میں آئی۔اور ہاؤس کورٹس کی اپیلیں سننے کے لئے اور کالج کے ڈسپلن کے مقدمات سننے کے لئے کالج ہیڈ بوائے کی صدارت میں کالج کورٹ قائم کی گئی اور چاروں ہاؤسوں کے پریفیکٹس

بطور جیوری کے ارکان نامزد کیئے گئے۔

جونیئر ہاؤس کی دوبارہ تشکیل

۲۶۔اکتوبر ۱۹۵۵ءکوسکین ہاؤس کو دوبارہ ۹ سے ۱۲ برس تک کی عمر کے بچوں کے لئے مخصوص کر کے جونیئر ہاؤس بنا دیا گیا اور آٹھویں سے بارہویں جماعت تک کے ۱۳ سے ۱۷ برس کی عمر کے باقی کیڈٹس کو تین ہاؤسوں میں تقسیم کر دیا گیا۔(جیسا کہ اگست ۱۹۵۲ء میں کیا گیا تھا اور جسے مئی ۱۹۵۳ء میں منسوخ کر دیا گیا تھا۔)

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۵۶۔۱۹۵۵ء کے سیشن کے لئے تقسیم انعامات کی تقریب نومبر ۱۹۵۵ء کے اواخر میں منعقد ہوئی۔کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان مہمانِ خصوصی تھے۔پچھلے سال کی طرح اس سال بھی پریڈ نہیں دکھائی گئی۔پی ٹی شو کے علاوہ کالج کے کبس (Cubs) اور سکاؤٹس نے اپنے اپنے کرتب دکھائے۔

نیوز اینڈ ویوز (News & Views)

جنوری ۱۹۵۶ء میں قاضی حامد علی کی نگرانی میں اور کیڈٹس کی ادارت میں کالج کا ہفتہ وار اخبار ''نیوز اینڈ ویوز' شروع ہوا۔اسکے اردو سیکشن ''اخبار وافکار'' کی نگرانی مسٹر سعید راشد کے سپرد ہوئی۔آٹھ صفحہ کا یہ اخبار سائیکلوسٹائل ہوتا تھا۔

ایجوکیشنل سیمینار (Educational Seminar)

۱۲۔جنوری ۱۹۵۶ء کی شام سٹاف روم میں کمانڈانٹ نے تعلیمی سیمینار کا افتتاح کیا۔سیمینار ایک ہفتہ جاری رہا۔ہر روز اسکے دو دور ہوتے تھے۔دو گھنٹے کے پہلے دور میں سٹاف کے لیکچرز اور مقالے،دوسرے دور میں مختلف مضامین کی کمیٹیاں اپنے چیئرمین کی صدارت میں کالج کے حوالے سے اپنے اپنے مضمون کے مسائل اور امکانات پر بحث کرتی تھیں۔کمانڈانٹ گھوم پھر کر ہر کمیٹی کی کارروائی میں شرکت کرتے تھے۔

تعلیمی سیاحتیں اور تفریحی ہائیکس

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات سے فارغ ہوتے ہی پرانی انڈور اور آؤٹ ڈور ہابیز اور تعلیمی سیاحتوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ڈیبیٹنگ کلب اور ڈیبیٹنگ یونین کے دائرے کو جونیئرز تک وسیع کر دیا گیا۔ایف اے سی سی نے سالانہ کنسرٹ کے علاوہ فروری ۱۹۵۶ء میں انگریزی اور اردو مقابلہ خطابت کا اہتمام بھی کرایا۔فوٹو گرافی کی سوسائٹی جو اچھا کام کر رہی تھی وہ جاری رہا۔جن کلبوں کو زور وشور سے فعال کیا گیا وہ یہ تھے۔ڈرائینگ اینڈ پینٹنگ کلب،گارڈننگ کلب،بائنڈنگ کلب، فشنگ کلب،شوٹنگ کلب،ہائیکنگ اور چیس (Chess) کلب،سکاؤٹنگ اور کبنگ کا سالانہ کیمپ بھی اس سال مری میں ہوا اور انکے مظاہرے تقسیم انعامات کی تقریب کے موقع پر دکھائے گئے۔

پی ٹی اور پریپ

اس سلسلہ میں ۵۳۔۱۹۵۲ء کی روایت تازہ کی گئی۔پہلے بہت صبح سویرے ۱۰ منٹ کے لئے ہاؤس ہی میں لازمی مارننگ جرکس (Morning Jerks) پھر صبح کی پریپ (Prep) اور شروع کے تین پیریڈوں میں پورے کالج کی تین گروپوں میں پی ٹی ہوتی۔یہ معمول چند سال جاری رہا۔

مباحثے اور مذاکرے

جنوری ۱۹۵۶ء سے ہر جمعہ کی شب بار بار سینئرز کے نئے اردو انگریزی مباحثوں،مذاکروں اور نظم خوانی کے مقابلوں کا بڑے تواتر سے اہتمام کیا گیا۔

کلاس ٹائم ٹیبل میں وقفہ

کلاس کے پروگرام میں ہر پیریڈ کے بعد پانچ منٹ کا بریک دینے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔چوتھے پیریڈ کے بعد آدھ گھنٹے کا وقفہ اسکے علاوہ تھا۔

وردی (Uniform)

خاکی وردی کا استعمال ۱۹۵۵ء کے آخر تک سینئرز کے لئے بیج کے ساتھ بیرٹ اور بیلٹ کا استعمال جاری رہا۔ جونیئرز کے لئے بیرٹ کی بجائے پیچ دار سکاؤٹس کی ٹوپی رائج کی گئی۔ عہدوں کی سبز پٹیوں کی بجائے گول بیج استعمال ہونے لگے۔

یوم جمہوریہ

۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو پاکستان کے اسلامی جمہوریہ بننے کے موقع پر کالج میں یوم جمہوریہ بڑے اہتمام سے منایا گیا۔ کالج کے ہفتہ وار اخبار ''نیوز اینڈ ویوز'' اور ''اخبار و افکار'' نے خصوصی ایڈیشن نکالے۔ ہال کے فنکشن پر جناب محمد حسین نے اپنی نظم ''پاس ہوا اپنا دستور'' اور حیدری صاحب نے اپنی انگریزی نظم Hail Republic Day سنائی۔ کمانڈانٹ کی اپنی تقریر قومی جذبے سے لبریز تھی۔

کالج کا نام، بیج اور ماٹو

اس تاریخ سے کالج کا نام ''کنگ جارج رائل پاکستان ملٹری کالج جہلم'' سے صرف ''ملٹری کالج جہلم'' ہوا۔ کالج کے نشان (بیج) میں تاج کی جگہ کتاب اور شمع نے لے لی۔ اور ماٹو ''توانا بود ہر کہ دانا بود'' کی بجائے ''علم و عمل'' ہوا۔ ہاؤسوں کے نام تبدیل کرنے کی تجاویز بھی جی ایچ کیو کو بھیجی گئی۔

کالج ٹائی

کمانڈانٹ نے پہلے بار کالج ٹائی رائج کی۔ جس میں گہری نیلی زمین پر ایم سی مونوگرام کی شکل میں لکھا تھا۔ نومبر ۱۹۵۵ء کی سالانہ تقریب میں یہ ٹائی سارے سٹاف نے استعمال کی۔

سی ویز (Civies) کا استعمال

کمانڈانٹ نے خود اپنے لئے اور سٹاف کے لئے سی ویز کا استعمال شروع کیا۔

کالج ترانہ

کالج کے انگریزی ترانے میں کے جی آر پی ایم سی کے الفاظ کی جگہ (Our Own PMC) کے الفاظ نے لے لی۔

تربیت کا اداریہ

''تربیت'' ۵۶-۱۹۵۵ء کے اردو سیکشن میں مسٹر عین الدین علوی نے آئز سسٹم اور پاکستان کے اسلامی جمہوریہ بننے پر خصوصی شذرات لکھے۔

چیف انسٹرکٹر

اگست ۱۹۵۵ء میں چیف انسرکٹر میجر عبدالمجید ابراہیم، جو ۱۹۴۸ء کے اواخر سے چیف انسٹرکٹر چلے آ رہے تھے، کا تبادلہ ہوا انکی جگہ میجر ولی اللہ نے لے لی۔

داخلہ اور داخلہ کا امتحان

۵۷-۱۹۵۶ء میں پہلی بار ۲۷ آفیسرز اور ۵ سویلینز کے بیٹے کالج میں داخل ہوئے۔ اسی سال کالج نے براہ راست داخلے کی درخواستیں وصول کیں اور کالج میں اردو، انگریزی اور حساب پر مشتمل داخلہ کا امتحان لیا۔

کامیابی کا معیار اور ماہانہ امتحان

۳۰ جولائی کی صبح کمانڈانٹ نے اپنے ایڈریس میں اعلان کیا کہ امتحانوں میں پاس مارکس چالیس فیصد سے بڑھا کر پچاس فیصد کرنا زیر غور ہے اور یہ کہ جو لڑکے ماہانہ امتحان میں ناکام ہوں گے وہ ویک اینڈ پر چھٹی پر جانے کا استحقاق کھو بیٹھیں گے۔

سٹاف کی یونیفارم

سٹاف کے لئے لازمی یونیفارم یہ تھی۔ جاڑوں میں گرے گبرڈین کا تھری پیس، کالج ٹائی کے ساتھ اور گرمیوں میں ٹائی سفید قمیض، سفید پتلون، سیاہ موزے، سیاہ آکسفورڈ شیپ شوز کے ساتھ (یکسانیت کے لئے تمام سٹاف کے سوٹ اسماعیل ٹیلرز راولپنڈی سے سلوائے گئے۔)

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات

۵۷۔۱۹۵۶ء سیشن کا جلسۂ تقسیم انعامات ۲۴ نومبر کی سہ پہر اتھلیٹکس گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ اے جی میجر جنرل سید شاہد حامد مہمانِ خصوصی تھے۔ رات کو سالانہ کنسرٹ میں اردو انگریزی ڈرامے پیش کئے گئے۔

خاکی وردی، بیرٹ اور نئی یونیفارم

کیڈٹس کو اس سال سے خاکی یونیفارم خاکی قمیض، خاکی شرٹس، خاکی سٹاکنگس، گہری سبز ہوز ٹاپ، براؤن چپل، گہری سبز بیرٹ کی جگہ سفید قمیض، ملیشیا پتلون، سیاہ شوز، سیاہ موزے کا استعمال شروع کیا۔ بیرٹ کا استعمال متروک ہو گیا۔

آبزرویشن سلپ سسٹم (Observation Slip System)

تمام اساتذہ سے کہا گیا کہ وہ جہاں جس لڑکے میں جو غیر معمولی مثبت یا منفی بات دیکھیں وہ ایک سلپ پر لکھ کر کمانڈانٹ کے دفتر کے باہر لگے ہوئے آبزرویشن باکس میں ڈال دیں۔ کمانڈانٹ اس سلپ کے مندرجات کو اپنے پاس نوٹ کر کے متعلقہ ہاؤس ماسٹر کے پاس بھیج دیتے تھے۔ جو اسے آبزرویشن رجسٹر میں نوٹ کر کے اس کی روشنی میں لڑکے کو انٹرویو کرتے تھے۔

انٹرویو سسٹم

اکتوبر ۱۹۵۵ء میں کالج کا چارج لینے کے بعد کمانڈانٹ نے خود ہر لڑکے کو تفصیل سے انٹرویو کیا تھا اور اسکے نوٹس رکھے تھے۔ جنوری ۱۹۵۶ء میں ہاؤس ماسٹرز سے کہا گیا کہ وہ ہر لڑکے کو اس کے منفی اور مثبت رجحانات اور پرفارمنس کی روشنی میں آبزرویشن سلپوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمدردانہ طریقے سے انٹرویو کریں اور اسکا ریکارڈ رکھیں۔ ہر مہینے کمانڈانٹ ہر ہاؤس ماسٹر سے اس کے قابل توجہ کیس خود ڈسکس کرتے تھے۔

پنجاب بورڈ کا امتحان

کالج کے لڑکوں نے مارچ ۱۹۵۷ء میں پنجاب بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کے زیر اہتمام پہلی بار میٹرک کا امتحان دیا۔ سو فیصد رزلٹ رہا۔ نو نے فرسٹ ڈویژن لی۔ ۲۱۳۳ نذر حسین (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) کالج میں فرسٹ آئے تھے۔

پی ایم اے کے لئے سلیکشن

۵۶۔۱۹۵۵ء کے سیشن میں ۱۱ ایم سی کیڈٹس پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ ان میں ۱۸۶۲ رحمدل (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل ۱۸۷۰ سلطان جہانگیر (بعد میں بریگیڈیئر) ۲۰۱۵ طارق نظامی (بعد میں میجر جنرل) ۲۰۷۸ محمد اشرف (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) بھی شامل تھے۔

۵۷۔۱۹۵۶ء ایک اور جونیئر ہاؤس

اپریل ۱۹۵۶ء میں برڈ وڈ ہاؤس کو بھی سکین ہاؤس کی طرح جونیئر ہاؤس بنا دیا گیا۔ اب کالج میں دو سینئر اور دو جونیئر ہاؤس ہو گئے اور سارے مقابلے جونیئر سینئر میں علیحدہ علیحدہ شروع ہوئے۔

انڈور گیمز شیلڈ (Indoor Games Shield)

۵۷۔۱۹۵۶ء سے انڈور گیمز بھی انٹر ہاؤس مقابلوں میں شامل کر دیئے گئے۔ اسکے لئے شیلڈ برڈ وڈ ہاؤس نے دی۔

برڈوڈ ہاؤس کا ترانہ

برڈوڈ ہاؤس کا انگریزی ترانہ حیدری صاحب نے لکھا۔

عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب

کالج کی تقریب کے علاوہ ہاؤس کی سطح پر عید میلاد النبی ﷺ کی پہلی تقریب بڑے اہتمام سے آکنلک ہاؤس نے منعقد کی۔ کیپٹن آفتاب احمد مختار ہاؤس ماسٹر تھے۔

تعلیمی اعزاز

۱۹۵۶ء کے پاکستان آرمی کے سپیشل سرٹیفکیٹ امتحان میں کالج نمبر ۲۰۳۹ محمد قاسم نے فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔

ایجوکیشن کور میں کمیشن

اس سال اساتذہ کو آرمی ایجوکیشن کور سے منسلک کرنے کا فیصلہ ہوا۔ کالج کے چھ سویلین اساتذہ (بشمول عبدالمجیب چوہدری) جو بعد میں ڈائریکٹر جنرل آرمی ایجوکیشن مقرر ہوئے، نے ایجوکیشن کور میں کمیشن حاصل کیا۔

خصوصی تقریبات

اس سال کالج یونین نے معمول کی قومی اور مذہبی تقریبات کے علاوہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی صد سالہ برسی اور ۱۹۵۷ء کے یوم جمہوریہ پر خصوصی تقریبات کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر نیوز اینڈ ویوز نے کمانڈانٹ کا خصوصی پیغام شائع کیا۔ یوم جمہوریہ پر محمد حسن نے اپنی نظم ''مادر پاکستان کا اپنے بچوں سے خطاب'' پڑھی۔ یہ تربیت ۵۷۔۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔

ہابیز، تعلیمی سیاحتیں اور آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں

ان کے خوشگوار سیلاب کی روانی میں مزید تیزی آئی۔ رسول ہیڈ ورکس پر پانچ روزہ تربیتی کیمپ بھی ہوا۔

ہاؤس ڈرامیٹک شوز

چاروں ہاؤسوں نے اپنے اپنے سالانہ ہاؤس شو سٹیج کئے۔ برڈوڈ ہاؤس کے دو انگریزی کھیل "Cheating Never Pays" اور "Tit for Tat" سکین ہاؤس کا اردو کھیل آنرشاپ اور رابرٹس ہاؤس کا شیکسپیئر کے ڈرامے کنگ جان کا ایک منظر اور اردو ڈرامہ ''ایک حادثہ'' بہت پسند کئے گئے۔ ان ہاؤس شوز کا مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ لڑکوں کو سٹیج پر آنے کا موقع ملے۔

پریفکٹوریل سسٹم

پریفکٹس کی رہنمائی کے لئے پریفیکٹوریل سسٹم پر کیپٹن این ڈی احمد کا ایک سیر حاصل مضمون تربیت ۵۸۔۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔

کالج آنرکورٹ

ہاؤس آنرکورٹس ہاؤسوں میں فعال رہیں۔ کالج آنرکورٹ کے چیف جسٹس کے طور پر کالج ہیڈ بوائے ۲۰۹۲ رب نواز نے حلف اٹھایا۔

چیف انسٹرکٹر

میجر ولی اللہ اے ای سی کے تبادلہ پر اے ای سی کے میجر خوشحال خان پوسٹ ہوئے۔

میر آف ہنزہ

۳ مارچ ۱۹۵۷ء کی صبح میر آف ہنزہ محمد جمال خان کالج کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔

تقریری تربیت

کالج ہال میں جمعہ کی شب کے فنکشن کے علاوہ ہر کلاس میں ہفتہ میں ایک پیریڈ تقریری مشق (Public Speaking) کے لئے مخصوص کیا گیا۔(تربیت ۵۸۔۱۹۵۷ء صفحہ ۸) اور جمعہ کی شب کے پروگرام میں برجستہ تقریروں کا اضافہ ہوا۔

لٹریری سرکل (بزم ادب) اور میکینو کلب

فرصت کے مشغلوں میں اس سال ادبی مطالعہ اور تخلیقی کاوشوں کو فروغ دینے کے لئے مسٹر سعید راشد کی نگرانی میں ''لٹریری سرکل'' (بزم ادب) کا قیام عمل میں آیا۔ اور'' میکینو کلب'' (Mecceno) کا ایک نئی ہابی کے طور پر اضافہ ہوا۔

ریڈیو فیچر

ایف اے سی کے زیراہتمام کالج کے طلباء اور سٹاف نے کالج کے بارے میں مسٹر سعید راشد کا لکھا ہوا ایک فیچر نشر کیا۔

دو جرمن سیاح

فروری ۱۹۵۷ء میں دو جرمن سیاح کالج دیکھنے آئے۔ ان میں سے ایک پرانا جرمن سپاہی تھا جس کی ایک ٹانگ جنگ عظیم دوم میں ضائع ہو چکی تھی۔ دونوں نے اپنا قومی ترانہ سنایا۔ لڑکے ان کے عزم و حوصلے اور قومی جذبے سے بہت متاثر ہوئے۔

میجر جنرل الطاف قادر

۲۳ فروری ۱۹۵۷ء کو میجر جنرل الطاف قادر کالج میں تشریف لائے۔

۵۸۔۱۹۵۷ء پروفیسر بی اے چوہان اور مسٹر اقبال احمد

ریاضی کے بزرگ اور بے مثال استاد پروفیسر برکت علی چوہان جو ۱۹۴۹ء سے کالج میں اعزازی طور پر خدمات انجام دے رہے تھے، نے کالج کو ۱۹۵۸ء کے اوائل میں خیر باد کہا۔ مسٹر اقبال احمد بھی جو اواخر ۱۹۴۷ء میں پرنس آف ویلز کالج ڈیرہ دون سے یہاں آئے تھے اور اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے، ۱۹۵۸ء کے اوائل میں ریٹائر ہوئے۔

داخلہ

۵۸۔۱۹۵۷ء کے سیشن میں پانچویں جماعت میں ۱۵ لڑکوں کا آخری داخلہ ہوا۔ اس سال چھٹی میں ۹، ساتویں میں ۱۳، آٹھویں میں ۱۰ اور نویں میں ۷ لڑکے تھے۔ ان کل داخلوں میں سے ۱۷ آفیسرز اور ۶ سویلینز کے لڑکے تھے۔

فیس

۵۶۔۱۹۵۵ء سے والدین سے براہ راست فیس وصول کرنے کا طریقہ رائج ہوا۔

ایف ایس سی کا نتیجہ

۱۹۵۷ء کے پہلے ایف ایس سی کے امتحان کا نتیجہ بھی میٹرک کی طرح سو فیصد رہا۔

درس قرآن

۵۷۔۱۹۵۶ء سے جمعہ کی شب کالج ہال میں قرآن حکیم اور سیرت طیبہ اور اسلامی تاریخ کے حوالے سے لیکچرز دینے کا سلسلہ شروع ہوا۔ عموماً محمد حسن صاحب لیکچر دیتے تھے۔

لائبریری

کالج لائبریری میں کتابوں کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچی۔

گریفن انسٹی ٹیوٹ باکسنگ

کالج نے گریفن انسٹی ٹیوٹ لاہور کے زیر اہتمام باکسنگ کے اوپن مقابلوں میں ریڈ کراس چیلنج شیلڈ جیتی اور آٹھ انفرادی انعامات حاصل کئے۔

ہیڈ بوائے کا بیج

اکتوبر ۱۹۵۵ء سے کالج ہیڈ بوائے کا امتیازی نشان گول بیج تھا، جسکے وسط میں کالج کا سبز رنگ اور چاروں طرف ہاؤسوں کے چار رنگ تھے۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

مذکورہ جلسہ برائے ۵۸۔۱۹۵۷ء نومبر ۱۹۵۷ء کی سہ پہر اتھلیٹکس گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ اے جی میجر جنرل شاہد حامد نے صدارت کی۔ رات کو سالانہ کنسرٹ بھی سٹیج کیا گیا۔

کالج بلیزر

نومبر ۱۹۵۷ء کے سالانہ تقسیم انعامات کے موقع پر پہلی بار کیڈٹس نے کالج ونٹر ڈریس۔ ڈیپ بلیو بلیزر، ورسٹڈ ٹراؤزر اور کالج ٹائی استعمال کی۔

انٹر کالجیٹ تقریری مقابلے

کالج نے چکوال اور گجرات کے انٹر کالجیٹ تقریری مقابلوں میں حصہ لیا اور سرخرو ہوا۔ (تفصیل متعلقہ باب میں درج ہے)

۵۹۔۱۹۵۸ء

مئی جون ۱۹۵۸ء میں کالج نے جشن تمثیل منعقد کیا۔ تجرباتی دنیا میں یہ ایک اور قدم تھا جو آگے بڑھا۔ ہاؤسوں کا یہ جشن تمثیل ایک ماہ جاری رہا۔ اسکی خصوصیت یہ تھی کہ چاروں ہاؤسوں کے اپنے اپنے سالانہ تمثیلی پروگراموں اور کالج ڈرامیٹک کلب کی پیشکش کے علاوہ ہر جماعت (میٹرک اور ایف ایس سی سال دوم کو چھوڑ کر) ہر سیکشن نے اپنے اپنے اردو انگریزی ڈرامے پیش کئے۔ ڈراموں کے موضوع متنوع تھے۔ ان میں بعض تاریخی، سوانحی اور تفریحی تھے۔ بعض کی تھیم ''دلیری'' حب قوم و وطن، دیانت راست بازی تھی۔ جشن تمثیل کی وجہ سے ہاؤس میں کوئی ایسا لڑکا نہیں تھا جو کم از کم دو بار کالج سٹیج پر نہ آیا ہو۔ یہ کالج کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا انوکھا تجربہ تھا جو بے حد کامیاب رہا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

یکم نومبر ۱۹۵۸ء کو سالانہ جلسہ تقسیم انعامات اتھلیٹکس گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ مہمانِ خصوصی تیسرے سال بھی میجر جنرل شاہد حامد ہی تھے۔ اور پچھلے سال کی طرح اس سال بھی اتھلیٹکس کے دو فائنل مقابلے دکھائے گئے۔ رات کو حسب دستور ڈرامے پیش کئے گئے۔

نئے ہاؤس اور میس

دو نئے ہاؤسوں اور میسوں کی تکمیل پر دونوں جونیئر ہاؤس نو تعمیر شدہ ہاؤسوں میں منتقل ہو گئے۔ آکنلک ہاؤس پرانے سکین ہاؤس کی عمارت میں اور رابرٹس ہاؤس پرانے برڈووڈ ہاؤس کی بلڈنگ میں شفٹ ہوا۔ پرانے رابرٹس ہاؤس کی عمارت کو ہابیز سنٹر بنا دیا گیا۔ ایک ڈارمیٹری، سٹیشنری سٹورز کو دی گئی۔ رابرٹس ہاؤس کے پرانے میس میں کوارٹر ماسٹر سٹورز کے کاٹھ کباڑ نے راہ پائی۔ چاروں ہاؤسوں کے سٹاف میں بھی کچھ رد و بدل ہوا۔

فن فیئر (Fun Fair)

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں کالج ہیڈ بوائے رب نواز کی سرکردگی میں کیڈٹس نے پورے طور پر اپنے انتظام و انصرام سے ایک دو روزہ میلہ کا اہتمام کیا۔ فن فیئر کو

آرگنائز کرنے کی اس بہت بڑی ایکسرسائز سے کیڈٹس کامیابی سے عہدہ برآ ہوئے۔

جنرل نالج اور مضمون نگاری کے مقابلے

اس سیشن میں جنرل نالج اور اردو، انگریزی مضمون نگاری کے انٹر ہاؤس مقابلے شروع کیے گئے۔

توسیعی لیکچرز

میجر عثمان علی خان نے پی آئی ڈی سی پر، میجر قمر علی مرزا نے ''اقوام متحدہ کی ایمرجنسی فوج'' پر اور علامہ علاؤالدین صدیقی (پنجاب یونیورسٹی) نے ''اسلام کیا ہے'' کے موضوع پر بصیرت افروز لیکچر دیئے۔

پانچ روزہ تربیتی کیمپ

مئی ۱۹۵۸ء میں کالج نے رسول ہیڈورکس پر پورے پانچ روزہ تربیتی کیمپ کیا اور آتے جاتے ہائیکنگ کی۔ کیمپنگ کے دوران سارا اسٹاف بطور مبصر اور نگران لڑکوں کے ساتھ رہا۔

ایک یادگار سیاحت

فروری ۱۹۵۹ء میں پورا کالج مع سٹاف تین دن کے مطالعاتی دورے پر لاہور گیا ہارس اینڈ کیٹل شو کے علاوہ لاہور کے تمام قابل دید مقامات دیکھے۔ (تفصیل متعلقہ باب میں دی گئی ہے)

میٹرک کا نتیجہ

مارچ ۱۹۵۸ء کے میٹرک کے امتحان میں ۳۷ میں سے ۲۶ اوّل درجے میں اور گیارہ درجہ دوم میں پاس ہوئے۔ نتیجہ سو فیصد رہا۔ اپریل ۱۹۵۸ء میں ایف ایس سی کے ۱۲ کیڈٹس نے امتحان دیا سب کے سب پاس ہوئے۔

کاغان اور مری کی کوہ پیمائیاں

جولائی ۱۹۵۸ء میں کاغان کی وادیوں میں اور فروری ۱۹۵۹ء میں مری کی برفوں میں کالج کے یوتھ لیڈرز اور یوتھ ہاسٹلرز نے ہائیکینگ اور ٹریکنگ کی اور اعزازات حاصل کئے۔ (تفصیل متعلقہ باب میں ہے)

انگلستان کا دورہ

جون ۱۹۵۸ء میں مسٹر حیدری برٹش پبلک سکولوں کے مطالعہ اور انگریزی زبان کے ایک کورس پر انگلستان گئے۔

جاز بینڈ

فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر میں جاز بینڈ کا اضافہ کیا گیا اور ایک ریٹائرڈ بینڈ ماسٹر مسٹر عنایت کی خدمات حاصل کی گئیں۔

مسٹر ایلن مور

برٹش کونسل کی طرف سے ستمبر ۱۹۵۸ء میں مسٹر ایلن مور تین سال کیلئے انگریزی پڑھانے کیلئے کالج میں تعینات ہوئے۔

داخلہ

۵۹۔۱۹۵۸ء کے سیشن میں چھٹی جماعت میں ۳، ساتویں جماعت میں ۱۰، آٹھویں جماعت میں ۲۲، نویں جماعت میں ۹ اور دسویں جماعت میں سات داخلے ہوئے۔ کل ۵۱، ان میں سے ۳۲ او آرز اور جے سی اوز کے ۹ آفیسرز اور ۱۰ سویلینز کے بیٹے تھے۔

سلیکشن

۱۹۵۸ء میں ۱۲ کیڈٹس میں سے ۴ نیوی کے لئے منتخب ہوئے۔ دوسرے آٹھ جنہوں نے آرمی کے لئے درخواست دی تھی وہ سب کے سب آئی ایس ایس بی سے تو منتخب ہوگئے لیکن چار میڈیکلی ان فٹ قرار دیئے گئے۔ ۱۹۵۸ء میں ہی تین کیڈٹس نے پی اے سپیشل کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۵۹۔۶۰ء

اواخر اپریل ۱۹۵۹ء میں لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق کا تبادلہ ہوگیا۔

عہد رفیقی کا جائزہ

لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے اکتوبر ۱۹۵۵ میں کالج کا دوبارہ چارج لیا تھا اور اس وقت کالج اپنی زندگی کے بدترین ڈسپلنی بحران سے دو چار تھا اور پبلک سکول کے طور پر تنظیم نو کے گھمبیر تر عبوری عرصے سے گزر رہا تھا۔ اگرچہ جنوری ۱۹۵۴ء میں کالج کو پبلک سکول کے طور پر منظم کرنے کا رسمی اعلان ہو چکا تھا۔ لیکن اس وقت تک کوئی قابل ذکر پیش رفت نہ ہوسکی تھی۔ بلکہ ایک سسٹم کے ختم ہونے اور دوسرے سسٹم کے اسکی جگہ نہ لینے سے جو خلا پیدا ہوا تھا اسکے منفی تعلیمی و تربیتی اثرات کالج کی زندگی کے ہر شعبہ میں دیکھے جاسکتے تھے کرنل رفیق نے ۱۹۵۵ء میں کالج کا چارج لیتے ہی اپنے تعمیری اور تخلیقی مشن کو اس نقطہ سے شروع کیا تھا جہاں انہوں نے اپریل ۱۹۵۳ء میں اسے چھوڑا تھا۔ اپریل ۱۹۵۹ء تک ان کے تاریخ ساز ساڑھے چھ سالہ دور قیادت میں کالج میں جو جو ترقیاتی تبدیلیاں ہوئیں جو نئی روایتیں قائم ہوئیں جو دور رس اہمیت کے اقدامات کئے گئے (جن کا اجمالی تذکرہ گزشتہ صفحات میں ذکر کیا گیا ہے) یہ تھے۔

آنرسسٹم کی تجدید

کردار سازی کے لئے آنرسسٹم کو نافذ کیا گیا۔ آنر کونسل اور آنر کورٹس اور آنر شاپس نے کاغذوں اور رپورٹوں میں نہیں عملی طور پر گراؤنڈ پر ہاؤسوں اور کلاسوں کی سطح پر کام کیا۔ کچھ کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن تجربہ اتنا Genuine تھا کہ اس سے جو طالب علم بھی اس زمانہ میں کالج میں زیر تعلیم تھا کم یا زیادہ متاثر ضرور ہوا۔ اس تجربہ کو Effective بنانے میں سب سے زیادہ دخل خود کمانڈانٹ کرنل رفیق کی اصول پسندی کا تھا۔ انہوں نے کالج کی اخلاقی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ ہر فیصلہ مکمل طور پر Fair اور Firm تھا۔ کسی قسم کا کوئی Favouritism نہیں تھا۔ چھوٹا ہو یا بڑا کسی کی رعایت نہیں۔ اگر کسی لڑکے کو ڈسپلنری گراؤنڈ پر نکالنا ہے تو خواہ وہ سی جی ایس کا عزیز ہی کیوں نہ ہو اسے نکال کر چھوڑا۔ داخلے بالکل Fair رکھے۔ کوئی سفارش سننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ Integrity قول سے نہیں فعل سے نافذ کر کے دکھا دینا اور اسکی Awareness دے دینا ان کے دور کی سب سے زیادہ قیمتی میراث ہے۔

پاکستانیت

انکے دور کی ایک اور امتیازی خصوصیت پاکستانیت سے Commitment ہے۔ انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کے یوم جمہوریہ کو ایک جشن کی طرح منایا۔ کالج کے نئے نام اور نئے ماٹو کا خود اعلان کیا اور ملک کے نئے آئین کے اعلان کے مضمرات اور Responsibilities پر انہوں نے خود بڑی موثر تقریر کی۔ اس تقریب میں بزرگ استاد محمد حسن صاحب نے اپنی نظم ''پاس ہوا دستور'' اور مسٹر حیدری نے اپنی انگریزی نظم Hail Repuplic day سنائی۔ تقریب کے آخر میں کالج کا انگریزی ترانہ پیش کیا گیا۔ اس کے آخری الفاظ KGR PMC کو OUR OWN PMC سے بدل دیا گیا تھا۔ اس سال کے تربیت میں حسن صاحب اور حیدری صاحب کی نظمیں شائع ہوئیں اور مسٹر علوی نے یوم جمہوریہ پر خصوصی اداریہ لکھا۔

اگلے سال ۱۹۵۷ء میں بھی کالج میں بڑے اہتمام سے یوم جمہوریہ منایا گیا۔ مئی ۱۹۵۷ء میں جنگ آزادی کی صد سالہ تقریبات کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا۔ پاکستان سے Commitment اور پاکستانیت کی Awareness دور رفیقی کی پہچان ہے۔

ذہنی افق

جی ایچ کیو نے انہیں آئی ایس ایس بی کے اس Observation کے ساتھ بھیجا تھا کہ ملٹری کالج کے کیڈٹس کا ذہنی افق Mental Outlook اور

عام طور پر محدود ہوتا ہے اس کمی کا ازالہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں جو اقدامات انہوں نے کئے وہ یہ تھے۔ Horizon

۱۔ فوری طور پر کلاس میں جنرل نالج کے ایک پیریڈ کا اضافہ کر دیا۔

۲۔ ہفتہ کے دن آخری پیریڈ میں مباحثہ اور مذاکرہ اور گروپ Discussion کا اہتمام کیا۔

۳۔ انٹر ہاؤس جنرل نالج مقابلہ اور اردو انگریزی مضمون نگاری کا ٹیسٹ (Contest) کی ابتداء کی۔

۴۔ تعلیمی سیاحتوں (Education Excursions) میں بے انتہا توسیع کی اور آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیوں کو بجائے سالانہ موسمی Ritual بنانے کے انہیں تواتر کے ساتھ سرد گرم موسم میں جاری رکھا۔ پورے کالج کو تین تین چار چار دن کے ایکسکرشن پر کھیوڑہ، مونگ رسول اور لاہور لے جانا ان ہی کا کام تھا۔

۵۔ ہابی Clubs اور Societies کو کاغذوں سے نکال کر عملی طور پر صحیح طور پر Genuinely فعال کیا۔

۶۔ Social & Cultural Exposure ثقافتی سرگرمیوں کی توسیع

کالج میں ایف اے سی سی ۱۹۴۹ء سے کام کر رہا تھا۔ لیکن اسکا دائرہ کار محدود تھا (گو Professional Competence بہت زیادہ تھی) یہی حال ڈیبیٹنگ یونین کا تھا۔ کرنل رفیق نے دونوں تنظیموں کے دائرے کو بڑھایا انھیں Eletism کے تنگ حصار سے نکال کرانکے دروازے اوسط درجہ کے عام طلبہ کے لئے کھولے۔ مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی۔ اسی پالیسی کے تحت ہر جمعہ کی شب کو کالج ہال میں جونیئرز سینیئرز کے تیار اور برجستہ مباحثوں اور مذاکروں اور انگریزی اردو Recitation کا سلسلہ شروع کیا۔ جو انکے پورے دور میں جاری بھی رہا۔

سالانہ ڈرامیٹک فیسٹیول Dramatic Festival

کرنل رفیق نے آتے ہی ہاؤسوں کی سیٹرڈے نائٹ کی کلچرل سرگرمیوں، ڈراموں، مباحثوں، ورائٹی پروگراموں کی بڑی حوصلہ افزائی کی۔ ۱۹۵۶ اور ۱۹۵۷ء میں ''جونیئر ہاؤسوں نے اپنے اپنے سالانہ ڈرامیٹک شو پیش کئے۔ مئی جون ۱۹۵۸ء میں انھوں نے کالج میں تمثیلی میلہ کا اہتمام کیا۔ ایک ماہ تک ہر ہفتہ کی شام باری باری ہر ہاؤس نے کالج سٹیج پر اپنا ڈرامیٹک شو پیش کیا اور ایف ایس سی فائنل کی کلاسوں کو چھوڑ کر ہر کلاس نے اور بعض کلاسوں کے ہر سیکشن نے اپنا ایک ایک انگریزی اور ایک اردو ڈرامہ سٹیج کیا۔ مقصد یہ تھا کہ ہر کلاس کا ہر لڑکا سٹیج پر آ جائے۔ کالج کی تاریخ میں یہ ڈرامہ فیسٹیول اب تک ایک Legend کی حیثیت رکھتا ہے۔

روشنی اے روشنی!

کرنل رفیق کے دور میں ۱۹۵۷ سے ۱۹۵۹ء تک سول ایجوکیشن بورڈ کے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے تین امتحانات ہوئے اور تینوں کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ کالج میں Motivation کی فضا ہی اس قسم کی تھی ہر کام Optimum Level پر ہو رہا تھا۔

یہ اکیڈیمک رزلٹ بے وجہ نہ تھا۔ کرنل رفیق نے وسیع تر مطالعہ پر جو توجہ دی اسکا ایک ثبوت یہ ہے کہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو کالج لائبریری میں جو آخری کتاب تھی اسکا لیجر نمبر ۵۵۵۱ اور نام Enid Blyton Story Book تھا اور ۱۹ فروری ۱۹۵۹ء لائبریری کے لیجر میں جس کتاب Art of Portrait کا اندراج ہے اس کا سیریل نمبر ۱۱۲۱۹ ہے۔ اسکے چند ماہ بعد انکا تبادلہ ہو گیا۔ گویا انکے زمانے میں لائبریری کی کتابوں میں چار سال میں ۶ ہزار کا اضافہ ہوا۔ (جبکہ اگلے تیرہ برس میں تقریباً تین ہزار نئی کتابیں لائبریری کی زینت بنیں (۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو مسلم کلچر نامی جو کتاب لیجر پر چڑھائی گئی اسکا سیریل نمبر ۱۴۹۸ ہے)

ملٹری کالج کے کردار ساز اساتذہ پر کتاب ''چراغوں کی قطار'' میں کرنل رفیق کی شخصیت اور کنٹری بیوشن (Contribution) پر بشمول لیفٹیننٹ جنرل پیرداد خان، لیفٹیننٹ جنرل آر ڈی بھٹی اور لیفٹیننٹ جنرل محمد اشرف، ۱۱۶ شاگردوں نے لکھا ہے اور کالج کے ایک ماسٹر بلڈر کے لقب سے یاد کیا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان

اے ای سی کے لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان ایم اے اکنامکس بی ٹی اور رائل سوسائٹی آف اکنامکس کے فیلو نے کالج کے کمانڈانٹ کا چارج ۳ مئی ۱۹۵۹ کو لیا۔ اس سے پہلے وہ ایک عرصے سے ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ میں جی ایس او ٹو ایجوکیشن رہے تھے اور کالج کے تمام معاملات سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس سال کے اہم مہمان یہ تھے۔

مسٹرحسن حبیب۔سیکریٹری ایجوکیشن مغربی پاکستان۔۸جون ۱۹۵۹ء

میجر جنرل جمالدار ۱۰جون ۱۹۵۹ء

کرنل محمد خان ڈی اے ای ۲۰ جولائی ۱۹۵۹ء

میجر جنرل عبدالحمید خان ڈی جی ایم ٹی، ۲۰ جولائی ۱۹۵۹ء

مسٹر ایلگزینڈر رسائمن ہائی کمشنر یو کے

میجر جنرل یحییٰ خان ۱۴ نومبر ۱۹۵۹ء

مسٹر ایف ویکلن زجمنٹل نمائندہ برٹش کونسل ۲۵ نومبر ۱۹۵۹ء

نئے چیف انسٹرکٹر

میجر خوشحال خان کی ریٹائرمنٹ کے بعد میجر عبدالعزیز ہاشمی ایکٹنگ چیف انسٹرکٹر ہوئے۔

نمبر کی بجائے نام

حکم ہوا کے لڑکوں کو نمبروں کی بجائے نام سے پکارا جائے۔

اکیڈیمک گاؤن

ہڈ اور کیپ سوٹ کے ساتھ اکیڈیمک گاؤن اور کیپ کا استعمال شروع ہوا۔

ہاؤسوں کے نئے نام

پاکستان کے اسلامی جمہوریہ پاکستان بننے کے پس منظر میں چاروں ہاؤسوں کے نئے نام جو جی ایچ کیو سے منظور ہو کر آئے یہ تھے۔

۱۔ برڈوڈ ہاؤس ۔محمود غزنوی ہاؤس ۔۲۔ رابرٹس ہاؤس۔شیر شاہ ہاؤس ۔۳۔ سکین ہاؤس۔ٹیپو سلطان ہاؤس ۔۴۔ آکنلک ہاؤس بابر ہاؤس

سویلین ہاؤس ماسٹرز

طلباء کی رہنمائی میں تسلسل کے خیال سے ۶۰۔۱۹۵۹ء کے سیشن سے چاروں ہاؤسوں کے سویلین ہاؤس ماسٹرز مقرر ہوئے

۱۔ مسٹر ایلن مور (ٹیپو سلطان ہاؤس)

۲۔ مسٹر عین الدین علوی (محمود غزنوی ہاؤس)

۳۔ مسٹر فضل حق حیدری (اورنگ زیب ہاؤس)

۴۔ مسٹر محمد ایوب خان (بابر ہاؤس)

آل پاکستان جونیئرز اتھلیٹک میٹ

فروری ۱۹۶۰ء میں کالج نے پہلی بار آل پاکستان جونیئر اتھلیٹک میٹ میں حصہ لیا۔اور پانچ آل پاکستان ریکارڈ بہتر کیے۔

ایجوکیشن بورڈ کے ڈرامیٹک مقابلے

کالج نے ایجوکیشن لاہور بورڈ کے زیر اہتمام انٹر سکولز اور انٹر کالجز ڈرامیٹک مقابلوں میں حصہ لیا اور دونوں کی ٹرافیاں جیتیں (تفصیلات متعلقہ باب میں درج کی گئی ہیں)

کالج یونین

یونین نے پی اے ایف کالج رسالپور اور لاہور ایجوکیشن بورڈ کے انٹر زونل ڈیبیٹنگ مقابلوں میں حصہ لیا۔

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن بنانے کی تجویز

۱۹۵۹ء کے 'تربیت' کے ایڈیٹوریل میں حیدری صاحب نے اولڈ بوائز کی باقاعدہ ایسوسی ایشن قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔

ڈرائنگ ماسٹر قاضی عبدالحکیم

قاضی صاحب تقریباً دس سال کالج میں ڈرائنگ اور آرٹ کے استاد رہے تھے۔اس سال خرابی صحت کی بناء پر ریٹائرمنٹ لی۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۴ نومبر ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوا۔سی جی ایس میجر جنرل اے ایم یحیٰی خان مہمانِ خصوصی تھے۔

تعلیمی سیاحتیں

لاہور، ایبٹ آباد، ٹیکسلا کی سیاحتیں عمل میں آئیں۔

معملوماتی فلمیں

کالج ہال میں ۱۶ ایم ایم پروجیکٹر پر برٹش انفارمیشن سروس اور یو ایس آئی ایس کی معلوماتی فلمیں ہر ماہ دکھائی جاتی رہیں۔

مرگ ناگہاں

۲۹ فروری ۱۹۶۰ء کو ۶۶۱۱ کیڈٹ محمد بشیر نے طویل علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔

امتحانی نتائج

۱۹۵۹ء کے ایف ایس سی کے امتحان کا نتیجہ سو فیصد رہا۔۲۰۴۰ سعید اختر نے کالج میں پہلی پوزیشن لی۔

۱۹۵۹ء کا میٹرک کا رزلٹ بھی سو فیصد رہا۔ممتاز احمد نے کالج میں پہلی پوزیشن لی۔

سلیکشن

۲۵ پی ایم اے کورس کے لئے ۱۹۲۱ عبدالرحیم، ۲۰۴۰ سعید اختر، ۲۱۳۳ نذر حسین، ۲۱۱۲ صغیر حسین اور ۲۰۳۲ محمد یونس پاکستان نیوی کے لئے منتخب ہوئے۔

ہاؤس آفیسر کی جگہ ہاؤس ماسٹر

اس سال پبلک سکول کی روایت کے مطابق ہاؤس آفیسر کی بجائے ہاؤس ماسٹر کے لفظ کا استعمال شروع ہوا۔

اورنگ زیب ہاؤس سانگ

مسٹر حیدری نے اورنگ زیب ہاؤس کا ترانہ انگریزی میں لکھا۔جو ۶۰-۱۹۵۹ کے 'تربیت' میں شائع ہوا۔

۶۱-۱۹۶۰ء نئے چیف انسٹرکٹر میجر منظور الحسن نے جولائی ۱۹۶۰ء کے پہلے ہفتے میں چارج لیا۔منظور صاحب سابق چیف انسٹرکٹر ابراہیم صاحب کی طرح سینئیر کلاسز کو انگریزی بھی پڑھاتے رہے۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۶ نومبر ۱۹۶۰ء کی سہ پہر میجر جنرل عبدالمجید خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔شام کو سالانہ کنسرٹ بھی پیش کیا گیا۔

گجرات ڈسٹرکٹ سالانہ میٹ اور فرسٹ اتھلیٹک میٹ لاہور

کالج نے گجرات میٹ مسلسل تیسری مرتبہ جیتی۔اور لاہور میٹ میں تیرہ میڈل حاصل کئے۔

کھیل کے نئے میدان

ٹیپو سلطان ہاؤس کے سامنے پانچ نئے کھیل کے میدان تیار ہوئے۔جی ٹی روڈ کے پار میدانوں کا استعمال متروک ہو گیا۔

امتحانی نتائج

۱۹۶۰ء میں میٹرک کا نتیجہ سو فیصد رہا۔اور کالج کو نتائج کے اعتبار سے بورڈ کے بہترین سکولوں میں سے ایک ہونے پر خصوصی انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔

انٹرمیڈیٹ کا رزلٹ سو فیصد رہا۔انٹر سائنس گروپ میں کالج بورڈ میں فرسٹ رہا۔کمانڈر انچیف نے توصیفی سند عطا کی۔

مرگ ناگہاں

۱۲ فروری ۱۹۶۱ء کی صبح کو کیڈٹ اظہر لطیف لاہور میں ایک سڑک کے حادثے کی نذر ہو گیا۔کالج کا پرچم نصف بلندی پر لہرایا گیا۔اور کالج میں ایک دن کا سوگ منایا گیا۔

تقریری امتیازات

کالج نے پی اے ایف کالج رسالپور اور ایجوکیشن بورڈ لاہور کے تقریری مقابلوں میں اعزازات حاصل کئے۔(تفصیلات متعلقہ باب میں مرقوم ہیں)۔

سکاؤٹنگ اور یوتھ ہاسٹلنگ

متعلقہ کورسوں میں بھی حسب سابق کالج کی کارکردگی امتیازی رہی۔(تفصیلات متعلقہ باب میں) دسمبر ۱۹۶۰ء میں کالج سکاؤٹس نے تیسری نیشنل جمبوری والٹن میں حصہ لیا۔

آل پاکستان انٹر کالج شوٹنگ مقابلہ

اس میں بھی کالج نے حصہ لیا اور بہت اچھا رزلٹ رہا۔

اردو

۶۱-۱۹۶۰ء کے سیشن سے ایف ایس سی میں اردو کی لازمی تدریس شروع ہوئی۔

امتحانی نتائج ۶۲-۱۹۶۱ء

۱۹۶۱ء کا میٹرک کا رزلٹ سو فیصد آیا۔انٹر آرٹس کا نتیجہ سو فیصد اور سائنس کا ۸۷ فیصد رہا

بورڈ کا ڈرامیٹک کمپٹیشن

لاہور بورڈ کے انٹر کالجز ڈرامیٹک مقابلہ میں کالج تیسری بار فرسٹ آیا اور انٹر سکولز مقابلہ میں کالج کا ڈرامہ تین سال میں دوسری بار فرسٹ آیا۔انفرادی اعزازات علیحدہ تھے۔

لاہور اتھلیٹکس میٹ، پیرا کیڈٹ شوٹنگ مقابلہ

بورڈ کے زونل سپورٹس ٹورنامنٹ میں کالج نے حصہ لیا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوا۔ کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ مہمانِ خصوصی تھے۔ حسب دستور رات کو سالانہ کنسرٹ پیش کیا گیا۔

سائنس اور آرٹ کی نمائش

۱۹۶۱ء کے جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر پہلی بار سائنس اور آرٹ کی نمائش کا اہتمام کیا گیا جس کا افتتاح کمانڈر انچیف نے کیا۔

پچاس وظائف کا اعلان

کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے کالج کے لئے پچاس وظائف کا اعلان کیا۔

سالانہ رپورٹ

کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سردار خان نے مہمانِ خصوصی کی توجہ مندرجہ ذیل امور کی طرف دلائی۔

۱۔ دو پرانے ہاؤسوں محمود غزنوی اور بابر ہاؤس میں بجلی کے پنکھے اور سینٹری فٹنگز نہیں۔

۲۔ انسٹرکٹرز کی تعیناتی کم از کم پانچ سال کے لئے ہو۔

۳۔ آفیسرز میس، آفیسرز کے رہائشی مکانوں، سٹورز جیسی ضروری عمارتوں کی کمی۔

۴۔ کلاس فور ملازموں کی تعداد میں اضافے کی اشد ضرورت۔

انٹر سروسز پبلک سکولز سپورٹس ٹورنامنٹ

دسمبر ۱۹۶۱ء میں حسن ابدال میں منعقد ہوا۔ پہلے آئی ایس پی ایس ایس ٹی میں کالج نے پریذیڈنٹس شیلڈ حسن ابدال کے ساتھ مشترک طور پر جیتی۔

ویسٹ پاکستان جونیئر اورا تھلیٹکس، ۳۵ واں یوتھ لیڈرز کورس

موسم سرما کی کاغان ویلی مہم، بوائز چیلنج شوٹنگ کمپٹیشن یہ تینوں مقابلے کالج نے جیتے اور سکاؤٹنگ کے سالانہ کیمپ میں ایم سی ٹروپ حسب سابق ممتاز رہا۔ اور کالج کے تین سکاؤٹس اعجاز رفیع، اسلم کیانی اور شہاب ناصر یونان کی عالمی جمبوری کے لئے منتخب ہوئے۔

بورڈ ڈرامیٹک کمپٹیشن ۱۹۶۲ء

انگلش پلے پھر فرسٹ آیا۔ ۱۹۵۹ء سے جب یہ مقابلہ شروع ہوا تھا تو کالج نے یہ اعزاز مسلسل چوتھی بار حاصل کیا۔

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

۶۳۔۱۹۶۲ء میں کالج کے اولڈ بوائز کی ایسوسی ایشن کی منصوبہ بندی کی گئی۔ کالج نمبر دو بریگیڈیئر سلطان محمد اس کے پہلے صدر اور مسٹر حیدری اس کے پہلے سیکریٹری تجویز ہوئے۔ (تفصیلات ۶۴۔۱۹۶۳ء کے تربیت میں شائع ہوئیں)

انٹر پبلک سکول ڈیبیٹ ایبٹ آباد

اس میں بھی کالج فرسٹ آیا۔

ڈیری فارم، رائڈنگ کلب اور راجڑ گاؤں کی زمین

کمانڈانٹ نے اپنی ۱۹۶۲ء کی رپورٹ میں دوسری عمارات کے علاوہ ڈیری فارم اور رائڈنگ کلب بھی طلب کیا اور کالج کی متوقع توسیع کے پیش نظر راجڑ گاؤں کی زمین کو جلد سے جلد حاصل کرنے کی درخواست کی۔

ریڈیو پاکستان کا نشریہ

اپریل ۱۹۶۲ء میں کمانڈانٹ نے ریڈیو پاکستان راولپنڈی کے فوجی پروگرام میں کالج کے بارے میں ایک تعارفی اور توسیعی تقریر نشر کی۔ جون ۱۹۶۲ء میں اس پروگرام میں مسٹر سعید راشد کا لکھا ہوا فیچر نشر ہوا۔ جس میں کالج کے ماضی اور حال کی جھلکیاں پیش کی گئیں۔ اساتذہ نے اور طلباء نے اس فیچر کی صدا بندی میں حصہ لیا۔

برٹش کونسل کورس

کیپٹن محمد اعجاز اکبر نے برٹش کونسل کے زیر اہتمام انگلینڈ میں تعلیمی کورس کیا۔

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات

نومبر ۱۹۶۲ء میں منعقد ہوا۔ میجر جنرل وصال محمد خان مہمانِ خصوصی تھے۔ رات کو حسب روایت سالانہ کنسرٹ پیش کیا گیا۔

آئی ایس پی ایس ایس ٹی

دسمبر ۱۹۶۲ء میں کالج نے یہ ٹورنامنٹ دوسری بار جیتا۔

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات اور موسیٰ ہال کا افتتاح

۶۴-۱۹۶۳ء کو سیشن کا سالانہ جلسہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۳ء کو دو حصوں میں منعقد ہوا۔ سپورٹس گراؤنڈ میں پی ٹی جمناسٹک شو ہوا۔ اسکے بعد مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے موسیٰ ہال بلاک کا افتتاح کیا۔ کمانڈانٹ نے سالانہ رپورٹ پیش کی اور مہمانِ خصوصی نے اس سال کے انعامات تقسیم کئے۔

کمانڈر انچیف کی ٹرافی

۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۶ء تک ہر سال آل راؤنڈ بیسٹ ہاؤس کو کالج بینر ٹرافی کے طور پر دیا جاتا تھا۔ اس تقریب کے موقع پر آفیسرز میس میں ڈنر کے بعد کمانڈر انچیف نے اس اعزاز کے لئے کمانڈر انچیفس ٹرافی کے عطیے کا اعلان کیا۔ موسیٰ ہال ہی میں سالانہ کنسرٹ پیش کیا گیا۔

تعزیت

۹ مارچ ۱۹۶۴ء کو ایک سابق کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ٹی ایچ ایل سٹبنگ کا انتقال ہوا۔ انکا تعزیت نامہ ۶۴-۱۹۶۳ء کے تربیت میں چھپا۔

امتحانی نتائج

۱۹۶۳ء کا میٹرک کا رزلٹ حسب روایت سو فیصد رہا۔ مسعود الحسن نوری نے بورڈ میں دوسری اور انگلش میڈیم اداروں میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ میٹرک رزلٹ کی بناء پر کالج نے بورڈ کے پانچ بہترین میں سے ایک ادارہ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۵۵ سے ۴۹ طلباء کامیاب ہوئے۔

آئی ایس پی۔ ایس ایس ٹورنامنٹ

دسمبر ۱۹۶۳ء میں کالج نے یہ ٹورنامنٹ مسلسل تیسری بار جیتا۔ اور خود پریذیڈنٹ فیلڈ مارشل ایوب خان نے پریذیڈنٹس شیلڈ کالج کے ہیڈ بوائے سلیم اختر کیانی کو عطا کی۔

جہلم اتھلیٹک میٹ، پاکستان جونیئر اتھلیٹک میٹ، ایجوکیشن بورڈ زونل ٹورنامنٹ، یوتھ لیڈرز کورس مری، پیرا شوٹنگ مقابلہ اور سکاؤٹنگ

ان سرگرمیوں میں بھی کالج نے اپنا روایتی امتیاز برقرار رکھا۔ چترال اور کافرستان کے علاقے میں ہائیکنگ اور کوہ پیمائی بھی کی گئی۔ ۱۹۶۳ء میں یونان کی ورلڈ جمبوری میں پاکستان کے دستے کے لئے راولپنڈی ڈویژن سے تین سکاؤٹس ملٹری کالج کے منتخب ہوئے۔

بورڈ ڈرامیٹک کمپیٹیشن ۱۹۶۳ء

کالج کے انگریزی ڈرامہ کو اس مقابلے میں بہترین پرفارمنس کی ٹرافی ملی۔

کمیشن

سال رواں میں ۱۳۰ ایم سی کیڈٹس کمیشن کے لئے منتخب ہوئے۔ وکیل خان، محمد شیراز، احمد شاہد پرویز، حفیظ احمد ایاز، مرزا عزیز الحق، غلام سرور، ذوالفقار علی شاہ، محمد زمان، سلطان مسعود، نصیر عابد، محمد خالق، یعقوب مسعود، عبدالمجید، حکیم خان، منیر اختر، محمد مشتاق، محبوب سلطان، شفیق الرحمٰن، سردار حسن احمد، محمد شریف، خالد محمود، محمد اسحاق، محمد یاسین، نور محمد، خادم حسین، محمد سلیم، نذیر احمد، ظفر احمد، رشید ملک اور پرویز افضل۔

۱۹۶۴ـ۶۵ء

مئی ۱۹۶۴ء کے اوائل میں چیف انسٹرکٹر میجر منظور الحسن ریٹائر ہوئے۔ انکی جگہ مئی کے اواخر میں میجر پرویز سکندر نے لی۔ لیکن جلد ہی انہوں نے کالج کو خیر آباد کہا۔ انکی جگہ نئے اسسٹنٹ کمانڈانٹ چیف انسٹرکٹر میجر نذیر احمد نے چارج لیا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

نومبر ۱۹۶۴ء میں منعقد ہوا۔ رات کو سالانہ کنسرٹ بھی پیش کیا گیا۔

آئی ایس پی ایس ایس ٹورنامنٹ

دسمبر ۱۹۶۴ء میں منعقد ہوا۔ اس سال اس ٹورنامنٹ میں کالج رنراپ رہا۔

تربیت ۱۹۶۴ـ۶۵ء

بوجوہ شائع نہیں ہوا۔

سویلین ہاؤس ماسٹرز کی تبدیلی

۱۹۶۵ـ۶۶ء کے سیشن سے دوبارہ ہاؤس ماسٹرز آرمی آفیسرز مقرر کئے گئے۔ ٹیپو سلطان ہاؤس میں پہلے سے کیپٹن اعجاز اکبر ہاؤس ماسٹر تھے۔ باقی تین تبدیل کئے گئے۔

۱۹۶۵ـ۶۶ء

جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں ۶ عالمگیرین شہید ہوئے۔ ایک سابق کوارٹر ماسٹر کیپٹن انوار الحق اور ایک سابق ایڈجوٹینٹ کیپٹن منیر خان بھی شہادت سے سرخرو ہوئے۔ ۱۸ نے ستارۂ جرأت، ۶ نے امتیازی سند اور تین نے سول ایوارڈ حاصل کئے۔ ۱۹۶۵ـ۶۶ء کے تربیت میں شہداء اور اعزاز یافتگان کے فوٹو شائع ہوئے۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۹۶۵ـ۶۶ء کے سیشن کا جلسہ تقسیم انعامات جنگ ستمبر کے پس منظر میں بہت سادہ طریقے سے منعقد ہوا۔ موسیٰ ہال میں ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن کرنل محمد خان نے انعامات تقسیم کئے۔ رات کو روایتی ڈرامیٹک شو نہیں پیش کیا گیا۔

کمیشن کے لئے سلیکشن

نومبر ۱۹۶۲ء سے نومبر ۱۹۶۵ء تک کے عرصے میں ۱۵۹ ایم سی کیڈٹس افواج پاکستان کے لئے منتخب ہو گئے (پی ایم اے ۵۰، پی اے ایف ۵، سویلین سکالرشپ سکیم ۴)

پی ایم اے کے اعزازات

ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاسنگ آؤٹ پریڈ پر ۳۲ پی ایم اے لانگ کورس میں عالمگیرین ادیب انور نے اعزازی تلوار اور عالمگیرین نعیم اکبر نے نارمن میڈل حاصل کیا۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں پرویز افضل نے نارمن میڈل لیا۔ ۳۴ پی ایم اے کورس میں مشتاق نیازی اور ۳۶ لانگ کورس میں جاوید صدیقی اعزازی تلوار سے سرخرو ہوئے۔

امتحانی نتائج

۱۹۶۵ء کے میٹرک کے امتحان میں ۵۲ میں سے ۵۱ طلباء پاس ہوئے اور انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں چند کمپارٹمنٹ کیسز کو شامل کر کے نتیجہ ۸۰ فیصد رہا۔

سپورٹس کے امتیازات

کالج ویسٹ پاکستان نیشنل جونیئر اتھلیٹک میٹ پیرل (Paral) کے پبلک سکولز شوٹنگ مقابلہ اور بورڈ کے زونل سپورٹس مقابلوں میں امتیازات حاصل کئے (جن کی تفصیلات سپورٹس کے باب میں بیان کی گئی ہیں)

بورڈ ڈرامیٹک کمپٹیشن

۱۹۶۴ء کے لاہور ایجوکیشن بورڈ کے اردو انگریزی ڈراموں کے مقابلوں میں ملٹری کالج کے دو نوخیز فنکاروں نے انعامات حاصل کئے۔

چیف انسٹرکٹر

میجر نذیر احمد کے تبادلے پر نئے اسسٹنٹ کمانڈانٹ چیف انسٹرکٹر میجر بشیر احمد ملک مقرر ہوئے اور وہ برطانیہ ایک تعلیمی کورس پر روانہ ہوئے۔

کیپٹن آئی آر صدیقی کا برطانیہ کا دورہ

برٹش کونسل کے زیر اہتمام کیپٹن آئی آر صدیقی نے برطانیہ میں ایک تعلیمی کورس کیا۔

سپیشل انٹری

۱۹۶۳ء سے فرسٹ ایئر میں سپورٹس انٹری کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا۔ اس سال بھی جاری رہا۔ ۱۹۶۵ء میں ۲۰ لڑکے فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے۔

تربیت کا اداریہ

۶۶۔۱۹۶۵ء کے تربیت میں جنگ ستمبر کے حوالے سے پروفیسر عین الدین علوی کے قلم سے ایک ولولہ انگیز اداریہ شائع ہوا۔ اقتباس یہ ہے۔

''۶ ستمبر کی صبح ہم تیرے احسان مند ہیں کہ تو نے ہم پر یہ خوشگوار انکشاف کیا کہ ہم بھی زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے کہ ابھی اس خاک میں ایسی چنگاریاں موجود ہیں، جو شعلہ جوالہ بن سکتی ہیں۔ اور بنیں گی کہ ابھی برسے ہوئے بادل میں بجلیوں اور سیلابوں کا خزانہ پوشیدہ ہے۔''

''ستمبر کے شہیدو! تم نے قوم کو جانفروشی اور جاں نثاری کی لذت سے آشنا کر دیا۔ مردہ دلوں میں کٹ مرنے کی تمنا بیدار کر دی۔ تمہاری شہادت نے ایک نئی قوم کو جنم دیا۔ جس لالہ صحرا کی سرخیاں خزاں نے چھین لیں تھیں تم نے اسے اپنے لہو کی قبا سے گل رنگ کر دیا، تمہیں پوری قوم سلام پیش کرتی ہے۔''

انٹر سروسز سکولز ٹورنامنٹ

دسمبر ۱۹۶۵ء میں جہلم میں منعقد ہوا۔ اور کالج نے پریذیڈنٹس شیلڈ چوتھی مرتبہ جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔

ڈیبیٹنگ یونین

کالج کے مقرروں نے پنڈی، جہلم اور گوجرانوالہ کے تین کل پاکستان مقابلوں میں شرکت کی اور ہر جگہ ممتاز رہے۔

مسٹر ریحان احمد بلگرامی

اواخر ۱۹۶۵ء میں جناب بلگرامی نے پندرہ سال تک کالج کے در و بام روشن رکھنے کے بعد ملازمت کو خیر باد کہا۔

۶۷۔۱۹۶۶ء ٹیپو ڈے اور اورنگ زیب ڈے

کالج میں ایک پرانی روایت کو زندہ کیا گیا اور اپریل میں ٹیپو سلطان ہاؤس نے اور ۱۴ مئی ۱۹۶۶ء کو اورنگ زیب ہاؤس نے اپنے اپنے ہاؤس ڈے منائے جو

رات کے ورائٹی پروگرام پر ختم ہوئے۔

جلسہ تقسیم انعامات

۶۷-۱۹۶۶ء کے سیشن کا جلسہ تقسیم انعامات ۴ مارچ ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوا۔ میجر جنرل ٹکا خان کوارٹر ماسٹر جنرل مہمانِ خصوصی تھے۔ پی ٹی وغیرہ کا شو سپورٹس گراؤنڈ میں اور کمانڈانٹ کی رپورٹ اور اصل تقسیم انعامات کی رسم موسیٰ ہال میں ادا ہوئی۔ رات کو ڈرامے سٹیج کیے گئے۔

توسیعی لیکچر

بریگیڈیئر گلزار احمد نے جنگ ستمبر میں جذبہ جہاد کے موضوع پر ایک ولولہ انگیز لیکچر دیا۔

لیبارٹری کی سہولتیں اور نیا ہاؤس

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں سائنس لیبارٹری کی سہولتوں میں اضافہ کی درخواست کی اور ایک نئے ہاؤس کی ضرورت کا اظہار کیا۔

داخلہ کی تقسیم

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں کہا۔ کالج کا ۹۰ فیصد داخلہ افواج پاکستان سے باقی ۱۰ فیصد سول کے کھلے مقابلے سے ہوتا ہے۔

امتحانی نتائج

۱۹۶۶ء میں میٹرک کا رزلٹ سو فیصد رہا۔ انٹر میں ۵۶ میں سے ۵۱ طلباء پاس ہوئے۔

آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں

سکاؤٹنگ کیمپ، یوتھ لیڈرز کلب، کلائمبرز کلب کی انٹر کالجیٹ سوات مہم میں کالج حسب سابق سرخرو ہوا۔ ہائیکنگ کی سرگرمیاں تمام سال جاری رہیں۔

انٹر سروسز پبلک سپورٹس ٹورنامنٹ اور دوسرے مقابلے

دسمبر ۱۹۶۶ء کے ٹورنامنٹ میں اور نیشنل جونیئر اتھیلیٹکس میٹ لاہور میں کالج دوسرے نمبر پر آیا۔ لیکن لاہور ایجوکیشن بورڈ کے زونل مقابلوں میں سرخرو ہوا۔

ڈبیٹنگ یونین

اس سال کالج کے مقرروں نے بہاولنگر اور سیالکوٹ کے کل پاکستان انٹر کالجیٹ تقریری مقابلوں میں امتیازی مقام حاصل کیا۔

کرنل سردار خان کی ریٹائرمنٹ (۶۸-۱۹۶۷ء)

لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان ۲۷ اپریل ۱۹۵۹ء سے آٹھ سال تک کمانڈانٹ رہنے کے بعد یکم مئی ۱۹۶۷ء کو بالآخر ریٹائر ہو گئے۔ انکے دور سربراہی کے بارے میں مسٹر فضل حق حیدری ۱۹۶۸ء کے تربیت میں لکھتے ہیں۔

"Colonel Sardar had completely identified himself with the College. It is not too much to claim that he was one of the outstanding architects of the post partition years at the Military College and the principal ground on which such a claim can be sustained is the impressive improvement in its complexion. Oblivious of his old age and failing health, he worked ceaselessly to bring the College into limelight and was lucky enough to see his cherished aspiration fulfilled during his tenure."

اردو تربیت کے اداریے میں علوی صاحب نے لکھا:-

''کرنل سردار خان کی کمانڈ کی امتیازی خصوصیت میں سے ایک یہ تھی کہ تقسیم کے بعد اتنی طویل المدت کمانڈ (۸ سال) کسی کمانڈانٹ کے حصے میں نہیں آئی۔ سالانہ ٹرافیوں کے حصول، بورڈ کے نتائج اور کمیشن لینے والے طلباء کی تعداد کے اعتبار سے بھی انکا زمانہ بڑا مبارک ثابت ہوا۔ نئے تعلیمی بلاک اور کالج ہال کی منظوری اگرچہ انکے آنے سے پہلے ہو چکی تھی لیکن اس کی تعمیر انہی کے زمانے میں ہوئی اور اسکی تعمیر میں انکی ذاتی توجہ اور انہماک قدم قدم پر شامل رہا۔ کالج کے سبزہ زاروں، کھیل

کے میدانوں آفیسرز میس اور کالج کینٹین کو انہوں نے نیا روپ دیا۔''

اس تبصرہ میں یہ اضافہ کیا جا سکتا ہے کہ انکے زمانے میں کالج میں نمبروں کا استعمال متروک ہوا۔ اکیڈیمک گاؤن کا استعمال ہوا، گو وہ جاری نہ رہ سکا۔ بہر حال شروع ضرور ہوا۔ ایک اور قابل قدر اقدام صبح کی اسمبلی کا اخلاقی لیکچر تھا جو قرآن و حدیث کی روشنی یا اسلامی تاریخ کے حوالے سے ایک عرصے تک لیفٹیننٹ عبدالغفور صاحب دیتے رہے۔ انہوں نے کالج کی جو ونڈو ڈریسنگ (Window Dressing) کی وہ کالج کے ظاہری امیج کو تابناک بنانے کے کام آئی۔ اپنی زندگی کے اس دور میں کالج کو جس پروجیکشن کی ضرورت تھی وہ انہوں نے کیا۔ انٹر سروسز پبلک سکول سپورٹس ٹورنامنٹ شروع کئے۔ پانچ سالوں میں چار بار جیتنے کا کریڈٹ بھی انہی کو جاتا ہے۔ کلچرل سرگرمیوں اور آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیوں میں جو اضافے ہوئے انکے لئے بھی انہی کو یاد رکھا جائے گا۔ کیپٹن اعجاز اکبر، کیپٹن آئی آر صدیقی کو انگلستان برٹش کونسل کے ذریعے تعلیمی کورسز بھی انہی کا کارنامہ تھا۔ جس سے بہر حال کالج مستفید ہوا۔ انکی اپنی ترجیحات تھیں۔ کالج کو آگے بڑھانے کا اپنا تصور تھا۔ اسکے مطابق خاصا کام ہوا۔

لیفٹیننٹ کرنل مرتضٰی حسین

انگریزی کے پرانے استاد جو دو بار پہلے بھی کالج میں ہاؤس ماسٹر رہ چکے تھے، لیفٹیننٹ کرنل مرتضٰی حسین نے ۶ مئی ۱۹۶۷ء کو چارج لیا۔

ٹیپو ڈے

مئی ۱۹۶۷ء میں ٹیپو سلطان ہاؤس نے ٹیپو ڈے منایا۔ اور رات کو ڈرامیٹک شو پیش کیا۔

نتائج

۱۹۶۷ء کا میٹرک رزلٹ سو فیصد رہا۔ ۵۷ طلباء نے امتحان دیا۔ سب پاس ہوئے۔ ۲۸۱۹ امتیاز حسین نے کالج میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان کا نتیجہ ۷۰ فیصد رہا۔ فضل الٰہی نے کالج میں پہلی پوزیشن لی۔

شیر شاہ ہاؤس

۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کی صبح پرانے رابرٹس کی عمارت میں صرف آٹھویں درجہ کے طلباء کے لئے ایک پریپ ہاؤس کے طور پر شیر شاہ ہاؤس کے نام سے ایک نئے ہاؤس نے جنم لیا۔ مسٹر حیدری اور مسٹر سعید راشد فاؤنڈر ہاؤس ماسٹر تھے۔ شیر شاہ ہاؤس کا ترانہ لندن برج کی دھن پر حیدری صاحب نے لکھا۔

انٹر سروسز پبلک سکولز سپورٹس ٹورنامنٹ

دسمبر ۱۹۶۷ء میں حسن ابدال میں منعقدہ اس ٹورنامنٹ میں کالج دوم آیا۔

مسٹر مظہر۔ خدا حافظ

۳ فروری ۱۹۶۸ء کو مسٹر مظہر علی خان نے جو اگست ۱۹۴۸ء سے کالج میں فزیالوجی پڑھا رہے تھے، کالج کو ریٹائرمنٹ پر خدا حافظ کہا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۶۸۔۱۹۶۷ء کے سیشن کا جلسہ تقسیم انعامات ۱۰ فروری ۱۹۶۸ء کی سہ پہر کو منعقد ہوا۔ میجر جنرل نوازش علی مہمانِ خصوصی تھے۔ انہوں نے پہلے شیر شاہ ہاؤس کا معائنہ کیا۔ پھر موسیٰ ہال میں آرٹ کی نمائش دیکھی۔ اس کے بعد دو بجے سپورٹس گراؤنڈ میں تقسیم انعامات کی تقریب شروع ہوئی۔ لیفٹیننٹ کرنل سردار خان سابق کمانڈانٹ اور مظہر علی خان سابق استاد کو کالج کی طرف سے یادگاری کریسٹ پیش کیا گیا۔ اس شب روایتی ڈرامیٹک شو سٹیج نہیں کیا گیا۔

ایک نئی روایت

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی کامیابی کا جشن منانے کے لئے ۱۲ فروری کی شام ایک مشترکہ بڑے ڈنر کا اہتمام کیا گیا جس میں آفیسرز سے لیکر کلاس فور ملازمین

تک سارا کالج شریک ہوا۔ مقصد سماجی طور پر شیر وشکر ہونا تھا۔

۶۹۔۱۹۶۸ء ہاؤسوں کی تشکیل نو

جونیئرز کے شیر شاہ ہاؤس بننے کے منطقی نتیجے میں اپریل ۱۹۶۸ء میں باقی چار ہاؤسوں کے سینئر اور جونیئر ہونے کے فرق کو ختم کر کے نویں سے بارہویں تک کے طلباء کو ملا کر چار ہاؤسوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہی صورت حال ۱۹۴۵ء میں بھی تھی۔ چار سینئر ہاؤس کر دینے سے ہر شعبے میں مقابلوں کا معیار بہتر ہوگیا۔

سینما سکوپ پکچرز

کالج کی فلم سوسائٹی نے سینما سکوپ فلمیں دکھانے کا اہتمام کیا۔ "None But The Brave" پہلی ایسی فلم تھی۔

اورنگ زیب ڈے

۱۴ مئی ۱۹۶۸ء کو اورنگزیب ہاؤس نے اپنا ہاؤس ڈے روایتی اہتمام سے منایا۔

سکاؤٹنگ، کوہ پیمائی ہائیکنگ

جون، جولائی اگست میں یہ تینوں سرگرمیاں گھوڑا گلی، مری، کاغان میں اپنے عروج پر رہیں۔

امتحانی نتائج

میٹرک میں ۵۰ میں سے ۴۸ طلباء فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ صرف ۲ سیکنڈ ڈویژن میں آئے۔ انٹر کے امتحان میں ۶۲ میں سے صرف ایک ناکام ہوا۔ ۶ کمپارٹمنٹ میں آئے۔

مسٹر عبدالحمید قریشی۔ خدا حافظ

مسٹر عبدالحمید قریشی نے ۱۹۶۹ء کو اپنی مدت ملازمت پوری ہونے کے بعد کالج کو خدا حافظ کہا۔ انہوں نے کم وبیش بائیس سال دل وجان سے کالج کی خدمت کی۔

یوم دفاع، یوم قائداعظم، یوم اقبال اور عید میلاد النبی ﷺ

روایتی انداز میں منائے گئے۔

ایک پرانی روایت کی تجدید

ڈسپلن اور صفائی کے ماہانہ انٹر ہاؤس مقابلے میں فلیگ آف آنر دینے کی پرانی روایت کی تجدید کی گئی۔ ستمبر میں پہلا فلیگ بابر ہاؤس کو ملا۔

عالمگیرین ری یونین

۶ اور ۷ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو عالمگیرین کی ری یونین کی تقریبات کے ساتھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی جنرل باڈی کی میٹنگ بھی ہوئی۔ اور ایسوسی ایشن کا آئین منظور کیا گیا۔

دوستانہ سپورٹس مقابلے

کیڈٹ کالج حسن ابدال اور لارنس کالج گھوڑا گلی سے اکتوبر اور نومبر میں دوستانہ سپورٹس کالج مقابلے ہوئے۔ ایک بار وہ یہاں آئے اور ایک بار یہ کالج وہاں گیا۔

توسیعی لیکچر

۸ نومبر ۱۹۶۸ء کو ایک ممتاز اولڈ بوائے میجر سلطان احمد ستارۂ جرأت نے میدان جنگ میں لیڈر شپ کے موضوع پر ہال میں ایک لیکچر دیا۔ ۱۹۶۵ء میں اپنے ستارۂ جرأت کے ایکشن کی تفصیلات بتائیں۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۶ نومبر ۱۹۶۸ء کی سہ پہر کو کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی میجر جنرل جمیل الدین احمد فاروقی تھے۔ انہوں نے پہلے شیر شاہ ہاؤس دیکھا۔ پھر فزکس تھیٹر میں سائنس اور آرٹ کی نمائش ملاحظہ کی۔ تقسیم انعامات کی تقریب کے آخر میں ایک سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد رفیق اور ایک سابق استاد مسٹر عبدالحمید کو کالج کے یادگاری کیسٹ پیش کئے گئے۔ (چونکہ سالانہ کنسرٹ ری یونین پر پیش کیا جاچکا تھا اس لئے اس موقع پر رات کو روایتی ڈرامیٹک شو پیش نہیں کیا گیا)

انٹر سروسز پبلک سکولز سپورٹس ٹورنامنٹ۔ ۱۹۶۸ء

ملٹری کالج نے سپورٹس ٹورنامنٹ کی میزبانی کی۔ کالج کو دوسری پوزیشن ملی۔

توسیعی لیکچرز

اکتوبر ۱۹۵۸ء میں سپٹنک (Sputnik) ون کی خلائی پرواز کے پس منظر میں خلائی پروازوں پر لیفٹیننٹ عبدالمجیب نے ایک توسیعی لیکچر دیا تھا۔ ۱۷ جنوری ۱۹۶۹ء کو کیپٹن محمد حفیظ نے اپالو '۸' پر معلوماتی لیکچر دیا۔

شیر شاہ ہاؤس ڈے

۱۸ فروری ۱۹۶۹ء کو شیر شاہ ہاؤس نے اپنا ڈے منایا۔ شام کو آرٹ کی نمائش اور ڈرامیٹک شو ہوا۔

غالب کا سوواں یوم وفات

۲۰ فروری ۱۹۶۹ء کی شب کالج یونین نے مسٹر علوی کی نگرانی میں غالب کے سوویں یوم وفات پر ایک خصوصی تقریب کا اہتمام کیا۔

شیر شاہ ہاؤس کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کی سہ پہر شیر شاہ ہاؤس کے سالانہ انعامات ایک تقریب میں کمانڈانٹ نے تقسیم کئے۔

تقریری مقابلوں کی ایک نئی شرط

انٹر ہاؤس مقابلوں میں اس بار یہ نئی شرط عائد کی گئی کہ ایک لڑکا صرف ایک مقابلہ میں حصہ لے گا۔ اس طرح ۶۴ لڑکوں کو آزمائشی مقابلوں میں اور مزید ۶۴ کو انٹر ہاؤس مقابلوں میں حصہ لینے کا موقع ملا۔

نئی ہابیز

ہینڈی کرافٹس کلب میں چوبی کاریگری وڈ ورک اور چمڑے کی نقاشی (لیدر ورک) کا اضافہ کیا گیا اور ''گل کاری'' (کلے ماڈلنگ) کی ہابی کو زندہ کیا گیا۔

ہاؤسوں کے تمثیلی پروگرام، جشن تمثیل

مئی ۱۹۵۸ء کی یاد تازہ کرتے ہوئے ہاؤسوں نے اپنے اپنے ڈرامے موسیٰ ہال میں پیش کئے۔ پہلے ہفتے میں ٹیپو سلطان ہاؤس، دوسرے میں اورنگ زیب ہاؤس، تیسرے میں شیر شاہ ہاؤس اور چوتھے ہفتے میں بابر اور محمود غزنوی ہاؤس نے مشترکہ طور پر اپنا ڈرامیٹک شو پیش کیا۔

سیکنڈ ایئر کو الوداعی ڈنر

بابر ہاؤس اور محمود غزنوی ہاؤس نے مشترکہ طور پر اپنے سینئرز کو الوداعی ڈنر دیا اور آخر میں ایک ورائٹی پروگرام سے بھی انکی تواضع کی۔

امتحانی نتائج

مارچ ۱۹۶۹ء کے میٹرک کے امتحان میں ۵۶ میں سے ۴۹ فرسٹ ڈویژن میں آئے۔ باقی سات سیکنڈ میں۔ اپریل ۱۹۶۹ء کے انٹر کے امتحان کے ۵۶ شرکاء میں سے ۴۸ مکمل طور پر کامیاب ہوئے۔ باقی کمپارٹمنٹ میں آئے۔

کمیشن کے لئے سلیکشن

۱۹۶۹ء میں ۱۳۷ ایم سی کیڈٹس پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔

کمانڈانٹ کی ریٹائرمنٹ

جولائی ۱۹۶۹ء میں کمانڈانٹ، لیفٹیننٹ کرنل مرتضیٰ حسین نے اپنی ملازمت کی تکمیل پر کالج کو خدا حافظ کہا۔ انکی کمان کا عرصہ بہت مختصر رہا۔ صرف دو سال اور چند ماہ۔ لیکن اس عرصہ میں چند اقدامات بڑی دور رس اہمیت اور لامحدود قیمت کے ہوئے۔ مثلاً ۱۹۶۷ء میں نئے داخل ہونے والے آٹھویں درجہ کے نئے طلباء کے لئے ایک بہت وسیع البنیاد تربیتی پروگرام کے ساتھ ایک علیحدہ ہاؤس کا قیام عمل میں آیا۔ کالج کے داخلہ (Intake) کی مخصوص نوعیت کے مدنظر بڑا ضروری تھا کہ پبلک سکول سسٹم کے روایتی پریپ سکول کے متبادل کے طور پر ایک پریپ ہاؤس قائم کیا جائے۔ چنانچہ آئندہ سالوں میں شیر شاہ ہاؤس نے کالج کے نئے تشخص کو ابھارنے میں ایک تاریخی کردار ادا کیا۔

کرنل مرتضیٰ نے دو ایک اور اچھی روایتوں کو بھی زندہ کیا۔ جیسے ماہانہ فلیگ آف آنر ہاؤسوں کا سالانہ جشن تمثیل اور تمام کالج کا سالانہ مشترکہ ڈنر۔ پھر یہ کہ سروس پبلک سکول سپورٹس ٹورنامنٹ میں ہر قیمت پر یہ مقابلہ جیتنے کا جنون ہونا شروع ہوگیا۔ اسکے تدارک کے لئے حسن ابدال اور لارنس کالج کے ساتھ دوستانہ سپورٹس سیریز باہمی آمدورفت کی بنیاد پر شروع کی گئیں۔

لیفٹیننٹ کرنل پرویز سکندر

جولائی کے اواخر میں ۱۹۶۹ء میں لیفٹیننٹ کرنل پرویز سکندر رائے ای سی کالج کے نئے کمانڈانٹ ہوکر آئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد صحیح معنوں میں کام شروع کرتے انکا تبادلہ بھی ہوگیا۔ اگست ۱۹۶۹ء سے نومبر ۱۹۶۹ء تک چیف انسٹرکٹر میجر بی اے ملک اور انکے بعد نئے چیف انسٹرکٹر میجر ظہور الحق عارضی طور پر کمانڈانٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تاآنکہ دسمبر ۱۹۶۹ء کے آخری ہفتے میں نئے کمانڈانٹ کرنل صلاح الدین قریشی نے کالج کی کمان کا چارج لیا۔

مسٹر حیدری کی ریٹائرمنٹ

۳۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کو مسٹر افضل حق ریٹائر ہوئے۔ وہ پہلے اگست ۱۹۴۶ء میں سٹاف میں شامل ہوئے۔ دسمبر ۱۹۴۲ء میں سویلینز پوسٹیں ختم ہونے پر انہیں کالج کو خیر باد کہنا پڑا تھا۔ اگست ۱۹۴۸ء میں انہیں کالج میں دوبارہ بلایا گیا۔ اس وقت سے دسمبر ۱۹۶۹ء تک وہ کالج میں ڈرامہ، موسیقی تمام آرٹسٹک اور کلچرل سرگرمیوں کے روح رواں رہے۔ انگریزی کے تو بین الاقوامی معیار کے استاد تھے۔ ۱۹۶۳ء میں اولڈ بوائز کی باقاعدہ ایسوسی ایشن قائم کرنے کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔ اس کے پہلے سیکرٹری بھی وہی تھے۔ برس ہا برس میگزین سیکشن کے ایڈیٹر بھی رہے۔ کالج کو انکا آخری تحفہ شیر شاہ ہاؤس تھا۔ جو انہی کا برین چائلڈ (Brain Child) تھا۔ موسیقار ہونے کے علاوہ انگریزی کے شاعر بھی تھے۔ کالج کے پہلے ترانے کے علاوہ انہوں نے کالج کے لئے سلور جوبلی سانگ اور یوم جمہوریہ کا نغمہ اور برڈووڈ ہاؤس اور رنگ زیب ہاؤس ٹیپو سلطان ہاؤس اور شیر شاہ ہاؤس کے انگریزی ترانے بھی لکھے۔ ''چراغوں کی قطار'' میں انکا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

کرنل صلاح الدین

جلسہ تقسیم انعامات

۷۰-۱۹۶۹ء کے سیشن کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب فروری ۱۹۷۰ء میں منعقد ہوئی۔ نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل صلاح الدین قریشی نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ رات کو روایتی ڈرامیٹک پروگرام نہیں ہوا۔

۷۱-۱۹۷۰ء کمانڈانٹ کا تبادلہ

جون ۱۹۷۰ء میں کرنل صلاح الدین کا تبادلہ جی ایچ کیو ہوگیا۔ انکے چند ماہ کے دور کا ایک تاریخی کنٹری بیوشن یہ ہے کہ انہوں نے کالج کی زندگی کے ہر پہلو

اور ہر عمل کی SOPs (ہدایات) جاری کیں۔ تقریباً دو سو فل سکیپ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ہدایات انکے چیف انسٹرکٹر میجر ظہور الحق نے قلم بند کی تھیں۔

کمان کی ترقی

جون ۱۹۷۰ء میں کالج کے کمانڈانٹ کی پوسٹ کو اپ گریڈ (فل کرنل) کر دیا گیا۔

کرنل نذیر احمد کی چندروزہ کمان

جون ۱۹۷۰ء میں چند دن کی کرنل نذیر احمد کی کاغذی کمان صرف رینک لینے تک محدود رہی۔

کرنل نیاز الدین احمد

کمان کا عبوری دور

کرنل نذیر کے بعد کالج کے کمانڈانٹ کے طور پر کرنل این ڈی احمد کا تقرر ہوا۔ اکتوبر ۱۹۷۰ء میں انکے یہاں پہنچنے تک میجر ظہور الحق کمانڈانٹ کی ذمہ داریاں سرانجام دیتے رہے۔

کرنل نیاز الدین احمد نے جو اس سے پہلے یہاں استاد اور ہاؤس ماسٹر رہے تھے، اکتوبر ۱۹۷۰ء میں کالج کی سربراہی کی ذمہ داریوں کا چارج لیا۔ یہاں آنے سے پہلے وہ فوجدار ہٹ کیڈٹ چٹا گانگ کے پرنسپل رہ چکے تھے اور پبلک سکول سسٹم پر ڈھاکہ آبزرور میں ایک سلسلہ وار مضامین لکھ چکے تھے۔ گویا جب وہ آئے تو پبلک سکول سسٹم کا نظری اور عملی تجربہ اپنے ساتھ لائے۔

ہاؤس ماسٹرز کی پوسٹ کی اپ گریڈنگ

کمانڈانٹ کی پوسٹ کے بعد ہاؤس ماسٹرز کی پوسٹیں بھی اپ گریڈ ہوگئیں۔ یعنی ہاؤس ماسٹر کی پوسٹ کیپٹن سے میجر کی پوسٹ کر دی گئی (چیف انسٹرکٹر کی پوسٹ کی اپ گریڈنگ کا کیس چلتا رہا)

مرگ ناگہاں

کیڈٹ رانا لیاقت علی نے گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران چند گھنٹے بیمار رہ کر سی ایم ایچ نوشہرہ میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ۵ ستمبر ۱۹۷۰ء کی صبح اورنگ زیب ہاؤس کے ہاؤس ماسٹر اور تاریخ کے استاد میجر معین الدین وانچو نے بعارضہ قلب جان جان آفرین کے سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہیں سے جنازہ اٹھا۔ جہلم چھاؤنی کے قبرستان میں پورے فوجی اعزاز سے دفن کیا گیا۔ کالج اس دن سوگ میں بند رہا اور کالج کا پرچم نصف بلندی پر لہرایا گیا۔

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات

۱۹۷۰-۷۱ء کے سیشن کا جلسۂ تقسیم انعامات ایک ممتاز عالمگیرین میجر جنرل محمد اکبر خان ستارۂ قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مہمانِ خصوصی نے پہلے شیر شاہ ہاؤس کا معائنہ کیا۔ اپنے پرانے لاکر کے سامنے کھڑے ہو کر فوٹو کھنچوایا۔ پرانے در و دیوار دیکھے۔ اس کے بعد موسیٰ ہال بلاک میں آرٹ و سائنس کی نمائش ملاحظہ کی۔ ۲ بجے سپورٹس گراؤنڈ کا فنکشن شروع ہوا۔

امتحانی نتائج چند کمپارٹمنٹ کیسوں کو چھوڑ کر ۱۹۷۰ء کے سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری امتحانات کے نتائج سو فیصد رہے۔

پی ایم اے کے لئے سلیکشن

۱۹۶۹ء میں جب سے شارٹ کورسز شروع ہوئے ۴۰ ایم سی کیڈٹس پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں ۴۲ اور ۴۷ پی ایم اے کے دو لانگ کورسوں میں ۲۷ کیڈٹس منتخب ہوئے۔

فائنل ایئر کلاس پر خصوصی توجہ

کمانڈانٹ نے ڈاکٹر آرنلڈ (ہیڈ ماسٹر رگبی) کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیکنڈ ایئر کلاس میں لیڈر شپ پر لیکچرز کا ایک سلسلہ شروع کیا۔

ڈرامیٹک شو

ڈرامہ کلب نے اس بار سالانہ ڈرامیٹک شو اکتوبر نومبر میں دو حصوں میں پیش کیا۔

جنرل نالج اور کرنٹ افیئر پیریڈ

کالج کی ایک بہت پرانی روایت کو زندہ کرتے ہوئے جنرل نالج کو کالج کے کری کیولم میں شامل کیا گیا۔ جنرل نالج کا نصاب مڈل سکول اور کالج سیکشن کے لئے مرتب کیا گیا۔ ہفتے کا آخری پیریڈ جنرل نالج اور کرنٹ افیئر کے لئے مختص کیا گیا۔ جنرل نالج کا ٹیسٹ ان تین گروپوں میں شروع ہوا۔

سکاؤٹنگ، کوہ پیمائی، ہائیکنگ

روایتی کارکردگی جاری رہی، لیکن یوتھ ہاسٹلنگ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

تعلیمی سیاحتیں

اس سال تربیلا، کلر کہار کھیوڑہ سیاحتوں کے مرکز رہے۔

کمانڈانٹس میڈل

آل راؤنڈ بیسٹ بوائے کے لئے (گارڈنر میڈل کی طرح کا) کمانڈانٹ میڈل اس سال شروع کیا گیا۔ ۷۱-۱۹۷۰ء کا میڈل ۲۴ مارچ ۱۹۷۱ء کو ایک خصوصی تقریب میں کیڈٹ محمد اشفاق کو عطا کیا گیا۔

ایک نئی روایت

اپنے الوداعی لنچ کے موقع پر ۲۶ مارچ ۱۹۷۱ء کو سیکنڈ ایئر کلاس نے اجتماعی طور پر ایک تحفہ اپنی مادر درس گاہ کو پیش کیا۔ ہر ہاؤس کے جونیئرز نے اپنے اپنے ''بھائی جانوں'' کو ہاؤس کا ایک ایک گروپ فوٹو گراف نذر کیا۔

شیر شاہ ہاؤس کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات اور ڈرامیٹک شو

۱۶ مارچ ۱۹۷۱ء کی سہ پہر تمام نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کے انٹرونگ اور انٹر ڈرام مقابلوں کے انعامات ایک تقریب میں مہمانِ خصوصی کرنل این ڈی احمد نے تقسیم کئے۔ دوسرے دن اتوار کی شب موسیٰ ہال کے سٹیج پر شیر شاہ ہاؤس کے جونیئرز نے ۷۵ منٹ کے پروگرام میں دو انگریزی اردو ڈرامے پیش کئے۔

۷۲-۱۹۷۱ء چیف انسٹرکٹر کا تبادلہ

جون ۱۹۷۱ء میں چیف انسٹرکٹر میجر ظہور الحق کا پرموشن پر تبادلہ ہو گیا۔

چیف انسٹرکٹر کی پوسٹ کی اپ گریڈنگ اور نئے چیف انسٹرکٹر

جولائی ۱۹۷۱ء میں یہ پوسٹ اپ گریڈ ہوئی اور نئے چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم سلیمی پوسٹ ہوئے۔

پبلک سکول سسٹم پر سیمینار

۲۸ مئی، ۸ جون اور ۹ جون ۱۹۷۱ء کو تین نشستوں میں پبلک سکول سسٹم پر ایک مبسوط سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس کا افتتاح کمانڈانٹ کرنل احمد نے پبلک سکولوں کے تاریخی جائزہ اور ان کے رول سے کیا۔ اساتذہ نے اس سسٹم کے مختلف پہلوؤں پر مقالے پڑھے جن پر فالو اپ بحثیں ہوئیں۔

یوم دفاع پاکستان، یوم قائداعظم

ملکی حالات کے پس منظر میں اس سال کے یہ دو فنکشن خصوصی جوش اور جذبے سے منائے گئے۔

ختم قرآن

نومبر ۱۹۷۱ء میں رمضان کی ۲۷ ویں شب کو کالج کی مسجد میں ختم قرآن کا جشن منایا گیا۔

آل پاکستان انٹر اسکول ڈیبیٹ

اکتوبر ۱۹۷۱ء میں ایک عرصے کے بعد کالج نے اسلام آباد کی اس ڈیبیٹ میں حصہ لیا اور ٹرافی جیتی۔

عالمگیریز میدان جنگ میں

دسمبر ۱۹۷۱ء کی جنگ میں عالمگیریز کی ایک کثیر تعداد نے داد شجاعت دی ان میں سے آٹھ نے حق جاں سپاری ادا کیا۔

میجر محمد اکرم شہید نشان حیدر	لیفٹیننٹ کرنل حق نواز کیانی شہید ستارۂ جرأت
میجر محمد حنیف شہید ستارۂ جرأت	میجر عظمت حیات شہید
لیفٹیننٹ احمد ضیاء شہید	
لیفٹیننٹ امجد خورشید شہید تمغۂ جرأت	میجر کاظم کمال شہید ستارۂ جرأت
لیفٹیننٹ مشتاق نواز کیانی شہید	

جنگی اعزازات

سرفہرست ملٹری کالج جہلم کے مایہ ناز سپوت میجر محمد اکرم شہید کا نام ہے جو نشان حیدر کے عظیم اعزاز سے سرخرو ہوئے۔ دوسرے پندرہ عالمگیریز جنہوں نے ستارۂ جرأت یا تمغہ جرأت حاصل کیا وہ یہ تھے۔

لیفٹیننٹ کرنل حق نواز کیانی،	ستارۂ جرأت	میجر پیرداد خان،	ستارۂ جرأت
لیفٹیننٹ کرنل سلطان احمد،	ستارۂ جرأت	میجر یوسف،	ستارۂ جرأت
لیفٹیننٹ کرنل یعقوب ملک،	ستارۂ جرأت	لیفٹیننٹ نیوی سکندر حیات	ستارۂ جرأت
میجر کاظم کمال،	ستارۂ جرأت	لیفٹیننٹ نیوی گل زمان ملک	ستارۂ جرأت
میجر محمد حنیف،	ستارۂ جرأت	کیپٹن طلعت عمر،	ستارۂ جرأت
میجر فہیم درانی،	ستارۂ جرأت	کیپٹن داؤد الرحمٰن،	تمغۂ جرأت
میجر محمد رزاق مرزا،	ستارۂ جرأت	لیفٹیننٹ منیر اکبر خان،	ستارۂ جرأت
لیفٹیننٹ مشتاق نواز کیانی شہید،	تمغۂ جرأت	لیفٹیننٹ امجد رشید،	تمغۂ جرأت

مسٹر محمد مشتاق

مسٹر محمد مشتاق سویلین انسٹرکٹر نے ۵ جون ۱۹۷۱ء کالج کی خدمت شروع کی۔

مسٹر اقبال کا انتقال

مسٹر اقبال احمد جنہوں نے ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۹ء تک کالج کی قابل قدر خدمات انجام دی تھیں۔ اپریل ۱۹۷۰ء میں کراچی میں انتقال کر گئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

۷۳۔۱۹۷۲ء کھیلوں پر سیمینار

سپورٹس کے موضوع پر ۱۷، ۱۸، ۱۹، جون ۱۹۷۲ء کو ایک سیمینار ہوا۔

امتحانی نتائج

۱۹۷۲ء کے میٹرک کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ اور ۶۰ میں سے ۵۷ نے فرسٹ ڈویژن لی۔ ۳ سیکنڈ ڈویژن میں آئے۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۵۹ میں سے ۳۸ پاس ہوئے۔ باقی کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے۔ کامیابی کی شرح ۶۴ فیصد رہی۔ جبکہ گزشتہ سال یہ ۵۷ فیصد تھی۔

اقبال ڈے، عید میلاد النبیؐ، یوم دفاع، یوم قائداعظم

ان تقریبات میں ہر ہاؤس کے تین تین مقرروں نے حصہ لیا۔

توسیعی لیکچرز

۱۵ ستمبر ۱۹۷۲ء کو آئیڈیالوجی آف پاکستان کے عنوان سے لیفٹیننٹ کرنل محمد سلیم نے ایک پر مغز لیکچر دیا۔ ۲ نومبر ۱۹۷۲ء کو کیپٹن محمد طفیل نے سینئر کیڈٹس کو (Constitutional Accord) پر لیکچر دیا۔

قرآن کا ختم

تراویح پر ختم قرآن ۳ نومبر ۱۹۷۲ء کو ہوا۔

کیڈٹ کمیٹیاں

کیڈٹس کو زیادہ انتظامی تجربہ دینے کے لئے ۱۹۷۲ء میں تین تین کمیٹیاں، کنٹین کمیٹی، سیمینار کمیٹی اور لائبریری کمیٹی بنائی گئی۔

تعلیمی سیمینار

۲۴ نومبر یکم دسمبر، ۸ دسمبر اور ۱۵ دسمبر ۱۹۷۲ء، چار دن کالج میں تعلیم و تربیت کے حوالے سے تعلیمی مذاکرے جاری رہے۔ ۱۶ انسٹرکٹرز نے مقالے پڑھے۔ کمانڈانٹ نے پبلک سکول سسٹم کو پاکستانی آب ورنگ دینے (Pakistanise) پر لیکچر دیا۔

سرگودھا بورڈ انٹر کالجیٹ زونل ٹورنامنٹ

نومبر دسمبر ۱۹۷۲ء میں کالج نے اس ٹورنامنٹ میں زونل حد تک کامیابی سے حصہ لیا۔

انٹر پبلک سکول ایبٹ آباد

۱۰ دسمبر ۱۹۷۲ء کو ایبٹ آباد پبلک سکول میں منعقدہ ڈیبیٹ میں کالج دوسرے نمبر پر آیا۔

کیڈٹس نیشنل اسمبلی میں

۶ جنوری ۱۹۷۳ء کی صبح کالج کے ۶ کیڈٹس کو نیشنل اسمبلی کی کارروائی دیکھنے کا موقع ملا۔

سرگودھا بورڈ تعلیمی سیمینار

۳ اور ۴ فروری ۱۹۷۳ء کو سیکنڈری سکول کے نصاب کے مسائل پر غور کرنے کے لئے جو سیمینار راولپنڈی میں ہوا اس میں کالج کی نمائندگی مسٹر علوی اور مسٹر شفیق نے کی۔

ایک نیا تجربہ۔ ہاؤسوں کے اپنے اپنے یوم والدین

اس سال تجربے کے طور پر ہاؤسوں سے اپنا اپنا یوم والدین علیحدہ علیحدہ اپنے طور پر منانے کو کہا گیا۔ تا کہ والدین کا متعلقہ اساتذہ سے بہتر رابطہ ہو سکے۔ بابر اور محمود غزنوی ہاؤس نے ۴ فروری کو، ٹیپو سلطان ہاؤس اور اورنگ زیب ہاؤس نے فروری ۱۱ کو اور شیر شاہ ہاؤس نے ۱۸ فروری ۱۹۷۳ء کو اپنا یوم والدین منایا۔ شیر شاہ ہاؤس نے یہ جدت کی کہ اس روز ہاؤس کے سال بھر کے تقریری اور ڈرامائی پروگراموں کی جھلکیوں پر مبنی دو حصوں میں ایک طویل شو بھی پیش کیا جس میں ہاؤس کے تمام ۷۳ نئے لڑکوں نے حصہ لیا۔

سالانہ ڈرامہ

پچھلے سال جنگ دسمبر ۱۹۷۱ء کے پس منظر میں ڈرامیٹک شو نہیں ہوا تھا۔ اس بار دو انگریزی ڈراموں پر مستقل ڈرامیٹک شو ۲۳ فروری ۱۹۷۳ء کی شب کو اسٹیج کیا گیا۔

پاکستان ڈے۔ یوم جمہوریہ

تقریباً پندرہ برس کے وقفہ کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو ایک بار پھر یوم جمہوریہ کی مختصر تقریب بڑے اہتمام سے منائی گئی۔ نئے چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل ایم اکرام امین نے تحریک پاکستان کے پس منظر پر تقریر کی۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

بغیر کسی اسپورٹس گراؤنڈ فنکشن کے اس سیشن کے انعامات بڑے سادہ طریقے سے ۲۴ مارچ ۱۹۷۳ء کی سہ پہر متوقع مہمانِ خصوصی بریگیڈیئر انوار الحق کے نہ آسکنے کی وجہ سے کمانڈانٹ نے خود تقسیم کر دیئے۔ تقریب کو پی او ڈبلیوز (POWs) کے اس وقت جنگی حراست میں ہونے کی وجہ سے سادہ طریقے سے منایا گیا (ہاؤسوں کے یوم والدین علیحدہ علیحدہ منعقد ہو ہی چکے تھے)

چیف انسٹرکٹر کی تبدیلی

لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم سلیمی کے پروموشن پر ۱۹۷۳ء میں تبادلہ ہو گیا۔ لیفٹیننٹ کرنل محمد اکرام امین نئے اسسٹنٹ کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر کے طور پر مارچ ۱۹۷۳ء میں تعینات ہوئے۔

۷۳۔۱۹۷۲ء میگزین میں سینئر کیڈٹس کا تعارف

۱۹۷۳ء کے تربیت میں فائنل ایف ایس سی کے طلباء کا دلچسپ انداز میں فوٹو کے ساتھ تعارف دیا گیا ایک اچھی روایت کی ابتدا ہوئی۔

کمیشن کے لئے سلیکشن

۷۳۔۱۹۷۲ء کے سیشن میں ۴۳ کیڈٹس پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے ۷۲۔۱۹۷۱ء میں یہ تعداد ۱۵ تھی۔

پریپ اور امتحانات کی تعداد میں اضافہ

بہتر تعلیمی نتائج حاصل کرنے کیلئے کمزور طلباء کے لئے اتوار اور جمعے کو بھی پریپ کے مواقع فراہم کئے گئے اور پری اور پوسٹ ویکیشن ٹیسٹ (Pre and Post Vacation Tests) کا اضافہ کیا گیا۔

رہنما فرمان

جی ایچ کیو نے اس سال نیا ہدایت نامہ (Directive) جاری کیا۔ جس کی رو سے کالج کو آل سائینس کالج بنا دیا گیا۔ امتحانی نتائج کو مزید بہتر بنانے کے لئے سالانہ امتحان میں ایک دفعہ کی ناکامی بھی مستوجب اخراج قرار پائی۔

سرگودھا بورڈ زونل اسپورٹس ٹورنامنٹ

کالج نے ان مقابلوں میں صرف زونل سطح تک شرکت کی۔

یادگار شہداء

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن نے یادگار شہداء کی تعمیر کے لئے عطیات کی اپیل کی جسکی مد میں صرف چند ہزار روپے جمع ہوئے۔

آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں

جولائی ۱۹۷۳ء میں اسکاؤٹنگ، یوتھ ہاسٹلنگ معمول کے مطابق جاری رہیں۔

۷۴-۱۹۷۳ء مسٹر طارق محمود چوہدری اور تین دوسرے سویلین انسٹرکٹر

ریاضی کے استاد مسٹر طارق محمود چوہدری ایم ایس سی (میتھس) ایم ایڈ کے علاوہ تین اور سویلین انسٹرکٹرز مسٹر ولی محمد، مسٹر محمد علی شاہد، چوہدری صفدر ستار کالج کے اسٹاف سے وابستہ ہوئے۔

امتحانی نتائج

۱۹۷۳ء کے میٹرک کے امتحان ۴۸ میں سے ۴۷ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے صرف ایک سیکنڈ ڈویژن میں آیا۔ انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۵۷ میں سے ۶ فرسٹ ڈویژن ۴۶ سیکنڈ اور ۵ تھرڈ ڈویژن میں آئے۔

اسپورٹس کے مقابلے

کالج نے سرگودھا بورڈ کے اسپورٹس کے زونل مقابلوں میں کامیابی سے حصہ لیا اور لارنس کالج اور پی ایم اے کی ٹیموں سے دوستانہ میچ کھیلے۔

بیرون در، آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں

جولائی ۱۹۷۳ء کے اسکاؤٹنگ کیمپ کے علاوہ کالج کے اسکاؤٹس ٹروپ نے نومبر ۱۹۷۳ء میں اسلام آباد کی انٹرنیشنل اسکاؤٹس جمبوری میں کامیابی سے حصہ لیا۔ کاغان اور نیلم کی وادیوں میں کوہ پیمائی اور ہائیکنگ پر دستے گئے۔

آنرز کونسل، آنرشاپ اور آنر ہاؤس کورٹس

کو بھی زندہ کیا گیا۔

ہابی کلبز

آرٹ اینڈ فوٹوگرافی کلب، سائنس کلبوں کو بھی ایک بار پھر متحرک کیا گیا۔

کالج اسٹینڈنگ آرڈرز

کرنل احمد نے میجر عبدالسنان سے مستقل احکامات از سرِنو مرتب کروائے۔

کرنل احمد کی ریٹائرمنٹ

۱۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو کرنل این ڈی احمد سروس سے ریٹائر ہوئے اور کالج کو خدا حافظ کہا۔ کرنل احمد کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے کالج کے امتحانات کو حقیقتاً پاک صاف کیا۔ سرگودھا بورڈ کے کنٹرولر کو خط لکھ کر بورڈ کے امتحانات کے لئے ایسے سپرنٹنڈنٹ منگوائے، جو سو فیصد دیانت داری سے امتحان لے سکیں۔ اس کوشش سے ان کا ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء کا انٹرمیڈیٹ نتیجہ معمولی رہا۔ لیکن ۱۹۷۳ء میں انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ بھی سو فیصد دے کر ثابت کر دیا کہ شوق سے محنت کر کے اور دیانت داری سے امتحان دے کر اور دلوا کر بھی بہترین نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ انہیں تندیٔ باد مخالف کا بھی کافی سامنا کرنا پڑا لیکن ان کی کاوشیں بالآخر بار آور ہوئیں۔ انہوں نے

دور رفیقی کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے کالج کی اخلاقی بنیادوں کو اور تعلیم کی بنیادوں کو مضبوط کیا یا مضبوط کرنے کی امکانی حد تک کوشش کی یہی ان کی سب سے بڑی خدمت تھی۔

کرنل احمد نے کرنل رفیق کے تعلیمی سیمیناروں کے بعد جو ۵۷۔۱۹۵۵ء میں منعقد ہوئے تھے ۷۲۔۱۹۷۱ء اور ۷۳۔۱۹۷۲ء میں تعلیم پر اور پبلک سکول سسٹم پر مذاکرے کروائے اور خود بھی ان میں شریک ہوئے۔ اساتذہ کو پبلک سکول پر ایجوکیٹ کرنے کی جو اشد ضرورت تھی اس کا اہتمام انہوں نے کیا اور خوب کیا۔

کرنل احمد نے ایک اور اجتہاد یہ کیا کہ کالج کو ون مین شو (One Man Show) نہیں بنایا۔ بلکہ پبلک سکول سسٹم کی عظیم روایت کے عین مطابق ہاؤس ماسٹرز کو آگے بڑھایا۔ ہاؤسوں کو اٹانومی (Autonomy) دی۔ اس کا روشن ثبوت ان کا ۱۹۷۲ء کا تجربہ تھا جب انہوں نے پانچوں ہاؤسوں کو اپنے اپنے یوم والدین اپنے طور پر منانے کے لئے کہا اور خود مکمل طور پر بیک گراؤنڈ میں رہے اور آخر میں کالج کے سالانہ انعامات ایک بہت ہی سادہ تقریب میں مہمانِ خصوصی کی عدم دستیابی کی صورت میں خود ہی تقسیم کر دیئے ایک دو اور اچھی روایتیں بھی انکے دم سے شروع ہوئیں جیسے جنرل نالج کے پیریڈ اور سینئرز کے لئے لیڈر شپ پر لیکچرز، پریفیکٹس کے لئے ایک کورس فائنل ایئر کے سینئرز کا ''تربیت'' میں تصویری تعارف اور انکی الوداعی دعوت پر تحائف کا تبادلہ۔

کرنل احمد ہی کے زمانے میں پانچ چھ سویلین انسٹرکٹرز آئے۔ یہ بھی کالج کو تعلیمی اعتبار سے مستحکم کرنے کی طرف ایک قدم تھا۔ ان کی کمانڈ بہت ہی (Low Profile) کمانڈ تھی۔ نیاز الدین ان کا نام تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو سیلف پروجیکشن سے بے نیاز رکھا۔ اس میں (Dynamism) کی جو کمی نظر آتی تھی وہ بھی انکے سٹائل کی ایک خصوصیت تھی۔

لیفٹیننٹ کرنل اکرام امین

عارضی کمان

۵ اکتوبر ۱۹۷۳ء سے ۲۸ مارچ ۱۹۷۴ء کو نئے نامزد کمانڈانٹ کے آنے تک اسسٹنٹ کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل اکرام امین برسرکار کمانڈانٹ رہے اور اس عرصے میں چیف انسٹرکٹری کے فرائض میجر محمد بشیر (المعروف چاچا بشیر) نے سرانجام دیئے۔

ماک پارلیمنٹ

۱۳ اکتوبر ۱۹۷۳ء کی شب کالج یونین نے معمول کے مباحثوں اور قومی تقریبات کے علاوہ ماک پارلیمنٹ (Mock Parliament) کا بہت دلچسپ اور کامیاب اجلاس منعقد کیا۔

پی او ڈبلیوز (POWs)

اسیران جنگ کی واپسی کو ''تربیت'' کے ایڈیٹوریل کا موضوع بنایا گیا اور تربیت کے شروع میں پورے ایک صفحہ پر خیر مقدمی اعلان چھپا۔

سیریمونیل اوپنگ (Ceremonial Opening)

جی ایچ کیو کے ایک (Directive) کی تعمیل میں پاکستانیت کے جذبوں کو فروغ دینے کیلئے ہر پیر کے دن صبح کی سیریمونیل اوپنگ کی روایت شروع ہوئی۔

توسیعی لیکچرز

میجر جنرل اے ایف چشتی اور میجر جنرل غلام حسن نے جنوری ۱۹۷۴ء میں کالج ہال میں سارے کالج کو اور ستمبر ۱۹۷۳ء میں بریگیڈیئر محمد رفیق (سابق کمانڈانٹ) اور دسمبر ۱۹۷۳ء میں بریگیڈیئر عبداللہ سعید نے شیر یز کو شیر شاہ ہاؤس کے اکرام شہید آڈیٹوریم میں ایڈریس کیا۔

شیر شاہ ہاؤس ڈے

۱۰ فروری ۱۹۷۴ء کو روایتی انداز میں شیر شاہ ہاؤس نے اپنا ہاؤس ڈے منایا جسکے تقریری اور ڈرامائی پروگرام میں والدین کے سامنے ہاؤس کے تمام طلباء نے حصہ لیا۔

میجر بشیر کی ریٹائرمنٹ

تربیت کے ایڈیٹر، ٹیپو سلطان ہاؤس کے ہاؤس ماسٹر اکتوبر ۱۹۷۳ء سے فروری ۱۹۷۴ء تک عارضی چیف انسٹرکٹر اور صاحب قلم میجر بشیر فروری ۱۹۷۴ء میں اپنی مدت ملازمت ختم کر کے کالج سے ریٹائر ہوئے۔ وہ کالج کے لئے ایک سرمایہ تھے۔

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات

۴ مارچ ۱۹۷۴ء کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات میں چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل ٹکا خان مہمانِ خصوصی تھے۔ رات کو سالانہ کنسرٹ پیش کیا گیا۔ انگلش ڈرامہ Hostile Witness اور اردو ڈرامہ "مرید پور کا پیر" سٹیج کیا گیا۔

وائی اور این کیڈٹس اور کمانڈانٹ کی تجویز

۷۴-۱۹۷۳ء کے سیشن میں کالج میں ۱۴ وائی کیڈٹس اور ۹ این کیڈٹ تھے۔ کمانڈانٹ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں تجویز پیش کی

"If our cadets after their matriculation examination are inducted into the Y cadet scheme, it would be beneficial for the college and economical to the Army, as those unsuitable for the ultimate grant of commission will be eliminated at this stage."

کرنل امین کی عارضی کمان

لیفٹیننٹ کرنل امین اکتوبر ۱۹۷۳ء سے مارچ ۱۹۷۴ء تک کالج کے ایکٹنگ کمانڈانٹ رہے انہوں نے اوائل مارچ میں کالج کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ انکی شخصیت کا Dynamism اس عرصے میں کالج کی زندگی میں بھی جھلکتا رہا۔ لڑکوں کے Social اور Intellectual ایکسپوژر (Exposure) کے لئے دسمبر ۱۹۷۳ء میں پی ایم اے کے کمانڈانٹ بریگیڈیئر عبداللہ سعید اور جنوری فروری ۱۹۷۴ء میں میجر جنرل فیض علی چشتی اور میجر جنرل غلام حسن سے توسیعی لیکچر بھی دلوائے۔

کرنل ظہور الحق

۷۵-۱۹۷۴ء کرنل ظہور الحق نے ۲۹ مارچ ۱۹۷۴ء کو کالج کی کمان کا چارج لیا وہ ۶۹-۱۹۶۸ء میں بحیثیت چیف انسٹرکٹر اور ۱۹۷۰ء میں کچھ عرصے بحیثیت عارضی کمانڈانٹ کالج کا تجربہ رکھتے تھے۔ انہوں نے ۱۹۷۰ء میں بحیثیت چیف انسٹرکٹر رپورٹ مرتب کی تھی۔

ہاؤسوں کی تشکیل نو

ہاؤسوں کو ایک بار پھر اپریل ۱۹۷۴ء میں ۱۹۶۸ء کے پرانے سسٹم پر جونیئر اور سینئرز میں تقسیم کیا گیا۔ اورنگ زیب ہاؤس اور ٹیپو سلطان ہاؤس سینئرز کے لئے اور محمود غزنوی ہاؤس اور بابر ہاؤس جونیئرز کے لئے مخصوص کر دیئے گئے۔ شیر شاہ ہاؤس بدستور آٹھویں کے لئے پریپ ہاؤس رہا۔

بزم ادب

جون ۱۹۷۴ء میں پرانے لٹریری سرکل کو بزم ادب کے نام سے زندہ کیا گیا۔ اس کا اصل مقصد طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو چمکانا اور بڑھانا تھا۔

امتحانی نتائج

۱۹۷۴ء کے میٹرک کے امتحان میں تمام ۵۹ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ انٹر کے امتحان میں ۶۲ میں سے ۱۰ فرسٹ ڈویژن، ۴۳ سیکنڈ ڈویژن، ۴ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوئے اور ۳ کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے۔

لارنس کالج اور حسن ابدال سے سپورٹس مقابلے

دونوں کالجوں سے سپورٹس کے دوستانہ مقابلے ہوئے۔

باکسنگ اور جوڈو کراٹے

پچھلے سال باکسنگ دوبارہ شروع ہوگئی تھی۔ اس سال سپورٹس میں ہابی کے طور پر جوڈو کراٹے کی تربیت کا آغاز کیا گیا۔

ہابیز اور آؤٹ ڈور باؤنڈ سرگرمیاں

فوٹو گرافی، ایرو ماڈلنگ، آرٹ اینڈ ہینڈی کرافٹس کی ہابیز جاری رہیں۔ ان کی سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے موقع پر نمائش بھی ہوئی سکاؤٹنگ، ہائیکنگ، کوہ نوردی وکوہ پیمائی اپنے روایتی امتیاز سے جاری رہی۔

شعبۂ تحقیق وترقی

۱۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق نے کالج کے شعبہ تعلیمی، تحقیق وترقی کا افتتاح کیا۔ مسٹر سعید راشد کو اس کا نگران مقرر کیا گیا۔

پریفکٹوں کا تربیتی کورس

نومبر ۱۹۷۴ء میں آر اینڈ ڈی سیل کے زیر اہتمام پریفیکٹس کا تربیتی کورس چلایا گیا۔

دو اہم توسیعی لیکچرز

ملک کے معروف محقق، ڈاکٹر کے کے عزیز چیئرمین نیشنل کمیشن فار ہسٹری اینڈ کلچر نے ''پاکستان کل، آج اور آئندہ'' کے عنوان سے اور ماہر تعلیم ادیب، نقاد، شاعر پروفیسر صدیق حکیم نے ''ہمارے ملک میں طلباء کے کردار'' کے موضوع پر موسیٰ ہال میں سیر حاصل لیکچر دیئے۔ ہر لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوا۔

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات نومبر ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوا۔ میجر جنرل عبدالمجید ملک مہمانِ خصوصی تھے۔ اس بار رات کو کوئی ایرو ماڈلنگ اور ڈرامیٹک شو نہیں ہوا۔ فنکشن کے بعد آرٹ، سائنس اور ایرو ماڈلنگ کی نمائش دکھائی گئی۔

سلیکشن برائے کمیشن

۱۹۷۳ء میں ایم سی کیڈٹس کی تعداد جو کمیشن کے لئے منتخب ہوئے ۳۷ تھی۔ نومبر ۱۹۷۴ء تک ۵۹ منتخب ہوئے تھے۔

وائی کیڈٹ سکیم

نومبر ۱۹۷۴ء میں کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں اعلان کیا کہ کالج کے لئے وائی کیڈٹ سکیم اصولاً منظور کر لی گئی ہے۔ آئندہ سے کیڈٹس آئی ایس ایس بی سے پاس ہو کر آیا کریں گے اور یہاں سے انٹر پاس کر کے صرف میڈیکل کے بعد پی ایم اے جایا کریں گے۔

داخلہ کے امتحان کا ایک تجربہ

دسمبر ۱۹۷۴ء میں آٹھویں کے داخلہ کے لئے حسن ابدال، کوہاٹ اور جہلم کا مشترکہ داخلے کا امتحان ہوا۔ جہلم کے صرف دولڑکے حسن ابدال کے معیار پر پورے اتر سکے اور وہ بھی سویلین تھے۔

کالج کا ترانہ

۱۹۷۵ء کے اوائل میں جناب جعفر طاہر نے کالج کے لئے نیا اردو ترانہ لکھا جو پہلی ۷۵-۱۹۷۴ء کے تربیت میں شائع ہوا۔

سرگودھا کے تعلیمی مقابلے

جنوری فروری ۱۹۷۵ء میں کالج کی ٹیموں نے سرگودھا بورڈ کے تعلیمی وہم نصابی سرگرمیوں کے مقابلوں میں حصہ لیا اور سرخرو ہوئی۔

۷۶-۱۹۷۵ء چیف انسٹرکٹر کرنل امین کا تبادلہ اور نئے چیف انسٹرکٹر کی تعیناتی

۲۴ مئی کو کرنل امین نے پروموشن پر کالج کو خیر باد کہا۔ ہاؤس ماسٹر میجر غلام عباس نے اس تاریخ کو ترقی پا کر لیفٹیننٹ کرنل کے رینک میں کالج کے نئے چیف انسٹرکٹر اور اسسٹنٹ کمانڈانٹ کے منصب کا چارج لیا۔

امتحانی نتائج

سرگودھا بورڈ کے ۱۹۷۵ء کے میٹرک امتحان میں ۷۶ میں سے ۴۷ نے فرسٹ ڈویژن لی اور صرف دو سیکنڈ ڈویژن میں آئے۔ ایک نے بورڈ میں چھٹی پوزیشن لی۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۶۴ میں سے ۴۷ پاس ہوئے۔ ۱۷ کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے۔ ۷۳ فیصد رزلٹ رہا۔

آرمڈ فورسز بورڈ سے الحاق

میٹرک اور انٹر کے امتحانات کے لئے ۷۶-۱۹۷۵ء کے سیشن سے آرمڈ فورسز بورڈ آف ہائر ایجوکیشن جی ایچ کیو سے الحاق ہوا۔ ایسا کرنا سمسٹر وائی کیڈٹ سکیم کے نفاذ کی وجہ سے ضروری تھا کہ کامیاب طلبہ بروقت پی ایم اے جا سکیں۔

بزم ادب

بزمِ ادب کی تخلیقی سرگرمیاں اپنے عروج پر رہیں۔ اس سال بزم کے اجلاس میں مہمانِ خصوصی کے طور پر جن ادیبوں اور شاعروں نے شرکت کی وہ یہ حضرات تھے۔ میجر صدیق سالک، جناب ابن الحسن، جناب مبارک احمد اور پروفیسر حسن عسکری کاظمی

سمسٹر سسٹم

۷۶-۱۹۷۵ء کے سیشن میں سمسٹر سسٹم تمام کلاسز میں نافذ کر دیا گیا۔

گولڈن جوبلی۔ اولڈ بوائز ری یونین اور سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

کالج کی گولڈن جوبلی اور اولڈ بوائز ری یونین کی تقریبات ۲۲ اور ۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء دو دن جاری رہیں۔ ۲۳ کی صبح اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی جنرل باڈی کی میٹنگ ہوئی۔ سہ پہر کو تقسیم انعامات کے سالانہ جلسہ کی صدارت چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل ٹکا خان نے کی۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال کے کاریڈو میں کالج کے شہیدوں اور جنگی اعزاز یافتگان کے ناموں کی مرمری تختیوں کی نقاب کشائی کی۔

وائی کیڈٹ سکیم

کالج میں وائی کیڈٹ سکیم ترمیم شدہ صورت میں جاری کی گئی۔

وائی کیڈٹس اور جے سی بی

۷۶-۱۹۷۵ء میں کل ۸۸ وائی کیڈٹس آئے تھے جو ۷۸-۱۹۷۷ء میں پی ایم اے گئے۔ جے سی بی قائم ہونے پر ایم سی کیڈٹس کے لئے بھی میٹرک کے بعد جے سی بی کے لئے درخواست دینا ضروری ہو گیا۔

شعبہ تعلیمی تحقیق و ترقی

گولڈن جوبلی کے موقع پر شعبہ نے جناب ایوب خان کی مرتب کردہ کالج کی مختصر تاریخ Fifty Years of Military College شائع کی۔ کالج کے ترانے کا ریکارڈ تیار کروایا اور شعبہ کے نگران جناب سعید راشد کی دو کتابیں From School to College اور Steps Towards Maturity بھی اس موقع پر پیش کی گئیں۔

گولڈن جوبلی نمبر

مارچ ۱۹۷۶ء میں تربیت ۷۶-۱۹۷۵ء کا شمارہ گولڈن جوبلی نمبر کے طور پر شائع ہوا۔اس میں ایک جوبلی سیکشن تھا۔جسکے مضامین یہ تھے۔

1. Fifty Eventful Years.
2. The Great Alamgirian Spirit by Col. Zahoor ul Haq.
3. Golden Jubilee - A Flash Back by Prof. Saeed Rashid.
4. Old Boys Association and the Golden Jubilee by Prof. Ainnuddin Alavi.

اینڈ سمسٹر امتحانات کے نتائج

۱۹۷۶ء میں پہلی بار آرمڈ فورسز بورڈ نے سمسٹر کے نتائج کا اعلان کیا۔نویں کلاس میں ۶۷ میں سے ۶۶۔دسویں میں ۳۰ میں سے ۲۸ پروموٹ ہوئے۔ گیارہویں کے سارے ۵۶ پروموٹ ہوئے۔بارہویں میں سے ۱۲ کمپارٹمنٹ میں آئے تھے۔جنہوں نے ضمنی امتحان کلیئر کیا۔

بزم ادب

بزم ادب کی تخلیقی سرگرمیاں جاری رہیں۔مئی ۱۹۷۶ء کی ایک نشست کے مہمانِ خصوصی کرنل محمد خان تھے۔انکی کتاب بجنگ آمد زیر بحث آئی۔

مسٹر ایوب خدا حافظ!

۲۸ سال تک کالج کے در و بام کو روشنی دے کر بالآخر ۱۵ جولائی ۱۹۷۶ء کے دن مسٹر ایوب خان نے کالج کو (بادل نخواستہ) خدا حافظ کہا۔وہ علی گڑھ کے تربیت یافتہ تھے اور استادوں کی اس نسل سے تعلق رکھتے تھے جس کے لئے پڑھانا اور تربیت کرنا ایک مشن کی حیثیت رکھتا تھا۔وہ معلم اور مربی سب کچھ ہی تھے۔کالج کو انکا آخری تحفہ ایک تاریخی کتاب تھی۔Fifty Years of Military College جو انہوں نے کالج کی گولڈن جوبلی کے موقع پر کالج کے لئے مرتب کی۔

پی ایم اے کے اعزازات

اکتوبر ۷۶ء میں پاس آؤٹ ہونے والے ۵۴ ویں پی ایم اے لانگ کورس میں ۲۰ عالمگیرین میں سے سات کراس بیلٹ عہدوں کے ساتھ پاس آؤٹ ہوئے اور اعزازی تلوار بھی عالمگیرین سعید خالد نے حاصل کی۔نومبر ۱۹۷۶ء میں پی ایم اے میں ایم سی کیڈٹس کی تعداد ۷۰ تھی۔

ٹی وی پروگرام میں شرکت

کالج کی ایک ٹیم نے ٹی وی کے کوئز پروگرام میں اس ہفتے حصہ لیا اور ٹرافی جیتی۔

کالج کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات

۱۳ نومبر ۱۹۷۶ء کو منعقد ہوا۔میجر جنرل غلام حسن مہمانِ خصوصی تھے۔حسب سابق آرٹ، سائنس، فوٹو گرافی اور سکاؤٹنگ کی نمائشوں کے انعقاد اور PT جمناسٹک کراٹے کے علاوہ کالج کی ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیاں بھی اس بار پروگرام میں شامل کی گئیں۔رات کے ڈرامیٹک شو میں انگریزی کا ڈرامہ DeathTrap اور اردو کا کھیل ''خاک نشین'' پیش کئے گئے۔

ہائیکنگ اور سکاؤٹنگ

دسمبر ۱۹۷۶ء میں ایم سی سکاؤٹس نے لاہور کی بین الاقوامی سکاؤٹ جمبوری میں حصہ لیا۔ہائیکنگ چترال اور کاغان کی وادیوں میں ہوئی۔

قائداعظم کا صد سالہ جشن ولادت

کالج یونین کے زیر اہتمام قائداعظم کے صد سالہ ولادت کی تقریبات ۲۴ اور ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء دو دن جاری رہیں۔جو تحریک پاکستان پر ایک کوئز پروگرام، ارشادات قائداعظم، قائداعظم کے کردار کا مطالعہ، قائداعظم کی تصاویر کی ایک نمائش اور ایک دستاویزی فلم سٹوری آف پاکستان پر مشتمل تھیں۔۷۷-۱۹۷۶ء کے تربیت

میں قائداعظم پر خصوصی مضمون شائع کیے گئے۔

چیف انسٹرکٹر کی تبدیلی

جنوری ۱۹۷۷ء کے اواخر میں چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل غلام عباس کے تبادلہ پر لیفٹیننٹ کرنل محمد شفیع اے ای سی نے ان سے چیف انسٹرکٹری کا چارج لیا۔

ہفتہ افواج جہلم سٹیشن

اوائل فروری ۱۹۷۷ء میں ہفتہ افواج جہلم کی تقریبات میں کالج کے سکواڈ نے حصہ لیا۔

شیر شاہ ہاؤس کا یوم والدین

۲۷ فروری ۱۹۷۷ء کو منایا گیا۔

سرگودھا بورڈ سے الحاق

بعض مسائل کی وجہ سے دو برس کے بعد ۷۸-۱۹۷۷ء کے سیشن سے کالج کا الحاق دوبارہ سرگودھا بورڈ سے کیا گیا۔

کمانڈانٹ کا تبادلہ

۸ جون ۱۹۷۷ء کو کمانڈانٹ کرنل ظہورالحق معمول کے تبادلے پر کالج سے رخصت ہوئے۔ لیکن کئی یادگار کام اور ادارے چھوڑ گئے۔ سمسٹر سسٹم کا پودا انہی نے لگایا۔ کالج کو ہدایات کا خزانہ عطا کیا۔ شعبہ تحقیق و ترقی قائم کیا۔ کالج کا اردو ترانہ لکھوایا۔ اس کی ڈسک تیار کروائی۔ کالج کی مختصر تاریخ ''ملٹری کالج کے پچاس سال'' ان ہی کے ذہن رسا کی مرہون منت ہے۔

قائداعظم کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات کے روح رواں وہی تھے۔ اس موقع پر شعبہ تحقیق کے نگران پروفیسر سعید راشد نے شعبہ کی نئی کتاب ''حیات قائداعظم'' کا مسودہ انکی خدمت میں پیش کیا۔

کرنل ظہور نے ہاؤسوں کو وہ ضروری آزادی کار اور اٹانومی دی جو پبلک سکول سسٹم کی جان ہے۔ کالج لائبریری میں بھی بہت قیمتی کتابوں کا اضافہ کیا۔

کرنل محمد اکرام امین

۸ جون ۱۹۷۷ء تک کرنل محمد اکرام امین نے کالج کے نئے سربراہ کی حیثیت سے چارج لیا۔ دو سال پہلے وہ چیف انسٹرکٹر اور عبوری کمانڈانٹ بھی رہے۔

پی ایم اے کا اعزاز

پی ایم اے کے ۵۶ ویں کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کے مہمانِ خصوصی ایک عالمگیرین ایئر چیف مارشل ذوالفقار علی خان تھے اور اس کی اعزازی تلوار بھی ایک عالمگیرین ظاہر شاہ نے حاصل کی اور پریذیڈنٹس میڈل بھی جیتا۔ مزید برآں ایک اور عالمگیرین شوکت چاندنا نے ایجوکیشن کور میڈل جیتا۔

صد سالہ جشن اقبال کی تقریبات

صد سالہ جشن اقبال کی تقریبات ۱۳ نومبر ۱۹۷۷ء سے ۲۰ نومبر تک ایک ہفتے پر محیط تھیں۔ پہلے ہر ہاؤس کو ایک ایک موضوع دیا گیا۔ جس میں تقریریں، نظموں کی ڈرامائی تشکیل، ذہنی آزمائش، سیرت اقبال کی جھلکیاں دکھائی گئیں۔ آخر میں کالج یونین کے زیر اہتمام ایک منتخب تقریب ہوئی۔ لاگ ایریا کمانڈر نور احمد غوری مہمانِ خصوصی تھے۔ ۷۸-۱۹۷۷ء کے تربیت میں اقبال پر خصوصی مضامین شامل کیے گئے۔

تعزیت

۴ جنوری ۱۹۷۸ء کو بریگیڈیئر سلطان محمد صدر اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا انتقال ہوا۔ اسی سیشن میں لیفٹیننٹ عشرت ناز اور تنویر احمد ناگہانی حادثات کی نذر ہوئے۔ سابق چیف انسٹرکٹر میجر خوشحال نے عمر طبعی کو پہنچ کر انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۹ فروری ۱۹۷۸ء کی سہ پہر سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی میجر جنرل انور مسعود آئی جی ٹی اینڈ ای تھے۔ اس سال کے پروگرام میں گھڑ سواری کا نظارہ نئی چیز تھی۔ موسیٰ ہال میں آرٹ سائنس وغیرہ کی نمائشوں کا اہتمام کیا تھا۔ اس سال رات کو امتحانی مصروفیتوں کی وجہ سے ڈرامیٹک شو نہیں ہوا۔

کالج کا نصب العین

۴ فروری ۱۹۷۸ء کو کمانڈانٹ کرنل امین نے اپنی رپورٹ میں کہا۔

"We educate in responsibility, in leadership. We impart value-orientated education. We are producing potential officers inspired by Islamic ideals and values. We want to build up this institution as a laboratory for new educational system worthy of Pakistan, a system which ensures ideologically-orientated education."

نئی ٹی اوا ینڈ ای کی ضرورت

کمانڈانٹ نے اس رپورٹ میں نئی ٹی او اینڈ ای کی ضرورت کا شدت سے اظہار کیا۔

رائل نیول اکیڈمی کے لئے انتخاب

دو عالمگیریز رائل نیوی میں تربیت کیلئے منتخب ہوئے۔

عالمگیریز پی ایم اے میں

فروری ۱۹۷۸ء میں پی ایم اے میں عالمگیریز کی تعداد جے سی بی کے جے سیز کو ملا کر ۱۴۳ تھی۔

شعبۂ تحقیق وترقی

مسٹر سعید راشد کی تین کتابیں Learning to Lead , Living With Leadership اور تذکرۂ اقبال شائع کی گئیں۔

بیالوجی کلاس

اس سال بیالوجی کا مضمون شامل ہوا۔ اور بیالوجی لیبارٹری قائم ہوئی جو میڈیکل گروپ شروع کرنے کی تیاری تھی۔

ہاؤسوں کے یوم والدین

غزنوی ہاؤس نے اپنا یوم والدین ۲۰ جنوری ۱۹۷۸ء کو بابر ہاؤس نے ۳ مارچ ۱۹۷۸ء کو اور شیر شاہ ہاؤس نے ۲۰ فروری ۱۹۷۸ء کو منایا۔ جس کے اسٹیج شو میں سب لڑکوں نے حصہ لیا۔

نتائج

۱۹۷۸ء میں میٹرک کا نتیجہ نہ صرف سو فیصد رہا بلکہ تمام ۵۹ طلبہ نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔ ۹۰ فیصد نے امتیازی نمبر ۷۰ فیصد سے زائد لئے۔ ایف ایس سی کے اینڈ سیمسٹر امتحان میں سب پاس ہوئے۔

راولپنڈی بورڈ سے الحاق

راولپنڈی ڈویژن کے ایجوکیشن بورڈ بننے کے بعد کالج کا الحاق ۱۹۷۸ء سے راولپنڈی ایجوکیشن بورڈ سے ہوا۔

چیف انسٹرکٹر کی تبدیلی

۷۔ اگست ۱۹۷۸ء کو چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل محمد شفیع کے تبادلے پر لیفٹیننٹ کرنل حامد رضا نے پروموشن پر اس منصب کا چارج لیا۔

کمانڈانٹ کا تبادلہ

اگست ۱۹۷۸ء ہی میں کرنل اکرام امین پروموشن پر کالج سے رخصت ہوئے۔ بحیثیت کمانڈانٹ وہ نسبتاً کم عرصے کالج میں ٹھہرے۔ صرف چودہ مہینے لیکن یہ بڑے بھرپور چودہ مہینے تھے۔ ہر جگہ وہ ہی وہ تھے۔ بحیثیت چیف انسٹرکٹر اور عارضی کمانڈانٹ کے ان کا دو سال کا دور بھی موثر تھا۔ ماہر تعلیم، منتظم، مقرر اور قائد ان کی ہر حیثیت مسلم تھی۔ ان کی (Dynamic) شخصیت سے قیادت کا ایک ایسا معیار اور حوالہ (Role Model) طلباء کے سامنے آیا جس کی نظیر آسانی سے ملنا مشکل ہے۔

کرنل محمد سعید کھوکھر پی ایس سی

کرنل محمد سعید کھوکھر پی ایس سی، پی جی سی ایجوکیشن برمنگھم یونیورسٹی نے ۲۴۔ اگست ۱۹۷۸ء کو کالج کی سربراہی کا چارج لیا۔

راولپنڈی بورڈ کے سپورٹس مقابلے

کالج نے کئی سال کے تعطل کے بعد راولپنڈی بورڈ کے سپورٹس ٹورنامنٹ میں کامیابی سے حصہ لیا۔

ختم قرآن

۹ ستمبر ۱۹۷۸ء کی شب تراویح میں ختم قرآن کی تقریب منائی گئی۔ تقاریر بھی ہوئیں۔

شیلڈ کی پیشکش

میجر جنرل شمس الرحمان کلو جی او سی ۲۳ ڈویژن نے انٹر ہاؤس کراس کنٹری مقابلے کے لئے ایک شیلڈ عطا کی۔

آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں

سکاؤٹنگ، ہائیکنگ، کوہ پیمائی روایتی امتیاز سے جاری رہیں۔

رسم نشان بخشی (Investiture Ceremony)

کالج کے پریفیکٹس کو انکے عہدوں کے نشان دینے کی تقریب ۱۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت کالج کے ایک ممتاز اولڈ بوائے میجر جنرل غلام محمد نے کی۔

تعزیت

کالج کے ایک سابق استاد اور کمانڈانٹ (۶۹۔۱۹۶۷ء) لیفٹیننٹ کرنل مرتضیٰ حسین نے ۳۰ نومبر کی شب کراچی میں انتقال کیا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

یکم مارچ ۱۹۷۹ء کو منعقد ہوا۔ ایک ممتاز عالمگیرین لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان ڈپٹی چیف آف دی آرمی سٹاف نے صدارت کی۔ اسی موقع پر انھوں نے اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی صدارت قبول کرنے کا بھی اعلان کیا۔

سالانہ ڈرامیٹک شو

کالج ڈرامیٹک کلب نے اپنا ڈرامیٹک شو ۶ مارچ ۱۹۷۹ء کو سٹیج کیا۔ ''بڑا صاحب'' اردو میں اور Dear Departed انگریزی میں پیش کیا گیا۔

شیر شاہ ہاؤس کا یوم والدین

۱۶ مارچ ۱۹۷۹ء جمعہ کے دن شیر شاہ ہاؤس نے اپنا یوم والدین روایتی اہتمام سے منایا۔ جس کے تقریری اور تمثیلی سٹیج شو میں ہاؤس کے تمام لڑکوں نے حصہ لیا۔ ڈرامہ ''قرطبہ کا قاضی'' حاصل پروگرام تھا۔ ایک ممتاز عالمگیرین بریگیڈیئر (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) آر ڈی بھٹی مہمانِ خصوصی تھے۔

امتحانی نتائج

۸۰-۱۹۷۹ راولپنڈی بورڈ کا میٹرک کا رزلٹ سو فیصد رہا۔ ۶۳ طلباء سے ۶۱ فرسٹ ڈویژن میں اور دو سیکنڈ ڈویژن میں آئے۔ انٹر کے امتحان میں ۴۶ میں سے ۳۲ کامیاب ہوئے۔ ۷۰ فیصد رزلٹ رہا۔

یادگار شہداء فنکشن

۱۹ ستمبر ۱۹۷۹ء کی شام موسیٰ ہال میں کالج کے شہیدوں کی یاد میں خصوصی تقریب ہوئی۔

اولڈ بوائز ری یونین اور عالمگیریز ایسوسی ایشن

۱۳ اور ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو ری یونین کی تقریبات ہوئیں۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی میٹنگ ہوئی۔ ایسوسی ایشن کا نام عالمگیریز ایسوسی ایشن رکھا گیا۔

پی ایم اے کے اعزازات

۵۹ ویں لانگ کورس میں ریاض احمد خان اور ۶۰ لانگ کورس میں عظیم آصف نے اعزازی تلوار حاصل کی۔ ایک اور عالمگیرین طارق ندیم نے پریذیڈنٹ میڈل حاصل کیا۔

پی اے ایف کالج سرگودھا کا خطابتی مقابلہ (Declamation Contest)

۲۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو کالج ٹیم نے پی اے ایف کالج کے خطابتی مقابلے میں شرکت کی۔

کمانڈانٹ کا تبادلہ

۴ جنوری ۱۹۸۰ء کو پروموشن پر کرنل محمد سعید کھوکھر کا تبادلہ ہوگیا۔ انکی کمان کے مختصر عرصے میں سپورٹس کے میدان میں کالج کی کارکردگی میں اضافہ ہوا۔ جس سے کالج کو شہرت ملی۔ انھی کے دور میں عالمگیریز ایسوسی ایشن کو فروغ ہوا۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء کی ری یونین ہوئی۔

کرنل عبدالستار

۵ جنوری ۱۹۸۰ء کو کرنل عبدالستار نے کالج کی کمان کا چارج لیا۔

اکرم شہید روڈ کا افتتاح

۱۸ جنوری ۱۹۸۰ء کی صبح ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن بریگیڈیئر نصیرالدین نے کالج میں اکرم شہید روڈ کا افتتاح کیا۔

نیوز لیٹر عالمگیرین

عالمگیرین کے نام سے کالج اور ایسوسی ایشن کا پہلا نیوز لیٹر ۱۸ فروری ۱۹۸۰ء کو شائع ہوا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۸۰-۱۹۷۹ء کے سیشن کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب ۲۱ فروری ۱۹۸۰ء کی صبح دس بجے ہوئی۔ لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان ڈی سی او اے ایس مہمانِ خصوصی تھے۔

عالمگیریز ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کی میٹنگ

اسی دن سالانہ جلسہ تقسیم کے بعد جنرل اقبال نے مجلس عاملہ کی میٹنگ کی صدارت کی۔

مرگ ناگہاں

۲۹ مارچ ۱۹۸۰ء کی صبح سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد اکرام امین سیکرٹری ایجوکیشن پنجاب کا حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہوا۔ ۳ مارچ کو کالج انکے سوگ میں بند رہا۔ کالج کا پرچم نصف بلندی پر رہا۔ مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے ۱۵ اپریل کی شام مسجد میں قرآن خوانی ہوئی اور تعزیتی جلسہ ہوا۔

۸۱-۱۹۸۰ء ہاؤسوں کی نئی تشکیل

۲۸ اپریل ۱۹۸۰ء کو ایک بار پھر چار سال کے بعد جونیئرز سینیئرز کا فرق مٹاتے ہوئے نویں سے بارہویں جماعت تک کے کیڈٹس کو چاروں ہاؤسوں میں برابر تقسیم کر دیا گیا۔ شیر شاہ ہاؤس بدستور آٹھویں جماعت کے لئے مخصوص رہا۔

شیر شاہ ہاؤس میں یوم اقبال

۲۸ اپریل ۱۹۸۰ء کی شب شیر شاہ ہاؤس کے یوم اقبال کی تقریب میں ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن بریگیڈیئر نصیر الدین مہمانِ خصوصی تھے۔

برن ہال سے دوستانہ میچ

جون ۱۹۸۰ء کو کالج سپورٹس کانٹینجنٹ آرمی برن ہال کالج سے دوستانہ میچ کھیلنے ایبٹ آباد گیا۔

عالمگیریز ویلفیئر فنڈ

جون ۱۹۸۰ء میں جنرل محمد اقبال کے گرانقدر عطیہ سے یہ فنڈ شروع ہوا۔

امتحانی نتائج

۱۹۸۰ء کے میٹرک کے امتحان کا رزلٹ سو فیصد رہا۔ ۶۸ میں سے ۶۶ فرسٹ ڈویژن میں آئے۔ انٹر سائنس کا نتیجہ ۸۳ فیصد اور آرٹس کا رزلٹ ۸۰ فیصد رہا۔

سکاؤٹنگ اور ہائیکنگ

جون جولائی ۱۹۸۰ میں یہ سرگرمیاں حسب دستور امتیازی شان سے جاری رہیں۔

کالج میوزیم

جنرل محمد اقبال خان صدر عالمگیریز ایسوسی ایشن کے ایماء پر ۸ ستمبر ۱۹۸۰ء کو کالج میوزیم باقاعدہ طور پر قائم ہوا۔

عالمگیرین نیوز لیٹر

۱۴ ستمبر ۱۹۸۰ء کو عالمگیرین نیوز لیٹر کا دوسرا اور آخری شمارہ شائع ہوا۔

یادگار شہداء یوم تاسیس

۱۵ ستمبر ۱۹۸۰ء کو کالج کا پہلا باقاعدہ یوم تاسیس منایا گیا۔ جنرل محمد اقبال نے یادگار شہداء (جوانہی کی توجہ سے تعمیر ہوئی تھی) کا افتتاح کیا۔

وائی کیڈٹس کی آمد

۲۷ ستمبر ۱۹۸۰ء کو فرسٹ ائیر میں ۲۴ وائی کیڈٹس نے رپورٹ کی۔

لیفٹیننٹ جنرل اعجاز عظیم

۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو جنرل اعجاز عظیم نے اردو انٹر ہاؤس خطابتی مقابلہ (Declamation Contest) بعنوان "ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ" کی صدارت کی اور کور کی طرف سے کالج کو اس انٹر ہاؤس مقابلہ کے لئے شیلڈ عطا کی۔

ڈرامیٹک شو

۲۷ نومبر ۱۹۸۰ کی شب سالانہ ڈرامیٹک کنسرٹ سٹیج کیا گیا۔ جو اردو کے کھیل ''کار برائے فروخت'' اور ''رستم وسہراب'' کے ایک منظر پر مشتمل تھا۔

سانحۂ ارتحال

۲۸ نومبر ۱۹۸۰ء کی شب کالج کے ایک سابق استاد دینیات اور خطیب مسجد مولوی عزیز احمد نے بعارضۂ قلب انتقال کیا۔ کالج کی مسجد میں مرحوم کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۰ء کی شب ایک ممتاز اولڈ بوائے ۲۲۴۰ میاں محمد رفیق نے انتقال کیا۔

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات پر صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی آمد

۱۸ دسمبر ۱۹۸۰ کی صبح کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی صدارت، صدر اور چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق نے کی۔ صدر نے یادگار شہداء پر پھول بھی چڑھائے۔ اس موقع پر صدر نے کالج میں طلباء کی تعداد میں توسیع اور کمانڈانٹ کے عہدہ کی اپ گریڈنگ کا اعلان کیا۔ اس جلسہ میں پہلی بار کمانڈانٹ نے اپنی سالانہ رپورٹ اردو میں پیش کی اور مہمانِ خصوصی نے اپنا صدارتی خطاب اردو میں کیا۔

پی ایم اے میں عالمگیر ینز کی تعداد

دسمبر ۱۹۸۰ء میں جے سی بی اور پی ایم اے میں ۸۲ عالمگیرینز زیر تربیت تھے۔

قرآن خوانی

۳۰ جنوری ۱۹۸۱ء کو ایک ممتاز عالمگیرین کالج نمبر ۱۴۱۰ بریگیڈیئر عاشق حسین مرحوم کے لئے قرآن خوانی ہوئی۔

اضافی تقریب تقسیم انعامات

۱۸ فروری ۱۹۸۱ء کی شام تقسیم انعامات کی ایک اضافی تقریب میں کمانڈانٹ نے بقایا انعامات اور سندنامے تقسیم کئے۔

ڈیبیٹنگ یونین

ڈیبیٹنگ یونین نے حسب دستور عید میلاد النبی (ﷺ) یوم اقبال، یوم قائداعظم، یوم دفاع کے چار قومی فنکشنوں کے علاوہ آٹھ انٹر ہاؤس تقریری مقابلے اور ایک انٹر ہاؤس خطابتی مقابلے کا اہتمام کیا۔ ان تمام تقریبات میں ۱۸۰ طلباء نے حصہ لیا۔

تذکرۂ شہداء

کالج کے شعبہ تحقیق وترقی کے سربراہ پروفیسر سعید راشد نے قائداعظم پر ایک کتاب ''گفتار کردار قائداعظم'' مرتب کی اور کالج کے پندرہ شہداء پر کتاب ''تذکرۂ شہداء'' صدر پاکستان جنرل محمد ضیا الحق کے پیش لفظ کے ساتھ شعبہ کے زیر اہتمام شائع کی۔

۸۲-۱۹۸۱ء (۱۹۸۱ء کے امتحانی نتائج)

میٹرک کے امتحان میں ۷۱ میں سے ۶۱ نے اے گریڈ حاصل کیا۔ سب کی فرسٹ ڈویژن آئی۔ انٹرمیڈیٹ میں نتیجہ ۸۱ فیصد رہا۔ فخر الاسلام نے پری انجینئرنگ گروپ میں بورڈ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

تربیت سے عالمگیرین

کالج میگزین کا نام تربیت سے عالمگیرین کر دیا گیا۔ ۸۲-۱۹۸۱ء کا شمارہ اسی نئے نام سے شائع ہوا۔ نام کی تبدیلی کی توجیہہ عالمگیرین کے اداریے میں کی گئی۔

جنرل محمد اقبال خان کا خطاب

۲۱ جون ۱۹۸۱ء کی صبح انٹر ہاؤس سوئمنگ پر جنرل محمد اقبال خان مہمانِ خصوصی تھے۔ انہوں نے کیڈٹس کو ایڈریس بھی کیا۔

منگلا میں مقابلہ خطابت

جون ۱۹۸۱ء کی شام انٹر پبلک سکولز مقابلہ خطابت میں کالج سرخرو ہوا۔

یوم تاسیس

ستمبر ۱۹۸۱ء کے یوم تاسیس پر جنرل محمد ضیاء الحق نے پیغام تہنیت بھیجا۔ جو ۸۲۔۱۹۸۱ء کے عالمگیرین میں شائع ہوا۔صدر پاکستان نے اپنے پیغام میں کالج کے بارے میں کہا۔

" Your College is a symbol of devotion, curage and loyalty. I have no doubt that you will live up to the fine tradition of your College, and add further dimensions to these by deriving inspirationfrom Islamic values and principles. Let your tomorrow be better than yesterday."

برن ہال کالج سے کھیلوں کے مقابلے

۲۸ اور ۲۹ ستمبر ۱۹۸۱ء کو برن ہال کالج کی ٹیموں سے سپورٹس مقابلے ہوئے۔کالج نے میزبانی کی۔

لیفٹیننٹ جنرل جہاں داد خان

آپ اکتوبر ۱۹۸۱ء کے مقابلہ خطابت میں جس کا عنوان تھا ''جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی'' مہمانِ خصوصی تھے۔انھوں نے کالج کو ایڈریس بھی کیا۔

جے سی ونگ

اکتوبر ۱۹۸۱ء میں کالج میں جونیئر کیڈٹ ونگ پی ایم اے کی جے سی بی کی ایک توسیع کے طور پر قائم کیا گیا۔جس میں جے سی گیارہ کے ۳۸ جے سیز نے رپورٹ کی

تعزیتیں

کالج کے ایک سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد رفیق نے ۲۲ نومبر ۱۹۸۱ء کی شب لاہور میں انتقال کیا۔انکا شمار کالج کے ماسٹر بلڈرز اور عظیم معماروں میں ہوتا ہے۔

انکی شخصیت و کردار پر پروفیسر سعید راشد نے ایک کتاب ''کردار ساز'' کے نام سے لکھی۔ جو مجلس یادگار رفیق نے شائع کی۔۱۹۸۱ء میں کالج کے دو نامور پرانے استادوں مسٹر مظہر علی خان اور جناب محمد حسن صاحب نے انتقال کیا۔ان تینوں روشن چراغوں کا تذکرہ کالج کے سٹاف پر پروفیسر سعید راشد کی کتاب ''چراغوں کی قطار'' میں کیا گیا ہے۔

۱۹۸۱ء میں دو اولڈ بوائز ۶۰۷۲ محمد رفیق اور ۳۹۲۲ لیفٹیننٹ ناصر ریاض مہلک حادثات کا شکار ہوئے۔

جلسہ تقسیم انعامات

۸۲۔۱۹۸۱ء کے سیشن کا جلسہ تقسیم انعامات ۱۰ دسمبر ۱۹۸۱ء کو منعقد ہوا۔ وی سی او اے ایس جنرل سوار خان مہمانِ خصوصی تھے۔

پی ایم اے کے اعزازات

۲۵ مارچ ۱۹۸۲ء کی صبح ۶۵ ویں پی ایم اے لانگ کورس کی اعزازی شمشیر عالمگیرین ارشد محمود نے حاصل کی۔ترکی کے فوجی وفد نے ارشد محمود کو ترک ملٹری اکیڈمی کی طرف سے بھی ایک تلوار پیش کی۔

۸۳-۱۹۸۲ء جے سیز JCs

۸۳-۱۹۸۲ء کے سیشن میں کالج میں جے سی گیارہ، بارہ اور تیرہ کے ۹۷ جے سیز زیرِ تربیت تھے۔

امتحانی نتائج

۱۹۸۲ء کے میٹرک کا نتیجہ ۹۹ فیصد رہا۔ ۷۵ میں سے ۷۴ طلبہ پاس ہوئے۔ ۴۷ نے اے گریڈ لیا۔ سہیل اظہر نے بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ انٹر میڈیٹ کا نتیجہ ۸۷ فیصد رہا۔

گولڈ میڈل کا اجراء

۱۹۸۲ء سے بورڈ کے امتحان میں کالج میں اول آنے والے طالب علم کے لئے ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن بریگیڈیئر چوہدری عبدالمجیب نے ڈی جی اے ای سی گولڈ میڈل کے ایوارڈ کا اعلان کیا۔

جونیئر کیڈٹس ونگ کا نتیجہ

جے سی گیارہ کے اینڈ سیمسٹر امتحان کے ۳۰ کیڈٹس میں سے ۱۵ نے فرسٹ ڈویژن، ۹ نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی اور ایک نے تھرڈ ۵ ناکام رہے۔ مجموعی نتیجہ 83.3 فیصد رہا۔ تین جے سیز نے امتیازات حاصل کئے۔

سکاؤٹنگ اور ہائیکنگ

۱۹۸۲ء میں سکاؤٹنگ اور ہائیکنگ کے لئے لڑکے انتظامی مشکلات کی وجہ سے مری نہ جا سکے۔ برسہا برس کے بعد یہ عارضی تعطل ہوا۔

بریگیڈیئر رفیق مرحوم پر مضامین

کالج کے سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر رفیق پر ۸۲-۱۹۸۱ء کے تربیت کے اردو سیکشن میں مسٹر علوی کا (پندرہ صفحات) مضمون ''میر کارواں کی یاد میں' چھپا۔ اور انگریزی میں انکی یاد میں مسٹر حیدری میجر جنرل (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) محمد اقبال، میجر جنرل (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) پیر داد خان ستارۂ جرأت، بریگیڈیئر (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) آر ڈی بھٹی اور بریگیڈیئر رب نواز خان کے تاثراتی اور مطالعاتی مضامین شائع ہوئے۔

یوم تاسیس

۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء کی صبح کالج کا ۷۵ واں یوم تاسیس منایا گیا۔ ۱۹۱ بریگیڈیئر محمد عباس بیگ مہمانِ خصوصی تھے۔

انٹر ہاؤس اقبالیات

۸۳-۱۹۸۲ء کے سیشن میں انٹر ہاؤس مقابلوں میں اقبالیات کے مقابلے کا اضافہ ہوا۔ میجر عبدالخالق اے ای سی نے اقبالیات شیلڈ کالج کی نذر کی۔

جرأتوں کے نشان

کالج کے شعبۂ تحقیق و ترقی کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد نے کالج کے ۴۲ اعزاز یافتہ غازیوں پر ایک کتاب ''جرأتوں کے نشان' مرتب کی۔ جناب صدر محمد ضیاء الحق نے اس کا پیش لفظ لکھا۔

شمشیرِ اعزاز

۶۶ ویں پی ایم اے لانگ کورس کی شمشیرِ اعزاز عابد محمود نے اور ۱۶ ویں گریجویٹ کورس پی اے ایف ایروناٹیکل انجینئرنگ کالج کی شمشیرِ اعزاز اختر نواز ملک نے حاصل کی۔ ان اعزازات کے علاوہ ۶۶ ویں پی ایم اے لانگ کورس کا طلائی تمغہ پی اے ایف ایروناٹیکل کالج کی چیف آف دی ائیر سٹاف ٹرافی، آرمی ایوی ایشن سکول کی ٹرافی، صدر کی ٹرافی بھی اس سال عالمگیریز ہی کے حصے میں آئیں۔ ۶۶ ویں پی ایم اے کورس میں ۲۴ میں سے ۹ کراس بیلٹس عالمگیریز کے پاس تھیں۔

عالمگیریز یونین اور سالانہ تقریب تقسیم انعامات

۳۰ نومبر ۱۹۸۲ء کی شام کو ڈرامے سے ری یونین کی تقریبات کا آغاز ہوا۔ یکم دسمبر ۱۹۸۲ء کی صبح جنرل محمد اقبال خان نے نئی لائبریری کا جو انہی کی کوششوں سے تعمیر ہوئی تھی افتتاح کیا۔ اسی دن عالمگیریز ایسوسی ایشن کی جنرل باڈی کا اجلاس ہوا اور ری یونین کی دوسری تقریبات رات گئے تک جاری رہیں۔ ۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کی صبح یوم والدین اور جلسۂ تقسیم انعامات کی تقریب کی صدارت جنرل اقبال ہی نے کی۔ اس موقع پر حسب معمول کالج کی ذہنی وجسمانی، ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیاں پیش کی گئیں۔ سکاؤٹنگ، مصوری، سائنس کی نمائشوں کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

مسٹر رشید کی ریٹائرمنٹ

دسمبر ۱۹۸۲ء میں تاریخ کے استاد پروفیسر عبدالرشید نے ریٹائرمنٹ پر کالج کو خدا حافظ کیا۔ انہوں نے ۲۲ سال تک کالج کو اپنی تدریس، تعلیم اور تربیت سے مستفیض کیا۔ بڑے پکے مذہبی اور بڑے کٹر پاکستانی تھے۔ ان دونوں صفات سے طلباء نے انسپریشن قبول کیا۔ عالم جوانی میں سگنلز میں افسر رہے تھے۔ ان کی ذات میں سول اور فوجی رویوں کا ایک خوبصورت امتزاج تھا۔ ان کی شخصیت اور انداز تدریس کی جھلکیاں ''چراغوں کی قطار'' میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر کا تبادلہ

کمانڈانٹ بریگیڈیئر عبدالستار اور چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل حامد رضا صدیقی دونوں کا تبادلہ دسمبر ۱۹۸۲ء میں ہوا۔ بریگیڈیئر عبدالستار کے تین سالہ دور میں یادگار شہداء بیالوجی لیبارٹری اور کلاس رومز، نئی لائبریری کی عمارت تعمیر ہوئی۔ انہی کے عہد میں کمانڈانٹ کا عہدہ اپ گریڈ ہوا۔ اور وہ خود اس پر فائز ہوئے۔ گل کاری اور گل آفرینی کا بھی انہیں کافی ذوق تھا۔ انہوں نے کالج کو پھولوں کے نئے تختوں کے بڑے خوبصورت تحفے بھی دیئے۔ ان کے زمانے دسمبر ۱۹۸۰ء میں جناب صدر نے کالج کی توسیع کا اعلان کیا۔ اس حوالے سے بھی انہیں یاد رکھا جائے گا۔

کرنل حامد رضا صدیقی ۱۹۶۲ء میں یہاں بحیثیت سیکنڈ لیفٹیننٹ آئے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں بحیثیت کیپٹن آئے۔ یہیں میجر اور (ہاؤس ماسٹر) ہوئے۔ اگست ۱۹۷۸ء میں لیفٹیننٹ کرنل پروموٹ ہو کر چیف انسٹرکٹر کے منصب پر فائز ہوئے۔ انہوں نے معلم کا مزاج اور پبلک سکول کے استاد کا اسٹائل پایا تھا۔ وہ اپنے دائرہ میں منفرد تھے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ ادارے میں جذب ہو گئے تھے۔

بریگیڈیئر عنایت الرحمٰن صدیقی

یکم جون ۱۹۸۳ء کو بریگیڈیئر عنایت الرحمٰن صدیقی نے کالج کی زمام انتظام اپنے ہاتھ میں لی۔ وہ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۷ء تک کچھ عرصے کے سوا یہاں ریاضی کے استاد اور ہاؤس ماسٹر رہ چکے تھے۔ اور یوں کالج کی رگ رگ سے واقف تھے۔ وہ اسکاٹ لینڈ کے ایک معروف پبلک سکول گارڈن اسٹون میں پڑھانے کا بھی عملی تجربہ رکھتے تھے۔

نئے چیف انسٹرکٹر

لیفٹیننٹ کرنل شیر افضل خان نے بحیثیت اسسٹنٹ کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر جنوری ۱۹۸۳ء میں اپنے عہدے کا چارج لیا۔ وہ پہلے بھی یہاں استاد اور ہاؤس ماسٹر رہ چکے تھے۔ ۱۹۷۱ء کے دوران کچھ عرصہ ایڈجوٹینٹ کے منصب پر بھی فائز رہے تھے۔

والدین سے رابطہ

جنوری ۱۹۸۳ء میں کمانڈانٹ نے والدین سے تعارفی خطوط کے ذریعے رابطہ قائم کیا۔

تعزیتیں

لیفٹیننٹ کرنل علمدار حسین (۲۲۱۳) ۵ جنوری ۱۹۸۳ء کو بلوچستان میں ڈیوٹی دیتے ہوئے جاں بحق ہوئے۔ ۱۸ فروری ۱۹۸۳ء کو لیفٹیننٹ کرنل ۲۳۵ خوشی محمد نے بعارضۂ قلب انتقال کیا۔ کالج کے ایک سابق استاد کرنل این ڈی حسن نے مارچ ۱۹۸۳ء کو رحلت کی۔ کالج کے پرانے خدمت گار قاصد سکندر شاہ کا انتقال فروری

۱۹۸۳ءکو ہوا۔کالج کے ریاضی کے جواں سال استاد لیفٹیننٹ محمد احمد شاہ مختصر علالت کے بعد سی ایم ایچ راولپنڈی میں اللہ کو پیارے ہوئے۔

دو جونیئر ہاؤس

اپریل ۱۹۸۳ء میں آٹھویں میں ۱۲۰ کی نئی انٹری کی وجہ سے آٹھویں کے دو ہاؤس محمود غزنوی اور بابر بنائے گئے۔مسٹر سعید راشد محمود غزنوی ہاؤس کے اور کیپٹن محمد اجمعین بابر ہاؤس کے ہاؤس ماسٹر بنائے گئے۔ باقی دو ہاؤس نویں سے بارہویں تک کے سینئر ہاؤس ہو گئے۔اپریل ۱۹۸۳ء میں جے سینز شیر شاہ ہاؤس میں اکٹھے کر دیئے گئے تھے۔جولائی ۱۹۸۳ء میں انکے جے سی بی میں چلے جانے کے بعد ہاؤس خالی ہو گیا۔

جے سینز کی واپسی

جے سی ونگ کی جو مرحلہ وار واپسی اپریل ۱۹۸۳ء سے شروع ہوئی تھی جولائی ۱۹۸۳ء میں مکمل ہو گئی۔

نئے اقدامات

اپریل ۱۹۸۳ء سے کالج میں ٹرسٹ سسٹم (Trust System) کے تحت جو نئے تربیتی و تعلیمی اقدامات کئے گئے وہ یہ تھے۔

(الف) ڈسپلن کی تربیت کے لئے خود آگہی اور خود احتسابی پر مبنی ٹرسٹ سسٹم شروع کیا گیا۔

(ب) مشورہ اور راہنمائی کا نظام

(ج) تعلیم و تربیت کے مختلف شعبوں میں طلباء کی ترقی یا کمی کو جانچنے کے لئے پراگریس رپورٹ کا نیا انداز (Pattern)

(د) سجیشن باکس کی تجدید

(س) نو آموزوں کی لازمی باکسنگ

(ج) صبح کی اسمبلی میں ہر روز ایک تقریر کی روایت

(ر) ہر سپورٹس اور کھیل کے مقابلہ میں اے۔بی۔سی۔ڈی تین چار ٹیمیں تا کہ سب لڑکوں کو مقابلے میں حصہ لینے کا موقع مل سکے۔

امتحانی نتائج

۱۹۸۳ء میں کالج میں جے سی ون کی وجہ سے ریگولر انٹرمیڈیٹ کلاس نہیں تھی۔ پنڈی بورڈ کے میٹرک کے امتحان کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۶۵ میں سے سب نے فرسٹ ڈویژن لی۔ ۴۶ نے اے گریڈ کے مارکس لئے۔

کالج کونسل اور اکیڈیمک کونسل

بریگیڈیئر آئی آر صدیقی نے کالج کے انتظامی معاملات کے لئے باقاعدہ طور پر کالج کونسل تشکیل دی جس کی ساخت یہ تھی۔کمانڈانٹ، چیئرمین، اسسٹنٹ کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر، وائس چیئرمین، اراکین چیئرمین کیڈٹس کونسل، ہاؤس ماسٹرز، کوارٹر ماسٹر آر ایم او اور ایڈجوٹنٹ (سیکرٹری کے طور پر) (اس وقت اے کیو کی پوسٹ نہیں تھی) اور صرف تعلیم و تربیت کے معاملات کے لئے جو اکیڈیمک کونسل بنائی گئی اس میں کمانڈانٹ، چیف انسٹرکٹر، ہاؤس ماسٹرز کے علاوہ چیئرمین کیڈٹ کونسل (مسٹر علوی) بھی شامل تھے۔

کیڈٹس کونسل

طلبا کی مشاورتی مجلس کی تشکیل مئی ۱۹۸۳ء میں معرض وجود میں آئی۔طریقہ کار اور دائرہ مقرر کیا گیا۔اور اراکین کے طریق انتخاب کا تعین ہوا۔مسٹر عین الدین علوی اس کے فاؤنڈر چیئرمین مقرر ہوئے۔

گائڈنس فولیو (Guidance Folio)

طلبا کی ہمہ گیر راہنمائی کے لئے اردو، انگریزی میں پروفیسر سعید راشد کا مرتب کیا ہوا ایک کتابچہ ''گائڈنس فولیو'' اور روزمرہ کی انگریزی کی مشق کے لئے مسٹر علوی کا لکھا ہوا، سپوکن انگلش (Spoken English) کا ایک کتابچہ جونیئر لڑکوں کو جاری کیا گیا۔

میٹرک کلاس کے لئے آئی ایس ایس بی کی تیاری

اپریل ۱۹۸۳ء میں میٹرک کے امتحان کے فوراً بعد ایک ہفتے کا کورس چلایا گیا۔ جس میں رکاوٹوں کی مشق بھی شامل تھی۔

گرین۔ریڈ سلپ سسٹم اور گرین سٹ

اپریل ۱۹۸۳ء میں کیڈٹ کے غیر معمولی طور رمثبت کام اور رویے پر گرین سلپ دینے اور منفی کام یا غلط رویے پر ریڈ سلپ جاری کرنے کا سسٹم شروع کیا گیا۔ اس کی بنیاد پر کیڈٹس کی حوصلہ افزائی کی جاتی یا اصلاح کروائی کی جاتی۔ ان ہی مشاہدات کی بنا پر ان کی کرداری اور تعلیمی ترقی کو جانچا اور پرکھا جاتا۔ اس سسٹم کے فالواپ کے طور پر پراگریس رپورٹ کا نیا پیٹرن تیار کیا گیا۔ جو شخصیت اور ذہنی نشوونما کے ہر پہلو پر حاوی تھا۔ (اس کو ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سیل نے تیار کیا تھا) گرین سٹار کے مستحق وہ لڑکے سمجھے جاتے تھے جن کے ڈوزیئر میں کوئی ریڈ سلپ نہ ہو۔ کم از کم تین گرین سلپ بھی ہوں اور کسی امتحان بھی فیل نہ ہوئے ہوں۔ ۸۴۔۱۹۸۳ء کے سیشن میں کیڈٹس کو گرین سٹار دیئے گئے۔

پریفیکٹس کی ورکشاپ

مئی ۱۹۸۳ء میں پریفکیٹس کی تربیت کے لئے ایک ہفتہ کا کورس چلایا گیا۔ ''مسٹر علوی'' مسٹر راشد اور کمانڈانٹ نے لیکچرز دیئے اور ڈسکشن گروپ کنڈکٹ کئے۔

سکاؤٹنگ اور ہائیکنگ

سکاؤٹس نے مری کے سالانہ کیمپ میں آل راؤنڈ بیسٹ شیلڈ جیتی اور پریذیڈنٹس میڈل آف میرٹ حاصل کیا۔ حسب دستور ہائیکنگ اور کوہ پیائی کی مہم پر بھی لڑکے گئے۔

اختر احسن گولڈ میڈل کا اجراء

۸۴۔۱۹۸۳ء کے سیشن سے کالج میں بورڈ کے امتحان میں بہترین کارکردگی کے لئے اختر احسن گولڈ میڈل کا اجراء ہوا۔ ۱۹۸۳ء کا پہلا ایوارڈ میٹرک کے امتحان میں کالج میں فرسٹ آنے پر عامر خان کو دیا گیا۔

مسٹر حیدری کی رحلت

۲۵ جولائی ۱۹۸۳ء کی صبح آرمی ایجوکیشن پریس کے دفتر میں اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے اور ایک ہاتھ میں اپنے پارکر پین کو پکڑے ہوئے مسٹر حیدری نے جاں جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عہد گل ختم ہوا، ٹوٹ گیا ساز چمن

حیدری صاحب کی شخصیت انکے علمی کمالات اور خدمتوں کا تذکرہ انکے شاگردوں نے ''چراغوں کی قطار'' میں تفصیل سے کیا ہے۔

خطابت کی تربیت کا منصوبہ

ستمبر ۱۹۸۳ء میں تقریر کرنے کی تربیت ایک منصوبے کے تحت شروع کی گئی۔ ہفتے کے پانچ دن، صبح کی اسمبلی میں ایک ایک دن چار ہاؤسوں کو الاٹ کیا گیا۔

اس دن اس ہاؤس کا لڑکا اردو یا انگریزی میں تین سے چار منٹ کی تقریر کرتا۔ ہر ہاؤس میں ہر لڑکے کو بتا دیا جاتا کہ اسے آئندہ کس تاریخ کو تقریر کرنی ہے۔ تقریر کے بے شمار عنوانات بھی تیار کیئے گئے۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء سے مئی ۱۹۸۴ء تک ۸۱ کیڈٹس کامیابی سے اس مرحلہ سے گزرے ہفتے کے پانچویں دن اس ہفتے کی بہترین تقریر ریکارڈ کی جاتی تھی۔ تقریروں کے یہ کیسٹ کالج میوزیم میں رکھے گئے۔

یوم تاسیس

۱۹۸۳ء کا ریزنگ ڈے ۶۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو منایا گیا۔ مہمانِ خصوصی جنرل محمد اقبال خان تھے۔

شام لطائف

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کی شام بزم ادب کے زیر اہتمام شام لطائف منائی گئی۔ لطائف کے انٹر ہاؤس مقابلہ کے بعد انسٹرکٹرز نے بھی لطائف سنائے۔ آخر میں کارٹونوں کی نمائش ہوئی۔

پی ایم اے کا اعزاز

۶۷ ویں لانگ کورس میں بھی عالمگیرین افتخار احمد (۴۱۲۸) نے شمشیر اعزاز حاصل کی۔

ایک حادثہ

دسمبر ۱۹۸۳ء میں کوت سے کچھ ہتھیار اور ایمونیشن کی چوری کا حادثہ پیش آیا۔ جسکا سراغ بھی نہ مل سکا۔

سالانہ تقریب تقسیم انعامات

۸۴۔۱۹۸۳ء کے سیشن کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب ۲۶۔ جنوری ۱۹۸۴ء کی صبح منعقد ہوئی۔ وائس چیف آف آرمی سٹاف جنرل سوار خان مہمانِ خصوصی تھے۔ سائنس اور مصوری کی نمائشوں کا اہتمام بھی تھا۔ مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال میں طلباء کے والدین سے اور لائبریری میں اساتذہ سے غیر رسمی گفتگو کی۔

بالترتیب تلاوت اور درس حدیث

ایک کیڈٹ عثمان خلیل کی تجویز پر صبح کی اسمبلی میں جنوری ۱۹۸۴ء سے بالترتیب رکوع بہ رکوع تلاوت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ایک کیڈٹ ہی کی تجویز پر اسی ماہ سے ہفتے کا ایک دن ایک منتخب حدیث کی تشریح کے لئے مخصوص کیا گیا۔ (یہ سلسلہ تادیر نہ چل سکا)

ہاؤسوں کی تبدیلی

اپریل ۱۹۸۴ء میں اورنگ زیب ہاؤس اور ٹیپو سلطان ہاؤس جونیئر ہاؤس بنا دیئے گئے۔ ان کے سینئیر بابر اور محمود غزنوی میں منتقل ہو گئے۔ ہاؤس سٹاف بھی ساتھ ہی منتقل ہو گیا۔

مسٹر شفیق کی ریٹائرمنٹ

کیمسٹری کے بے مثال استاد پروفیسر شفیق احمد تیس سال تک کالج میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد مئی ۱۹۸۴ء میں از خود ریٹائر ہو گئے۔ طلباء نے انکی تدریس سے بھی فیض اٹھایا اور ان کے درویشانہ مزاج سے بھی۔ ان کا دماغ سائنس داں کا اور دل درویش کا تھا۔ (ان کے شاگردوں نے ''چراغوں کی قطار'' میں انھیں خوب یاد کیا ہے)

امتحانی نتائج

۱۹۸۴ء کے میٹرک کے امتحان کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۸۵ میں سے ۸۰ نے فرسٹ ڈویژن اور ۵ نے اے گریڈ لیا۔

جشنِ تمثیل

مئی ۱۹۸۴ء میں ایک پرانی روایت کو زندہ کیا گیا۔ اور ہر ہاؤس کو ایک گھنٹے میں اپنا ورائٹی یا ڈرامینک شو اسٹیج کرنے کے لئے ایک گھنٹہ الاٹ کیا گیا۔ ایک شب دو دو ہاؤسوں نے اپنے شو کیے۔ ان انٹر ہاؤس مقابلوں میں ٹیپو سلطان ہاؤس بازی لے گیا۔ سینئیرز میں محمود غزنوی ہاؤس اول رہا۔ جشن تمثیل کے وقفوں کے دوران ہاؤسوں نے اپنے اپنے ٹی اور کولڈ ڈرنک کے سٹال بھی لگائے۔

کمانڈانٹ کا تبادلہ

۱۲۔ اگست ۱۹۸۴ء کو بریگیڈئیر آئی آر صدیقی کا تبادلہ ہو گیا۔ ماہ و سال کے پیمانے سے صرف ۱۹ ماہ اور بارہ دن کالج کی زمام قیادت ان کے ہاتھ میں رہی۔ لیکن ان کی قیادت کا ہر دن تخلیقی تھا۔ وہ پبلک سکول سسٹم کی روح کو سمجھتے تھے۔ ٹرسٹ سسٹم، کیڈٹس کونسل کی تنظیم، ہر کیڈٹ کو تقریر کرنے کا موقع دینے کا منصوبہ، طلبہ کی اچھی اور ناقص کارکردگی پر نظر رکھنے کیلئے گرین اور ریڈ سلپ دینے کا طریقہ، ہاؤسوں میں نماز باجماعت کا اہتمام، بزم ادب، جشن تمثیل، صبح کی اسمبلی کی تقریریں، ان سب اقدامات کے لئے انھیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ وہ پبلک اسکول کے آئیڈیل استاد، آئیڈیل ہیڈ ماسٹر اور Role Model تھے۔

بریگیڈئیر عثمان شاہ

۱۳۔ اگست ۱۹۸۴ء کو بریگیڈئیر عثمان شاہ سابق ڈائریکٹر آرٹلری نے کالج کی سربراہی کا منصب سنبھالا۔

اسپورٹس اور بیرون درس سرگرمیاں

Mountaineering and Hiking اور اسکاؤٹنگ کی سرگرمیاں اپنے روایتی امتیازات کے ساتھ جاری رہیں۔ معمول کے اسپورٹس مقابلوں کے علاوہ نو آموزوں کی باکسنگ کا سلسلہ جو گزشتہ سال شروع کیا گیا تھا اس سال بھی جی رہا۔

علم کی سرحدیں

اس سال بزم ادب کے زیر اہتمام تمام کلاسوں کے لئے انگریزی اور اردو میں بک ریویو کے مقابلوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اردو انگریزی میں انٹر ہاؤس مضمون نگاری، انٹر ہاؤس اقبالیات اور جنرل نالج کے مقابلے بھی حسب سابق جاری رہے۔ ہر کلاس کو ہفتے میں دو لائبریری پیریڈ دیے گئے۔

بریگیڈئیر رفیق کی یاد میں ایک یادگار مضمون

بریگیڈیئر رفیق کی شخصیت کا ایک بصیرت افروز مطالعہ ایک ممتاز عالمگیرین (۸۵۔۱۹۸۴ء کے تربیت میں) میجر جنرل (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) محمد اشرف کے قلم سے شائع ہوا۔

گائیڈینس اینڈ کاؤنسلنگ سینٹر

نفسیاتی مشاورت اور راہنمائی کے لئے اکتوبر ۱۹۸۴ء میں گائیڈینس اینڈ کاؤنسلنگ سنٹر (Guidance and Counselling centre) کا قیام ایک تجربہ کار ماہر نفسیات میجر صہیب صدیقی کی نگرانی میں عمل میں آیا۔

سمعی و بصری ذرائع تعلیم

تدریس کو موثر تر اور دلچسپ تر بنانے کے لئے ضروری ساز و سامان کے ساتھ ایک (Audio Visual Teaching Aids) سنٹر کا قیام عمل میں آیا۔

تعلیمی سیاحتیں

اس سال طلباء کے ایک گروپ نے سرگودھا میں سرگودھا ایجوکیشن بورڈ کا سائنسی میلہ اور اسلام آباد کی صنعتی نمائش دیکھی۔

کالج لائبریری کی تنظیم نو

وائس چیف آف دی آرمی سٹاف، گورنر پنجاب اور آئی جی ٹی اینڈ ای کے فراخدلانہ عطیات سے کالج لائبریری میں طلباء کے کام کی مخصوص معلوماتی، سائنسی اور دلکش کتابوں کے ذخیرہ میں معتدبہ اضافہ ہوا۔

یوم تاسیس اور عالمگیر ینز ایسوسی ایشن کی صدارت

۱۵ ستمبر ۱۹۸۴ء کی صبح کالج کے یوم تاسیس کی تقریب کے مہمانِ خصوصی جنرل محمد اقبال خان تھے۔ تقریب کے بعد عالمگیر ینز ایسوسی ایشن کی مجلس عامہ کا اجلاس ہوا اور جنرل محمد اقبال خان کی تجویز پر ان کے ریٹائر ہوجانے کی وجہ سے لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال کو ایسوسی ایشن کا صدر نامزد کیا گیا۔

چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی گولڈ میڈل

۸۵۔۱۹۸۴ء سے سال کے آل راؤنڈ بیسٹ کیڈٹ کے لئے چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی گولڈ میڈل کا اجراء ہوا۔ (جو جنرل محمد اقبال خان چیئرمین چیفس آف سٹاف کمیٹی کا عطیہ تھا)

کالج کلاسز کی تجدید

۱۹۸۱ء کے اواخر میں یہاں جے سی ونگ کھلنے پر اس سال یہاں فرسٹ ائیر میں کوئی داخلہ نہیں ہوا تھا۔ پرانی ایف ایس سی کلاس چل رہی تھی۔ چنانچہ ۸۳۔۱۹۸۲ء میں یہاں بورڈ کی انٹر کلاسز نہیں تھیں۔ جولائی ۱۹۸۴ء میں کالج کا پرانا سٹیٹس (Status) بحال ہوگیا اور نومبر ۱۹۸۴ء میں فرسٹ ائیر کلاس پھر شروع ہوئی۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء کی صبح کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب کے صدر محفل وی سی او اے ایس جناب جنرل خالد محمود عارف تھے۔ اس موقع پر فوٹو گرافی، آرٹ، سائنس اور سکاؤٹس کی نمائشوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔

امتحانی نتائج

۱۹۸۵ء کے میٹرک کے امتحان میں ۷۳ میں سے ۷۲ کامیاب ہوئے۔ ۹۹ فیصد نتیجہ رہا۔ ۳۳ نے اے گریڈ حاصل کیا۔ (انٹر میڈیٹ کا اگلا امتحان اپریل ۱۹۸۶ء میں ہوا)

ورائٹی پروگرام

مئی ۱۹۸۵ء میں بھی گزشتہ سال کی طرح موسیٰ ہال میں پانچوں ہاؤسوں نے ایک ایک گھنٹے کے ورائٹی پروگرام پیش کئے۔

عالمگیر ینز ایسوسی ایشن کے نئے صدر

۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کی مجلس عاملہ کی میٹنگ میں ایسوسی ایشن کے نئے صدر لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال کی صدر نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ جنرل محمد اقبال خان نے سرپرست اعلیٰ بننے کی درخواست قبول کی۔

عالمگیر ینز ٹرسٹ

عالمگیر ینز ویلفیئر فنڈ کو عالمگیر ینز ٹرسٹ کی شکل دی گئی اور اس سلسلہ میں ضروری کارروائی شروع کی گئی۔

ہابیز

اندرون خانہ اور بیرون در مشاغل، آرٹ کلب، سائنس کلب، جوڈو، سکاؤٹنگ، ہائیکنگ، کوہ پیمائی اپنے روایتی امتیاز سے جاری رہے۔

چیف انسٹرکٹر کی تبدیلی

جولائی ۱۹۸۵ء میں چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل شیر افضل خان کے تبادلے پر لیفٹیننٹ کرنل نصراللہ خان نے اس منصب کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔

پی ایم اے کے اعزازات

پی ایم اے کے ۷۰ ویں لانگ کورس میں ایک عالمگیرین جاوید اختر نے شمشیرِ اعزاز حاصل کی تھی۔ ۷۲ ویں لانگ کورس میں یہ اعزاز عالمگیرین نسیم حسن کو نصیب ہوا۔

انٹر ہاؤس پاکستانیات

طلباء کی نظریاتی بنیادوں کو پختہ کرنے کے لئے انٹر ہاؤس اقبالیات کے بعد اس سال انٹر ہاؤس پاکستانیات کا مقابلہ شروع ہوا جس کے لئے مینارِ پاکستان کی صورت میں دھات میں ڈھلی ہوئی ایک شاندار شیلڈ ۲۴۲۸ بریگیڈیئر مقصود الحسن نے کالج کی نذر کی۔

عمارات اور سہولتیں (Amenities)

کالج کے اردگرد نئی فصیل (باؤنڈری وال) مکمل ہوئی۔ کالج ہسپتال کو بھی اصلاح (Renovation) کے بعد ایک نئی شکل ملی۔ ہاؤسوں کے اینٹی رومز (Ante Rooms) کو بڑے پیمانے پر نئے فرنیچر اور رنگین ٹی وی سے آراستہ کیا گیا۔ کالج کی تمام عمارتوں کو آف وہائٹ ڈسٹمپر کیا گیا اور تمام دروازوں اور کھڑکیوں پر سفید پینٹ کیا گیا۔

ماسٹر پلان

۱۹۸۵ء میں کالج کی توسیع اور عمارتوں کی تعمیر نو کے لئے ماسٹر پلان جی۔ ایچ۔ کیو نے منظور کیا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۲ دسمبر ۱۹۸۵ء کی صبح پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف نے کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت کی۔ آخر میں موسیٰ ہال میں آرٹ، سائنس اور سکاؤٹنگ کی نمائش بھی ملاحظہ کی۔

انتقال پر ملال

اس سال کالج کے دو اولڈ بوائز میجر عمر حیات اور جی سی عامر اکرام نے مختصر علالت کے بعد انتقال کیا۔ اور دو اور اولڈ بوائز کیپٹن سرفراز علی خان اور کیپٹن اظہر علی ڈیوٹی پر اتفاقی حادثات کی نذر ہوئے۔ تین پرانے اساتذہ مسٹر عبدالحمید قریشی، لیفٹیننٹ کرنل محمد قسیم صدیقی اور کیپٹن سید واصف علی نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔

۸۷-۱۹۸۶ء ہاؤسوں کی تنظیم

۸۷-۱۹۸۶ء کے سیشن میں ایک بار پھر پرانی تنظیم دہرائی گئی۔ شیر شاہ ہاؤس کو آٹھویں کے لئے جونیئر ہاؤس اور باقی چار ہاؤسوں کا پرانے سینئر ہاؤس کا سٹیٹس بحال ہو گیا۔

امتحانی نتائج

۱۹۸۲ء میں میٹرک کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۱۰۴ نے امتحان دیا جن میں ۹۹ فرسٹ ڈویژن میں آئے۔ ۷۳ نے اے گریڈ لیا۔

کمپیوٹر کلب

اس سال ہابی کلبوں میں کمپیوٹر کلب کا اضافہ ہوا۔

ڈائمنڈ جوبلی

کالج کی ڈائمنڈ جوبلی ستمبر ۱۹۸۵ء میں ہونا تھی جوانتظامی وجوہ کی بنا پر نومبر ۱۹۸۶ء میں منعقد ہوئی۔ ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر اولڈ بوائز ری یونین، عالمگیر نیز ایسوسی ایشن اور کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے انعقاد کا بھی اہتمام کیا گیا اس طرح ڈائمنڈ جوبلی کی تقریبات ۱۸ نومبر ۱۹۸۶ء سے ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء تک تین دن جاری رہیں۔

ڈرامیٹک کنسرٹ

کالج کے ڈرامیٹک کلب نے اپنا سالانہ کنسرٹ ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ۱۹ نومبر ۱۹۸۶ء کو سٹیج کیا تھا۔ یہ مسٹر عین الدین علوی کا آخری پروگرام تھا۔

داستان علم وعمل جلد اول

پروفیسر سعید راشد کی مرتب کی ہوئی کالج کی تاریخ ''داستان علم وعمل'' کی رونمائی کی رسم ۱۹ نومبر کی شب موسیٰ ہال میں (سالانہ کنسرٹ کے بعد) اس شب کے مہمانِ خصوصی وائس چیف آف آرمی سٹاف جنرل خالد محمود عارف نے ادا کی۔ داستان علم وعمل عالمگیر یز ایسوسی ایشن کے اہتمام سے شائع ہوئی تھی۔ حاضرین سے کتاب کا تعارف عالمگیر نیز ایسوسی ایشن کے صدر لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال نے کرایا۔

عالمگیرین ایسوسی ایشن

۱۹ نومبر ۱۹۸۶ء کو موسیٰ ہال میں ایسوسی ایشن کی جنرل باڈی کی میٹنگ میں صدر اور سرپرست اعلیٰ کے عہدوں کی توثیق کی گئی اور انجمن کے نئے عہدیدار بھی منتخب کئے گئے۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

ڈائمنڈ جوبلی کے سلسلے میں سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء کی صبح منعقد ہوئی۔ اس کے مہمانِ خصوصی وزیراعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو تھے۔ انھوں نے یادگار شہداء پر پھول چڑھائے اور کالج میوزیم میں نئے ماسٹر پلان کا ماڈل بھی دیکھا اور اپنی صدارتی تقریر میں کالج کے توسیعی پروگرام کی تکمیل میں پوری سرپرستی کا یقین دلایا۔

شیر شاہ ہاؤس، ڈرامیٹک شو

شیر شاہ ہاؤس نے جونیئر ہاؤس کی حیثیت سے اپنا آخری سالانہ کنسرٹ ۸ جنوری ۱۹۸۷ء کی شب اپنے ہاؤس ماسٹر پروفیسر سعید راشد کی نگرانی میں موسیٰ ہال میں پیش کیا۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ تھے۔ حاصل محفل ایک فیچر تھا۔ بعنوان ''سقراط کی موت''

پروفیسر علوی کی رحلت

پروفیسر عین الدین علوی نے مختصر علالت کے بعد ۲۱۔ فروری ۱۹۸۷ء کی شب سی۔ ایم۔ ایچ کھاریاں میں جاں، جان آفرین کے سپرد کی۔ ع

عہد گل ختم ہوا، ٹوٹ گیا ساز چمن

انہیں جی ٹی روڈ کے پار سرائے کی جامع مسجد کے عقب میں، کالج کی زمین میں واقع قبرستان میں دفن کیا گیا۔ کتبہ مزار پر یہ عبارت درج ہے

پروفیسر عین الدین علوی۔ استاد ملٹری کالج جہلم از ۱۹۵۳ء تا ۱۹۸۷ء

جو چراغ جلاتے جلاتے خود جل بجھے

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ساختہ پرداختہ، چلتی پھرتی انسائکلو پیڈیا مسٹر علوی نے اپریل ۱۹۵۳ء سے تادم آخر اپنے خون جگر سے ملٹری کالج کو سیراب کیا۔ وہ مدرس، معلم، مربی سب کچھ ہی تھے۔ ۱۹۵۴ء سے کالج کے میگزین ''تربیت'' (مابعد ''عالمگیرین'') کے مدیر، ۱۹۵۴ء ہی سے کالج یونین کے نگران، ۱۹۷۰ء سے کالج ڈرامیٹک کلب کے ڈائریکٹر، اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے سیکرٹری تھے۔ ۱۹۸۳ء سے کیڈٹس کونسل کے چیئرمین بھی تھے۔ غرض ہر گوشہ میں انکا جلوہ تھا۔

۸۷۔۱۹۸۶ء کے ''عالمگیرین'' میں انکی یاد میں پروفیسر سعید راشد نے علوی نامہ مرتب کیا۔ (جواب چراغوں کی قطار میں شامل ہے)

ہاؤسوں کی تنظیم

توسیعی انٹری کے نتیجے میں ایک بار پھر دو جونیئر ہاؤس محمود غزنوی اور بابر ہاؤس بنائے گئے اور نویں جماعت سے بارہویں تک کے تمام کیڈٹس کو اورنگ زیب ہاؤس، ٹیپو سلطان ہاؤس اور شیر شاہ ہاؤس میں برابر تقسیم کر دیا گیا۔

امتحانی نتائج

۱۹۸۷ء کے میٹرک کے امتحان میں ۹۳ میں سے ۹۰ اور انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۲۰ میں سے ۱۵ طلباء کامیاب ہوئے۔

کیڈٹس کونسل

مئی ۱۹۸۷ء، کیڈٹس کونسل کا آئین مرتب کیا گیا اور رکنیت کے قواعد وضوابط کو نئے حالات کے مطابق ڈھالا گیا۔ پروفیسر سعید راشد نے کیڈٹس کونسل کے نئے چیئرمین کا چارج لیا۔

سیکرٹری عالمگیرینز ایسوسی ایشن

جولائی ۱۹۸۷ء میں مجلس عاملہ کی میٹنگ میں کالج کے عالمگیرین پروفیسر نسیم اختر بھٹی کو ایسوسی ایشن کا نیا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

کمانڈانٹ کا تبادلہ

۶ اگست ۱۹۸۷ء کی صبح کمانڈانٹ، بریگیڈیئر عثمان شاہ نے کالج کو خدا حافظ کہا۔ وہ ڈائریکٹر آرٹلری کے منصب سے یہاں پوسٹ ہوئے تھے۔اس سے پہلے وہ سٹاف کالج میں ڈی ایس رہ چکے تھے۔ یوں وہ فوج کے ایک بہت ہی مقتدر ادارے میں معلمی کا تجربہ رکھتے تھے مزید برآں وہ حیرت انگیز حد تک وسیع المطالعہ شخص تھے۔ بہت کھلا ذہن تھا۔ ڈسپلن اور تعلیم کے بارے میں انکے خیالات بہت واضح اور ترقی پسندانہ تھے۔ خوش ذوق بھی تھے۔ نفاست مزاج میں بھی تھی۔ ان سب صفات سے کالج فیض یاب ہوا۔ انھوں نے پچھلے دور کے خصوصی اقدامات جیسے کیڈٹس کونسل، ٹرسٹ سسٹم، انٹر ہاؤس اقبالیات، ہاؤسوں کا سالانہ ورائٹی شو، صبح کی اسمبلی کا تقریری پروگرام وغیرہ قائم رکھے اور ان میں انٹر ہاؤس پاکستانیات اور بک ریویو مقابلوں کا اضافہ بھی کیا۔ انکے دور میں ڈسپلن کے روایتی تصور اور عمل کو بالکل مسترد کر دیا گیا۔ انھوں نے کالج کے در و دیوار کو نئی نفاست سے آشنا کیا۔ کیڈٹ میسوں اور ہاؤسوں میں بنیادی سہولتوں اور آسائشوں پر پوری توجہ دی۔ کالج کے ماسٹر پلان کی منظوری کو انکے دور کا شاہکار کہا جاسکتا ہے۔ کالج کی ڈائمنڈ جوبلی کے حوالے سے بھی انکے دور کو یاد رکھا جائے گا۔

بریگیڈیئر نور الحق

۱۳ اگست ۱۹۸۷ء کی صبح نے کالج میں ایک نئے دور کو طلوع ہوتے دیکھا۔ بریگیڈیئر نور الحق کی صورت میں کالج کو ایک پی۔ ایچ۔ ڈی کمانڈانٹ ہی نہیں، ایک صاحب بصیرت، مخلص پاکستانی سربراہ ملا جو وقت کی سب سے بڑی ضرورت تھی۔

یوم استقلال

اگرچہ ۱۴ اگست ۱۹۸۷ء کو کالج بند تھا سٹاف کے جو لوگ موجود تھے یا دوسرے ملازمین، ان کو اکٹھا کر کے یوم پاکستان کی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب چھوٹی سہی جذبہ کا اظہار بڑا تھا۔

یوم دفاع۔ یوم قائد اعظم۔ یوم تاسیس

ستمبر ۱۹۸۷ء میں یہ تینوں تقریبات پاکستان کے حوالے سے منائی گئیں۔

توسیعی داخلہ

اکتوبر ۱۹۸۷ء میں کالج کے کیڈٹس کی روایتی تعداد میں تیس کا اضافہ ہوا۔ اس طرح طلباء کی تعداد ۳۵۰ ہوگئی۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۸۸۔۱۹۸۷ء کے سیشن کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب ۱۳ دسمبر ۱۹۸۷ء کی صبح منعقد ہوئی۔ چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی جنرل اختر عبدالرحمٰن مہمانِ خصوصی تھے۔ اس موقع پر آرٹ، سائنس اور سکاؤٹنگ، کمپیوٹر اور قرآنی آیات کی خطاطی کی نمائشوں کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

چیف انسٹرکٹر کی تبدیلی

اواخر دسمبر ۱۹۸۷ء میں اسسٹنٹ کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل نصر اللہ خان پوسٹ آؤٹ ہوئے۔ انکی جگہ لیفٹیننٹ کرنل ضرغام حیدر نقوی نے اس منصب کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ وہ اس سے پہلے کالج میں تدریسی خدمات انجام دے چکے تھے۔

توسیعی تعمیرات کی ابتداء

کالج کے ماسٹر پلان کی تکمیل کے سلسلہ میں کالج سے متصل ۱۳۵ ایکٹر زمین یکم فروری ۱۹۸۸ء کو حاصل کی گئی۔ کیڈٹس کے لئے ایک نئے ہاؤس اور ایک میس کی تعمیر کے لئے زمین توڑنے (ارتھ بریکنگ) کی رسم ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کی سہ پہر لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال نے ادا کی۔ یہ ماسٹر پلان کے پہلے دور کی پہلی عمارت کی ابتداء تھی۔

پروفیسر سعید راشد کی ریٹائرمنٹ

جنوری ۱۹۸۸ء کی ۱۹ تاریخ کو پروفیسر سعید راشد ریٹائر ہوئے۔ انہوں نے ۲۲ اگست ۱۹۵۰ء کی صبح یہاں روشنی کی تلاش اور کالج کی خدمت کا سفر شروع کیا تھا۔ آخری ۲۰ سال شیر شاہ ہاؤس کے ہاؤس ماسٹر رہے۔ ۱۹۷۴ء میں کالج کے ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کی تاسیس کے وقت اسکے نگران تھے۔
سیل کے لئے چار کتابیں انگریزی میں اور چھ اردو میں لکھیں جو تمام کی تمام کالج سے متعلق تھیں۔ ان کی لکھی ہوئی کالج کی تاریخ داستان علم وعمل جلد اوّل کی رونمائی نومبر ۱۹۸۶ء میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے کالج کے ۱۹۲۵ء سے ۱۹۸۸ء تک کے سٹاف پر کردار کے حوالہ سے ایک کتاب ''چراغوں کی قطار'' مرتب کی۔
جنوری ۱۹۸۸ء میں عالمگیر یز ایسوسی ایشن نے انکی خدمات داستان علم وعمل کی دوسری جلد لکھنے کے لئے حاصل کیں۔

امتحانی نتائج

۱۹۸۸ء میں ایک عرصے کے بعد میٹرک اور انٹرمیڈیٹ دونوں کا رزلٹ سو فیصد رہا۔ میٹرک کے امتحان میں ۷۴ کیڈٹس بیٹھے۔ کالج کا رزلٹ سو فیصد رہا۔ ۱۴ نے اے ون گریڈ، ۳۹ نے اے گریڈ، ۱۰ نے بی گریڈ، ۸ نے سی گریڈ اور تین نے ڈی گریڈ لئے۔ ایف ایس سی کے فائنل امتحان میں ۴۲ بیٹھے۔ سب کامیاب ہوئے۔

لیفٹیننٹ جنرل اقبال کا خطاب

اپریل ۱۹۸۸ء کی صبح لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال نے کیڈٹس سے خطاب کیا۔

آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں

جولائی، اگست ۱۹۸۸ء میں سکاؤٹنگ اور ہائیکنگ کی سرگرمیاں روایتی امتیاز سے جاری رہیں۔

۱۴ اگست ۱۹۸۸ء کی تقریب

کالج میں گرمائی تعطیل کے باوجود یوم آزادی کی تقریب منعقد کی گئی۔ جو لوگ کیمپس میں موجود تھے، انہوں نے شرکت کی۔

تعزیتیں

۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کی صبح ایک ممتاز عالمگیرین ۴۰۲ کرنل حضور احمد خان ایم سی صدر عالمگیریز ایسوسی ایشن کراچی زون نے کراچی میں بعارضہ قلب انتقال کیا۔ وہ سچے کھرے پاکستانی اور مثالی عالمگیرین تھے۔ اپنی مادر درسگاہ سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے۔ دو اور اچھے اولڈ بوائے پہلی انٹری کے ۵۶ صوبیدار میجر حق نواز (۲۷۵۹ مشتاق نواز کیانی شہید کے والد محترم) اور ۱۶۵۶ منصور احمد نے بھی اسی دوران انتقال کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

پروفیسر محمد منور مرزا کا لیکچر

۹ نومبر ۱۹۸۸ء کی صبح یوم اقبال کی تقریب کے مہمانِ خصوصی پروفیسر محمد منور مرزا ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی تھے۔ تقریب کے آخر میں انہوں نے اقبال پر توسیعی خطبہ دیا۔

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۰۔ دسمبر ۱۹۸۸ء کی صبح دس بجے منعقد ہوا۔ ایئر چیف مارشل حکیم اللہ نشان امتیاز (ملٹری) ستارۂ جرأت، ستارۂ بسالت مہمانِ خصوصی تھے۔

ضمنی تقریب تقسیم انعامات

۵ مارچ ۱۹۸۹ء کی شام ۸۹۔۱۹۸۸ء کے سیشن کی ضمنی تقریب تقسیم انعامات میں کمانڈانٹ بریگیڈیئر نور الحق نے وہ تمام انعامات تقسیم کیے جو دسمبر ۱۹۸۸ء کی تقریب میں وقت کی کمی کی وجہ سے نہیں دیئے جا سکے تھے۔ ان انعامات میں اردو۔ انگریزی بک ریویو، انٹر ہاؤس اقبالیات، ٹرمینل امتحانات، مقابلہ خطابت کے انعامات شامل تھے۔ علیحدہ علیحدہ مضامین میں فرسٹ آنے پر اور عالمگیرین کے کیڈٹ ایڈیٹرز کو بھی انعامات دیئے گئے۔

الوداعی ڈنر اور ورائٹی شو

۵۔ مارچ ۱۹۸۹ء کی شب میٹرک فائنل اور انٹرمیڈیٹ فائنل کلاسز کے اعزاز میں الوداعی ڈنر اور اس کے بعد ورائٹی شو کا اہتمام کیا گیا۔

یوم جمہوریہ

ایک عرصہ کے تعطل کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو کالج میں یوم جمہوریہ منایا گیا۔ (آخری بار ۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء کو یہ تقریب منعقد ہوئی تھی) اس تقریب کے خصوصی مقرر پروفیسر سعید راشد نے ملٹری کالج میں قومی تشخص کے ارتقاء پر سیر حاصل گفتگو کی۔

۸۹۔۱۹۸۸ء کے امتحانی نتائج

راولپنڈی بورڈ کے میٹرک کے ۱۹۸۹ء کے امتحان میں ملٹری کالج کے عمر صدیق نے ٹاپ کیا۔ باقی رزلٹ بھی سو فیصد رہا ۲۷ میں سے ۵۴ نے اے ون گریڈ، (۸۰ فیصد سے اوپر) اور ۱۸ نے اے گریڈ لیا۔ ۱۳ امتحان کے دوران مسترد کر دیئے گئے تھے۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۳۹ میں سے ایک کے سوا جس نے پورا امتحان نہیں دیا تھا باقی سب پاس ہوئے اور فیصل صدیق نے بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

آئی ایس ایس بی کا رزلٹ

۷۲ میں سے ۶۱ میڈیکل ٹیسٹ کلیئر کر کے آئی ایس ایس بی کے سامنے پیش ہوئے تھے۔ ان میں ۳۹ کامیاب ہو کر کالج میں واپس آئے تا کہ یہاں سے انٹرمیڈیٹ پاس کر کے براہ راست پی ایم اے جائیں۔

☆☆☆☆

سالانہ تقسیم انعامات کی تقریبات

سیشن	تاریخ	مہمان خصوصی
۱۹۴۷ـ۴۸ء	۳ـ۴ـ۱۹۴۸ء	کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی
۱۹۴۸ـ۴۹	۳۰ـ۴ـ۱۹۴۹ء	لیفٹیننٹ جنرل سی میکے چیف آف سٹاف
۱۹۴۹ـ۵۰ء	۲۹ـ۱۱ـ۱۹۵۰ء	کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی
۱۹۵۰ـ۵۱ء	۲۴ـ۱۱ـ۱۹۵۱ء	لیفٹیننٹ جنرل ناصر علی خان چیف آف سٹاف
۱۹۵۱ـ۵۲ء	۲۲ـ۱۱ـ۱۹۵۲ء	کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان
۱۹۵۲ـ۵۳ء	۲۸ـ۱۱ـ۱۹۵۳ء	کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان
۱۹۵۳ـ۵۴ء	۱۲ـ۱۱ـ۱۹۵۴ء	لیفٹیننٹ جنرل ناصر علی خان چیف آف سٹاف
۱۹۵۴ـ۵۵ء	۲۷ـ۱۱ـ۱۹۵۵ء	کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان
۱۹۵۵ـ۵۶ء	۲۴ـ۱۱ـ۱۹۵۶ء	میجر جنرل سید شاہد حامد ایڈجوٹنٹ جنرل
۱۹۵۶ـ۵۷ء	۰۲ـ۱۱ـ۱۹۵۷ء	میجر جنرل سید شاہد حامد ایڈجوٹنٹ جنرل
۱۹۵۷ـ۵۸ء	۱۰ـ۱۱ـ۱۹۵۸ء	میجر جنرل سید شاہد حامد ایڈجوٹنٹ جنرل
۱۹۵۸ـ۵۹ء	۱۴ـ۱۱ـ۱۹۵۹ء	میجر جنرل اے ایم یحییٰ خان سی جی ایس
۱۹۵۹ـ۶۰ء	۱۸ـ۱۱ـ۱۹۶۰ء	میجر جنرل عبدالحمید خان ڈی جی ایم ٹی
۱۹۶۰ـ۶۱ء	۲ـ۱۲ـ۱۹۶۱ء	کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ
۱۹۶۱ـ۶۲ء	۲۳ـ۱۱ـ۱۹۶۲ء	میجر جنرل وصال محمد خان کوارٹر ماسٹر جنرل
۱۹۶۲ـ۶۳ء	۳۰ـ۱۱ـ۱۹۶۳ء	جنرل محمد موسیٰ سی این سی
۱۹۶۴ـ۶۵ء	۲۷ـ۱۱ـ۱۹۶۵ء	کرنل محمد خان ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن
۱۹۶۵ـ۶۶ء	۰۴ـ۰۳ـ۱۹۶۷ء	میجر جنرل ٹکا خان کیو ایم جی
۱۹۶۶ـ۶۷ء	۰۱ـ۰۲ـ۱۹۶۸ء	میجر جنرل نوازش علی
۱۹۶۷ـ۶۸ء	۱۶ـ۱۱ـ۱۹۶۸ء	میجر جنرل جمیل الدین احمد
۱۹۶۸ـ۶۹ء	۱۱ـ۰۲ـ۱۹۷۰ء	میجر جنرل آفتاب احمد خان
۱۹۶۹ـ۷۰ء	۰۴ـ۰۲ـ۱۹۷۱ء	میجر جنرل محمد اکبر خان ڈی جی آئی ایس آئی
۱۹۷۰ـ۷۱ء	۲۷ـ۰۲ـ۱۹۷۲ء	بریگیڈیئر اقبال شفیع لاگ ایریا کمانڈر کھاریاں
۱۹۷۱ـ۷۲ء	۲۴ـ۰۳ـ۱۹۷۳ء	بریگیڈیئر انوار الحق لاگ ایریا کمانڈر کھاریاں / کمانڈانٹ
۱۹۷۲ـ۷۳ء	۰۱ـ۰۳ـ۱۹۷۴ء	جنرل ٹکا خان چیف آف دی آرمی سٹاف
۱۹۷۳ـ۷۴ء	۲۷ـ۱۱ـ۱۹۷۴ء	میجر جنرل ملک عبدالمجید سی جی ایس
۱۹۷۴ـ۷۵ء	۲۳ـ۱۱ـ۱۹۷۵ء	جنرل ٹکا خان چیف آف دی آرمی سٹاف

۱۹۷۵-۷۶ء	۱۳-۱۱-۱۹۷۶ء	لیفٹیننٹ جنرل غلام حسن خان کمانڈر ون کور
۱۹۷۶-۷۷ء	۰۸-۰۲-۱۹۷۸ء	میجر جنرل انور مسعود آئی جی ٹی اینڈ ای
۱۹۷۷-۷۸ء	۰۱-۰۳-۱۹۷۹ء	لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان ڈی سی او اے ایس
۱۹۷۸-۷۹ء	۰۲-۰۳-۱۹۸۰ء	لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان ڈی سی او اے ایس
۱۹۷۹-۸۰ء	۱۸-۱۲-۱۹۸۰ء	جنرل محمد ضیاء الحق چیف آف دی آرمی سٹاف صدر پاکستان
۱۹۸۰-۸۱ء	۱۰-۱۲-۱۹۸۱ء	جنرل سوار خان وائس چیف آف دی آرمی سٹاف
۱۹۸۱-۸۲ء	۰۲-۱۲-۱۹۸۲ء	جنرل محمد اقبال خان چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی
۱۹۸۲-۸۳ء	۲۶-۰۱-۱۹۸۳ء	جنرل سوار خان وی سی او اے ایس
۱۹۸۳-۸۴ء	۱۳-۱۲-۱۹۸۴ء	جنرل کے ایم عارف وائس چیف آف دی آرمی سٹاف
۱۹۸۴-۸۵ء	۱۲-۱۲-۱۹۸۵ء	جناب میاں محمد نواز شریف چیف منسٹر پنجاب
۱۹۸۵-۸۶ء	۲۰-۱۱-۱۹۸۶ء	جناب محمد خان جونیجو وزیر اعظم پاکستان
۱۹۸۶-۸۷ء	۱۷-۱۲-۱۹۸۷ء	جنرل اختر عبدالرحمٰن چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی
۱۹۸۷-۸۸ء	۱۰-۱۲-۱۹۸۸ء	ایئر چیف مارشل حکیم اللہ چیف آف دی ایئر سٹاف

سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۷ء تک کالج میں تقسیم انعامات کا سلسلہ بہت سادہ تھا۔ انٹر پلاٹون اور انٹر کمپنی (ہاؤس) اسپورٹس مقابلوں کے انعامات ہر مقابلہ کے بعد خود کمانڈانٹ ہی تقسیم کر دیتے یا اگر کوئی خاص مہمان مدعو ہوتا تو اس کے ہاتھوں سے ٹرافیاں اور انفرادی انعامات دلوا دیئے جاتے۔ اگر کمانڈانٹ کی مسز یا کسی سینئر آفیسر کی مسز اس موقع پر موجود ہوتیں تو از راہ تکریم انعامات تقسیم کرنے کی درخواست ان ہی سے کی جاتی۔ انٹر کے جی سکولز اسپورٹس ٹورنامنٹ کے موقع پر تقسیم انعامات کا نسبتاً زیادہ اہتمام کیا جاتا اور لوکل کمانڈر یا گریژن کمانڈر کو اس مقصد کے لئے مدعو کیا جاتا۔ سالانہ امتحانات کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب بھی نہایت سادہ طریقے سے سالانہ امتحانات کے بعد ہر سال اپریل کے آخری ہفتہ میں سکول پیریڈز کے دوران ہی منعقد کی جاتی۔ عموماً تیسرے پیریڈ کے بعد گھنٹی بجتی۔ کالج سینٹر ہال (موجودہ میوزیم) کے سامنے فالن ہوتا۔ ایک میز پر انعامی کتابیں رکھ دی جاتیں۔ وقت مقررہ پر اسٹیشن کمانڈر آتے اور کمانڈانٹ وہیں ان کا استقبال کرتے اور سکول کے ہیڈ ماسٹر (سینئر انڈین آفیسر صوبیدار میجر) انعام یافتہ لڑکوں کے نام پکارتے اور کمانڈانٹ وہ انعامی کتابیں اٹھا کر مہمانِ خصوصی کو دیتے اور وہ معمول کی ڈرل کے مطابق اس لڑکے کے حوالے کر دیتے۔ کمانڈانٹ کوئی رپورٹ وغیرہ نہیں پڑھتے تھے اور مہمانِ خصوصی چند لفظوں میں انعام یافتگان کو مبارکباد دیتے اور باقی کو محنت کی تلقین کرتے اور یوں کھڑے کھڑے یہ تقریب کوئی آدھ گھنٹے میں اختتام پذیر ہو جاتی اور معمول کے لنچ بریک کے بعد پانچواں پیریڈ شروع ہو جاتا۔ اسپورٹس اور سالانہ امتحانات کے انعامات کی تقریب کا یہ پیٹرن (Pattern) ۱۹۴۷ء تک چلا۔

کالج میں موجودہ پیٹرن کا پہلا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات ۳ مئی ۱۹۴۸ء کی سہ پہر پریڈ گراؤنڈ موجودہ موسیٰ ہال لان میں منعقد ہوا۔ کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی مہمانِ خصوصی تھے۔ جنرل سلیوٹ کے بعد مارچ پاسٹ ہوا۔ کمانڈانٹ میجر سید فیاض حسین زیدی نے اپنی رپورٹ پڑھی۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی نے طلباء میں اسپورٹس اور اکیڈیمکس کے انعامات تقسیم کئے۔ اس موقع پر سب سے زیادہ انفرادی انعامات ایس۔ سی۔ او ۸۹۸ محمد سرور کے حصے میں آئے۔
سٹاف میں کیپٹن ابراہیم، لیفٹیننٹ واجدی اور کیپٹن وزیر خان ملک کو سنگل اور ڈبل ٹینس چیمپئن شپ کے انعامات دیئے گئے۔ کمانڈر انچیف نے اپنی اختتامی تقریر میں طلباء کو ہر جگہ اور ہر موقع پر مکمل ڈسپلن قائم رکھنے کی تلقین کی۔ (اگست ۱۹۴۷ء اور فروری ۱۹۴۸ء میں ڈسپلن کی نفی کے جو قابل افسوس واقعات یہاں رونما ہوئے تھے یہ انکی طرف اشارہ تھا۔) ڈسپلن کی ضرورت پر زور دینے کے بعد جنرل گریسی نے پاکستان اور فوج کے حوالے سے کیڈٹس کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں۔ (انکی

تقریر کے اس حصے کا اقتباس مہمانان خصوصی کے خطابات کے عنوان سے علیحدہ درج کیا گیا ہے۔)

اس تقریب ری یونین کے لئے آئے ہوئے اولڈ بوائز کے علاوہ جہلم گیریژن کے سینئر آفیسرز، علاقہ کے ریٹائرڈ فوجی معززین اور جہلم و گجرات کے اضلاع کے سول حکام نے بھی شرکت کی۔ محدود تعداد میں مقامی کیڈٹس کے والدین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ تقریب کے بعد ملحقہ لانز میں مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔

رات کو اولڈ بوائز اور کیڈٹ آفیسرز کے مشترکہ ڈنر کے بعد وہیں پریڈ گراؤنڈ میں اولڈ بوائز کے اعزاز میں ایک ورائٹی پروگرام پیش کیا گیا۔ (جس کی تفصیلات اولڈ بوائز ری یونین کے باب میں علیحدہ دی گئی ہیں)

۴۹-۱۹۴۸ء کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات ۳۰ اپریل ۱۹۴۹ء کو منعقد ہوا۔ چیف آف سٹاف لیفٹیننٹ جنرل آر سی میکے (Macay) کو اس تقریب کی صدارت کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ یہ جلسہ بھی گزشتہ سال کی طرح پریڈ گراؤنڈ (حال موسیٰ ہال لان) میں سہ پہر چار بجے منعقد ہوا اور اس کا جنرل پیٹرن بھی وہی تھا۔ پہلے جنرل سیلوٹ، مارچ پاسٹ، کمانڈانٹ کی رپورٹ، تقسیم انعامات اور مہمانِ خصوصی کا خطاب۔ البتہ اس بار اس میں مارچ پاسٹ کے بعد پی ٹی شو اور جمناسٹک کے مظاہرہ کا اضافہ ہوا۔ تقریب کے دوران اے ایس سی کا بینڈ بھی نغمہ سرا رہا۔ یہ آئٹم بھی بالکل نیا تھا۔ تقریب کا اختتام مہمانِ خصوصی کے ساتھ سٹاف اور کیڈٹس آفیسرز کے فوٹو کے بعد ملحقہ میدان میں چائے پر ہوا۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی مہمانوں میں مقامی سینئر ملٹری آفیسرز، سول حکام اور محدود تعداد میں مقامی ریٹائرڈ فوجی معتبرین شامل تھے۔ جن میں سے کچھ طلباء کے والدین بھی تھے۔ کیڈٹس کے والدین کو بطور خاص علیحدہ دعوت نہیں دی گئی تھی۔ رات کو ایف اے سی سی کے کورل کلب اور ڈرامیٹک کلب کی طرف سے کنسرٹ پیش کیا گیا۔ مسٹر فضل حق حیدری کا لکھا ہوا کالج کا سانگ بھی پہلی بار اس کنسرٹ کے آخر میں پیش کیا گیا۔ سالانہ فنکشن کی شب ڈرامیٹک شو پیش کرنے کی شاندار روایت کی ابتدا اسی سالانہ تقریب سے ہوئی (اس کنسرٹ کی تفصیلات ایف اے سی سی کے باب میں دی گئی ہیں)۔

۵۱-۱۹۵۰ء کے سیشن کی تقسیم انعامات کی تقریب کالج کی سلور جوبلی کی تقریبات کے ایک حصہ کے طور پر ۲۹ نومبر ۱۹۵۰ء کو منعقد ہوئی۔ کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی مہمانِ خصوصی تھے۔ یہ تقریب اس جگہ منعقد ہوئی تھی جہاں اب موسیٰ ہال اور اس کے سامنے کا لان ہے۔ (اس زمانہ میں یہی پریڈ گراؤنڈ اور مین سپورٹس گراؤنڈ تھی۔) سلور جوبلی کے مہمانوں کو ملا کر کوئی چار سو کے قریب مہمان آئے تھے۔ کالج سٹورز کا صرف ایک شامیانہ لگایا گیا تھا۔ اور اس کے سامنے سلامی کے لئے ایک چھوٹا سا پلیٹ فارم بنایا گیا تھا۔ جس کے دائیں طرف ایک بہت اونچے پول پر پاکستان کا پرچم لہرا رہا تھا۔ یہ تقریب دو حصوں میں منعقد ہوئی۔ ۱۱ بجے مہمانِ خصوصی نے کالج کی چار کمپنیوں پر مشتمل پریڈ کا معائنہ شروع کیا۔ پریڈ کے معائنہ کے بعد مہمانِ خصوصی نے پریڈ کی سلامی لی۔ آگے کالج بینڈ تھا اور پریڈ ہیڈ بوائے ۱۰۱۱ عبدالجبار لیڈ کر رہا تھا۔ سلامی لینے کے بعد کمانڈر انچیف نے اپنے خطاب میں کہا "غالباً رائل کالج کی یہ آخری پریڈ ہے جو بحیثیت چیف میں دیکھ رہا ہوں۔ جس کی سلامی لینے کی خوشی مجھے حاصل ہوئی ہے۔ یہ ہر لحاظ سے مکمل تھی۔ (It was perfect in all respects) ایسی بلند معیار کی پریڈ پیش کرنے پر میں آپ کو تہہ دل سے مبارک باد دیتا ہوں۔ یاد رکھیئے کہ پریڈ کی سمارٹنس کی اہمیت یہ ہے کہ یہ اس امر کا ظاہری اشارہ (Indication) ہوتی ہے کہ بحیثیت مجموعی ٹریننگ اچھی رہی ہے۔"

مہمانِ خصوصی کے تہنیتی کلمات کے بعد لنچ کا وقفہ ہوا۔ تمام مہمانوں کے لئے لنچ کا اہتمام پریڈ گراؤنڈ سے ملحقہ میدان (موجودہ کمپیوٹر سینٹر، سٹاف کانفرنس روم، بائیولیب اور اے وی ایڈ سینٹر) میں کیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد سہ پہر کو تقریب کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی۔ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی اے ایس سی نے رپورٹ پیش کی۔ یہ عام رپورٹوں سے اس لحاظ سے مختلف تھی کہ اس میں یہ سلور جوبلی سال ہونے کی رعایت سے گزشتہ سالوں میں کالج کی عہد بہ عہد ترقیوں کا جائزہ لیا گیا تھا۔ رپورٹ کے دوسرے حصے میں کمانڈانٹ نے کالج کے نئے مشن کی روشنی میں کالج کی نئی ترجیحات کا ذکر کیا۔

"The importance attached to academics has been gradually rising with the progress of the institution and with the disappearance of prejudice against the intellectual achievement of the soldier. Critical thinking, rich sweep of imagination, and a cultural approach to life and its problems are the qualities which we want to develop in our potential officers".

اس ضمن میں کمانڈانٹ نے سویلین انسٹرکٹرز کی خدمات کے اعتراف کے بعد ان کے ملازمتی مسائل کی طرف مہمانِ خصوصی کی توجہ مبذول کرائی۔

"The civilian staff has been of great assistance in developing these qualities in our cadets. Except for a senior master in physics, we have been up to strength in civilian staff this year. These teachers are highly qualified, trained and experienced. In addition, their zeal for their work and their interest in the progress of

the college, are comparable with the devotion of a soldier fighting for a noble cause. I feel they could be compensated by allowing them better pay scales and permanency of tenure".

اس نکتہ کی وضاحت کے بعد کمانڈانٹ نے ان خصوصی اقدامات کا ذکر کیا۔ جو تعلیم و تربیت کی (dimensions) کو وسیع کرنے کے لئے کئے گئے۔ فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر، ڈیبیٹنگ سوسائٹی، ڈرامیٹک کلب، سائنس سوسائٹی، تعلیمی سیاحتیں، توسیعی لیکچرز اور اولڈ بوائز ری یونین کا انعقاد رپورٹ کے آخر میں انہوں نے توقع ظاہر کی کہ کالج کی توسیع و تنظیم نو کے مراحل جی۔ ایچ۔ کیو کی توجہ سے جلد پایہ تکمیل کو پہنچ سکیں گے۔

مہمانِ خصوصی نے اپنی صدارتی تقریر میں کالج کے رول کا جائزہ لیا۔ پبلک سکول کی حیثیت سے کالج کی تنظیم نو اور تعداد کے لحاظ سے اس کی توسیع کے منصوبے کے اہم نکات بیان کئے۔ تعلیمی عمل میں استاد کے کردار اور مقام پر روشنی ڈالی اور سب سے بڑھ کر طلباء کی قومی ذمہ داریوں کو اجاگر کیا۔ (اس تاریخی ایڈریس کے اقتباسات مہمانان خصوصی کے خطابات کے باب میں تفصیل سے نقل کئے گئے ہیں) مہمانِ خصوصی کے خطاب کے بعد کالج کے جونیئر لڑکوں پر مشتمل ڈمبل اسکواڈ نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ پی۔ ٹی ڈسپلے کے دوران کالج کا بینڈ نغمہ سرا رہا۔ اسی مظاہرہ پر یہ تقریب تمام ہوئی۔ ۱۹۴۸ء سے ایک روایت آ رہی تھی کہ سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے وقت طلباء کی جسمانی تربیت کے مظاہرے پیش کئے جائیں اور اسی دن رات کو سالانہ کنسرٹ ہو جو طلباء کی ذہنی اور جمالیاتی تربیت کی عکاسی کرے۔ اس سال سلور جوبلی کی وجہ سے اس کنسرٹ کی اہمیت اور بھی زیادہ تھی۔ چنانچہ ۲۹ نومبر کی شب کو تاریخی سلور جوبلی کنسرٹ پیش کیا گیا جو انگریزی کے ڈرامے "The Invisible Duke" اردو کھیل ''کامران'' اور ساز و آہنگ کی موسیقی پر مشتمل تھا۔ کنسرٹ کالج ہال میں سات بجے انگریزی ڈرامے سے شروع ہوا۔ اس میں مہمانِ خصوصی جنرل گریسی نے بطور خاص شرکت کی۔ وہ ڈرامے کے معیار سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ ڈرامہ ختم ہونے پر گرین روم میں جا کر ڈرامہ کے پروڈیوسر ڈائریکٹر مسٹر حیدری کو مبارک باد دی اور ڈرامہ کی کاسٹ کو کاسٹیوم ہی میں ڈنر پر اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ ڈنر کے بعد اردو کا طربیہ کھیل ''کامران'' اسٹیج کیا گیا (اس سلور جوبلی کنسرٹ کی روداد ایف اے سی سی ڈرامیٹک سوسائٹی کے باب میں تفصیل سے لکھی گئی ہے)

۱۹۵۰-۵۱ء کے سیشن کی تقسیم انعامات کی تقریب ۲۴ نومبر ۱۹۵۱ء کی سہ پہر کو کالج پریڈ گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ چیف آف سٹاف لیفٹیننٹ جنرل ناصر علی خان مہمانِ خصوصی تھے۔ معزز مہمانوں میں چیف آف جنرل سٹاف جنرل حیاء الدین، ڈی ایم ٹی بریگیڈیئر سی آئی جیراڈ اور بریگیڈیئر کے ایم ادریس شامل تھے۔ پروگرام کا آغاز رسمی پریڈ سے ہوا۔ اس کے بعد کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے اہم نکات یہ تھے۔

مقاصد اور نصب العین

کمانڈانٹ نے وضاحت کی کہ ۱۹۴۷ء سے بہت واضح طور پر کالج کا مقصد ہونہار افسر تیار کرنا ٹھہرا ہے۔ کالج کے طریق تربیت میں رجمنٹیشن (Regimentation) بتدریج کم کیا جا رہا ہے اور ماحول کو کھچاؤ سے آزاد کر کے تعلیم کے وسیع تر مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔ دو سال پہلے جو فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر قائم کیا گیا تھا۔ اس کے دائرہ کار کو مزید وسیع کیا گیا ہے۔ اس کے تحت ڈرامیٹک کلب، میوزک کلب، فوٹوگرافی کلب کام کر رہے ہیں۔ کالج کے میگزین کے ساتھ ماہانہ کالج گزٹ کا اجراء بھی کیا گیا ہے۔ کالج کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی سینئرز کے لئے علیحدہ ہے، جونیئرز کے لئے علیحدہ۔ کالج کے چاروں ہاؤس ہر ہفتے کی شب کو اپنی سطح کے ڈرامے، موسیقی اور بحث مباحثوں کے پروگرام کرتے ہیں۔ کمانڈانٹ نے بتایا کہ کالج ایکسکرشن (Excurision) سوسائٹی نے جی۔ ایچ۔ کیو کے تعاون سے کراچی اور لاہور کی دو تعلیمی سیاحتوں کا انتظام کیا۔ کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں دو برٹش پبلک سکول ہیڈ ماسٹرز مسٹر رائنڈ نگ اور مسٹر ملر جو ایئر وائس مارشل آئی آر اے چرلے سی این سی پاکستان ایئر فورس کے ساتھ کالج کو دیکھنے آئے تھے، کی رپورٹ کا ذکر بھی کیا۔

"We have in our report put on record the very favourable impression made upon us by the College. We have written in our survey report that there are few educational institutions which more nearly approximate to our idea of a good British Public School than this one. Two things at once struck us very forcibly".

اپنی رپورٹ میں کمانڈانٹ نے سٹاف کو بھی خراج تحسین ادا کیا۔

"I think it will not be out of place to mention that the staff especially the civilian staff has worked very hard and have taken keen interest in the boys and identified themselves with the institution in spite of the

uncertain future that has been worrying them for the last three years".

کمانڈانٹ نے سپورٹس سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے گلہ کیا کہ پانی کی کمی کی وجہ سے دو کے سوا باقی سب کھیل کے میدانوں میں ہم گھاس نہیں لگوا سکتے۔

کمانڈانٹ کی رپورٹ اور تقسیم انعامات کے بعد آخر میں پی ٹی شو پیش کیا گیا۔ حسب دستور تقسیم انعامات کی سالانہ تقریب کا آخری آئیٹم ڈرامہ شو تھا جو سات بجے کو شروع ہوا۔

کمانڈانٹ نے وضاحت کی کہ سہ پہر کو آپ نے طلباء کی جسمانی تربیت کے مظاہرے دیکھے تھے۔ اب کلچرل کارکردگی ملاحظہ ہو۔ پہلے سینئرز نے شیکسپیئر کے مشہور ڈرامہ ''مرچنٹ آف وینس'' کا کورٹ سین پیش کیا۔ پھر جونیئرز کا پلے ''بیل دی کیٹ'' (Bell The Cat) ہوا۔ اور ڈنر کے بعد اردو کھیل ''چنار کا درخت'' اور مزاحیہ سکٹ ''خیالی پلاؤ'' پیش کیا گیا۔ ڈرامہ شو مہمانِ خصوصی کے علاوہ جی۔ ایچ۔ کیو اور جہلم سٹیشن کے آفیسرز نے شوق سے دیکھا اور پسند کیا۔

۵۲۔۱۹۵۱ء کا سالانہ فنکشن ۲۲ نومبر ۱۹۵۲ء کو پریڈ گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ کمانڈر انچیف پاکستان آرمی جنرل محمد ایوب خان مہمانِ خصوصی تھے۔ تقریب پریڈ کے معائنہ سے شروع ہوئی۔ مارچ پاسٹ کے بعد کالج کے نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے جو سالانہ رپورٹ پیش کی اس میں منجملہ مجموعی باتوں کے مندرجہ امور پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

۱۔ صحت مند روایتوں کی ترویج

"Needless to say that without good and wholesome traditions, it is not possible to infuse into our potential officers community at this critical stage of their impressionable adolescence, that healthy pride, self-respect and inner discipline which constitute the chief cornerstones of the character-edifice of a future leader."

۲۔ آنرسسٹم کا اجراء

روایتی جسمانی سزا کے ذریعہ ڈسپلن قائم کرنے کے پرانے طریقے کو ختم کر کے اس کی جگہ آنرسسٹم جاری کیا گیا ہے۔

"Since our object is to produce leaders not led, the continuance of punishment system, whose foremost casulties are one's pride and self respect, seemed obviously incompatible with the character training of potential officers. The emphasis now is on banishing the still lurking fear of the rod and on replacing it by individual and community conscience or in other words a self-regulating code of honour".

کمانڈانٹ نے مزید وضاحت کی کہ کالج کے بہت جلد مکمل طور پر ایک پبلک سکول میں تبدیل ہو جانے کی تیاری کے طور پر اس سسٹم کا اجرا اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔

"The honour system once it takes roots will provide the necessary atmosphere for the smooth absorption of our new awards who coming, as they would, from somewhat different social, economic, cultural and educational background, would need a special effort, to be welded together and "kneaded" into a homogenous community texture".

نئی عمارات اور اسٹاف

کمانڈانٹ نے بتایا کہ مجوزہ توسیع کے پیش نظر کالج میں تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے۔ کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر کی پوسٹوں کو علی الترتیب لیفٹیننٹ کرنل اور میجر کی پوسٹ بنا دیا گیا ہے۔ اسٹاف کے سلسلہ میں کمانڈانٹ نے تفصیل سے بتایا کہ اگرچہ سویلین اسٹاف بھرتی کرنے کی اجازت جی۔ ایچ۔ کیو نے دے دی ہے لیکن چند مشکلات درپیش ہیں کہ:

۱۔ ملک میں ٹرینڈ استادوں کی عام کمی ہے۔

۲۔ یہاں ٹیوشن کی اضافی آمدنی کی گنجائش نہیں۔

۳۔ ایک پبلک سکول طرز کے ادارہ میں جو فوجی بھی ہے کام بھی زیادہ ہے اور اس کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ اس لئے موزوں اسٹاف نہیں مل سکا۔

چنانچہ کچھ فوجی اور کچھ سویلین اسٹاف سے کام چل رہا ہے۔ کمانڈانٹ نے مہمانِ خصوصی کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کی سینئر ماسٹرز کی کمی کی وجہ سے ایف ایس سی کی باقاعدہ کلاسز نہیں چلائی جاسکیں۔

نصابی اور ہم نصابی سرگرمیاں

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ کے آخر میں کالج کی نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں، خاص طور پر شوٹنگ کلب، رائڈنگ کلب، ہائیکنگ کلب، سیاحتوں (Excursions)، سائنس سوسائٹی، میگزین، ڈیبیٹنگ سوسائٹی، آرٹ کلب اور ڈرامیٹک کلب کی بھرپور سرگرمیوں کی تفصیل بتائی۔ فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر نے سال کے دوران ۸ فنکشن کرائے۔

(۱) ریڈیو پاکستان راولپنڈی سے کالج کے متعلق ایک فیچر پروگرام۔

(۲) کالج کی تاریخ میں پہلی بار انگریزی، اردو میں ایک شاندار Elocution Contest

(۳) بریز ٹرسٹ

(۴) کالج کے سالانہ کنسرٹ کے علاوہ جونیئرز کا ایک کھیل Mystery in Pixilland

(۵) آرٹ اور زندگی کے موضوع پر مسٹر سعید راشد کا ایک توسیعی لیکچر

(۶) مشرق وسطیٰ کے مطالعاتی سفر پر کیپٹن محمد شفیع کا توسیعی لیکچر

(۷) ٹرم کے آخر میں ایک ورائٹی پروگرام

(۸) آؤٹ ڈور فوٹو گرافی کا مقابلہ

ان تفاصیل کا مقصد یہ تھا کہ مہمانِ خصوصی اور سامعین کے علم میں لایا جائے کہ کالج ذہنی طور پر کن خطوط پر آگے بڑھ رہا ہے۔ کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں سال کے اہم مہمانوں کا ذکر کیا۔ تعلیمی سیاحتوں کے سلسلے میں ٹرانسپورٹ دینے پر لاگ ایریا کمانڈر کا شکریہ ادا کیا۔

کمانڈانٹ کی رپورٹ کے بعد مہمانِ خصوصی نے انعامات تقسیم کئے اور اپنے خطاب میں کالج کی ترقی پر اظہار اطمینان کیا۔ طلباء کو کچھ نصیحتیں کیں۔ کالج کی متوقع توسیع کی تفصیلات کا اعلان کیا۔ (مہمانِ خصوصی کے خطابات کی تفصیلات دوسرے باب میں دی گئی ہیں) فنکشن کے آخر میں حسب دستور پی ٹی شو بھی ہوا۔ تقریب کا آخری آئٹم رات کا سالانہ کنسرٹ تھا۔

ایف اے سی سی نے دو ڈرامے انگریزی میں (The Clean Sweep) اور اردو میں ''چنار کا درخت'' پیش کئے۔ کنسرٹ کو مہمانِ خصوصی جنرل محمد ایوب خان نے سراہا اور تعلیم کی اس سمت (Dimension) پر ضروری توجہ دینے پر کالج کی تعریف کی۔ ۲۸ نومبر ۱۹۵۳ء کو ۵۳۔۱۹۵۲ء کے سالانہ فنکشن کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان ہی تھے۔ یہ تقریب سال گزشتہ کی طرح اسی پروگرام کے مطابق پریڈ گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ پریڈ کے روایتی معائنہ اور مارچ پاسٹ کے بعد جس میں تمام کالج نے حصہ لیا کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر نے اپنی سالانہ رپورٹ میں سب سے پہلے کالج کے لئے اپنے پیش رو کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق کی خدمات کو خراج تحسین ادا کیا۔

"Despite his short stay here (about 10 months in all) he has done a yeoman's service to this College, by introducing many healthy traditions such as honour system which appeals to the cadets' pride and sense of self-respect."

پھر انہوں نے اس تجزیہ کی روشنی میں جو انہیں خود کالج کا طالب علم ہونے کی وجہ سے حاصل تھا اور بھی زیادہ جوش و لگن سے کالج کی خدمات بجالانے کے عزم کا اظہار کیا۔ اس کے بعد کمانڈانٹ نے کالج کے مجوزہ توسیعی منصوبے کی تعمیل میں مالی مشکلات کی وجہ سے امکانی تاخیر ہو جانے کے بارے میں اپنے خدشات کا اظہار کیا اور توقع ظاہر کی کہ بہتر تعلیم کے حصول کے لئے اس سکیم کی جلد سے جلد تکمیل ہو سکے گی۔

کمانڈانٹ کی رپورٹ کا تیسرا نکتہ موزوں سٹاف (سینئر اور جونیئر انسٹرکٹر) کے دستیاب نہ ہو سکنے کے بارے میں تھا۔ اس موضوع پر گزشتہ سال کی رپورٹ

کے دلائل کا اعادہ کرتے ہوئے انہوں نے درخواست کی کہ موزوں سٹاف کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ اساتذہ کے مشاہرہ کی شرحوں اور دوسری سہولتوں کو بہتر بنایا جائے۔ کالج کی نئی تعلیم و تربیتی ترجیحات کی روشنی میں ہم نصابی سرگرمیوں پر زیرِ تبصرہ سال میں مزید توجہ دی گئی۔ جیسے سالانہ Brains Trust, Elocution contest، سالانہ ڈرامیٹک شو، تنظیمی تعلیمی سیاحتیں اور Out ward - bound سرگرمیاں کمانڈانٹ نے ان کا بھی بطور خاص ذکر کیا۔ کمانڈانٹ کی رپورٹ میں سپورٹس کی کارکردگی کا جائزہ بھی تھا اور کمیشن کے لئے جو چودہ کیڈٹس منتخب ہوئے تھے، ان کا ذکر بھی کیا۔ آخر میں کمانڈانٹ نے تعلیمی سیاحتوں کے لئے فراخدلی سے ٹرانسپورٹ مہیا کرنے پر کمانڈر لاگ ایریا کا شکریہ ادا کیا اور تنظیم نو کے احکام کے بے چینی سے انتظار کے احساس کے اظہار پر اپنی رپورٹ کو ختم کیا۔

کمانڈانٹ کی رپورٹ کے بعد معمول کے مطابق مہمانِ خصوصی نے نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں امتیاز حاصل کرنے والے طلبا کو انعامات دیئے اور اپنی صدارتی تقریر میں وہ تاریخی اعلان کیا جس کا پانچ سال سے انتظار کیا جارہا تھا۔ یعنی کالج کی پبلک سکول کے طرز پر تنظیم نو اور Regimentation کے پرانے طریق تربیت کی بجائے پبلک سکولی طرز تربیت و تعلیم کا اجراء اس تقریب پر ۱۹۵۴ء کے ''تربیت'' نے یہ تبصرہ کیا۔

"This time the prize giving day marked a historic occasion for the boys in that it witnessed the last of the military parades in which the entire College participated and proved the harbinger of the present era for the institution. It was on this occasion that the Commander-in-Chief proclaimed his intention of giving the College a new constitution - a new mandate".

حسب دستور اس سالانہ تقریب کا اختتام بھی رات کے سالانہ کنسرٹ پر ہوا جو سازو آہنگ کی موسیقی کے علاوہ انگریزی کے ڈرامے "Creatures of Impulse" اور اردو کے کھیل ''ضمیر'' پر مشتمل تھا۔

۵۴-۱۹۵۳ء کے سال کا جلسۂ تقسیم انعامات ۲۱ نومبر ۱۹۵۴ء کی سہ پہر کو پریڈ گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ لیفٹیننٹ جنرل ناصر علی خان چیف آف سٹاف نے بحیثیت مہمانِ خصوصی انعامات تقسیم کئے۔ اس بار پریڈ کی بجائے پی ٹی، جمناسٹک، اسکاؤٹنگ اور کبنگ (Cubbing) کے مظاہرے پیش کئے گئے۔ لیفٹیننٹ کرنل ایچ ایل ایڈورڈز نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ رات کو حسب روایت سالانہ کنسرٹ بھی ہوا۔ ۲۷ نومبر ۱۹۵۵ء کی سہ پہر کو ۵۵-۱۹۵۴ء کے سیشن کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب پریڈ گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ اس سال بھی پچھلے سال کی طرح رسمی پریڈ کی بجائے پی ٹی، جمناسٹک اسکاؤٹنگ اور کبنگ (Cubbing) کے مظاہرے کئے گئے۔ نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے اپنی رپورٹ میں پہلے تو اپنے پیش رو لیفٹیننٹ کرنل ایچ ایل ایڈورڈز کو خراج تحسین ادا کیا۔ جنہوں نے پبلک سکول کی طرز پر کالج کی تنظیم نو کے دقت طلب کام کو کافی آگے بڑھایا۔ پھر انہوں نے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان کو جن کے احکامات کے مطابق کالج کو آخرکار جنوری ۱۹۵۴ء میں پبلک سکول میں ڈھالنے کا دقت طلب عمل شروع کیا گیا تھا اس عبوری عرصے کی پیش رفت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ملٹری ٹریننگ اور ڈرل کی جگہ سینئر کیڈٹس کو جے سی سی کی ٹریننگ دی جارہی ہے۔ اور جونیئرز کے لئے اسکاؤٹنگ اور کبنگ شروع کی گئی ہے۔ کرداری تربیت کے ایک ذریعہ کے طور پر آنرسسٹم کی تجدید کی گئی ہے۔ اور تعلیم کے وسیع تر مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے لٹریری اینڈ ڈیبیٹنگ سوسائٹی، ڈرامیٹک کلب، فوٹوگرافک سوسائٹی، سائنس کلب، ڈرائینگ اینڈ پینٹنگ کلب، گارڈننگ کلب، بک بائنڈنگ کلب، فشنگ کلب، شوٹنگ کلب، ہائیکنگ کلب قائم کئے گئے ہیں۔ اس طرح کے اپنی مرضی کے کم از کم ایک کلب میں حصہ لینا ہر طالب علم کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے۔ کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں سپورٹس کی سرگرمیوں اور کامیابیوں کا ذکر بھی کیا۔ مہمانِ خصوصی نے کیڈٹس کو انعامات تقسیم کرنے کے بعد ایک سابق طالب علم کیپٹن محمد نواز کو گارڈز میڈل عطا کیا۔ جو کسی وجہ سے انہیں بروقت نہیں دیا جاسکا تھا۔ انعامات دینے کے بعد کمانڈر انچیف نے اپنی صدارتی تقریر کے آخر میں طلباء سے مخاطب ہوکر کہا ''آپ میں سے جن طلباء نے اپنی محنت اور پرعزم کاوشوں سے آج نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں انعامات حاصل کئے ہیں۔ میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ بہت اچھی ابتدا اور اچھی علامت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ محنت اور قابلیت سے زندگی میں مزید کامیابیاں حاصل کریں گے۔ لیکن یاد رکھئے کہ تعلیم کا اصل مقصد حاصل نہ ہوگا۔ اگر آپ کی کامیابیوں کے ثمرات آپ کی ذات تک ہی محدود رہے۔ آپ کو اپنی سماجی ذمہ داریاں بھی پوری کرنی ہیں۔ آپ کو معاشرہ میں سماجی تبدیلی (Social Change) کا ذریعہ (Catalyst) بھی بننا ہے۔ وطن کی محبت (Patriotism) پبلک سکولوں کی بہت پرانی اور قیمتی روایت ہے۔ اس روایت کو پاکستان کے حوالے سے قائم و دائم کیجئے۔ یاد رکھئے ہر اعتبار سے مضبوط پاکستان کی تعمیر و تشکیل میں خاص طور پر آپ

لوگوں کو ایک اہم کردار ادا کرنا ہے۔ لہٰذا آپ اپنے ذہن کی روشنی اور اپنے جسم کی توانائی کو ایک قومی امانت سمجھئے۔''

اس خطاب کے بعد مہمانِ خصوصی کے سٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ گروپ فوٹو ہوئے۔ چائے کے دوران مہمانِ خصوصی کیڈٹس کو آٹوگراف دینے میں خاصے مصروف رہے۔ شام کو حسب روایت سالانہ کنسرٹ ہوا۔ جس میں انگریزی کا ڈرامہ (Live Mummy) اور اردو کھیل ''کار کی شادی'' پیش کیا گیا۔ کنسرٹ کے درمیان، انگریزی ڈرامے کے بعد مہمانوں کے لئے کالج ہال میں ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔

۵۶-۱۹۵۵ء کا سالانہ فنکشن پریڈ گراؤنڈ کی بجائے برڈوڈ ہاؤس کے پیچھے واقع اتھلیٹکس گراؤنڈ میں ۲۴ نومبر ۱۹۵۶ء کو منعقد ہوا۔ اس فنکشن کے مہمانِ خصوصی ایڈجوٹینٹ جنرل میجر جنرل سید شاہد حامد تھے۔ پہلی بار تمام طلباء کے والدین کو بھی اس فنکشن میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ پروگرام انٹر ہاؤس اتھلیٹکس کے دو فائنل مقابلوں، پی ٹی، ڈمبل سکواڈ، جمناسٹک شو، سکاؤٹنگ اور کبنگ کے مظاہروں پر مشتمل تھا۔ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا۔

(۱) کالج ابھی بھی پبلک سکول بننے کے عبوری دور سے گزر رہا ہے۔ رجمنٹیشن سے ہر صورت سے نجات پانے کا عمل جاری ہے۔ سٹاف وردی سے Civies میں چلا گیا ہے۔ طلباء بھی خاکی یونیفارم کی جگہ مفتی استعمال کر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ نئے مجوزہ لباس کی منظوری آنے پر طلباء کے لباس کی تبدیلی کا عمل بھی پورا ہو جائے گا۔

(۲) اس سال کچھ سویلین لڑکے بھی داخل کئے گئے۔ گزشتہ سال کے مقابلہ میں آفیسرز کے لڑکوں کی تعداد بھی نسبتاً زیادہ رہی۔ لیکن ترجیح بہرحال کم سے کم معیار پر اترنے والے جے سی اوز، اور رینکس کے بچوں کو ہی دی گئی۔ ان سے جو سیٹیں بچیں صرف آفیسرز اور سویلین کے بچوں کو مقابلے کی بنیاد پر آفر کی گئیں۔

(۳) کالج میں تینوں Categories کے طلباء میں باہمی رابطہ (Adjustment) قابل اطمینان رہا ہے۔

(۴) اس سال تک کالج میں داخلے پانچویں، چھٹی اور ساتویں جماعت میں ہوتے تھے۔ اگلے سال سے پانچویں میں داخلہ ختم کیا جا رہا ہے۔ اس طرح اگلے سال چھٹی میں داخلہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر ساتویں میں بھی، تاآنکہ نارمل داخلہ صرف آٹھویں جماعت میں ہو۔ خالی جگہوں کی وجہ سے اگلے سال چھٹی سے نویں تک داخلے ہونگے۔

(۵) یہ بھی فیصلہ کیا گیا، جو لڑکا بھی یہاں کی تعلیمی سہولتوں سے کماحقہ فائدہ نہ اٹھائے اور اس کی ترقی کی رفتار تسلی بخش نہ ہو اسے کالج سے خارج کر دیا جائے۔

(۶) عمارتوں کے بارے میں یہ کہ دو نئے ہاؤس مع میس زیر تعمیر ہیں۔

(۷) تمام تربیت کا مرکز کردار سازی ہے۔ آنر سسٹم کامیابی سے جاری ہے۔ اس کے نتیجے کے طور پر آنر شاپ بھی کھولی گئی ہے۔

(۸) ہاؤسوں کو عمر کے لحاظ سے دو جونیئر اور دو سینئر ہاؤسوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہاؤسوں کا انتظام وانصرام پبلک سکول سسٹم کے روایتی ہاؤس سسٹم کے تحت چلایا جا رہا ہے اور تربیت پریفیکٹوریل سسٹم کے تحت ہو رہی ہے۔ ہاؤسوں کا عدالتی نظام آنر کونسل کے زیر اہتمام ہے۔

(۹) صرف نصابی تعلیم میں مرکزیت ہے۔ ہم نصابی سرگرمیاں چاروں ہاؤس اپنے اپنے ڈرامیٹک، ڈیبیٹنگ اور ہابی کلبوں کے ذریعے اپنے طور پر منظم کرتے ہیں۔ اور وال پیپر نکالتے ہیں۔ مرکزی آرٹ اینڈ کلچرل سینٹر سالانہ کنسرٹ، قومی تقریبات، انٹر ہاؤس مباحثوں Elocution اور جنرل نالج کے مقابلوں اور مرکزی سرگرمیوں کا اہتمام کرتا ہے۔ (جے سی سی سکاؤٹنگ، کبنگ، شوٹنگ، میوزک، ہائیکنگ مرکزی سرگرمیوں کے زمرے میں آتی ہیں۔) کالج کا سالانہ میگزین اور ہفتہ وار گزٹ ''نیوز اینڈ ویوز'' نکالنا بھی ایف اے سی سی کی ذمہ داری ہے۔

(۱۰) اس سال کالج سٹاف کو فوج یا نے کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

(۱۱) کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں سپورٹس سرگرمیوں اور معزز مہمانوں کا ذکر بھی کیا اور آخر میں سٹاف کی کاوشوں کو سراہا کہ ان کے خلوص و تعاون سے کالج پبلک سکول طرز تعلیم و تربیت کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہو رہا ہے۔

حسب معمول رات کو سالانہ کنسرٹ میں انگریزی ڈرامہ (Two Heads are Better than One) اور ڈنر کے بعد اردو کھیل ''انسپکٹر جنرل'' پیش کیا گیا۔ اس تقریب کو جنرل شاہد حامد نے اپنی شرکت سے نوازا۔

۵۷-۱۹۵۶ء کا سالانہ تقسیم انعامات ۲ نومبر ۱۹۵۷ء کو وہیں اتھلیٹکس گراؤنڈ میں گزشتہ پروگرام کے مطابق منعقد ہوا۔ مہمانِ خصوصی اس سال بھی ایڈجوٹینٹ

جنرل میجر جنرل سید شاہد حامد ہی تھے۔ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق کی رپورٹ میں کم وبیش گزشتہ سال کے نکات پر ہی روشنی ڈالی گئی۔ نئی باتیں یہ تھیں۔

(۱) کیڈٹس نے نئے لباس بلو بلیزر اور ٹائی کا استعمال اس تقریب سے شروع کیا ہے۔

(۲) آنر سسٹم کے ساتھ گائڈینس اور کاؤنسلنگ کا سلسلہ ماہانہ انٹرویو اور آبزرویشن سلپ کی صورت میں جاری رہا۔

(۳) انٹر میں آرٹس کلاسز شروع کرنے کی تجویز ملتوی کر دی گئی۔

(۴) ۱۹۵۷ء میں پہلی بار آرمی سپیشل کی بجائے لڑکوں نے لاہور بورڈ کا امتحان دیا اور میٹرک، ایف ایس سی دونوں کا نتیجہ سو فیصد رہا۔

(۵) ہر جمعہ کی شب موسیٰ ہال میں قرآن حکیم اور ہماری زندگی پر لیکچرز کا سلسلہ شروع ہوا۔

(۶) طلباء میں وسیع تر مطالعہ کی عادت کو نشوونما دینے کا خصوصی انتظام کیا گیا۔ ہاؤسوں کے ریڈنگ روم کو مزید بہتر کیا گیا۔ کالج لائبریری کی کتابوں کی تعداد ۱۲ ہزار تک پہنچ گئی۔

(۷) تعلیمی سیاحتوں میں خاصا اضافہ ہوا۔ طلباء نے یوتھ ہاسٹلنگ، لاہور بورڈ کے انٹر زونل سپورٹس مقابلوں اور گجرات اتھلیٹکس میٹ میں امتیازات حاصل کئے۔

تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے فی البدیہہ صدارتی تقریر کی۔ رات کے ڈرامہ شو میں انگریزی میں "Fun Fair" اور "A Pair of Spectacles" اور اردو میں ''تیرے کوچے سے ہم نکلے'' اور ''شامت اعمال'' پیش کئے گئے۔

۵۸۔۱۹۵۷ء کی سالانہ تقریب یکم نومبر ۱۹۵۸ء کو اتھلیٹکس گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ امسال تیسری بار بھی مہمانِ خصوصی ایڈجوٹینٹ جنرل میجر جنرل سید شاہد حامد ہی تھے۔ پروگرام کی ترتیب بھی وہی رہی۔ یعنی پہلے انٹر ہاؤس اتھلیٹکس کے دو فائنل مقابلے پھر جمناسٹک، پی ٹی اور سکاؤٹنگ کے مظاہرے، کمانڈانٹ کی رپورٹ، تقسیم انعامات اور مہمانِ خصوصی کا خطاب، کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں جن نئے نکات کا احاطہ کیا وہ یہ تھے۔

(۱) کالج کو اس نوعیت کے دوسرے اداروں پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ یہاں مختلف النوع سماجی پس منظروں اور ملک کے تمام حصوں کے طلباء شیر وشکر ہو کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جس کی سماجی اور تعلیمی قدر و قیمت بے انتہا ہے۔

(۲) دوسرے سال بھی لاہور بورڈ سے میٹرک اور ایف ایس سی کا نتیجہ عملاً سو فیصد رہا۔

(۳) امسال ۱۲ کیڈٹس میں سے چار نیوی کے لئے منتخب ہوئے اور آٹھ نے آرمی کے لئے آئی ایس ایس بی کلیئر کی۔ گو چار میڈیکل میں رہ گئے۔

نئے تجربے

(الف) جشن تمثیل

اس سال کالج نے جشن تمثیل منعقد کیا جو تقریباً ایک ماہ جاری رہا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ چاروں ہاؤسوں کے اپنے اپنے سالانہ تمثیلی پروگراموں اور کالج ڈرامیٹک کلب کے دو ڈراموں کے علاوہ (میٹرک اور ایف ایس سی فائنل کلاسز کو چھوڑ کر) ہر کلاس کے ہر سیکشن نے اپنے اپنے اردو انگریزی ڈرامے کالج اسٹیج پر پیش کئے۔ ڈراموں کے موضوع متنوع تھے۔ ان میں بعض تاریخی، سوانحی اور تفریحی تھے اور بعض کا مرکزی خیال حب قوم و وطن، دیانت داری، راست بازی اور محنت تھا۔

(ب) دوروزہ فن فیئر کا انعقاد

قیادت کی عملی تربیت کے لئے طلباء کو دوروزہ فن فیئر کا پروجیکٹ دیا گیا۔ کالج میں میلے کا سماں رہا۔

(ج) لاہور کے ہارس اینڈ کیٹل شو کے موقع پر پانچ روزہ تعلیمی وسیاحتی دورہ (Excursion) پر کالج کو لاہور لے جانے کا اہتمام کیا گیا۔

اسی طرح تمام کالج کے لئے رسول ہیڈ ورکس پر پانچ روزہ تربیتی وتفریحی کیمپ کا اہتمام بھی کیا گیا۔ کمانڈانٹ نے وضاحت کی کہ ان کے علاوہ کالج نے معمول کی ہم نصابی سرگرمیوں جیسے لاہور بورڈ کے زونل انگریزی اردو تقریری مقابلے اور انٹر کالجز ڈیبیٹنگ مقابلہ منعقدہ گجرات میں کامیابی سے حصہ لیا۔ تعلیمی سیاحتیں بھی ہوئیں۔ نئے اسپورٹس ٹینس اور اسکوائش اس سال بھی مقبول رہے۔ گجرات ڈسٹرکٹ کی سالانہ میٹ کالج نے تیسرے سال بھی جیتی۔

رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ نے اسٹاف کے جذبہ اور کاوشوں کا بہت خلوص سے شکریہ ادا کیا۔ جس کی وجہ سے کالج کا تشخص ایک ممتاز تعلیمی ادارہ کی حیثیت سے ابھرا اور پبلک سکول کے طور پر اس کی تنظیم و تشکیل ممکن ہو سکی۔

تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے اپنی صدارتی تقریر میں کالج کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ کالج پبلک سکول کے طور پر دوسرے اداروں کے لئے ایک مثال ثابت ہوگا۔

تقریب کے دوران کالج کا بینڈ نغمہ سرا رہا۔ تقسیم انعامات کی سالانہ تقریب کا آخری آئیٹم حسب دستور اس بار بھی رات کا سالانہ ڈرامیٹک شو تھا۔ اردو میں ''پہلی پیشی'' اور'' چاند بی بی'' اور انگریزی میں "Enchanted Cap" اور "Crimson Coconut" پیش کئے گئے۔ موسیقی کا اہتمام میوزک کلب کی طرف سے تھا۔

۱۴ نومبر ۱۹۵۹ء کو ۵۹۔۱۹۵۸ء کے سیشن کا سالانہ فنکشن ہوا۔ اس بار یہ فنکشن ٹیپو سلطان ہاؤس کے سامنے کی نئی سپورٹس گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ پروگرام وہی رہا جو پچھلے سال تھا۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی میجر جنرل آغا محمد یحیٰ خان چیف آف دی جنرل سٹاف تھے۔

دوسرے مہمانوں میں ڈی جی ایم ٹی میجر جنرل عبدالحمید خان، بریگیڈیئر عطا محمد خان، بریگیڈیئر آفندی، بریگیڈیئر ریاض الکریم تھے۔ اس تقریب میں نئی چیز یہ تھی کہ کالج اسٹاف سیاہ اکیڈمک گاؤن اور مخصوص ٹوپی پہن کر تقریب میں شریک ہوا۔ تقریب اتھلیٹکس کے فائنل مقابلوں سے شروع ہوئی۔ جمناسٹک پی ٹی شو کے بعد نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار اے ای سی نے اپنی سالانہ رپورٹ عبوری دور میں اپنے پیش رو لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق کی کاوشوں کو زبردست خراج تحسین ادا کرنے سے شروع کی۔ پھر میٹرک اور ایف ایس سی کے سو فیصد نتائج کے بارے میں بتایا اور آئی ایس ایس بی کے رزلٹ کے متعلق یہ تجزیہ پیش کیا کہ اس سال پھر بورڈ کے سامنے نو لڑکے گئے۔ نو میں سے آٹھ کامیاب ہوئے۔ ان میں سے ایک میڈیکل میں ان فٹ ہو جانے کے بعد پی ایم اے نہ جا سکا کمانڈانٹ نے اس ضمن میں یہ وضاحت کی کہ اگرچہ کالج کو بحیثیت ایک پبلک سکول کے منظم کیا گیا ہے لیکن کالج کے پی ایم اے کے فیڈر ہونے کے رول میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

کمانڈانٹ نے اسی رپورٹ میں اعلان کیا کہ جنوری ۱۹۵۹ء سے آفیسرز اور سویلینز کے لڑکوں کے لئے فیس کی نئی شرح ان کی سالانہ آمدنی کے مطابق ۲۵ روپے سے ۷۵ روپے ماہانہ مقرر کی گئی ہے۔ جے سی اوز اور ادر رینکس کے بچے بدستور فری اسکالرز رہیں گے کمانڈانٹ نے یہ بھی بتایا کہ جی۔ ایچ۔ کیو کی نئی پالیسی کے تحت لڑکوں کو دسویں میں ایک بانڈ بھرنا ہوگا کہ وہ عہد کرتے ہیں کہ انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد پی ایم اے کے داخلہ کے امتحان کے لئے بیٹھیں گے۔ جنہیں یہ شرط منظور نہ ہو وہ دسویں سے آگے ۱۲۰ روپے ماہانہ فیس ادا کریں گے۔

مذہبی تعلیم

معمول کے مطابق اسلامیات کی تدریس کے علاوہ ہفتہ وار درس قرآن جاری رہا۔ اسپورٹس اور Outward bound سرگرمیاں، سکاؤٹنگ، باکسنگ اور تعلیمی سیاحتیں جاری رہیں۔

اس سال کالج نے لاہور بورڈ کے ڈراموں کے مقابلہ میں حصہ لیا اور جونیئر سینئر دونوں سیکشنوں کی ٹرافیاں حاصل کیں۔

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ سروسز کے پبلک سکولوں میں سپورٹس مقابلے شروع کرانے کے لئے ضروری رابطے جاری ہیں کمانڈانٹ نے جنوری ۱۹۵۶ء سے کالج میں باقاعدہ آرایم او نہ ہونے اور تیسرے مرحلے کے تعمیراتی کام میں تاخیر ہونے پر ارباب اختیار کو توجہ دلائی۔ کالج بس کی منظوری کے لئے جی۔ ایچ۔ کیو کا شکریہ ادا کیا۔ کمانڈانٹ نے کالج کے علاقے کو خوبصورت بنانے اور نئے لانز اور جی ٹی روڈ کے متوازی علاقے کو بہتر بنانے کی کوشش کا ذکر بھی کیا۔ اس سلسلے میں کمانڈانٹ نے کالج کے سامنے کی سڑک کو دونوں طرف سے چھ چھ فٹ چوڑا کرنے پر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی پنجاب کے چیف انجینئر کا شکریہ ادا کیا۔

رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ نے والدین سے درخواست کی کہ وہ کالج کے واجبات بروقت ادا کریں اور اپنے بچوں کے لئے اشد ضروری صورتوں کے سوا سیشن کے دوران چھٹی کی درخواست نہ دیں۔ تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی کے خطاب پر (جس کی تفصیلات، مہمانان خصوصی کے خطابات کے باب میں دی گئی ہیں) یہ تقریب ختم ہوئی۔ رات کے روایتی کنسرٹ پر انگلش ڈرامہ "Live Mummy" اور اردو کھیل ''خدائی فوج دار'' پیش کیا گیا۔

۶۰-۱۹۵۹ء کے سیشن کی سالانہ تقریب جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۶۰ء کوئی سپورٹس گراؤنڈ میں سہ پہر کے وقت منعقد ہوئی۔ ڈی جی ایم ٹی میجر جنرل عبدالحمید خان نے تقریب کی صدارت کی۔ سول اور ملٹری کے اعلیٰ حکام کے علاوہ بہت سے اولڈ بوائز اور طلباء کے والدین نے شرکت کی۔ اس بار پروگرام میں ایتھلیٹکس کے مقابلے شامل نہیں تھے۔ صرف پی ٹی جمناسٹک کے مظاہرے پیش کئے گئے۔ پس منظر میں اے ایس سی سینٹر کا براس بینڈ نغمہ سرا رہا۔

کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان نے اپنی رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور کا احاطہ کیا۔

(الف) نصابی تعلیم۔ (Formal Education)

گزشتہ تین سال کی طرح اس سال بھی میٹرک کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۵۸ طلباء میں سے ۵۰ فرسٹ ڈویژن میں اور ۸ سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ بھی سو فیصد رہا۔ ۱۶ کے ۱۶ طلباء پاس ہوئے۔ اس نتیجہ نے کالج کو تمام کیڈٹ کالجوں اور پبلک سکولوں میں ٹاپ پر پوزیشن دی۔ ایف ایس سی میں کالج کو بحیثیت مجموعی تمام بورڈ میں اول آنے کا امتیاز حاصل ہوا۔ اس امتیازی کارکردگی پر کمانڈر انچیف نے توصیفی خط لکھا۔

(ب) ہم نصابی سرگرمیاں

کالج نے پی اے ایف کالج رسالپور کے زیر اہتمام کل پاکستان انگریزی تقریری مقابلے کی شیلڈ جیتی اور لاہور ایجوکیشن بورڈ کے زیر اہتمام زونل تقریری مقابلوں میں انگریزی میں پہلا اور اردو میں تیسرا انعام حاصل کیا۔

۶۰-۱۹۵۹ء کے لاہور بورڈ کے ڈرامے کے مقابلہ میں کالج کا انگلش ڈرامہ (Live Mummy) اول رہا۔ ٹرافی کے علاوہ بہترین انفرادی اداکاری کا پہلا انعام بھی کالج کے ایک اداکار نے حاصل کیا۔ انٹرمیڈیٹ سیکشن میں کالج کے ڈرامہ ''خدائی فوجدار'' کے ایک کردار کو تیسرا انعام ملا۔

خانس پور سکاؤٹنگ ٹریننگ کیمپ میں ایم سی ٹروپ نے غیر معمولی امتیازی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ کیمپ کے مہمانِ خصوصی وزیر خارجہ جناب منظور قادر نے ایم سی ٹروپ کو نتھیا گلی میں دعوت سے نوازا۔

۵ دسمبر ۱۹۵۹ء کو مری کے یوتھ ہاسٹلنگ کیمپ میں کالج کے کوہ پیماؤں نے آل راؤنڈ بہترین کارکردگی کی شیلڈ حاصل کی۔ ۵ افسر اور ۸۰ کیڈٹس لاہور میں ہارس اینڈ کیٹل شو دیکھنے گئے اور لاہور کے دوسرے تاریخی ثقافتی مراکز کو دیکھا۔ آٹھ افسروں اور ۷۰ کیڈٹس نے سال کی دو پی ایم اے پاسنگ آؤٹ پریڈوں کو دیکھا اور آتے جاتے واہ، ٹیکسلا کے تاریخی مقامات دیکھے۔

(ج) کھیل اور سپورٹس

یکم فروری ۱۹۶۰ء میں کالج کے اتھلیٹس نے پاکستان جونیئر اتھلیٹک میٹ منعقدہ لاہور میں حصہ لیا۔ گو دوسرے نمبر پر آئے۔ لیکن پانچ نئے ریکارڈ قائم کئے اور تین کلرز حاصل کئے۔

جون ۱۹۶۰ء میں کالج نے گورنمنٹ کالج لاہور کی رائفل ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام آل پاکستان انٹر کالجیٹ شوٹنگ کمپٹیشن میں حصہ لیا اور تین اعزازات حاصل کئے۔

کالج کا شکار کلب دارا پور، ڈومیلی، رسول، جگو ہیڈ ورکس پر اپنی تگ و تاز میں مصروف رہا۔ کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں یہ دلچسپ صورت حال بیان کی کہ کالج تو پی ایم اے کو کیڈٹس فیڈ کرتا ہی ہے اب انسٹرکٹرز بھی فیڈ کر رہا ہے۔ گزشتہ سال ۱۱ نوجوان انسٹرکٹرز یہاں سے پی ایم اے پوسٹ ہوئے۔

ضرورتیں اور مسائل

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں ان ضرورتوں اور مسائل کی نشاندہی کی۔

(الف) یہ ادارہ اپنی ابتداء کے مقابلہ میں عمارتوں اور زمین کے لحاظ سے تین گنا بڑھ چکا ہے۔ اس لئے اضافی مالیوں اور چوکیداروں کی فوری ضرورت ہے۔

(ب) تیسرے مرحلہ کی منظور شدہ عمارت کا سنگ بنیاد بھی نہیں رکھا جاسکا ہے۔ کچھ بیرکوں کو خطرناک قرار دیئے جانے پر پانچ کلاسز رابرٹس ہاؤس کی ڈارمیٹریوں

میں لی جاری ہیں۔ وہاں ہابیز سینٹر اور ایف اے سی کو ہاؤس کے ڈائننگ ہال میں دھکیلنا پڑا ہے۔

(ج) مکانات کی قلت کی وجہ سے ۱۲ آفیسرز جے سی اوز کوارٹرز میں رہنے پر مجبور ہیں۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ افسروں کے لئے رہائشی مکانوں کی شدید ضرورت ہے۔

نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں امتیازات حاصل کرنے پر انعامات دینے کے بعد مہمانِ خصوصی میجر جنرل عبدالحمید خان ڈائریکٹر جنرل ملٹری ٹریننگ نے ''قیادت'' کو اپنی صدارتی تقریر کا موضوع بنایا۔ (اقتباسات مہمانان گرامی کے خطبات کے باب میں درج کئے گئے ہیں) گروپ فوٹو کا اہتمام موجودہ میوزیم کے عقب میں اور مہمانوں کے لئے چائے کا انتظام سامنے کے میموریل لانز میں کیا گیا تھا۔ رات کو حسب روایت ڈنر اور سالانہ کنسرٹ ہوا۔ جو انگریزی ڈرامہ "Invisible Duke" اقبال کے ''شکوہ'' کی ڈرامائی تشکیل اردو کھیل ''آسمان سے گرا'' اور ساز و آہنگ کی موسیقی پر مشتمل تھا۔ ۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کی سہ پہر کو کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ کالج کے ۶۱۔۱۹۶۰ء سیشن کے ۳۵ ویں سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی تھے۔ جگہ پروگرام اور مہمانوں کی نوعیت وہی تھی جو گزشتہ دو سالوں سے آ رہی تھی۔ اس بار سالانہ فنکشن کے پروگرام میں سائنس اور آرٹ کی نمائشوں کا اضافہ ہوا۔ مہمانِ خصوصی نے یہ نمائشیں فنکشن شروع ہونے سے پہلے دیکھیں۔ سٹاف سے مہمانِ خصوصی کا تعارف سپورٹس گراؤنڈ میں پہنچنے کے بعد ہوا۔ معمول کے پی ٹی ڈمبل جمناسٹک مظاہروں کے بعد کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی۔

نصابی نتائج

میٹرک رزلٹ گزشتہ چار سال کی طرح اس سال بھی سو فیصد رہا۔ کل ۵۱ طلباء میں سے ۳۷ فرسٹ ڈویژن میں اور باقی ۱۴ سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔

انٹرمیڈیٹ آرٹس کا نتیجہ سو فیصد اور سائنس گروپ کا نتیجہ ۷۷ فیصد رہا۔ میٹرک کے نتیجہ کی بنیاد پر کالج کو لاہور بورڈ کے پانچ بہترین اداروں میں شمار کیا گیا۔ اور اس بنا پر ایک گراں قدر نقد انعام حاصل کیا گیا۔

ہم نصابی سرگرمیاں

کالج کے انگریزی اردو ڈرامہ لاہور بورڈ کے ڈرامائی مقابلوں میں اول قرار دیئے گئے۔ سینئر گروپ کے انگریزی ڈرامے کو یہ اعزاز تیسری بار اور اردو ڈراموں کو یہ اعزاز تین سال میں دوسری بار ملا۔ دونوں چمپیئن شپ ٹرافیوں کے علاوہ انگریزی کے ڈرامہ (Invisible Duke) میں بہترین اداکاری پر سلطان حیدر کو اور اردو ڈرامہ ''جوتشی'' میں بہترین کارکردگی پر محمد ریاض کو پہلا انعام دیا گیا۔

کالج نے گجرات ڈسٹرکٹ کی سالانہ اتھلیٹکس میٹ تیسرے سال بھی جیتی اور لاہور کے نیشنل اتھلیٹکس میٹ ''جونیئرز'' میں ۶ گولڈ، ۳ سلور، ۴ برانز، کل ۱۳ میڈل حاصل کئے۔

کالج کے اسکاؤٹس نے ویسٹ پاکستان تقریری مقابلہ میں پہلی پوزیشن لی اور دسمبر ۱۹۶۰ء میں والٹن لاہور میں تیسری نیشنل جمبوری میں بڑی کامیابی سے حصہ لیا۔

مری کے یوتھ ہاسٹلنگ کیمپ میں کالج کی ٹیم نے امتیازی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ کالج کی شوٹنگ ٹیم نے پیرا (PARA) کے تحت کیڈٹ کالجز شوٹنگ مقابلے میں شرکت کی۔

سیکنڈری بورڈ سپورٹس ٹورنامنٹس میں کالج نے فٹ بال، ہاکی اور باسکٹ بال میں زونل ٹرافیاں جیتیں۔

اسٹاف

کالج سٹاف کے جلد جلد تبادلے اور اس کے مضمرات اور استاد کے تجربے کے تسلسل کی ضرورت اور اہمیت پر کمانڈانٹ نے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"During the year, eight of our academic instructors and three non-AEC officers were posted out. Although

we were deprived of the benefit of their experience and ability, we have the satisfaction that we got their replacements. Continuity in service is an extremely important factor for the success of public school, and it is this devoted life-long service of public school masters which has given the name and fame to these institutions. Our present system of getting an army officer on the academic staff for a period of two to three year is not very different from enagaging a foreigner on a short contract basis. In the interest of the institution, I request that members of the staff who prove themselves to be particularly suitable for the college be allowed to remain with us for a period of five years.

اکیڈیمک سٹاف کے متواتر تبادلے کے مسئلے کے علاوہ کمانڈانٹ نے مہمانِ خصوصی کی توجہ اس امر کی طرف بھی مبذول کرائی کہ کالج کا رقبہ اور عمارت پہلے سے تین گنا بڑھ جانے کی بنا پر چوکیداروں اور مالیوں کی تعداد میں معتدبہ اضافہ کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ اسی طرح کیڈٹ میسوں کے لئے Caterers نہیں ہیں۔ اگست ۱۹۶۰ء سے لائبریرین نہیں ہے۔ جس کا موجودہ پے اسکیل پر ملنا محال ہے۔ کمانڈانٹ نے کالج میں پی ٹی انسٹرکٹرز کی کمی کے بارے میں جی ایچ کیو کی عدم توجہی کا بڑی خوبصورتی سے گلہ کیا۔

"Apart from the question of posting of the academic staff, we are also faced with difficulties regarding subordinate staff. As a result of the acquisition of land and constructions during the recent years, the college is three time the original size of K.G.R.I.M. school as founded in 1922. In view of this increased commitment we are in dire need of additional chowkidars and gardeners. We have no caterers for the cadets messes, and we are also acutely short of P.T. instructors.The college is without a librarian since August 1960, as the prescribed scale of pay for a qualified person is not forthcoming. I very much regret to say that all efforts in this direction have resulted in a cry in the wilderness because the prescription given to us shows a corresponding in expenditure else where. According to this old English saying, "Charity begins at home", but our experience shows that the charity of the Army begins at the cadet college and ends there. A cadet college with the same number of boys as my college has, can have ten P.T. instructors from the army but my maximum number can not go beyond three.

I submit that if the military college is expected to produce the same stuff as the cadet college, we must be provided with the same staff and facilities which the other cadet colleges have.

عمارت کی غیر تسلی بخش صورت حال کے بارے میں کمانڈانٹ نے پرزور الفاظ میں یہ معروضات پیش کیں۔

کچی بیرک کے ناقابل استعمال ہو جانے سے کلاسز رابرٹس ہاؤس ڈارمیٹریوں میں منتقل کرنی پڑیں۔

فزکس لیبارٹری موجود نہیں ہے۔

ہینڈی کرافٹس، سٹیشنری سٹور، سپورٹس سٹور، کوارٹر ماسٹر سٹورز کے لئے مناسب جگہوں کی ضرورت ہے۔ ۱۶ آفیسرز کے لئے موزوں رہائشی مکانات درکار ہیں۔ ۲۸ آفیسرز کے لئے موزوں آفیسر میس نہیں ہے۔ موجودہ آفیسرز میس کیڈٹس کی کچی بیرک میں واقع ہے۔

کالج کے دو پرانے ہاؤسوں کی ڈارمیٹریوں میں پنکھے اور باتھ رومز میں جدید سینٹری فٹنگ موجود نہیں۔

کلاس رومز اور ڈارمیٹریوں کے لئے کوئلہ منظور نہیں ہو رہا۔ حالانکہ ۱۹۵۵ء تک کوئلہ ملتا تھا۔

ان معروضات کے آخر میں کمانڈانٹ نے کالج سٹاف سے ہر سال انگلینڈ میں کسی تربیتی کورس میں اور کسی پبلک سکول سے وابستگی کے لئے ایک استاد کی نامزدگی کی پرزور اپیل کی وضاحت کی کہ یہ کورس کالج کے رول کے پیش نظر بے حد ضروری ہے۔ انہوں نے پی اے ایف پبلک سکولوں کی مثال بھی پیش کی۔

آخر میں کمانڈانٹ نے مہمانِ خصوصی جنرل محمد موسیٰ کا کالج بس عطاء کرنے اور ۵۰ سکالرشپ کی منظوری دینے اور ۱۹۶۰ء کے رزلٹ کے لئے توصیفی سند جاری کرنے کا شکریہ ادا کیا اور درخواست کی کہ جس طرح ماضی میں فیلڈ مارشل آکنلک اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کالج کو اپنی آمد سے بار بار نوازتے رہے۔ آپ بھی یہ کرم فرمانے کی زحمت کریں۔ یہ کالج سرپرستی کا مستحق اور محتاج ہے۔ تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے اپنا خطاب ان الفاظ میں شروع کیا۔

"I am indeed very happy to be in your midst on this big occasion, surrounded by youthful, vigorous faces, so eager to win laurels, so keen to be moulded into responsible all-round citizens, so full of hope to be good and to do good".

انکے خطاب کا دوسرا نکتہ پاکستان میں نظام تعلیم اور پبلک سکولوں کے بارے میں تھا۔ (جس کو مہمانان خصوصی کے خطبات میں نقل کیا گیا ہے)۔

تقریب کا اختتام حسب معمول مہمانِ خصوصی کے سٹاف اور پریفکٹس کے ساتھ فوٹو اور سب مہمانوں کے ساتھ چائے کی ضیافت پر ہوا۔ جس کا اہتمام وار میموریل گارڈنز میں کیا گیا تھا۔ رات کو حسب روایت ڈنر اور سالانہ کنسرٹ ہوا۔ جو انگریزی ڈرامے "The Clean Sweep" اور اردو کھیل ''جوتشی'' پر مشتمل تھا۔

۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء کو تقسیم انعامات برائے سال ۶۲-۱۹۶۱ء کے خاص مہمان کوارٹر ماسٹر جنرل آرمی میجر جنرل وصال محمد خان ایم سی تھے۔ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان نے اپنی رپورٹ کے شروع میں کالج کے مقاصد اور ترجیحات کی یوں وضاحت کی۔

"Ours is a residential school, organized on the pattern of English public schools. And as such, we ensure that all curricular and extra-curricular activities are so designed as to bring about the full development of the cadet :-

(a) as an individual.
(b) as a citizen.
(c) as a leader.
(d) and as a patriot.

We lay special emphasis on inculcating habits of industry, self-discipline and honesty among our pupils. And we give great importance to taking pride in the nation, an understanding of its history and aspirations and a willingness to serve it.

اس وضاحت کے بعد کمانڈانٹ نے کالج کی کاوشوں کا جائزہ پیش کیا۔

نصابی نتائج

(الف) میٹرک کے امتحان میں ۹۳ میں سے ۹۱ طلباء پاس ہوئے۔ دو کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے۔ کامیاب طلباء میں سے ۵۸ نے فرسٹ ڈویژن لی۔ ۳۲ نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔ ۷ نے بورڈ کا سکالرشپ لیا۔

(ب) انٹرمیڈیٹ میں آرٹس کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ایف ایس سی پری انجینئرنگ کا ۸۷ فیصد۔ ۳۳ کامیاب طلباء میں سے ۱۱ نے میرٹ سکالرشپ حاصل کیا۔ اس ضمن میں کمانڈانٹ نے وضاحت کی کہ ہمارے داخلے محض میرٹ کی بنیاد پر نہیں ویلفیئر کی بنیاد پر محدود فوجی طبقے میں سے ہوتے ہیں۔

ہم نصابی سرگرمیاں

(الف) کالج نے اس سال ایبٹ آباد پبلک سکول میں منعقدہ انٹر پبلک سکولز ڈیبیٹنگ شیلڈ جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس مقابلہ میں مغربی پاکستان کے ۶ پبلک سکولوں نے حصہ لیا۔ اس کے علاوہ لاہور ایجوکیشن بورڈ کے زیر اہتمام انٹر کالجیٹ ڈرامیٹک کمپیٹیشن میں امسال بھی کالج نے انگریزی اردو دونوں میں اول انعامات حاصل کئے۔

سپورٹس

کالج نے پہلے سروسز پبلک سکولز سپورٹس ٹورنامنٹ میں فٹ بال، ہاکی اور اتھلیٹکس کی تین چمپیئن شپس جیتیں اور پریذیڈنٹس شیلڈ حسن ابدال کیڈٹ کالج کے ساتھ شیئر کی۔ امسال سکاؤٹنگ کیمپ میں ایم سی ٹروپ کو ممتاز (Outstanding) قرار دیا گیا اور توصیفی سند عطاء کی گئی۔ یوتھ ہاسٹلنگ میں بھی کالج نے اپنا روایتی امتیاز برقرار رکھا۔

مشکلات اور مسائل

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں توضیح کی کہ اگرچہ کالج کو پبلک سکول کا درجہ دیئے ہوئے سات سال گزر چکے ہیں۔لیکن ابھی تک کالج سٹورز ایڈمنسٹریٹو بلاک، جمنیزیم، آفیسرز میس، آفیسرز کی موزوں اکاموڈیشن سے محروم ہے۔کالج کو ڈیری فارم اور رائیڈنگ کلب کے لئے بھی جگہ درکار ہے۔

توسیع کی تجویز

اپنی رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ نے درخواست کی کہ کالج میں طلباء کی تعداد کو ۳۳۰ سے ۶۶۰ کرنے کی مجوزہ توسیع کے پیش نظر کالج سے ملحقہ گاؤں کی زمین حاصل کرنے کی فائل کو جو تین سال سے جی ایچ کیو میں زیرِ گردش ہے۔جلد سے جلد منظوری سے نوازا جائے۔

مہمانِ خصوصی میجر جنرل وصال محمد خان نے طلباء کو انعامات تقسیم کرنے کے بعد اپنی صدارتی تقریر میں مختلف میدانوں میں کالج کی ترقی کی رفتار کو سراہا۔طلباء سے اپنے خطاب میں انہوں نے سپورٹس کی اصل افادیت کو موضوع بنایا۔رات کو ڈنر کے بعد سالانہ کنسرٹ میں ڈرامیٹک کلب نے انگریزی میں "Creatures of Impulse" اور اردو کھیل ''فٹ پاتھ کے شہزادے'' پیش کیا۔

۳۰ نومبر ۱۹۶۳ء کو ۶۳۔۱۹۶۲ء کے سیشن کے تقسیم انعامات کے سالانہ فنکشن پر کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ تھے۔مہمانِ خصوصی نے سب سے پہلے آرٹ کی نمائش دیکھی۔سپورٹس گراؤنڈ میں پی ٹی اور جمناسٹک کے مظاہرے ملاحظہ کئے۔ باقی تقریب کے لئے مہمانِ خصوصی اور دوسرے مہمانان گرامی نوتعمیر شدہ موسیٰ ہال کمپلیکس میں آئے۔ یہاں مہمانِ خصوصی جنرل محمد موسیٰ نے اپنے نام سے منسوب موسیٰ ہال اور ملحقہ بلاک کا افتتاح کیا۔پھر باقی تقریب موسیٰ ہال میں شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کے بعد کمانڈانٹ نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی۔

کالج کے رول کی وضاحت کرنے کے بعد کمانڈانٹ نے پہلے کالج کی کامیابیوں کا جائزہ لیا۔

امتحانی نتائج

لاہور بورڈ کے میٹرک کے امتحان میں ۴۲ سے ۴۱ پاس ہوئے۔۳۳ فرسٹ ڈویژن اور ۸ سیکنڈ ڈویژن میں اور ایک طالب علم مسعود الحسن نوری نے بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۵۵ میں سے ۴۹ پاس ہوئے۔۸ فرسٹ ڈویژن اور ۲۳ سیکنڈ ڈویژن میں اور ۵ نے بورڈ کا سکالرشپ حاصل کیا۔کمانڈانٹ نے اس سلسلہ میں یہ اضافہ کیا کہ ان نتائج کی بنیاد پر کالج کو بورڈ کے پانچ بہترین سکولوں میں سے ایک ہونے کا اعزاز مسلسل تین سال سے حاصل رہا ہے اور بورڈ کا انعام لے رہا ہے۔

سپورٹس کے میدان میں کالج نے ۶۴۔۱۹۶۳ء میں اہم اعزازات حاصل کئے۔کالج نے دوسرے سال بھی انٹر سروسز پبلک سکولز سپورٹس ٹورنامنٹ میں پریذیڈنٹ شیلڈ حاصل کی اور ایجوکیشن بورڈ سپورٹس ٹورنامنٹ میں فٹ بال، کرکٹ اور باسکٹ بال کی زونل ٹرافیاں جیتیں۔مزید برآں ویسٹ پاکستان جونیئر اتھلیٹکس میٹ کی چیمپئن شپ ٹرافی بھی حاصل کی اور ملٹری کالج کے ایک کیڈٹ داؤد الرحمٰن کو سال کا بہترین اتھلیٹ بھی قرار دیا گیا۔ Outward bound جیسی کردار ساز سرگرمیوں میں کالج نے چار اعزازات حاصل کئے۔مری کے یوتھ ہاسٹلنگ کورس میں آل راؤنڈ بیسٹ پرفارمنس شیلڈ، کلائمر ایسوسی ایشن کی کاغان ویلی سرمائی مہم کی ٹرافی، سکاؤٹنگ میں بیسٹ پٹرول ٹرافی اور پیرامیٹ میں نشانہ بازی کی بوائز چیلنج شوٹنگ کمیشن کی پریذیڈنٹ شیلڈ، سٹیج سرگرمیوں میں کالج کے انگریزی ڈرامہ Creatures of Impulse اور اردو کھیل ''فٹ پاتھ کے شہزادے'' دونوں نے لاہور بورڈ کی طرف سے اول آنے کی ٹرافی حاصل کی اور انٹر پبلک سکول ڈیبیٹنگ چیمپئن شپ ٹرافی بھی کالج نے حاصل کی۔

آئی ایس ایس بی کا نتیجہ

۶۳۔۱۹۶۲ء میں ۱۲۴ ایم سی کیڈٹس پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔

اپنی رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ نے جنرل موسیٰ ہال بنوانے کے لئے اور اپنے نام سے منسوب کرنے کی اجازت دینے کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی دوسری ضروری عمارات جمنیزیم، آفیسرز میس، ایک اکیڈیمک بلاک، آفیسرز کے بنگلے، سوئمنگ پول کی مرمت اور وہاں چند کمروں اور غسل خانوں کی تعمیری ضرورت کا ذکر بھی کیا۔

مہمانِ خصوصی نے تقسیم انعامات کے بعد سال کے بہترین ہاؤس کے لئے کمانڈر انچیف ٹرافی عطا کرنے کا اعلان کیا اور اپنی صدارتی تقریر میں کالج کی ہمہ جہتی ترقی پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ کالج ملک کے ایک پریمیئر (Premier) تعلیمی ادارے کی حیثیت سے اپنی شہرت برقرار رکھے گا۔

(مہمانِ خصوصی نے طلباء کو مخاطب کر کے جو کچھ ارشاد کیا وہ مہمانان خصوصی کے خطابات کے باب میں نقل کیا گیا ہے)

اس تقریب کے موقع پر مہمانِ خصوصی نے کالج کی مسجد بھی جا کر دیکھی۔ رات کے سالانہ کنسرٹ میں جو پہلی بار موسیٰ ہال اسٹیج پر ہوا۔ شیکسپیئر کے ڈرامہ مرچنٹ آف وینس، کا کورٹ سین پیش کیا گیا اور اردو کھیل ''خانہ جنگی'' اسٹیج کیا گیا۔

ڈرامیٹک شو میں انگریزی کا ڈرامہ "Two heads are better than one" اور اردو میں ''ریہرسل'' پیش کیا گیا۔ ۶۵-۱۹۶۴ء کا سالانہ فنکشن جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء کے پس منظر میں سادہ طریقے سے ۲۴ نومبر ۱۹۶۵ء کو ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن کرنل محمد خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اسپورٹس گراؤنڈ میں پی ٹی اور جمناسٹک کے مظاہرے ہوئے اور باقی کارروائی موسیٰ ہال میں انجام پذیر ہوئی۔ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان نے اپنی رپورٹ جنگ ستمبر میں کالج کے دو سابق کوارٹر ماسٹروں کیپٹن انوار الحق اور کیپٹن محمد منیر شہید، ۶ شہید اولڈ بوائز، لیفٹیننٹ کرنل صاحب زاد گل شہید ستارۂ جرأت، میجر علی عابد شہید، کیپٹن مظہر حسین شاہ شہید، لیفٹیننٹ افتخار جعفر شہید، نائب صوبیدار پائندہ خان، میجر علم الدین شہید کو خراج عقیدت پیش کرنے سے کی۔ انہوں نے کالج کے ۲۰ ستارۂ جرأت یافتگان اور دوسرے قابل فخر جاں بازوں اور غازیوں کا بھی ذکر کیا۔ جنہوں نے جنگ میں جرأت اور جذبے کا ایک نیا باب رقم کیا۔

پی ایم اے کے لئے سلیکشن

نومبر ۱۹۶۴ء سے نومبر ۱۹۶۵ء کے عرصے میں ۵۹ ایم سی کیڈٹس کمیشن کے لئے منتخب ہوئے۔ ۵۰ آرمی میں، ۵ پی اے ایف میں اور ۴ سویلین سکالرشپ سکیم میں، ۱۹۶۵ء میں کالج کے دو اولڈ بوائز ادیب انور اور مشتاق نیازی نے اعزازی تلواریں اور نعیم اکبر نے نارمن میڈل لیا۔ پی ایم اے میں دوسرے عہدوں پر بھی ملٹری کالج کے سپوت چھائے رہے۔

امتحانی نتائج

میٹرک میں ۵۲ میں سے ۵۱ پاس ہوئے۔ انٹرمیڈیٹ سائنس گروپ میں چند کی کمپارٹمنٹ آئی۔ نتیجہ ۸۰ فیصد رہا۔

کھیل اور اسپورٹس

آئی ایس پی ایس ایس ٹی میں کالج نے ہاکی اور ایتھلیٹکس ٹرافی لی۔ اور دوسری پوزیشن کا جوائنٹ چیفس آف سٹاف کا کپ حاصل کیا۔ ویسٹ پاکستان جونیئر ایتھلیٹکس میٹ کی ٹرافی جیتی۔ آرمی رائفل ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام انٹر پبلک سکولز شوٹنگ مقابلے میں کالج دوسرے نمبر پر آیا۔

کلچرل امتیاز

لاہور بورڈ کے انٹر کالجیٹ ڈرامیٹک مقابلوں میں گزشتہ سال کالج کے انگریزی ڈرامے (Two heads are better than one) میں توقیر احمد کو دوسرا اور اردو ڈرامے ''ریہرسل'' میں مجیب بختیار کو بہترین تمثیل کار کا پہلا انعام دیا گیا۔

نیشنل ایمرجنسی کے پیش نظر کمانڈانٹ نے کالج کی ضرورتوں کو مؤخر کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ قومی امنگوں سے ہم آہنگ ہونے کے لئے کالج میں ذریعہ تعلیم اردو کر دینے پر غور کیا جائے۔ آخر میں کمانڈانٹ نے طلباء کے والدین سے صرف شدید ضرورت کی صورت میں چھٹی کی درخواست دینے کی اپیل کی۔

ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن کرنل محمد خان نے اپنی صدارتی تقریر میں کالج کے شہیدوں اور غازیوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

"I salute them and share your pride for these brave sons of our country."

اور کہا ''لیکن صرف یہی آپ کے ہیرو نہیں ہیں اور بھی بہت سے گمنام ہیروز ہیں جن کے جرأت مندانہ کارناموں کے بارے میں، میں نے بہت کچھ سنا ہے''۔

مہمانِ خصوصی نے تجویز کیا کہ نئے موسیٰ ہال میں ایک اور رول آف آنرز کھولا جائے اس بار قومی ایمرجنسی کے پیشِ نظر سالانہ کنسرٹ پیش نہیں کیا گیا۔ بعض وجوہ کی بناء پر ۶۶۔۱۹۶۵ء کی سالانہ تقریب ۴ مارچ ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوئی۔ کوارٹر ماسٹر میجر جنرل ٹکا خان ستارۂ پاکستان مہمانِ خصوصی تھے۔ تقریب شروع ہونے سے پہلے تقریباً آدھ گھنٹہ تک مہمانِ خصوصی نے کالج کے Premises خصوصاً پرانی عمارتوں کا معائنہ کیا۔

پروگرام کا آغاز سپورٹس گراؤنڈ سے ہوا۔ اس بار پی ٹی شو میں کچھ نئی ایکسرسائز کا اضافہ کیا گیا۔ اور رنگ برنگے رومالوں سے انکو زیادہ جاذب نظر بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ جمناسٹک شو کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب موسیٰ ہال میں منعقد ہوئی۔ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان نے ۶۶۔۱۹۶۵ء کے سیشن کی رپورٹ پیش کی۔ کالج کے مخصوص رول کی روشنی میں کالج کی تعلیمی و تربیتی ترجیحات کا ذکر کرتے ہوئے کمانڈانٹ نے تقریب کے شرکاء کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی کہ کالج میں بیشتر داخلہ میرٹ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

"We are required to enlist 90% of boys from the families of Armed Forces personnel, on compassionate grounds and exigencies of service also play an important part in this respect and therefore it is not fair to compare us with Public Schools and Cadet Colleges as regards the first divisons and scholarships in the Board examinations."

اس وضاحت کے بعد کمانڈانٹ نے جنگ ستمبر میں کالج کے شہیدوں، غازیوں اور ان کے سول اور ملٹری اعزازات اور ممتاز اولڈ بوائز کے بلند مناصب کا ذکر کیا اور وضاحت کی کہ کالج کی جانبازی اور جاں نثاری کی روایت کو جاری رکھنے اور مستحکم کرنے کے لئے دن کے پروگرام کی ابتداء تلاوت قرآن حکیم سے ہوتی ہے۔ ہر روز صبح کالج ہال میں قرآن حکیم کے حوالے سے کسی دینی موضوع پر گفتگو کی جاتی ہے۔ کمانڈانٹ کی رپورٹ کے دوسرے نکات یہ تھے۔

امتحانی نتائج

میٹرک کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۵۸ میں سے ۳۳ فرسٹ ڈویژن، ۲۰ سیکنڈ ڈویژن اور پانچ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ انٹرمیڈیٹ میں ۵۶ میں سے ۵۱ پاس ہوئے۔ ۶ نے بورڈ کا سکالرشپ لیا۔

سپورٹس کی فتوحات

۱۔ کالج نے دسمبر ۱۹۶۵ء کے انٹر سروسز پبلک سکولز سپورٹس ٹورنامنٹ میں ۱۹۶۱ء سے چوتھی بار پریذیڈنٹ شیلڈ چیلنج جیتی۔

۲۔ کالج نے اپریل ۱۹۶۶ء میں لاہور میں منعقدہ ویسٹ پاکستان نیشنل جونیئر اتھلیٹکس چیمپئن شپ مسلسل دوسری بار حاصل کی۔
ایم سی کیڈٹ طارق کلیم کو ۱۱۲۰۰ تھلیٹوں میں سال کا بہترین اتھلیٹ قرار دیا گیا۔

۳۔ لاہور بورڈ کے سپورٹس ٹورنامنٹ میں کالج نے ہاکی، فٹ بال، باسکٹ بال میں زونل چیمپئن شپ جیتی۔

کردار ساز سرگرمیاں

۱۔ ایم سی ٹروپ نے گھوڑا گلی کے سکاؤٹنگ کیمپ میں خصوصی اور امتیازی کارکردگی کا امتیاز برقرار رکھا۔

۲۔ کالج کے یوتھ لیڈرز کلب نے Climbers Club of Pakistan کے زیر اہتمام دو کورس کئے۔ ترکی کی پہاڑیوں میں کوہ پیمائی کی مشق میں ۴۴ کیڈٹس نے حصہ لیا اور سرٹیفکیٹس حاصل کئے۔ ۱۸ ایم سی یوتھ لیڈرز نے سی سی پی کی وادی سوات کی مہم میں شرکت کی اور ۱۴ ہزار فٹ کی بلندی سر کر کے سی سی پی کے امتیازی نشان (Insignia) کے حق دار ٹھہرے۔ انٹر کالجیٹ Mountaineering شیلڈ بھی ملٹری کالج کو دی گئی۔

مباحثے، تقریریں

کالج کی ڈیبیٹنگ یونین نے حسب معمول امسال بھی ۱۴ مباحثوں اور مذاکروں کا اہتمام کیا۔ کالج نے گوجرانوالہ، جہلم اور راولپنڈی کے اردو انگریزی آل

پاکستان انٹر کالجیئٹ تقریری مقابلوں میں حصہ لیا اور راولپنڈی میں انگریزی کی ٹرافی جیتی اور تینوں جگہوں پر اردو انگریزی انعامات حاصل کئے۔

کمیشن

گزشتہ سال میں ۴۲ کیڈٹس پی ایم اے، ۶ نیوی، ۴ ایئر فورس اور ۳ سویلین سکالرشپ سکیم کے لئے منتخب ہوئے۔ سال رواں میں گویا کل ۵۵ منتخب ہوئے۔ سلیم اللہ نے سی این سی کین حاصل کیا۔

تعمیراتی ضرورتیں

کمانڈانٹ نے مہمانِ خصوصی کو توجہ دلائی کہ کالج میں لیبارٹری کی ضروری سہولتیں اور چند دوسری عمارتیں موجود نہیں۔ اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے عمارتوں کے ایک ایسے بلاک کی ضرورت ہے جس میں ۳ لیبارٹریوں، ہینڈی کرافٹس اینڈ ہابیز سیکشن اور ایک جمنیزیم ہو۔ اس طرح ایک (All Cubicle) ۸۰ لاکروں کے نئے کیڈٹ ہاؤس کی ضرورت بھی ہے۔ چونکہ پرانے ہاؤس کی ۱۶، ۱۶ اور ۲۰، ۲۰ لاکرز کی ڈارمیٹریاں مطالعہ کے لئے موزوں ماحول فراہم نہیں کرتیں۔

کمانڈانٹ نے بتایا کہ چند سال سے کالج کی عمارت کی مرمت اور دیکھ بھال کے لئے ضروری فنڈ مہیا نہیں کیا گیا۔ انہوں نے گلہ کیا کہ کالج کو جہلم سٹیشن کا ایک آرمی یونٹ تصور کیا جاتا ہے اور جہلم سٹیشن کے مجموعی فنڈ سے تھوڑا سا پیسہ کالج کے حصے میں بھی آجاتا ہے جو قرین انصاف نہیں۔ کمانڈانٹ کے اصل الفاظ یہ تھے۔

I believe we are a Public School and that too only one of its kind in the whole Army. It will be in the fitness of things to expect a more generous treatment.

کمانڈانٹ نے اس بناء پر کالج کے ایک علیحدہ اور مستقل Development Fund کی درخواست کی۔ کمانڈانٹ نے ان کی توجہ اس امر کی طرف بھی دلائی کہ کئی سالوں کی جدوجہد کے باوجود ابھی تک کالج کا ایڈم بلاک، آفیسرز میس، نہیں بن سکا۔ بہت ضروری سٹوریج کی جگہ بھی نہیں ہے۔ ۱۹۶۳ء میں سی این سی نے سوئمنگ پول کے ساتھ کپڑے تبدیل کرنے کے کمرے اور غسل خانے بنوانے کی منظوری دے دی تھی۔ اس پروجیکٹ میں بھی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ راجڑ گاؤں کو ملٹری کالج بننے میں دیر ہو رہی ہے۔ سٹاف کی محرومیوں کے بارے میں کمانڈانٹ نے کہا۔

> Last but not the least part of my lament is the fact that my teaching staff is denied all those facilities which are ordinarily available to staff in other Public Schools and Cadet colleges in the country."

ایک تجویز

کالج کی توسیع کی ضرورت کے پیش نظر اور اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ کالج کی توسیع کا ایک منصوبہ جی ایچ کیو کے زیر غور بھی ہے، کمانڈانٹ نے تجویز کیا کہ آئندہ سال خالی ہونے والی انٹرنیشنل سکول منگلا کی عمارت ایک دوسرے ملٹری کالج کے لئے مخصوص کر دی جائے۔

اپنی صدارتی تقریر میں مہمانِ خصوصی نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں کالج کے اولڈ بوائز کے کارناموں کے حوالے سے کالج کے رول کی تعریف کی اور کالج کی تعمیراتی اور مالیاتی ضروریات پر ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ کیا۔ امسال چائے کا انتظام موسیٰ ہال لان ہی میں کیا گیا تھا۔ رات کے کنسرٹ میں (The Invisible Duke) اور ''کار برائے فروخت'' ڈرامے پیش کئے گئے۔

۶۷-۱۹۶۶ء کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات نومبر ۱۹۶۷ء سے ملتوی ہو کر ۱۰ فروری ۱۹۶۸ء کی سہ پہر کو اسپورٹس گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ مہمانِ خصوصی میجر جنرل نوازش علی ہلال جرأت، تمغۂ پاکستان نے ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن اور کمانڈانٹ کے ہمراہ ساڑھے دس بجے نوازائیدہ شیر شاہ ہاؤس کا معائنہ شروع کیا۔ جو چھ ماہ پہلے صرف آٹھویں درجہ کی انٹری کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ مہمانِ خصوصی نے ہاؤس کے ماٹو I can, I will میں خصوصی دلچسپی ظاہر کی۔

ہاؤس کے بانی ہاؤس ماسٹر مسٹر حیدری نے بحیثیت پریپ ہاؤس، ہاؤس کی تشکیل کی غرض و غایت بیان کی اور ہاؤس کے ماٹو کے تعلیمی و تربیتی مضمرات کی وضاحت کی اور مہمانِ خصوصی کو نذرانے کے طور پر ہاؤس کے انگریزی ترانے۔

We are the boys of Sher Shah House Great boys, Great House

کی ایک فریم شدہ کاپی پیش کی۔ ہاؤس کے معائنہ کے بعد مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال بلاک کے ایک ونگ میں آرٹ اور ہینڈی کرافٹس کی نمائش میں کالج کے شہیدوں کی پورٹریٹس کو خصوصیت سے سراہا۔ ٹھیک دو بجے اسپورٹس گراؤنڈ کی تقریب شروع ہوئی۔ جلسہ میں طلباء کے والدین کے علاوہ سول اور ملٹری کے روایتی مہمانوں کے علاوہ اولڈ بوائز کی خاصی بڑی تعداد کے لحاظ سے یہ سب سے بڑی تقریب تھی۔ پی ٹی اور جمناسٹک کے شاندار مظاہروں کے اختتام پر تلاوت قرآن پاک کے بعد نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل مرتضیٰ حسین نے ۶۷۔۱۹۶۶ء کے سیشن کی رپورٹ پیش کی۔

کالج کا رول

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ کے شروع میں کہا کہ یہ ادارہ اپنے رول کو کس حد تک کامیابی سے ادا کر رہا ہے، اس کا ثبوت اس کے سپوتوں کے وہ کارنامے ہیں۔ جو انہوں نے جنگ و امن میں انجام دیئے ہیں۔ اس کی ایجوکیشن کی کوالٹی کا کچھ اندازہ یہاں کے اولڈ بوائز کی افواج پاکستان میں تعداد اور ان کے مناصب سے کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت پی ایم اے میں ہمارے ۵۰ سابق طلباء زیر تربیت ہیں۔ اور حالیہ ۴۱ ویں پی ایم اے لانگ کورس میں ہمارے ۱۸ کیڈٹ شامل ہیں۔

امتحانی نتائج

لاہور بورڈ کے میٹرک کے امتحان میں سب لڑکے پاس ہوئے۔ ۵۷ میں سے ۴۱ فرسٹ ڈویژن میں آئے اور ۱۶ نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔ انٹرمیڈیٹ کا رزلٹ ۷۰ فیصد رہا۔ ۵۱ میں سے ۳۵ پاس ہوئے۔ ۵ فرسٹ ڈویژن میں۔ ۲۵ سیکنڈ میں اور ۵ نے تھرڈ ڈویژن لی تین کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے۔

کھیل اور سپورٹس

انٹر سروسز پبلک سکول ٹورنامنٹ میں کالج نے ہاکی اور شوٹنگ چیمپئن شپ ٹرافی جیتی اور پورے ٹورنامنٹ میں دوسرے نمبر پر رہا اور لاہور بورڈ سپورٹس ٹورنامنٹ میں امسال باسکٹ بال ہاکی کی زونل چیمپئن شپ ٹرافیاں حاصل کیں۔ سپورٹس مقابلوں کا ذکر کرتے ہوئے کمانڈانٹ نے وضاحت کی کہ چونکہ مقابلے کے ٹورنامنٹ کردار کی تعمیر کی بجائے کردار کی تخریب کا ذریعہ بھی ہو جاتے ہیں اس لئے کالج نے دوستانہ میچوں کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ کیڈٹ کالج حسن ابدال سے سپورٹس ٹیموں کے آنے جانے کا تبادلہ ہوا ہے۔ لارنس کالج کو بھی وزٹ کیا ہے تا کہ کھیل کھیلنے کا جو اصل مقصد ہے وہ فوت نہ ہو جائے۔

آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں

اس سلسلے میں کمانڈانٹ نے کہا۔

"In view of our special mission, we lay special emphasis on organizing outward bound activities like scouting, youth-hostelling, hiking, camping and mountain climbing, in order to develop qualities of resourcefulness, self-reliance, endurance, courage, adventure and leadership. These qualities can be best developed in our youth only outside the classroom, in the laboratories of woods and mountains."

۶۸۔۱۸۶۷ء کے سیشن میں تعلیمی سیر و تفریح کے لئے کیڈٹس لاہور چھانگا مانگا، کھیوڑہ اور منگلا گئے۔ ۸ کیڈٹس اور ایک انسٹرکٹر نے چوتھی نیشنل جمبوری کراچی میں شرکت کی۔ ۴۰ کیڈٹس کے ایم سی ٹروپ نے گھوڑا گلی کے سمر کیمپ میں شرکت کی اور کیمپ کے بہترین ٹروپ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ ۱۴ کیڈٹس اور دو انسٹرکٹرز نے چترال اور کافرستان کے علاقہ میں دو ہفتے میں ۱۱۵ میل کوہ پیمائی کی۔ ان کامیابیوں کے لئے کمانڈانٹ نے ہر درجہ کے سٹاف کا گرم جوشی سے شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنے مسائل اور ضروریات کا ذکر چھیڑا۔

تجاویز مسائل اور ضروریات

بورڈ آف گورنرز کا تقرر

کمانڈانٹ نے مہمانِ خصوصی کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کہ سر دست کالج انتظامی اعتبار سے ایک آرمی یونٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ جب کہ تمام

دوسرے کیڈٹ کالج کے بورڈ آف گورنرز ہیں۔قومی تعلیمی کمیشن کی سفارش بھی یہی ہے۔حال میں کالج کا معائنہ کرنے کے بعد جی ایچ کیو کی او اینڈ ایم ٹیم نے منجملہ دوسرے بہت سے نکات کے بورڈ آف گورنرز کے تقرر کی سفارش بھی کی تھی۔کالج کے بہت سے مسائل کا حل اور تعلیمی و تربیتی مقاصد کی بہتر تکمیل اسی اقدام میں مضمر ہے۔

راشن سکیل

کمانڈانٹ نے کالج کے راشن سکیل کو اپ ٹو ڈیٹ کر کے ملک کے دوسرے کیڈٹ کالجوں اور سروسز پبلک سکولوں کے مساوی کرنے کا کیس بھی بہت مدلل طریقے سے پیش کیا۔اور مہمانِ خصوصی سے درخواست کی یہ مسئلہ ان کی فوری توجہ کا محتاج ہے۔

تعمیراتی ضروریات

کمانڈانٹ نے جن تعمیراتی ضروریات کا ذکر کیا۔وہ بیشتر وہی تھیں جو گزشتہ سال کی رپورٹ میں کی گئی تھیں۔ان کے علاوہ انہوں نے کالج کے چاروں طرف معقول اونچائی کی وائرفینسنگ اور پرانے ہاؤسوں سے ملحق پانچ مکانوں کو ای ٹائپ میں تبدیل کرنے کی ضرورت کی طرف ارباب حل وعقد کی توجہ مبذول کرائی۔

دوسری سہولتیں

کمانڈانٹ نے جن دوسری ضروریات کی فراہمی کے لئے درخواست کی وہ یہ تھیں۔

(۱) ہاؤسوں کی ڈارمیٹریوں میں موجودہ چھوٹے لاکرز کے بجائے الماریاں ٹیوب لائٹس اور ضروری فرنیچر

(۲) ہاؤسوں کے لئے بجلی کے کولرز اور گیزر

(۳) میسوں کے لئے ضروری ساز وسامان

(۴) تعلیمی سیاحتوں اور آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیوں کے لئے ایک بڑی اور ایک مائیکرو بس

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ کے آخر میں اپنے پیش رو کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان کی کالج کی خدمات کو خراج تحسین ادا کیا اور کالج کے دوسرے لوکل آرمی اداروں کا شکریہ ادا کیا اور ایک نئے جونیئر ہاؤس شیر شاہ ہاؤس کا کالج کے ایک پریپ ہاؤس کے طور پر تعارف کرایا۔

کمانڈانٹ کی اس قدرے طویل رپورٹ کے بعد مہمانِ خصوصی نے سال رواں کے انعامات تقسیم کئے اور ایک ایک کالج کریسٹ تحفے کے طور پر سابق کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان اور سابق استاد مسٹر مظہر علی خان کی کالج کے لئے گراں قدر خدمات کے اعتراف کے طور پر پیش کیا۔

مہمانِ خصوصی نے اپنے صدارتی خطاب میں کالج کی ہمہ جہتی ترقی کو بہت سراہا۔انکے چند فقرے یہ تھے۔

"Your participation in a wide variety of outward bound activities is indicative of the healthy atmosphere that prevails here, and so badly lacking in most of our educational institutions in the country. Such activities provide good preparation for life in the commissioned rank of the Armed Forces, which is the goal of most of the boys here".

مہمانِ خصوصی نے راشن کی بہتری کے بارے میں ضروری فوری اقدامات کا وعدہ کیا اور دوسرے تعمیراتی مطالبات کو حکومت کی مالیاتی صورت حال بہتر ہونے سے مشروط کیا (مہمانِ خصوصی کے طلباء سے خطاب کے اقتباسات دوسرے باب میں درج کئے گئے ہیں)

۶۸۔۱۹۶۷ء سیشن کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب ۱۶ نومبر ۱۹۶۸ء کو سہ پہر کو منعقد ہوئی۔مہمانِ خصوصی میجر جنرل جمیل الدین فاروقی تھے۔ٹھیک دو بجے مہمانِ خصوصی ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن اور کمانڈانٹ کی معیت میں جونیئر ہاؤس شیر شاہ ہاؤس تشریف لائے جہاں ان کا خیر مقدم ہاؤس ماسٹر مسٹر سعید راشد نے کیا۔اور ہاؤس کی غرض وغایت کے فلسفہ پر روشنی ڈالی۔مہمانِ خصوصی نے ہاؤس کے تربیتی پروگرام کے اقداری پہلو میں خصوصی دلچسپی ظاہر کی۔شیر شاہ ہاؤس سے مہمانِ خصوصی موئی ہال گئے۔جہاں انہوں نے فزکس تھیٹر اور لیبارٹری میں آراستہ آرٹ اور سائنس کی نمائش دیکھی اور طلباء کی تخلیقی کاوشوں کی بڑی داد دی۔

ڈھائی بجے سپورٹس گراؤنڈ میں اصل تقریب کا آغاز ہوا۔ماس پی ٹی، جمناسٹک، ڈمبل سکواڈ کے مظاہرے ہوئے۔تلاوت قرآن حکیم کے بعد کمانڈانٹ

لیفٹیننٹ کرنل مرتضیٰ حسین نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ جس میں کالج کے رول اور جنگ اور امن میں اولڈ بوائز کے کارناموں کا پوائنٹ تو وہی تھا جو گزشتہ سال کی رپورٹ میں بھی تھا۔ ممتاز عالمگیرینز کی فہرست میں ایک اور نیا نام آیا وہ پاکستان ہاکی ٹیم کے کپتان خالد محمود کا نام تھا۔

امتحانی نتائج

کمانڈانٹ نے امتحانی نتائج کے بارے میں بتایا کہ میٹرک کے امتحان کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۵۰ میں سے ۴۸ فرسٹ ڈویژن میں اور ۲ سیکنڈ ڈویژن میں آئے۔ انٹرمیڈیٹ میں ۶۲ میں سے ۵۵ پاس ہوئے۔ ۶ کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے۔ صرف ایک فیل ہوا۔ کمانڈانٹ نے یہ وضاحت کی کہ یہ رزلٹ بالکل بغیر کسی ملاوٹ کے ہے۔

سپورٹس

کمانڈانٹ نے حاضرین کو بتایا کہ سپورٹس کو چمکانے کے لئے قومی سطح کے کوچز کی خدمات حاصل کرلی گئی ہیں۔ لیکن کسی لڑکے کو سپورٹس انٹری میں محض جیتنے کے لئے داخل نہیں کیا گیا بلکہ سپورٹس مقابلوں میں شرکت کے لئے پہلے امتحان پاس کرنے کی شرط رکھ دی گئی ہے۔ انٹر سروسز پبلک سپورٹس ٹورنامنٹ سے باہر بھی کالج نے کیڈٹ کالج حسن ابدال اور لارنس کالج سے باہمی تبادلے کی بنیاد پر دوستانہ میچوں کا سلسلہ شروع کیا ہے اور اس کے دائرہ کار کو کیڈٹ کالج کوہاٹ اور پی اے ایف کالج سرگودھا تک بڑھانے کا پروگرام ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سپورٹس کو حقیقی معنوں میں سپورٹس مین سپرٹ کی نشوونما کے لئے استعمال کیا جائے۔

آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیاں

جولائی ۱۹۶۸ء میں ۴۰ کیڈٹس نے مری سے ایبٹ آباد تک کی چیلنج ہائیکنگ میں حصہ لیا۔ ۳۲ میل کا یہ فاصلہ زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے میں طے کرنا تھا۔ ان کل ۱۹ لڑکوں میں سے جنہوں نے یہ فاصلہ مقررہ وقت کے اندر سر کیا، ۷ ایم سی کیڈٹس تھے۔ کیڈٹ زبیر نے فرسٹ آکر چیلنج کپ جیتا۔ اور بحیثیت مجموعی بہترین کارکردگی پر چیمپئن شپ ٹرافی کالج کو ملی۔ ۲۰ لڑکوں اور ۴ آفیسرز کے ایک اور بیچ نے کاغان ویلی ٹریننگ کیمپ میں امتیاز حاصل کیا۔

ثقافتی ادبی و تخلیقی سرگرمیاں

ڈرامیٹک کلب، میوزک کلب، آرٹ کلب، سائنس کلب اور ڈبیٹنگ یونین کے علاوہ کالج کی لٹریری سوسائٹی کا ایک ماہانہ اخبار (پرانا نیوز اینڈ ویوز) عالمگیرین کے نام سے نکالا۔ سالانہ رسالہ تربیت اس کے علاوہ تھا۔

ہاؤسز کی تشکیل نو

کمانڈانٹ نے بتایا کہ گزشتہ سال آٹھویں درجے کے لئے ایک نیا ہاؤس، شیر شاہ ہاؤس بنایا گیا تھا۔ اس سال سے کالج کے دو جونیئر اور دو سینئر ہاؤسوں کو ملا کر سینئر جونیئر کا فرق مٹا دیا گیا ہے۔ اب چار ہاؤس ایک سٹیٹس کے ہیں۔ (یعنی چاروں میں نویں سے بارہویں تک طلباء ہیں) اس تنظیم سے سپورٹس اور ڈسپلن پر بہتر اثر پڑے گا۔

انعامات تقسیم کرنے کا نیا طریقہ

کمانڈانٹ نے حاضرین کو مطلع کیا کہ اس سال سے دوسرے کیڈٹ کالجوں کی طرح اس بڑے جلسہ میں صرف تعلیمی انعامات دیئے جارہے ہیں۔ سپورٹس کے انعامات سیشن کے آخر میں دیئے جائیں گے۔ تاکہ سپورٹس کے مقابلے تمام سال جاری رہیں اور اس تقریب سے پہلے مقابلوں کا ہجوم نہ ہو جائے۔

اپنی رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ نے ۵ اور ۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء اولڈ بوائز کی ری یونین کی تقریبات کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور موجودہ کیڈٹس پر اس کے خوشگوار اثرات بیان کیئے۔ رپورٹ ختم کرتے کرتے کمانڈانٹ نے بورڈ آف گورنرز کے مسئلہ کو پھر چھیڑا

"Sir, I have described our activities and achievements during the year under review. I leave it to you to judge whether our achievements are satisfactory or not. Personally, I feel that much more could be achieved if this College is organized as a cadet college. The fact is that, at present, it is organized as an army unit, but is

expected to function as a cadet college. Our difficulties and shortcomings stem, in a great measure, from this fact. It is, however, encouraging that the necessity for a change in the organizational set-up of the college has been accepted and steps are being taken to remedy the situation."

طلباء میں انعامات تقسیم کرنے کے بعد مہمانِ خصوصی نے کالج کریسٹ کالج کے ایک سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد رفیق کی نذر کیا۔ بقول مبصر۔

"As a token of the eternal debt of gratitude which the College owes to him as the master builder of this institution in the post-partition era.

دوسرا کالج کریسٹ مسٹر عبدالحمید قریشی کو پیش کیا گیا۔ جو انہی دنوں بیس سال تک کالج کی سروس کرنے کے بعد ریٹائر ہوئے تھے۔ (مہمانِ خصوصی کے خطاب کے اقتباسات دوسرے باب میں دیئے گئے ہیں) خطاب کے بعد مہمانِ خصوصی کے ساتھ اسٹاف اور پریفیکٹس کے گروپ فوٹو ہوئے۔ اور آخر میں موسیٰ ہال لان میں چائے کی ضیافت ہوئی۔

۱۱ فروری ۱۹۷۰ء کو ۶۹۔۱۹۶۸ء کے سالانہ فنکشن کی صدارت میجر جنرل آفتاب احمد خان نے کی۔ معمول کے پی ٹی اور جمناسٹک وغیرہ کے مظاہروں کے بعد پرائز ڈسٹری بیوشن کی اصل تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ایس اے قریشی نے کالج کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ ان کا پہلا پوائنٹ کالج کے رول کے بارے میں تھا۔ پھر انہوں نے سالانہ نتائج کی بات کی۔

امتحانی نتائج

۱۹۶۹ء میں میٹرک کے سب کے سب ۵۶ لڑکے کامیاب ہوئے ۴۹ فرسٹ ڈویژن میں اور ۷ سیکنڈ ڈویژن میں۔ انٹر کے ۵۶ میں سے ۴۶ پاس ہوئے ۸ کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے۔

کمیشن

۱۹۶۹ء میں ۳۷ کیڈٹس پی ایم اے گئے۔

بیرونی تربیت کی سرگرمیاں

جون ۱۹۶۹ء میں ایم سی ٹروپ نے گھوڑا گلی اسکاؤٹنگ کیمپ میں آٹھوں دن فلیگ آف آنر حاصل کرنے کا امتیاز حاصل کیا۔ اواخر جون میں ۱۲ کیڈٹس اور تین افیسرز نے پاکستان کلائمبرز کلب کے زیر اہتمام چترال کی وادی میں کوہ نوردی کی مہم میں کامیابی سے حصہ لیا۔

سپورٹس

کالج کے سپورٹس دستے نے لارنس کالج کا دورہ کیا۔ اور دوستانہ میچ کھیلے۔ آئی ایس پی ایس ایس ٹی میں کیڈٹ ممتاز علی نے بہترین نشانہ باز ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ کیڈٹ شکیل خالد نے براڈ جمپ میں امتیاز حاصل کیا۔

ہم نصابی سرگرمیاں

کالج کے تمام ہابی کلبز اور سوسائٹیز نارمل طریقے سے تمام سال کام کرتی رہیں۔

مسائل اور مشکلات

کمانڈانٹ نے کالج کے جن مسائل اور مشکلات کا ذکر کیا وہ یہ تھے۔

۱۔ راشن سکیل کو دوسرے کیڈٹ کالجوں کے برابر لانے کا مسئلہ

۲۔ تعمیراتی ضرورتوں کی فہرست وہی تھی جو گزشتہ سے گزشتہ سال پیش کی گئی تھی۔

۳۔ کلاس فور ملازمین

کمانڈانٹ نے اس مسئلہ کو بھی چھیڑا کہ کالج کے کلاس فور ملازمین کی تعداد دوسرے کیڈٹ کالجوں کے مقابلہ میں پچاس فیصد ہے۔

۴۔ چاردیواری

کمانڈانٹ نے کالج کے لئے خاردار چاردیواری (Wire Fencing) کے بجائے پکی اور اونچی چاردیواری کی ضرورت کا اظہار کیا۔ کمانڈانٹ کی رپورٹ کے بعد مہمانِ خصوصی نے سال کے انعامات تقسیم کئے۔ اس سال آرٹ اور سائنس کی روایتی نمائش منعقد نہیں ہوئی اور دسمبر ۱۹۶۹ء میں حیدری صاحب کے ریٹائر ہو جانے سے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی رات کو روایتی کنسرٹ بھی سٹیج نہیں کیا جاسکا تھا۔ ع

مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

۷۰-۱۹۶۹ء کا سالانہ فنکشن

فنکشن کے مہمانِ خصوصی کالج کے ایک سابق طالب علم میجر جنرل محمد اکبر خان، ہلال قائد اعظم ڈائریکٹر جنرل آئی ایس آئی تھے۔ جنرل اکبر نے پہلے شیر شاہ ہاؤس کی (پرانا نام رابرٹس ہاؤس) چوتھی ڈارمیٹری (علم الدین شہید ڈارم) میں جا کر بیچ کے دواز ے کے دائیں طرف اپنا پرانا لاکر دیکھا۔ اور اپنے دور کے ہاؤس ماسٹر صوبیدار غلام احمد صاحب اور کمانڈانٹ کیپٹن سلیبی کے غیر معمولی (Devotion) کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ شیر شاہ ہاؤس کے بعد انہوں نے کالج کی مسجد کو ایک نظر دیکھا اور موسیٰ ہال بلاک میں آرٹ اینڈ ہینڈی کرافٹس اور سائنس کی نمائش کا معائنہ کیا۔ اصل تقریب سپورٹس گراؤنڈ میں معمول کے پروگرام کے مطابق منعقد ہوئی۔ اس بار حاضرین میں اولڈ بوائز کی تعداد معمول سے زیادہ تھی۔

کمانڈانٹ کرنل ایز، ڈی احمد نے سب سے پہلے اپنی رپورٹ میں معزز مہمانِ خصوصی کا سوانحی خاکہ پیش کیا۔ اور ان کے شاندار کیریئر کے امتیازی مناصب جیسے سیٹو (SEATO) میں ملٹری ایڈوائزری، ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ایک بریگیڈ کی کمان اور ایم آئی کی ڈائریکٹری کا ذکر کیا اور توقع ظاہر کی کہ ان کے کیریئر سے کالج کے طلباء کو انسپریشن ملے گا کہ محنت عزم اور حوصلے سے کیا کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اپنی رپورٹ میں کمانڈانٹ نے جن اور نکات کا احاطہ کیا وہ یہ تھے۔

کالج کی بتدریج تعلیمی ترقی اور اس کے رول میں عہد بہ عہد تبدیلیوں کا جائزہ لیتے ہوئے کمانڈانٹ نے کہا کہ اپنی تمام خوبیوں اور خدمتوں کے ساتھ ساتھ اس ادارہ کا قومی ہونا، فلاحی ہونا، صحیح معنوں میں غیر مراعات یافتہ طبقات کے لئے مختص ہونا اس کی قابل فخر امتیازی خصوصیات ہیں۔ اس سلسلہ میں کمانڈانٹ نے کہا۔

اس وقت فیس اور گورنمنٹ کے خرچ میں ایک اور دس کی نسبت ہے۔ کالج کے بڑھتے ہوئے انتظامی اور ترقیاتی اخراجات کا کچھ بوجھ اٹھانے کے لئے آرمی کے سب بڑے فلاحی ادارے فوجی فاؤنڈیشن سے تعاون کرنے کی درخواست کی جاسکتی ہے۔

امتحانی نتائج

اس نکتہ کی وضاحت کے بعد کہ کالج میں بیشتر داخلہ فلاحی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ کمانڈانٹ نے سال کے امتحانی نتائج کے بارے میں بتایا کہ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ چند کمپارٹمنٹ کے کیسوں کو چھوڑ کر سو فیصد رہا۔ اگرچہ ڈویژن کے لحاظ سے اسی محدود داخلے کی وجہ سے صورت حال کچھ بہتر نہ رہی۔ البتہ پی ایم اے کے لئے سلیکشن کا تناسب قابل اطمینان رہا۔ ۱۹۷۰ء میں ۴۶ اور ۴۷ ویں پی ایم اے لانگ کورس میں ۲۷ کیڈٹس منتخب ہوئے اس سال جب وار کورس چل رہا تھا۔ تو ۴۰ منتخب ہوئے۔

ہم نصابی سرگرمیاں

جون میں ۱۲ کیڈٹس نے گلگت اور ہنزہ کی ۱۲۸ میل کی ہائیکنگ کی۔ اس طرح اسکاؤٹس کا سالانہ گھوڑا گلی کیمپ معمول کے مطابق روایتی کارکردگی کے ساتھ ہوا۔ سال کے دوران ڈیبیٹنگ یونین کے فنکشن جاری رہے۔ اپنی رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ نے امید ظاہر کی کہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن سے کالج کو مزید تقویت

ہوگی۔اور ممتاز اولڈ بوائز کی سرپرستی کالج کی ترقی و توسیع کے لیے سودمند ہوگی۔

تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے طلباء اور اسٹاف سے خطاب کیا۔(جس کے اقتباسات دوسرے باب میں نقل کئے گئے ہیں) فوٹو کے بعد چائے پر مہمانِ خصوصی آٹوگراف کے شکاریوں میں گھرے رہے۔ رات کو سالانہ کنسرٹ میں انگریزی کا ڈرامہ (Shivering Shocks) اور اردو کا کھیل "مہرباں کیسے کیسے" پیش کیا گیا۔ کنسرٹ کو مہمانِ خصوصی نے تعلیم کی ایک ضروری جہت (Dimension) قرار دیا۔ انہوں نے برسبیل تذکرہ بتایا کہ ۱۹۳۷ء میں گرمیوں کی چھٹیاں جانے سے پہلے کمانڈانٹ کے آفس کے پیچھے کھلے میدان میں ایک ورائٹی پروگرام سا ہوتا تھا۔ جس میں ہر ہاؤس کچھ نہ کچھ پیش کرتا تھا۔ انہوں نے یاد کیا کہ ۲۰۴ حضور احمد اور اللہ دتہ سیف الملوک سنایا کرتے تھے۔ عبدالسلام کمال کی نقلیں اتارتا تھا۔ یٰسین چمٹا بہت اچھا بجاتا تھا۔ انکے اختتامی الفاظ یہ تھے۔

"It is a long way from that open-air improvised stage variety Programme in 30s, to this Polished nearly Professional Performance! Well done!

دسمبر ۱۹۷۱ء کے المیہ کے پس منظر میں ۷۱-۱۹۷۰ء کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات نہایت ہی سادہ طریقے سے ۲۷ فروری ۱۹۸۲ء کو منعقد ہوا۔ کمانڈر لاگ ایریا کھاریاں بریگیڈیئر اقبال شفیع نے اتھلیٹکس کے فائنل مقابلے دیکھنے کے بعد سالانہ انعامات تقسیم کردیئے۔ کوئی رسمی رپورٹ نہیں پڑھی گئی۔ کوئی مہمان بھی باہر سے نہیں بلوائے گئے۔ یہ لوکل فنکشن تھا۔ رات کا کنسرٹ بھی نہیں ہوا۔ ۷۲-۱۹۷۱ء کا سالانہ جلسہ انعامات بھی ملک میں ایمرجنسی اور جنگی قیدیوں کی واپسی نہ ہونے کی وجہ سے بغیر روایتی تقریب کے پچھلے سال کی طرح سادہ طریقے سے منعقد ہوا۔

کمانڈانٹ کرنل این۔ڈی احمد نے موسیٰ ہال میں خود ہی انعامات تقسیم کردیئے تھے۔ چونکہ اس تقریب کے متوقع خصوصی مہمان بریگیڈیر انوار الحق لاگ ایریا کمانڈر کسی اہم تر سرکاری مصروفیت کے پیش آجانے کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے تھے۔ یہ سالانہ فنکشن تو بہت پھیکا رہا تھا۔ لیکن اس کی تلافی اس امر سے ہوگئی کہ کمانڈانٹ نے ایک نئے تجربے کے تحت ۴ فروری ۱۹۷۳ء سے ۱۸ فروری ۱۹۷۳ء تک کالج کے پانچوں ہاؤسوں کو ہاؤس کی سطح پر اپنا اپنا یوم والدین منانے کا موقع دیا۔ یہ تجربہ ایک لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ شیر شاہ ہاؤس میں ہاؤس کا یوم والدین منانے کا سلسلہ ۱۹۷۹ء تک چلا۔(جس کی روداد شیر شاہ ہاؤس کے باب میں دیکھی جاسکتی ہے)۔

تعلیمی سال ۷۳-۱۹۷۲ء کی نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کے انعامات دینے کا فنکشن یکم مارچ ۱۹۷۴ء کو سہ پہر کے وقت اسپورٹس گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل ٹکا خان کے مہمانِ خصوصی ہونے کی وجہ سے ممتاز مہمانوں کی تعداد معمول سے زیادہ تھی۔ موسم خوشگوار ہوجانے کی وجہ سے طلباء کے والدین اور دوسرے مہمانوں کا ہجوم بھی زیادہ تھا۔ غالباً اس وجہ سے بھی کہ یہ فنکشن دوسال کے وقفے سے ہورہا تھا۔ روایتی پی ٹی اور جمناسٹک شو کے بعد کمانڈانٹ کرنل محمد اکرام امین نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی، پہلے تو انہوں نے وضاحت کی گزشتہ سالوں میں غیر معمولی حالات کی وجہ سے یہ فنکشن بھی روایتی انداز سے نہیں ہوسکا تھا۔ اب جب کہ صورت حال بہتر ہوئی ہے اور جنگی اسیر واپس آچکے ہیں یہ تقریب معمول کے مطابق منعقد کی جارہی ہے۔ اس کے بعد کمانڈانٹ نے جنگ دسمبر ۱۹۷۱ء میں کالج کے میجر اکرم شہید نشان حیدر، کالج کے دوسرے شہیدوں اور اعزاز یافتگان کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے اور بڑے پر جوش انداز میں کہا۔ یہ شیروں کی کچھار ہے۔ یہاں سینکڑوں اکرم شہید نشان حیدر پروان چڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے اسی سلسلہ میں کالج کے ایک اور اولڈ بوائے نیوی کے لیفٹیننٹ سکندر خان ستارۂ جرأت کمانڈر گن بوٹ راجشاہی کا ذکر بھی کیا جنہوں نے چٹاگانگ پر دشمن کا بحری محاصرہ توڑ کر ایک تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔ حسن اتفاق سے سکندر کے سیکنڈ آفیسر لیفٹیننٹ تفسیر حسین کا تعلق بھی ملٹری کالج سے ہے۔ کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں جن دوسرے نکات کا احاطہ کیا وہ یہ تھے۔

امتحانی نتائج

سرگودھا بورڈ کے میٹرک کے امتحان میں ۴۸ میں سے ۴۷ کیڈٹس فرسٹ ڈویژن میں آئے اور ایک سیکنڈ ڈویژن میں رکھا گیا۔ اور ایک کیڈٹ طاہر شاہ نے بورڈ میں ساتویں پوزیشن حاصل کی۔ انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ بھی سو فیصد رہا۔ ۵۷ میں سے ۶ نے فرسٹ، ۴۶ نے سیکنڈ اور ۵ نے تھرڈ ڈویژن لی۔

سپورٹس

کالج نے امسال ہاکی اور فٹ بال میں سرگودھا بورڈ کی زونل چیمپئن شپ ٹرافی جیتی۔ لارنس کالج سے باسکٹ بال، فٹ بال، کرکٹ اور ہاکی کے دوستانہ میچ

ہوئے۔ پی ایم اے سے ہاکی جیتے اور باسکٹ بال کے میچ ہارے۔ امسال ۶ برس کے بعد باکسنگ اور تین برس کے بعد جمناسٹک دوبارہ شروع کی گئی۔

آؤٹ ورڈ باؤنڈ (Out Ward Bound) سرگرمیاں

ایم سی ٹروپ نے جولائی ۱۹۷۳ء میں گھوڑا گلی میں ٹاپ آنرز جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور نومبر ۱۹۷۳ء میں ایم سی ٹروپ نے انٹرنیشنل سکاؤٹس جمبوری میں دوسرے امتیازات حاصل کرنے کے علاوہ مارچ پاسٹ میں پاکستانی دستے کی قیادت کرنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ Mountaineering کلب اور ہائیکنگ کلب نے وادیٔ کاغان اور وادیٔ نیلم میں اپنی تگ و تاز کے علم بلند کئے رکھے۔

ہم نصابی سرگرمیاں

کالج کی ہم نصابی سرگرمیوں کے فورم آرٹ کلب، فوٹو گرافک کلب، ہینڈی کرافٹس کلب، سائنس کلب امسال معمول سے زیادہ فعال رہے۔ ڈرامیٹک کلب نے تین سال کے تعطل کے بعد اس سال کی سالانہ تقریب پر دو ڈرامے پیش کئے۔ کالج کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے معمول کے فنکشنوں کا اہتمام کرنے کے علاوہ اسلام آباد میں منعقدہ آل پاکستان اردو انگریزی مقابلوں میں حصہ لیا۔ اور اردو کی ٹرافی جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔ کیڈٹ فرقان کو مباحثہ کا بہترین مقرر قرار دیا گیا۔

قومی جذبہ کی پرداخت

اس ضمن میں کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں کہا۔

"We are fully conscious that only academic excellence, physical fitness and intellectual breadth cannot serve ends here. To be a good military leader, a youngman needs something more, he has to be deeply nationalistic in outlook and intensely patriotic in thought and action."

چنانچہ قومی جذبے، مادر وطن کی محبت اور ملک و قوم پر فخر کرنے کے احساس کو بیدار اور مستحکم کرنے کے لئے ہر پیر کی صبح کالج کی (Ceremonial Opening) شروع کی گئی ہے۔ تمام قومی دنوں کو روایتی ولولے سے منایا جاتا ہے۔

کمیشن

فروری ۱۹۷۴ء کے اواخر میں پی ایم اے مختلف کورسوں میں عالمگیریئنز کی تعداد ۶۴ تھی۔

سائنس کالج اور سمسٹر سسٹم

آرمی میں مستقبل کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کالج کو ۱۹۷۳ء سے مکمل طور پر سائنس کالج بنا دیا گیا ہے اور تعلیمی معیارات کو مزید بہتر بنانے کے لئے کالج میں سمسٹر سسٹم شروع کیا گیا ہے۔

وائی کیڈٹ اسکیم

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ کالج میں فی الوقت ۱۴ وائی کیڈٹ ۷ این کیڈٹ زیر تعلیم ہیں۔ کمانڈانٹ نے تجویز کیا کہ اگر ہمارے طلباء کو بھی میٹرک کے بعد وائی کیڈٹ کے طور پر داخل کیا جائے تو یہ اقدام کالج کے لئے بہتر اور آرمی کے لئے مالی کفایت کا باعث ہوگا۔

کمانڈانٹ نے اپنے پیش رو جناب کرنل این ڈی احمد کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اکتوبر ۱۹۷۳ء تک وہی سربراہ تھے۔ امسال کی کامیابیوں کا کریڈٹ بڑی حد تک انہی کو جاتا ہے کمانڈانٹ نے اسٹاف کی غیر معمولی مصروفیتوں اور ذمہ داریوں کے پیش نظر ان کے لئے کوئی Incentive دینے کی گزارش کی۔ اپنی تقریر کے آخر میں چند تعمیراتی ضرورتوں کا ذکر بھی کیا اسی ضمن میں انہوں نے بتایا کہ چار ای ٹائپ بنگلوں اور اسٹورز کی تعمیر کی منظوری ہو چکی ہے۔ لیکن ان کی تعمیر ابھی شروع نہیں ہوئی ہے۔

تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے طلباء، اسٹاف اور مہمان والدین سے خطاب کیا (جس کے اقتباسات دوسرے باب میں دیئے گئے ہیں) خطاب کے بعد مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال کے کاریڈور میں آرٹ اینڈ ہینڈی کرافٹس کی نمائش اور فزکس لیب میں سائنس کی نمائش دیکھی۔ آرٹ کلب کی نمائش میں مہمانِ خصوصی کو

واٹرکلر میں پینٹ کی ہوئی ان کی اپنی تصویر پیش کی گئی۔ رات کو ڈرامیٹک شو میں انگریزی ڈرامہ (The Hostile Witness) اور اردو کھیل ''مرید پور کا پیر'' پیش کیے گئے۔

۱۹۷۳۔۷۴ء

۷۴۔۱۹۷۳ء کا سالانہ فنکشن ۲۷ نومبر ۱۹۷۴ء ہفتہ کی سہ پہر کو ہوا۔ میجر جنرل عبدالمجید ملک نے جلسہ کی صدارت کی۔ تقریب کا آغاز کالج کے نئے ترانے سے ہوا۔ تقریب میں پی ٹی جمناسٹک کے علاوہ جوڈو کراٹے اور این سی سی کی مارچ پاسٹ کا اضافہ ہوا۔ این سی سی دستے کی بینٹ فائٹنگ کا مظاہرہ بھی ہوا۔

کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق نے اپنی رپورٹ اس خوشخبری سے شروع کی کہ اگلے سال نومبر میں کالج گولڈن جوبلی منائے گا۔ اور توقع ظاہر کی کہ اس وقت تک کالج کے شہدا کی موزوں یادگار بھی تعمیر ہو سکے گی جس کے لئے ضروری اقدامات شروع کر دیئے گئے ہیں۔ اس تمہید کے بعد کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں جن نکات کا احاطہ کیا وہ یہ تھے۔

امتحانی نتائج

میٹرک کا نتیجہ ۱۰۰ فیصد رہا۔ اور مزید یہ کہ سارے ۵۹ فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ ایف ایس سی کے امتحان میں ۶۲ شریک ہوئے۔ ۱۰ فرسٹ ڈویژن میں آئے ۴۵ نے سیکنڈ ڈویژن اور ۴ تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ ۳ کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے کمانڈانٹ نے اس سلسلہ میں یہ وضاحت بھی کی کہ اس سال کسی لڑکے کا داخلہ نہیں روکا گیا اور کسی کو تعلیمی بنیاد پر خارج نہیں کیا گیا۔

بیرونِ درتگ وتاز کی سرگرمیاں

(الف) کالج کے ہائیکنگ کلب کے ۱۴ کیڈٹس اور ۲ انسٹرکٹرز نے چترال اور کافرستان میں ۱۰ دن میں ۱۰۰ میل کی کوہ نوردی کی۔

(ب) ایم سی ٹروپ نے گھوڑا گلی کیمپ میں چھ اہم اعزازات میں سے چار اعزازات حاصل کئے۔

سپورٹس

کالج کی سپورٹس ٹیمیں لارنس کالج دوستانہ میچ کھیلنے گئیں اور صرف باسکٹ بال جیت سکیں۔ کیڈٹ کالج حسن ابدال کی ٹیمیں یہاں آئیں اور کسی کھیل میں ہمیں بازی نہیں لے جانے دی۔ یہ دونوں دوستانہ سیریز ہارنے کا تجربہ بھی خوب رہا۔ انٹر ہاؤس باکسنگ کو گزشتہ سال کئی برس کے تعطل کے بعد زندہ کیا گیا تھا۔ اس سال نو آموزوں (Novices) کی باکسنگ بھی شروع کی گئی۔ جس میں نوواردوں نے بہت دلچسپی لی۔ اس سال ایک نئی سپورٹ جوڈو کو بھی ایک ہابی کے طور پر جاری کیا گیا۔ اس سال بھی جے سی سی کی مارچ پاسٹ اور بینٹ فائٹنگ کے آئٹم کو اس تقریب میں شامل کیا گیا۔

پی ایم اے کے لئے انتخاب

مارچ ۱۹۸۴ء میں آئی ایس ایس بی کمیشن کے لئے جو کیڈٹس منتخب ہوئے انکی تعداد ۶۴ تھی۔ نومبر ۱۹۸۴ء تک یہ تعداد ۵۹ تھی۔ اس وقت تک ۵۵ لانگ کورس کا انتخاب جاری تھا۔

وائی کیڈٹ سکیم

کالج میں گزشتہ سال سے وائی کیڈٹ سکیم چل رہی تھی۔ اب اس سکیم کو کالج کے اپنے طلبہ پر نافذ کرنے کی تجویز زیرِ غور ہے اس سے نہ صرف پیسے کا ضیاع ختم ہو جائے گا بلکہ اس کا مثبت اثر تعلیم و تربیت کے عمل پر بھی پڑے گا۔

داخلہ کا امتحان

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا کہ اس امر کا انتظام کیا گیا ہے کہ ملٹری کالج جہلم، کیڈٹ کالج حسن ابدال اور کیڈٹ کالج کوہاٹ میں آٹھویں درجے کے داخلے کا امتحان تجرباتی طور پر مشترک اور ایک دن ہو۔ جو امیدواران میں سے جس کالج کے لئے امیدوار ہو گا وہ کسی دوسرے کالج کو بھی اپنی دوسری چوائس دے سکتا ہے۔ اس انتظام سے جہاں ہزاروں امیدواروں کو بار بار دور دراز امتحانی سینٹروں میں امتحان دینے جانے سے نجات ملے گی وہاں ہمیں داخلہ کا تقابلی مطالعہ

کرنے کا موقع ملے گا۔

سمسٹر سسٹم

کمانڈانٹ نے کہا کہ قومی تعلیم کا مستقبل سمسٹر سسٹم سے وابستہ ہے جو بین الاقوامی طور پر موثر پایا گیا ہے۔خوش قسمتی سے کالج یہ سسٹم جاری کرنے کی پوزیشن میں ہے۔انہوں نے مہمانِ خصوصی سے درخواست کی وہ کالج میں اس سسٹم کے باقاعدہ اجراء کی اجازت دیں۔

ضروریات اور مشکلات

کالج کی موجودہ عمارتوں کی مرمت (Maintenance) اور دیکھ بھال کے لئے اور نئی عمارتوں کی تعمیر کے بارے میں کمانڈانٹ نے انہی نکات کو اٹھایا۔ جن کا ذکر گزشتہ کئی رپورٹوں میں کیا جاتا رہا تھا۔گزشتہ سال کی طرح کالج بس کی تبدیلی کی درخواست بھی کی۔

رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ نے کالج کے نئے ترانے کے بارے میں بتایا جس سے تقریب کا آغاز ہوا تھا، کہ اس کو معروف شاعر جناب جعفر طاہر نے لکھا۔اور کمانڈانٹ بلوچ رجمنٹ سینٹر کی زیرنگرانی اس کی دھن آرمی سکول آف میوزک میں ترتیب دی گئی۔تقریب پر پی آرسی بینڈ بھی نغمہ سرا رہا۔اور اسی نے شروع میں ترانے کے کورس کا ساتھ دیا تھا۔تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے طلباء، سٹاف اور والدین کو خطاب کیا۔(جس کے اقتباسات مہمانِ خصوصی کے خطابات کے باب میں شامل کئے گئے ہیں) اس سال بھی آرٹ اور سائنس کی نمائش کا اہتمام موسیٰ ہال بلاک میں کیا گیا تھا۔ جسے مہمانِ خصوصی اور دوسرے مہمانوں نے دلچسپی سے دیکھا۔

۷۶-۱۹۷۵ء

کالج کے پچاسویں جلسۂ تقسیم انعامات کا اہتمام کالج کی گولڈن جوبلی کے موقع پر ۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء کی سہ پہر کو کیا گیا تھا۔ چیف آف آرمی سٹاف جنرل ٹکا خان نے صدارت کی۔معمول کے مطابق معزز مہمانوں اور طلباء کے والدین کے علاوہ گولڈن جوبلی ری یونین کے تمام مہمانوں نے بھی شرکت کی۔تقریب کالج کے ترانے سے شروع ہوئی۔پھر مہمانِ خصوصی نے پی ٹی مارچ پاسٹ کی سلامی لی۔ پی ٹی، جمناسٹک جوڈو، این سی سی پریڈ اور بینٹ فائٹنگ کے مظاہرے ہوئے۔اس عرصہ میں پی آرسی بینڈ نغمہ سرا رہا۔تلاوت قرآن حکیم کے بعد کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق نے اپنی سالانہ رپورٹ کے شروع میں گولڈن جوبلی کے حوالے سے کالج کی عہد بہ عہد تعلیمی ترقی مقاصد اور دائرہ کار میں توسیع کا سرسری جائزہ لیا۔اور کالج کے شہیدوں، جنگی اعزاز یافتگان اور سرونگ اولڈ بوائز کے حوالے سے کالج کی قابل فخر کارکردگی اور قومی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ کالج کی گولڈن جوبلی کے موقع پر ایک کتابچہ Fifity Years of Military College کے نام سے کالج کے ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کی طرف سے اور آرمی ایجوکیشن پریس کے تعاون سے شائع کیا گیا ہے۔کمانڈانٹ کی رپورٹ کے دوسرے اہم نکات یہ تھے۔

تین اہم تبدیلیاں

کمانڈانٹ نے پہلے ان تین اہم اقدامات کا ذکر کیا جو سال رواں میں کئے گئے۔

(۱) کالج نے ملک میں سب سے پہلے سمسٹر سسٹم کو جاری کیا۔ (۲) وائی کیڈٹ سکیم کو نو ترمیم شدہ بہتر شکل میں نافذ کیا گیا (آئندہ فرسٹ ایئر میں داخلہ آئی ایس ایس بی کے ذریعے ہوا کرے گا) (۳) کالج کو آرمڈ فورسز بورڈ آف ہائر ایجوکیشن جی ایچ کیو سے منسلک کیا گیا۔اس اہتمام سے پی ایم اے کے لئے ہر چھ مہینے بعد ایک انٹری جاتی رہے گی۔

ایک نقصان

وائی کیڈٹ کے نفاذ سے ایک غیر متوقع نقصان یہ پہنچا کہ ۷۶ کیڈٹس میں سے صرف ۷ منتخب ہو کر فرسٹ ایئر میں واپس آئے۔اس طرح بہت سے ٹیلنٹ سے کالج محروم ہو گیا۔باہر کے لڑکوں کے جوہر کھلتے کھلتے کچھ وقت لگے گا۔ یہ نقصان سپورٹس ٹورنامنٹ میں خاص طور سے محسوس کیا گیا۔

سپورٹس

باکسنگ اب جونیئرز سینئرز میں یکساں مقبول ہے۔

بیرونی سرگرمیاں

ہائیکنگ کلب کے ۲۲ کیڈٹس اور تین افسروں نے شمالی علاقہ جات میں ۸۰ میل تک کوہ نوردی کی۔ ایم سی ٹروپ نے اس سال بھی گھوڑا گلی کیمپ میں چار اعلیٰ اعزازات جیت کر اپنی کامیابی کا ریکارڈ قائم رکھا۔

ہم نصابی سرگرمیاں

معمول کے فنکشنوں کے علاوہ کالج کی ٹیم نے سرگودھا بورڈ کے انٹر زونل تقریروں اور دوسری ہم نصابی سرگرمیوں کے مقابلوں میں حصہ لیا اور کل ۱۲ انعامات اور گرانقدر پرائز بانڈ حاصل کئے۔

این سی سی

سیکنڈ ایئر کلاس نے این سی سی کی ملٹری ٹریننگ کے مطلوبہ پیریڈز پورے کر لئے ہیں اور یکم دسمبر ۱۹۷۵ء کو اسے پاس آؤٹ ہونا تھا۔

امتحانی نتائج

مارچ، اپریل ۱۹۷۵ء میں کیڈٹس نے سرگودھا بورڈ کا امتحان آخری بار دیا۔ ۷۶ طلباء میں سے ۷۴ نے فرسٹ اور ۲ نے سیکنڈ ڈویژن لی نتیجہ سو فیصد رہا۔ ایک لڑکے نے بورڈ میں چھٹی پوزیشن حاصل کی۔ انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۶۴ طلبہ نے دیا تھا۔ ۴۷ پاس ہوئے۔ ۱۷ کمپارٹمنٹ میں رکھے گئے۔

پی ایم اے

۱۹۷۵ء کے اواخر میں ۲۷ عالمگیریئنز پی ایم اے میں زیر تربیت تھے۔

ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل

تعلیمی و تحقیقی کام کے لئے یہ فورم قائم کیا گیا ہے۔ کتاب "Fifty Years of Military College" کے علاوہ پانچ بروشر تیار کئے گئے۔ عنوانات یہ ہیں:

1. One Examination.
2. Hazards of Smoking.
3. Problems of Puberty at a Public School.
4. How to Learn Better.
5. How to Think better.

لیکچرز

علمی و تاریخی موضوعات پر توسیعی لیکچرز دینے کے لئے پروفیسر صدیق کلیم اور ڈاکٹر کے کے عزیز کو دعوت دی گئی۔

بزم ادب

مجلسوں کو بطور مہمانِ خصوصی جناب مبارک احمد، جناب ابن الحسن، میجر صدیق سالک، جناب حسن عسکری نے نوازا۔

سنگ مرمر کی یادگاری تختیاں

کمانڈانٹ نے حاضرین کو بتایا کہ کالج کے شہداء کے لئے مجوزہ یادگار شہداء تو نہیں تعمیر ہو سکی۔ فی الحال شہیدوں اور اعزاز یافتگان کی یاد میں سنگ مرمر کی یادگاری تختیاں موسیٰ ہال کے برآمدے میں نصب کروائی گئی ہیں۔ جن کی نقاب کشائی کی رسم آج مہمانِ خصوصی ادا فرمائیں گے۔ اپنی رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ نے مہمانِ خصوصی کی توجہ کالج کی تعمیراتی ضرورتوں کی طرف دلائی۔ تقسیم انعامات اور خطاب کے بعد مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال کے برآمدے میں شہداء کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی۔ اس کے بعد انہوں نے موسیٰ ہال بلاک ہی میں سکاؤٹس ہٹ کا معائنہ کیا۔ آرٹ اور سائنس کی نمائش دیکھی۔ گولڈن جوبلی کنسرٹ یا سالانہ کنسرٹ ایک دن پہلے ۲۲ نومبر کی شب کو ہو چکا تھا۔ جس میں انگریزی ڈرامہ "Betrayal" اور اردو کا کھیل ''خوشی'' پیش کیا گیا۔ کئی اعتبار سے گولڈن جوبلی کی تقریب، تقسیم انعامات منفرد تھی۔

۷۶۔۱۹۷۵ء کے سیشن کا جلسۂ تقسیم انعامات ۱۳ نومبر ۱۹۷۶ء کو منعقد ہوا۔ کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل غلام حسن خان ستارۂ جرأت نے جلسہ کی صدارت کی۔ اس سال کے پروگرام میں جسمانی تربیت کے مظاہروں کے بعد پہلی بار کالج کی دوسری ہم نصابی (Co-Curricular) سرگرمیوں کی جھلکیاں بھی (جو منجملہ تلاوت، انگریزی اردو تقریروں اور اردو ترانوں پر مشتمل تھیں) پیش کی گئیں۔ جس سے کالج کی تربیت کا ذہنی رُخ بھی سامنے آ گیا۔ اور تقریب زیادہ متوازن ہو گئی۔

کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق نے اپنی سالانہ رپورٹ وائی کیڈٹ سکیم کے تذکرہ سے شروع کی۔ انہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال کالج کو وائی کیڈٹس کی دو انٹریاں ملیں جو انشاءاللہ ایف ایس سی کلیئر کر کے براہ راست پی ایم اے کا رخ کریں گی۔ کمانڈانٹ نے یہ انکشاف کیا کہ آئندہ ہمارے سب کیڈٹس میٹرک کے بعد پی ایم اے میں جانے کے لئے جے سی بی کے لئے درخواست دیا کریں گے۔ اور منتخب ہو کر جے سی بی (پی ایم اے) جائیں گے۔ ہمارے یہاں وہ لڑکے واپس آئیں گے جو پہلی کوشش میں آئی ایس ایس بی کلیئر نہ کر سکے ہوں۔ اور کچھ باہر سے آئیں گے۔ پھر سب ایف ایس سی کے بعد دوبارہ کمیشن کے لئے درخواست دیں گے۔ گویا کالج میں ایک فرق کے ساتھ پرانی صورت حال واپس آ گئی ہے۔

سمسٹر سسٹم

کالج میں آرمڈ فورسز بورڈ آف ہائر ایجوکیشن کے تحت سمسٹر امتحانات پہلی بار اکتوبر ۱۹۷۵ء میں ہوئے۔ نویں درجہ میں ۶۷ میں سے ۶۶ پروموٹ کئے گئے۔ دسویں درجہ میں ۳۰ میں ۲۸ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ گیارہویں کے اینڈ سمسٹر کے امتحان میں ۵۶ شریک ہوئے۔ اور سب پروموٹ ہوئے۔ بارہویں کا اینڈ سمسٹر امتحان ۵۰ نے دیا تھا۔ ۳۸ نے پہلی کوشش میں اور ۱۲ کمپارٹمنٹ کیسوں نے ضمنی امتحان کلیئر کیا۔

ہم نصابی سرگرمیاں

سمسٹر سسٹم کے لئے امتحانات کی یلغار کے باوجود کالج کی تخلیقی سرگرمیاں جاری رہیں۔ ڈیبیٹنگ یونین نے اردو انگریزی میں آٹھ انٹر ہاؤس تقریری مقابلے کرائے۔ جن میں ہر ہاؤس سے ۱۶ لڑکوں نے حصہ لیا۔ گویا ان مقابلوں کے ذریعے ۶۴ لڑکے سٹیج پر آئے۔ انکے علاوہ ڈیبیٹنگ سوسائٹی کے زیر انتظام یوم اقبال، یوم قائداعظم، یوم دفاع پاکستان اور عید میلادالنبی ﷺ کے فنکشنوں میں مزید پچاس سے اوپر طلباء نے حصہ لیا۔ اس تعداد میں جونیئر ہاؤس (شیر شاہ ہاؤس) کے ۲۷ طلباء شامل نہیں ہیں۔ جو سب کے سب اپنے ہاؤس کی سٹیج پر آئے۔

کالج کی بزم ادب کی خالص ادبی اور تخلیقی سرگرمیاں اس فورم پر جاری رہیں۔ ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل نے پروفیسر سعید راشد کی ''حیات اقبال'' اردو میں اور "From School to College" اور "Steps towards Maturity" انگریزی میں شائع کیں۔ تاہم نئے امتحانی اور تعلیمی سسٹم سے فرق ضرور پڑا۔ کہ سرگودھا بورڈ اور دوسرے کالجوں کے تقریری مقابلوں میں امتحانی شیڈول کی وجہ سے حصہ نہ لیا جا سکا۔

بیرون درتگ وتاز (Outward bound activities)

آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیوں میں کالج کے ہائیکنگ کلب کے ۲۰ کیڈٹس اور تین انسٹرکٹرز گلگت ہنزہ کے علاقے میں دس دن میں ۱۰۰ میل کی کوہ نوردی کے لئے

گئے۔ سکاؤٹس نے گھوڑا گلی سکاؤٹس کیمپ میں چھ ٹاپ آنرز میں سے پانچ اعزازات جیت کر اپنا ریکارڈ قائم رکھا این سی سی کی تربیت آرمی کے نئے ماٹو ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ کی روشنی میں جاری رہی۔ طلباء کی علمی تربیت کے لئے اس فنکشن کا بیشتر انتظام پریفیکٹس کے سپرد کیا گیا تھا۔

کمیشن

اس وقت پی ایم اے میں ۷۰ عالمگیرین زیر تربیت تھے۔ گزشتہ اکتوبر کی پاسنگ آؤٹ میں کالج کے ۲۰ کیڈٹس میں سے سات کراس بیلٹ ہولڈر تھے۔ اور ایک عالمگیرین سینئر انڈر آفیسر سعید خالد نے اعزازی تلوار بھی حاصل کی۔

تعمیراتی اور دوسری ضرورتیں

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ کے آخر میں کالج کے لئے بس کے علاوہ جن تعمیراتی ضرورتوں جیسے آفیسرز میس، آفیسرز بنگلوں کا ذکر کیا، وہ وہی تھیں، جن کی درخواست گزشتہ سالوں میں کی گئی تھی۔

مہمانِ خصوصی نے انعامات تقسیم کرنے کے بعد جلسہ سے خطاب کیا۔ اور موسیٰ ہال میں سائنس آرٹ اینڈ کرافٹس اور فوٹوگرافی کی نمائش دیکھی۔ سکاؤٹس کی ہٹ کا معائنہ کیا اور آخر میں آر اینڈ ڈی سیل میں کچھ وقت گزارا۔

رات کو ڈرامہ کلب نے مسٹر علوی کی نگرانی میں "The Death Trap" اور ''خاک نشیں'' دو ڈرامے سٹیج کئے۔ اس مجلس کے صدر نشیں، ڈائریکٹر ایجوکیشن بریگیڈیئر سید نصیر الدین تھے۔

۷۷-۱۹۷۶ء کی سالانہ تقریب ۸ فروری ۱۹۷۸ء کو ہوئی۔ آئی جی ٹی اینڈ ای میجر جنرل انور مسعود خصوصی مہمان تھے۔ اس بار کے پروگرام میں رائڈنگ کا مظاہرہ ہوا۔ یہ ایک نیا آئیٹم تھا۔ پچھلے سال کی جوڈو کراٹے کی ایکسر سائز میں مزید اضافہ ہوا۔ پی ٹی مارچ پاسٹ کے بعد کپڑے کی پی کیپ میں این سی سی دستے نے مہمانِ خصوصی کو سلامی دی۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں اس بارے ''قائد اعظم اینڈ پاکستان'' کے عنوان سے قائد اعظم کے ارشادات پر مبنی ایک مختصر تقریر انگریزی میں اور ''شاد باد منزل مراد'' کے عنوان سے ایک تقریری اردو میں شامل تھی۔ کمانڈانٹ کرنل محمد امین کی رپورٹ کے اہم نکات یہ تھے۔

کالج کے مقاصد اور عہد بہ عہد ترقی کے مختصر جائزے جنگ و امن میں عالمگیرین کے کارناموں، اعزازات، سینئر عہدوں اور مناصب کا ذکر کرنے کے بعد کمانڈانٹ نے بتایا کہ گزشتہ ۵۴ ویں اور ۵۶ ویں لانگ کورس میں دو عالمگیرین نے اعزازی تلواریں حاصل کیں۔ اور ۵۶ ویں لانگ کورس میں عالمگیریز نے ۶ اعلیٰ اعزازات سے ۵ اعزازات لے کر ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ مزید یہ کہ اس وقت ۸۳ عالمگیرین پی ایم اے لانگ کورسز میں اور ۳۰ جے سی بی میں زیر تربیت ہیں۔ اس ماہ مارچ ۱۹۷۸ء میں ۳۰ وائی کیڈٹس جو فائنل سمسٹر کا امتحان دے چکے ہیں۔ ۶۰ ویں لانگ کورس میں گئے ہیں۔ اس طرح پی ایم اے میں عالمگیرین کی تعداد ۱۴۳ ہو جائے گی۔

ویلفیئر

کمانڈانٹ نے اس مرحلہ پر یہ وضاحت کی کہ کالج یہ خدمات ویلفیئر کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کر رہا ہے۔ ۵۰ فیصد سالانہ داخلہ جے سی اوز اور رینکس کے بچوں کا ہوتا ہے۔ جو بہت معمولی تعلیمی بیک گراؤنڈ کیساتھ آتے ہیں۔

Most of these new cadets join the College with different academic background yet they pass out with commendable academic standards and with a quality education permeated with Islamic values and national sentiment.

امتحانی نتائج

۱۹۷۷ء کے آرمڈ فورسز بورڈ کے میٹرک کے امتحان میں ۶۵ طلباء بیٹھے۔ اُن میں سے ۶۰ کامیاب ہوئے۔ ۳۰ نے فرسٹ ڈویژن اور ۳۰ نے سیکنڈ ڈویژن لی۔ ایف ایس سی کے فائنل سمسٹر کا امتحان ۲۷ کیڈٹس نے دیا۔ سب کامیاب ہوئے۔ ۱۳ نے فرسٹ ڈویژن لی۔ ۱۳ نے سیکنڈ ڈویژن اور ایک تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوا۔

سپورٹس

چونکہ ۷۷-۱۹۷۶ء کے سیشن کے شروع میں کالج کے تقریباً بہترین لڑکے جے سی بی میں چلے گئے۔اس لئے سپورٹس میں کالج کو اپنا پرانا معیار قائم رکھنے میں دقت پیش آئی۔دو نئے سپورٹس جوڈو کراٹے اور رائڈنگ کے اضافے سے سپورٹس سرگرمیوں میں کچھ تنوع پیدا ہو گیا۔انٹر ہاؤس باکسنگ اور نو آموزوں کی باکسنگ بھی جاری رہی۔

غیر نصابی سرگرمیاں

ہائیکنگ اور سکاؤٹنگ کے میدان میں یہ سال مزید کامیابیوں کا سال رہا۔۲۸ کیڈٹس پر مشتمل ایم سی ٹروپ نے لاہور کی انٹرنیشنل جمبوری میں حصہ لیا۔اور نشانہ بازی میں پہلی، سوئمنگ میں دوسری اور ایروماڈلنگ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔۱۳ ایم سی کیڈٹس نے راولپنڈی میں آل پاکستان انوسٹیچر سیریمنی (Investiture Ceremoney) میں شرکت کی اور ایک نے قائداعظم بیج حاصل کیا۔

ادبی سرگرمیاں

بزم ادب کی ماہانہ سرگرمیاں جاری رہیں۔کالج کی ڈیبیٹنگ یونین نے سال کے ۱۲ معمول کے فنکشنوں کے علاوہ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء کو قائداعظم کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات کا اہتمام کیا تھا۔نومبر ۱۹۷۷ء میں اقبال کے صد سالہ یوم پیدائش کے موقع پر اقبالیات پر دو روزہ خصوصی تقریب کا اہتمام کیا۔

تخلیقی و تحقیقی سرگرمیاں

کالج کے ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد نے اقبال کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں ایک کتاب ''تذکرۂ اقبال'' اور لیڈر شپ پر دو کتابیں Living with Leadership اور Learning to Lead مرتب کیں جو آرمی ایجوکیشن پریس نے شائع کیں۔

توسیع کی تجویز

کمانڈانٹ نے مہمانِ خصوصی کی توجہ اس امر کی طرف دلائی کہ ان تمام کارناموں کے باوجود کالج کچھ نظر انداز (Back Yard) رہا۔اور آرمی کی توسیع کے ساتھ اس کی توسیع عمل میں نہیں لائی گئی۔جس سے آرمی کا ویلفیئر بھی متاثر ہوا۔اور پی ایم اے کو فیڈ کرانے کی صلاحیت بھی۔

بیالوجی کلاسز

بعض انتظامی وجوہ کی بناء پر ۷۸-۱۹۷۷ء کے سیشن سے کالج نے اپنا رشتہ دوبارہ سرگودھا بورڈ سے جوڑ لیا۔اور اس کے نتیجے کے طور پر کالج میں میٹرک میں بیالوجی کو ایک مستقل مضمون کی حیثیت سے شروع کیا گیا۔جس کے لئے ایک بائیولیبارٹری، بائیومیوزیم اور ایک اضافی کلاس روم کی ضرورت تھی۔ان ہی سہولتوں میں تھوڑے سے اضافے سے کالج ایف ایس سی پری میڈیکل گروپ بھی چلا سکتا ہے اور آرمی میڈیکل کالج کے لئے بہت ہی موزوں اہم کیڈٹس دے سکتا ہے۔

لائبریری

کالج کے کری کیولم میں کیڈٹس کے توسیعی مطالعہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اس لئے ضرورت ہے کہ کتابوں کے ذخیرے میں موزوں کتابوں کا مسلسل اضافہ ہوتا رہے۔

ٹی او اینڈ ای

کالج کی ٹی او اینڈ ای بہت ہی فرسودہ ہو چکی ہے۔اس میں ترمیم اور اضافے کی فوری اور اشد ضرورت ہے۔

تعمیراتی ضروریات

کالج کے اکیڈیمک بلاک اور دوسری اہم عمارت کو کالج کی صد سالہ تقریبات کے لئے باقی رکھنا اشد ضروری ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ ان کی بروقت

مرمت کی جائے۔ اس کے لئے خصوصی فنڈ چاہیئے۔ کئی سال ہوئے چار آفیسرز بنگلوں اور ایڈم بلاک کی منظوری دی گئی تھی۔ ان عمارات کی تعمیر ابھی شروع نہیں ہوئی۔ اپنی رپورٹ کے آخر میں کمانڈانٹ کرنل امین نے کالج کے مقصد اور کارکردگی کے حوالے سے جی ایچ سے خصوصی توجہ کی درخواست کی۔

"Sir, I may submit that we are not just an institution for imparting instruction up to higher secondary stage. We educate in responsibility, in leadership. We impart value-orientated education. We are producing potential officers inspired by Islamic ideals and values. We want to build up this institution as a laboratory for the new educational system worthy of Pakistan, which ensures ideologically-orientated education capable of coping with the challenges of living in space age.".

تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے اپنے خطاب میں کالج کی تعمیراتی ضروریات اور ٹی اواینڈ ای پر نظر ثانی کے مسئلہ پر ضروری کارروائی کرنے کا وعدہ کیا۔ (مہمانِ خصوصی کے خطاب کا وہ حصہ جس کا تعلق طلباء سے تھا۔ اس کے اقتباسات دوسرے باب میں نقل کئے گئے ہیں)۔ مہمانِ خصوصی نے آرٹ، سائنس ایرو ماڈلنگ، فوٹوگرافی کی نمائش ہٹ کا معائنہ بھی کیا۔ تدریسی مصروفیات کی وجہ سے امسال کالج کا سالانہ کنسرٹ نہیں ہوا۔

جلسہ تقسیم انعامات ۷۸۔۱۹۷۷ء سیشن

مارچ ۱۹۷۹ء کی پہلی تاریخ کو دس بجے منعقد کیا گیا۔ ایک ممتاز عالمگیرین لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان ہلال امتیاز ستارۂ بسالت ڈپٹی چیف آف آرمی سٹاف نے صدارت کی۔ پروگرام میں مارچ پاسٹ، این سی سی پاسنگ آؤٹ پریڈ پی ٹی اور جمناسٹک کے مظاہرے شامل تھے۔ جوڈو اور رائڈنگ کے مظاہرے گزشتہ سال سے بڑے پیمانے پر کئے گئے۔ ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیوں میں تلاوت قرآن حکیم کے علاوہ ایک مختصر انگریزی تقریر "Quaid-i-Azam on Education" اور افکارِ اقبال پر مبنی ایک اردو تقریر منزل ہے کہاں تیری اے لالہ صحرائی اور ملی ترانہ اے نگار وطن تو سلامت رہے۔ تین آئٹم شامل تھے۔

نئے کمانڈانٹ کرنل محمد سعید کھوکھر نے اپنی رپورٹ کالج کی عہد بہ عہد ترقی اور بتدریج بدلتے ہوئے رول سے کی۔ پھر کالج کے شہداء اعزاز یافتگان اولڈ بوائز کی تعداد اور مناصب کا تذکرہ بھی کیا۔ اس ضمن میں انہوں نے بتایا کہ فی الوقت پی ایم اے میں ۱۴۶ عالمگیرین زیر تربیت ہیں۔ اور مزید کہا کہ فوج میں آفیسر رینک کی مختلف سطحوں پر عالمگیرین کی صرف کثیر تعداد ہی نہیں بلکہ ان کی کارکردگی بھی قابل قدر اور باعث فخر ہے۔

امتحانی نتائج

مارچ ۱۹۷۸ء میں ۵۹ کیڈٹس نے سرگودہا بورڈ کا امتحان دیا۔ سب کامیاب ہوئے۔ ان میں سے ۵۶ اے گریڈ میں کامیاب ہوئے یعنی ۷۰ فیصد سے زیادہ نمبر لئے۔ اپریل ۱۹۷۸ء کا ایف ایس سی رزلٹ بھی سو فیصد رہا۔ تمام ۲۶ کیڈٹس پی ایم اے جا چکے ہیں۔

ہم نصابی سرگرمیاں

ڈیبیٹنگ یونین نے حسب دستور آٹھ انٹر ہاؤس اردو انگریزی مقابلے کرائے۔ جن میں تمام اقامت گاہوں کے ۱۶۴ لڑکوں نے حصہ لیا۔ یوم اقبال، یوم دفاع، یوم قائداعظم اور عید میلاد النبی ﷺ روایتی اہتمام سے منائے گئے۔ اس سال انٹر ہاؤس Declamation Contest اور حسن قرأت کے مقابلے بھی منعقد ہوئے بزم ادب کی ماہانہ ادبی محفلیں جاری رہیں۔ کمی یہ رہی کہ باہر کے مقابلوں میں شرکت ممکن نہ ہو سکی۔

غیر نصابی سرگرمیاں

بیرون درتگ وتاز (Out-ward Bound Activities)

ہائیکنگ کلب کے ۱۷ کیڈٹس اور تین آفیسرز نے کوہ نوردی کے لئے اس بار چترال ویلی کا رخ کیا۔ اور موسم کی شدید خرابی کے باوجود ۷۰ میل ہائیکنگ کی۔ ایم سی اسکاؤٹس نے مارچنگ سانگ پائنیرنگ پروجیکٹ، ٹکٹ جمع کرنے اور تقریری مقابلوں میں اول آنے پر چار شیلڈز جیتیں اسکاؤٹس نے لاہور میں یوم قائداعظم کے مقابلہ میں بھی چیلنج شیلڈ حاصل کی۔ ۱۱۴ ایم سی سکاؤٹس کو لاہور کی تقریب میں قائداعظم سکاؤٹ بیج دیئے گئے۔

سپورٹس

اس سال کالج نے راولپنڈی ایجوکیشن بورڈ کے سپورٹس مقابلوں میں ۵ ٹیمیں داخل کیں۔سکول سیکشن کی تین ٹیموں میں سے باسکٹ بال ٹیم نے کھاریاں زون چیمپئن شپ جیتی۔سکول ہاکی نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر کل بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔کالج سیکشن کی باسکٹ بال ٹیم بورڈ کی رنر اپ رہی اور فٹ بال ٹیم نے بورڈ چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

اہم ترین ضرورت

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ کے آخر میں کہا۔

''اس طرح سالانہ تقاریب پر ادارہ کی ضروریات اور مشکلات کا ذکر کرنا خصوصاً اگر مہمانِ خصوصی کا تعلق جی ایچ کیو سے ہو ایک پختہ روایت ہے۔کالج کی تعمیراتی اور دوسری ضرورتیں ہیں۔جن کا پچھلے کئی سال سے تواتر سے ذکر ہوتا آ رہا ہے۔لیکن میں ان میں سے کسی کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتا۔جو ضروری ہیں وہ یقیناً آپکے علم میں ہوں گی۔اگر نہیں تو آ جائیں گی۔دراصل جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ آپ کی سرپرستی،آپ کے تعلق کی گرمی ہے۔آپ کی نظر کرم میں کالج کے مسائل کا حل مضمر ہے۔اس لئے کالج کی طرف سے اور تمام اولڈ بوائز کی طرف سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی صدارت بحیثیت سینئر موسٹ عالمگیرین کریں۔یہ منصب گزشتہ جون میں لیفٹیننٹ جنرل محمد اکبر خان کی رحلت کے بعد خالی ہے۔''

ایک درخواست

کالج کی حیثیت کے بارے میں گاہ بگاہ نئی نئی تجاویز لہروں کی شکل میں آتی رہتی ہیں۔ایک درخواست یہ ہے کہ کالج کی یہ بنیادی حیثیت کہ یہ کوالٹی ایجوکیشن کا ایک پبلک سکول ہے۔ہر قیمت پر برقرار رکھی جائے۔آرمی اور ملک کا مفاد بھی اسی میں ہے۔

ایک تجویز

آرمی پرسنل کے ویلفیئر اور پی ایم اے کی بڑھتی ہوئی ضروریات کا تقاضا ہے کہ کالج کی تعداد ۳۲۰ سے بڑھا کر کم از کم ۵۵۰ کر دی جائے۔اس سلسلہ میں عمارت وغیرہ پر جو سرمایہ صرف ہوگا وہ بالآخر زیادہ افسروں کی فراہمی کی صورت میں بہت مفید سرمایہ کے مترادف ہوگا۔

جب مہمانِ خصوصی انعامات تقسیم کر چکے تو کمانڈانٹ کی طرف سے ان کی خدمت میں کالج کریسٹ،کالج ٹائی،گولڈن جوبلی تربیت کی ایک کاپی اور کالج ترانے کا ریکارڈ پیش کیا۔

مہمانِ خصوصی نے اپنے خطاب میں کالج کے رول کو سراہا۔شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔سٹاف اور طلباء کی توجہ ان کی ذمہ داریوں کی طرف دلانے کے بعد کمانڈانٹ کے آخری نکات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ کالج کے بنیادی کردار کو تبدیل کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔کالج کی توسیع کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس پر غور کرنے کا یقین دلایا۔اور آخر میں بخوشی ایسوسی ایشن کی صدارت قبول کرنے کا اعلان کیا۔جس کا پر جوش تالیوں سے خیر مقدم کیا گیا۔مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال بلاک میں آرٹ،ایرو ماڈلنگ،سائنس کی نمائش دیکھی۔سکاؤٹس ہٹ کا معائنہ کیا۔موسیٰ ہال لان میں چائے کا انتظام تھا۔مہمانِ خصوصی بیشتر وقت شیر شاہ ہاؤس کے بچوں کو آٹوگراف دیتے رہے۔اولڈ بوائز میں خوشی کی لہر دوڑی ہوئی تھی۔جنرل اقبال کو مبارکباد دینے والوں میں کالج کے روز اول کے استاد میجر غلام احمد صاحب بھی تھے جو انکے اپنے استاد بھی تھے۔اور مسٹر حیدری بھی۔ایسوسی ایشن کے نائب بریگیڈیئر محمد عباس بیگ،میجر جنرل ممتاز علی ستارۂ جرأت (بار) سے کہہ رہے تھے ''ایسوسی ایشن کو اس دن کا بہت شدت سے انتظار تھا'' ''بات بننے کا وقت آن پہنچا'' ''اس میں کیا شک ہے'' ۔۵۲ ء لیفٹیننٹ رشید کیانی ستارۂ جرأت نے جملہ پورا کیا۔ڈرامہ کلب کا ڈرامیٹک شو اسی شب کو ہونا تھا۔بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر ملتوی ہوا۔اور ۶ مارچ کی شب یہ پروگرام اسٹیج ہوا۔اردو میں ایک کھیل ''بڑا صاحب'' اور انگریزی میں "The Dear Departed" پرانا ڈرامہ سٹیج کیا گیا۔

اس سال کا اضافی جلسۂ تقسیم انعامات ۱۲ مارچ ۱۹۷۹ء کو موسیٰ ہال میں رات کے سات بجے منعقد ہوا۔تقاریر کے پہلے اور دوسرے انعامات راولپنڈی بورڈ

سپورٹس ٹورنامنٹ کے رنرز اپ انعامات اور سکاؤٹس کے میرٹ سرٹیفکیٹس کمانڈانٹ نے تقسیم کئے۔ اس موقع پر ڈرامہ اور ایلوکیوشن میں مسٹر عین الدین علوی کی غیر معمولی خدمات کے طور پر کمانڈانٹ نے چاندی کی پلیٹ انکی نذر کی۔

جلسہ تقسیم انعامات برائے ۷۹۔۱۹۷۸ء

۲۱ فروری ۱۹۸۰ء کی صبح دس بجے لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان نے سپورٹس گراؤنڈ میں سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت کی۔ حسب معمول این سی سی پاسنگ آؤٹ پریڈ، پی ٹی جمناسٹک جوڈو کراٹے گھڑ سواری کے مظاہروں کے بعد ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیاں پیش کی گئیں۔ اردو تقریر کا عنوان اقبال کا پیغام نوجوانوں کے نام اور انگریزی میں پاکستان سے متعلق قائداعظم کی تقریروں کے مختصر اقتباسات پیش کئے گئے۔ کمانڈانٹ کرنل عبدالستار نے اپنی رپورٹ رسمیات کے بعد زمانہ جنگ وامن میں عالمگیرین کی خدمات، کارناموں اور شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کرنے سے شروع کی۔ اور اسی سلسلہ میں بتایا کہ کالج کی مین روڈ کا نام میجر اکرم شہید نشان حیدر رکھ دیا گیا ہے۔ کالج کی تربیت کی کوالٹی کے حوالے کے طور پر کمانڈانٹ نے ۲۰ ویں لانگ کورس میں عالمگیرین کی پرفارمنس کا ذکر کیا۔ جس میں بشمول اعزازی تلوار آٹھ ٹاپ آنرز میں سے سات اعزازات عالمگیرین نے حاصل کئے۔ انہوں نے کہا ان اعداد وشمار کارناموں اور ناموں کو بار بار دہرانے کا مقصد یہ ہے کہ ان سے نئے عالمگیرین روشنی حاصل کریں اور انہیں اپنے ادارے پر فخر ہو۔

امتحانی نتائج

اپریل ۱۹۷۹ء میں ۶۳ کیڈٹس نے میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ ۶۱ فرسٹ ڈویژن میں اور ۲ سیکنڈ ڈویژن میں آئے۔ ایک لڑکے نے نیشنل ٹیلنٹ سکالرشپ حاصل کیا۔ اور ۵۰ نے میرٹ سکالرشپ حاصل کئے۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۴۶ میں سے ۳۲ پاس ہوئے۔ ۱۰ کی کمپارٹمنٹ آئی۔ ۱۲ نے میرٹ سکالرشپ لیا۔

ہم نصابی سرگرمیاں

ڈیبیٹنگ یونین اور دوسرے کلبوں کی سرگرمیاں معمول کے مطابق جاری رہیں۔ ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد کی نئی کتاب کالج کے پندرہ شہیدوں کے بارے میں ''تذکرہ شہداء'' کے نام سے آرمی ایجوکیشن پریس نے طبع کی۔

سپورٹس

کالج نے اس سال بھی راولپنڈی بورڈ کے سپورٹس ٹورنامنٹ میں حصہ لیا اور سکول ٹیموں نے فٹ بال، باسکٹ بال اور کرکٹ میں کھاریاں زون چیمپئن شپ جیتی۔ سینئرز نے فٹ بال میں ڈسٹرکٹ چیمپئن شپ جیتی اور بورڈ کے رنرز اپ رہے۔

بیرون در تگ وتاز

جولائی ۱۹۷۹ء میں کالج کے ہائیکنگ کلب کے ۲۰ کیڈٹس اور ۳ آفیسرز نے کاغان ویلی میں جھیل سیف الملوک تک ۱۰۰ میل کوہ نوردی کی۔ مئی ۱۹۷۹ء میں ۴۰ سینئر کیڈٹس نے بھمبر کے علاقہ میں بگھر فورٹ کے ایریا کمانڈر عالمگیرین بریگیڈیئر عاشق حسین کی دعوت پر ہائیکنگ کی۔ کالج کے سکاؤٹس نے گھوڑا گلی میں ۸ ٹاپ آنرز میں ۱۶ اعزازات حاصل کئے۔ ۱۳ سکاؤٹس کو لاہور میں قائداعظم بیج دیئے گئے دو ایم سی سکاؤٹس نے پنجاب بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام یوم دفاع کے تقریری مقابلہ میں ٹرافی حاصل کی۔

عالمگیر ینز ری یونین

کالج نے ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء کی عالمگیرینز ری یونین کی بھرپور میزبانی کی مسرت حاصل کی۔ اور تربیتی مقاصد سے فائدہ اٹھایا۔

بے حد شکریہ

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ گزشتہ ایک سال میں کالج کی ایم ای جی میں ایک لاکھ کا اضافہ ہوا۔ یادگار شہدا اور کالج میوزیم پر کام جاری ہے۔ جس کے لئے ۱۵ ہزار روپے کا عطیہ آ چکا ہے۔ بیالوجی لیبارٹری اور دو کلاس رومز کی تعمیر کے لئے ۴ لاکھ روپے منظور ہو چکے ہیں۔ اور آخر میں کہا یہ سب کچھ جناب جنرل اقبال

کی سرپرستی کا ثمر ہے۔جس کے لئے میں تمام عالمگیرین کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

مہمانِ خصوصی نے انعامات تقسیم کرنے اور صدارتی خطاب کے بعد موسیٰ ہال بلاک میں آرٹ سائنس، ایروماڈلنگ، ہینڈی کرافٹس، فوٹوگرافی کی نمائش دیکھی۔اسکاؤٹس کے بنائے ہوئے ایک برج کو پار کیا اور چائے کے موقع پر حسب معمول بے شمار آٹوگراف دیئے۔اس تقریب کے بعد رات کو کوئی ڈرامیٹک شو پیش نہیں کیا گیا۔

اضافی تقسیم انعامات

۲۸ فروری ۱۹۸۰ء کی شام کو تقسیم انعامات کی اضافی تقریب منعقد ہوئی۔جس میں اکیڈیمکس اور ڈیبیٹوں کے اول دوم انعامات، جوڈو کراٹے کے انعامات اور کالج کلرز دیئے گئے۔

۸۰_۱۹۷۹ء

۸۰_۱۹۷۹ء کے سیشن کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات ۱۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کی صبح پونے دس بجے منعقد ہوا۔صدر پاکستان اور چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق مہمانِ خصوصی تھے۔پروگرام کی ابتداء حسب دستور کالج ترانے سے ہوئی۔پھر پریذیڈنٹ سیلوٹ اور این سی سی کی مارچ پاسٹ، پی ٹی کا مظاہرہ، جمناسٹک کے مظاہرے ہوئے۔ہم نصابی سرگرمیوں میں اردو تقریر کا عنوان تھا۔''اقبال اور عشق رسول ﷺ'' انگریزی کی تقریر جو شیر شاہ ہاؤس کے بچوں نے پیش کی۔اس کا عنوان تھا (Why I Love Pakistan) کمانڈانٹ کرنل عبدالستار نے اپنی اردو رپورٹ میں کالج کے رول کا جائزہ لینے کے بعد کالج کی تعلیمی و تربیتی ترجیحات کے بارے میں کہا۔

اقبال کے الفاظ میں ہماری نظر خبر ہی پر نہیں۔نظر پر بھی رہتی ہے۔ہم اذان سحر کی اہمیت سے غافل نہیں۔تاکہ اس درس گاہ سے مردان خود آ گاہ و خدا مست ابھریں اقبال کے فلسفہ تعلیم کی یہی وہ منزل ہے جس کی طرف ہم گامزن ہیں۔ہماری نظریں مستقبل کے افق پر بھی ہیں۔ہم اس ادارہ کو تعلیم و تربیت کی ایسی لیبارٹری بنانا چاہتے ہیں جو مستقبل کے تقاضوں سے بھی عہدہ برآ ہوسکے۔کمانڈانٹ نے کالج کی عہد بہ عہد ترقی اور جنگ و امن میں اس کے فرزندوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔انہوں نے خاص طور سے کالج کے پندرہ شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔

نصابی اور ہم نصابی سرگرمیاں

کمانڈانٹ نے اس ضمن میں کہا۔

دوررس مقاصد کا حصول ہمارا مطمع نظر ہے مگر ہم اس امر سے بھی غافل نہیں ہیں کہ تسلی بخش تعلیمی نتائج حاصل کئے جائیں۔اگرچہ اس ادارے میں داخلہ رفاہی بنیادوں پر دیا جاتا ہے تاہم ہمارے نتائج بہت اطمینان بخش رہے ہیں۔گزشتہ میٹرک کے امتحان کا نتیجہ سو فیصد تھا۔۶۸ کیڈٹس نے امتحان دیا۔۶۶ نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔اور صرف ۲ سیکنڈ ڈویژن میں رہے۔اسی طرح انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ہمارا نتیجہ ۸۶ فیصد تھا۔پی ایم اے اور جے سی بی میں اس وقت ہمارے کالج کے ۸۲ طلباء زیر تربیت ہیں۔اور ان اداروں میں ان کی کارکردگی شاندار رہے۔اوسطاً اس کالج کے ۶۵ فیصد کیڈٹس ہر سال پاکستانی فوج کے جانباز افسروں کی صف میں شامل ہوتے ہیں۔ میں خاص طور سے اس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ملٹری کالج اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔جو ہر سال پی ایم اے کو سب سے زیادہ کیڈٹس مہیا کرتا ہے اور یہ بتاتے ہوئے بھی ہم فخر محسوس کرتے ہیں کہ ۱۹۷۶ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران کل چھ اعزازی تلواروں میں سے چار اس کالج کے تربیت یافتہ کیڈٹس نے حاصل کیں۔

جناب عالی! یہاں کا مقصد ایک متوازن شخصیت کی تشکیل ہے۔لہٰذا یہاں ہم نصابی سرگرمیوں پر بھی پورا زور دیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر درس قرآن، مباحثے، مذاکرے اور ڈرامے، یہاں تدریسی پروگرام کا ایک اہم حصہ ہیں۔اس کے علاوہ تمام اہم قومی دنوں کے موقعوں پر خصوصی اجلاس کئے جاتے ہیں۔باقاعدہ جسمانی تربیت اور روزانہ کھیلوں کے علاوہ مہماتی سرگرمیوں کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔جیسے سکاؤٹنگ، ہائیکنگ اور کوہ پیمائی وغیرہ۔گزشتہ جولائی میں ہمارے کالج کے ۲۱ سکاؤٹوں نے گھوڑا گلی سکاؤٹ کیمپ میں شرکت کی۔ان میں سے ۱۴ نے قائداعظم سکاؤٹنگ بیج حاصل کیا۔سات کیڈٹوں نے سوشل سروس کے بیج حاصل کئے۔ہمارے کالج کے سکاؤٹ ٹروپ کو کیمپ کا بہترین ٹروپ قرار دیا گیا۔انہوں نے پائنیرنگ کا مقابلہ قائداعظم اور سیرت النبی ﷺ پر تقریری مقابلے اور ذہنی آزمائش کے مقابلے

جیتے۔اسی طرح ایک گروپ جو۱۶ کیڈٹس اور تین افسروں پر مشتمل تھا۔ ہائیکنگ کے لئے گیا اور وادی کاغان میں ۱۷۰ کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کیا۔

ہمارا شعبہ تحقیق بھی بڑا سرگرم اور مصروف کار رہا۔ اس کالج کے شہداء کے بارے میں پروفیسر سعید راشد کی تین کتابیں تذکرۂ شہداء میجر اکرم نشانِ حیدر اور کرنل حق نواز کیانی شہید ستارۂ جرأت اور ایک کتاب قائداعظم کے بارے میں بعنوان ''گفتار و کردار قائداعظم'' اشاعت کے آخری مراحل میں ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ان میں سے ایک کتاب ''تذکرہ شہداء'' پر آپ نے خصوصی توجہ فرمائی اور اس کا دیباچہ تحریر فرمایا۔ آپ کی اس قدر دانی کے لئے ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔ علاوہ ازیں اس کالج کے ۴۲ جنگی اعزازات حاصل کرنے والوں سے متعلق ایک اور کتاب ''جرأتوں کے نشان'' بھی زیر تکمیل ہے۔

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ کالج کے لئے عالمگیرین ایسوسی ایشن کے صدر جنرل اقبال خان کی غیر معمولی خدمات جیسے یادگار شہداء، کی تعمیر کالج میوزیم کی تشکیل و ویلفیئر فنڈ کی تاسیس وغیرہ کے اعتراف اور شکریے پر ختم کی۔ انعامات تقسیم کرنے کے بعد مہمانِ خصوصی جناب صدر نے اردو میں فی البدیہہ تقریر کی۔ (اس کے اقتباسات متعلقہ باب میں دیئے گئے ہیں۔)

آخر میں مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال کے کوریڈور میں آرٹ، ہینڈی کرافٹس اور فوٹو گرافی کی نمائش اور فزکس لیبارٹری ہال میں سائنس کی نمائش دیکھی۔ انہوں نے سکاؤٹس ہٹ بھی ملاحظہ کی۔

اس سال کا سالانہ ڈرامیٹک شو ۲۷ نومبر ۱۹۸۰ء کو جو ایک کھیل ''کار برائے فروخت'' اور ''رستم و سہراب'' کے ایک منظر پر مشتمل تھا، سٹیج کیا جا چکا تھا۔ جو انعامات تعداد کی زیادتی کی وجہ سے بچا لئے گئے تھے۔ وہ ایک اضافی تقریب انعامات میں ۱۸ فروری ۱۹۸۱ء کی شام موسیٰ ہال میں کمانڈانٹ نے تقسیم کئے۔

۸۱-۱۹۸۰ء کا سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات ۱۰ دسمبر ۱۹۸۱ء کو معمول کے پروگرام کے مطابق سپورٹس گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ وائس چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل سوار خان مہمانِ خصوصی تھے۔ رائڈنگ کا مظاہرہ اس بار بھی ممتاز رہا۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں انگریزی کی تقریر کا عنوان The making of Pakistan تھا۔ اردو کی تقریر کا موضوع اقبال کا یہ مصرعہ تھا:''

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

نظم میں اقبال کے ساقی نامہ کے یہ اشعار پیش کئے گئے۔

جوانوں کو سوز جگر بخش دے　　　میرا عشق میری نظر بخش دے

کمانڈانٹ بریگیڈیئر عبدالستار نے اردو میں اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا۔

''ہر ادارے کا آخری امتحان یہ ہوتا ہے کہ اس نے کس صلاحیت اور کردار کے طلباء پیدا کئے اور ان کے توسط سے اس نے ملک و قوم کو کیا دیا۔

جناب والا اللہ کا شکر ہے کہ اس معیار پر ملٹری کالج پورا اترا ہے۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک ملٹری کالج نے اپنی قومی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرنے کی مسلسل جدوجہد کی ہے۔ یہاں طلباء کو صرف اعلیٰ درجے کی تعلیم و تربیت ہی نہیں دی جاتی بلکہ ان کے اندر اسلامی، قومی شعور اور اخلاقی اور اخلاقی قدروں کا احساس بھی پیدا کیا جاتا ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ سے ملٹری کالج نے تعمیر پاکستان اور تحفظ پاکستان میں اپنا امتیازی کردار ادا کیا ہے۔

اس کا ایک واضح ثبوت ۴۰ سے زیادہ وہ عسکری اعزازات ہیں جو اس ادارے کے فرزندوں نے میدان جنگ میں اپنے زور بازو سے حاصل کئے ہیں۔ جن میں ایک نشان حیدر، ۳۴ ستارۂ جرأت ۳ تمغہ جرأت اور ۱۵ امتیازی سندیں شامل ہیں۔ زمانہ امن کے ملٹری اعزازات اور سول اعزازات ان کے علاوہ ہیں۔ جن میں دو نشان امتیاز، دو ہلال امتیاز، ۳ ستارۂ امتیاز، ۴ ستارۂ بسالت، دو ستارۂ قائداعظم اور ۳ تمغۂ بسالت شامل ہیں۔ ملٹری کالج بجا طور پر اس امر پر فخر کر سکتا ہے کہ اس نے ایک جنرل ایک ایئر چیف مارشل، ۲ لیفٹیننٹ جنرل ۹ میجر جنرل، ۳۹ بریگیڈیئر اور ایک ہزار سے اوپر لیفٹیننٹ کرنل تک کے عہدے کے افسر پیدا کئے ہیں۔

جناب والا تعلیم و تربیت کے وسیع تر مقاصد پر خاصی توجہ دینے کے ساتھ ساتھ ہم نصابی تعلیم کے معیار کو بلند کرنے یعنی بہتر امتحانی نتائج پیدا کرنے کی ضرورت سے بھی غافل نہیں۔ ہر چند کہ ملٹری کالج افواج پاکستان کا ایک فلاحی ادارہ ہے اور داخلہ کے وقت اس امر کا خاصا لحاظ رکھا جاتا ہے اس کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے تعلیمی نتائج گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی بہت اچھے رہے۔ میٹرک کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۷۱ طلباء نے امتحان دیا تھا۔ سب نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔ ان

میں سے ۶۱ نے ۷۰ فیصد سے زیادہ نمبر لئے۔ ہمارا انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ ۸۱ فیصد رہا۔ اور ہمارے ایک کیڈٹ فخر الاسلام نے ایف ایس سی پری انجینئرنگ گروپ پنڈی ایجوکیشن بورڈ میں تیسری پوزیشن حاصل کی اور اس طرح کالج کا نام روشن کیا۔

جناب والا ہمیں اس امتیاز پر فخر ہے کہ ملٹری کالج اپنی نوعیت کا وہ واحد ادارہ ہے۔ جو قیام پاکستان کے وقت سے پی۔ ایم۔ اے کو نسبتاً سب سے زیادہ کیڈٹس مہیا کر رہا ہے۔ چنانچہ جے سی بی اور پی ایم اے میں اس وقت بھی ہمارے ۶۵ طلباء زیر تربیت ہیں۔ اور نہ صرف تعداد کے لحاظ سے بلکہ اپنی ممتاز کارکردگی کے اعتبار سے بھی ہمارے طلباء نے ایک خاص مقام پیدا کیا ہوا ہے۔ مثلاً ۱۹۷۶ء سے ۱۹۷۹ء تک کے دوران کل چھ اعزازی تلواروں میں سے چار اس کالج کے تربیت یافتہ کیڈٹس نے حاصل کیں۔

یہاں میں اس بات کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ملٹری کالج کے وہ طلباء جو کسی وجہ سے افواج میں نہ جا سکے۔ ان میں سے بہت سوں نے سول اداروں جیسے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن، سول سروس، فارن سروس، انجینئرنگ، ڈاکٹری تعلیم، بزنس ایڈمنسٹریشن اور بینکنگ وغیرہ میں اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔ اور ہر جگہ ملٹری کالج کی تربیت کا علم بلند رکھا ہے۔ ملٹری کالج کے طلباء کی یہ انفرادیت وہ اہم قومی خدمت ہے۔ جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

جناب والا یہاں کی تعلیم کا مقصد ایک متوازن شخصیت کی تشکیل ہے۔ اس لئے یہاں ہم نصابی سرگرمیوں پر بھی کافی زور دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر درس قرآن، مباحثے، مذاکرے اور ڈرامے، یہاں تدریسی پروگرام کا ایک اہم حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ تمام اہم قومی دنوں کے موقعوں پر خصوصی اجلاس کئے جاتے ہیں۔

باقاعدہ جسمانی تربیت اور روزانہ کھیلوں کے علاوہ سکاؤٹنگ، کوہ پیمائی جیسی مہماتی سرگرمیوں کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ سال رواں میں بھی یہ سب ہم نصابی سرگرمیاں روایتی اہتمام سے جاری رہیں۔ اور ہمارے طلباء نے اس میدان میں امتیازات بھی حاصل کئے۔ مثلاً گزشتہ جون ۱۹۸۱ء میں ہمارے سکول سیکشن کے دو طلباء نے منگلا میں منعقد ہونے والے منگلا زون فیڈرل پبلک سکول تقریری مقابلے میں اردو میں پہلی اور انگریزی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اور ٹرافی حاصل کی۔ اسی طرح جولائی ۱۹۸۱ء میں ہمارے ایم سی ٹروپ نے سکاؤٹ کیمپ گھوڑا گلی میں گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی اپنی کارکردگی کا اعلیٰ ترین معیار برقرار رکھا اور کیمپ کی زندگی کے ہر شعبے میں انعامات، اعزازات حاصل کئے۔ اس کے علاوہ کالج کے ہائیکنگ کلب نے اس سال جون ۱۹۸۱ء میں ۲۰ طلباء اور ۵ افسروں نے گلگت کے علاقے میں کوہ پیمائی کی۔

جناب والا ملٹری کالج کے معیار کے تعلیمی ادارہ کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ علم ہی نہیں پھیلائے، علم پیدا بھی کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ رواں سال میں ہمارا یہ رخ بھی تشنہ نہیں رہا۔ کالج کے آر اینڈ ڈی سیل نے پروفیسر سعید راشد کی شہیدوں پر تین کتابیں اور دو کردار ساز کتابیں کردار کی کرنیں اور گفتار و کردار قائداعظم چھاپیں۔ کالج کے عسکری اعزاز یافتہ غازیوں کا تذکرہ ''جرأتوں کے نشان'' اور ملٹری کالج کی مبسوط تاریخ پر کام ہو رہا ہے۔

جناب والا ابھی حال ہی میں جے سی ونگ کھولنے کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔ یہ ایک نیا اعزاز اور نیا چیلنج ہے۔ انشاء اللہ ہم اس ذمہ داری کو پوری ذمہ داری کے ساتھ بروئے کار لانے کی کوشش کریں گے۔ افواج پاکستان کی خدمت ہمارا مطمعٔ نظر ہے۔ خواہ یہ خدمت کسی انداز میں ہو۔ میں اور میرا سارا اسٹاف عزم صمیم رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم اس درسگاہ کی عظیم روایتوں کو مزید آگے بڑھائیں گے اور اپنی قومی اور تعلیمی ذمہ داریوں کو بطریق احسن پورا کرنے کی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

انعامات تقسیم کرنے کے بعد مہمانِ خصوصی جنرل سوار خان نے سٹاف، طلباء اور والدین سے خطاب کیا۔ اور اس کے بعد موسیٰ ہال بلاک میں نمائشیں دیکھیں۔ تقریب کا اختتام گروپ فوٹو کے بعد چائے پر ہوا۔ اس رات کا روایتی ڈرامیٹک شو نہیں ہوا۔

۸۲۔۱۹۸۱ء کا جلسہ تقسیم انعامات دسمبر ۱۹۸۲ء کی دوسری تاریخ کو صبح دس بجے سپورٹس گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین اور عالمگیر یز ایسوسی ایشن کے صدر جنرل محمد اقبال خان نشان امتیاز (ملٹری) ستارۂ بسالت مہمانِ خصوصی تھے۔ مارچ پاسٹ میں کالج کے پانچوں ہاؤسوں نے حصہ لیا۔ معمول کے پی ٹی جمناسٹک مظاہروں کے بعد کالج کے رائڈنگ کلب نے اپنی مہارتوں کا مظاہرہ کیا۔ بینٹ فائیٹنگ کو خاص طور سے سراہا گیا۔ ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکوں کے بعد کمانڈانٹ بریگیڈیئر عبدالستار نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی۔

''ملٹری کالج ایک ایسا ادارہ ہے جس کا مقصد بہترین رسمی تعلیم دینا ہی نہیں، بہترین تربیت دینا بھی ہے۔ ایسی تعلیم جو اسلامی قدروں اور پاکستانیت کے

اصولوں پر مبنی ہو اور طلباء کو ہر شعبہ زندگی میں خاص طور پر افواج پاکستان میں ایک موثر اور ممتاز کردار ادا کرنے کے قابل بنا سکے۔اس جدوجہد میں ہم کس حد تک کامیاب ہو سکے ہیں اس کا زندہ ثبوت وہ ممتاز عالمگیریئنز ہیں جنہوں نے زمانہ جنگ و امن میں پاکستان اور قوم کی قابل قدر اور قابل فخر خدمات انجام دی ہیں۔

خواتین و حضرات! ناموزوں نہ ہو گا اگر میں یہاں اس پیغام کا ایک اقتباس پیش کروں جو گزشتہ سال صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے کالج کے چھپنویں یوم تاسیس کے موقع پر کالج کو بھیجا تھا۔آپ نے فرمایا:

''ملٹری کالج ایک مایہ ناز قومی درس گاہ ہے۔جس سے فارغ التحصیل ہونے والوں نے ہر شعبہ زندگی میں اور خاص طور پر افواج پاکستان کے لئے امتیازی خدمات سرانجام دیں''۔آپ نے مزید فرمایا۔''ملٹری کالج، مقصد سے لگن، کارکردگی، جرأت اور وفاداری کی ایک درخشاں علامت ہے۔''

جناب والا اس کالج نے جو غازی اور شہید پیدا کئے ہیں جتنے عسکری اعزازات حاصل کئے ہیں۔ جتنے اعلیٰ فوجی اور سول افسر ملک و قوم کو دیئے ہیں وہ سب آپ کے علم میں ہیں۔آج اس مبارک تقریب کے موقع پر میں یہ بتانے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ ۱۹۸۲ء میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک غیر معمولی امتیاز اور اعزاز سے نوازا۔اور وہ یہ کہ اس سال ہمارے تین طلباء نے پینسٹھویں اور چھیاسٹھویں پی ایم اے لانگ کورس اور پی اے ایف ایرونائیکل انجینئرنگ کالج میں تین اعزازی تلواریں حاصل کیں۔نہ صرف یہ بلکہ چھیاسٹھویں پی ایم اے کورس میں صدر کا طلائی تمغہ پی اے ایف ایرونائیکل کالج کی چیف آف ایئر سٹاف ٹرافی اور آرمی سکول آف ایوی ایشن کی حالیہ پاسنگ آؤٹ پریڈ پر صدر کی ٹرافی بھی عالمگیریئنز کو عطا ہوئی۔یہ اعزازات اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ آرمی نے کالج کو جو وسائل مہیا کئے ہیں۔اور جو ذمہ داریاں سونپی ہیں۔الحمد اللہ یہ ادارہ ان سے پورا انصاف کر سکا ہے اور کر رہا ہے۔

ہم نے گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی جے سی بی اور پی ایم اے کو دوسرے اداروں کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ ہونہار کیڈٹس دینے کا ریکارڈ قائم رکھا۔چنانچہ اس وقت سو سے زیادہ عالمگیریئنز کمیشن کے لئے زیر تربیت ہیں۔اور قابل ذکر امر یہ ہے۔کہ نہ صرف تعداد کے اعتبار سے بلکہ اپنی امتیازی کارکردگی کے لحاظ سے بھی ہمارے طلباء نے پی ایم اے میں اپنا ایک مقام بنا رکھا ہے۔۶۶ پی ایم اے میں ۲۲ کراس بیلٹس میں سے ۹ کراس بیلٹس ہمارے طلباء کے پاس تھیں۔اور اس کورس کے ایک کے سوا سارے میڈل عالمگیریئنز نے حاصل کئے۔

جناب والا کسی تعلیمی ادارے کی کارکردگی کا ایک معیار اس کے امتحانی نتائج بھی ہوتے ہیں۔تعلیم کے وسیع تر مقاصد کے حصول کے ساتھ ساتھ ہماری توجہ بہتر نتائج پیدا کرنے پر بھی مرکوز رہتی ہے۔ چنانچہ امسال میٹرک کے ۵۷ طلباء میں ۴۷ نے اے گریڈ نمبر لئے۔ایک عالمگیرین سہیل اظہر نے ۷۸۳ نمبر لے کر راولپنڈی ایجوکیشن بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی اور مجموعی طور پر نتیجہ ۹۹ فیصد رہا۔اسی طرح انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ ۸۷ فیصد رہا۔ایک عالمگیرین انیس الدین علوی نے ۷۴۳ نمبر لئے۔ان نتائج کی قدر و قیمت اور بڑھ جاتی ہے۔اگر یہ امر بھی ملحوظ رکھا جائے کہ ملٹری کالج ایک فلاحی ادارہ بھی ہے۔اور داخلے کے وقت اس کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

اس ضمن میں، میں یہ بھی بتانا چاہوں گا۔کہ بہتر تعلیمی نتائج کو مزید فروغ دینے کے لئے ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن بریگیڈیئر چوہدری عبدالمجیب نے اس سال سے بورڈ کے امتحان میں کالج میں اول آنے والے کیڈٹ کو گولڈ میڈل دینے کا اعلان کیا ہے۔اس توجہ کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔

جناب والا متوازن شخصیت کی تعمیر نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں توازن رکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔اس اصول کے پیش نظر ہم نے اپنی روایت کے مطابق غیر نصابی سرگرمیوں پر ضروری توجہ دی۔تقریری مقابلے، مباحثے، مذاکرے حسب سابق جاری رہے۔اور اس سال ان میں جنرل نالج اور اقبالیات کے مقابلوں کا اضافہ ہوا۔علاوہ ازیں قومی و مذہبی دنوں پر خصوصی جلسے منعقد کئے گئے۔

جناب والا! ملٹری کالج ایسے تعلیمی ادارے میں تحقیق و ترقی کے شعبے کی بھی بڑی اہمیت و ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے یہ عرض کرتے ہوئے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ سال رواں میں ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کی کارکردگی بھی قابل فخر رہی۔کالج کے ۴۰ جنگی اعزاز یافتہ غازیوں پر پروفیسر سعید راشد کی کتاب ''جرأتوں کے نشاں'' زیر طبع ہے۔یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔کہ اس پر پیش لفظ خود صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق نے تحریر فرمایا ہے۔اس خصوصی عزت افزائی اور حوصلہ افزائی کے لئے میں خاص طور پر صدر گرامی کا ممنون ہوں۔علاوہ ازیں آر اینڈ ڈی سیل نے طلباء کی نظریاتی بنیادوں کو مضبوط تر بنانے کے لئے ریسرچ سیل کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد کی لکھی ہوئی ایک اور کتاب ''گفتار و کردار قائداعظم'' بھی ترتیب دی ہے۔یہ کتاب چھپ کر آ گئی ہے۔ملٹری کالج کی ایک مفصل و مبسوط تاریخ پر کام جاری ہے۔

جناب والا! گزشتہ سال انہی دنوں کالج میں جونیئر کیڈٹس ونگ شروع کیا گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نئی ذمہ داری کو ہم بطریق احسن نبھا سکے۔ اس وقت جے سی کورسز ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ کے ۹۷ طلباء ہمارے یہاں زیر تربیت ہیں۔

جناب والا مجھے اور میرے اسٹاف کو ان ذمہ داریوں کا پورا احساس ہے۔ جو ایک قومی اور فوجی ادارے کی حیثیت سے تعلیم و تربیت کو اسلامی اور پاکستانی آب و رنگ دینے کے سلسلے میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم اپنی شاندار اور عظیم روایات کو نہ صرف برقرار رکھنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں بلکہ ان میں اسلامی اقدار اور اصولوں کی روشنی میں نئی سمتوں کا اضافہ کرنے کا عزم صمیم بھی رکھتے ہیں۔ ہماری تگ و دو کا مقصود یہ ہے کہ ہمارا مستقبل ہمارے ماضی سے ہمہ طور پر بہتر ہو۔ آمین۔''

تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے حاضرین سے خطاب کیا۔ اور موسیٰ ہال بلاک میں نمائش دیکھی۔ اس سال کا جلسۂ تقسیم انعامات ۳۰ نومبر اور یکم دسمبر ۱۹۸۲ء کی دوروزہ عالمگیریئنز ری یونین تقریبات کے آخر میں منعقد ہوا تھا۔ تقریبات کے مہمانِ خصوصی بھی جنرل اقبال ہی تھے۔ اس لئے ۲ دسمبر کی صبح تقسیم انعامات کی تقریب میں عالمگیریئنز کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ سالانہ کنسرٹ ۳۰ نومبر کی شب موسیٰ ہال میں پیش کیا گیا۔

۸۴۔۱۹۸۳ء کے سیشن کی سالانہ تقریب ۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء کی صبح ۱۰ بجے اسپورٹس گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ تمام رات بادل رہے۔ لیکن تقریب کے وقت تک مطلع صاف ہوگیا۔ اس بار پی ٹی ڈسپلے پر لڑکوں نے اپنے اپنے ہاؤس کی رنگین بنیانیں پہن لیں۔ اس سے مظاہرہ کلرفل ہوگیا۔ این سی سی کی مارچ پاسٹ پر این سی سی کے دستہ نے کلغی دار گرین بیری پہنی۔ اس بار ایک نیا آئیٹم اسپورٹس گراؤنڈ کے بائیں طرف سکاؤٹس کرافٹ کا مظاہرہ تھا۔ جو تقریب کے دوران خاموشی سے اپنا کام کرتے رہے۔ جس کی طرف کمنٹیٹر کبھی کبھی توجہ مبذول کرا دیتا تھا۔ رائڈنگ کا مظاہرہ بھی ہوا۔ اس سال پروگرام میں شامل ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیوں کے بعد نئے کمانڈانٹ بریگیڈیئر آئی آر صدیقی نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی۔

''کسی قوم کی تعمیر و ترقی میں اس کے تعلیمی ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پھر پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں جو ایک نظریاتی مملکت بھی ہے۔ تعلیمی اداروں کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ملٹری کالج کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ پبلک سکول طرز کا ایک ایسا ادارہ ہے۔ جس کا خصوصی مقصد ہی پاکستان کی زمینی اور نظریاتی سرحدوں کے محافظوں کی ابتدائی تربیت ہے۔ اور وسیع تر بنیادی مقصد بہر حال اچھے پاکستانی اور اچھے مسلمان تیار کرنا ہے۔ الحمدللہ کہ یہ ادارہ اپنے بنیادی مقصد کے حصول میں بڑی حد تک کامیاب رہا ہے۔ ملٹری کالج کے کیڈٹ گزشتہ بیس سال کے دوران کمیشن کے وقت دس اعزازی تلواریں حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن ترقی کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اور نئے افقوں کی تلاش کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ کالج میں ترقی کا عمل جاری ہے۔ خاص طور سے زیر تبصرہ سال ۸۳۔۱۹۸۲ء میں تعلیمی و تربیتی دائروں میں کئی ایسے نئے تعلیمی، تعمیری اور ترقیاتی پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ جن سے کالج کے بنیادی مشن یعنی پاکستان ملٹری اکیڈمی کے لئے موزوں جونیئر کیڈٹس تیار کرنے کو مزید بہتر طور پر حاصل کیا جا سکے گا۔

ان پروگراموں کے بارے میں مختصراً چند اشارے کروں گا۔ تعلیمی اور تنظیمی معاملات میں اساتذہ اور طلباء کو اظہار خیال کا موقع دینے اور احساس شرکت کو فروغ دینے کے لئے اکیڈیمک کونسل اور کیڈٹ کونسل قائم کی گئی ہیں۔ ٹرسٹ سسٹم تحکم پر مبنی ڈسپلن کی بجائے شعوری اور اختیار پر مبنی ڈسپلن اور شخصیت کے اجتماعی اور متوازن نشو و نما کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں۔ ان سے والدین پہلے سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ مثلاً نیا اسیسمنٹ سسٹم، پراگریس رپورٹ کا نیا انداز، مشورے اور رہنمائی کا نظام اور فنکشنل انگلش کی مشق کا اہتمام، پی ٹی اور کھیلوں کی تربیت کی نئی تنظیم کی گئی ہے۔ جس کے تحت اسپورٹس میں طلباء کی شرکت کے دائرے کو بہت بڑھا دیا گیا ہے۔ مثلاً ہاؤسوں کے مابین مقابلے صرف چند کھلاڑیوں پر مشتمل نہیں بلکہ ہر کیڈٹ کی کارکردگی شامل کی گئی ہے۔ ہر کیڈٹ کا باکسنگ رنگ میں آنا اور مقابلہ کرنا لازمی ہے۔ اس طرح تقریر کی تربیت کے منصوبے کے تحت ہر کیڈٹ کو پورے کالج کے سامنے ایک بار انگریزی اور ایک بار اردو میں تقریر کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔

خواتین و حضرات ۱۹۸۳ء میں کالج ایک نئے عزم کے ساتھ حصول مقصد کے لئے گامزن ہوا ہے۔ اس کی اندرونی اور ظاہری ہیئت میں یہ تبدیلی جی ایچ کیو خاص طور پر وائس چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل سوار خان جو آج خوش قسمتی سے اس تقریب کے مہمانِ خصوصی ہیں کی خصوصی توجہ اور رہنمائی سے ممکن ہوئی۔ کالج میں تعمیر و ترقی کے اس نئے دور کے لئے کالج کے جمنیزیم، باؤنڈری وال، لانڈری اور پورے کالج کی عمارتی اصلاح و تجدید پہلے ہی منظور ہو چکی ہیں۔ میں جناب موصوف کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی ہمیں ان کی توجہ اور رہنمائی حاصل رہے گی۔

جہاں تک کالج کی عمومی نوعیت کی سرگرمیوں کا تعلق ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ یہ سال اس لحاظ سے ممتاز ہے۔ میٹرک کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۵۶ طلباء میں سب نے

فرسٹ ڈویژن لی۔ اور ۴۶ نے اے گریڈ حاصل کیا۔ ستمبر ۱۹۷۳ء میں پی۔ ایم۔ اے لانگ کورس میں ملٹری کالج کے ایک سابق کیڈٹ نے اعزازی تلوار حاصل کی۔ ہمارے کیڈٹ نے صدارتی تمغہ لیا۔

امسال ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی خاصا اضافہ ہوا۔ ہائیکنگ اور سکاؤٹنگ میں کیڈٹوں نے بھرپور دلچسپی لی۔ ملٹری کالج اسکاؤٹس نے ۱۹۸۳ء کے گرما کے کیمپ میں صوبے بھر کے طلبا میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اور آل راؤنڈ بیسٹ شیلڈ جیت لی۔ نومبر ۱۹۸۳ء میں بارہ کیڈٹوں نے قائداعظم سکاؤٹ کا اعلیٰ اعزازی بیج حاصل کیا۔ جو کسی بھی ادارہ کے لئے باعثِ فخر ہے۔ سائنس کلب، آرٹ کلب، بزم ادب، کالج ڈیبیٹنگ سوسائٹی سب انجمنیں اپنے اپنے دائرہ کار میں فعال رہیں۔

خواتین وحضرات، آج کی تقریب ایک اور خصوصیت کی حامل ہے کیونکہ اس سال سے اختر احسن گولڈ میڈل کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ جناب اختر احسن مرحوم ایک مخیّر پاکستانی تھے۔ جنہیں اہل سیف اور اہل قلم سے ہمیشہ دلی لگاؤ رہا۔ مرحوم کے اسی جذبے کے پیش نظر یہ میڈل بیگم اختر احسن کی طرف سے جو آج اس تقریب میں ہمارے ساتھ موجود ہیں، ملٹری کالج کو پیش کیا گیا ہے۔ جسے جناب صدر پاکستان نے اس کیڈٹ کے لئے منظور فرمایا ہے، جو بورڈ کے امتحان میں کالج میں پہلی پوزیشن حاصل کرے۔ چنانچہ اس سال کیڈٹ محمد عامر خان اس میڈل کے مستحق ٹھہرے ہیں جنہوں نے یہ پوزیشن حاصل کی ہے۔ یہ اس وقت جے سی بی میں زیر تربیت ہیں۔

ایک اہم قومی ادارے کی حیثیت سے جس کا مقصد قومی دفاع کی بنیادوں کو مضبوط اور ملک کی نظریاتی اساس کو محفوظ کرنا ہے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس ہے۔ ہمیں جو مشن تفویض کیا گیا ہے اس کے حصول کے لئے ہم پوری طرح کوشاں ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ موجودہ نیا لیپ سال ملٹری کالج کے لئے ہر لحاظ سے انشاءاللہ Leap Forward ایک لمبی جست ثابت ہوگا۔''

اس بار جلسہ کی ایک خصوصیت یہ بھی رہی کہ مہمانِ خصوصی نے تقریب ختم ہونے کے بعد اولڈ بوائز اور طلباء کے والدین سے کالج میں جے سی بی ونگ جاری ہونے اور تعلیم وتربیت پر غیر رسمی انداز میں خطاب کیا۔ اور کالج کے سٹاف سے علیحدہ اسی موضوع پر کالج لائبریری میں غیر رسمی انداز میں گفتگو کی۔ تقریب اسی خطاب پر اختتام کو پہنچی۔ رات کو کوئی ڈرامہ وغیرہ نہیں ہوا۔

۸۴۔۱۹۸۳ء کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی وائس چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل خالد محمود عارف تھے۔ یہ تقریب جمعرات ۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء کی صبح ۱۰ بجے حسب دستور سپورٹس گراؤنڈ میں معمول کے پروگرام کے مطابق منعقد ہوئی۔ پی ٹی جمناسٹک جوڈو کراٹے اور سکاؤٹنگ کے مظاہروں کی مہارت اور رنگا رنگی کی بہت داد دی گئی۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں اردو تقریر کا عنوان تھا ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ۔ انگریزی میں "We are Sons of Pakistan" نظم پیش کی گئی۔

کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ نے سالانہ رپورٹ میں کہا۔

''ملٹری کالج جہلم ایک قدیم ادارہ ہے جس کے تعلیمی وتربیتی مقاصد میں زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ترمیم وتوسیع ہوتی رہی ہے۔ تاسیس پاکستان کے وقت سے اس کا مقصد افواج پاکستان سے رفاہی بنیادوں پر منتخب کئے ہوئے طلباء کو پی ایم اے کے لئے تیار کرنا ہے۔

مجھے یہ عرض کرتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ ملٹری کالج کو امتیاز حاصل ہے کہ یہ ایک عرصے سے ہر سال تناسب کے لحاظ سے ملک کے ہر تعلیمی ادارہ سے زیادہ کیڈٹ پی ایم اے کو مہیا کرتا ہے۔ اس سال بھی ۴۹ عالمگیریز جے سی بی کے ۱۷ ویں کورس کے لئے منتخب ہوئے۔ اس وقت اکیڈمی میں زیر تربیت عالمگیریز کی تعداد ۱۵۸ ہے۔ گزشتہ ستمبر میں ۷۰ ویں پی ایم اے لانگ کورس میں اسی کالج کے ایک سابق کیڈٹ نے اعزازی تلوار حاصل کی۔ گزشتہ دس سالوں میں آٹھویں اعزازی تلوار تھی اور مجموعی طور پر گیارہویں۔ بحیثیت مجموعی زمانہ جنگ وامن میں عالمگیریز کی کارکردگی کا معیار بہت شاندار رہا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ اس ادارے نے اب تک ایک فورسٹار جنرل ایک ایئر چیف مارشل، ۴ لیفٹیننٹ جنرل، ۱۱ میجر جنرل، ۴۰ سے زائد بریگیڈیئر اور بڑی تعداد میں دوسرے عہدوں کے افسر پیدا کئے ہیں۔ عالمگیرین نے ایک نشان حیدر ۳۴ ستارۂ جرأت اور ۲ تمغۂ جرأت حاصل کئے ہیں۔ ۱۰ امتیازی اسناد ان کے علاوہ ہیں۔ کردار سازی اور قیادت کی تربیت ہمیشہ سے اس ادارہ کی خصوصیت رہی ہے۔ لیکن گزشتہ چند سالوں سے تعلیم وتربیت کو اسلامی آب ورنگ دینے کا مزید اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ یہاں سے نہ صرف اچھے فوجی بلکہ اچھے مسلمان پیدا ہوں جو ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی ذمہ داری سنبھال سکیں۔ اور نصاب اور نظام تربیت دونوں میں اس مقصد کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

ان بلند اور وسیع تر مقاصد کے حصول کے ساتھ ساتھ کالج کی نصابی سرگرمیاں کالج کی روایات کے مطابق خوش اسلوبی سے جاری رہیں۔۱۹۸۴ء میں میٹرک کا نتیجہ حسب سابق سو فیصد رہا۔۸۵ طلباء نے امتحان میں شرکت کی اور سب کامیاب ہوئے۔ان میں سے ۸۰ نے فرسٹ ڈویژن اور ۵ نے اے گریڈ حاصل کیا۔اللہ کا شکر ہے کہ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی سال رواں میں طلباء کی کارکردگی قابل فخر رہی۔

ملٹری کالج اسکاؤٹس نے پچھلے سالوں کے کارناموں میں مزید اضافہ کیا۔حسن کارکردگی کی آل پاکستان صدارتی شیلڈ حاصل کی۔اور اسکاؤٹ کیمپ میں تقریباً سارے اعزازات جیتنے کا اعزاز اور امتیاز باقی رکھا۔

سائنس کلب، آرٹ کلب، بزم ادب کالج ڈیبیٹنگ سوسائٹی سب انجمنیں اپنے اپنے دائرہ کار میں احسن طریقے سے مصروف رہیں۔کالج کا ریسرچ سیل حسب معمول پچھلے سال کی طرح اس سال بھی مصروف عمل رہا طلباء کی تعلیمی وتربیتی رہنمائی کو سائنسی بنیادوں پر منظم کرنے کے لئے Guidance and Counselling Cell کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ اس سیل کا دائرہ کار وسیع تر ہوتا جائے گا۔حال ہی میں ایک نفسیات میں ایم اے ڈگری کے حامل آفیسر کی تعیناتی ہوئی ہے امید ہے کہ یہ آفیسر بچوں کے کردار نفسیات اور نفسیاتی کارکردگی کے مختلف پہلوؤں کا بہ نظر عمیق جائزہ لے کر ان کی صحیح رہنمائی کر سکیں گے اور بچوں، اساتذہ اور والدین کے روابط کی مثلث صحیح خطوط پر استوار ہوگی۔

مجھے یہ خوشخبری سناتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ جی۔ایچ۔کیو کی اجازت سے کالج میں انٹرمیڈیٹ کلاسز کا اجراء دو سال کے وقفے کے بعد دوبارہ کر دیا گیا ہے۔اور جی۔ایچ۔کیو کی خصوصی گرانٹ سے کالج کی چاردیواری کی نئے سرے سے تعمیر اور کالج کی مسجد کی توسیع شروع ہو چکی ہے۔اس خصوصی توجہ کے لئے ہم جی۔ایچ۔کیو کے ممنون ہیں لیکن

جناب والا!

آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کالج کی بیشتر عمارات امتداد زمانہ سے بوسیدگی کی طرف مائل ہیں خاص طور پر تین پرانے ہاؤسوں کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔اور جناب صدر مملکت کے اعلان کے مطابق کالج کے طلباء کی تعداد کو پانچ سو ہونا ہے۔تو اس کے لئے بھی ضروری عمارات بنانا ہیں۔تاکہ جلد سے جلد اس عظیم قومی ادارہ کی ضروری توسیع بروئے کار لائی جا سکے۔

ایک اہم قومی ادارہ کی حیثیت سے جس کا مقصد قومی دفاع کی بنیادوں کو مضبوط اور ملک کی نظریاتی اساس کو محفوظ کرنا ہے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ہمیں جو مشن دیا گیا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں۔ہمیں امید ہے کہ VCOAS کی نظر اور سرپرستی سے یہ ادارہ مزید ترقی کر سکے گا۔

انعامات تقسیم کرنے کے بعد مہمانِ خصوصی نے طلباء سے خطاب کیا۔حسبِ دستور مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال میں نمائش کا معائنہ کیا۔دوران چائے آٹو گراف دینے میں انکا خاصا وقت گزرا۔

۱۲ دسمبر ۱۹۸۵ء کی صبح ۱۰ بجے پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف نے کالج کے ۸۵-۱۹۸۴ء کے ۶۰ ویں سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی صدارت کی۔گزشتہ شب موسم بہت خراب ہو رہا تھا۔صبح مطلع صاف ہوا اور فنکشن خوشگوار دھوپ میں بروقت شروع ہوا۔

کالج ترانے اور مارچ پاسٹ کے بعد جس کی قیادت این سی سی کے دستے نے کی، معمول کے مظاہرے پیش کئے گئے۔ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیوں کے بعد کمانڈانٹ بریگیڈیئر عثمان شاہ نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔

خواتین وحضرات!

ملٹری کالج اپنی نوعیت کا ایک منفرد ادارہ ہے۔یہ ۱۹۲۵ء میں بہت محدود مقاصد کے ساتھ قائم ہوا تھا۔اس وقت سے ترقی کے مختلف منازل طے کرنے کے بعد آج کا صف اول کا کیڈٹ کالج ہے۔جو قومی امنگوں سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔ملٹری کالج کا بنیادی مقصد اعلیٰ درجے کی تعلیم وتربیت دینا اور پاکستان ملٹری اکیڈمی کے لئے ہونہار اور موزوں نوجوانوں کی فراہمی ہے۔یہاں طلباء کی تخلیقی قوتوں کی نشوونما پر اور قیادتی صلاحیت کے ابھارنے پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔تاکہ طلباء ہر شعبۂ زندگی میں موثر کردار ادا کر سکیں۔اس قومی مقصد کی تکمیل میں یہ ادارہ بڑی حد تک کامیاب رہا ہے۔

زمانۂ جنگ وامن میں ملٹری کالج کے فرزندوں کی کارکردگی شاندار اور قابل فخر رہی ہے۔۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں ہمارے کالج کے طلباء نے پاکستان

کے دفاع کے لئے سرفروشی کا حق ادا کیا۔ کالج کے شہیدوں اور غازیوں نے جو جنگی اعزازات حاصل کئے ان میں ایک نشان حیدر، ۳۴ ستارۂ جرأت، ۲ تمغۂ جرأت اور ۱۰ امتیازی اسناد شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ملٹری کالج بجا طور پر اس بات پر فخر کرسکتا ہے۔ کہ اس کے تربیت یافتہ افراد نے فوج میں نمایاں مقام حاصل کئے ہیں۔ اس ادارے نے ایک جنرل، ایک ایئر چیف مارشل، ۴ لیفٹیننٹ جنرل، ۱۰ میجر جنرل، ۵۰ بریگیڈیئر اور سینکڑوں دوسرے افسران ہمارے فوج کو دیئے ہیں۔

یہاں میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہمارے وہ طلباء جو کسی وجہ سے فوج میں نہ جاسکے ان میں سے بیشتر نے قومی زندگی کے بہت سے شعبوں یعنی سول سروس، فارن سروس، انجینئرنگ، میڈیسن، سائنس، بینکنگ وغیرہ میں ممتاز مقام حاصل کیا ہے۔ ملک کی سیاسی زندگی میں بھی عالمگیرین کا حصہ ہے۔ ایک قومی اسمبلی کے ممبر ہیں اور ایک سینیٹر بھی ہیں۔ اس طرح کالج روشنی کی تلاش میں خوب سے خوب تر منزلوں کی طرف رواں دواں ہے اور اب اس کالج میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی ہدایات سے توسیعی منصوبوں کو آخری شکل دی جارہی ہے۔

اس سے پہلے کہ میں کالج کی سال بھر کی کارکردگی کا مختصر جائزہ پیش کروں، یہ قابل فخر خبر سنانا چاہتا ہوں کہ اس سال پھر ۷۲ پی ایم اے لانگ کورس میں اعزازی تلوار ایک عالمگیرین نے حاصل کی۔ اس طرح یہ بارہویں اعزازی تلوار ہے۔ جو ہمارے طلباء نے حاصل کی ہے۔ اس وقت پی ایم اے میں ایک بٹالین کمانڈر اور کئی پلاٹون کمانڈرز عالمگیرین ہیں۔ جے سی بی، پی ایم اے اور او ٹی ایس میں عالمگیرینز کی ایک کثیر تعداد زیر تربیت ہے۔

تعلیم کے وسیع تر مقصد کے حصول کے ساتھ ساتھ ہماری توجہ بہتر نتائج حاصل کرنے پر بھی مرکوز رہتی ہے۔ چنانچہ امسال میٹرک کے ۳۷ طلباء میں سے ۳۳ نے اے گریڈ حاصل کیا اور مجموعی طور پر نتیجہ ۹۹ فیصد رہا۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ امتحان اپریل ۱۹۸۶ء میں ہونا ہے۔ اس نتیجہ کی قدر و قیمت اور بڑھ جاتی ہے۔ اگر یہ امر ملحوظ رکھا جائے کہ ملٹری کالج ایک فلاحی ادارہ بھی ہے۔ اور داخلے کے وقت اس کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

متوازن شخصیت کی تعمیر نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں توازن رکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس اصول کے پیش نظر کالج میں اسپورٹس اور ہم نصابی سرگرمیاں بڑے اہتمام سے جاری رہیں۔ تقریری اور معلوماتی مقابلے مباحثے، مذاکرے حسب سابق منعقد کئے گئے قومی تشخص ابھارنے اور طلباء کی نظریاتی تعلیم کو مزید فروغ دینے کے لئے انٹر ہاؤس اقبالیات کے ساتھ انٹر ہاؤس پاکستانیات کے مقابلے کا اس سال اضافہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں قومی اور مذہبی دنوں پر خصوصی تقریبات کالج کی روایت کے مطابق ہوتی رہیں۔ سکاؤٹنگ میں ملٹری کالج کے ٹروپ نے اپنی امتیازی کارکردگی کا معیار برقرار رکھا۔ اس کے علاوہ اس سال ہائیکنگ ٹرپ شاندار رہا۔ ۱۴ کیڈٹوں اور ۳ افسروں نے بالاکوٹ سے بٹ کنڈی تک ۷۵ کلومیٹر کا فاصلہ ایک ہفتے میں طے کیا۔

ملٹری کالج میں تحقیقی کام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کالج میں تعلیمی تحقیق و ترقی کا ایک شعبہ پہلے سے کام کر رہا ہے۔ گزشتہ سال سے (Guidance & Counselling Cell) نے ایک ماہر نفسیات کی نگرانی کام کرنا شروع کردیا ہے۔ اس شعبے سے سینئر طلباء کو خاص طور سے بہت فائدہ پہنچا ہے۔ اور تربیت کا معیار بڑھانے میں مدد ملی ہے۔ اس سال کالج کی لائبریری میں تقریباً اڑھائی ہزار مفید اور دلچسپ کتابوں کا اضافہ ہوا۔ جن میں بیشتر سائنسی اور معلوماتی مضامین پر مشتمل ہیں۔ جن سے طلباء کے ذوق مطالعہ کو نمایاں ترغیب ملی ہے۔ یہ سال چمن بندی اور باغبانی کے لئے بھی یادر ہے گا۔ ہماری کوشش ہے کہ کالج کے تعلیمی ماحول کے ساتھ ساتھ کالج کی پوری فضا کو روشن اور خوشگوار بنایا جائے۔

اس رپورٹ کے آخر میں، میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ کالج کی توسیع اور عمارتوں کی تعمیر نو کیلئے ماسٹر پلان جی۔ ایچ۔ کیو نے منظور کرلیا ہے۔ اور آئندہ مالی سال سے انشاء اللہ اس کے پہلے دور کا کام شروع ہوجائے گا۔

جناب والا!

مجھے اور میرے اسٹاف کو ان ذمہ داریوں کا پورا احساس ہے۔ جو ایک قومی ادارے کی حیثیت سے تعلیم و تربیت کو اسلامی اور پاکستانی آب و رنگ دینے کے سلسلے میں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم اپنی شاندار اور عظیم روایات کو نہ صرف برقرار رکھنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ بلکہ ان میں سمتوں کا اضافہ کرنے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں ہماری کاوشوں کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا مستقبل ہمارے ماضی سے ہر لحاظ سے بہتر ہو۔"

انعامات تقسیم کرنے کے بعد مہمانِ خصوصی نے طلباء سے خطاب کیا۔ آخر میں موسیٰ ہال بلاک میں آرٹ، سائنس، ایرو ماڈلنگ اور فوٹو گرافی کلبز کی نمائش دیکھی۔ تقریب کا اختتام چائے کی ضیافت پر ہوا۔

۸۶۔۱۹۸۵ء کے سیشن کا کالج کا ۶۱ واں سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کالج کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریبات کے آخری شاندار آئیٹم کے طور پر ۲ نومبر ۱۹۸۶ء کی صبح منعقد ہوا۔ وزیراعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو مہمانِ خصوصی تھے۔ مہمانوں کی تعداد اور تقریب کی رونق اور گہما گہمی کے لحاظ سے یہ کالج کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ مہمانوں میں وائس چیف آف آرمی سٹاف، جنرل کے ایم عارف، جنرل محمد اقبال خان، لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال، کور کمانڈروں کی بہت بڑی تعداد سول آرمی کے اعلیٰ افسروں اور کثیر تعداد میں اولڈ بوائز اور طلباء اور والدین نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز مہمانِ خصوصی نے یادگارِ شہداء پر پھول چڑھا کر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے کالج کا میوزیم دیکھا۔ اور وہاں کالج کے ماسٹر پلان کا ماڈل بھی دیکھا۔ تقسیم انعامات کی تقریب ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ کالج کا ترانہ مارچ پاسٹ پی ٹی جمناسٹک، جوڈو کراٹے کے مظاہرے اسکاؤٹ شو، ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیاں سب آئیٹم جوبلی کی سپرٹ سے بھرپور تھے

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں کالج کی عہد بہ عہد ترقی اور کارکردگی کا جائزہ پیش کرنے کے بعد کالج کے مقصد تعلیم کے بارے میں کہا۔

''تعلیم میں ہمارا مطمع نظر وہی ہے۔ جو اقبال کا فلسفہ تعلیم ہے۔ یعنی پوری شخصیت کی نشو ونما طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کو بیدار کرنا۔ ان کا ذہن روشن کرنا اور ان میں اسلامی قدروں اور رویوں کا احساس اور پاکستانیت کا شعور اجاگر کرنا اور ان دوررس اور وسیع تر مقاصد کے حصول کے ساتھ ساتھ ہماری مسلسل کوشش یہ ہوتی ہے کہ سال بہ سال اچھے امتحانی نتائج بھی حاصل کئے جائیں۔ الحمد للہ ہمارے نصابی نتائج بھی نہایت اطمینان بخش آتے ہیں۔ گزشتہ میٹرک کا نتیجہ سو فیصد رہا۔ ۱۰۴ طلباء میں سے ۳۰ گریڈ اے ون اور ۴۳ اے گریڈ میں آئے۔ البتہ اس سال انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ ہماری توقع سے کم رہا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں۔

شخصیت کی متوازن نشوونما کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہاں Co-curricular سرگرمیوں پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ مختلف کلب اور سوسائٹیاں اپنی گوناگوں سرگرمیاں سارے سال جاری رکھتی ہیں۔ سائنس سوسائٹی فائن آرٹس کلب، ڈیبیٹنگ کلب اور اب کمپیوٹر کلب خاص طور سے طلباء میں مقبول ہیں۔ پچھلے سال سے پاکستانیات اور اقبالیات کے مقابلے شروع ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام اہم دنوں کے موقعوں پر کالج کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی خصوصی اجلاسوں کا اہتمام کرتی ہے باقاعدہ جسمانی تربیت اور روزانہ کھیلوں کے علاوہ (outward bound) بیرون در سرگرمیوں مثلاً کوہ پیمائی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اس سال جولائی میں ہمارے ۲۸ سکاؤٹس نے گھوڑا گلی اسکاؤٹ کیمپ میں شرکت کی اور حسب روایت اس سال کیمپ کے سارے قابل ذکر اعزازات حاصل کئے ہیں۔

گزشتہ سال سے کالج میں تعلیمی اور نفسیاتی رہنمائی کا مرکز Guidance And Counselling Cell قائم کیا گیا ہے۔ جو ایک تجربہ کار ماہر نفسیات کی نگرانی میں کام کر رہا ہے۔ یہاں طالب علموں کے نفسیاتی اور ذاتی مسائل حل کرنے میں ان کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سیل (Cell) کو یہ ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے کہ وہ طالب علموں کے میلان طبع (Aptitude) اور صلاحیتوں کا تجزیہ کر کے یہ رائے دے سکے کہ وہ کس پیشے یا شعبے کے لئے زیادہ موزوں ہونگے۔

یہ جھلک ہمارے حال کی ہے۔ لیکن ہم مستقبل کے تقاضوں اور ضروریات سے غافل نہیں اس لئے ضروری منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔ آئندہ چھ سالوں میں کالج کی توسیع وترقی کے لئے تقریباً ۱۰۰ ملین روپے کا ایک ماسٹر پلان منظور ہو چکا ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے پہلے مرحلہ میں آئندہ سیشن میں معمول سے ۴۰ زائد طلباء داخل کئے جائیں گے۔ ان شاءاللہ آئندہ تین سالوں میں طلباء کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ جائے گی۔ اور مجوزہ عمارتوں میں چار کیڈٹ ہاؤس، دومیس، ایک اکیڈیمک بلاک، جمنیزیم، سوئمنگ پول، ایڈمنسٹر بلاک کا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ سب ایک ماسٹر پلان کے تحت ہو رہا ہے۔ کالج کے لئے ہم ان کے خاص طور پر ممنون ہیں۔

کالج کی توسیع صرف سنگ وخشت تک محدود نہیں۔ کالج کی لائبریری اور لیبارٹری کو بھی خوب سے خوب تر بنایا جارہا ہے۔ طلباء کی ذہنی ترقی اور تخلیقی قوتوں کو بروئے کار لانے کے لئے اسٹاف مسلسل کوشاں ہے۔''

جب مہمانِ خصوصی طلباء کو انعامات تقسیم کر چکے تو جنرل محمد اقبال نے مہمانِ خصوصی کو کالج کی طرف سے ڈائمنڈ جوبلی شیلڈ اور ایسوسی ایشن کی طرف سے کالج کی تاریخ داستان علم وعمل اور کالج کے شہیدوں، غازیوں پر کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔ اس کا شکریہ ادا کرنے کے بعد مہمانِ خصوصی نے حاضرین کو خطاب کیا۔ اور موسیٰ ہال بلاک میں آرٹ اینڈ ہینڈی کرافٹس، فوٹوگرافی، ایروماڈلنگ اور سائنس کی نمائش ملاحظہ کی۔ چائے کی ضیافت پر یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

۱۲ دسمبر ۱۹۸۷ء کی صبح دس بجے ۸۷۔۱۹۸۶ء کے سیشن کے تقسیم انعامات کا ۶۲ واں سالانہ جلسہ اپنے روایتی اہتمام سے ہوا۔ پروگرام اسی سپورٹس گراؤنڈ میں ہوا۔ جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین جنرل عبدالرحمٰن مہمانِ خصوصی تھے۔ معمول کی مارچ پاسٹ اور دوسرے مظاہروں کے بعد کمانڈانٹ بریگیڈیئر نورالحق

نے رپورٹ پیش کی۔ضروری تمہید کے بعد انہوں نے کہا۔

''معزز خواتین وحضرات سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں ملٹری کالج کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ جو بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ وہ یہ کہ ۱۹۲۵ء میں یہ ادارہ صرف مسلمان فوجیوں کے بچوں کے لئے کھولا گیا اور برصغیر کے ہر گوشے سے منتخب بچے یہاں آ کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لیکن ۱۹۴۲ء کے آخر میں جب تحریک پاکستان زور پکڑ گئی تو شاید انگریزوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اور ایک منصوبے کے تحت فروری ۱۹۴۳ء میں دوسرے اسی قسم کے اداروں سے ہندو اور سکھ طلباء یہاں بھیج دیئے گئے اور یہاں کے کچھ طلباء کو دوسرے اداروں میں بھیج دیا گیا۔ اس طرح کالج کی مسلم حیثیت کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ کیونکہ آزادی کے فوراً بعد یہاں کے بہت سے سابق طلباء نے کشمیر آپریشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دو ستارۂ جرأت اور تین امتیازی اسناد حاصل کیں۔

۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں سولہ عالمگیرین شہید ہوئے اور ملٹری کالج کے طلباء نے ایک نشان حیدر، چونتیس ستارۂ جرأت، تین تمغۂ جرأت اور بارہ امتیازی اسناد حاصل کیں۔

ملٹری کالج ایک اور حیثیت سے بھی منفرد ادارہ ہے۔ یہاں بلاتخصیص ہر صوبے، خطے اور طبقے کے طلباء زیر تربیت ہیں۔ یہاں داخلہ کی مراعات پاک فوج کی تینوں سروسز سے متعلق افراد کے بچوں کو یکساں طور پر حاصل ہیں۔ چند نشستیں سویلین حضرات اور چند کم ترقی یافتہ اور قبائلی علاقہ جات کے لئے مخصوص ہیں۔

یہ کالج پاکستان ملٹری اکیڈمی کو ہونہار کیڈٹس مہیا کرنے کی سب سے بڑی نرسری ہے۔ آج آرمی، نیوی اور ایئر فورس میں اس ادارے کے تربیت یافتہ ان گنت طلباء مختلف رینکس میں اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ سول محکموں میں بھی عالمگیرین کی کارکردگی کچھ کم شاندار نہیں۔ تعلیم، طب، انجینئرنگ، سوشل سروس، صنعت و تجارت، سیاست، سپورٹس غرض قومی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں عالمگیرین کا چمکتا ہوا نقش قدم موجود نہ ہو۔

ہمارے ہاں رسمی تعلیم، کردار سازی اور قیادتی تربیت کا مربوط نظام رائج ہے۔ کشادہ دماغی پاکستانیت کے شعور کی بیداری اور اسلامی اقدار کی ترویج ہمارے تربیتی پروگرام کی بنیاد ہیں۔ ان وسیع تر مقاصد کے ساتھ ساتھ ہماری مسلسل کوشش رہتی ہے کہ رسمی نصابی تعلیم بھی بہتر ہو۔ لیکن اس سال ہمارا نتیجہ مختلف وجوہ کی بناء پر توقع سے کم رہا۔ میٹرک کے امتحان میں ۹۳ شریک ہوئے۔ جن میں سے ۹۰ کامیاب ہوئے۔ اور انٹرمیڈیٹ کا امتحان بیس طلباء نے دیا۔ جن میں سے پندرہ کامیاب ہوئے۔ آئندہ کے لئے ہماری بھرپور کوشش ہے کہ نتائج پہلے سے بہتر ہوں۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ملٹری کالج ایک فوجی رفاہی ادارہ بھی ہے۔ اس وجہ سے اسکے داخلے کا دائرہ کار بڑی حد تک محدود ہے۔ کیونکہ اس میں نوے فیصد نشستیں آرمی، نیوی اور ایئر فورس سے تعلق رکھنے والے افراد کے بچوں کے لئے مخصوص ہیں۔

حاضرین محترم، عقل وحکمت کے حصول کے لئے متوازن نشو ونما لازمی ہے۔ متوازن شخصیت نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں توازن سے پیدا ہوتی ہے۔ اس اصول کے پیش نظر اپنی روایات کے مطابق کالج کے تقریری مقابلے مباحثے اور مذاکرے جاری رہے۔ قومی اور اسلامی تہواروں پر تقاریب کا اہتمام کیا گیا۔ انٹر ہاؤس جنرل نالج پاکستانیات، اقبالیات اور اردو اور انگریزی کتب پر تبصرہ نگاری کے مقابلے ہوئے۔ کالج کے Guidance and Counselling Centre اور Research and Development Cell نے اپنا کام جاری رکھا۔ سائنس اور آرٹ کلبوں نے نئے پراجیکٹ مکمل کیے۔ Audio Visual Aids کا استعمال ہو رہا ہے۔ گزشتہ ماہ سے کمپیوٹر کلب میں طلباء کی عملی تربیت کا پروگرام بھی شروع ہو گیا ہے۔ فوٹو گرافی اور شکار کلب نے بھی نئے جذبے کا مظاہرہ کیا۔ کالج کے سکاؤٹ ٹروپ نے پنجاب بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے سمر سکاؤٹس کیمپ کے تقریباً سارے مقابلے جیت لئے اور ملٹری کالج ٹروپ کو کیمپ کا بہترین ٹروپ قرار دیا گیا۔ کالج ہائیکنگ کلب سے متعلق کیڈٹس اور سٹاف نے اس سال وادی کاغان میں تقریباً ایک سو پچاس کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کیا۔ اس کے علاوہ طلباء نے مختلف تاریخی اور تعلیمی اہمیت کے دورے بھی کئے۔

خواتین وحضرات! اب میں آپ کو کالج کے روشن مستقبل کے متعلق بھی کچھ بتا دوں۔ آج سے ٹھیک سات سال قبل ۱۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کو یوم والدین کے موقع پر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کالج کی توسیع کی منظوری دی تھی۔ الحمد للہ اس توسیعی پروگرام کے مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد حال ہی میں بنیادی پیش رفت ہوئی ہے۔ ماہ اکتوبر میں کالج کیڈٹس کی روایتی تعداد میں پہلی مرتبہ تیس طلباء کا اضافہ ہوا۔ انشاء اللہ آئندہ چند سالوں میں کیڈٹس کی تعداد ۳۲۰ سے بڑھ کر ۵۰۰ ہو جائے

گی۔نئی تعمیرات کے لئے ۱۳۵ ایکٹرزمین بھی اسی ماہ حاصل کرلی جائے گی۔ جہاں کیڈٹس کے ایک نئے ہاؤس اور ایک نئے میس کی تعمیر شروع ہوگی۔اوراس طرح کالج کی تعمیر میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔

لیکن میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی ادارے کا امتیاز اس کی جدید عمارتوں میں نہیں بلکہ اس کے تعلیمی اور تربیتی معیار سے وابستہ ہے۔اساتذہ کے انتخاب اور معیار کار کے سلسلے میں جی ایچ کیو کے تعاون سے کافی پیش رفت ہوئی ہے۔جس سے ہماری کارکردگی میں مزید بہتری کی توقع ہے۔''

جب مہمانِ خصوصی طلباء کوانعامات تقسیم کرچکے تو ڈائریکٹر جنرل آرمی ایجوکیشن میجر جنرل عبدالمجیب ملک چوہدری (ہلال امتیاز ملٹری) نے کالج کے ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد کی تالیف کردہ کتابوں ''تذکرہ شہداء' جراتوں کے نشان'' ''داستان علم وعمل'' کا ایک سیٹ مہمانِ خصوصی کو پیش کیا مہمانِ خصوصی جنرل اختر عبدالرحمٰن نے لکھی ہوئی تقریر سے ہٹ کرفی البدیہہ خطاب کیا اور کالج کے لئے فیاضانہ عطیات کا اعلان کیا۔

موسیٰ ہال کے کاریڈور اور برآمدوں میں کمپیوٹر، ایروماڈلنگ، آرٹ، سکلپچر خطاطی اور فزکس لیبارٹری میں سائنس کی نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔کلام اللہ کی مصورانہ خطاطی کے نمونوں کو بڑے فنکارانہ انداز سے پیش کیا گیا تھا۔نمائش کا یہ حصہ سب کی توجہ کا مرکز رہا مہمانِ خصوصی کی توجہ بھی اسی طرف تھی۔انہوں نے ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کی تحقیقات اور مطبوعات کا معائنہ بھی کیا۔

۸۸۔۱۹۸۷ء کے انعام تقسیم کرنے کی تقریب ۲۳ نومبر ۱۹۸۸ءکو صبح دس بجے منعقد ہوئی۔اس سے پہلے ایئر چیف مارشل حکیم اللہ مہمانِ خصوصی نے یادگارِ شہداء پر پھول چڑھائے۔فاتحہ پڑھی۔سٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا۔ پھرمیوزیم دیکھا۔موسیٰ ہال بلاک میں آراستہ سائنس، آرٹ، خطاطی کی نمائش کو نوازا۔سوادس بجے تقریب کا آغاز ہوا۔کالج ترانہ، مارچ پاسٹ، پی ٹی جمناسٹک، جوڈوکراٹے، سکاؤٹس مظاہروں کے بعد کالج کی ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیاں پیش کی گئیں۔غازی کمال نے انگریزی میں تقریر کی۔ملی ترانہ کورس کی شکل میں سنایا گیا۔اس کے بعد بریگیڈیئر نورالحق نے کالج کی سالانہ کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔

ضروری روایتی تمہید کے بعد انہوں نے کہا۔

''جناب والا ملٹری کالج افواج پاکستان کا ایک اہم تعلیمی ادارہ ہے۔پاک فضائیہ سے ہمارا تعلق قیام پاکستان کے وقت سے ہے۔۱۹۴۸ء میں ہمارے چھ طلباء کمیشن کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ان میں سے تین پاکستان ایئرفورس میں شامل ہوئے۔اوران تین میں سے ایک، ذوالفقارعلی خان، چیف آف دی ایئر سٹاف کے بلند مرتبے تک پہنچے۔

ہمارے سالانہ داخلے میں خاصی تعداد ایئرفورس کے افسروں اور ایئرمینوں کے بچوں کی ہوتی ہے۔آج بھی ہمارے ۳۷۰ طلباء میں سے ۴۲ کے والدین کا تعلق پاک فضائیہ سے ہے۔لیکن کالج کی تاریخ میں یہ پہلا مبارک موقع ہے کہ پاکستان ایئرفورس کے نامور سربراہ نے بحیثیت مہمانِ خصوصی اس تقریب کونوازا ہے۔ اس عزت افزائی کے لئے میں تمام کیڈٹس، سٹاف اور اپنی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس ادارے کو آئندہ بھی آپ کی توجہ حاصل رہے گی۔

حاضرین گرامی، ملٹری کالج ایک قدیم اوراپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد تعلیمی اور تربیتی ادارہ ہے۔یہ ۱۹۲۵ء میں قائم ہوا۔شروع میں اس کا مقصد پاک فوج کے لئے افسر تیار کرنا ٹھہرا۔تاہم مسلح افواج کے ارکان کے بچوں کی تعلیم کا فلاحی مقصد بھی ساتھ ساتھ جاری رہا۔گزشتہ تریسٹھ سال کے عرصے میں اس ادارے نے ملک و قوم کی جوگراں قدر خدمات انجام دیں۔وہ کسی تعریف کی محتاج نہیں۔اس درسگاہ کے جیالے فرزندوں نے زمانہ جنگ وامن میں جس حسن کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔وہ پوری قوم کے لئے باعث فخر ہے۔

وطن کی حفاظت کے لئے جب بھی ضرورت پڑی، کالج کے طلباء نے سرفروشی کی اعلیٰ ترین مثالیں پیش کیں۔سولہ عالمگیرین نے جام شہادت نوش کیا۔کالج کے شہیدوں اور غازیوں نے جو جنگی اعزازات حاصل کئے۔ان کی ایک طویل فہرست ہے۔ان میں ایک نشانِ حیدر چھتیس ستارۂ جرأت، تین تمغۂ جرأت اور پندرہ امتیازی اسناد شامل ہیں۔علاوہ ازیں اس ادارے نے ایک جنرل، ایک ایئر چیف مارشل، پانچ لیفٹیننٹ جنرل، چودہ میجر جنرل، چونسٹھ بریگیڈیئر اور سینکڑوں دوسرے اعلیٰ افسران مسلح افواج کو دیئے۔پچھلے بارہ سالوں میں گیارہ عالمگیرین نے اعزازی تلواریں حاصل کیں۔ان میں وہ ایک اعزازی تلوار بھی شامل ہے جو پاکستان ایئر فورس کے ایرونائیکل کالج کے سولھویں گریجویٹ کورس میں ایک عالمگیرین اختر نواز ملک نے ۱۹۸۲ء میں حاصل کی۔کالج کے جو طلباء کسی وجہ سے افواج پاکستان میں

شامل نہ ہو سکے ان میں سے بھی بیشتر نے قومی زندگی کے مختلف شعبوں، مثلاً سول سروسز، سائنس، تعلیم، صحت، صنعت وحرفت اور تجارت وغیرہ میں ممتاز مقام حاصل کیا۔ غرضیکہ یہ قومی تعلیمی ادارہ ملکی تعمیر وترقی میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

معزز خواتین وحضرات، اس ادارے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہاں رسمی تعلیم کے ساتھ بہترین تربیت کے مواقع بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔ یہاں طلباء کے اندر اسلامی قدروں اور پاکستانیت کے جذبے کو ابھارا جاتا ہے۔ تاکہ وہ سچے مسلمان اور اچھے شہری بن سکیں۔ اور تعمیر پاکستان اور تحفظ پاکستان کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ چونکہ تعلیم کا مقصد ایک متوازن شخصیت کی تشکیل ہے۔ لہٰذا ہمارے ہاں نصابی اور ہم نصابی دونوں قسم کی سرگرمیوں پر بھر پور توجہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ حسب دستور اس سال بھی سپورٹس کے ساتھ ساتھ دوسری ہم نصابی سرگرمیاں روائتی جوش وخروش کے ساتھ جاری رہیں۔ سپورٹس کے میدان میں اس بار کئی سال کے تعطل کے بعد Novices باکسنگ شروع کی گئی کیڈٹ کالج کوہاٹ، آرمی برن ہال کالج اور کیڈٹ کالج حسن ابدال کے ساتھ سپورٹس کے مقابلے رکھے گئے۔ ڈیبیٹنگ سوسائٹی اور بزم ادب کے زیر اہتمام معمول کے انٹر ہاؤس تقریری مقابلوں اور مباحثوں کے علاوہ کالج کی ڈیبیٹنگ ٹیم نے ایچی سن کالج لاہور میں منعقدہ انگریزی اور اردو تقریری مقابلوں میں بھی شرکت کی۔

قومی اور مذہبی دنوں کو شایان شان طریقوں سے منانے کے ساتھ ساتھ انٹر ہاؤس تقریری، جنرل نالج، اقبالیات، پاکستانیات، حسن قرأت اور مضمون نویسی کے مقابلے حسب معمول منعقد ہوئے صبح کی اسمبلی کے درس قرآن اور تقاریر کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ کالج کے آرٹ کلب، سائنس کلب، کمپیوٹر کلب اور فوٹو گرافی کلب کی کاوشوں کی مشترکہ نمائش آج آپ سب خواتین وحضرات کے لئے کھلی ہے۔ ان کلبز کے علاوہ کالج میں ڈرامہ کلب، گارڈننگ کلب سکاؤٹنگ کلب، ہائیکنگ کلب، اینگلنگ کلب، جمناسٹک کلب اور جوڈو کراٹے کلب طلباء کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور ان کی توانائیوں کو مثبت راہوں پر ڈالنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس سال ان کلبز میں رائیڈنگ اور شوٹنگ کلبز کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ حسب معمول اس سال گرمیوں کی چھٹیوں میں ہمارے پچیس طلباء نے سکاؤٹنگ کیمپ گھوڑا گلی میں شرکت کی اور پورے پنجاب کے مختلف تعلیمی اداروں سے آئے ہوئے سکاؤٹس کے مقابلے میں کل بارہ شیلڈز میں سے دس ہمارے سکاؤٹس نے حاصل کیں۔ اس طرح کالج کے ہائیکنگ کلب کے سولہ طلباء نے وادی سوات میں بارہ ہزار فٹ کی بلندی تک کوہ پیمائی کی۔ اور ایک سو تیس کلومیٹر کا فاصلہ پاپیادہ طے کیا۔

حاضرین محترم طلباء کی تعلیمی اور نفسیاتی رہنمائی کے لئے کالج میں ایک Guidance and Counselling Cell ایک تجربہ کار سائیکالوجسٹ کی نگرانی میں کام کر رہا ہے کالج کا Research and Development Cell کالج کی تاریخ کا پہلا حصہ داستان علم وعمل کے نام سے شائع کر چکا ہے۔ جب کہ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۸ء کے دور پر محیط دوسرا حصہ زیر ترتیب وتالیف ہے۔ حال ہی میں ہم نے ملک کے نامور فوجی اور سول دانشوروں کو کالج میں مدعو کرنے اور طلباء سے خطاب کرنے کی دعوت دینے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ۱۷ اپریل ۱۹۸۸ء کو لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال نے جو عالمگیرین ایسوسی ایشن کے صدر بھی ہیں۔ آٹھویں جماعت میں داخل ہونے والے نئے طلباء اور ان کے والدین سے بھی خطاب کیا۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۸ء کو کالج کے یوم تاسیس کے موقع پر جنرل محمد اقبال خان نے جو عالمگیرین ایسوسی ایشن کے سرپرست اعلیٰ بھی ہیں۔ کالج کے طلباء سے خطاب کیا۔ ۹ نومبر ۱۹۸۸ء کو یوم اقبال کے موقع پر پروفیسر مرزا محمد منور ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور نے اپنے تقریر سے کیڈٹس کے دلوں کو گرمایا۔ ڈاکٹر غلام علی الانہ، وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے ہماری دعوت قبول کر لی ہے۔ اور وہ بھی کسی مناسب وقت پر کالج تشریف لائیں گے۔

معزز خواتین وحضرات گو کسی تعلیمی ادارے کی کارکردگی کو پرکھنے کا پیمانہ صرف اس کے امتحانی نتائج نہیں ہونا چاہئیں۔ تاہم ہمارے محنتی اور قابل اساتذہ نے اس اہم پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ ان کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجے میں اس سال اللہ کے فضل وکرم سے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ دونوں امتحانوں کے نتائج اعلیٰ گریڈز اور بہترین نمبروں، دونوں کے اعتبار سے، کالج کی تاریخ میں اعلیٰ ترین ریکارڈ قائم کئے۔ ان نتائج کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے اگر یہ امر بھی ملحوظ رکھا جائے کہ یہ کالج ملٹری پرسنل کے بچوں کے لئے ایک فلاحی ادارہ بھی ہے اور داخلے کے وقت اس کی فلاحی نوعیت کا لحاظ بھی رکھا جاتا ہے۔''

اس کے بعد مہمانِ خصوصی نے حاضرین سے خطاب کیا جس کا اقتباس مہمانِ خصوصی کے خطابات کے باب میں شامل ہے۔ موسیٰ ہال لان میں چائے پر تقریب کا اختتام ہوا۔

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی رات کا روائتی ڈرامیٹک شو نہیں ہو سکا۔ پوری تقریب کی آڈیو ویڈیو فلم بنائی گئی۔ جو کالج میوزیم میں محفوظ ہے۔ تقریب کا فوٹو البم بھی وہیں رکھا ہوا ہے۔

مہمانانِ خصوصی کے خطابات از ۴۸-۱۹۴۷ء تا ۸۹-۱۹۸۸ء

۳ مئی ۱۹۴۸ء کی سہ پہر کالج کے ۴۸-۱۹۴۷ء سیشن کے جلسۂ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی تھے۔ اس فنکشن میں مہمانِ خصوصی کے خطاب کے بارے میں ۵ مئی ۱۹۴۸ء کے پاکستان ٹائمز میں یہ رپورٹ شائع ہوئی

THE PAKISTAN TIMES. WEDNESDAY, MAY 5, 1948

PAKISTAN HAS FINEST MILITARY MATERIAL IN THE WORLD

BY GRACEY

JHELUM, MAY 4

General Sir Douglas Gracey, Commander-in-Chief, Pakistan Army, speaking at the annual prize distribution of King George's Royal Pakistan Military College, Jhelum today said: "Pakistan has the finest military material in the world and I can confidently declare that even now our army is in a position to say, "hands off Pakistan" to any one who dares have any design on us." He added. "It shall be my endeavour to see that this matèrial contributes to the strength and stability of our new state and I assure you that I am prepared to serve my full term as your Commander-in-Chief."

The Commander-in-Chief said. "We are determined to go forward from strength to strength every day and we shall emerge as one of the strongest nations of the world within a short span of time."

"He exhorted the cadets to have an unselfish devotion to Pakistan and to inculcate among themselves a sense of responsibility, honesty and discipline, which qualities, he pointed out could lead a nation to glory and greatness."

Equipped with these qualities, General Gracey hoped, the nationals of Pakistan could become a model for the rest of the world.

Earlier the Commander-in-Chief inspected Guard of Honour furnished by cadets of the College. Major Zaidi, Commandant of the College read out the annual report. General Gracey also met several "old boys" of the College and parents of cadets, several of whom had taken part in the World War and earlier campaigns.

سلور جوبلی ایڈریس

کالج کی سلور جوبلی کی تقریبات کے آخری روز ۲۹ نومبر ۱۹۵۰ء کو سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب پر کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی مہمانِ خصوصی تھے۔

اپنے صدارتی خطاب میں، کالج کی گزشتہ کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے انہوں نے کہا۔

"It has rendered valuable service by helping to train the sons and wards of soldiers to take their places in the army according to their individual abilities. The College has provided the army with a number of officers and other ranks who have proved to be competent professional soldiers."

کالج کے تدریجی ارتقاء کے بارے میں ان کا تاثر تھا۔

"It is interesting to note how the bias given to education at the KGRPM College has altered with the changing times and needs of the Army. Originally the training of this College was imparted with the intention of providing boys who passed into the ranks with an educational background which would enable them to become good NCOs. Later on however, when with the introduction of the selection Boards, the results of

intelligence tests administered by these Boards showed that more than 50% of the cadets were potential officer material, the curriculum of the College was suitably altered to suit the higher standards to which the cadets could aspire. "

کالج کو پبلک سکول بنانے اوراسکی توسیع کرنے کے بارے میں کمانڈرانچیف جنرل گریسی نے کہا۔

"Today still further chances are visualized. There is a scheme to expand the College and to run it on the lines of a first class boarding school. The number of boys, it is hoped, will be increased appreciably, and to meet this increase, additional accommodation will be provided for both students and staff.

In its new form the College will provide an education which will prepare boys not only for entry to the services, but also for civil professions and administrative posts under the civil government. When this expansion scheme is completed, the K.G.R.P.M College will have come a very long way since it first started with only 22 boys, more than 25 years ago. "

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں کالج کے سویلین انسٹرکٹرز کے لگن اور ولولے سے کام کرنے لیکن ان کے حالات سازگار نہ ہونے کا ذکر کیا تھا۔اس حوالے سے جنرل گریسی نے کہا۔

" The duties of a teacher are to my mind, as important as those of any member of the community. For, it is the teacher who helps to form our first notions of what is good and bad, social and antisocial, beautiful and ugly. He is partly responsible for our outlook on human affairs. By teaching us how to discipline ourselves to tedious jobs, he helps to form our characters.

Today, specially when the world is oppressed by evil forces which appear to thrive and gather strength in a deepening black-out of moral and spiritual values, the teacher and what he stands -for, are, therefore, of supreme importance. In consideration of the great task which the teacher is called upon to perform, I have no doubt that the spiritual satisfaction, a sincere and hard working teacher must feel, is an experience not always enjoyed, perhaps, by members of other and sometimes more lucrative professions. The value of the teacher to the community is being slowly but surely recognized, and it is hoped that in the near future their pay and prospects will be suitably improved and that the lack of interest which the general public has shown towards the problem of the teacher will be replaced by its wholehearted support."

کیڈٹس کی شاندار کارگزاریوں کی تعریف کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی نے یہ تبصرہ کیا۔

" A mere narration of past success, however is not enough. It does not serve to inspire you to still greater success in the future. Having established a fine record, it is now up to you to maintain the record. But your efforts must not cease there. "

انفرادی اور ذاتی طور پر خوب سے خوب تر کی تلاش جاری رکھنے کی تلقین کے بعد مہمانِ خصوصی نے طلباء کو ان کی پہلی ترجیح اور بنیادی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔

" There remains something far greater to which you must give your hearts and minds-the service of your country, to whose interests, your own interests and those of your College must always be subordinated.

To serve your country well, you must develop yourselves morally, intellectually and physically. You must take inspiration from the heroic deeds of your forefathers to whom the world is indebted for the institution of chivalry in war, and for their magnificent cultural achievements.

Remember it is on you, the young and the rising generation, that the future of your country depends. You must, therefore, fit yourselves for the tasks and the responsibilities which you will be called upon to shoulder. Many of these will be heavy but they must be courageously accepted and carried out. Bear in mind, however, that you must set about your tasks in a selfless spirit without any thought of material reward. Your reward will

be in the satisfaction you will receive from knowing that you have done your duty to the best of your ability and deserve success even if success does not crown your efforts."

اس خطاب کے موقع پر سلور جوبلی پر آئے ہوئے اولڈ بوائز کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ آخر میں ان کو مخاطب کر کے مہمانِ خصوصی نے سلور جوبلی کی مبارک باد دینے کے بعد کہا۔

"It will not be out of place for me to remind you of those noble ideals on which the College was founded by the Royal Patron and Founder. Accordingly on this occasion of the College Silver Jubilee, all of you should steadfastly pledge yourselves to the service of Pakistan and solemnly dedicate your lives to the maintenance of its strength and prosperity."

۲۷ نومبر ۱۹۵۲ء کو کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے تقسیم انعامات کے موقع پر اپنی صدارتی تقریر میں اعلان کیا کہ جلد ہی کالج پبلک سکول بن جائے گا۔ آفیسرز اور سویلینز کے لڑکے بھی داخل کئے جائیں گے۔ تاہم فوجیوں اور سابقہ فوجیوں کے بچوں کے لئے داخلے کا روایتی تناسب برقرار رہے گا۔ کل تعداد ۴۰۰ ہوگی۔

کمانڈر انچیف نے سٹاف کو مخاطب کر کے کہا۔

"You must get down to the task of expanding the College. I assure you I would be happy with any modest start. Even a modest start with a sincerity of purpose and will power can produce the most admirable results."

کالج کی کارکردگی کے بارے میں مہمانِ خصوصی نے کہا۔

"O whatever little I have seen of the College, I have very high hopes for its future."

۲۸ نومبر ۱۹۵۳ء کا تاریخی اعلان

۲۸ نومبر ۱۹۵۳ء کو کالج کی سالانہ تقریب پر کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے کالج کو پبلک اسکول بنانے کا باقاعدہ اعلان کیا۔ اس سلسلہ میں ۱۹۵۳-۵۴ء کے تربیت میں میگزین کے ایڈیٹر مسٹر حیدری نے لکھا۔

" It was on the occasion of our last Annual Prize Distribution on 28 Nov 1953, that the Commander-in-Chief proclaimed his intention of giving the College a new constitution."

اس تبدیلی کے سرکاری احکامات ۲۵ جنوری ۱۹۵۴ء کو کالج ہال میں کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر کی موجودگی میں چیف انسٹرکٹر میجر عبدالحمید ابراہیم نے پڑھ کر سنائے۔

۲۷ نومبر ۱۹۵۵ء کی سالانہ تقریب کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے اپنی صدارتی تقریر کے آخر میں طلباء سے مخاطب ہو کر کہا۔

' I whole-heartedly congratulate all the prize winners. But I have a special word of advice for them. My dear prize-winners! you have won prizes for your proficiency in curricular and extra-curricular pursuits. It is a very promising indication that you are going to do well in your prospective careers. Well and Good! But remember, the real purpose of education will be more than undone if you fail to shoulder your social responsibilities equally well.

Public schools have an age old tradition of patriotism, of dedicated service to the country. Of all the students in the country, your first and foremost obligation is to give your best to Pakistan. So equip yourselves with requisite qualities of a leader without which your stay in the College is aimless. The College has all those facilities for you, which if availed properly could make you the future leaders of your men. "

یکم نومبر ۱۹۵۸ء کے جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر اپنی صدارتی تقریر میں مہمانِ خصوصی میجر جنرل سید شاہد حامد نے کہا۔

"What we need is creative and purposeful education. Importance must be given to history and ideals of the country and, more than that, on, developing character and dignity.

The present educational system of the country requires drastic changes and reorientation not only to meet the challenge of changing society, but also to become an instrument of such a change.

The most important thing in the development of the country is to find suitable human material, covering all aspects of national life. This can be achieved by those institutions which are correctly, scientifically and progressively organized . "

۱۴ نومبر ۱۹۵۹ء چیف آف جنرل سٹاف میجر جنرل آغا محمد یحییٰ خان نے ۶۰-۱۹۵۹ء کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب پر طلباء سے کہا۔

"Ensure that the benefits of good education you are receiving, should manifest themselves in the making of healthy character and sound mental outlook. "

نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسپورٹس میں طلباء کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کو سراہتے ہوئے مہمانِ خصوصی نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ شکستوں سے دل برداشتہ نہ ہوں۔ زندگی کی لمبی دوڑ میں کوئی ایک جیت یا ایک ہار کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جو آج جیتا ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ جیتتا رہے اور آج جو ایک بازی ہارا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ زندگی کی ہر بازی ہارتا رہے گا۔

" What matters is the will to fight, upto the last, and of course, fight a fair fight."

ہر انسان کے لئے زندگی بے انتہا امکانات سے بھرپور ایک کھلا میدان ہے۔ یہ پہلا راؤنڈ ہے۔ جو آج جیتے ہیں۔ انہیں جیتنا مبارک ہو۔ اور جو آج ہارے ہیں وہ اگلے راؤنڈ کی تیاری کریں۔ چیف آف جنرل سٹاف نے مزید کہا۔

" I personally think that educational progress should not be confined to bookish knowledge and academic field, but distinction in sports and out-door activities is of prime importance for the development of a student's character and personality."

۱۸ نومبر ۱۹۶۰ء کی سہ پہر کو سالانہ جلسہ تقسیم انعامات پر ڈائریکٹر جنرل ملٹری ٹریننگ میجر جنرل عبدالحمید خان مہمانِ خصوصی تھے۔ انہوں نے کیڈٹس کی قیادتی تربیت کی اہمیت کو اپنی صدارتی تقریر کا خاص موضوع بنایا۔

" This is possible only if the cadets are provided with opportunities and facilities for developing well-balanced and integrated personalities. "

اپنی تقریر کے آخر میں انہوں نے طلباء سے کہا۔

" Work hard and make the maximum use of all the facilities existing in the College, and not only capture all first classes in the future examinations, but also the maximum number of seats at the PMA as the primary aim of this institution is to produce potential officer material for the Pakistan Army and act as a feeder to the PMA. "

۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کو کالج کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے موقع پر مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ تھے۔ انہوں نے مروجہ نظام تعلیم پر یہ تبصرہ کیا۔

" For quite some time, the craving for quantity has been characteristic of our approach to all our education. We have stressed (the number of subjects taught rather than the quality of what is taught, and the number of examination successes rather than the tone of a school or a college. Quantity is of course easy to advertise, quality has to speak for itself. '

کمانڈر انچیف نے اس امر پر اظہار اطمینان کیا کہ کالج میں کمیت اور کیفیت دونوں کا لحاظ رکھا جا رہا ہے اور وہ تعلیمی و تربیتی فضا ہے جس کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں مہمانِ خصوصی نے مزید کہا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں کے پیش نظر یہ حقیقت ہے کہ۔

" Education is the nourishment or development of human personality and that it is a means not only of getting important or fat-salaried jobs, but also of promoting the intellectual, aesthetic and moral health of the human soul. "

اس کے بعد انہوں نے وہ تاریخی جملہ ادا کیا۔

I am also confident that your institution aims at annihilating social distinctions and building in their place a true meritocracy. "

جس نے کالج کے مقاصد میں ایک نئی جہت (dimension) کا اضافہ کیا اور ایک نیا چیلنج دیا۔ اپنے صدارتی خطبہ کے آخر میں کمانڈر انچیف نے ملک میں پبلک سکول قائم کرنے کی حکومتی پالیسی کی وضاحت کی۔

" It was with the object of creating institutions with such aims and tone that the President, then C-in-C, had pressed for the setting up of this and two other similar colleges. He was anxious that youngmen soundly-educated and trained as leaders were available and forthcoming in large number for various walks of our national life and particularly the armed forces.

اور کالج کی خدمات کو ان الفاظ میں سراہا۔

" Your College has met Armed Forces needs in no small measure. Of all the institutions that provide candidates for training as Armed Forces officers, yours occupies the place of honour."
"May God help you in making yourselves useful for your country. "'

۲ نومبر ۱۹۶۲ء کی سہ پہر کو کالج کی سالانہ تقریب کے خطاب میں مہمانِ خصوصی کوارٹر ماسٹر جنرل میجر جنرل وصال محمد خان نے اسپورٹس کو پیغام کا موضوع بنایا۔

"View sports in their proper perspective in the building of character. Sports enable us to do rather than learn things and they provide splendid opportunities to apply bodily strength and mental alertness to take a chance, to be constructive and bold and to accept hard work without flinching."

۳۰ نومبر ۱۹۶۳ء کی سالانہ تقریب کے موقع پر کمانڈر انچیف جنرل موسیٰ نے اپنی صدارتی تقریر کے شروع میں کالج کو (Premier Educational Institution in Pakistan) کے خطاب سے نوازا اور کالج کی مجموعی رفتار ترقی پر اطمینان کا اظہار کرنے کے بعد کمانڈر انچیف نے خاص طور سے کیڈٹس کو مخاطب کیا۔

"You have made your mark in many intercollegiate contests. Your institution is proud of you as you must always be proud of your institution as a place which groomed you for your life's struggle ahead. It is in this institution and during the number of years that you spend here, just think for a minute as to what you have achieved each day. It is your own measure of yourself that will ultimately lead you to success. It is how you make yourself which ultimately counts. Don't wait for your teachers to comment or criticize but be your own critic. You must set your own standards and work systematically and persistently to attain them. But your standards must be high, for what is not high enough is not worth attaining. In setting your standards, you must remember that what men value most is the man himself and not his paper certificate alone. It is the character, the integrity, the knowledge and the understanding which go to make a man and it is these qualities which in the end makes the real difference. So now when you have these years before you, make good use of them. Be a credit to yourself, your parents, your institution and your country, for it is you, the youth of today, who will have to take on the full responsibilities of tomorrow.

Let me once again, congratulate the teaching staff on completing another successful academic year and the students on doing so well in their examination and sports. "

نومبر ۱۹۶۵ء کی تقریر

۲۷ نومبر ۱۹۶۵ء کو کالج میں سالانہ انعامات تقسیم کرنے کے بعد ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن کرنل محمد خان نے اپنی صدارتی تقریر میں کالج کے رول پر ان الفاظ میں اظہار خیال کیا۔

" I know that your results in the Board examinations were not exactly 100% as they were in the case of some other colleges. But it does not mean that they are in any way superior to this College. It will be a

lamentable day when the work of this College is judged solely by the percentage of examination results. The role of this College is to produce good, strong and honest Pakistanis and this I believe, it has achieved and the proof is there for all to see from Chamb to Rajhisthan. "

کمانڈانٹ نے اپنی رپورٹ میں کالج میں ذریعہ تعلیم اردو کردینے کی تجویز پیش کی تھی۔اس کے جواب میں کرنل محمد خان نے کہا۔

" You have made a suggestion about the change of medium of instruction. I wish I could order it here and now. The trouble is that English still reigns supreme at the PMA and our role as a feeder to the PMA precludes our making a unilateral declaration of independence or the U.D.I as the Rhodesians call it."

۴ مارچ ۱۹۶۷ء کو کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے کوارٹر ماسٹر جنرل میجر جنرل ٹکا خان نے کالج کے تربیتی پہلو پر یوں اظہار خیال کیا۔

"I am very happy to learn that, the College is laying much needed stress on building character qualities."

۱۰ فروری ۱۹۶۸ء کی سہ پہر ۶۷-۱۹۶۶ء سیشن کے تقسیم انعامات پر میجر جنرل نوازش علی مہمانِ خصوصی تھے۔انہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں تعلیم کے عمل کے بارے میں یہ تبصرہ کیا۔

"There is no finality in human endeavour. No limit to perfection. Life is a continuous struggle for progress".

اور کالج رول کے بارے میں کہا۔

" The basic mission of this College is to act as a feeder to the three Service Academies. "

پھر وہ اسٹاف سے مخاطب ہوئے۔

" I am sure you are not concentrating only on the narrow functional aim of the College, which is to produce as many officers for the armed forces as possible, but are aiming at a broad-spectrum development of the human potential. The society in general is woefully short of well-rounded individuals with a sound character and broad vision. The future belongs to you all. This is just the beginning. It is not to feel sort of being left behind. In life, there is no such thing as being left out permanently. "

۱۶ نومبر ۱۹۶۸ء کو ۶۸-۱۹۶۷ء کے سیشن کے انعامات تقسیم کرنے کی تقریب پر مہمانِ خصوصی میجر جنرل جمیل الدین احمد فاروقی نے اپنے خطاب کے آخر میں اسٹاف کی توجہ اس نکتہ کی طرف دلائی۔

" I am sure all of you appreciate that even formal education, whether in Humanities or Science is not the end but the means. What we must aim at is basic disciplining of the mind and the body in such a fashion that the individual gives his best under all circumstances and that too, without stress and strain."

اور طلباء سے کہا۔

" Regardless of where you go from here, the balanced development which this institution provides, will carry you through with flying colours."

۴ فروری ۱۹۷۱ء کی سہ پہر سالانہ فنکشن پر ایک عالمگیرین ۵۶۰ میجر جنرل محمد اکبر خان ڈی جی آئی ایس آئی مہمانِ خصوصی تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کالج کا ایک فرزند کالج میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے آیا تھا۔کمانڈانٹ کرنل این ڈی احمد نے اپنی رپورٹ کے شروع میں ان کے کیریر کا ایک خاکہ پیش کیا اور انہیں شاندار خراج تحسین پیش کیا۔

اپنے صدارتی خطاب میں جنرل اکبر ستارۂ قائداعظم نے اسی حوالہ سے اپنی فی البدیہہ گفتگو کا آغاز کیا۔

" The Commandant has been very liberal and indeed generous in his remarks about me. The fact of the matter, however, is that even though I achieved some distinction in academics, I remained a very humble student and failed to rise above the rank and file of the College.

Those of you who are in a similar position need not be disheartened because I will give you some tips as to how you can make the grade subsequently, at least up to a Major General's rank, "

لیکن وہ "گر" بتانے سے پہلے انہوں نے اپنے ذاتی تجربے سے کالج کی پرانی تاریخ بیان کی۔

" In the old days Military School was a much smaller and restricted institution. It was primarily meant for the sons of Muslim JCOs and other ranks of the Indian Army. It was heavily subsidized by the government. Even though the institution was small and limited in scope there was a hard competition and we considered ourselves lucky to be selected for admission. The students of those days would remain eternally grateful to the dedicated services of the commandants, particularly, late Col Selbie and Col Stabbing and a band of devoted teachers.

The old Military School is now, Masha Allah, a College, it has made a tremendous progress in academics and sports. It has expanded in size and scope, and is competing with other public schools on equal footing. Its large contribution to the PMA entry, is a significant measure of its achievements., and traditional military role. "

پھر موجودہ عالمگیرین کو ایک جہاندیدہ اور پرانے عالمگیرین کی حیثیت سے بڑی دل سوزی سے سمجھایا۔

"Those of you who are students in the Military College are very lucky and privileged. You were selected very carefully on merit from amongst a large number of applicants. You have a good opportunity to make the best use of your time and talent during your academic career here. If you fritter it away on unproductive or extraneous activities, you will never be able to make a success of life. You have the best of teachers, disciplined and conducive environment and highly selected fellow students. These are ideal conditions for you to work wholeheartedly in your studies and build a stable character and high moral qualities".

تقریر کے آخر میں انہوں نے ترقی کرنے کے وہ گر بتائے، جن کی طرف انہوں نے شروع میں اشارہ کیا تھا۔

"I told you that I would give you some tips. I hope you will be disappointed when I tell you that success in life depends on hard work and constant effort. Do your best at all times without undue thought of reward or recognition. Try and achieve a sense of balance and moderation in your character. In everything you do, let your own conscience be the judge of your action being right or wrong. Do not allow outside activities to divert you from your main purpose. You are at the threshold of life and the hope of our nation. You can make a positive contribution to a better and prosperous Pakistan if you dedicate yourselves to your studies during your stay at the College. You will thus be fully prepared to meet the challenge of life with courage, determination and confidence. "

دسمبر ۱۹۷۱ء سقوط ڈھاکہ کے المیہ اور ۱۹۷۲ء میں مابعد کے واقعات کی وجہ سے کالج میں تقسیم انعامات کی تقریبات بہت سادہ طریقے سے منائی گئیں۔

۱۹۷۲-۷۳ء کے سیشن کی تقریب تقسیم انعامات یکم مارچ ۱۹۷۴ء کو منعقد ہوئی۔ اس کے مہمانِ خصوصی چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل ٹکا خان تھے۔ اپنی رپورٹ کے شروع میں کمانڈانٹ نے ان کے تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اس کے جواب میں مہمانِ خصوصی نے یہ نئی اور خیال انگیز بات کہی۔

" I am really happy to be here with you this morning. Time spent with such selected group of our youth who come from army families and are destined to serve their land in the army is in fact, a privilege. It is an investment in our future and therefore, takes precedence over other engagements. "

گزشتہ چند سالوں میں کالج کے غیر تسلی بخش نصابی نتائج ہم نصابی سرگرمیوں میں کمی پر تنقید کرتے ہوئے اور اس دلیل کے جواب میں کہ کالج کے داخلہ کا دائرہ محدود ہے، مہمانِ خصوصی نے کہا۔

" You have access to an extremely large number of candidates to choose your student from. They come from well-disciplined and well-organized homes and have a strong urge both for education and service to the

country. Such human material if properly nurtured, should produce excellent results. "

نتائج کے بارے میں مہمانِ خصوصی نے کہا۔

" And that is precisely what we must aim at. I am afraid, we accepted low standards in the past and in turn achieved indifferent results. We had set our sights rather low and felt complacent. let us aim high. Within next one year, I want to see this College to catch up with top most institutions of similar nature in the country. The wastage must be reduced to the minimum. Your contribution to the PMA must rise to the optimum level. Moreover your cadets must stand out as the most distinguished lot both at the Military Academy and subsequently in the service. These are the targets which we must achieve. They are certainly not beyond our reach. "

کمتر نتائج کا تجزیہ کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی نے کہا۔

" Achievements and standards decline through lethargy or ill-conceived objectives. To raise them you need positive, constant, and hard labour directed at a clear cut aim.Youth seeks challenge. It yearns to be extended to the maximum, mentally, morally, physically and spiritually. With healthy, purposeful and robust leadership, youth is capable of achieving seemingly impossible."

کالج کے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کے شہیدوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی نے تجویز پیش کی۔

" I feel there is a need for us to raise a befitting memorial in the College to honour the heroes of these wars. The nation owes it to them. The memorial should serve as a standing reminder to the future generations of this College in particular and the youth of the country in general, of the sublime aim and the spirit of the Alamgirians. 1 am asking the Director Army Education to take immediate steps in this connection with a hope that the memorial would be raised at a suitable place in the College premises within a year. "

کئی لحاظ سے یہ ایڈریس غیر روایتی اور غیر معمولی نوعیت کا تھا۔

۱۹۷۴-۷۵ء سیشن کی سالانہ تقریب پر چیف آف جنرل سٹاف میجر جنرل ملک عبدالمجید نے اپنے خطاب میں کہا۔

" Our sole object is that boys should pass out from here as good citizens of Pakistan and become useful members of the society and above all become good members of the officer class in the army. "

مہمانِ خصوصی نے پی ایم اے بھیجی جانے والی سال بہ سال تعداد پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" It has been impressed by the COAS and it is our intention at GHQ to increase the number of potential officers that get out of the Military College every year. We have therefore started a "Y" cadet scheme. "

مستقبل کے بارے میں آرمی کے منصوبوں کا ذکر کرتے ہوئے میجر جنرل مجید نے کہا۔

"It will be our intention to develop this College or similar one or colleges providing for us in the army a minimum of 60 or 70 cadets for PMA. At the moment we get about 10 or 20 as 'Y' cadets. We are going to expand this and intend having 50 or 60 boys.Preference will be given to the sons of JCOs/ORs, Officers in that order. Only unfilled vacancies will be given to boys from outside. "

ملٹری کالج کے مستقبل کے بارے میں جی ایچ کیو کی سوچ یہ تھی۔

"It is also our intention that later on this scheme is expanded to get up to 200 or 300 boys passing out every year from this College. All boys in future will take the ISSB and the medical examination to go to the first year class.The COAS is considering to have one or two more colleges like this and there again the preference will be given to the sons of military men followed by open competition."

سیمسٹر سسٹم کے بارے میں مہمانِ خصوصی نے کہا۔

"The semester system that you have mentioned is welcomed. In fact you should be able to implement it

better than other institutions of the country. "

اساتذہ سے مہمانِ خصوصی یوں مخاطب ہوئے۔

' Your reward really comes from the better boys whom you transform from boyhood to manhood, who go out and make their contribution, however small, to our society in Pakistan of today."

۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو گولڈن جوبلی کے موقع پر ۱۹۷۴-۷۵ء کے سیشن کی سالانہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی جنرل ٹکا خان نے کہا۔

" The Greek ideal of education was a sound mind in a sound body and this has come down to us as a traditional concept. I believe, however, that a man's education will have been in vain if besides physical 'development, and improvement of the intellect, it does not also develop in him an enlightened consciousness. I consider the moral content of education of utmost importance. For the officers in the army in particular, character is the touchstone of success. What the army needs today is the youngmen with disciplined mind, a deep sense of duty, and the will to work hard, possessing moral courage, uprightness and unselfishness, and totally committed to defending the integrity of Pakistan. "

۱۳ نومبر ۱۹۷۶ء کی سہ پہر کو سالانہ تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی لیفٹیننٹ جنرل غلام حسن خان، ستارۂ جرأت کور کمانڈر نے کالج میں سمسٹر سسٹم اور وائی کیڈٹ سکیم کے اجرا اور پھر اس کے التوا (Suspension) اور مابعد کی تبدیلیوں کے حوالے سے کہا۔

"However, the role of the College, I am sure, will always remain unchanged. It will continue to serve as a training ground primarily for the sons of the Armed Forces personnel to become future leaders in the officer cadre of the Pakistan Army. This is a noble objective in whatever manner fulfilled."

فروری ۱۹۷۸ء کو ۱۹۷۶-۷۷ء سیشن کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات سے خطاب کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی میجر جنرل انور مسعود آئی جی ٹی اینڈ ای نے کہا۔

"It is satisfying to note that you are aware of the importance of the value-orientated education and try to impart it. An educational system devoid of any moral touch is a dangerous system for Pakistan. What we suffer from is not really the shortage of funds; it is the good human beings that we are badly short of. We must try to produce, and produce fast, a large number of men of character - men who are too proud to be men, men who can resist temptation. "

میجر جنرل انور مسعود نے طلباء کو یاد دلایا۔

"To be a student of a public school is a great privilege. This great privilege should become a proud honour for the students of this College because Military College is not an ordinary public school. Here the aims are higher."

مہمانِ خصوصی نے اپنے خطاب کے آخر میں کالج کی لائبریری پر یوں اظہار خیال کیا۔

" As far as the libraries are concerned they should never be poor. They should be very rich, especially yours because you have told us that your cadets are good readers which is a rare phenomenon. "

یکم مارچ ۱۹۷۹ء کو ۱۹۷۷-۷۸ء کے سیشن تقسیم انعامات کی سالانہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی جنرل محمد اقبال خان نے کالج کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا۔

" The M.C. occupies a unique position in the Army by virtue of its twin aims, namely, to act as an institution and to produce officer material for induction in the PMA. The sound education imparted to the cadets here, the numbers and the qualitative excellence of ex-cadets of the College at the PMA and above all, the record of valour and devotion to duty of the officers who are the products of this institution will bear testimony to the fact that the M.C. is fulfilling its role in an admirable manner. It can be justifiably proud of its Role of Honour of its valiant alumni who gave the supreme sacrifice in defending national honour and the integrity of Pakistan.

The facilities available here for the education and character development of the cadets compare favourably with the facilities in the cadet colleges and the better public schools in the country. Under these favourable conditions, the responsibility to create the right climate for the physical, intellectual and moral development of the cadets devolves on the members of the staff. The cadets also owe it as a duty to benefit fully from the facilities offered here and prepare themselves to join the PMA.

ایجوکیشن کے مقاصد کے بارے میں جنرل اقبال نے کہا۔

"Remember, what really matters in a competition is doing one's best and the desire to improve one's performance, ."

۷۹-۱۹۷۸ء کے سیشن کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے موقع پر ۲۰ فروری ۱۹۸۰ء کو مہمانِ خصوصی لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال نے طلباء سے خطاب میں کہا۔

" Remember, in life success depends upon hard work and constant efforts. You are at the threshold of practical life. You can make a positive contribution to a prosperous Pakistan, if you dedicate yourself to your studies wholeheartedly. You will thus be fully prepared to meet the challenge of life with courage, determination and confidence."

آخر میں مہمانِ خصوصی، والدین سے مخاطب ہوئے۔

' Many of the parents, I regret to say, having had better education of the College at the expense of the Army, want their sons to go to other fields. Let your sons stay on with the Army and be the proud defenders of Pakistan. "

۱۸-دسمبر ۱۹۸۰ء کو ۸۰-۱۹۷۹ء کے سیشن کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی جناب جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا۔

ملٹری کالج جہلم پر دوہری ذمہ داریاں ہیں۔اس کی ایک ذمہ داری ملک کی ایک ممتاز درسگاہ کی حیثیت سے ہے اور دوسری عسکری حوالے سے۔ان ذمہ داریوں کی مزید نشان دہی کرنے سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک عام ملک اور ایک نظریاتی ملک کی تعلیم میں فرق ہوتا ہے اور ہونا چاہیے۔ممکن ہے غیر نظریاتی مما لک اسی میں اپنی معراج سمجھیں کہ انہوں نے طالب علموں کو اہم مضامین میں ضروری معلومات فراہم کر دی ہیں اور بس ممکن ہے کہ وہ اسی میں فخر محسوس کریں کہ ان کے تعلیم یافتہ افراد دوسروں سے زیادہ باخبر ہوتے ہیں۔ممکن ہے ان کا مقصد حیات صرف یہ ہو کہ قدیم اور جدید علوم کو سائنٹیفک طریقے سے نئی نسل تک پہنچا دیا جائے۔ لیکن ایک نظریاتی ملک یہ سب کچھ کرنے کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے نئی نسل کو ایسی تعلیم سے آراستہ کر دیا ہے جس کی ایک نظریاتی مملکت کو ضرورت ہوتی ہے۔نظریاتی مملکت میں دیگر شعبوں کی طرح تعلیم بھی متعلقہ نظریے کے تابع ہوتی ہے۔اس میں تعلیم کا مقصد صرف قدیم اور جدید علوم کو سائنٹیفک طریقے سے اگلی نسل تک پہنچانا ہی نہیں ہوتا بلکہ نئی نسل کو ایسی اقدار سے لیس کرنا ہوتا ہے جو نہ صرف اس نظریاتی مملکت کے سچے وارث ثابت ہو سکیں بلکہ اس کے بہتر اور روشن تر مستقبل کی ضمانت بھی بن سکیں۔

اس نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو پاکستان میں دی جانے والی تعلیم ہر لحاظ سے اسلامی نظریۂ حیات کے مطابق ہونی چاہیے جو اس ملک کی بنیاد ہے۔یہاں تعلیم کا مقصد محض حصول علم نہیں بلکہ ان اقدار کا فروغ ہونا چاہیے جو اس نظریہ حیات کی نمائندگی کرتی ہوں۔اگر ہم نے یہ ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کر لیں تو ہمیں اطمینان ہونا چاہیے کہ ہم نے اسلامی نظریاتی ملک کے نہ صرف سچے وارث پیدا کر لئے ہیں بلکہ اس کے قابل اعتماد نگہبان اور پاسبان بھی تیار کر لئے ہیں۔

اس صورت کے پیش نظر ہمارا اولین فرض یہ تھا کہ جونہی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مسلمانان جنوبی ایشیا کی کوششوں سے ہمیں علیحدہ ملک نصیب ہوا، ہم اس کے نظام تعلیم کو بلا تاخیر اس کے بنیادی نظریے کے مطابق ڈھالتے۔لیکن ہم نے اس ضرورت کو نظر انداز کیا اور اس کوتاہی کی ہمیں یہ سزا ملی کہ نئی نسل غیر اسلامی اقدار کے جنگل میں بھٹکنے لگی۔اگر آج بھی ہمیں نئی پود میں اسلامی اقدار کا رنگ نظر آتا ہے تو یہ معجزہ ہمارے نظام تعلیم کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے باوجود دیکھنے میں آتا ہے۔اس میں زیادہ تر ان والدین بزرگوں اور اساتذہ کا ہاتھ ہے جنہوں نے اپنے بچوں کی تربیت کے لئے سرکاری ذرائع پر انحصار کرنے کی بجائے اپنے نونہال کی خود آبیاری کی ہے۔یہ والدین، یہ بزرگ اور یہ اساتذہ ہمارے تشکر اور احسان مندی کے مستحق ہیں۔ان محسنوں کی کوششیں بے شک قابل ستائش سہی لیکن پورے ملک کی آبادی کو چند

افراد کی نجی کوششوں پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ قومی سطح پر ایسی تعلیم کا اہتمام کیا جائے جو اسلامی نظریاتی مملکت کے تقاضوں پر پوری اتر سکے۔ لہٰذا موجودہ حکومت نے ملک کی نئی تعلیمی پالیسی اس ضرورت کے مطابق وضع کی ہے۔ ہمیں اس بات کا پورا احساس ہے کہ موجودہ تعلیمی پالیسی اور اس کے تحت چلنے والے نصاب خامیوں سے پاک نہیں لیکن دیگر شعبوں کی طرح ہم یہاں بھی انقلابی اقدامات کی بجائے تدریجی لائحہ عمل اپنا رہے ہیں۔ اور ہماری کوشش ہے کہ اس عمل کے ذریعے ملکی نظام تعلیم کو جلد از جلد مکمل طور پر اسلامی نظریاتی مملکت کے شایان شان بنایا جا سکے۔

مجھے یہاں نظام تعلیم اور مقاصد تعلیم پر روشنی ڈالنے کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اگرچہ ملٹری کالج جہلم کا مقصد ایسے افراد کی تربیت ہے جو آگے چل کر مسلح افواج میں قیادت کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔ لیکن یہ مقصد اس ذمہ داری کی نفی نہیں کرتا جو ملک کی ایک ممتاز درس گاہ ہونے کی حیثیت سے اس پر عائد ہوتی ہے۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ ملٹری کالج سب سے پہلے ایک قومی درس گاہ ہے اس کے بعد افواج پاکستان کا تربیتی ادارہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں افواج پاکستان کے تعلیمی اداروں کے مقاصد قومی مقاصد کے تابع اور ان سے پوری طرح ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ اور ملٹری کالج جب اچھے کیڈٹ پیدا کرتا ہے تو وہ لامحالہ اچھے پاکستانی اور اچھے شہری بھی پیدا کرتا ہے۔ اس کی جھلکیاں کمانڈانٹ صاحب کی رپورٹ میں بھی ملتی ہیں۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ کالج نے نہ صرف مسلح افواج کے کئی اعلیٰ افسر پیدا کئے ہیں بلکہ یہاں کے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء میں وہ روح اسماعیلی بھی پیدا کی کہ جب میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ اور اپنے ملک کی خاطر جان کی قربانی دینے کا وقت آیا تو انہوں نے بے دریغ جام شہادت نوش کیا۔ ان شہیدوں نے صرف کالج ہی کا نام بلند نہیں کیا بلکہ ملک کی آن بھی بچائی ہے۔ قوم کے دل میں ان شہیدوں کے لئے بے پناہ محبت اور عقیدت ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ کالج نے اپنے ان شہیدوں کے کارناموں کو کتابی شکل میں محفوظ کر لیا ہے اور اب شجاعت کے اعزازات پانے والوں پر بھی ایک کتاب زیر تربیت ہے۔ ان کتابوں سے یقیناً موجودہ اور آئندہ طلباء نیا جذبہ اور نئی تحریک پائیں گے مجھے یہ کہنے میں فخر محسوس ہوتا ہے کہ یہ کالج نہایت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ لیکن اتنی محنت، اتنی رقم اور اتنا وقت صرف کرنے کے بعد ہم ملک کے صرف ۳۲۰ بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ یہاں سہولتیں اتنی ہیں کہ اس میں صرف تھوڑی سی کوشش کے ساتھ اور ترقی کی جا سکتی ہے۔ میں یہ اعلان کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ اس کالج کے طلباء کی تعداد ۳۲۰ سے بڑھ کر کم از کم اس سال اور اگلے سال تک ۵۰۰ ہو جانی چاہیے۔

مہمانِ خصوصی نے تعلیم و تربیت کے عمل میں والدین کے رول کے متعلق فرمایا۔

''والدین کی تعلیم کا گھر کے اندر جو اثر ہوتا ہے وہ ساری عمر رہتا ہے۔ اس لئے آج بھی جو اں عمر بچوں کے اندر آپ جہاں قومی جذبہ یا اسلام کی محبت دیکھیں گے اس میں اگرچہ بہت بڑا حصہ بے شک اساتذہ اور درس گاہوں کا ہوگا لیکن اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس میں زیادہ تر حصہ والدین کا ہے۔ میں ذاتی تجربے کی بناء پر اس چیز کا قائل ہوں کہ بچوں کی تربیت گھر میں ہونی چاہیے۔ بورڈنگ سکول اور کالج کم ہونے چاہیں البتہ جو ہیں ان کا درجہ بہتر بنایا جائے۔ ملٹری کالج جہلم ایک ایسا ادارہ ہے جہاں بچے رہتے بھی ہیں۔ اور تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ حسن ابدال کیڈٹ کالج، لاہور کا ایچی سن کالج اور بہت سے ایسے ادارے ہیں جہاں بچے رہتے بھی ہیں اور تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ ہمیں یہ چاہیے کہ ان اداروں میں ان والدین کے لئے سہولتیں مہیا کریں جن کی آمدنی کم ہے۔ کیونکہ جن کی آمدنی زیادہ ہے ان کے لئے یا فوج کے اعلیٰ افسروں کے لئے بہت سے مواقع ہیں۔ لیکن کم درجے کے ملازمین کی سہولت کے لئے میں نے آج تعداد میں اضافہ کرایا ہے۔ اس کا زیادہ فائدہ فوج کے اس عنصر کو جائے گا جن کی آمدنی یا رتبہ کم ہے۔ پھر یہ بھی کہ کسی ملک میں آپ فوجی اور غیر فوجی عملے کو دو حصوں میں تقسیم نہیں کر سکتے۔ اسی کالج کے طلباء میں سے بعض فوج میں جائیں گے۔ جو کسی وجہ سے فوج میں نہیں جا سکتے وہ سول میں جائیں گے، بزنس مین بنیں گے، تاجر بنیں گے، ڈاکٹر بنیں گے، سائنس دان بنیں گے، ان میں آپس میں تضاد نہیں بلکہ ہم آہنگی ہونی چاہیے۔ اس لئے میں یہ بھی چاہوں گا کہ یہاں نہ صرف فوجیوں کے بچوں کو تعلیم دی جائے بلکہ غیر فوجی عملے کے ارکان کے ان بچوں کو بھی داخلے کی اجازت ہونی چاہیے جو اس کالج کے داخلے کے امتحان میں کامیاب ہو سکیں۔

میں بچوں کی تعلیم کی بات کر رہا تھا۔ اور میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ اس عمر کے بچے میں نظم و ضبط اور ڈسپلن کی روح پھونک دی جائے تو ساری عمر اس کے اندر رہتی ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس ڈسپلن کے طریقے مختلف ہیں۔ ہر بچے کے لئے الگ طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن اگر آپ سب کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکیں گے تو لازمی بات ہے کہ کہیں خلل پڑے گا۔

ہمیں غور کرنا چاہیے کہ بچوں میں نظم و ضبط رضا کارانہ طور پر پیدا کیا جائے بجائے اس کے کہ ان کے سر پر ڈنڈا مسلط رہے۔ میں نے ڈنڈا بھی استعمال کر کے

دیکھا ہے اور نرمی بھی۔ دونوں چیزیں کام آتی ہیں۔ ایک ہی چیز ہمیشہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ بچوں کے لئے کھیلوں کا بھی انتظام ہونا چاہیے''۔

اپنی تقریر کے آخر میں مہمانِ خصوصی نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ہفتے میں پانچ دن تو خوب پڑھائی کروائی جائے اور جمعرات کو تفریح کا اہتمام کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ پانچ دن خوب محنت سے پڑھائی کریں۔ چھٹے دن آپ کہیں باہر جائیں، کیمپنگ کریں، سکاؤٹنگ یا ہائیکنگ کریں اور چھٹی کی بھی ضرورت ہے تو ایک دن چھٹی کے لئے بھی رہے۔

مہمانِ خصوصی کی یہ تقریر بیشتر برجستہ تھی۔

۱۰ دسمبر ۱۹۸۱ء کی صبح اس سیشن کی سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وائس چیف آف دی آرمی اسٹاف جنرل سوار خان نے تعلیمی اداروں کی قومی اہمیت کے بارے میں اظہار خیال کیا۔

''کسی ملک کی تعلیمی درسگاہیں وہ ناقابل تسخیر قلعے ہوتے ہیں۔ جو اس کی جغرافیائی ہی نہیں بلکہ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر ان اداروں میں ایسے افراد پیدا کئے جائیں جو جسمانی اور تعلیمی اعتبار سے ہی نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی اعتبار سے بھی جوہر قابل ہوں۔ تو پھر ملک بہت جلد اپنی منزل مقصود کو پالیتا ہے۔ میں بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ ملٹری کالج ان چند اداروں میں سے ایک ہے۔ جہاں طلباء کی متوازن شخصیت کی نشوونما پر زور دیا جاتا ہے۔ جہاں طلباء کے کردار کی تشکیل پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اور یہی ہمارے ملک کی اہم ضرورت اور وقت کا تقاضا ہے۔ قیام پاکستان کی جدوجہد میں مسلم طلباء اور مسلم تعلیمی اداروں نے ایک تاریخی کردار ادا کیا تھا۔ آج تعمیر پاکستان کی جدوجہد میں ہمارے تعلیمی اداروں کو خاص طور پر ملٹری کالج ایسے اداروں کو ایک مخصوص و منفرد کردار ادا کرنا ہے اور وہ یہ کہ نہ صرف ملک کی نظریاتی بنیاد کو مضبوط و مستحکم کرنا ہے بلکہ اسے ایک فکری و تحقیقی رخ بھی دینا ہے۔ آج کی لڑائی میدان جنگ ہی میں نہیں درسگاہوں اور تجربہ گاہوں میں بھی لڑی جارہی ہے۔ اس وقت عالم اسلام کو جو سب سے بڑا چیلنج درپیش ہے وہ غیر اسلامی قوتوں کی سائنسی و تحقیقی ترقی سے ہے۔ اِس کا جواب بھی پاکستان کی نئی نسل کو دینا ہے۔ کسی ملک کا حال ہی نہیں مستقبل بھی تعلیمی و تربیتی اداروں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ کتابی تعلیم اور کمیشن سے آگے بھی بہت منزلیں ہیں۔ یہ حقیقت بھی یقیناً آپ کے سامنے ہوگی۔''

مہمانِ خصوصی نے طلباء سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ کا شمار اس ملک کے اندر چند ہزار خوش قسمت طلباء میں ہے جنہیں ملک کی بہترین تعلیمی و تربیتی سہولتیں میسر ہیں اور زندگی کے روشن امکانات آپ کے سامنے ہیں۔ ان وسائل سے فائدہ اٹھانا، ان توقعات پر پورا اترنا جو ملک وقوم کو آپ سے ہیں آپ کی ملکی اور ذاتی ذمہ داری ہے۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ محنت اور لگن سے کام کرنے کا کوئی بدل نہیں۔ والدین سے میں صرف یہ کہوں گا کہ وہ پبلک سکول طرز تعلیم کے تقاضوں کو ملحوظ رکھیں۔ اور کالج سے ان تقاضوں کے حصول میں پورا پورا تعاون کریں۔

کالج کے شعبۂ تحقیق و ترقی کے بارے میں وی۔او۔اے۔ایس نے کہا۔

''کالج کا ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل اپنی تحقیقات سے گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ یہ چشمہ ہے جس سے نہ صرف یہاں کے طلباء بلکہ افواج پاکستان بھی فیض یاب ہو رہی ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس چشمہ فیض کو جاری وساری رہنا چاہیے۔''

۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کو اس سال کی سالانہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جنرل محمد اقبال خان نے کہا۔

''قوم کی سب سے بڑی ضرورت نصب العین کا شعور ہے اور اس کے بعد ڈسپلن۔ ہمارا نصب العین اچھے پاکستانی اور اچھے مسلمان تیار کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ کالج اس نصب العین کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے گا۔ اور یہاں ڈسپلن کی وہ مثالی تربیت بھی ملتی رہے گی جو فوج کے لئے ہی ضروری نہیں بلکہ قومی زندگی کے ہر شعبے میں استحکام پیدا کرتی ہے۔

ہمارا مقصد خوب سے خوب تر کی جستجو ہے۔ ہماری جدوجہد کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ ترقی کی نئی منزلوں کی طرف ہمارا سفر جاری رہنا چاہیے۔

اگر طالب علم کی حیثیت سے آپ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں تو اپنی آئندہ زندگی کے ہر مرحلے کو جرأت اور اعتماد کے ساتھ طے کریں گے اور پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ ادا کر سکیں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میں سے ہر ایک پاکستانی افواج کا مجاہد بنے گا اور دیانت داری فرض شناسی اور احساس فخر کے ساتھ فرض انجام

دے گا۔''

۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء کو ۸۳-۱۹۸۲ء کے سیشن کے انعامات کی تقریب پر وائس چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل سوار خان نے اپنے صدارتی خطبہ میں کالج کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔

اس درس گاہ کے سابق طلباء کا ریکارڈ زمانہ امن و جنگ دونوں میں قابل فخر اور شاندار رہا ہے۔ جب بھی وطن عزیز کو قربانی کی ضرورت پڑی ہے اس کالج کے فرزندوں نے دفاع وطن کے لئے اور اسلام کی سربلندی کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ پوری قوم ان شہیدوں اور غازیوں کے لئے بڑی محبت اور عقیدت کے جذبات رکھتی ہے۔ زمانہ امن میں ملک وقوم کی ذوق وشوق سے خدمت اور میدان جنگ میں بے محابا قربانی اس ادارہ کی قابل فخر پہچان اور قابل تقلید روایت ہے۔

۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء کی صبح ۸۴-۱۹۸۳ء سیشن کی سالانہ تقریب میں وائس چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل کے ایم عارف مہمانِ خصوصی تھے۔

موصوف نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا۔

''فوج میں ملٹری کالج جیسے تربیتی اداروں کی بڑی بنیادی اہمیت ہے۔ یہاں ٹریننگ پانے والے کیڈٹوں میں فوجی منتظمین، جنگی ماہروں، افسروں اور سربراہوں کی شخصیت اور ٹریننگ کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔ یہاں وہ سانچے تیار کئے جاتے ہیں جن میں مستقبل کو ڈھالنا ہوتا ہے۔ یہاں جیالے نوجوانوں کی ان صلاحیتوں کو ابھارا جاتا ہے جو انسان کو کندن بنا دیتی ہیں۔ یہاں غور وفکر اور عزم وہمت کی وہ تلوارایں تیار کی جاتی ہیں جنہیں ہمارے وطن عزیز کی حفاظت کرنی ہے۔ یہاں ذہنی نشوونما، تربیت اور تعمیر شخصیت کا جو معیار اختیار کیا جاتا ہے وہ ملک کے مستقبل پر گہرا اثر ڈالے گا اور اپنے نقوش چھوڑ دے گا۔ یہ بات باعث اطمینان ہے کہ یہاں وطن عزیز کی محبت کے جذبہ کو پیدا اور اجاگر کرتے وقت اسلامی اقدار کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے بھی اطمینان ہوا ہے کہ یہاں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ معاون درسی مشغلوں مثلاً تقریر وخطابت، سکاؤٹنگ، کھیلوں، پیراکی اور باکسنگ جیسے ضروری شعبوں پر بھی پوری توجہ دی جاتی ہے۔

ہمارا ملک ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اور ہماری تعلیم کی اساس یہی ہے کہ طلباء کی صلاحیتوں کی نشوونما اسی طرح ہو کہ وہ اسلامی قدروں کا عملی نمونہ بنیں اور وطن کے شیدائی ہوں۔ اگر اس کالج کے فارغ التحصیل طلباء اچھے مسلمان اور اچھے پاکستانی ہیں تو آپ یقین رکھیے کہ یہ ادارہ تعلیم کے بنیادی مقصد کو حاصل کرنے میں پوری طرح کامیاب ہے۔''

''سب سے پہلے میں ان کیڈٹوں کو مبارک باد دیتا ہوں جنہوں نے مختلف کھیلوں اور مشغلوں میں امتیازی کارکردگی پر انعامات حاصل کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان تمام کیڈٹوں کو بھی شاباش کا مستحق سمجھتا ہوں جو انعام تو حاصل نہیں کر سکے مگر انہوں نے جانفشانی سے تمام سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ یاد رکھئے انعام حاصل کرنا یا جیت جانا اپنی جگہ پر تو اہم ہے لیکن بنیادی اور اصل چیز نہیں۔ اصل چیز تو سعی پیہم اور جانفشانی ہے جو ہر انسان کو اندرونی خوشی عطاء کرتی ہے۔ ظاہری انعام یا فتح صرف اسکا ضمنی نتیجہ ہوتا ہے۔''

میرے عزیز بچو! آپ یقیناً خوش نصیب ہیں کہ آپ اس ادارے کے طالب علم ہیں۔ یہ ایک بڑا اعزاز ہے۔ آپ کو یہاں جو تعلیمی اور تربیتی سہولتیں میسر ہیں وہ آسانی سے نہیں ملا کرتیں۔ ان سے پورا فائدہ اٹھایئے۔ اپنی صلاحیتوں سے پورا پورا کام لیں۔ آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ جو کچھ آپ کر رہے ہیں یا سیکھ رہے ہیں وہ ساری زندگی آپ کے کام آئے گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ آپ میں سے ہر ایک پاک فوج میں ایک محنتی، فرض شناس اور بہادر فوجی لیڈر بن کر ملک کی خدمت کرے گا۔''

۱۲ دسمبر ۱۹۸۵ء کی صبح پنجاب کے چیف منسٹر میاں محمد نواز شریف کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی تھے۔ انہوں نے زمانہ جنگ وامن میں کالج کے قابل فخر امتیازات کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا۔

''ایک اعلیٰ درجہ کے قومی تربیتی ادارے سے ہم یہی توقعات رکھتے ہیں کہ وہاں تعلیم وتربیت دونوں میں تربیتی اساس کو مرکزیت حاصل ہو۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ ملٹری کالج اس پہلو کو بنیادی اہمیت دیتا ہے اور یہاں حبِ وطن اور اسلامی اقدار کے فروغ پر پوری توجہ دینی چاہیے۔''

صدر مجلس نے طلباء کو یاد دلایا۔

آپ کی تعلیم، آپ کی تربیت، آپ کی ہر کامیابی کی آخری منزل یہ ہے کہ آپ اپنے پیارے وطن پاکستان کے لئے کچھ کرنے کے قابل بن سکیں۔ ہمارے

لئے پاکستان ہی سب کچھ ہے۔"

اساتذہ کے بارے میں مہمان گرامی نے ان تاثرات کا اظہار کیا۔

"اس عظیم ادارہ کی عظیم روایت اور اس کی موجودہ کارکردگی بڑی حد تک اس کے اساتذہ کے خون جگر کا ثمر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی ادارہ کی پہچان اس کے اساتذہ ہی ہوتے ہیں اور اس کا معیار اس کے اساتذہ کی نگاہ کی بلندی اور قلب کی گرمی سے متعین ہوتا ہے۔

۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء کی صبح کالج کی ڈائمنڈ جوبلی کی آخری تقریب سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو نے کہا۔

"مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ ملٹری کالج اپنی نوعیت کے دوسرے اقامتی اداروں سے اس اعتبار سے ممتاز اور منفرد ہے کہ بیشتر درمیانہ طبقہ اور دیہات کے ماحول سے آنے والے بچوں کو بھی فائدہ پہنچا رہا ہے۔ اور انکو اعلیٰ ترین تعلیمی و تربیتی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔

آج صبح مجھے جنرل اقبال نے بتایا کہ آج سے چالیس سال پہلے یہاں زیر تعلیم طلباء کی اس سے زیادہ تعداد تھی۔ جو آج ہے اس میں تو بتدریج آبادی اور افواج میں اضافے کے ساتھ اضافہ ہونا چاہیے تھا۔ آج صبح میں نے کالج کی توسیع سے متعلق ماسٹر پلان دیکھا۔ میں نے وی سی او اے ایس جنرل عارف کو یقین دلایا کہ اس منصوبے کی مرحلہ وار تکمیل کے لئے حکومت تمام ضروری رقوم مہیا کرے گی۔ حکومت تمام تعلیمی اداروں میں بتدریج اضافہ چاہتی ہے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ چار سالوں میں شرح خواندگی کو دوگنا کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں اس قسم کے اداروں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ بلکہ ہم اس قسم کے مزید ادارے قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں ہمارے بچے معیاری تعلیم و تربیت حاصل کر سکیں۔"

۱۰ دسمبر ۱۹۸۷ء کی صبح جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین جناب اختر عبدالرحمان نے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب پر اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

"جنگ ستمبر اور دسمبر میں اس ادارے کے سولہ شہید اس کے لئے ہمیشہ باعث فخر رہیں گے۔ ان میں میجر اکرم شہید نشان حیدر بھی شامل ہیں۔ جنگی اعزازات میں بھی اس کالج کا ریکارڈ بہت شاندار ہے۔ ملک کے سب سے بڑے فوجی اعزاز نشان حیدر کے علاوہ چونتیس ستارۂ جرأت اور تین تمغہ جرأت پر بھی کالج کے طلباء ان کے والدین اور اساتذہ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ملٹری کالج کے تربیت یافتہ اولڈ بوائز نے سول کے مختلف پیشوں اور قومی زندگی کے بیشتر شعبوں میں جو مقام حاصل کیا ہے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ فوج اور سول میں عالمگیرین کی امتیازی کارکردگی کا کریڈٹ بڑی حد تک ملٹری کالج کو جاتا ہے۔ میں بڑے فخر اور خوشی سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں اپنی طویل سروس کے دوران مختلف جگہوں پر ہر سطح کے عالمگیرین سے ملتا رہا ہوں۔ میں نے ان سبھی کو نہایت قابل، ذمہ دار، محنتی اور پاکستانیات کے جذبے سے سرشار پایا۔"

کالج کے اساتذہ سے بطور خاص مخاطب ہو کر مہمانِ خصوصی نے فرمایا۔

I can say with confidence and truthfulness that I have never seen a substandard officer from this institution

'بریگیڈیئر نورالحق صاحب نے اپنی رپورٹ میں فرمایا ہے کہ یہاں کردار سازی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ تاہم اس میں، میں یہ اضافہ ضرور کروں گا کہ اس پہلو پر آپ مزید توجہ دیجئے۔ محض کردار سازی اور قیادت کی عام تربیت کافی نہیں۔ یہ کردار سازی اور شخصیت کی نشوونما اسلامی قدروں اور رویوں کے حوالے سے ہونی چاہیے۔ اس لئے کہ ہمارا کردار اور قیادت کا تصور آزادی سے پہلے کے کردار اور قیادت کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ ملٹری کالج جس کی حیثیت ایک آل پاکستان ادارے کی ہے۔ اسلامی قدروں کے فروغ اور پاکستان کے استحکام کے لئے اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہے۔ لہٰذا آپ اپنے طلباء کو ایسی تعلیم و تربیت دیجئے کہ ہم ان خطرات کا مقابلہ کر سکیں۔ جو بیک وقت ہماری جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کو درپیش ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اساتذہ صاحبان اس پر مزید غور فرمائیں گے۔"

"You must remember that the enemies of Pakistan are the enemies of Islam. So this motivation training must be in your mind all the time"

''تعلیم وتربیت کے سلسلے میں، میں ایک اور حقیقت کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔آج کی لڑائی میدان جنگ کے علاوہ درس گاہوں میں بھی لڑی جاتی ہے۔اس وقت عالم اسلام کو جو سب سے بڑا چیلنج درپیش ہے وہ غیر اسلامی قوتوں کی سائنسی اور تحقیقی ترقی سے ہے۔اس کا جواب بھی پاکستان کی نئی نسل کو دینا ہے۔ کسی ملک کا حال ہی نہیں مستقبل بھی بڑی حد تک تعلیمی اور تربیتی اداروں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ یہ بات آپ کو خاص طور پر ذہن میں رکھنی ہے۔اپنی تعلیم کو تخلیقی بنائیے۔اپنی تدریس کو تحقیقی رنگ دیجئے۔تاکہ آپ کے طلباء اکیسویں صدی کی فوج کے علمی، سائنسی اور تکنیکی تقاضوں کو پورا کرسکیں۔ مجھے یہ جان کر بہت اطمینان ہوا ہے کہ آپ کے کالج میں Guidance and Counselling Centre قائم ہو چکا ہے۔ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل تحقیق میں مصروف ہے۔Audio Visual کا اہتمام ہے اور ایک کمپیوٹر کلب بھی ہے۔یہ سب اقدام صحیح سمت میں کئے گئے ہیں تاہم ان کو مزید ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ کالج کی توسیع کا مرحلہ وار کام شروع ہو چکا ہے۔خُدا کرے کہ سلسلہ پروگرام کے مطابق جاری رہے اور اس سمت میں مزید ترقی ہو۔آمین۔''

''میں اس موقع پر ملٹری کالج کے طلباء سے خصوصاً یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا شمار اس ملک کے ان خوش قسمت طلباء میں ہوتا ہے جن کو ملک کی بہترین تعلیمی و تربیتی سہولتیں میسر ہیں اور زندگی کے روشن ترین امکانات آپ کے سامنے ہیں۔ان وسائل سے فائدہ اٹھانا اور ملک وقوم کی توقعات پر پورا اترنا آپ کی ذاتی ذمہ داری ہے۔میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ محنت اور شوق سے کام کیجئے اس کا کوئی بدل نہیں''۔

There is no alternative to hard work and for hard work you don,t need any guidance. So my advice to you is to work very hard.

''طلباء کے والدین اور سرپرستوں سے میں عرض کرونگا کہ وہ پبلک سکول طرز تعلیم کے تقاضوں کا لحاظ رکھیں۔اور اس سلسلے میں کالج سے تعاون کریں۔آپ کی ذمہ داری بچوں کو یہاں داخل کرانے کے بعد ختم نہیں ہو جاتی۔آپ سے میری درخواست ہے کہ جو نظم وضبط بچوں کو یہاں سکھایا جاتا ہے چھٹیوں میں بھی اس کا خیال رکھا جائے اور کالج کے قواعد وضوابط کا پاس کیا جائے۔گھر کی تعلیم کے بغیر بچے کی تعلیم ہمیشہ نامکمل رہتی ہے۔اس لئے آپ کا تعاون از حد ضروری ہے۔

''میں آخر میں کالج کے طلباء کو انکی شاندار پریڈ اور جسمانی چستی کے مظاہرے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔خصوصاً انعام پانے والے طلباء میری دلی مبارک باد کے مستحق ہیں۔اور مجھے امید ہے کہ ان کی کارکردگی وقت کے ساتھ ساتھ مزید بہتر ہوگی۔طلباء کیساتھ ساتھ یہاں کے اساتذہ بھی قابل تعریف ہیں۔جن کی محنت اور لگن سے قوم کے یہ نونہال فیض یاب ہو رہے ہیں۔ مجھے کالج کے کمانڈانٹ صاحب سے اتفاق ہے کہ کسی ادارے کی قدر و قیمت کا اصل پیمانہ اسکے اساتذہ ہوتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس کالج کے باشعور اساتذہ بدلتے ہوئے وقت کا ساتھ دیں گے۔اپنے دماغ کو روشن رکھیں گے۔اپنے علم کی سرحدوں کو وسیع کرتے جائیں گے۔جب تک آپ اپنے علم کو ترقی نہیں دیں گے آپ کے شاگرد کبھی Improve نہیں کرسکیں گے اور وقت کے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔اس لئے اساتذہ صاحبان کو اپنے دماغ کو Fertile رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ آپ کے شاگردوں کے لئے ضروری ہے۔''

''کمانڈانٹ صاحب نے کالج کے کچھ توسیعی منصوبوں کا ذکر کیا ہے اور مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔میں اس سلسلے میں تھوڑی سی آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔اب مجھے معلوم نہیں کہ آپ کی Priorities کیا ہیں لیکن آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ صدر صاحب نے کچھ سال پہلے اس کالج کی توسیع کا حکم دیا، اور مجھے امید ہے، بلکہ یقین ہے وہ اس کو اتنے فنڈز دیں گے کہ اس کالج کی ضروریات وقت کے تقاضوں کے مطابق پوری ہوں۔ لیکن میں As a gesture, as a symbol آپ کے کالج کے لئے ایک سوئمنگ پول اور ایک سکواش کورٹ کا خرچہ برداشت کرنے کی آپ کو Offer کرتا ہوں۔اس کے علاوہ میری یہ رائے ہے کہ آپ وقت کے ساتھ چلنے کے لئے اپنی ٹیکنیکل لائبریری اور اکیڈیمک لائبریری کو ترقی دیجئے اور اس پر کام فوراً شروع کر دیجئے۔اس کے لئے میں فی الحال آپ کو ایک لاکھ روپیہ دیتا ہوں۔

''آخر میں میری دعا ہے کہ یہ عظیم قومی درسگاہ اسی شان وشوکت سے اپنا سفر جاری رکھے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی عمر میں ہی نہیں بلکہ اس کی وقعت میں بھی اضافہ ہو۔یہ ترقی کی منزلیں طے کرے اور قومی زندگی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔ملٹری کالج کا مستقبل اس کے حال سے بہتر ہو اور ملک کے بام و در اس کی روشنی سے منور ہوں۔آمین ثم آمین۔''

ملٹری کالج زندہ باد
پاکستان پائندہ باد

۱۰ دسمبر ۱۹۸۸ء کی صبح ایئر چیف مارشل حکیم اللہ نشان امتیاز، ہلال جرأت، کالج کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی تھے۔ قومی تعلیمی اداروں کے کردار اور مقاصد کے بارے میں مہمانِ خصوصی نے کہا۔

''کسی قوم کی تعمیر و ترقی میں اس کے تعلیمی ادارے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ پھر پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں جو ایک نظریاتی مملکت بھی ہے۔ تعلیمی اداروں کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ایک نظریاتی مملکت میں نظم و ضبط قیادت اور کردار سازی کا تصور ایک سیکولر ریاست سے مختلف ہوتا ہے۔ ہمیں اس فرق کو بھی ملحوظ رکھنا ہے۔ چنانچہ موجودہ دور میں ملٹری کالج پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایک اہم ذمہ داری تو یہ ہے کہ اچھی اور بامقصد تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے تاکہ طلباء یہاں سے تعلیم حاصل کر کے نکلیں تو وہ اعلیٰ کردار کے مالک ہوں۔ ان میں تخلیق کی لگن ہو اور دوسری ذمہ داری جو اس ادارے پر عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں کے طلباء میں وہ روح بیدار کی جائے جو ہمارے اسلاف کے سینوں میں موجزن تھی۔ ان میں وہ جوش عمل اور ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کیا جائے جو ہماری شاندار عسکری روایات کو زندہ و تابندہ رکھے۔

''اس وقت پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کو جو سب سے بڑا چیلنج درپیش ہے وہ پاکستان اور اسلام کی حریف طاقتوں کی سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ہر لمحہ تیز تر ہوتی ہوئی ترقی ہے۔ قرآن حکیم میں ہمیں پوری قوت کے ساتھ اپنے دفاعی انتظامات کو ہر وقت تیار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ پاکستان کو اکیسویں صدی کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے قابل بنانے کے لئے ہمیں اپنی تعلیمی و تربیتی سٹرٹیجی (Strategy) بھی نئے تقاضوں کے مطابق ڈھالنا ہوگی۔''

☆ ☆ ☆

خصوصی خطابات اور پیغامات

جنوری ۱۹۴۸ء میں وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان نے کالج کی اتھلیٹک گراؤنڈ میں مسلم لیگ کے ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے بعد کالج کی پریڈ گراؤنڈ میں پریڈ کی سلامی لینے کے بعد اردو میں طلباء سے خطاب کیا۔ ان کا پہلہ جملہ یہ تھا۔

''گلشن پاکستان کے نونہالو!''

میجر جنرل این اے ایم رضا

۲۴ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو ایڈ جوٹنٹ جنرل میجر جنرل این اے ایم رضا نے پریڈ کی سلامی لینے اور کالج کا معائنہ کرنے کے بعد کیڈٹس سے سنٹرل ہال میں خطاب کیا اور پھر اس خطاب کے اہم نکات کو ایک پیغام کی شکل میں جی ایچ کیو سے لکھ بھیجا۔

عزیز طلباء!

'' کالج کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی' آپ کے جذبے اور سپاہیانہ اٹھان پر میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں' پاکستان ایک نوزائیدہ ملک ہے۔ ہم ملک کے نوجوانوں سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ ملک کی سالمیت کو مستحکم رکھیں گے اور ملک کی ترقی و تعمیر کا معیار اتنا اونچا کریں گے کہ دنیا کی نگاہوں میں پاکستان کا نام وقار اور ترقی کی علامت کے طور پر ابھرے گا۔ تحفظ کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور ہماری سیکورٹی کا سرچشمہ ہماری مسلح افواج ہیں۔ قوم کو بہترین نوجوانوں کی ضرورت ہے اور جو تربیت آپ کو اس کالج میں مل رہی ہے۔ وہ ہر طرح سے آپ کو اس باوقار پیشہ کا اہل بنائے گی''

''اہم بات یہ ہے کہ آپ عزت اور وقار کے ساتھ اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوں۔ اس لیے صبح سے شام تک جو کام بھی آپ کریں اسے عزت نفس کے احساس سے کریں۔ اس طرح آپ پاکستان کے سچے اور قابل فخر بیٹوں کی طرح پروان چڑھیں گے۔''

"Dear boys, It was a great pleasure to me to visit the K.G.R.P.M College, and I congratulate you all on your fine spirit and soldierly bearing. Pakistan is a young Nation, and it is to the youth of the country that we look to raise the standard of integrity and achievement, so that the name of Pakistan will stand for everything honourable in the eyes of the world."

"Without security no nation can prosper and our security lies in our armed forces. For these we must have the pick of our nationhood and the training you receive at your College fits you in all respects. It matters not in what rank one serves so long as one serves with honour. So in your daily life-in everything you do, both work and play, I commend to you the words ," Do it with honour". Then you will grow up true and worthy sons of Pakistan."

مسٹر غلام محمد وزیر خزانہ پاکستان

۱۱ جنوری ۱۹۴۹ کی صبح وزیر خزانہ مملکت پاکستان غلام محمد نے کالج کے معائنہ کے بعد طلباء سے سنٹرل ہال میں ایڈریس کیا۔

''آپ لوگ زیادہ سے زیادہ توجہ سائنس اور ریاضی پر دیجئے تا کہ آئندہ چل کر آپ کو جدید آلات جنگ کو سمجھنے اور استعمال کرنے میں دقت نہ ہو۔

بریگیڈئیر ایف ایچ بی انگل کمانڈانٹ پی ایم اے۔

۲۸ ستمبر ۱۹۴۹ء کو پی ایم اے کے کمانڈانٹ بریگیڈئیر ایف ایچ بی انگل اپنے ڈپٹی کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل فضل مقیم خان اور انگلش ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ میجر ماریس کے ساتھ کالج کے تفصیلی معائنہ کے لیے آئے دوسرے دن ۲۹ ستمبر ۱۹۴۹ کو انہوں نے کالج کے کیڈٹس سے خطاب کے دوران کہا۔

" A good officer must know all his answers and this College aims at creating conditions where prospective officers, in the form of Cadets, learn how to remember those answers."

حفیظ جالندھری

۱۹ جنوری ۱۹۵۰ء کی صبح ابوالاثر حفیظ جالندھری نے کالج ہال میں ایک خصوصی تقریب سے خطاب کیا جس میں انہوں نے قرون اولی کے مسلمانوں کے کردار اوران کے کارناموں کا پرجوش الفاظ میں ذکر کیا اور فرمایا۔

''جہاں قربانی اور ایثار کا موقع ہوتا ہے وہاں اسلام کے فدائی ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں انکی خوداعتمادی بڑے بڑے لشکروں کے منہ پھیر دیتی ہے۔ اوران کے عزم اور استقلال کے سامنے کوئی مشکل یا دشواری سنگ راہ بن کر حائل نہیں ہوسکتی مجھے توقع ہے ہمارے مستقبل کے سپاہی اور افسر بھی قرون اولی کے مسلمانوں کے اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مستقبل کے شاعر انکے کارناموں کو فخریہ بیان کریں جس طرح آج انکے اسلاف کے کارناموں سے تاریخ اور ادب کے صفحات مزین اور درخشاں ہیں۔''

ابوالاثر حفیظ نے قیادت کے عنوان سے وہ مشہور نظم بھی سنائی جوانہوں نے پی ایم اے کے کیڈٹس کے لئے لکھی تھی

''جسے کہتے ہو کیڈٹ اصل میں لفظ قیادت ہے''

حفیظ صاحب نے کالج کی وزیٹرز بک میں لکھا

'' یہ کچھار ہے جہاں شیر بچے پل رہے ہیں''

فیلڈ مارشل سر کلاڈ آ کنلک

۱۴ فروری ۱۹۵۰ء کو کالج کے پرانے مربی فیلڈ مارشل سر کلاڈ آ کنلک' سابق کمانڈر انچیف انڈیا نے پریڈ کی سلامی لی اور کالج کے معائنہ کے بعد کالج کے کیڈٹس سے خطاب کے دوران کہا۔

" Maintain the tradition of bravery and keep pace with the march of time. Remember you are the thoughts, feelings and hopes of the nations."

۲۰ فروری ۱۹۵۰ کو وزیر تعلیم پاکستان مسٹر فضل الرحمان نے کالج کا معائنہ کیا انکے اعزاز میں پریڈ کے بعد پی ٹی کا مظاہر بھی پیش کیا گیا۔ آخر میں وزیر تعلیم نے طلباء سے مختصر خطاب کیا۔

''میں آپ لوگوں کو مختلف شعبوں میں آپ کی اعلیٰ کارکردگی پر مبارک باد دیتا ہوں لیکن یہ بھی یاد رکھئے کہ اپ کو قومی ذمہ داریوں کا قرض بھی اتارنا ہے۔''

"And I also remind you of your national obligations"

مارچ ۱۹۵۰ میں انگلستان کے معروف نارمن مارشل تھیٹریکل کمپنی جو کہ لاہور میں شکسپیئر کے ڈرامے دکھا رہی تھی کمانڈانٹ کی دعوت پر اپنے منیجر مسٹر ڈگلس مارس اور دوسرے نامور شیکسپئرین اداکاروں اور اداکاراؤں کے ساتھ کالج میں آئی۔ کمپنی کے منیجر اور اداکاروں نے کالج کے طلبا سے ہال میں ایڈریس بھی کیا۔ اس موقع پر کمانڈانٹ نے کہا۔ آج ہمیں موقع ملا ہے کہ دیکھیں کہ بڑے ایکٹر اور ایکٹریسز اصل زندگی میں کیسے نظر آتے ہیں۔

"We are delighted to see how great actors look like"

اس پر مسٹر نارمن مارشل نے اضافہ کیا۔

"And how they sound like"

اس وزٹ سے لڑکوں کا بڑا Cultural exposure ہوا۔

فروری ۱۹۵۰ میں اردو کے مشہور شاعر روش صدیقی کے ساتھ ایف اے سی سی کے زیر اہتمام جو شام منائی گئی اس کے آخر میں روش صدیقی نے اپنی نظمیں'' جہلم'' اور'' اے شاہد اردو زبان'' بھی سنائیں۔ جہلم کا ایک مصرع یہ تھا

تیری موجوں میں ہے آتش شاداب اے جہلم
"اے شاہد اردو زباں" کا آخری بند
چمکیں گے تیرے نور سے کوہ و بیاباں اور بھی
مہکیں گے خوشبو سے تیری دشت و گلستان اور بھی
علم و ادب کی مشعلیں ہونگی فروزاں اور بھی
سرنگوں ہو جائیں گی وہم و گماں کی آندھیاں
اے شاہد اردو زباں
شیریں ادا ، رنگیں بیاں ،محبوب کوبان جہاں
اے شاہد اردو زباں

مشاعرہ کا اہتمام روایتی مشرقی انداز میں چاندنی گاؤتکیوں اور شمع کے ساتھ کیا گیا تھا۔

۲۶ جنوری ۱۹۵۱ کو پی ایم اے کے ڈاکٹر محمد اسحاق نے کالج کے طلباء سے اپنے خطاب میں کہا۔

"Science is the foundation of modern warfare and no army officer worth the name, can afford to neglect this challenge of ever-expanding knowledge"

جنوری ۱۹۵۱ کی ۱۸ تاریخ کو پاکستان ائیرفورس کے کمانڈر انچیف ائیر وائس مارشل ایل آر ایچرلے کے ساتھ دو برٹش سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز مسٹر رائڈنگ اور مسٹر ملز کالج کے مطالعاتی دورے پر آئے آخر میں انہوں نے کالج سٹاف اور کیڈٹس کو بھی ایڈریس کیا۔ کالج کے بارے میں انھوں نے کہا

"We have in our survey found few educational institutions which more nearly approximate to our idea of a good British Public School than this one"

بعد میں انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا۔

"Two things at once strike us very forcibly. First the very obvious vigour, alertness and enthusiasm that was shown by officers, masters and cadets. This in spite of the fact that our visit was paid on the first day of the new term. Secondly, the excellent relations that prevailed between the staff (both military and civilian) on the one hand and boys on the other. We had been prepared to find the kind of rigidity which can so easily mark and mar these relations. We were pleasantly surprised to find that the boys, especially the senior boys, were at the same time easy and respectful and friendly, yet correct in their approach to those in authority.

کرنل سلیبی کا پیغام تعزیت

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ کو وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان کے قتل کے سانحہ کے بعد کالج کے ایک سابق کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ڈبلیو بی سلیبی ایم سی ایم اے (زمانہ کمان ۱۹۳۳ـ۳۷) نے اس وقت کے کمانڈانٹ کرنل زیدی کے نام ۱۶ نومبر ۱۹۵۱ کو خط میں لکھا۔

"پاکستان کے بہت بڑے مدبر اور سیاست دان جناب لیاقت علی خان کی ناگہانی موت پر میں نے آپ سے تعزیت کی تھی اور دکھ کے ساتھ اس لمحہ میں، میں نے آپ لوگوں کو قلبی ہمدردی کا برقی تار دیا تھا مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ پہلے سے زیادہ تن دہی اور جوش سے پاکستان کی خدمت کے لیے تیار ہوں گے"

"With you all I mourn deeply for the untimely death of Pakistan's great states-man, Liaqat Ali Khan. And I cabled a message at once for you in that time of grief. I know that you all will render service to Pakistan with even greater loyalty and ardour now. "

کرنل اسٹیبنگ کا تعزیتی خط

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ کی شام راولپنڈی میں وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان کی شہادت کے خبر سن کر کالج کے ایک سابق کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ٹی ایچ ایل اسٹیبنگ ایم سی ایم اے (۱۹۳۷ـ۴۷ء) نے اسی وقت ایک تعزیتی خط اس وقت کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیض حسین زیدی کو لکھا۔

Tel: 7511

From
Lt.Col.T.H.LStebbing,
3- Coastguard Cottages,
Daddy Hole Plain,
TORQUAY. U.K
October 16 ,1951.

My dear Colonel Zaidi,

I feel I must offer all at the K.G.R.P.M. College my sincere and deep sympathy with you all in the great sorrow which has been thrust upon you by the appalling crime which has caused the death of your beloved and distinguished Prime Minister who has meant so much to your country in its struggle since the death of the great leader so soon after the birth of the new state.

We have only just heard the news on the radio and both I and my Memsahib want you and the cadets of the Royal College to know how very much our thoughts are with you all in the sadness which we know will have come over the College. Our prayers are with you and the College you have the honour to command, and we only trust that in your grief you may be inspired to the service of others as was your great and beloved Premier and that the cadets may never forget the duty which they owe to his memory in showing an even greater zeal to devote their lives to the service of their College and country.

Yours sincerely Sd ....
Lt. Col. (Retd)
To:
Lt.Col S.F H. Zaidi,
Commandant, K.G.R.P.M. College (Jhelum)
Sarai Alamgir,
W. Punjab

لیاقت علی خان کا پیغام

مئی ۱۹۵۲ کے ''تربیت'' میں لیاقت علی خان کی شہادت پر ایک تعزیت نامہ کے بالمقابل ایک پورے صفحہ پر لیاقت علی کا وہ پیغام چھاپا گیا جو انہوں نے قائد اعظم کی وفات پر دیا تھا۔

"If we are loyal to the memory of our great Quaid-e-Azam, let us remember the watch-words he gave us: unity, faith and discipline. Let us so live and act that hundreds of years hence when history recalls our times it will say: These people lived, struggled and suffered like true sons of Islam, so that their children and their children's children may live in honour and glory. Pakistan Zindabad!"

جنوری ۱۹۵۱ کے اواخر میں پی ایم اے کمانڈانٹ بریگیڈیئر سی ایچ ٹارور پی ایم اے بٹالین کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل سعید الدین کے ساتھ کالج میں دو روز ٹھہرے اور کالج کا ہر پہلو سے مطالعہ کیا۔ آخر میں بریگیڈیئر ٹارور نے کیڈٹس سے خطاب کیا انہوں نے آفیسر کے لیے کردار کی اہمیت اور قدر و قیمت پر بڑا زور دیا اور کردار کی بنیادی خصوصیتوں کی بڑی خوبصورتی سے وضاحت کی۔ اس موثر گفتگو میں ان کا ایک فقرہ یہ تھا۔

"I give you a working formula to test whether an action is right or wrong. If every one before doing anything just asks himself the plain question: Shall I be ashamed of this action five years hence?"

۲فروری ۱۹۵۲ کی صبح ایک برٹش پبلک سکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر ایچ ہارڈی' مسز ہارڈی اور برٹش کونسل کے ریجنل آفس کے نمائندہ مسٹر ایس جی انڈوڈ کے ہمراہ کالج کے مطالعاتی دورہ پر آئے۔اور شام تک کالج کے ایک دن کے پورے پروگرام کو دیکھا اور سائنس ہال میں طلباء سے اپنے خطاب میں انہوں نے جنگ سے محفوظ رہنے کے لیے ملٹری تربیت کی ضرورت پر زور دیا۔آخر میں انہوں نے انگلش پبلک سکولوں کا تعارف کرایا ان کے مقاصد اور طریق کار پر روشنی ڈالی۔

۷فروری ۱۹۵۲ کو نئے کمانڈانٹ لیفٹینٹ کرنل محمد رفیق نے سائنس ہال میں طلباء سے افتتاحی خطاب کیا ان کے خطاب کا ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا متن درج ذیل ہے:

Cadets!

On assuming command of this College this is the first opportunity I have of addressing you.

To start off I would like to say how proud and honoured I feel in having been selected as Commandant of this unique institution. I realize that it is a great responsibility that has been entrusted to me and I pray to God that he gives me the power to shoulder it to the best of my ability. I will not be doing justice if 1 fail to mention here that the task of my predecessors after partition was comparatively a much more difficult one and I have been handed over a fairly smooth running organization, in the short time that my predecessors had at their disposal, for which they deserve full credit.

However, there is never an end to improvement and I shall not be complacent but be prepared for difficult period of reorganization ahead when the new policy of expansion and conversion of this College onto public school lines takes place in the near future.

I am a firm believer in team work. Every successful organization has its key in a good team work and that is what I want here a good team and you boys are a definite part of this team.

There is only one command in an organization who lays down the policy and his subordinates are there to carry on this policy. If this policy has to be successfully implemented there has got to be a definite and clear understanding between the Commandant and his subordinates. Detail under 3 heads :-

i. What is our object here?

ii. What I expect of you for the attainment of this object?

iii. What you can expect of me for the attainment of this object?

Object

To produce boys with moral, mental and physical qualities, fit to become officers and leaders of the future. You are very lucky to be in one of the best institutions in Pakistan. You will be guided towards the object but the final effort will have to be on your own part. Your country has done you a great honour in accepting you as students in this College. It is up to you to prove your worth by constant hard work. I would not only like to remind you but would always like you to keep in mind that we are now a free nation and as such our responsibilities are much greater than they ever were before. Remember that the Quaid said, "God has given us a great opportunity to show our worth as architects of a new state. Let it not be said that we did not prove equal to the task."

You cadets who are our future hopes are now in the mould to become the future leaders of our state and now and only now is the time when you should develop the mental, moral and physical qualities that are imperative for a good leader to have.

Let us get out of the rut and discard the unhealthy inheritage that has unwantonly been ours in past. An independent nation requires leaders with independent and creative thought not parrots that will just recite

what they have been told or they hear.

You and only you alone will be entirely to blame if you miss this God-sent opportunity and do not make a successful career out of your stay in this College. It requires hard work, sacrifice, determination and the will to succeed. If you do not work hard now you will repent all your life. As I said before we will guide you but the effort of final achievement will have to be yours. It is not sufficient to just have a degree but you want character-to be able to speak the truth-to have courage to be able to make self sacrifice and a hundred and one other qualities that a leader must have, and not succumb to temptation.

What I Expect of You:

(a) **The highest standard of discipline**. For your purpose discipline will mean to obey orders. Standing orders exist. Set procedures to be followed. There are two forms of discipline: fear and love (without and within). I want you to develop a sense of discipline not that you are afraid of your superiors but because you take pride in obeying the orders.

(b) **Pride**.Pride in being a member of a free nation. Hold your heads up and look straight into the others' eyes. You have nothing to be ashamed of.

(c) **Smart Turn-out.** If you have pride you will never be badly turned out because if you do, it will hurt your pride. The standard of turn-out of this College should be second to none. I am trying to do my bit. Conserve your clothing, after all the money being spent is yours.

(d) **Smart Saluting**. Only a man who has a false sense of pride and at present, I see there are some, who think it below their dignity to salute. Do you ever feel shy when you say Assalam- o- Alaikum - No. Well the army way is the salute. If you are a soldier then you will salute him even at a 100m distance irrespective of whether he sees you or not. Pride in your salute, not degradation.

(e) **Don't tell lies**. No human being on the surface of this earth can always be right. If he is, then he is an angel. If you have done some thing wrong tell the truth and I assure you that it will be appreciated. But not every day, then it is intentional and laziness.

(f) **Don't Steal.** How would you feel if someone else was to deprive you of the same thing?

(g) **Leave.** No leave during term.

(h) **Cleanliness.** Area and barracks. If outside is clean your inner self automatically becomes clean.

(j) **Out of college and Inside.** You must be at your very best when you are outside the College. People watch you. Don't bring a bad name to the College.

(k) **March Smartly.** No sloppy movement.

(l) No hand in pockets and hips.

(m) Punctuality is a must.

(n) Shoulder responsibilities.

(o) Think why, how etc. Don't just swallow. Independent thought is called for..

(p) Self respect is supreme, once gone, never returns.

(q) Scandal and irresponsible talk is not to be tolerated

(r) Criticism of the superiors to be avoided.

(s) Be respectful to your superiors.

(t) Any case of unnatural offense and the offender will be out of the College. All have been duly warnd.

iii. What you can expect of me?

(a) Strict disciplinarian.

(b) Two ways of getting things done

(c) Fair-firm-friendly.

(d) No districts etc will influence, but your work, only.

(e) Don't want you to be frightened of me. You will find me a kind-hearted person, essentially, but capable of taking strict action if the necessity arises.

(f) Changes may come in certain things. I have my own way of doing things.

(g) I am keen on detail,

(h) Don't like eye-wash.

(j) In difficulty you are allowed to come and see me.
I shall do my best to help.

(k) I will pardon a truth but never a lie. You will be lucky if you get away once.

(l) May observe something but not say anything about it, so don't be under the impression that you have hood-winked me.

(m) Lenience at times don't mistake for weakness because I am not a weak man when I decide to act. Don't take undue advantage.

(n) You are all same to me - a clean slate until you do some thing wrong. Then you shall lose my trust.

(o) Give a trial to Honour System. Don't lose this opportunity but it will go in your reports.

(p) I am going to trust you - and I expect that you will not betray the trust. Trial for one month unless serious crime is committed when I shall have to abolish it immediately.

(q) I am new to this institution but not new to this job - I have done a similar job at the PMA for 2 1/2 years.

(r) Lastly, whatever you attempt, aim for a very high standard because I will not accept anything that is below the very highest standard.

اس خطاب پر ۱۹۵۳ء کے تربیت میں حیدری صاحب نے یہ تبصرہ کیا۔

" The address was destined to be a landmark in the history of the College for it was the first step towards creating a new outlook among the cadets - a new appreciation of values, a new and a higher regard for duty and responsibility based not on the traditional fear of punishment and rebuke but on a sense of honour and self-respect. "

اکتوبر ۱۹۵۵ میں جب کرنل رفیق نے دوبارہ کالج کی کمان سنبھالی تو ایک بار پھر انہوں نے کالج کو ایڈریس کیا۔ اس خطاب کا اصل مسودہ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مندرجہ ذیل ہے۔

LECTURE TO CADETS

Short talk - have spoken before $2^1/_2$ years ago - not going to repeat all that

1. Pleasure in coming here and am glad of the opportunity to serve this institution again.
2. Col Edwards had a difficult task in reorganization. He was too good and you have taken advantage of it.

3. I know that some of you have been misusing your liberty eg :-

Breaking Bounds. Cinema Jhelum in unauthorised dress. Sarai Alamgirian in unauthorized dress and visiting immoral places, contacting VD.
Weekends without leave.
Indulging in immoral acts or attempts.
Misbehaving outside premises of College and fighting.
Bringing stolen sugarcane etc. from fields.
Not paying proper respect to staff.
Not obeying College orders.
Shouting and disorderly behaviour.
and a host of other minor irregularities.

4. It is a few boys who ruin the reputation of the institution.
5. I will not have it and it MUST stop.
6. Gentlemen - this is not what a public school aims at - this is a disgrace to the fair name of this institution.
7. Public school aims at character development through the willing efforts of cadets in the right direction, besides, of course, the academic achievement and the physical development. Traditions are to be started by you.
8. I am not in favour of suppressing you through regimentation. I wasn't when I was last here - that is why I introduced the 'Honour System'.
9. You have all a bright future before you - the best staff - best food - best all round facilities without any cost. It is really unfortunate if you don't make something out of yourselves.
10. I am going to be firm with those who I feel are making a nuisance of themselves - we don't want to waste money on boys who are not interested. I am warning you now and you all know how I deal with indisciplined boys.
11. Certain orders will be coming out from time to time and will be obeyed. Some of the things I do not want :-
    (a) No one will be in possession of a knife - all handed in to HOs by the evening.
    (b) Staff-qtrs are out of bounds - direct access only to me.
    (c) Breaking bounds-immoral offences - unauthorised dress.
    (d) No cadet to leave House after prep except senior boys.
    (e) There will be no smoking.
    (f) No absence.
    (g) Other orders will follow.
12. Honour system to be started - remember the object is to get you into habit of doing right things without any supervision. Liberty "to do what you ought - not what you like". No punishment for those who do the right things.
13. Staff here is to help you - we are all a team. Not to catch you but to teach you. Ask for advice whenever necessary.
14. F.Sc boys must study and they will be given chance for Selection Board. It is our responsibility.

15. Don't be frightened to report if you feel the need for it. Make use of the suggestion box.
16. No boy will be promoted who does not pass in his exams and no grace marks will be given. Your overall performance however will be considered.
17. Read extensively - and practise speaking at every available opportunity which will be provided. No conversation in Urdu etc for 8th class onwards.
18. I shall be interviewing all of you as I did last time and I am going to make you renew your promise once again - then I shall expect you to keep it.
19. There however will be various checks. Not to catch but to see that you are working on right lines. Those who do nothing wrong don't have to worry about them. I will be firm but only with those who do wrong things. Remember what I always said before "Ask yourselves what you are going to do is right or wrong? Take pride in yourself in being able to do the right things. Your self-respect is in your hands; keep it, or lose it. I am giving you a fair chance. If you behave we shall all respect you; if you misbehave I shall punish you severely.
20. **Learn to :-**
    (a) Tell the truth even if you have made a mistake - but learn from it.
    (b) Cooperate with others.
    (c) Be fair in your decisions.
    (d) Be smartly turned-out whatever your dress.
    (e) Work hard, for self-satisfaction, not for praise.
    (f) Help those in difficulties
    (g) Know your mind.
    (h) Gain as much knowledge as you can - one never learns enough. Don't have a limited outlook.
    (j) Do things on your own - don't wait to be told (provided right things) think for yourself.
    (k) Be punctual.
21. 'All the boys I have met at Pre-Cadet School Quetta said - " Had we only realised then, we would have worked hard and not wasted our time" - but then it is too late when you reach that stage.
22. You have a future before you it all depends how much effort you are prepared to put in, we can advise and guide you but the effort must be finally yours. If you fail you alone will be to blame. You can work now and keep the rewards all your life or you can waste your time now and repent all your lives - the decision is yours.

1. Shall try to arrange weekly camps - transport and tentage problem to be solved.
2. On the first of the month the programme of extracurricular activities will be submitted to Commandant by all concerned for the whole month. Cheif Instructor will issue a consolidated programme by the 2nd of the month. As much details as possible should be given, ie, time, place and event etc.
3. Dinner nights for cadets will be on Saturdays. Rules for dinner night RO 246/52. (To be amended and published).
4. All houses must possess enough knives and forks.
5. Suggestion boxes RO 234/52.
6. Explanation of RO's - RO 236/52.
7. College garden flowers - RO 237/52.
8. Clearance certificates - RO 218/52.
9. Canteen - RO 221/52.

10. RO - 222/52.
11. RO-200/52.
12. RO - 203/52.
13. RO - 207/52.
14. RO - 209
15. RO - 187
16. RO - 194
17. RO - 150 and 178/52.
18. RO - 166/52.
19. Reproduce RO 308/52
20. Dying of sports kit.
21. Reproduce RO 283/52.
22. Cadets pocket money allowance RO 270/52. Check present system first.
23. Who is in charge of Reading Room.?
24. Reading Room RO 250/52.
25. Duty.
26. Canteen must have rates displayed in English and Urdu. Canteen Committee.
27. RO pocket money RO 168/52.
28. RO 172/52.
29. RO 173/52.
30. RO (154, 155, 160, 143/52).
31. RO 147/52.

All orders to be put to me for amendment etc

۲۷ نومبر ۱۹۵۵ء کی سالانہ تقریب کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے اپنی صدارتی تقریر کے آخر میں طلباء سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’آپ میں سے جن طلباء نے مسلسل محنت اور پر عزم کاوشوں کے بعد آج نصابی سرگرمیوں میں انعامات حاصل کئے ہیں میں انکو مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ بہت اچھی ابتداء اور بہت اچھی علامت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنی محنت اور قابلیت سے زندگی میں کامیابی کی بہت سے منزلیں سر کریں گے۔ لیکن یاد رکھئے کہ تعلیم کا اصل مقصد حاصل نہ ہوگا اگر آپ کی کامیابیوں کے ثمرات آپ کی ذات تک ہی محدود رہے۔ آپ کو اپنی سماجی ذمہ داریوں کا قرض بھی ادا کرنا ہے آپ کو معاشرہ میں سماجی تبدیلی کا ذریعہ بھی بننا ہے۔ وطن کی محبت پبلک سکولوں کی بہت پرانی اور بہت قیمتی روایت ہے اس روائت کو آپ پاکستان کے حوالے سے قائم و دائم رکھئے۔ یاد رکھئے ہر اعتبار سے ایک مضبوط پاکستان کی تعمیر و تشکیل میں خاص طور پر آپ لوگوں کو ایک اہم کردار ادا کرنا ہے لہٰذا اپنے ذہن کی روشنی اور اپنے جسم کی توانائی کو ایک قومی امانت سمجھئے‘‘

کمانڈانٹ کا ایڈریس

۳۰ جولائی کو کالج کھلنے پر کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے کیڈٹس اور سٹاف کو کالج ہال میں ایڈریس کیا۔ نئے داخل ہونے والے طلباء کا خیر مقدم کرنے اور اس امید کا اظہار کرنے کے بعد کہ وہ کالج کی فضاء پسند کریں گے۔ کمانڈانٹ نے کہا:

"The College is passing through a transitory period. Hard and fast regimentation is being replaced by healthy public school traditions. This puts a lot of responsibility on the senior students of the College, They will have to set very high standards in all phases of student life; they will have to create traditions worthy of a first rate public school. This can be possible only if they learn to use their own imagination, initiative and go. The College aims at all-round harmonious development of personality in students under instruction. This can

be possible by putting due emphasis on educational, moral and physical progress of the students. At present, the educational standards are not what they ought to be. They must improve hundred per cent. The College expects hundred per cent first divisions in the Army Matriculation Examination and a very high pass percentage in the F.Sc. University Examination. This can be achieved by systematic, conscientious and continuous effort. Slackness will not be tolerated and students not showing satisfactory progress in monthly examination will lose the privilege of week-end leave. In future, pass marks may be raised from 40 to 50 per cent.

The medium of instruction and conversation at this College will be English, as in all other public schools. The students are advised to talk in English under all circumstances. The only way to learn a language is to speak that language.

The staff will, as in the last term, write observation slips on the boys. The idea is not to spy the students, but to help them out of certain weaknesses before these become permanent habits with them.

Damage done to the government property last term was absolutely colossal. Chairs broken through negligence and carelessness numbered more than three hundred and fifty. This is a very poor example of citizenship. As loyal citizens of Pakistan we should be conscientious and careful in handling the articles entrusted to our care.

In future there will be only one or two bugle calls. The boys are expected to know their routine duties and the time set for them. They must learn to rely on their own sense of punctuality to attend to the daily time-table allotments.

It is very important that the students write to their parents at least once in a week. Parents generally feel worried when they do not hear from their children.

There are a good many extracurricular activities in the College. They all have a great educational value and the students are advised to make full use of them. House debates, concerts, dramas and symposiums go a long way to make the life in the College interesting. But there must not be anything cheap, vulgar or in bad taste.

In the Houses, boys are expected to keep their things neat and clean. They may be asked to clean window-panes and floors or tidy up the dormitories in cooperation with other boys, There should be no shame in this. All free people take pride in doing manual work.

The College library has expanded considerably. About 2000 new books have been added to it. These books have been carefully selected to suit different age grades and tastes. You should make good use of these books.

Interhouse matches will start soon. Games provided a very good opportunity for learning proper team spirit and sportsmanship. A student who goes all out to win a game at all costs will neither make a good leader nor a good citizen. Game must be played for the sake of the game and defeat must be accepted in the right spirit.

If you have any doubts, difficulties or worries you must not keep them in your mind and start brooding over them. It is best to see the officer immediately concerned with you, may be your Form Master, House Master or House Officer, and make a clean breast of your difficulties. You will definitely find these officers sympathetic and anxious to help. But going up straight to the Commandant is against the etiquette and rules followed in this College. "

۲۳ مارچ ۱۹۵۷ءکوایک دوسرے یوم جمہوریہ کی تقریب کے موقع پرکمانڈانٹ کرنل محمد رفیق نے کہا۔

" A year has passed since our "Islamic Republic of Pakistan" came into existence. It is an opportune moment to take stock of our achievements and our shortcomings. The year has been a difficult one, but in spite of it, we have made substantial progress in most spheres.

Occasionally, one hears depressive comments from those amongst us who would like to see progress at a

speedier pace. Let us not forget that nations cannot be built in a day. If we turn over the pages of history, we find that every progressive nation has had to face difficulties that we are passing through today. We, therefore, cannot expect to be an exception to nature's laws.

There is no 'Aladin's lamp' to perfrom miracles for us. We lack experience and are thus bound to make mistakes. Pessimism and depression is not going to help us rather it is going to sap our will and energy to strive for progress. This we can ill afford if we want to be a living and progressive nation. We have got to learn to be patient, to bear our mistakes with a cheer and to learn from them. That to my mind is the way to progress.

A nation's character is made up of the sum total of individuals' character. If we want to improve our nation, each one of us, in his own humble and quiet but steadfast way, has got to go on improving himself and being an example to others. Let us not fritter away our energies and waste time in finding fault with others.

Pakistan we achieved through Unity. If we want to keep it-as, no doubt, we all to-then we must remain united, whatever the cost and whatever the difficulties. There are many forces that would like to see us disintegrate through disunity. We have to be on the alert against them.

Criticism is essential to progress, but it has to be constructive. Unfortunately, it is not very often that we hear constructive criticism. It has become our habit to go on criticising any and everything that comes our way, just for the sake of criticism. In most cases, we are not even aware of the full facts when we indulge in such criticism.

This can be extremely dangerous and is liable to make us lose faith in ourselves and in the nation. We are passing through a period of trial. Let us face it with courage and supreme faith, and God will help us.

If we only care to look around us at the brighter side of things, we cannot fail to appreciate that in spite of all the difficulties that have confronted our young country from the very beginning, we have made some solid progress, of which we can be proud.

Lastly, let me again remind you of our watchword: "UNITY, FAITH AND DISCIPLINE." Islamic Republic of Pakistan Zindabad!

ایک تاریخی اداریہ

جنوری ۱۹۵۴ء میں کالج کو پبلک سکول کے طور پر منظم کرنے کے احکامات لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر کے زمانہ میں جاری ہوئے تھے۔ تنظیم نو کا کام ان کے ہاتھوں شروع ہوا۔ کچھ عرصہ لیفٹیننٹ کرنل ایچ ایل ایڈورڈز نے اس عمل کو آگے بڑھایا۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں لیفٹنٹ کرنل محمد رفیق نئے کمانڈانٹ مقرر ہوئے۔ آئندہ چند سالوں میں ان کے عہد سربراہی میں اس عمل نے بہت سی منزلیں سر کیں۔ ان تبدیلیوں، ترقیوں اور کالج کے نئے تشخص کا جائزہ کالج کے سب سے سینئر استاد مسٹر فضل حق حیدری نے ۱۹۵۸-۵۹ء کے تربیت کے اداریہ میں لیا۔ یہ اداریہ انہوں نے تاریخ پر نظر رکھ کر لکھا تھا۔

THE NEW EPOCH

A man can never step into the same river twice, for as the water flows on it becomes a new river. One may as well say that no man can return to the same school at the beginning of term or even enter the same classroom at the beginning of the day.

The Military College is no exception to the rule. Indeed, few educational institutions in Pakistan have so radically changed within the last few years as this College has. Not only have her physical features acquired a new radiance and freshness, but the very ideology, which she pursues today, is fundamentally different from the one that produced what came to be branded as the "K.G " type. No wonder, now and then, when an old-timer feels the urge to pay his long due visit to the old school, he cannot help being impressed by the

sharp contrast she presents to her counterpart of the pre-partition period.

With her conversion into public school in 1954, the old names as well as the original nomenclature went the way of all flesh. That was not difficult. But the period of transition from the old order to the new system was hard to tide over. Traditions established over decades of rigid army discipline were not easy to get rid of, and new ideas, idealizing individuality and advocating free and balanced development of personality in a gentle and unrestrained atmosphere, had to be introduced gradually and with extreme caution and vigilance, lest they are misconstrued.

It is one thing to start a new school, but quite a different story to pull down the old edifice and build over its debris a new structure out of the old material. The task was uphill and the conditions none too congenial. For a time, things went topsy-turvy. Here was sad situation which had never arisen before in the entire history of the "Royal College", as it was then known.

But the decision to convert her into a public school had been made; hence there was no going backward. The experiment continued in an atmosphere of tense suspense till at last by the end of 1955, the dreams of yesterday began to shape themselves into the realities of tomorrow.

Before long, a new and happier epoch had dawned for the College and with that was born a new outlook, a new confidence and a new zeal among its members to speed up the rate of progress. New traditions gradually took the place of the old; unseen horizons lit up before the widened vision; hidden urges found healthier outlets; work, play and pleasurable activity blended themselves into a harmonious whole; in short, restless, curious, insatiable youth found the opportunity to realise himself.

Today, we are proud to say, the Military College has acquired a personality that reflects, not only the aspirations of those who are directly concerned with its policy and administration, but also,let us hope,the expectations of the nation to which it really belongs. It has practically everything that the school as training ground for the world should give its members to attain a broad and balanced personality and turn out brave, helpful, truth-telling Pakistanis.

What, perhaps, makes it uniqe among public schools is the fact that it is largely merit and not money that decides a boy's admission to this institution. A public school and inexpensive? very unusual indeed. But there it stands, offering equal opportunity to the rich and the poor and openly challenging the oft-repeated charge against public schools that they, with all their advantages, are the monopoly of the privileged class and foster snobbery. The Military College, in this respect, is perhaps one of the oldest educational ventures in Pakistan.

One may, perhaps, ask whether the College magazine is the suitable place of the above preamble. The answer is: where else, if not in the College magazine should the history of the College be recorded. That is why a major portion of this issue has been devoted to a summary of the highlights of our academic, physical and cultural activities during the last year. The purely magazine section contains contributions, mainly from the boys, which, as far as possible, we have resisted the temptation to brush up for the obvious reason that this section should reflect a genuine picture of the literary endeavour of our budding writers.

As pointed out above, the three main elements of school routine- work, play and pleasurable activities though allotted separate sections in the Magazine, form a happy mixture in practice, for all three are of value in themselves and each has its own essential part to play in the school life of an individual. In each, one must do one's best to appreciate its full value.

In the work sphere, nothing can be achieved without concentration and continued effort. Hence, the emphasis is not on grinding, but in arousing interest to ensure concentration and perseverance. Examinations, as means to an end, receive due importance, but not to the extent of absorbing all attention.

Sport, too, has a great part to play. Not only does it afford relaxation and pleasure, but also helps to keep one physically fit. Again, sport would defeat its purpose, if it failed to foster healthy rivalry and the spirit to 'play up and play the game' no matter what the odds. But just as one can spend too much time on study, so can one play too much. Both these tendencies are harmful and a balance must be struck between the two so as to co-ordinate mind and body. Large scale facilities exist at the Military College for all kinds of games and athletics and the gifted as well as the non-gifted equally participate in them.

It is the sphere of co-curricular activities that the public school can do much to add grace to life by offering manifold opportunities to turn spare time into golden moments. The boy who spends his leisure, playing at the minor sports, like badminton or squash, practising an instrument, painting a picture, rehearsing a speech or a dramatic part, reading or writing for pleasure, even meditating for a few moments or engaging himself in any of the creative pastimes, is being constructive and is improving himself, the prime feature of education. On the other hand, the boy who sits in his study over-reading or roams about aimlessly, is being destructive both to himself and his companions. At the Military College there is ample opportunity to do something valuable both individually and as members of the various cultural societies.

Last but not least, this College would be failing in its most important duty if it did not provide the light of religion for the young souls within its fold, for what avails all this training, if faith is not its keynote. A boy who has journeyed through the Military College and has striven to the best of his abilities in the elements of its life, will have given himself the best chance, not only to become a useful citizen of Pakistan, but also a God-fearing Musalman, capable of distinguishing between the right and wrong without a jaundiced eye.

ایک ولولہ انگیز لیکچر

جون ۱۹۶۱ میں ۶۱۔۱۹۶۰ء سیشن کا جو ''تربیت'' شائع ہوا اس میں لیکچر بھی ایڈیٹوریل کی شکل میں شامل تھا جو تربیت کے ایڈیٹر اور کالج کے ایک فاضل، بالغ نظر اور تجربہ کار استاد جناب فضل حق حیدری نے کالج میں ٹیوٹوریل گروپ پروگرام شروع ہونے پر موسیٰ ہال میں دیا تھا۔

" Another decade has slipped away and two more generations of Alamgirians have passed out of the gay precincts of their boyhood world. Some have left inspiring footprints behind; many have managed to pull their weight as best as they could; others,just gone with the wind. Another five years, and the present generation will have faded away from the familiar landscape.

How many among this lot will have proved themselves worthy sons of their almamater, and how many will be no more than just another list of names in the College register? How many will be able to look over their past years with pride and satisfaction, and how many will carry life-long regret for squandering their energies in frivolous pursuits or loitering on in the track of drowsy habit? How many will have reaped the rich harvest of honest labour, and how many will step out just to rough it out, or to be lost in the crowd? How many will go forth bearing in mind the goldern motto over the College gate: 'GO OUT TO SERVE YOUR COUNTRY AND YOUR FELLOWMEN', and how many will remain shut up within their own light measuring up life in terms of what they can grab from it for their own selfish ends?

These are the questions which must engage the serious attention of each one of those who are, at this moment, busy in the noble task of shaping their future here: for, whatever their future be, it is, in a great measure, going to be modified, for good or evil, by their choice of the alternatives offered in these questions. The option rests with them whether to take the line of least resistance, the easy way of the cowards, to end in failure and disappointment, or to face the challenge of an adventurous journey to life's ever-widening vistas and distant horizons, with confidence, courage and perseverance.

We believe there is not a single boy here, however, callous about his responsibilities, who has not, at some

time or other, dreamed wonderful achievements. But dreaming alone does not carry us beyond the threshold of fantasy. Continuous effort, backed by an unflagging determination and sanctified by an implicit faith in the Divine help, is the only alchemy which can transmute ones fondest dreams into golden realities.

Let us hope that every Alamgirian of the present generation has full realisation of this truth and that he will spare no pains to derive utmost benefit of his stay at the College, which is today one of the institutions in the country, where all that is desirable for a sound education is at his disposal. He must not forget that among thousands of students in Pakistan who are denied the privilege of belonging to a public school he is in the lucky minority who have definite advantage over the student community in Pakistan. It would be sadly ridiculous indeed, if being so privileged, he failed to justify his admission to the Military College.

Let him not forget that whatever he makes of himself here, will have a double significance. It will not only affect his own future, but also determine the future tone and character of the institution to himself and to the College. If he does anything wrong, that wrong will not only defile his own heart, but will leave a stain on the fair name of his Alma Mater. If he desires to belong to a place of which he may be justly proud, if he wishes to hear this College spoken of as one that bears a high name, as a place where knowledge and truth, and a high standard of moral, mental and physical fitness are held in honour, as a place where all that is mean and base is hated and despised, then it is up to him to give it that name.

It is a great privilege to be entrusted with such an important responsibility. But every privilege demands not only constant care to prove oneself truly worthy of it, but also a good deal of self-denial, willingly giving away of something to achieve something far greater than selfish ends.

We do not expect that everyone will be a Shakespeare or an Einstein or a Hercules. All cannot become distinguished as geniuses. But there is one thing which is within the reach of all- the greatest thing on earth, the only thing by which God will judge us - and that is goodness. One's memory may be weak and one's intellect dull and one may find one cannot keep pace with others around one, but there is this one thing in which none need feel inferior to the others. All cannot be scholars or scientists or athletes, but all can be honest and straight-forward, all can be diligent and punctual, all can be patient and forgiving- and these are the highest virtues which can be found in a man.

I earnestly call upon every Alamgirian to think upon these reflections and ask himself, how far his attitude and conduct is in harmony with his own aspirations and the training he is receiving here, to grow up as a potential leader, and possibly, play an important role, one day, as an architect of this young state-Pakistan. "

تعلیمی وتربیتی ترجیحات

کالج کو ۱۹۵۴ میں پبلک سکول بنانے کے احکامات جاری کئے گئے تھے۔اس نئے رول میں اس کی تعلیمی وتربیتی ترجیحات کیا تھیں اس کی وضاحت ۶۳۔۱۹۶۲ کے سالانہ تقسیم انعامات کے موقع پر اس وقت کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان نے اپنی سالانہ رپورٹ میں ان الفاظ میں کی (صفحہ نمبر۲ تربیت ۶۳۔۱۹۶۲ء)۔

"We ensure that all curricular and extra-curricular are so designed as to bring about the full development of the cadet.

(a) as an individual, (b) as a citizen (c) as a leader and (d) as a patriot."

فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک کا خطاب

فروری ۱۹۶۳ کی ۱۲ تاریخ کو فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک نے کالج ہال میں طلباء سے خطاب کیا۔

''میں تیس سال سے اس کالج کو جانتا ہوں ۱۹۲۸ء سے میں یہاں آ جا رہا ہوں اور اس کی ترقی کے مختلف مدارج سے میں متعلق رہا ہوں۔ یہاں آ کر ہر بار مجھے خوشی ہوتی ہے۔میں بھی اس طرح کے ایک ادارہ میں پڑھا ہوں''

میرا ساٹھ برس کی فوجی زندگی کے تجربات کا نچوڑ یہ ہے کہ مارشل ریس کے تصور یا نظریہ کی حقیقت نہیں ہے It is a myth نہ قد بت سے کچھ فرق پڑتا ہے نہ سینہ کی چوڑائی سے، بہت چھوٹے قد اور بہت کم چوڑے سینے کے لوگ بھی خوب لڑے ہیں۔ کوئی قوم جس میں لڑنے کا جذبہ ہو لڑ سکتی ہے۔"

"Any People with a will to fight can fight and fight well"

۱۶ ستمبر ۱۹۶۶

بریگیڈیئر گلزار احمد نے موسیٰ ہال میں جنگ ستمبر کے حوالے سے لیکچر دیا اور اس سترہ روزہ جنگ میں جذبے کی ایمان افروز مثالوں سے اس امر کی وضاحت کی کہ کیوں۔ ع

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

میجر جنرل محمد بشیر خان کا خراج عقیدت

جون ۱۹۶۹ء میں ایک اولڈ بوائے کالج نمبر ۵۶۶ محمد بشیر کے جنرل ہونے اور ۶ آرمرڈ ڈویژن کی کمان سنبھالنے پر کالج کی طرف سے کمانڈانٹ نے ان کو مبارک باد اور تہنیت کا خط بھیجا تھا اس کے جواب میں جنرل نے اپنے ۱۹ جون ۱۹۶۹ء کے ڈی او میں لکھا۔

"I attribute my advancement entirely and completely to the fine upbringing, training and character building at my Alma Mater of which I am very proud"

۱۴۴۷ میجر جنرل سجاد حسین نے اپنے میجر جنرل پروموٹ ہونے پر ۲۲ جولائی ۱۹۸۰ کو سیکرٹری عالمگیرین ایسوسی ایشن کے خط کے جواب میں لکھا۔

"I am proud of the College; I owe it all to the College"

بچھڑوں کا ملنا مبارک ہو

اکتوبر ۱۹۷۴ میں سابق مشرقی پاکستان سے جنگی اسیروں کا قافلہ جس میں بہت عالمگیرینز اور ان کے لواحقین بھی تھے پہنچا تو تربیت میں علوی صاحب نے یہ اداریہ لکھا۔

اداریہ

بچھڑوں کا ملنا مبارک ہوا

ہم اس مبارک و مسعود ساعت پر یہ سوالنامہ پیش کر رہے ہیں جب ہماری تاریخ کا ایک سیاہ اور المناک ورق الٹا جا چکا ہے جب ہمارے نوے ہزار مجاہد دشمن کے چنگل سے آزاد ہو کر باعزت طور پر وطن کی پیاری سرزمین پر واپس آ چکے ہیں جبکہ خدائے برتر کے بے پایاں احسان کا شکر ہمارے تنگ دامن الفاظ کے پیمانوں سے چھلکا پڑ رہا ہے ایک سو بچانوے پر مقدمے کی دھمکی کا جو برچھا آخر تک ہمارے سینے میں گڑھا ہوا تھا اب نکل چکا ہے۔

بے پایاں مسرت یہ ہے کہ ہم سے جن ذلت آمیز شرائط نا مساعد مطالبات کو تسلیم کروانے کے لیے اسیران جنگ کو یرغمال بنا کر رکھا گیا تھا دشمن ان میں سے ایک بھی نہیں منوا سکا۔ وہ ہم سے ایک بھی ناجائز رعایت حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ وہ ہماری روح' ہمارے جذبے' ہمارے حوصلے کو چکنا چور نہ کر سکا ہمیں اپنی آزادانہ اور خود مختارانہ حیثیت کا ایک شمہ بھی قربان نہیں کرنا پڑا اور ہم احترام کے ساتھ سلام کرتے ہیں اپنی ماؤں' بہنوں' بہوؤں اور بیٹیوں کو جنہوں نے یہ آزمائش کا دور سکون و تمکنت اور شان خودداری کے ساتھ برداشت کیا اور ایسا ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا جو آزاد قوم کی ماؤں اور بیٹیوں کی شان کے خلاف ہو' ورنہ ذرا سی جذباتی کمزوری ایسے دشوار اور مایوس کن حالات میں دشمن کے منصوبے کو نادانستہ طور پر کمک پہنچا سکتی تھی۔ بے یقینی اور بیرونی خطرات کے سائے اب نہیں رہے خوف' دباؤ اور مجبوری کی اس خطرناک کیفیت سے نجات مل چکی ہے جو انسانی روح کو کچلنے کے لیے کافی ہوتی ہے لیکن پاؤں پھیلا کر بیٹھنے کا وقت ابھی نہیں آیا ہمیں ان تمام خطروں کا احساس و شعور ہونا چاہیے جو اب بھی مختلف پیرایوں میں ہمارے چاروں طرف منڈلا رہے ہیں لیکن ہمیں ان کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکنے چاہئیں۔ خطرات کا مسلسل مقابلہ ہی زندگی

ہے خطرات ایک چیلنج ہیں جو زندہ تر، پائندہ تر اور تابندہ تر بناتے ہیں۔ جس میں خطرے نہ ہوں وہ زندگی قابل قبول ہی نہیں۔ ع اگر خواہی حیات، اندر خطر زی۔

ہمیں خندہ پیشانی کے ساتھ پورے عزم اور اعتماد کے ساتھ خطروں کا مقابلہ کرنا ہے اور انہیں پسپا کرنا ہے۔ ہمیں ان پر غالب آنا، مغلوب نہیں ہونا ہے شکست اور فتح آنی جانی چیزیں ہیں جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ جذبہ ہے جو کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ شکست ایک چیز ہے، شکست خوردگی دوسری چیز۔ شکست ہمارا کچھ نہیں بگاڑتی، لیکن شکست خوردگی بدترین زہر سے زیادہ مہلک ہوتی ہے۔ اسے پاس پھٹکنے نہیں دینا چاہیئے۔

ناکامیاں کامیابی کا پہلا زینہ، شکست فتح کی تمہید اور اپنی کمزوریوں کا شعور ترقی کا آغاز ہوتا ہے۔ احساس زیاں اور اپنی خامیوں کے شعور نے ہم پر احسان کیا ہمیں خود احتسابی کی طرف مائل کیا ہے۔ قوم میں طاقتور بننے کی آرزو پیدا کی ہے۔ قوم اس وقت تک نہیں مرتی جب تک اس میں آرزو باقی ہے۔ جب تک اس میں جینے کا عزم باقی ہے، ہم ایک زندہ قوم ہیں، ہم تکالیف، مصائب اور آزمائشوں کے اس خوفناک دلدل سے نکلنے کے بعد اور زیادہ درخشاں بن کر طلوع ہونگے۔ اقبال کے الفاظ میں عالم نو بھی پردہ تقدیر میں ہے پھر بھی فضائے آسماں میں تازہ انجم کا ظہور اتنا ہی یقینی ہے جتنا کہ رات کے بعد دن کا آنا۔

ہم اپنے ان مجاہدوں، بھائیوں اور بہنوں کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں جنہیں بدترین روحانی کوفت اور گھٹن کے دو صبر آزما سال گزارنے کے بعد پھر پیارے وطن کی پیاری دھرتی پر قدم رکھنا نصیب ہوا اور خاص طور پر عالمگیرین برادری کے ان بہت سے گراں مایہ گوہروں اور ہونہار نوجوانوں کا انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں جو اس خوفناک ابتلاء میں شامل تھے۔ مادر درسگاہ کی آغوش انکے لیے وا ہے اور اس دن کا بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہی ہے جب اس کے سایۂ شفقت میں اسکے نئے اور پرانے فرزند اکٹھے ہونگے۔

ملٹری کالج کے نام

۱۹۷۴ء میں جن شعراء کو ملٹری کالج کا ترانہ لکھنے کی دعوت دی گئی تھی ان میں جناب کیپٹن نواب عالم بارہوی بھی تھے۔ جواباً کالج کے نام ان کا یہ پیغام آیا:

ملٹری کالج کے نام

تو علم و عمل کا گہوارہ تو فکر و نظر کا شہپارا
تو عزم جواں کا اک دھارا تو صبح تمنا کا تارا
ملٹری کالج ملٹری کالج

ہم شیوہ حق کے متوالے آغوش شہادت کے پالے
جانباز جری، ہمت والے ناموس وطن کے رکھوالے
ملٹری کالج ملٹری کالج

ہم تیرے سپوتوں کا پرچم جو کر گئے باطل کا سر خم
ہم ہیں اور ان کا نقش قدم او مادر علمی تیری قسم
ملٹری کالج ملٹری کالج

تو درس گہ شمشیر و سناں جلتے ہیں چراغ علم جہاں
تو سیف و قلم کا رشتۂ جاں تو فکر و عمل کا کوہ گراں
ملٹری کالج ملٹری کالج

کالج کا ایک وژن (VISION)

۸ فروری ۱۹۷۸ء کو کالج کے سالانہ تقسیم انعامات کے موقع پر اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے اس وقت کے کمانڈانٹ کرنل محمد اکرم امین نے کہا۔

We are not just another institution for imparting instruction up to higher secondary stage; we educate in responsibility, in leadership. We impart value -orientated education. We are producing potential officers inspired by Islamic ideals and values. We want to build-up this institution as a laboratory for new educational system worthy of Pakistan, a system which ensures ideologically-oriented education capable of coping with the challenges of living in space age.

جنرل اقبال کا خطاب

۲۱ جون ۱۹۸۱ء کو جنرل محمد اقبال خان انٹر ہاؤس سوئمنگ مقابلے کے آخری دن مہمانِ خصوصی تھے۔ سوئمنگ اسپورٹس کے طور پر انہوں نے کہا۔

" Swimming is a very important sport. It requires both skill and stamina, determination and courage. Hence swimming is an exercise in character building too. "

چونکہ لڑکے سوئمنگ کے فوراً بعد چھٹی پر جا رہے تھے انہوں نے اس سلسلہ میں کہا۔

" Since immediately after this function, you are proceeding on two months long summer vacation, I should like to advise you to follow up the style of life initiated here. I don't like regimentation. I'm not asking you to adopt that way of life. I'm asking you to learn to regulate your life and that too on your own. The College has already taught you how to do that. Now it is in your own interest to continue to live a regulated life at home too. This is the advantage of public school education.

صدر پاکستان کا پیغام

۱۵ ستمبر ۱۹۸۱ کو کالج کے ۵۶ ویں یوم تاسیس پر صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے پیغام میں کہا (اقتباس)

Your College is a symbol of devotion, efficiency, courage and loyalty. I have no doubt that you will live up to the fine traditions of your College and add further dimensions to these by deriving inspiration from Islamic values and principles. Let your tomorrow be better than your yesterday.

اس موقع پر جنرل محمد اقبال خان چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور صدر عالمگیر نیز ایسوسی ایشن نے اپنے پیغام میں کہا۔

I wish to remind you of your College motto 'Ilmo Amal' and the motto, the Father of the Nation, Quaid-e-Azam gave us, Unity, Faith and Discipline. Let this be your code of conduct. Follow this and I have no doubt that you will succeed wherever you are.

۲۱ اکتوبر ۱۹۸۱ کو انٹر ہاؤس اردو خطابت کے مقابلہ کے مہمانِ خصوصی لیفٹیننٹ جنرل جہان داد خان تھے۔ عنوان تھا

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اپنی صدارتی تقریر میں جنرل جہاں داد نے فرمایا:

"As life is an indivisible entity so is the 'Deen' that Islam has given to the world."

"Islam is a total system for the total life. It covers all aspects of life, social, economic and political. In Islam politics and 'Deen' or religion in its broad sense, are not separate entities. They are one. In fact the one embraces the other. They go together. If politics is eliminated from the 'Deen', it becomes a mere system of ethical principles, and if the 'Deen' is alienated from politics, it turns out to be a most potent force for injustice and tyranny in the world. The last two world wars and the present tense international political and economic situation, bear witness to that.

The very existence of Pakistan is negation of the theory of secularism. Let us make all out efforts to

Islamise all aspects of our life. "

Concluding his address, Gen Jahan Dad called upon the quality institutions like Military College to make their historic contribution in the task of Islamising the educational system in Pakistan.

۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء کے یوم تاسیس پر جنرل اقبال نے اپنے پیغام میں کہا۔

"You will be celebrating fifty seventh anniversary of your College on 1st Sep 1982. In these fifty seven years the Alamgirians have set forth from College in their chosen professions to excel in all spheres of life. They have given themselves willingly whatever the nation asked of them both in peace and war without any demur and made personal sacrifices that future generations and College students would remember with pride. Whatever you were, you have upheld the finest traditions of soldiering. The Alamgirians are known as a symbol of bravery, courage, efficiency and spirit of sacrifice in Armed Forces of Pakistan as well as in other occupations in national life.

Your College grooms students to compete on equal footing with other colleges of the country, where they have been achieving the same academic results in Board Examination as others. In some cases they have even excelled.

On this day remember the supreme sacrifices made by Alamgirians on the battlefield in defence of your country. They made these sacrifices so that their countrymen could lead an honourable life. Let us rededicate ourselves this day to serve our beloved country with the same spirit and zeal.

Your College provides you excellent facilities to gain knowledge in order to make you tomorrow's better citizens. I ask you to make the maximum use of these facilities available in the College to equip yourselves for a better future. Finally, have faith in God, in Him and Him alone and sincerely work hard in your profession. Follow this and I have no doubt you will succeed. I wish serving and retired Alamgirians a very happy and prosperous year wherever they may be."

ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن بریگیڈئر سید نصیرالدین کے پیغام کا اقتباس۔

" It gives me great pleasure to convey my good wishes on the occasion of the fifty seventh anniversary of the Military College.

Any one associated with the College can be justifiably proud of it. The Military College has the distinction of having made the largest contribution to the defence of Pakistan. The Roll of Honour of the ex-students of the College who laid down their lives while defending national freedom and the integrity of Pakistan is proof of the special place that the College has made for itself during its eventful existence.

The Military College has a stamp of its own. Its hallmarks are integrity of character, selflessness and hard work. The traditions set by the alumni of the College must be a source of inspiration for the generations of students who in the future will join and graduate from this great institution.

I hope that on this day you will renew the pledge to preserve and cherish these noble traditions. I wish you all a very bright future. "

۲۱ ستمبر ۱۹۸۲ء کو ۱۹۱ بریگیڈیئر محمد عباس بیگ یوم تاسیس کے مہمانِ خصوصی تھے، انہوں نے اپنی تقریر میں کہا۔

" At the end of the graceful ceremony, the Chief Guest a veteran Alamgirian Brig (Retired) Abbas Beg (Ex 191) in his concluding speech said:

"It was exactly 55 years ago on this day that I entered the portals of this institution. "

"In those days the conditions were not very conducive to achieve distinction in academics. Yet the early Alamgirians, by dint of their devotion to duty and hard work, did make their mark in war and peace. Your institution has 47 gallantry awards to its credit, to mention just one distinction. You can be legitimately proud

of the great achievements and honours that your senior Alamgirians have obtained so far. Now it is your turn. Remember, things have much changed over the years. The challenges that you will have to face are going to be far more demanding. So prepare yourselves for the great task that lies ahead. Uphold the old traditions that deserve to be upheld and set the new traditions also to cope with the changing situations. Develop new type of leadership qualities that fit into the ideological framework of Pakistan.

"It is a day to be remembered in my life and I hope it becomes a memorable day in your life. God has given you a grand opportunity to show your worth as the architects of your own future and that of the nation. Let it not be said that you proved unequal to the task. With these words, borrowed from the Quaid, I say Khuda Hafiz to you. God bless you! Military College Zinda Bad, Pakistan Painda Bad."

ایک دعا

۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کی صبح کالج کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات کی صدارت کرتے ہوئے جنرل محمد اقبال خان نے اپنے صدارتی خطبہ کو ایک دعا پر ختم کیا۔

حضرات! میں اس موقع پر ایک سولجر کی دعا بھی پڑھنا چاہتا ہوں جو جنرل میک آرتھر نے اپنے بیٹے کے لیے لکھی تھی چنانچہ جنرل میک آرتھر نے اپنے بچے کو دعا دیتے ہوئے لکھا ہے۔

O Lord build me a son.
Who will be strong enough to know
When he is weak
Brave enough to face himself
When he is afraid.
One who will be proud and unbending in honest defeat,
Humble and gentle in victory;
Build me a son whose wishes
Will not take place of deeds
A son who will know Thee,
And, that to know himself
Is the foundation stone of knowledge
Lead him, I pray
Not in the depth of ease and comfort,
But under the stress and spur of difficulties
And challenges
Let him learn to stand up in storm.
Let him learn compassion for those who fail.
Give me a son whose heart will be clear,
Whose goal will be high;
A son who will master himself
Before he seeks to master other men;
One who will reach into the future,
Yet never forget the past
And after all these things are his,
Add, I pray, enough of sense of humour,
So that he may always be serious

Yet never take himself so seriously.
Give him humility,
The simplicity of true greatness,
The open mind of true wisdom,
And the meekness of true strength;
Then, his father will dare to whisper,
I have not lived in vain.

Gentlemen, I pray that sons of Military College may flourish, may progress. May they uphold the honour of this institution. May they lead an honourable life in the comity for our country and the nation. May they prove worthy of their parents. And may the parents of the boys who study in the Military College also feel proud of them. It's mutual. I wish both of them, the parents and their children - all the luck and success.
May God be with you. Military College Zinda bad! Pakistan Painda bad! "

ڈائمنڈ جوبلی کے پیغامات

نومبر ۱۹۸۶ میں کالج کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق، وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو وائس چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل کے ایم عارف اور سرپرست اعلیٰ عالمگیریز ایسوسی ایشن جنرل محمد اقبال خان نے جو تہنیتی پیغامات بھیجے ان کا متن یہ تھا۔

صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق کا پیغام

I am delighted to know that the Military College Jhelum is celebrating its Diamond Jubilee from 18-20 November 1986, and take this opportunity to extend my heartiest felicitations on this memorable occasion.
It is, indeed, gratifying that, over a span of more than sixty eventful years, this reputed institution has made a valuable contribution in providing sound officer material for Pakistan's Armed Forces, and has duly won a distinguished place among the leading quality insitutions of the country.

It rebounds to the credit of the College that its curriculum places as much emphasis on the ideological, religious and moral aspects of training, as on the intellectual and physical ones. Those passing out of this great alma mater are known for their courage, steadfastness, loyalty and hard work, and their outstanding performance in professional life in both peace and war. Many among them have laid down their lives in defence of the integrity and sovereignty of Pakistan in the 1965 and 1971 wars. On the auspicious occasion of the Diamond Jubilee celebrations, it would be befitting to pay homage to their intrepid valour and spirit of sacrifice, so that their hallowed memory serves as a permanent source of pride and inspiration for the coming generations.

I am confident that the College will continue to live up to its noble traditions, and keep on striving for the attainment of still higher standards of excellence. I wish it all the best. "

وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو کا پیغام

"It gives me great pleasure in conveying my felicitations on the historic occasion of the Diamond Jubilee celebration of Military College Jhelum.

It is very satisfying that, ever since the creation of Pakistan, the College has been playing a vital role in turning out an increasing number of talented youngmen, who have risen to serve the nation in important capacities. I take this opportunity to congratulate all those who have had a hand in shaping this great institution.

The egalitarian character of the Military College is particularly noteworthy. It is one of the institutions of its kind which draws its yearly intake from the common strata of society, and that too, mostly from the far-flung areas. And yet this institution with high ideals and spirit of dedication succeeds in infusing the spirit of harmony and homogeneity in this diverse and heterogeneous lot. Thus it not only manages to produce excellent results in the fields of academics and physical fitness but also helps in promoting greater national cohesion and unity. Another important aspect of the institution is the emphasis that is laid on Islam and the Ideology of Pakistan.

May this institution maintain the tempo of its onward march with a missionary zeal in full consonance with the national ideals and aspirations. Aameen! "

وائس چیف آف دی آرمی سٹاف' جرنل خالد محمود عارف نشان امتیاز، ستارۂ بسالت کا پیغام

On this auspicious occasion marking the Diamond Jubilee of the Military College, I wish to felicitate all those who have contributed to the growth of this institution over a period of six decades. I congratulate the College for effectively maintaining the noble tradition of supplying officer material for induction in the Armed Forces. Many of its old boys have shed their blood in the defence of their country. Many others are holding positions of great responsibility.

The geo-strategic environment of our region makes it imperative that we should aim at training men of courage, conviction and knowledge, who remain undaunted in the face of challenges. In this context, the role of feeder institutions like the Military College Jhelum assumes a vital importance. It is my conviction that the College will continue to grow in strength and dimension and provide balanced and multi dimensional education, with equal attention on moral, religious, ideological, intellectual and physical aspects.

I wish this great institution success in its challenging tasks. May God bless your efforts. "

سرپرست اعلیٰ عالمگیریز ایسوسی ایشن جنرل محمد اقبال خان نشان امتیاز (ملٹری) ستارۂ بسالت کا پیغام!

" I heartily felicitate you on the Diamond Jubilee of the Military College marking the completion of sixty years during which it has produced men of extraordinary qualities and calibre whose deeds of valour have become a legend.

On this auspicious occasion we are reminded of the supreme sacrifices they have made to defend the honour of their country and for the glory of Islam. Cadets undergoing training here can be rightly proud of this College which is nurturing military leaders of tomorrow.

Military College has the unique distinction of having made larger contribution than any other single institution, to the defence forces of Pakistan. Examples of gallantry sacrifices set by its illustrious sons will always be a source of inspiration for the present and coming generations of its students.

Let us pledge, on this day, our loyalty to our beloved country and dedicate ourselves to the great cause of its defence.

I wish Military College all success, progress and prosperity.'

یوم اقبال کے حوالے سے ایک پیغام

۹ نومبر ۱۹۸۸ء کی صبح موسیٰ ہال میں یوم اقبال کی تقریب کے موقع پر تقریب کے مہمانِ خصوصی جناب پروفیسر محمد منور مرزا نے اپنی صدارتی تقریر میں اقبال کا یہ پیغام دیا۔ ع

اگر خواہی حیات ' اندر خطر زی

سلور جوبلی، گولڈن جوبلی اور ڈائمنڈ جوبلی

اگرچہ کالج (اس وقت سکول) کی بنیاد ۳ مارچ ۱۹۲۲ء کو رکھی گئی تھی لیکن داخلہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء سے شروع ہوا اس وقت سے ۱۹۸۸ تک کالج کی تین جوبلیاں منائی جاچکی ہیں۔

۱۔ سلور جوبلی نومبر ۱۹۵۰ء

۲۔ گولڈن جوبلی نومبر ۱۹۷۵ء

۳۔ ڈائمنڈ جوبلی نومبر ۱۹۸۶ء

ان تینوں جوبلیوں کے مواقع پر اولڈ بوائز ری یونین کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ اور ان کا اختتام اس سال کے جلسۂ تقسیم انعامات پر ہوا دوسری اور تیسری جوبلی کے موقع پر اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے عام اجلاس بھی ہوئے ان تینوں جوبلیوں کی ایک اور خصوصیت بھی قابل ذکر ہے ان کی تقریبات کی صدارت فوج یا ملک کی اہم ترین شخصیات نے کی۔ سلور جوبلی اور گولڈن جوبلی دونوں پر وقت کے کمانڈر انچیف مہمانِ خصوصی تھے اور ڈائمنڈ جوبلی پر وزیر اعظم مہمانِ خصوصی تھے۔ وائس چیف آف دی آرمی سٹاف نے بھی ایک تقریب کی صدارت کی مزید برآں ان میں ڈائمنڈ جوبلی کالج کی ترقی یا توسیع میں ایک سنگ میل ثابت ہوئی۔

سلور جوبلی

سلور جوبلی کی تقریبات ۲۷ نومبر کی شام ۲۹ نومبر ۱۹۵۰ء کی شب تک تین دن جاری رہیں پروگرام یہ تھا۔

۲۷ نومبر ۱۹۵۰

شام۔ اولڈ بوائز کی آمد

شب۔ استقبالیہ

ڈنر

۲۸ نومبر ۱۹۵۰ء

صبح ۔۹ تا ۱۲ بجے جمخانہ اسپورٹس

دوپہر پکنک لنچ (وار میموریل گراؤنڈ میں)

سہ پہر سات بجے آتش بازی کا مظاہرہ

آٹھ بجے ڈنر

نو بجے سے ایک بجے محفل موسیقی

۲۹ نومبر ۱۹۵۰

۱۱۰۰ بجے۔ مہمانِ خصوصی کی پریڈ گراؤنڈ میں آمد

پریڈ کا معائنہ

مارچ پاسٹ

۱۲ تا ۲ بجے لنچ بریک

۱۴۰۰ بجے دوپہر۔ کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ

انعامات کی تقسیم

مہمانِ خصوصی کا خطاب

پی ٹی مظاہرہ

گروپ فوٹوگرافی

۱۹۰۰ بجے گارڈن پارٹی

انگریزی ڈرامہ

ڈنر کا وقفہ

اردو ڈرامہ

اولڈ بوائز ورائٹی پروگرام

اختتام کے بعد صبح تک رخصت

سلور جوبلی ری یونین کے مہمانوں کو پہلے ان کے رینک کے حساب سے ٹھہرانے کے انتظامات کئے گئے تھے (جے سی اوز اور ادر رینکس کے لئے بر ڈووڈ ہاؤس

(محمود غزنوی میں) اور آفیسرز (سکین ہاؤس) لیکن مہمانوں نے اس تمیز کو پسند نہ کیا دوسرے یہ کہ مہمان بھی اتنے زیادہ نہ تھے سب اولڈ بوائز تین راتیں ایک جگہ اسکین ہاؤس ہی میں ٹھہرے چنانچہ ہاؤس کے میس ہی میں ان کے خوردونوش کا انتظام کیا گیا تھا۔ ۲۸ نومبر کے لنچ کا اہتمام وار میموریل لانز میں کیا گیا تھا جس میں سارا کالج شریک ہوا ۲۹ نومبر کی شب کا ڈنر جو کنسرٹ کے ساتھ وقفہ کے درمیان میں ہوا تھا اسکا انتظام تمام مہمانوں بشمول اسٹاف اور کیڈٹ آفیسرز کالج ہال (موجودہ میوزیم) کے اندر کیا گیا تھا۔

۲۸ نومبر کی شام سلور جوبلی آتشبازی کا بہت ہی شاندار مظاہرہ پریڈ گراؤنڈ (موجودہ موسیٰ ہال لان میں) ہوا تاہم ڈنر کے بعد محفل موسیقی میں مہمان فنکاروں نے گھنٹوں محفل کو گرمائے رکھا۔

سلور جوبلی کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل گریسی نے جلسۂ تقسیم انعامات میں اپنی صدارتی تقریر میں کالج کی عہد بہ عہد ترقیوں کا جائزہ لینے کے بعد اسکے کے مستقبل کے بارے میں کہا:

"Today still further chances are visualized. There is a scheme to expand the College and to run it on the lines of a first class boarding school (public school). The number of boys, it is hoped, will be increased appreciably and to meet the increase, additional accommodation will be provided for both students and the staff. In its new form the College will provide an education which will prepare boys not only for entry to the services, but also for civil professions and administrative posts under the civil government."

جنرل گریسی نے اپنے خطاب میں سلور جوبلی کے حوالے سے تمام سابق وحال طلباء کے نام ایک پیغام دیا۔

"On this occasion of the Silver Jubilee, all of you should steadfastly pledge yourselves to the service of Pakistan and solemnly dedicate your lives to the maintenance of its strength and prosperity."

(سلور جوبلی کی تقریبات کی روداد ری یونین کے باب میں تفصیل سے مذکور ہے۔)

سلور جوبلی نمبر

کالج کے میگزین ''تربیت'' کا اگلا شمارہ مئی ۱۹۵۱ء میں سلور جوبلی نمبر کے نام سے شائع ہوا اس میں نہ صرف سلور جوبلی کی تقریبات کی روداد تھی بلکہ چند نہایت اہم تاریخی نوعیت کے مضامین بھی شامل تھے کالج کے بانی سپرنٹنڈنٹ لیفٹیننٹ کرنل ریڈ فورڈ نے کنگ جارجز رائل انڈین ملٹری سکولوں جہلم/ جالندھر کی تاسیس کے پس منظر اور مقاصد کے بارے میں لکھا کالج کی تاریخ کے بارے میں یہ بنیادی اور مسلم الثبوت معلومات ہیں۔ ماضی کی جھلکیوں کے عنوان سے کالج کے ایک سابق کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ڈبلیو پی سلیبی نے اپنے نہایت اہم عبوری دور ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۷ء کے بارے میں لکھا۔ لیفٹیننٹ کرنل ٹی ایچ ایل سٹبنگ نے جہلم کی یادوں کے نام سے اپنے عہد سربراہی، ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۷ء کی تاریخ بیان کی۔ ان تینوں مضامین میں ۱۹۲۲ء سے ۱۹۴۷ء تک کی کالج کی تاریخ سمٹ آئی ہے۔ ۵۲-۱۹۴۸ء کے دور کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین نے مسلسل ترقی کے پچیس سال کے عنوان سے ۱۹۲۵ء سے ۱۹۵۰ء تک کالج کے پچیس سال کی عہد بہ عہد ترقیوں اور کالج کے مقاصد اور دائرہ کار کی سرحدوں کی توسیعوں کا جائزہ لیا ہے۔ سلور جوبلی کے مہمان خصوصی کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی کے سلور جوبلی ایڈریس کا بھی پورا متن نقل کیا گیا ہے۔ یہ بھی بہت قیمتی دستاویز ہے اس میں نہ صرف کالج کی قدر و قیمت کا جائزہ ہے بلکہ یہ مستقبل کی منصوبہ بندی کا بلو پرنٹ بھی ہے۔ آج چالیس سال کے بعد بھی کالج اس سے آگے کیا، اس ویژن کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں سلور جوبلی سانگ اور سلور جوبلی (Flashes) کے عنوان سے دو انگریزی نظمیں بھی شامل تھیں۔ اردو سیکشن میں کالج کا سنگ بنیاد، (سلور جوبلی کا اردو ترانہ) جشن مسرت اور یہ ''کے جی کالج ہے'' اس نمبر میں شامل تھے۔ مضامین کی فہرست یہ ہے۔

1.	Editorial	Mr. F.H. Hydri
2.	Silver Jubilee Song _ A Review	Mr. F.H. Hydri
3.	Silver Jubilee Celebrations	Lt. Col. S.F Zaidi
4.	25 Years of Steady Progress-Address by:	The C.N.C General Sir Douglas D. Gracey

5. Jubilee Souvenir.
6. 'The First Architect of the Royal College' - An Auto biographical Sketch of Lt. Col. H. Redford
7. Glimpses of the Past — Lt. Col. Selebie
8. Jhelum Memories — Lt. Col. T.H.L. Stebbing
Ex 856 Capt Mumtaz Ali
9. Jubilee Flashes

تصاویر

۱۔ شروع میں پورے صفحہ کی شہنشاہ جارج پنجم کی تصویر Founder of Royal College کے نام سے

۲۔ اسکے سامنے قائداعظم کے فوٹو کے ساتھ یہ قول

God has given us a grand opportunity to show our worth as architects of a new state. Let it not be said that we did not perform our duty well.

1. Jubilee Flashes-Ex. 856 Capt Mumtaz Ali
2. Unbreakable Ties - Asadullah Khan
3. The Obstacles.Ex. 949, U.-O.Mohammad Akber

۳۔ سلور جوبلی ری یونین کے شرکاء اولڈ بوائز سٹاف کا فوٹو مہمانِ خصوصی کے ساتھ

۴۔ جمخانہ کھیلوں کی تصویریں

۵۔ ہاکی ٹیموں کا فوٹو

۶۔ نئے اور پرانے پائپ بینڈ کی تصویر

۷۔ مہمانِ خصوصی پریڈ گراؤنڈ میں آتے ہوئے

۸۔ پریڈ کا منظر

۹۔ مارچ پاسٹ

۱۰۔ ڈرامے کے بعد چار فوٹو گراف

۱۱۔ پی ٹی کا مظاہرہ

۱۲۔ ڈرامہ کے ناظرین

۱۳۔ ڈرامہ کے اداکار ڈنر میں مہمانِ خصوصی کے ساتھ

۱۴۔ سینئر پریفیکٹس کرنل سٹیبنگ کے ساتھ (۱۹۳۹ء کا فوٹو)

۱۵۔ کیڈٹ آفیسرز اور آفیسرز جنرل گریسی کے ساتھ۔

۱۶۔ مہمانِ خصوصی ایڈریس کرتے ہوئے۔

۱۷۔ لیفٹیننٹ کرنل او ایچ رڈفورڈ سپرنٹنڈنٹ کے جی آر ایم ایس سکولز جہلم و جالندھر ۲۶-۱۹۲۴ء

۱۸۔ افتتاحی سٹاف ۳۰-۱۹۲۵ء کیپٹن ڈبلیو ایل کلارک کے ساتھ

۱۹۔ ۳۳-۱۹۳۰ کا سٹاف، کیپٹن ایچ ایچ کلارک کے ساتھ

۲۰۔ لیفٹیننٹ کرنل ڈبلیو پی سلیبی۔ ایم سی ۳۶-۱۹۳۳ء

۲۱۔ لیفٹیننٹ کرنل ٹی ایچ ایل سٹیبنگ ۴۷-۱۹۳۳ء

۲۲۔ ۱۹۵۱ء کی فٹ بال، ہاکی ٹیمیں، فائن آرٹ کلچرل سینٹر

۲۳۔ لیفٹیننٹ اورنگ زیب ۴۸۔۱۹۴۷ء

۲۴۔ تعلیمی سٹاف

۲۵۔ انتظامی آفیسرز

۲۶۔ IMA ڈیرہ دون میں کے جی طلباء ۱۹۳۹ء

۲۷۔ لیفٹیننٹ کرنل ایس ایف ایچ زیدی

سلور جوبلی کے تیس شرکاء میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

۲ لیفٹیننٹ کرنل محمد سلطان، ۸۵۲ کیپٹن ممتاز علی، ۱۶۶۰ علی عابد، ۱۲۰۵ محمد شریف، ۵۶ صوبیدار حق نواز، ۳۴۷ کیپٹن محمد اقبال، ۵۸۴ لیفٹیننٹ اورنگ زیب، ۲۶۱ لیفٹیننٹ کرنل رحمان گل، ۲۵۰ لیفٹیننٹ کرنل محمد گل شیر، ۱۹ کرنل محمد حیات، ۵ انور محمد، پی سی ایس، ۵۶۵ لیفٹیننٹ کرنل محمد فاروق، ۵۳ کیپٹن مولا بخش، ۳۴۸ میجر خواجہ محمد، ۲۲۷ صوبیدار کالا خان، ۱۲۳۳ جی سی محمد اکرم۔

گولڈن جوبلی

کالج کی پچاسویں سالگرہ کی تقریبات ۲۲ اور ۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء دو دن جاری رہیں جو گولڈن جوبلی ری یونین اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی جنرل میٹنگ، گولڈن جوبلی کنسرٹ اور سالانہ جلسہ تقسیم انعامات پر مشتمل تھیں۔ آخری تقریب کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل ٹکا خان تھے۔ پروگرام یہ تھا۔

۲۲ نومبر ۱۹۷۵ء

۰۸۰۰	استقبال
۱۰۳۰	خطبہ استقبالیہ کمانڈانٹ
۱۰۴۵	چائے کی ضیافت
۱۱۰۰	نئے اور پرانے عالمگیریز کے درمیان کرکٹ میچ
۱۲۴۵	آرٹ ہینڈی کرافٹس، فوٹوگرافی، سائنس کی نمائش موسیٰ ہال میں
۱۳۰۰	لنچ (میس بی)
۱۵۰۰	گروپ فوٹوگراف
۱۵۱۰	جمخانہ کھیل (سپورٹس گراؤنڈ)
۱۶۱۵	تقسیم انعامات
۱۶۳۰	عصرانہ (گارڈن پارٹی)
۱۷۰۰	نماز مغرب
۱۸۰۰	چراغاں مین گیٹ، موسیٰ ہال، میس بی
۱۹۰۰	گولڈن جوبلی کنسرٹ
۲۰۰۰	ڈنر
۲۱۰۰	اولڈ بوائز ورائٹی پروگرام

۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء

۹۰۰	اولڈ بوائز ایسوسی ایشن جنرل میٹنگ
۱۱۰۰	نئے اور پرانے عالمگیرینز کے درمیان فٹ بال میچ
۱۴۰۰	تقریب تقسیم انعامات
۱۶۰۰	شہداء کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی (موسیٰ ہال)

گولڈن جوبلی کے موقع پر کالج کا ایک یادگاری گول بیج جس کے حاشیوں پر ملٹری کالج جہلم گولڈن جوبلی اور درمیان میں ۷۵-۱۹۲۵ء لکھا تھا۔ استقبالیہ پر سب مہمانوں کے سینے پر لگایا گیا تھا۔ گولڈن جوبلی پر کالج کی مختصر تاریخ بعنوان۔

"Fifty Years of Military College"

اور کالج کے نئے ترانے کا ریکارڈ بھی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سیل کے سٹال پر فروخت کے لئے موجود تھا۔ مہمانوں کے قیام کا انتظام اورنگ زیب ہاؤس اور ٹیپو سلطان ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ کھانے کا انتظام میس بی میں تھا۔ گولڈن جوبلی کی تقریبات میں کالج کے شہیدوں کو خراج عقیدت کی گونج بار بار سنی گئی۔ خصوصاً کمانڈانٹ کے افتتاحی خطاب، اولڈ بوائز کی جنرل میٹنگ، کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ اور مہمانِ خصوصی جنرل ٹکا خان کی صدارتی تقریر میں شہداء کو شاندار خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مہمانِ خصوصی نے کالج کے شہداء کی ایک موزوں یادگار تعمیر کرنے پر زور دیا۔

گولڈن جوبلی کی اصل تقریبات یعنی گولڈن جوبلی ری یونین، گولڈن جوبلی کنسرٹ اور گولڈن جوبلی اولڈ بوائز جنرل میٹنگ کی روداد متعلقہ ابواب میں دی گئی ہے۔ گولڈن جوبلی کی تقریبات میں ۱۹۹۳ اولڈ بوائز تین سابق کمانڈانٹس بشمول میجر غلام احمد اور لیفٹیننٹ راؤ عبدالوہاب، ۹ سابق اساتذہ نے شرکت کی۔ جو اولڈ بوائز پیش پیش رہے وہ یہ تھے۔

۲ بریگیڈیئر سلطان محمد، ۸ صوبیدار میجر محمد حسین، ۱۹ بریگیڈیئر رب نواز، ۳۰ کیپٹن محبت خان، ۳۹ صوبیدار محمد اقبال، ۵۶ صوبیدار حق نواز، ۱۷۳ بریگیڈیئر رب نواز، ۱۹۱ بریگیڈیئر عباس بیگ، ۳۷۵ کرنل عنایت خان، ۴۰۲ کرنل حضور احمد خان، ۴۹۸ بریگیڈیئر امیر جان، ۵۶۵ بریگیڈیئر محمد صادق، ۵۶۶ میجر جنرل محمد بشیر، ۶۸۸ بریگیڈیئر عطا محمد، ۶۸۴ مسٹر غنی خان، ۶۹۰ بریگیڈیئر بشیر احمد، ۷۴۳ بریگیڈیئر محمد اقبال، ۷۵۲ لیفٹیننٹ کرنل رشید احمد، ۸۵۶ میجر جنرل ممتاز علی، ۱۵۲۰ مسٹر محمد اعظم خان، ۱۵۵۱ مسٹر خادم حسین، ۱۵۶۹ مسٹر محمد زمان بھٹی، ۱۶۰۷ احمد یونس کیانی، ۱۶۶۸ میجر گل بادشاہ، ۲۰۰۰ مسٹر سرفراز مرزا، ۲۰۱۵ لیفٹیننٹ کرنل طارق نظامی ۲۰۴۰ لیفٹیننٹ کرنل سعید اختر، ۲۱۹۶ میجر سلطان حیدر۔

ایک المناک واقعہ

۳۵۱ میجر محمد اکرم جو جوبلی کی تقریبات میں شرکت کرنے ۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء دوپہر کو پہنچے تھے۔ انعامات کی تقریب کے دوران دل کا دورہ پڑنے سے یکا یک انتقال کر گئے۔ کالج ہی میں انکی نماز جنازہ میں تمام اولڈ بوائز نے شرکت کی۔

ایک آرزو کی تکمیل

نومبر ۱۹۵۰ء کی سلور جوبلی میں ۸۵۶ کیپٹن ممتاز علی نے شرکت کی اور جوبلی کی یاد میں سلور جوبلی نمبر (Jubilee Flashes) کے نام سے ایک نظم لکھی۔ اسکا آخری بند تھا۔

"Thanks, dear old Alma Mater,
For all your love and amity, thanks;
Let's hope we live to celebrate,
Your Golden Jubilee:

میجر جنرل ممتاز علی ستارۂ جرأت گولڈن جوبلی میں بھی شریک ہوئے What a Pleasure اور اس کے بعد ڈائمنڈ جوبلی میں بھی۔

گولڈن جوبلی نمبر

۱۹۷۵ء کے میگزین گولڈن جوبلی سے منسوب کیا گیا۔اس میں ایک گولڈن جوبلی سیکشن بھی تھا اسکے مندرجات یہ تھے۔

1.	Fifty Eventful years_ A Resume	Mr Saeed Rashid
2.	The Great Alamgirian Spirit	Col. M. Zahurul Haque
3.	Golden Jubilee_ A Flash back	Mr. Saeed Rashid
4.	Old Boy's Association & the Golden Jubilee:	Prof Ainud Din Alvi
5.	Participating Alamgirian	
6.	The Roll of Honour_ The Distinguished Old Boys	
7.	Head Boys of the College.	

تربیت کے اردو سیکشن میں

مادر درس گاہ

کالج سے وابستہ کچھ یادیں کچھ تاثرات

لیفٹیننٹ کرنل رشید احمد ستارۂ جرأت

گولڈن جوبلی کی ایک جھلک

کیڈٹ ظہیر احمد ارشد

کالج گیٹ نے کہا

کیڈٹ ندیم فضل

تربیت کے اردو سیکشن میں کالج کا نیا ترانہ بھی چھپا تھا۔

ڈائمنڈ جوبلی

کالج کی ساٹھویں سالگرہ یا ڈائمنڈ جوبلی ۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ء کو آتی تھی۔لیکن انتظامی وجوہ کی بناء پر ڈائمنڈ جوبلی کی تقریبات (اولڈ بوائز ری یونین، عالمگیر نیز ایسوسی ایشن کی جنرل میٹنگ اور تقریب سالانہ تقسیم انعامات) ۱۸ نومبر سے ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء تین دن تک جاری رہیں اور ہر خاص تقریب پر ایک علیحدہ مہمانِ خصوصی ہوتا تھا۔آخری دن کے مہمان وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو تھے۔پروگرام کا ایک خوبصورت بروشر شائع کیا گیا۔اس کے دوسرے صفحے پر سلور جوبلی کا ترانہ جشن مسرت (اب جشن مسرت آ پہنچا، پھر گیت خوشی کے گانے دو) چھاپا گیا تھا۔ڈائمنڈ جوبلی بروشر کے دوسرے مندرجات یہ تھے۔

پروگرام

۱۸ نومبر ۱۹۷۵ء

۱۶۰۰	مہمانوں کا استقبال
۱۷۰۰_۱۶۳۰	چائے
۱۸۴۵	استقبال مہمانِ خصوصی بریگیڈیئر محمد حیات
۱۹۰۰	ڈنر (میس بی)

۲۰۰۰_۲۱۴۵	ڈرامیٹک شو

۱۹ نومبر ۱۹۷۵ء

۰۹۳۰	مہمانِ خصوصی جنرل محمد اقبال خان
۰۹۴۰	خطبہ استقبالیہ۔ کمانڈانٹ محمد عثمان شاہ
۰۹۴۵	خطاب مہمانِ خصوصی
۰۹۵۰	یادگار شہداء پر پھول چڑھانے کی رسم اور فاتحہ
۱۰۰۰	گروپ فوٹو
۱۰۳۰	چائے مہمانِ خصوصی کے ساتھ
۱۰۴۰تا۱۱۳۰	جمخانہ کھیل
۱۱۳۰تا۱۱۴۰	تقسیم انعامات
۱۲۰۰تا۱۳۲۰	جنرل میٹنگ عالمگریز ایسوسی ایشن
۱۳۲۰ تا ۱۴۲۰	لنچ
۱۵۳۰تا۱۶۳۰	ہاکی، فٹ بال میچ (نئے پرانے عالمگیرین میں)
۱۶۳۰تا۱۷۰۰	چائے
۱۷۳۰تا۱۸۳۰	آرام
۱۸۴۵	مہمانِ خصوصی جنرل خالد محمود عارف، وائس چیف آف آرمی سٹاف کی آمد
۱۷۰۰تا۱۸۰۰	ڈنر
۲۰۰۰ تا ۲۱۴۵	ڈرامیٹک شو
۲۱۴۵تا۲۲۰۰	کالج کی تاریخ ۔ داستان علم وعمل جلد اول کا افتتاح
	ڈرامہ کے انعامات کی تقسیم
۲۲۰۰	اولڈ بوائز ورائٹی پروگرام

۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء

۰۹۱۵	مہمانِ خصوصی وزیر اعظم پاکستان کی آمد
۰۹۲۰	یادگار شہداء پر پھول چڑھانے کی رسم اور فاتحہ
۰۹۳۰	میوزیم میں ماسٹر پلان کی بریفنگ
۰۹۴۵	تقریب تقسیم انعامات ۔ سپورٹس گراؤنڈ

کالج ترانہ، مارچ پاسٹ، جمناسٹک، تلاوت قرآن حکیم، ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیاں۔
کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ، انعامات کی تقسیم، خطاب مہمانِ خصوصی
نمائش۔ گروپ فوٹو

۱۱۴۵ تا ۱۲۱۵ چائے ۔موسیٰ ہال لان

۱۲۱۵ اختتام

ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر چار تحفے (souvenirs) تیار کئے گئے ۔

۱۔ ڈائمنڈ جوبلی پروگرام

۲۔ ڈائمنڈ جوبلی بروشر

۳۔ ڈائمنڈ جوبلی بیج

۴۔ ڈائمنڈ جوبلی شیلڈ

ڈائمنڈ جوبلی شیلڈیں بھی دو قسم کی تھیں ایک چھوٹی چوکور، دوسری گول بڑے سائز کی جو مہمانِ خصوصی اور جنرل آفیسرز کو پیش کی گئیں ۔ یہ چاروں تحائف تمام مہمانوں کو دیئے گئے ۔ گولڈن جوبلی کنسرٹ کا پروگرام علیحدہ چھپا ہوا تھا۔ جنرل میٹنگ کے شرکاء کے پروگرام کے لئے علیحدہ ڈائمنڈ جوبلی فائل تیار کیا گیا تھا۔

ڈائمنڈ جوبلی کے مہمانوں کے قیام کا بندوبست اورنگ زیب ہاؤس، ٹیپو ہاؤس، جہلم، کھاریاں، اور منگلا ریسٹ ہاؤسز میں کیا گیا تھا۔ ڈائمنڈ جوبلی ری یونین کا احوال ، ری یونین کے باب میں، عالمگیرین ایسوسی ایشن کی جنرل میٹنگ کی روداد عالمگیرین ایسوسی ایشن کے باب میں، کمانڈانٹ کی رپورٹ اور مہمانِ خصوصی کے خطابات متعلقہ ابواب میں شامل ہیں ۔

ڈائمنڈ جوبلی کی تقریبات میں تین سو اولڈ بوائز نے شرکت کی ۔ مہمانوں میں جنرل محمد اقبال خان، لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال، صدر عالمگیرین ایسوسی ایشن، میجر جنرل سجاد حسین، میجر جنرل محمد اکرم، میجر جنرل محمد اشرف، میجر جنرل آر ڈی بھٹی، لیفٹیننٹ جنرل رحمان گل، لیفٹیننٹ جنرل سعادت علی خان، میجر جنرل محمد بشیر خان، بریگیڈیئر غلام محمد، میجر جنرل ممتاز علی، میجر جنرل پیرداد خان، بریگیڈیئر محمد حیات، بریگیڈیئر رب نواز، بریگیڈیئر عباس بیگ، بریگیڈیئر محمد صادق خان، بریگیڈیئر عطا محمد، بریگیڈیئر محمد اشرف، بریگیڈیئر رب نواز بریگیڈیئر مقصود الحسن، بریگیڈیئر محمد اقبال، بریگیڈیئر بشیر احمد، بریگیڈیئر سعید اختر بھی شامل تھے ۔

۸۷۔۱۹۸۶ عالمگیرین ڈائمنڈ جوبلی نمبر کے انگریزی سیکشن میں جناب صدر، وزیر اعظم، وی سی او اے ایس اور جنرل محمد اقبال خان کے پیغامات اور اردو سیکشن میں پروفیسر سعید راشد کا لکھا ہوا ڈائمنڈ جوبلی رپورتاژ شامل تھا۔ اور میگزین جوبلی کی تقریبات کے اہم رنگین فوٹوؤں سے مزین تھا۔

ڈائمنڈ جوبلی بروشر کے مندرجات

(۱) کالج کا پرانا انگریزی ترانہ

(۲) پیغامات از صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق، وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو، وائس چیف آف آرمی سٹاف جنرل خالد محمود عارف

(۳) کالج کی مختصر تاریخ (۴) رول آف آنر (۵) اعزازی تلوار یافتگان (۶) ہیڈ بوائز

(۷) گارڈنر میڈل ونرز اختر احسن اور سی جے ایس گولڈ میڈلسٹس (۸) صدر عالمگیرینز ایسوسی ایشن

(۹) عالمگیرینز ایسوسی ایشن کے عہدیدار (۱۰) ممتاز عالمگیرینز۔ افواج پاکستان میں، سول میں

(۱۱) اسپورٹس میں امتیازی کارکردگی (۱۲) اسٹاف کالج (۱۳) کالج کا ترانہ

وڈیو فلم

ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب کی چھ گھنٹے کی وڈیو فلم ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کے زیر اہتمام تیار کی گئی ۔ جو اب میوزیم میں محفوظ ہے۔

☆ ☆ ☆

اولڈ بوائز ری یونین کی تقریبات

بریگیڈیئر محمد حیات (کالج نمبر۱۹) اپنی یاد داشتوں میں لکھتے ہیں۔

'' کالج کے اولڈ بوائز کی پہلی گو بہت محدود ری یونین ۱۹۳۷ء کے اوائل میں ہوئی تھی ۔ مجھے کمانڈانٹ جناب کیپٹن سلیبی نے اولڈ ہیڈ بوائے کی حیثیت سے خاص طور سے کچز کالج نوگانگ سے بلوایا تھا۔اس ری یونین کا اہتمام اس وقت کے سینئر انڈین آفیسر رسالدار میجر کامیاب خان نے کیا تھا تاریخی لحاظ سے کالج کی دوسری ری یونین ۲۲ مئی ۱۹۴۸ء کو کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب کے موقع پر منعقد ہوئی تھی اور اس میں تیس اولڈ بوائز نے شرکت کی تھی''۔

اس زمانے کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی اپنے دور کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں'' کمانڈر انچیف جنرل ڈگلس گریسی کے ایماء سے ۲۲ مئی ۱۹۴۸ کو کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر کالج کی پہلی باقاعدہ ری یونین کا انعقاد رسالدار میجر (بعد کو لیفٹیننٹ) راؤ عبدالوہاب کے سرگرم تعاون سے کیا تھا'' اس ری یونین کی روداد مئی ۱۹۴۹ء کے میگزین کے انگریزی سیکشن میں اولڈ بوائز کارنر کے نام سے ۹۸۶ کیڈٹ آفیسر مہر خان کے قلم سے چھپی جس کی تفصیل یہ ہے۔

'' سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر ری یونین کی تقریبات ۲ اور ۳ مئی کو منعقد ہوئیں۔ جگہ کی قلت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اولڈ بوائز میں سے صرف آفیسرز کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی ۔تقریباً دو سو دعوت نامے جاری کئے گئے تھے جن میں سے صرف تیس شرکت کر سکے ۔مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام سکین ہاؤس (موجودہ بابر ہاؤس) میں کیا گیا تھا۔ مہمانوں کی آمد کیم کی شام سے شروع ہوگئی تھی۔ ۲ مئی کی صبح تقریباً ۲۵ اولڈ بوائز جمع ہو چکے تھے۔صبح نو بجے سارا کالج باکسنگ رنگ کے سامنے جمع ہوا۔ باکسنگ رنگ اسٹیج بنا۔اس اسٹیج پر سارے مہمان بیٹھے ۔کمانڈانٹ کی خیر مقدمی تقریر کے بعد اولڈ بوائز نے ایک ایک کر کے اپنا تعارف کرایا اور کالج چھوڑنے سے اس وقت تک کے اہم تجربات کا ذکر کیا۔

اولڈ بوائز اپنی اپنی یونیفارم میں تھے اور ان میں سے بیشتر کے سینہ پر تمغے جھلملا رہے تھے ۔تعارف کا سلسلہ سنیئر موسٹ اولڈ بوائے کالج نمبر۲ لیفٹیننٹ کرنل (بعد میں بریگیڈئر) سلطان محمد اے کیو ۷ ڈویژن سے شروع ہوا۔ میجر رب نواز (کالج نمبر۱۷۳) بعد میں بریگیڈیئر نے بہت دلچسپ انداز میں اپنا تعارف کرایا۔ انہوں نے دوسری جنگ عظیم کے دوران ملایا میں اپنے تجربات کا ذکر کیا۔ان کے بعد کالج نمبر ۴۰۲ کیپٹن (بعد میں کرنل) حضور احمد خان اسٹیج پر آئے ان کے سینہ پر ملٹری کراس کا تمغہ دیکھ کر کیڈٹس نے فرمائش کی کہ اپنے ایم سی کے بارے میں کچھ بتائیں تو انہوں نے اٹلی کے محاذ پر اس ایکشن کی تفصیلات بتائیں۔ جس کے لئے انہیں ایم سی سے نوازا گیا۔کیپٹن حضور احمد خان کے بعد جو صاحب سامنے آئے وہ سویلین کپڑوں (سوٹ ٹائی) میں ملبوس تھے۔ یہ کالج نمبر۱۱ جہلم کے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مسٹر نور محمد ٹوانہ تھے۔ جنہوں نے کالج چھوڑنے کے بعد سے بی اے ایل ایل بی کر کے اپنے سول سروس میں آنے کی داستان سنائی۔کالج نمبر۵۳ لیفٹیننٹ مولا بخش نے بتایا کہ کس طرح ۱۴ سال رینکس میں سروس کرنے کے بعد بڑی شدید جدوجہد کے بعد کمیشن ملا۔انہوں نے دوسری جنگ عظیم میں جاپانیوں کی قید میں ہولناک مظالم جو ان پر اور دوسرے جنگی قیدیوں پر توڑے گئے تھے ان کی تفصیلات سنائیں۔ مولا بخش کے بعد ٹوچی اسکاوٹ کے کیپٹن عثمان اسٹیج پر آئے۔انہوں نے جنگ میں زخمی ہونے اور ایک مصنوعی ٹانگ لگوانے کی کہانی سنائی۔کیپٹن محبوب نے اپنی داستان بیان کرنے کا مزاحیہ انداز اختیار کیا۔جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔کیپٹن خواجہ محمد کچھ سنجیدہ موڈ میں تھے۔انہوں نے طلباء کو نصیحت کی کہ یہاں کی ٹریننگ کی سختیوں اور پابندیوں سے نہ گھبرائیں یہ آرمی لائف کی تیاری ہے۔جو سروس میں بہت کام آئے گی۔ ۸۳۵ لیفٹیننٹ (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل ستارہ جرأت دوبار اور شہید) حق نواز بھی تھوڑی دیر کے لئے آئے۔پھر اپنی ذاتی یونین (شادی کے) انتظامات کو آخری شکل دینے کے لئے چلے گئے۔ ۲ مئی کی سہ پہر کو نئے اور پرانے طلباء میں ہاکی کا میچ ہوا جس میں پرانوں نے ثابت کیا کہ اولڈ از گولڈ۔میچ کے بعد سب ایک بار پھر باکسنگ رنگ میں جمع ہوئے اور اولڈ بوائز کی فرمائش پر کمانڈانٹ میجر این ایف ایچ زیدی نے کالج کی متوقع تعلیمی و تنظیمی تبدیلیوں کی تفصیلات بتائیں اور اس عزم کا اظہار کیا کہ کالج کو ایک آفیسرز تیار کرنے والا ادارہ بنانا ہے۔

مغرب کی نماز کے بعد نئے کالج ہال میں کالج ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا۔ جس میں تشکیل پاکستان کے موضوع پر کالج کے اساتذہ اولڈ بوائز اور کیڈٹس نے حصہ لیا۔ اس ری یونین کی ایک اہم خصوصیت تھی کہ اس تقریب کو بھی قومی جذبہ سے مربوط رکھا گیا۔ ۳ مئی ۱۹۴۸ کی صبح جمخانہ کھیلوں کی دھوم رہی۔ ۶۴۴ کیپٹن (بعد میں کرنل) متین اور لٹل جان کیپٹن (بعد میں بریگیڈیئر) اقبال ۷۴۳ (قد چھ فٹ ۴ انچ) اور کیپٹن گل کھیلوں پر چھائے رہے۔ اور بیشتر فینسی انعامات حاصل کئے۔ اس کے بعد اولڈ بوائز کا کیڈٹ سی اوز اور این سی اوز کے ساتھ فوٹو گراف ہوا۔ سہ پہر کو سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب میں سب مہمان اولڈ بوائز نے شرکت کی۔ شام کو اسٹاف نے مہمان سابق طلباء کو کھانے کی دعوت دی اور کھانے کے بعد کیڈٹس نے مہمانوں کے اعزاز میں ایک ورائٹی پروگرام پیش کیا اس پروگرام کے ساتھ ہی ری یونین کی تقریبات بڑی خوشگوار یادوں کے ساتھ ختم ہوئیں۔

اولڈ بوائز کی تیسری اور تعداد اور پروگرام کے لحاظ سے پہلی بڑی ری یونین کالج کی سلور جوبلی کے موقع پر منعقد ہوئی۔ اس لحاظ سے سلور جوبلی کی جان ری یونین ہی تھی۔ ری یونین کی تقریبات ۲۷ نومبر ۱۹۵۰ء کی شام سے ۲۹ نومبر ۱۹۵۰ء کی شب تک جاری رہیں۔ کالج میں تین روز تک جشن کا سماں رہا۔ ہر طرف پر جوش، بے محابا قہقہے بے تکلف فقرے پرانے لطیفے، گزرے ہوئے دنوں کی یادیں، بیتے ہوئے دنوں کی باتیں عمر رفتہ کو آوازیں، دلچسپ صبح شام دلپذیر پروگرام و آہنگ کی لہریں کالج کے در و دیوار نے ۲۵ برس سے ایسی بے تکلف ملاقاتوں ایسے بے محابا تفریحی کھیلوں اور بے حساب مسرتوں کے خزانے لٹتے پہلے کہاں دیکھے تھے۔ ملٹری کالج کے ان فرزندوں میں جن کے بے ساختہ معصوم قہقے آج کی فضاؤں میں گونج رہے تھے، اپنی ماؤں کے وہ اکلوتے بیٹے بھی تھے۔ جنہیں کل مادر وطن کے لئے خاک و خون میں لتھڑنا تھا اور وہ بھی جن کے جیالے سینوں پر ستارہ ہائے جرأت جگمگانا تھے۔

اے نگار وطن تو سلامت رہے

تجھ پر کیسے کیسے چاند اور سورج قربان ہوئے ہیں۔

ری یونین کی تقریبات کا آغاز ۲۷ نومبر ۱۹۵۰ء کی شب کو اولڈ بوائز کے غیر رسمی ڈنر سے ہوا۔ صحیح معنوں میں ری یونین کے مناظر اس وقت دیکھنے میں آئے۔ ہیلو۔ یو اولڈ چیپ۔ ہیلو۔ مائی ڈیئر سر، ہیلو یو منکی مین۔ کے فقرے بار بار سننے میں آئے اور ہر نئی ملاقات پر پہلے ہیلو یو۔ کا نعرہ ہوتا پھر گلے ملنا ہوتا۔ برسوں کے بچھڑے سنگی ساتھی ملے تھے۔ خوب فقرے بازی ہو رہی تھی نک نیم چل رہے تھے۔ ایسے میں کھانے کا ہوش کہاں۔ اصل لطف اس وقت آیا جب ایک پر جوش سینئر اولڈ بوائے یکے بعد دیگرے پر جوش ملاقاتوں اور پسلی توڑ معانقوں سے فارغ ہوئے تو ان کی میز کے ڈونگوں سے دوسرے نسبتاً کم مصروف حضرات مکمل انصاف کر چکے تھے۔

ری یونین کے منتظمین نے آفیسرز اور جے سی اوز کے ٹھہرنے کا انتظام علیحدہ علیحدہ ہاؤسوں میں کیا تھا That Would Be Funny ایک سینئر اولڈ بوائے نے کہا اور اپنے پرانے چم (Chum) جے سی او کو چن کر اپنے ساتھ ہی سکین ہاؤس (بابر ہاؤس) میں لے گئے۔ پھر سب ہی آہستہ آہستہ اسکین ہاؤس میں جمع ہو گئے۔ لطیفہ اس وقت ہوا جب دس بجتے ہی سکین ہاؤس کے ایک پرانے ہیڈ بوائے نے لائٹس آوٹ کی سیٹی بجا دی اور دو ایک نے گھبرا کر لاشعوری طور پر لائٹس کے سوئچ آف کر دیئے۔ پھر قہقہہ پڑا اور بتیاں آن کر دی گئیں۔ رات بھیگتی جا رہی تھی۔ لیکن بیتے دنوں کی کہانیاں ختم ہونے کو نہیں آ رہی تھیں۔ رات گئے چند منچلے اپنے اوور کوٹ لے کر اٹھے اور ایک پرانی روایت کو تازہ کرنے زمیندار ہوٹل پر چائے پینے چلے۔ ان کو جاتے دیکھ کسی نے نعرہ لگایا۔ ''سی ایس ایم منظور ان کا چارج شیٹ تیار کرو۔ صبح کو ان کو ۹۸ (مائل اسٹون) کی سیر کراؤ'' دوسرے نے فقرہ چست کیا اور پوری ڈارم نے باجماعت قہقہہ لگایا۔

۲۸ نومبر کی صبح جم خانہ کھیلوں کے فن اور فرالک (Fun and Frolic) کا دلچسپ سلسلہ اس وقت اپنے عروج پر پہنچا جب آنکھیں بند کر کے ''مٹکا توڑنے'' کا کھیل شروع ہوا۔ کسی نے نعرہ لگایا۔ ''یہ مٹکا کس نے بھنا ہے''۔ دوسری طرف سے جواب آیا'' یہ مٹکا کالے خان نے بھنا ہے''۔ (اشارہ ایک مشہور مذاق کی طرف تھا جو اس زمانہ میں عام تھا) لطف یہ کہ اس وقت مری کے علاقہ کے جناب کالے خان بہ نفس نفیس موجود تھے اور جوک پر شور کرنے والوں میں سب سے آگے تھے۔ یہ تھی ری یونین کی سپرٹ۔

دوپہر کے کھانے کا انتظام وار میموریل کے علاقے میں، کھلے میدانوں میں، گھر میں پکنک کا سماں پیدا کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ اس لنچ پر نئے اور پرانے سب عالمگیرین موجود تھے۔ اور ایک فائیو سٹار ہوٹل کے کھانے کے معیار کے لنچ سے پکنک کی فضا میں لطف اندوز ہوئے۔ یہ پکنک نما لنچ پرانوں سے زیادہ نئے

عالمگیرین کے لئے ایک نعمت تھا جو کھانے کے رجمنٹیشن سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ایک میز پر چند جوئیر ز میجر (بعد میں کرنل) حضور خان ایم سی، (کالج نمبر۴۰۲) گھیرے ہوئے تھے۔''سر آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں''۔اس سے پہلے کہ میجر حضور کچھ جواب دیتے ایک بچے نے سوال داغ دیا۔ ''سر! ایم سی کیسے لیا جاتا ہے'' دوسرے گوشے میں کچھ لڑکے ۳۸۰ لیفٹیننٹ کرنل شیر محمد، ستارۂ جرأت سے سوال پر سوال کر رہے ہیں۔''سر! آپ کشمیر کے کس فرنٹ پر تھے۔آپ نے ہندوؤں کو کیسے مار بھگایا۔''کیپٹن حق نواز کیانی (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل، دو بار ستارۂ جرأت اور شہید) ایک اور گروپ کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔کالج نمبر دو لیفٹیننٹ کرنل (بعد میں بریگیڈئیر) سلطان محمود دوسرے سینئیر اولڈ بوائز سے محو گفتگو تھے۔اس لنچ پر پرانے ''شہبازوں اور نئے شاہینوں'' میں جو غیر رسمی چٹ چیٹ (Chit Chat) ہوئی، تجربات اور امنگوں کا جو تبادلہ ہوا اور بے ساختہ رہنمائیاں حاصل ہوئیں وہ اس سلور جوبلی ری یونین کا سب سے قیمتی پہلو تھا۔

سہ پہر کو ہاکی گراؤنڈ میں جوش میں آ کر پرانے خون نے نئے خون کو چیلنج کیا۔تجربہ اپنی جگہ لیکن گھنٹے سوا گھنٹے کی تگ و تاز نے ثابت کر دیا کہ جوانی کا خون بہر حال زیادہ گرم ہوتا ہے اور بڑوں نے خوش دلی سے شکست قبول کی اور چھوٹوں کے پر مہارت کھیل کی تعریف کی۔

آتش بازی

رات کی سیاہی گہری ہوئی تو رابرٹس ہاؤس (شیر شاہ ہاؤس) کے سامنے کے پریڈ گراؤنڈ (موجودہ موسیٰ ہال لانز) میں آتش بازی کے نظارہ نے رات کو دن بنا دیا۔پھلجھڑیاں چھوٹنے سے ایسا سماں بندھا جیسے آسمان کے تارے زمین پر اتر آئے ہوں۔ہوائیاں اوپر جا کر پھٹتی تھیں تو روشنی کی لکیریں تاریکیوں کا سینہ چیرتی ہوئی دور تک جاتی یوں دکھائی دیتیں جیسے بیشمار شہاب ثاقب ٹوٹ رہے ہوں۔آتش بازی کی جادوگری کا وہ منظر دیدنی تھا جب خاص طور پر تیار کروائے گئے آتشیں گولے اوپر جا کر پھٹے اور ۲۵ کا ہندسہ بنتا نظر آیا۔سب کے منہ سے نکلا۔''سلور جوبلی مبارک ہو'' ٹھیک اس وقت بزرگ استاد مرزا غلام احمد کی آواز ابھری۔''خدا کرے ملٹری کالج بھی یوں ہی مائل پرواز رہے اور جگمگاتا رہے'' پیچھے سے ایک اور پرانے استاد انور شاہ صاحب کی آواز آئی۔''آمین''۔اے او لیفٹیننٹ راؤ وہاب نے آتش بازی کا انتظام کیا تھا اور حق یہ ہے کہ حق ادا کر دیا۔آتش بازی کا یہ الف لیلوی مظاہرہ سینکڑوں دلوں میں سلور جوبلی کی مسرتوں اور کالج کی ترقیوں کی علامت بن کر زندہ ہے۔

سکین ہاؤس کے میس میں بہت سے اولڈ بوائز نے حیدری صاحب سے ایک سوال پوچھا،''سر! سنا ہے کوئی سنگر باہر سے آیا ہے''۔ایک طرف سے آواز آئی ''کوئی عام سنگر نہیں۔بڑا مشہور قوال ہے''۔حیدری صاحب نے کہا ''جو بھی ہے بہت جلد سامنے آ جائے گا۔بہر حال آپ لوگوں کو مایوسی نہیں ہوگی۔آج کی شب موسیقی آپ اولڈ بوائز کے نام، جو اس ملک کا مستقبل ہیں''۔کالج ہال میں موسیقی کی ابتداء کالج کے فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر کے نغمہ طرازوں نے کی۔۱۳۷۴ محمد گل کی پرسوز آواز گونجی۔

تم بھلائے نہ گئے ہائے بھلائے نہ گئے
چاند نکلا تیری صورت لے کر
رات آئی تیری صورت لے کر
ہم سے یہ گیت سنائے نہ گئے
تم بھلائے نہ گئے ہائے بھلائے نہ گئے

ہیڈ سوئیپر فیروز کے طبلے کی تھاپ اور کیڈٹ نور محمد کے ہارمونیم کے آہنگ کے ساتھ واجد علی کی درد بھری آواز ابھری۔

چندا رے جا رے، جا رے
پیا سے سندیسہ مورا کہیو جا
مورا تم بن جیا نہ لاگے
مورے اک پل چین نہ آئے
چندا رے جا رے، جا رے

گھڑیاں گن گن دن بیتت ہیں
آنکھوں میں کٹ جائیں رتیاں
توری آس لئے بیٹھے ہیں
ہنستے نیناں روتے نیناں
پھر بھی تو رامن نہ پگھلا
پگ پگ میں نیر بہائے
چندا رے ، جارے جارے

واجد کے اس گیت نے تو جیسے محفل لوٹ لی۔ ۱۰۱۷ یونس کیانی نے طلعت محمود کے اس گیت

تجھے دل میں بسانا چاہا تھا
تجھے دل میں ہم اپنے بسا نہ سکے

نے خوب جادو جگایا اور خوب جگایا۔ اس کے بعد وائلن اور گیٹار پر ایف اے سی کے فنکاروں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ اتنے میں پردہ گرا اور یہ اس بات کا اعلان تھا کہ اب مہمان فن کار کی باری ہے۔ پردہ اٹھا تو ناظرین نے مشہور کلو قوال کو اپنے سازندوں اور ہارمونیم کے ساتھ اپنے سامنے پایا۔ کلو قوال نے ایک عارفانہ غزل سے اپنے کمال فن کی ابتداء کی۔

دل کے ہر پردے میں مستور نظر آتے ہیں
ہیں تو نزدیک مگر دور نظر آتے ہیں

محفل موسیقی جمی ہو اور فن کار بھی کلو قوال کے پائے کا ہو تو بظاہر وقت تھمتا نظر آتا ہے جب طبلے پر آخری تھاپ پڑی اور قوالی کا سحر ٹوٹا تو رات بھیگ چلی تھی سحر قریب ہے خدا کا نام لے ساقی!

۲۹ کی صبح جلسۂ تقسیم انعامات کی ہلچل لے کر طلوع ہوئی لیکن بعض کے دلوں میں محفل شب کا خمار اب بھی باقی تھا۔ جب سب لوگ ناشتہ کیلئے ڈائننگ ہال کی طرف جا رہے تھے تو ایک صاحب ٹائی باندھتے ہوئے گنگنا رہے تھے

دل کے ہر پردے میں مستور نظر آتے ہیں
دل کے ہر پردے ۔دل کے ہر پردے

دوپہر کو تقسیم انعامات کی تقریب شروع ہوئی۔ کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی مہمانِ خصوصی تھے شام کو سلور جوبلی ری یونین کی تقریبات کا نقطہ عروج جوبلی کنسرٹ کی شکل میں سامنے آیا جس کی ابتداء سلور جوبلی ری یونین کے خصوصی ترانے

اب جشن مسرت آ پہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو

سے ہوئی اور اختتام انگریزی کے مسٹر حیدری کے لکھے اور کمپوز کئے ہوئے سلور جوبلی سانگ پر ہوا (اس کنسرٹ کی پوری روداد ایف اے سی کے باب میں بیان کی گئی ہے)

سلور جوبلی کنسرٹ کے ساتھ ہی سلور جوبلی کی تقریبات بشمول ری یونین اختتام کو پہنچیں ایک لمحہ تجدید ملاقات کا تھا اب بچھڑنے کا وقت آن پہنچا۔ سلور جوبلی کنسرٹ کے بعد میلہ اجڑنے لگا اس لمحہ کی یاد میں ری یونین کی روداد میں ایک اولڈ بوائے نے لکھا

" Although the warm grips of hands, reluctant to part, betrayed the inner feeling of our hearts, but we had to part. One by one, they all went their way, and by the early hours of the next morning the Silver Jubilee was a glamour that was gone, a symphony that was over, a dream that was no more, but nonetheless a memory

that stayed evergreen, ever-fresh and ever-sweet! -"

جب میت کا میلہ اجڑ چکا اور پیار پنچھی ایک ایک کر کے اڑ گئے تو ان لمحات میں مادر درسگاہ کے جذبات کی ترجمانی ری یونین کی روداد میں حیدری صاحب نے یوں کی۔

"Worthy sons of Pakistan, I feel proud of you, I trust, the Army and your great country find in you the guardians of the noble ideals they stand for. God bless you all.

تجدید ملاقات کی اس تقریب (ری یونین) میں جن سابق طلباء نے سلور جوبلی رجسٹر میں اپنے دستخط کیے ان کی تعداد ۲۴۰ تھی۔ اس میں وہ لوگ شامل نہیں تھے جنہوں نے صرف سالانہ جلسہ تقریب انعامات یا سلور جوبلی کنسرٹ میں شرکت کی۔ پرانے استادوں میں میجر غلام احمد صاحب، میجر ولایت شاہ صاحب، لیفٹیننٹ کرنل سکندر خان صاحب اور لیفٹیننٹ کرنل انور شاہ صاحب قابل ذکر تھے۔ اے او لیفٹیننٹ راؤ عبدالوہاب صاحب کی گرجدار انتظامی آواز کبھی یہاں کبھی وہاں کالج کے ہر گوشہ میں سنی جا سکتی تھی۔ سلور جوبلی ری یونین کو چار چاند سلور جوبلی کنسرٹ نے لگائے جس کے پس پردہ ایک جینیئس فن کار استاد تھا۔ فضل حق حیدری۔

سلور جوبلی ری یونین کی یاد میں کیپٹن (بعد میں میجر جنرل اور دوبار ستارۂ جرأت) ممتاز علی نے اپنے تاثرات انگریزی نظم میں حیدری صاحب کو لکھ کر بھیجے ان تاثرات کو موتیوں کی مالا بنا کر حیدری صاحب نے تربیت کے سلور جوبلی نمبر میں شائع کیا اس کی فوٹو کاپی یہ ہے۔

JUBILEE FLASHES

By (Ex 856) Captain Mumtaz Ali

(That the Silver Jubilee was not only a grand festival, but an inspiring episode in the life of the College is amply proved by this maiden attempt by one of the youngest of our 'Old Boys.' Apart from its beauty as a piece of graphic verse presenting a panorama of haunting memories, it is undoubtedly a most sincere tribute from a worthy son to his Alma-mater-F.H.H.)

The College never looked so bright,
With every one so drunk with glee,
As on that day of days that hailed
Her Silver Jubilee!
The Old Boys can from far and nigh,
And many a friends in full array;
While Gracey gave a graceful touch
To the geant and display.
With a beam of it in every eye,
And hearts aglow with love and pride,
Old pals embraced each other; while Formality stood aside.
The Skeen House-Oh, that favourite haunt
Of carefree happy days of old
Did, once again, with open arms,
Receive us in its fold.
And then three hectic days of thrills;
All packed with fun and revelry,
And solemn rites to celebrate
The Silver Jubilee!

The march past of those youngsters' troops,
Their perfect steps and smart turn-out;
And rhythmic drill attuned to the band,
Were excellent no doubt.
And then the grand dramatic show,
With 'Nekko, 'Dekko' and the 'girls'
With ruby lips and emerald eyes:
Those 'girls' -O, they were pearls!
No less exciting was the fun,
Presented by the Old Boys' team,
With Kale Khan the Great that broke
The 'matka' full of cream.
O joy to be a boy again,
In spirit if not otherwise!
And feel the thrill of life again,
And soar up in the skies.
Thanks, dear Old Alma Mater thanks,
For all your love and amity;
Let's hope we live to celebrate,
Your Golden Jubilee.

اکتوبر ۱۹۶۸ء کی ری یونین

ہر چند کہ مئی ۱۹۶۳ء میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی کاغذی تشکیل کے موقع پر ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر فضل حق حیدری نے توقع ظاہر کی تھی (تربیت ۶۳-۱۹۶۲ء صفحہ ۵) کہ ۱۹۶۳ء کے سالانہ جلسۂ انعامات پر ری یونین تقریب بھی منعقد کی جا سکے گی لیکن بوجوہ ایسا نہ ہو سکا۔ اس طرح ۱۹۶۴ء بھی خالی گذر گیا خاص وجہ یہ تھی کہ ایسوسی ایشن کی تشکیل کے باوجود ایسوسی ایشن میں جان نہیں پڑ رہی تھی۔

جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں ملٹری کالج کے فرزندوں کے کارنامے ابھر کر سامنے آئے۔ ۶ عالمگیرینز شہید ہوئے اور ۱۸ نے ستارۂ جرأت حاصل کیے ان شہیدوں اور اعزاز یافتگان (Awardees) کی تصویریں ''تربیت'' ۶۶-۱۹۶۵ء میں نمایاں طور پر شائع کی گئیں اور ان کو پر جوش خراج تحسین پیش کیا گیا۔ میدانِ جنگ میں عالمگیرینز کی کارکردگی بحیثیت مجموعی بھی شاندار رہی تھی۔ شہیدوں اور جرأت کے ستاروں نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی اس طرح ملٹری کالج کا تشخص واضح طور پر ابھر کر سامنے آیا اور وہ ایسوسی ایشن جو کاغذوں میں تھی دلوں کو بھی از خود ایسوسی ایٹ (Associate) کرنے لگی اور جب دل جڑنے لگیں تو صاحبان دل کو یکجا ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ چنانچہ عالمگیری برادری میں جو لاشعوری خواہش ایک دوسرے سے قریب ہونے، اپنے شہیدوں کو یاد کرنے اور اپنے جانبازوں کو مبارک باد دینے کی پرورش پا رہی تھی وہ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں بروئے کار آئی۔ اس خواب و خواہش اور فرض کو حقیقت کا روپ دینے میں مسٹر حیدری کے Initiative کے علاوہ اس وقت کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل مرتضیٰ حسین کی سرپرستی اور چند اولڈ بوائز لیفٹیننٹ کرنل رشید احمد کیانی ستارۂ جرأت اور لیفٹیننٹ کرنل حق نواز کیانی ستارۂ جرأت کے مخلصانہ عملی تعاون کو بڑا دخل تھا۔ اس ری یونین کو یہ امتیاز بھی حاصل رہا کہ یہ کالج کی کسی اور اہم تقریب سالانہ تقسیم انعامات وغیرہ سے منسلک نہیں تھی۔ یہ اولڈ بوائز کی اپنی بارات تھی جو بہت دھوم دھام سے آئی۔ اس میں بشمول میجر جنرل (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) رخمان گل (۲۶۱)، میجر جنرل (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) محمد اکبر خان (۴۶۰) میجر جنرل خداداد خان، بریگیڈیئر سلطان محمد (۲) بریگیڈیئر محمد اسلم (۴۴۷) میجر بریگیڈیئر بشیر خان (۶۶۱)، بریگیڈیئر امیر خان (۴۹۸)، بریگیڈیئر محمد صادق خان (۵۶۵) ہر رینک کے ۱۹۷ اولڈ بوائز نے شرکت کی۔ اس موقع پر دو سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد رفیق اور لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار نے بھی اپنی موجودگی سے تقریب کو وقار عطا کیا اور جن سابق اساتذہ کو اپنے سابق طلباء کی محبت یہاں کھینچ لائی' وہ یہ تھے میجر غلام احمد' میجر ولایت خان' لیفٹیننٹ کرنل انور شاہ، لیفٹیننٹ راؤ عبدالوہاب، میجر

فضل حق، میجر اعجاز، مسٹر ضمیر صدیقی، مسٹر برکت علی چوہان، میجر عبدالعزیز ہاشمی، مسٹر اقبال احمد، مسٹر محمد حسن، مسٹر ریحان احمد بلگرامی، کیپٹن نور محمد، کیپٹن غلام سرور، کیپٹن محمد اسلم، کیپٹن آئی آر صدیقی، کیپٹن ممتاز علی شاہ اور مسٹر عبدالحمید قریشی۔

پروگرام

اس ری یونین کا پروگرام بروشر کے مطابق یہ تھا۔

بروز ہفتہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء

۱۵۰۰ اولڈ بوائز کی آمد

۱۶۱۵ موسیٰ ہال میں کمانڈانٹ کا خیر مقدمی خطاب

۱۶۳۰ موسیٰ ہال بلاک میں سائنس اینڈ آرٹ کی نمائش اور موسیٰ ہال لانز میں گارڈن پارٹی

۱۸۴۵ موسیٰ ہال میں انگلش ڈرامہ

۱۹۴۵ موسیقی ساز و آہنگ

۲۰۰۰ ڈنر

۲۲۱۵ (الف) کالج کی دستاویزی فلمیں

(ب) اولڈ بوائز کا اپنا پروگرام

اتوار ۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء

۰۸۱۵ ناشتہ

۰۹۰۰ کالج سپورٹس گراؤنڈ میں پی ٹی اور جمناسٹک کا مظاہرہ

۰۹۴۵ اولڈ بوائز اور کیڈٹس میں جمخانہ کھیلوں کے مقابلے

۱۱۱۵ موسیٰ ہال میں جنرل میٹنگ

۱۳۰۰ لنچ

۱۵۱۵ اولڈ بوائز اور کیڈٹس میں ہاکی کے میچ

۱۶۲۰ ڈراموں اور کھیلوں کے انعامات کی تقسیم کی تقریب اور کمانڈانٹ کی الوداعی تقریر

اس پروگرامی بروشر کے دوسری طرف پہلی سلور جوبلی ری یونین کا ترانہ آج کا گیت کے عنوان سے چھپا ہوا تھا۔

اب جشن مسرت آ پہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو
سب بچھڑے آ کر مل بیٹھے اب قصۂ دل دہرانے دو

اور آخری شعر تھا۔

ہم پاکستان کی عظمت کا دنیا پہ جمادیں گے سکہ
اسلام کی مشعل ہاتھ میں ہے مستقبل کو چمکانے دو

اشعار کے نیچے بائیں طرف لکھا تھا۔

لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ سید فیاض حسین زیدی سابق کمانڈانٹ ملٹری کالج جہلم

ری یونین کی روداد

ری یونین کی تقریبات کا آغاز ۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء کی شام موسیٰ ہال میں کمانڈانٹ کرنل مرتضیٰ حسین کے خیر مقدمی خطاب سے ہوا اس ری یونین پر اظہار مسرت اور مہمانوں کا شکریہ ادا کرنے کے بعد انہوں نے کہا ''کتنی بے پناہ مسرت' فخر اور شکر کا مقام ہے کہ آج سے پینتالیس سال قبل ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء کو یہ ادارہ بہت محدود مقاصد کے ساتھ ایک پرائمری سکول کے طور پر شروع ہوا تھا اس کے ساختہ پرداختہ طالب علم ملک کے افق پر چاند ستاروں کی طرح چمکے ہیں آپ کے سامنے پاکستان آرمی کے یہ تین جرنیل اور نو بریگیڈیئر بیٹھے ہیں۔ یہ اس امر کا ثبوت ہیں کہ ملٹری کالج کی ابتدائی تعلیم و تربیت بھی کتنی ٹھوس تھی''۔

حضرات غور کیجئے کہ اس ادارہ کی پہلی انٹری میں کتنی جان تھی یہ کالج نمبر ۲ بریگیڈیئر سلطان محمد تشریف فرما ہیں یہ ان ۲۱ طلباء میں سے ایک ہیں جنہوں نے ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ کو اس درسگاہ میں داخلہ لیا تھا یہ گزشتہ سال پی ایم اے کی کمانڈانٹی سے ریٹائر ہوئے ہیں کتنے کمال اور فخر کی بات ہے کہ اس پہلی انٹری کے نور محمد ٹوانہ مظفر گڑھ میں ڈپٹی کمشنر ہیں اور اسی پہلی انٹری کے بریگیڈیئر محمد حیات کالج نمبر ۱۹ سعودی عرب میں پاکستان کے سفیر ہیں۔ ۱۹۶۵ء سے بعد کے عشرہ کے ۱۹۱ بریگیڈیئر عباس بیگ' ۲۶۱ میجر رحمان گل' میجر جنرل اکبر خان میجر جنرل خداداد خان بھی تشریف فرما ہیں یہ سینئرز بلحاظ عہدہ قابل فخر ہیں تو دوسرے بھی اپنے کام میں کم نہیں ہیں میں آپ سب کا تہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ یہ یونین صرف ملاقات کا ذریعہ ہی نہیں تسلسل روایات کا ذریعہ بھی بنے گی۔

حضرات آپ میں سے جو لوگ ۱۹۴۸ میں یہاں داخل ہوئے تھے انہیں یاد ہوگا کہ ۱۹ جنوری ۱۹۵۰ کو کالج میں قومی ترانے کے شاعر حفیظ جالندھری تشریف لائے تھے انہوں نے وزیٹر بک میں لکھا تھا۔

یہ کچھار ہے۔ یہاں شیر پل رہے ہیں ۔

تو حضرات جب یہ بچے شیر بنے تو ان کے دھاڑ ستمبر ۱۹۶۵ میں میدان جنگ میں بار بار سنی گئی۔ آج کی یہ تقریب میں ان شیروں کے نام منسوب کرتا ہوں۔ جن میں بعض کا گرم خون واہگہ' کھیم کرن، چونڈہ اور چھمب کی مٹی کو سرخ کر چکا ہے۔

آیئے کلام اللہ کی وساطت سے دوگھڑی کالج کے ان سپوتوں اور قوم کے محسنوں کو یاد کرلیں جب کالج کے ان شہیدوں کیلئے مولوی عزیز احمد دعا کر رہے تھے تو بہت سی آنکھیں یکا یک نم ہوگئیں اور ہال کی پن ڈراپ سائی لینس (Silence) میں بعض سسکیوں کی آوازیں صاف سنائی دیتی تھیں۔

شہیدوں کے تذکرے اور فاتحہ سے فضا اتنی جذباتی ہوگئی تھی کہ فاتحہ کے بعد کمانڈانٹ نے رندھی ہوئی آوز میں صرف اتنا اور کہا۔ ''اس وقت خود مجھے اپنے شاگرد افتخار جعفر اور مظہر حسین شاہ اتنی شدت سے یاد آرہے ہیں کہ میں ان الفاظ پر اپنی خیر مقدمی تقریر ختم کرتا ہوں کہ شکر الحمدللہ کہ آپ کا کالج علم وعمل کا پرچم اٹھائے اپنے آج کو کل سے بہتر بنانے میں کوشاں ہے تا کہ یہ اپنی قومی ذمہ داریوں کو بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق بہتر سے بہتر طریقے سے پورا کرسکیں شکریہ''

کمانڈانٹ کے خطاب کے بعد اولڈ بوائز کی طرف سے میجر جنرل رحمان گل سٹیج پر تشریف لائے اور رسمی تعارفی کلمات کے بعد کہا۔

''ابھی آپ لوگوں نے کمانڈانٹ کرنل مرتضیٰ صاحب کی بڑی فکر انگیز اور موثر تقریر سنی اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کروں میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیے ضروری ہے کہ میں اپنے استادوں صوبیدار (اب میجر) غلام احمد صاحب' صوبیدار (اب میجر) ولایت شاہ صاحب اور صوبیدار (اب لیفٹیننٹ کرنل) انور شاہ صاحب سے ان کے سامنے کچھ کہنے کی اجازت لوں میں اپنی طرف سے اور تمام اولڈ بوائز کی طرف سے آپ تینوں حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہاں ڈائس پر تشریف لائیں۔

جب یہ پرانے استاد سٹیج پر جانے کے لئے اپنی جگہوں سے اٹھے تو سارے اولڈ بوائز احتراماً کھڑے ہوگئے اور جب تک یہ تینوں سٹیج پر جا کر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ نہیں گئے سینئر اور جونیئر بوائز کھڑے مسلسل Clapping کرتے رہے انکے بیٹھنے کے بعد جنرل رحمان گل نے ان حضرات کی طرف رخ کر کے کہا سر! اجازت ہو تو اپنی تقریر شروع کروں تینوں نے ایک ساتھ کہا .Please do جنرل رحمان گل نے اپنی تقریر کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا۔ ابھی کمانڈانٹ صاحب نے کالج کے اولڈ بوائز کی ترقیوں اور کامیابیوں کا تذکرہ کیا۔ میں انکا ممنون ہوں یہی احساس تشکر دوسرے سینئر اور جونیئر اولڈ بوائز کا بھی ہوگا لیکن میں اس تاریخی موقعہ پر زور دے کر کہنا چاہتا ہوں کہ آج جن منزلوں پر ہم ہیں اور زمانہ جنگ وامن میں جو بھی کامرانیاں ہمیں نصیب ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہیں لیکن عملی طور پر بڑی حد تک وہ ان

استادوں اور دوسرے استادوں کی کاوشوں' محبتوں اور محنتوں کا نتیجہ ہیں یہ ان حضرات کا بے مثال Dedication اور Devotion تھا جس نے ہماری راہیں روشن کیں اور ہماری تعلیمی وتربیتی بنیادیں مضبوط کیں۔ان کے کردار integrity ہمارے لیے مستقل طور پر انسپریشن کا سرچشمہ رہی ہے یہ کالج کی پہلی باقاعدہ ری یونین ہے۔جس میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی پہلی جنرل میٹنگ ہو رہی ہے۔ری یونین کا بڑا بھر پور پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔اس تمام انتظام وانصرام کے لیے ہم سب کالج کے بہت ممنون ہیں۔میرا یہاں آنا گویا گھر آنا (Home coming) ہے مجھے یقین ہے کہ یہی احساس دوسرے اولڈ بوائز کا بھی ہوگا۔

آج ری یونین کے موقع پر اپنے شہید ساتھی بہت یاد آ رہے ہیں جو ہمیشہ کے لیے ہم سے بچھڑ چکے ہیں کمانڈانٹ صاحب نے صحیح کہا آج کی شام ہم انکے نام کرتے ہیں جو شہیدان ہمارے لیے باعث صد افتخار ہیں۔جنگ ستمبر کے ان پانچ شہیدوں لیفٹیننٹ کرنل صاحب زادگل شہید ستارۂ جرأت' میجر علیم الدین شہید' میجر علی عابد شہید' کیپٹن مظہر حسین شاہ شہید' لیفٹیننٹ افتخار جعفر شہید کی یاد میں تمام اولڈ بوائز کی طرف سے میں یہ شیلڈ کالج کو پیش کرتا ہوں۔یہ خوبصورت اور شاندار شیلڈ کالج کی طرف سے ہیڈ بوائے جمیل الرحمان نے وصول کی۔

چائے کی پیالی پر

سوا پانچ بجے موسیٰ ہال میں وسیع سبزہ زار میں چائے کا دور شروع ہوا یہاں کی غیر رسمی فضاء میں تجدید ملاقات کے بڑے جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے۔

پرانی باتیں پرانی گھاتیں

میجر غلام احمد، میجر ولایت شاہ اور لیفٹیننٹ انور شاہ صاحب اپنے عقیدت مندوں میں گھرے ہوئے تھے۔انور شاہ کا پرنور بڑھاپا انکی جوانی سے بھی زیادہ شاندار نظر آ رہا تھا۔وہ ایک مرد خود آگاہ خدامست کی طرح کوہ وقار بنے ایک میز کے کنارے کھڑے اپنے شاگردوں مریدوں کو اپنی زیارت کرا رہے تھے۔ایک عقیدت مند نے شاہ صاحب کے ہاتھوں کو چومنا چاہا تو انہوں نے اپنے ہاتھ کھینچ لیا نہیں میرے بچے خدا تمہیں خوش رکھے' میں پیر نہیں''۔

بریگیڈیر عباس کرنل گل شیر سے کہہ رہے تھے

''غلام احمد صاحب کی قمچیاں میں نے بہت کھائی ہیں مگر ایسا کندن بنا دیا کہ انگلینڈ میں آرٹلری کا ایڈوانس کورس انہی کے حساب کے زور سے ڈسٹنکشن کے ساتھ پاس کیا۔

''غلام احمد صاحب کمانڈانٹ کو کالج نمبر ۱ محمد قربان کے بارے میں بتا رہے تھے کہ یوں ملایا کی مہم میں غریب کام آیا۔میجر غلام احمد صاحب کو کالج کا انسائیکلو پیڈیا کہا جاتا تھا۔وہ اس کا زندہ ثبوت بنے ہوئے تھے۔

اتفاق سے ایک میز کے اردگرد جنگ ستمبر کے پانچ ستارۂ جرأت ،۵۲ ۷ لیفٹیننٹ کرنل رشید، ۴۸ ۷ لیفٹیننٹ کرنل محمد حیات ،۸۴۲ لیفٹیننٹ کرنل احمد خان، ۸۵۶ لیفٹیننٹ کرنل ممتاز علی ۹۷۱ لیفٹیننٹ کرنل محمد یعقوب ملک ایک ساتھ کھڑے مسٹر سٹیپنگ کو یاد کر رہے تھے۔ادھر ۸۸۵ لیفٹیننٹ کرنل (بعد میں میجر جنرل) غلام محمد آ نکلے۔پوچھنے لگے آپ لوگوں کو ۹۸ مائل سٹون یاد ہے۔کل صبح سویرے ادھر ڈبل کریں گے۔۷۴۳ لیفٹیننٹ کرنل (بعد میں بریگیڈیر) اقبال بھی قریب ہی کھڑے تھے۔کہنے لگے'' آپ لوگوں کو دسمبر کی سردی میں سوئمنگ پول میں ڈپ لگانا بہت یاد ہوگا لیکن وہ شیر سٹیپنگ ہم سے پہلے اس ٹھنڈے پانی میں جمپ لگاتا تھا۔اسے لیڈر شپ کہتے ہیں۔مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ سوئمنگ پول کی اوپننگ دسمبر ۱۹۴۲ء میں پہلی جمپ لگا کر میں نے کی تھی۔چند کیڈٹ میجر (بعد میں بریگیڈیر اور دو بار ستارۂ جرأت) سلطان احمد ستارۂ جرأت سے بیتابی سے پوچھ رہے تھے'' سر آپ نے کشمیر میں جو کمانڈو ایکشن کیے ان کے بارے میں بتائیں۔آپ کو ستارۂ جرأت کس ایکشن پر ملا تھا''۔جنرل رحمان گل سے ہیڈ بوائے جمیل الرحمان اور دوسرے پریفیکٹس گفتگو کر رہے تھے۔جنرل خداداد خان سے شیر شاہ ہاؤس کا ہیڈ بوائے ظفر اقبال کہہ رہا تھا ''سر یہ آپ کا پرانا ہاؤس ہے۔آپ ضرور آئیں''۔جنرل اکبر نے کہا، اس وقت اس کا نام رابرٹس ہاؤس تھا میں سیکشن نمبر چار میں تھا۔میرا لاکر درمیانے دروازے کے دائیں طرف تھا''۔جنرل رحمان گل اپنے دور کے کمانڈانٹ کرنل سلیبی کے آخری مبارکبادی خط کا تذکرہ کر رہے تھے جو انہوں نے میجر جنرل پرموٹ ہونے پر لکھا تھا۔حیدری صاحب موی کیمرہ لئے اس گارڈن پارٹی کو تاریخ کے لئے محفوظ کر رہے تھے۔انہوں نے نئے اور پرانے عالمگیرین کو شیر وشکر ہوتے دیکھا تو کمانڈانٹ سے کہا،'' سر یہ ری یونین اولڈ بوائز اینڈ نیو بوائز کا انفارمل انٹروڈکشن بھی ہے''۔

"It's reunion for the old ones but real education and motivation for the new" "True".....

بلگرامی صاحب کی آواز گونجی ۔۴۰۲ کرنل حضور احمد خان ۵۶۵ بریگیڈیئر محمد صادق سے کہہ رہے تھے کہ'' کرنل سلیبی نے میرا ایم سی کا تمغہ خود اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر لگایا''۔صادق خان نے کہا'' میں تو اس کا اتنا فین تھا کہ میں نے ایک بار ان کا فوٹو کالج نوٹس بورڈ سے چرا لیا تھا اسکی رپورٹ ہوئی اور میری پٹائی بھی۔ جب سلیبی کو پتہ چلا تو انہوں نے مجھے کیبنٹ سائز کا فوٹو بھیجا۔سائن کر کے اور خط لکھا۔ ''تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا''۔کرنل حضور بولے'' سلیبی اپنے گاؤں میں ایک چرچ کے متولی تھے۔ ہر اتوار کی صبح وہاں جا کر اپنے ہاتھوں سے عبادت گاہ کی صفائی وستھرائی کرتے تھے''۔

۵۸۴ میجر (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل) اورنگ زیب اپنے استاد ولایت شاہ سے پوچھ رہے تھے'' سر ۱۹۳۵ء میں جارج پنجم کی سلور جوبلی سے واپس آ کر آپ نے جو نظم لکھی ،سنائی تھی اس کا ایک مصرع تو مجھے یاد آ رہا ہے دوسرا کیا تھا؟ ولایت شاہ صاحب نے کہا۔'' ذہن پر زور ڈال کر بتاؤں گا''۔

۵۶۶ بریگیڈیئر (بعد میں میجر جنرل) محمد بشیر صوبیدار ڈاکٹر نصیر الدین لطیفہ سنا رہے تھے۔'' صوبیدار صاحب مدراسی لہجہ میں ایم کو یم اور ایل کو یل کہتے اور ہم لطف اندوز ہونے کے لئے بار بار ایم اور ایل پر مشتمل الفاظ کی سپیلنگ ان سے پوچھتے اور وہ کمال سادگی سے بار بار بتاتے تھے''۔بریگیڈیئر صادق فخر سے ۳۵۸ میجر حبیب کو بتا رہے تھے کہ'' مسز سلیبی نے مجھے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔دونوں میاں بیوی ایک سے ایک بڑھ کر تھے۔

اگر کسی طرح سے اس وقت کی تمام باتیں ریکارڈ کر لی جاتیں تو اس دور کی رواں دواں تاریخ مرتب ہو جاتی''۔

ری یونین کنسرٹ

سات بجے شام کالج ہال میں ڈرامیٹک سوسائٹی نے اپنے سینئیر کی ضیافت طبع کے لئے ایک کنسرٹ کا اہتمام کیا تھا۔سب سے پہلے ساز وآہنگ کی موسیقی کے علاوہ دو ڈرامے انگریزی میں "Live Mummy" اور اردو میں ''جوتشی'' پیش کئے گئے۔

"Live Mummy" کی خصوصیت یہ تھی کہ کالج کا یہ پہلا مکمل ڈرامہ تھا جو ۳ مئی ۱۹۴۹ء کو حیدری صاحب نے اسی سٹیج پر پیش کیا تھا۔آج تقریباً بیس سال کے بعد اُسی سٹیج پر حیدری صاحب وہی ڈرامہ پیش کر رہے تھے۔اتفاق سے دو کردار ۱۳۰۹ عشرت حسین جنہوں نے اس وقت کیپٹن کا کردار ادا کیا تھا اس وقت موجود تھے ایک اور کردار ۱۴۴۰ میجر محمد رفیق ۱۹۴۹ء کے جنجر بلیو بھی آئے ہوئے تھے۔

(کنسرٹ کی پوری روداد ایف اے سی سی کے باب میں دی گئی ہے) کنسرٹ کے آخر میں جب کالج سانگ

Boyhood days are best,
Carefree, gay and blest.

شروع ہوا تو سب کورس میں شریک ہو گئے جب اس بند پر پہنچے

There's just a name that we stand up for stoutly,
There's just a name we sing merrily,
Aye, just a name that we honour devoutly,
T's the name of our own PMC.

تو سب کی آواز میں خود بخود ایک ترنگ اور امنگ بیدار ہو گئی۔کالج پر پرائڈ (Pride) کا یہ وہ لمحہ تھا جو اس ری یونین کی جان تھا۔جب لوگ ہال سے نکلے اور ڈنر کے لئے میس کی طرف چلے تو موضوع یہی کنسرٹ تھا۔اس کے ساتھ پرانی یادیں جڑتی چلی آئیں۔پرانے ڈرامے ڈسکس ہونے لگے۔یونس کیانی ،گل بادشاہ، ۱۴۴۰ رفیق سلطان حیدر "Live Mummy", "Invisible Duke" اور "Virginain Mummy": اور'' کار کی شادی'' وغیرہ کالج کے مقبول ڈراموں کو یاد کر رہے تھے۔ڈراموں سے بات مسٹر حیدری اور مسٹر علوی تک پہنچی۔کسی نے یاد دلایا حیدری صاحب دو ایک سال میں ریٹائر ہو رہے ہیں۔یہ خبر سب پر بجلی بن کر گری۔پھر کیا ہو گا؟ مسٹر حیدری کے بغیر ایف اے سی سی کے بغیر تم کالج کو Imagine کر سکتے ہو؟ ۲۰۷۹ میجر (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) محمد اشرف پاس کھڑے تھے انہوں نے کہا آج کی شام کمانڈانٹ نے شہیدوں کے نام کی تھی۔یہ شب ڈرامے کے بادشاہ مسٹر حیدری کے نام۔یہ سن کر میجر (بعد میں بریگیڈیئر اور دو بار ستارۂ جرأت) سلطان احمد نے فوراً اضافہ کیا۔

Long Live Mr. Hydri

Long Live Military College

ڈنر کے بعد اولڈ بوائز ایک بار پھر موسیٰ ہال میں جمع ہوئے اس اولڈ بوائز اون شو (Old Boys own Show) کی جھلک حیدری صاحب کی رپورٹ میں دیکھی جا سکتی ہے ۶۸۔۱۹۶۷ء کے تربیت میں وہ لکھتے ہیں۔

" After the dinner, the jubilant company again assembled in the Musa Hall. An hour of documentary films of good old days and then the stage was handed over to the old boys. The night was still young, but younger still the old souls who provided a non-stop variety of haunting songs, merry dances and tickling 'gup shup' revealing many a preserved secrets of their school days. "

اس شو کا نقطہ عروج وہ لمحہ تھا جب بلوچ رجمنٹ کے بینڈ نے سمی بجانا شروع کی

لعل موری پت رکھیو بھلا

کی دھن میں ۲۴۱۱ لیفٹیننٹ (بعد میں میجر) محمود اختر نے دھمال ڈالنی شروع کر دی۔ لعل موری پت رکھیو بھلا۔ پھر تو سب ہی شروع ہو گئے لوگوں کے رقص بے خودی کو دیکھ کر بینڈ کی بیٹ اور تیز ہو گئی اس جوش و مسرت اور عقیدت میں مسٹر علوی، مسٹر حیدری اور مسٹر راشد کو ان کے شاگردوں نے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور انکو گھیرے میں لے کر بے محابا دھمال پر رقص کرنے لگے۔ علم اور خدمت کے حوالے سے مسرت کا ایسا والہانہ اظہار چشم فلک نے کہاں دیکھا ہوگا۔

تقریب ملاقات کا دوسرا دن

۱۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء اتوار کی صبح اولڈ بوائز کے لئے مزید دلچسپیوں اور بے تکلفیوں اور مسرتوں کا سامان لائی۔ صبح ناشتہ پر میزبانی کے تکلفات کو دیکھ کر ۱۴۶۹ ایڈجوٹنٹ جنرل میجر جنرل خداداد نے کہا" بہتر ہوتا کہ آج وہی پرانا بریک فاسٹ ملتا" ۴۶۰ میجر جنرل اکبر نے اس پر اضافہ کہا" میں تو آج لنچ پر چنے کی دال دیکھنا چاہوں گا اور شام کو چنے کی دال کا حلوہ بھی" پیچھے سے کسی کی آواز آئی یہ ۴۳۷ بریگیڈیئر محمد اسلم تھے۔ ۲ اکتوبر کے پروگرام کا آغاز کیڈٹس کے پی ٹی اور جمناسٹک مظاہرہ سے ہوا۔ ان نہالوں کو دیکھ کر ایک بزرگ فرمانے لگے" سمارٹ تو خیر ٹھیک ٹھاک ہیں لیکن انکے قد بہت چھوٹے نظر آ رہے ہیں" کچھ زمین کے نیچے بھی ہیں" دوسرے ویٹرن (Veteran) نے ہنس کر اپنی رائے پیش کی۔

پی ٹی ڈسپلے کے بعد نئے اور پرانے عالمگیریز میں ہاکی اور باسکٹ بال کے میچ ہوئے۔ ہاکی کا فیصلہ (Stamina) پر اور باسکٹ بال کا فیصلہ پرانوں کی Skill پر ہوا۔ نوجوانوں کو اصل لطف اس وقت آیا جب جمخانہ مقابلے شروع ہوئے۔ ٹگ آف وار میں جنرل رخمان گل نے Veterans ٹیم کی قیادت کی۔ جنرل وائس کیپٹن تھے۔ نمبر۲ سلطان محمد نے اپنی مارل سپورٹ بھی دی۔ ۳۵۸ میجر حبیب خان، پہلی انٹری کے ۵۶ صوبیدار میجر حق نواز کیانی، دوسری انٹری کے ۱۲۹ نائب صوبیدار محمد صادق، ۱۸۸ صوبیدار محمد اقبال کیانی اور تیسری انٹری کے ۱۹۷ لیفٹیننٹ کمانڈر عبدالرحمان شاہ نے بھی بڑا زور لگایا۔ جب بات بنتی نظر نہیں آئی تو برخورداروں کی پلٹن بزرگوں کے آڑے آئی۔

"It was a great fun"

جنرل میٹنگ

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی پہلی جنرل میٹنگ موسیٰ ہال میں کالج نمبر۲ بریگیڈیئر سلطان محمد کی صدارت میں شروع ہوئی۔ انجمن کا آئین منظور کیا گیا اور انجمن کے عہدیدار اور مجلس انتظامیہ کے اراکین منتخب کئے گئے۔ (اس جنرل میٹنگ کی پوری روداد اور آئین کی دفعات کا تذکرہ ایسوسی ایشن کے باب میں کیا گیا ہے)

ری یونین کے آخری دور کے بارے میں حیدری صاحب نے اپنی رپورٹ میں لکھا۔

The Curtain falls

An epicurean lunch following the General Meeting brought back the day's tone and mood, but only to last till inevitable hour of leave-taking arrived. Once again, warm hand-shakes and farewell courtesies, and one by

one the jolly company went their way carrying with them and leaving behind unforgettable memories of the two wonderful days they had spent with their dear Alma-mater.

گولڈن جوبلی ری یونین

جیسا کہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی مختصر تاریخ کے جائزہ سے ظاہر ہے، ایسوسی ایشن اکتوبر ۱۹۷۴ء کے بعد زیادہ فعال ہوئی تو اس میں ملکی حالات کا بھی دخل تھا۔ ۱۹۷۱ء کے تاریخی المیہ سقوط ڈھاکہ کے بعد جو المناک واقعات پیش آئے جیسے اسیران جنگ کی ہندوستان میں نظر بندی۔ اس سے کالج کے نئے اور پرانے طلباء یا ان کے خاندان براہ راست متاثر ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں اسیران جنگ کے وطن واپس آنے کے بعد صورتحال کچھ نارمل ہوئی تو ۱۸۷۴ء میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی مجلس انتظامیہ کا اجلاس ہوا اور ۱۹۷۵ء میں کالج کی سلور جوبلی کے ساتھ اولڈ بوائز کی ری یونین اور گولڈن جوبلی کی تقریبات بعض انتظامی مشکلات کی وجہ سے بجائے ۱۵ ستمبر ۱۹۷۵ء کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے ساتھ ۲۲۔۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو منعقد ہوئیں۔

گولڈن جوبلی ری یونین کی تقریبات کا آغاز ۲۲ نومبر ۱۹۷۵ء کی صبح ہوا۔ اولڈ بوائز کی ری یونین کا اعلان اخبارات میں کرا دیا گیا تھا اور جو ایسوسی ایشن کے باقاعدہ رکن تھے انہیں براہ راست دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ استقبالیہ پر ہاؤس پریفیکٹس اور ہیڈ بوائے اپنے سینیئرز کا استقبال کرنے کے لئے موجود تھے اور ہر مہمان کے سینہ پر گولڈن جوبلی بیج پن کر دیا جاتا۔ صبح سویرے سب سے پہلے آنے والوں میں ۸۵۶ میجر جنرل ممتاز علی ستارۂ جرأت (بار) بھی تھے۔ دس بجے کے قریب کالج نمبر ۲ بریگیڈیئر سلطان محمد اور ۵۶۵ میجر جنرل محمد بشیر خان ایک سٹاف کار میں آئے۔ محمد بشیر خان ان دنوں کھاریاں میں ایک آرمرڈ ڈویژن کی کمان کر رہے تھے اور بریگیڈیئر سلطان محمد ان کے مہمان تھے۔ ساڑھے دس بجے میس بی میں کمانڈانٹ کا افتتاحی خطاب تھا۔ ہر چند کہ اس وقت تک ۵۰ سے زیادہ اولڈ بوائز نہیں پہنچے تھے لیکن افتتاحی تقریب اوورائے کپ آف ٹی (Over a cup of tea) بروقت شروع ہوئی۔ کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق نے پرجوش خیر مقدم کے بعد کالج کی پچاسویں سال کی ترقیوں کا جائزہ لیا اور جنگ ستمبر و دسمبر میں ملٹری کالج کے سپوتوں کے کارہائے نمایاں پر اولڈ بوائز کو مبارکباد دی۔ انہوں نے جنگ دسمبر کے ۹ شہیدوں اور خاص طور پر ۱۸۱۱ میجر محمد اکرم شہید نشان حیدر کا ذکر بھی بہت فخر اور عقیدت سے کیا۔ انہوں نے کہا، ''ملٹری کالج کے پچاسویں سال کی داستان قطرہ سے گہر ہونے کی داستان ہے۔

سوا گیارہ بجے نئے اور پرانے عالمگیریز میں کرکٹ میچ کے لئے دونوں ٹیمیں لائن اپ ہوئیں۔ میچ کے بعد مہمانِ خصوصی میجر جنرل ممتاز علی ستارۂ جرأت (بار) سے ان کا تعارف ہوا اور میچ شروع ہوا۔ ۲۲۶۲ میجر افضل پراچہ نے اولڈ بوائز کی ٹیم اور ساجد پرویز نے کیڈٹس کی ٹیم کی قیادت کی۔ اور اپنے سینیئرز کو ۶ رنز سے شکست دی۔ اولڈ بوائز نے نئے کھلاڑیوں کو دل کھول کر داد دی۔

میجر جنرل ممتاز علی نے انعامات تقسیم کئے اور کیڈٹ عابد پرویز کو جس نے سب سے زیادہ اسکور کیا تھا بہت شاباش دی۔ میچ کے دوران اصل ری یونین شروع تھی۔ اتفاق سے کالج کی پہلی انٹری اور پہلے دن (۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ء) کے تین Veterans بریگیڈیئر سلطان محمد (۲) صوبیدار میجر محمد حسین (۸) اور بریگیڈیئر محمد حیات (۱۹) سابق سفیر بھی اس موقع پر موجود تھے اور پہلے دن کے استاد غلام احمد بھی موجود تھے۔ ان سے آئی ایس پی آر کے ویکلی ہلال کے نمائندہ سعید صاحب انٹرویو لے رہے تھے۔ اس دوران پہلی انٹری کے کیپٹن محبت خان کالج نمبر ۳۰ اور صوبیدار میجر محمد اقبال نمبر ۳۹ گراؤنڈ میں پہنچے تو غلام احمد نے آواز دے کر انکو انٹرویو میں شامل کر لیا۔ غلام احمد بتا رہے تھے پہلی انٹری میں ایک لڑکا نو بہار ایسا بھی تھا جس نے قاعدہ بغدادی یہاں آ کر پڑھا۔ انہوں نے پہلی انٹری اور پہلے دن کے نور محمد ٹوانہ کا بھی ذکر کیا جو مظفر گڑھ کے ڈپٹی کمشنری سے ریٹائر ہوئے تھے۔ جب مسٹر حیدری سپورٹس گراؤنڈ میں پہنچے تو اولڈ بوائز ان کے دیدار کو ٹوٹ پڑے۔ راؤ وہاب اور صوفی عزیز احمد کی پذیرائی بھی دل کھول کر ہوئی۔

۱۷۳ بریگیڈیئر رب نواز اور ۱۹۱ بریگیڈیئر عباس بیگ نے غلام احمد صاحب کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر ان سے اظہار عقیدت کیا۔ انکے پیچھے ۵۶ صوبیدار میجر حق نواز کیانی کھڑے تھے۔ عباس بیگ ان سے کہہ رہے تھے آپ کو یاد ہو گا ۱۹۳۱ء میں صوبیدار فیض محمد خان کا نمونیہ سے انتقال ہو گیا۔ مرزا صاحب کے ان سے بڑے مراسم تھے۔ مرزا صاحب نے ان کے گھرانے سے پچاس برس تعلقات نبھائے۔

۱۹۷۲ء میں، میں مظفر گڑھ زمینوں پر جا رہا تھا تو مجھ سے بولے مظفر گڑھ جانا ہے۔ وہاں فیض محمد خان کا بیٹا ڈی ایف او ہے۔ اس سے ملنا ہے۔ حد یہ کہ ۱۹۶۱ء

میں اپنے دوسرے بیٹے کا نام فیض محمد رکھا۔اس کو کہتے ہیں وضع داری۔ یہ فیض محمد صاحب جوانی میں ولی تھے۔راتوں کو تہجد کا وظیفہ کرتے تھے۔اور دن کو زبردست ہاکی کھیلتے تھے۔فرنچ کٹ سیاہ داڑھی نُور‘علی نور تھے۔ بیشک ہمارے یہ استاد ڈگریوں میں کم تھے لیکن پڑھانے کے شوق میں یکتا اور تقویٰ میں یگانہ تھے‘‘۔انکی تائید بریگیڈیئر رب نواز نے کی۔انہوں نے کہا: ’’اپنے رسالدار میجر ایم اے لطیف ایم اے بھی لاجواب تھے۔قابل اور شاندار۔آخر میں صوفی ہوگئے تھے۔انکی باتیں ۳۵۸ میجر حبیب خان سن رہے تھے۔ کہنے لگے آپ رسالدار لطیف کی بات کر رہے ہیں۔ایسا کھرا آدمی کہاں ملے گا۔ایک روز برڈوڈ ہاؤس میں کچن ڈیوٹی پر تھا۔لطیف صاحب کھانا چیک کرنے گئے۔شہادت کی انگلی سے شوربہ چکھا۔اور پھر وہ بھی باہر جا کر تھوک دیا۔یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ملٹری کالج کو ملٹری کالج بنا دیا۔آپ صحیح کہتے ہیں۔لیفٹیننٹ کرنل گل شیر نے کہا میں گواہ ہوں کہ وہ تہجد گزار تھے اور ذکر جلی کرتے تھے، پھر ان لوگوں میں قومی جذبہ بھی تھا، مذہبی جذبہ بھی تھا۔

۵۷۳ بریگیڈیئر اکابر حسین ستارۂ جرأت جو خاموشی سے گفتگو سن رہے تھے، گویا ہوئے سکول میں یہ لوگ اس وقت نماز، روزے اور تراویح کی اتنی پابندی کراتے تھے کہ آج اسکا تصور بھی مشکل ہے۔یہ جہلم سکول اس وقت قطعاً مسلم ادارہ تھا۔سوائے کمانڈانٹ اور مسٹر اینٹن کے سارا اسٹاف مسلمان تھا۔لڑکے تو مسلمان تھے ہی گویا ملٹری کالج اس وقت ایک چھوٹا سا پاکستان تھا۔ناانصافی ہوگی اگر یہاں رسالدار میجر کامیاب خان اور ان سے پہلے اس دور کے امام مسجد مولوی محمد یوسف کا ذکر نہ کیا جائے۔ان دونوں نے ہمارے قومی احساس کو جگائے رکھا۔دوسرے گوشے میں کرنل سٹیپنگ کی باتیں ہو رہی تھیں۔کرنل رفیق کے اولڈ بوائز دور رفیق کے عظیم کارناموں کو تازہ کر رہے تھے۔

میچ کے بعد جوبلی کراوڈ (Crowd) نے موسیٰ ہال کا رخ کیا جہاں آرٹ، سائنس، ہینڈی کرافٹس اور فوٹو گرافی کی نمائش کا اہتمام تھا۔یوں تو ہر نمائش اپنی جگہ خوب تھی لیکن مہمانوں کو جس چیز نے اپنی طرف کھینچا وہ پندرہ فٹ لمبا کالج کے مین اکیڈیمک بلاک کا پلاسٹر آف پیرس میں کاسٹ کیا ہوا ماڈل تھا۔جس پر سنہرا پینٹ کیا گیا تھا اسے آرٹس کلب کے کیڈٹ محمد حنیف اور کیڈٹ افتخار علی نے تیار کیا تھا۔بریگیڈیئر سلطان محمد کی رائے تھی کہ اگر اس طرح کے ماڈل کو منی سائز میں کسی میٹل میں کاسٹ کیا جاتا تو گولڈن جوبلی کا بہترین تحفہ Souvenir ہوتا۔

موسیٰ ہال کے ایک گوشہ میں ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کا سٹال تھا جس پر کالج کی مختصر تاریخ ملٹری کالج کے پچاس سال اور کالج ترانہ کا ریکارڈ فروخت ہو رہا تھا۔

سہ پہر کو مہمانوں کا فوٹو گراف ہوا۔کیمرہ کلک ہو ہی رہا تھا کہ ۶۸۸ بریگیڈیئر عطا محمد خان سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے۔۶۹۰ بریگیڈیئر بشیر پکارے ’’ملک صاحب جلدی کیجئے ملک صاحب‘‘۔یہ فوٹو ٹیپو ہاؤس کے لان میں ہوا تھا۔وہیں سے تقریب ملاقات کے مہمانوں نے سپورٹس گراؤنڈ کی طرف رخ کیا۔جہاں جمخانہ کھیل انکا انتظار کر رہے تھے۔میوزیکل چیر کا آخری راؤنڈ ۱۲۲۸ مالک کیانی، ۱۳۴۱ کرنل قربان براس میں ہوا۔مالک کیانی کا وزن اس وقت ۲۵۵ پاؤنڈ تھا۔ماشاءاللہ اپنے زمانہ کے ہیوی ویٹ چمپیئن رہے تھے۔ ۱۹۴۵ء کا آل انڈیا بوائز ٹیم باکسنگ ٹورنامنٹ جیتنے میں مالک کا بھی حصہ تھا۔آخر کار جیتے تو مالک کیانی ہی ۔لیکن لکڑی کی تین معصوم کرسیاں انکے بار بار دھم سے بیٹھنے کی نذر ہوگئیں۔جب تیسری کرسی ٹوٹی تو وہ کلیپنگ (Clapping) ہوئی کہ الامان والحفیظ۔تالیوں میں سے اونچی آواز شیر شاہ ہاؤس کے کڈز (Kids) کی تھی۔سیک ریس، تین ٹانگوں کی ریس، ایپل ریس آلو ریس، رسہ کشی، سارے مقابلے دلچسپ رہے۔لیکن اصل مزہ میوزیکل چیئر میں آیا۔جمخانہ مقابلوں میں کیپٹن طارق رسول، میجر گل بادشاہ، ۱۴۷۷ کرنل افضل جنجوعہ اور ۱۲۲۸ مالک کیانی کو اول آنے پر انعامات دئے گئے۔انعامات بریگیڈیئر سلطان محمد نے تقسیم کئے۔۱۵۱۹ کرنل رب نواز کو جوش و خروش کا اظہار کرنے اور سب سے زیادہ مخلصانہ شور کرنے پر کنسولیشن پرائز (Consolation Prize) دیا گیا۔وہ اقبال کا شعر ہے۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

یہ لمحات دل کو تنہا چھوڑ دینے کے تھے اور جس مقصد کے لئے محفل سجائی گئی تھی وہ حاصل بھی خوب ہوا۔یعنی جونیئرز کو لاشعوری طور پر ادراک ہوگیا کہ یہ لوگ جو آج کمال کی چوٹیوں پہ کھڑے ہیں۔ہماری ہی طرح کے انسان ہیں۔یہ ہنستے بھی ہیں، کھیلتے بھی ہیں، کھیلتے ہوئے گرتے بھی ہیں اور گر گر کر اٹھ کھڑے ہونے اور

چڑھائی چڑھتے رہنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں۔

جمخانہ کی بھاگ دوڑ کے بعد میس بی میں چائے اور اس کے لوازمات سے سب نے انصاف کرنے میں دیر نہیں لگائی۔ وجہ ظاہر ہے۔ چائے کے بعد اولڈ بوائز سارے کالج میں بکھر گئے۔

بریگیڈیئر سلطان محمد اپنی پہلی انٹری کے ساتھیوں نمبر ۸ (صوبیدار میجر) محمد حسین اور ۲۹ محمد زرجان، ۳۰ کیپٹن محبت خاں اور ۶۸ صوبیدار میجر خدا داد خان کے ساتھ عمر رفتہ کو آواز دیتے ہوئے رابرٹس ہاؤس کے پاس سے گزرنے لگے تو سکھ چین کے درختوں کے جھنڈ کے سامنے رک گئے اور پروفیسر راشد کو بتانے لگے۔

''پروفیسر صاحب یہاں کے درختوں کے پیچھے کبوتر خانہ ہوتا تھا۔ غلام احمد صاحب نے مجھے اس کا انچارج بنایا ہوا تھا۔ یہ کبوتر پیغام رسانی کرتے تھے۔ لارڈ ارون ۱۹۲۷ء میں کالج سے ہوتے ہوئے سری نگر گئے تھے۔ انکے ساتھ کبوتر خانے کے دو کبوتر بھیجے گئے تھے۔ انکے سرینگر پہنچنے کی اطلاع کبوتر نے آ کر دی تھی۔ کبوتروں کے نام اور نمبر تھے۔ ۶۸ صوبیدار میجر خداداد نے انکو یاد دلایا ''سر! آپ کو یاد نہیں، یہیں اکھاڑہ ہوتا تھا۔ لڑکے زور کرتے تھے۔ جہلم سے شیدا پہلوان پہلوانی سکھانے آتے تھے''۔

کالج نمبر ۳۰ محبت خان نے اضافہ کیا۔ ۱۹۲۸ء میں جب انٹر کے جی سکولز سپورٹس مقابلے شروع ہوئے تھے تو نمبر ۲۴ فرید نے جالندھر کے ہیڈ بوائے کو ایسی پٹخنی دی تھی کہ اس کے کیس کے سارے بال کھل گئے تھے۔ وہ سکھ لڑکا ٹائیگر مشہور تھا۔ اس ٹائیگر کو چت کر کے اپنے شیر فرید کا نک نیم بھی ٹائیگر پڑ گیا تھا۔

غلام فرید واقعی شیر تھا۔ آرٹلری کا پہلا مسلمان افسر، افسوس کہ تقدیر نے وفا نہیں کی ورنہ نہ معلوم کن بلندیوں تک پہنچتا۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ ۱۶۶۳ لیفٹیننٹ کرنل محمد یونس ستارۂ جرأت اور ۱۶۶۸ میجر گل بادشاہ سکھ چین کے تنوں پر اپنے کھدے ہوئے نام ڈھونڈنے لگے۔ ۱۶۶۳ کہہ رہے تھے ان پیڑوں سے بھی یادیں وابستہ ہیں۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں جب ہم مسلمان کیڈٹس کے جی آر اجمیر سے یہاں آئے تو میں نے اور ۱۶۶۰ علی عابد ہم دونوں نے اپنے اپنے نام ان میں سے کسی پیڑ پر جیومٹری باکس کی پرکار سے کھودے تھے۔ علی عابد میجر ہو کر ۱۹۶۵ء میں شہید ہوئے۔ میں اپنے نام کے بہانے سے علی عابد کا نام ڈھونڈ رہا ہوں۔ ۱۶۰۶ کرنل محمد یونس بھی اس وقت تک اس گروپ سے آ ملے تھے۔ انہوں نے کہا ''علی عابد کا نام بے شک اس درخت سے مٹ گیا ہو لیکن ہمارے دلوں میں نقش ہے۔ مائیں ایسے جانباز کبھی کبھی جنتی ہیں''۔

ایک دوسرا گروپ جس میں ۷۴۸ بریگیڈیئر محمد حیات، ۸۵۶ میجر جنرل ممتاز علی ستارۂ جرأت ۸۷۹ رسالدار میجر نواب خان، ۸۹۲ لیفٹیننٹ کرنل محمد حسین شامل تھے اولڈ وار میموریل کے پہلو میں اپنی یادوں کو تازہ کر رہے تھے۔ ۷۴۸ محمد حیات کہہ رہے تھے یہ وہ پیپل کا درخت ہے جس کا شہد کا چھتہ توڑنے کی کوشش میں مکھیوں نے کاٹ کاٹ کر میرا اور صاحب زاد گل کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ ٹھیک اس وقت ۲۵۰ لیفٹیننٹ کرنل گل شیر، ۵۸۴ لیفٹیننٹ کرنل اورنگ زیب سے خان اور ۵۹۴ لیفٹیننٹ کرنل خدا دا خان اور ۶۸۴ مسٹر عبدالغنی گھومتے ہوئے ادھر آ گئے۔ کرنل گل شیر، کرنل اورنگ زیب سے بولے، ''آپ کو یاد ہوگا کہ جنوری ۱۹۳۶ء میں جارج پنجم کے سوگ میں جو سیریمنی (Ceremony) ہوئی تھی، اس موقع پر کالج کی طرف سے (ہیڈ بوائے کی حیثیت سے) تعزیتی پھول میں نے میموریل کی اس چوتھی سیڑھی پر چڑھائے تھے اور چار پریفیکٹ دو دو گھنٹے ان چار بنچوں پر سر جھکائے شاہ کے سوگ میں بیٹھے رہے تھے۔ کرنل اورنگزیب نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ''اور یہ سامنے تعزیتی پریڈ بھی ہوئی تھی''۔

''جی ہاں آرمسٹس ڈے (Armistice Day) کی پریڈ جسے پاپی ڈے (Poppy Day) پریڈ بھی کہتے تھے وہ بھی اس اسی وار میموریل کے اردگرد ہوتی تھی۔ "Yes, that is correct". کرنل اورنگزیب نے جواب دیا۔

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں، ادھر نمازیوں کا ایک گروپ جس میں ۴۰۲ کرنل حضور، ۵۱۰ حوالدار علی اکبر، ۵۷۳ بریگیڈیئر اکا بر ستارۂ جرأت، ۷۴۳ بریگیڈیئر محمد اقبال، ۷۵۲ لیفٹیننٹ کرنل رشید کیانی ستارۂ جرأت شامل تھے۔ مسجد کی طرف رواں دواں تھا۔ جب یہ لوگ کمانڈانٹ کے دفتر کے سامنے پہنچے تو دیکھا وہاں ۴۹۸ بریگیڈیئر امیر جان، ۵۶۵ بریگیڈیئر محمد صادق، ۵۶۶ میجر جنرل محمد بشیر خان اور ۶۸۴ مسٹر عبدالغنی کھڑے گپ شپ میں مصروف ہیں۔ ''آپ لوگ یہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں۔ یہ تو خطرناک جگہ ہے؟''۔ جی ہاں ہم یہاں سٹیبنگ کے بیسٹ آف دی سکس کی یاد تازہ کر رہے ہیں جس کا مزہ ہم سب نے چکھا ہے'' ۵۶۵

بریگیڈیئر محمد صادق نے جملہ پورا کیا۔ اس پر جنرل بشیر نے کہا،'' آپ کچھ کہیں لیکن اس شخص کی Sincrerity اور Devotion میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ کمان کا ڈھنگ اور کام کرنے کا ڈھنگ ہم نے سٹیننگ ہی سے سیکھا اور کرنل سلیبی'' کرنل حضور نے سوالیہ انداز میں کہا،'' سلیبی کو اس کالج کے لئے فرشتہ رحمت کہنا چاہئیے'' بریگیڈیئر صادق نے زور دے کر کہا۔ ''وہ آکسفورڈ کے ایم اے پہلی جنگ عظیم کے ایم سی اور آرمی ایجوکیشن میں آنے سے پہلے فوج میں پریسٹ (Priest) تھے اور انکی مذہبیت بے وجہ نہ تھی۔ انکے والد جان سلیبی ڈاکٹر آف ڈیونٹی(Divinity) تھے اور ایڈنبرا یونیورسٹی میں عبرانی زبان (Hebrew) کے پروفیسر''۔

نمازی مسجد میں پہنچے تو وہاں ریٹائرڈ مولوی عزیز احمد پہلے سے موجود تھے۔ سب نے فرمائش کی'' سر آج نماز آپ ہی پڑھائیں''۔ انہوں نے کہا'' اگر مولوی صاحب (مولوی عبدالحمید) نے اجازت دی تو نماز پڑھانے میں مجھے کوئی عذر نہیں ہوگا۔ مولوی عبدالحمید صاحب جو پاس ہی کھڑے تھے بولے'' عذر کیا مجھے تو خوشی ہو گی''۔ مولوی صاحب نے کہا۔'' تو آپ میں سے کوئی اذان بھی دے''۔

۵۶۵ صادق خان اور ۵۷۳ اکابر حسین نے کرنل حضور کی جانب دیکھا۔ وہ فوراً آگے بڑھے'' میں حاضر ہوں'' وضو کے بعد جب وہ اذان دینے کے لئے آگے بڑھے تو اکابر دوسروں کو بتانے لگے یہ دونوں بھائی ۴۰۲ حضور احمد خان اور ۱۱۴۰۳ اقبال احمد خان اس زمانے میں بڑے پکے نمازی تھے۔ مغرب اور فجر کی اذان بھی دیتے تھے۔ ۶۸۴ مسٹر غنی نے لقمہ دیا کہ ان دونوں کا نک نیم تھا'' حضور کا اقبال سلامت رہے''۔

نماز کے بعد مولوی صاحب کرنل رشید کیانی سے کہہ رہے تھے۔'' رشید وہ نعت، اے شتر سوار میرا اسلام لیتا جا۔۔۔۔۔ تو سناؤ'' مولوی صاحب یہ فرمائش کر کے ۱۹۴۰ء کے بعد کے زمانہ کی یاد تازہ کر رہے تھے۔ جب ۷۵۲ رشید کیانی جمعہ کی نماز کے بعد اکثر مسجد میں یہ نعت سنایا کرتے تھے۔ مسجد سے واپس آتے ہوئے ۷۴۳ بریگیڈیئر اقبال کہہ رہے تھے مولوی عزیز احمد کالج کے پہلے انگریزی دان امام مسجد تھے۔ ۱۹۴۲ء کے اواخر میں عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو تقریب ہوئی تھی اس میں مولوی صاحب کی تقریر انگریزی ہی میں تھی۔ کرنل سٹیننگ کمانڈانٹ بھی موجود تھے۔ دسمبر ۱۹۴۲ء میں جب کالج کیڈٹ بٹالین کے طور پر منظم کیا گیا اور میں اس کا پہلا کمانڈنگ آفیسر مقرر ہوا تو ذمہ داریاں بڑھ جانے سے میں مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں ذرا کم نظر آنے لگا تو مولوی صاحب نے مجھے انگریزی میں ڈانٹا۔

"SCO, Iqbal! Now your visits to the Mosque are few and far between".

چراغاں

اس دن جو چراغاں دلوں میں تھا اس کا اظہار سر شام مین گیٹ، کیڈٹ میس بی، ٹیپو ہاؤس، اورنگزیب ہاؤس پر بے پناہ برقی چراغاں سے ہوا۔ موسیٰ ہال پر تو روشنی کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ موج در موج یوں جیسے کہکشاں زمین پر اتر آئی ہو اور کہکشاں تو ایک رنگ ہوتی ہے یہاں تو رنگوں کا چمن کھلا ہوا تھا۔ جب اولڈ بوائز پونے سات بجے کے قریب اورنگزیب ہاؤس اور ٹیپو ہاؤس سے موسیٰ ہال گولڈن جوبلی ڈرامیٹک شو دیکھنے کے لئے چلے تو رنگا رنگ کی روشنیوں کو دیکھ کر جھوم اٹھے۔ موسیٰ ہال پر پہنچ کر تو ایک بے اختیار کہہ اٹھے Excellent واہ واہ Wonderful جوبلی سپرٹ سے در و دیوار لودے رہے تھے۔ ٹھیک سات بجے موسیٰ ہال سٹیج کا بھاری سرخ مخمل کا پردہ اٹھا اور انگریزی کا ڈرامہ Betrayal شروع ہوا۔ وفاداری اور غداری، بے غرضی اور خود غرضی کا ازلی موضوع ڈرامہ کا موضوع تھا۔ نو عمر تمثیل کاروں نے اداکاری کے خوب جوہر دکھائے۔ انگریزی ڈرامے کے بعد امتیاز علی تاج کا لکھا ہوا ڈرامہ ''جوتشی'' پیش کیا گیا۔ جوبلی کی خوشیوں کے پس منظر میں اس ڈرامہ کی تھیم (Theme) بہت پر معنی تھی۔ گو یہاں بھی تفریح کے ساتھ تعلیم کو بھی ملحوظ رکھا گیا۔ آخر میں کالج کا نیا اردو ترانہ کورس کی شکل میں پیش کیا گیا۔ دونوں ڈرامے مسٹر علوی نے ڈائریکٹ اور پروڈیوس کئے تھے۔ انکی معاونت نئے استاد مسٹر اشرف خان شرف نے کی تھی۔ انگلش ڈرامہ کے دوران خاص طور سے بہت سی نگاہیں مسٹر حیدری کو ڈھونڈتی رہیں اولڈ بوائز کو انکے دور کے ڈرامے یاد آتے رہے۔ بعض کالج کے پرانے سانگ کو یاد کر کے اداس ہوئے۔ ۳۰۹ عشرت حسین نے ۱۹۴۹ء میں کالج سانگ پہلی بار گایا تھا۔ وہ بار بار کہہ رہے تھے،'' بے شک نیا ترانہ سنائیں لیکن کم از کم آج ماضی کی یادوں کو تازہ کرنے کے لئے وہ سانگ ہی سنا دیجئے''۔ انکے قریب ہی میجر اعجاز رفیع بیٹھے تھے وہ بولے'' ہم نے بھی کالج سانگ ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۴ء تک پانچ برس اسی ہال میں گایا ہے۔ میں بھی اسے بہت مس (Miss) کر رہا ہوں''۔

۷۲۳۱ میجر خالد محمود کیانی نے کہا'' میرے احساسات تو تمہارے ساتھ ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ کالج کا کوئی مسئلہ ہوگا۔ غالباً یہی کہ بغیر ویسٹرن میوزک کی

تھوڑی بہت تربیت کے اسے گائے کون۔ بہرحال ہم اولڈ بوائز اپنے پروگرام میں اسکو پیش کریں گے تاکہ نئی پود کو بھی علم رہے کہ کبھی کالج سانگ بھی ہوا کرتا تھا''۔

اولڈ بوائز ورائٹی پروگرام

ڈنر کے بعد دس بجے شب موسیٰ ہال میں اولڈ بوائز کا اپنا ورائٹی پروگرام ہوا۔ ۱۸۲۱ شوکت جنجوعہ نے ۱۵۱۹ کرنل رب نواز کا نام ماسٹر آف سیریمنی کے طور پر تجویز کیا۔ ۱۵۱۸ بشیر مرزا کی تائید سے اور سارے ہال کی تصدیقی تالیوں سے کرنل رب نواز نے کمپیئرنگ کے لئے مائک سنبھالا تو سب سے پہلے دعوت ایک ہیوی ویٹ ۱۳۲۸ عبدالمالک کیانی (میوزیکل چیئرز کے چمپئین) کو دعوت دی کہ کیانی ہے جمالو شروع کریں۔ آرمی سکول آف میوزک کے کمانڈانٹ میجر قمر الزمان نے بلوچ رجمنٹ کے براس بینڈ کی قیادت سنبھالی اور شروع ہی سے بیٹ تیز رکھی۔ یکے بعد دیگرے دوسرے بھی ڈانس میں شریک ہوتے گئے تا آنکہ بہت ہی بزرگ ہستیوں کو چھوڑ کر سب ہی رقص میں شامل ہو گئے اور جشن مسرت کا وہ سماں بندھا کہ بوڑھوں نے جوان اور جوانوں نے جوان تر محسوس کرنا شروع کر دیا۔ ڈانس تو کچھ دیر میں اختتام کو پہنچا لیکن جوبلی موڈ طاری کر گیا جس کی محفل کو گرمانے کے لئے ضرورت تھی۔ دوسرا آئیٹم جوبلی سانگ تھا۔ کرنل رب نواز نے شرط رکھی آج گولڈن جوبلی کے موقع پر وہی سنگر اسے گائیں جنہوں نے ۱۹۵۰ء میں سلور جوبلی پر گایا تھا۔ یہ سن کر ۱۶۶۸ گل بادشاہ، ۱۰۷۱ یونس کیانی، ۱۵۵۱ خادم حسین اٹھ کھڑے ہوئے اور چاروں نے کورس شروع کیا۔

اب جشن مسرت آ پہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو
سب بچھڑے آ کر مل بیٹھے اب قصہ دل دہرانے دو
ہاں یاد ہیں سب پہلی باتیں روشن دن دلکش راتیں
معصوم فضائیں ماضی کی اس دور میں پھر کھو جانے دو
سب غنچے کھل کر پھول بنے ہر گوشے میں خوشبو پھیل گئی
پاکستان کے گلشن کو ان پھولوں سے مہکانے دو۔

کورس میں حصہ تو چار نے لیا لیکن اس میں شامل اس دور کے تقریباً سب اولڈ بوائز ہو گئے۔ آواز ملنا اتنا ضروری نہیں تھا جتنا جذبہ تھا۔ رقص مسرت نے خون گرما دیا تھا۔ اس کورس نے ماضی کے دریچے کھول دیئے۔ دماغوں میں بیتے دنوں کی فلم چل رہی تھی۔ ٹھیک اس وقت کرنل رب نواز نے محمد علی جوہر کا یہ شعر پڑھا۔

صد سالہ دور چرخ تھا ساغر کا ایک دور
نکلے جو میکدہ سے تو دنیا بدل گئی

اور گویا محفل کو لوٹ لیا۔ حاضرین و ناظرین نے فرمائش کی کہ کوئی اور شعر سنائیں تو رب نواز نے کہا، مسٹر حیدری کی یاد میں عمر خیام کی ایک رباعی فٹز جیرالڈ کے ترجمہ میں عرض کرتا ہوں۔ رباعی کوئی سمجھا کوئی نہ سمجھا لیکن رب نواز کے سٹائل سے گہرائی میں جا کر متاثر سب ہوئے۔ ۱۸۲۱ شوکت جنجوعہ نے میزبان کی درخواست پر عالمگیرین کے استفادہ کے لئے اپنا تعارف کرایا اور اپنی داستان حیات بعنوان ''جہد مسلسل'' ایک نظم کی صورت میں پیش کی۔ شوکت کے بعد ۵۲۷ لیفٹینٹ کرنل رشید کیانی ستارۂ جرأت نے اپنے تعارف میں اپنے ستارۂ جرأت کو اپنے استادوں خصوصاً کرنل اسٹیپنگ کی تربیت کا حاصل قرار دیا۔ انہوں نے اسٹیپنگ کو کالج کا ماسٹر بلڈر کہا اور اس دعوے کے ثبوت میں مثالیں دیں۔ انہوں نے زور دے کر کہا۔ والدین اور اساتذہ کا احترام ہماری تہذیبی روایت ہے۔ جس کی جڑیں ہمارے دین و ایمان میں ہیں۔ اکتوبر ۱۹۶۸ء کی ری یونین میں رشید کیانی جنہوں نے پرانے استادوں کو کندھے پر اٹھا کر سی کرنے کی پہل کی تھی آج کی محفل میں انہوں نے کالج کے اساتذہ پر اپنی پنجابی نظم پیش کی

میرا کالج استاد تے ساتھی
ایم سی کالج تے استاداں تو میں صدقے جاواں بسم اللہ
سوہنے یاراں سنگیاں ساتھیاں توں میں صدقے جاواں بسم اللہ

تساں یاد کیتا اسیں آ گئے آں اج رل بیٹھے ہاں یاراں وچ
اے پریت دی ریت پرانٹری اے میں واری جاواں بسم اللہ
جرنیل تسیں ، کرنیل تسیں ، جی دار تسیں ، دلدار تسیں
تساں اچیاں کلغیاں والیاں نے کیتا اچا ناؤاں بسم اللہ
تساں این ایچ ، ایم سی ، والیاں نوں تساں ایس جے این جے والیاں نوں
پروانیاں توں ، مستانیاں توں، میں صدقے جاواں بسم اللہ
پاکستان وی آن سنڑارہ بلبھڑاں دا مانٹر رانٹر سنڑارہ
سانوں ہک دوجے تے مانڑ رہیا حق آکھ سنڑاواں بسم اللہ
سانوں فخر امارت تہاڈی دا، تہانوں ناز محبت ساڈی دا
انہاں غازیاں تے شہیداں تو میں صدقے جاواں بسم اللہ
شالا دب کے عزم جو ان رہوے ۔ تہاڈا سب توں اچا ناں رہے
کدے پیار رشید نہ بھلیو جی دیو اذن میں جاواں بسم اللہ

نظم ختم ہونے پر بہت دیر تک تالیاں بجتی رہیں۔ میزبان کرنل رب نواز نے یہ شعر پڑھ کر خراج تحسین ادا کیا۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

فہرست میں اگلا نام ۲۴۴۸ زمرد خان کا تھا۔ چنانچہ ان کا نام پکارا گیا۔ جب تک زمرد سٹیج پر آتے کرنل رب نواز نے سردار جی کا ایک لطیفہ داغ دیا جس پر محفل زعفران زار بن گئی۔ زمرد خان نے پرزور فرمائش پر اپنا پرانا آئٹم ''جمہوردی آواز''، ''راجہ جی'' اور چوہدری جی'' پیش کیا اور بے پناہ داد پائی۔

۱۹۵۰ء کے بعد کے چند سالوں میں ۱۶۶۸ گل بادشاہ اور ۱۷۰۱ یونس کیانی دو کالج سٹیج کے مشہور نام تھے۔ گل بادشاہ اپنے پرلطف مزاح کے لئے اور یونس کیانی اپنی خوش آوازی کے لئے مشہور تھے۔ گل بادشاہ نے جذبی، کی یہ غزل سنائی اس تعارف کے ساتھ کہ تصور کیجئے کہ ایک تو تلا عاشق اپنی محبوبہ کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کر رہا ہے۔

منزل کے لئے دوگا۔۔۔۔۔گا ۔۔۔۔گام چلوں اور سا، سا، سامنے مہ،منزل آجائے، اے جذ ۔۔۔۔۔۔۔۔جذ، ذبہ دل گر میں چا۔۔۔۔ چاہوں ہر چی ۔۔۔۔۔۔۔چی چیز مق۔ مق، مقابل آجائے۔ منزل کے لئے دوگام۔۔۔۔گا ۔۔۔۔۔گام چلوں اور سا۔۔۔۔سا۔۔۔سامنے ۔۔۔۔مہ۔۔۔مہ۔۔۔۔۔۔منزل آ۔۔۔۔۔۔۔آ۔۔۔۔۔۔۔آ۔۔۔۔جائے۔

میجر گل بادشاہ کو تتلے عاشق شاعر کی کامیاب نقالی پر بے پنا داد ملی اصل لطف اس وقت آیا جب انہوں نے کہا شکر یہ بھی اس سٹائل میں شک شک ری ری یا کہہ کر ادا کیا۔ جب ونس مور کی تکرار ہوئی تو گل بادشاہ نے ایک تھری ٹن ٹرک کے سٹارٹ ہونے کی نقل اتاری'' جب گل بادشاہ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گئے تو کسی نے فقرہ چست کیا،'' واہ بادشاہ صاحب وہاں عاشق ترقی کرتے کرتے ٹرک ڈرائیوری تک پہنچے''۔ گل بادشاہ نے برجستہ کہا'' جی ہاں''۔

''اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی''۔۔۔۔۔دوسرے نے غالب کو کوٹ (Quote) کیا

'' کہتے ہیں جس کو عشق ، خلل ہے دماغ کا''

ابھی یہ فقرے بازی چل ہی رہی تھی کہ سٹیج پر ۱۷۰۱ یونس کیانی غزل سرا ہو چکے تھے۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

پہلا شعر ہی سن کر یونس کے پرانے یاروں نے شور کیا ''یونس یہ نہیں وہی کوئی پرانی چیز سناؤ''۔ یونس نے یہ گیت شروع کیا۔

جھوم جھوم کے ناچو آج ، گاؤ خوشی کے گیت

تو پرانے ساتھی سنگی جھوم اٹھے۔ پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔ بیک وقت کئی آوازیں آئیں ''رب نواز ، محمد گل کو بلاؤ۔ محمد گل Wanted چنانچہ ۱۳۷۴ محمد گل کو اصرار کر کے بلوایا گیا اور گل سے وہی پرانا گیت سنا گیا۔

کبھی دل سے دل ٹکراتا تو ہوگا　　　انہیں میرا خیال آتا تو ہو گا

گل کے بعد کرنل رب نواز نے ۱۸۹۲ واجد کو دعوت دی اور کہا آج کوئی مست کن چیز سنائیں۔ واجد نے یہ نغمہ چنا۔

میں راہی بھٹکنے والا ہوں کوئی کیا جانے متوالا ہوں

واجد کی پرسوز آواز نے دلوں پر جادو کر دیا۔ رات بھیگ رہی تھی لیکن آج آنکھوں میں نیند کہاں۔ ۱۵۲۹ محمد زمان بھٹی ایڈووکیٹ سے کہا گیا کہ وہ سٹیج سے حاضرین کو محظوظ کریں۔ زمان بھٹی نے وکیلوں کے لطیفے سنائے اور خوب داد پائی۔ جب وہ سٹیج سے اتر کر آ رہے ہیں تھے تو ایک پرانے ساتھی ۱۵۰۵ تنویر سید نے فقرہ چست کیا ''بھٹی ان لطیفوں میں آپ بیتی کتنی ہے؟''۔

پھر ولی کا نام پکارا گیا، ۱۹۸۲ لیفٹیننٹ کرنل ولی اگرچہ پی او ڈبلیو کیمپ میں اڑھائی سال گزار کر آئے تھے لیکن انکی زندہ دلی قائم رہی۔ ولی نے اپنی نقلوں سے خوب ہنسایا۔ رب نواز آہستہ آہستہ زیادہ اولڈ سے نسبتاً کم اولڈ کی طرف آ رہے تھے۔ اب انہوں نے ۲۷۳۳ کیپٹن جاوید اسلم کو دعوت دی کہ وہ اپنی پسند کی کوئی چیز سنائیں۔ جاوید اسلم نے فیض کی اس غزل کا جادو جگایا۔

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے
قفس اداس ہے یارو صبا سے کچھ تو کہو
کبھی تو بہر خدا آج ذکر یار چلے

جاوید اسلم طاہر کے بعد ۲۸۳۸ محمد تنویر نے یہ ملی ترانہ سنایا۔

رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو

تنویر کے بعد جب ۳۱۰۵ لیفٹیننٹ طارق رشید سٹیج پر تشریف لائے۔ جب اس نوجوان نے تعارف کرایا میں کرنل رشید کا بیٹا ہوں تو حاضرین نے تالیاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ طارق نے کہا ۱۹۷۱ء کی جنگ میں میرے تایازاد بھائی اور اس کالج کے فرزند لیفٹیننٹ مشتاق کیانی شہید ہوئے ان کی اور دوسرے عالمگیرین شہیدوں کی یادیں دل میں رکھتے ہوئے ایک گیت پیش کرتا ہوں۔

زندگی کے سفر میں گزر جاتے ہیں جو مقام
پھول کھلتے ہیں لوگ ملتے ہی
پت جھڑ میں جو پھول مرجھا جاتے ہیں
کچھ لوگ اک روز جو بچھڑ جاتے ہیں
عمر بھر چاہے کوئی پکارا کرے ان کا نام
آنکھ دھوکا ہے کیا بھروسہ ہے
دوستو، شک دوستی کا دشمنی ہے

وہ پھر نہیں آتے وہ پھر نہیں آتے
پھول کھلتے ہیں لوگ ملتے ہیں مگر
وہ بہاروں کے آنے سے کھلتے نہیں
وہ ہزاروں کے آنے سے ملتے نہیں
وہ پھر نہیں آتے وہ پھر نہیں آتے
آنکھ دھوکا ہے کیا بھروسہ ہے دوستو
اپنے دل میں اسے گھر بنانے نہ دو

گر تڑپنا پڑے یاد میں جن کی تو — روک لو ، روٹھ کر ان کو جانے نہ دو
بعد میں پیار کے چاہے بھیجو ہزاروں سلام — وہ پھر نہیں آتے وہ پھر نہیں آتے
صبح آتی ہے رات جاتی ہے — صبح آتی ہے رات جاتی ہے یونہی
وقت چلتا ہی رہتا ہے رکتا نہیں — اور پل میں یہ آگے نکل جاتا ہے
آدمی ٹھیک سے دیکھ پاتا نہیں — اور پردے سے منظر بدل جاتا ہے
جو چلے جاتے ہیں دن رات صبح شام — وہ پھر نہیں آتے وہ پھر نہیں آتے
زندگی کے سفر میں گزر جاتے ہیں جو مقام — وہ پھر نہیں آتے وہ پھر نہیں آتے

اس گیت نے سب کواداس کر دیا۔ دل بے چین ہو گئے ۔آنکھیں بھر آئیں

زندگی کے سفر میں ---------

چند لمحے پہلے یہاں بے محابا قہقے بکھرتے تھے ایک سچے گیت نے موڈ بدل کر رکھ دیا۔کبھی دھوپ کبھی چھاؤں ۔ یہ زندگی ہے ۔میزبان نے بھی موڈ کی تبدیلی کو سمجھا اور محفل کے موڈ اور نئے عالمگیریز کی نمائندگی کے لئے ۳۶۹۸ طارق مسعود کو دعوت دی ۔ طارق مسعود نے حسن اتفاق سے جو غزل چھیڑی وہ اس لمحہ کے لئے بہت موزوں تھی ۔

جو تھا نہیں ہے ، جو ہے نہ ہو گا ، یہی ہے اک حرف محرمانہ
قریب تر ہے نمود جسکی ، اسی کا مشتاق ہے زمانہ
نہ تھا اگر تو شریک محفل ، قصور میرا ہے یا کہ تیرا
میرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں ، کسی کی خاطر مے شبانہ

اس غزل سے لاشعوری طور پر سامعین کو یہ بھی اندازہ ہوا کہ کالج کا ذہنی سفر کہاں سے شروع ہو کر کہاں تک پہنچا ہے۔سٹیج سیکرٹری کرنل رب نواز نے یہ غزل ختم ہوتے ہی اعلان کیا حرف محرمانہ آپ نے سنا ہے اب ---- لعل موری پت ------ پیش خدمت ہے ۔

۱۶۴۹ میجر قمر الزمان ایک بار پھر سٹیج پر نمودار ہوئے ۔ بینڈ کو اشارہ کیا۔ بینڈ نے لعل موری پت کی دھن شروع کی ۔

یہ دھمال شروع ہونے کا اشارہ تھا ایک بار پھر محفل چمک اٹھی ۔ پورا ہال رقص گاہ بن گیا۔ ۱۹۶۸ء کی ری یونین کی روایت کو تازہ کرتے ہوئے ایک بار پھر پرانے ٹیچرز مسٹر علوی، مسٹر شفیق اور مسٹر راشد کو کندھوں پر اٹھایا گیا اور انکے ارد گرد دھمال ڈالی گئی ۔اس کے بعد سٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا مجھے بار بار یاد دلایا گیا ہے سحر قریب ہے آخر میں پرانا کالج سانگ پیش کیا گیا۔

Boyhood days are best
Carefree, gay and blest

۱۳۰۹ عشرت حسین ۴۷۴ میجر اعجاز رفیع اور ۲۳۱۷ میجر خالد محمود کیانی نے انترہ اٹھایا تو ۱۹۵۰ء کے دور کے تمام پرانے اولڈ بوائز کورس میں شامل ہو گئے

جب سب لوگ موسیٰ ہال سے باہر آ رہے تھے، ۲۱۹۶ میجر سلطان حیدر بجنوری ۲۳۸۰ ضمیر حسین انجنیئر سے کہہ رہے تھے آج رب نواز نے غضب کی کمپیئرنگ کی۔ مجھے تو وہ شعر اب تک یاد آ رہا ہے ۔ع

نکلے جو میکدہ سے دنیا بدل گئی

جنرل میٹنگ

۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء کی صبح اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی جنرل میٹنگ شروع ہوئی ۔ نئے عہدیدار منتخب کئے گئے ۔نئی مجلس انتظامیہ کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔
(میٹنگ کی روداد ایسوسی ایشن کے باب میں بیان کی گئی ہے)

اسی روز سہ پہر ۲ بجے کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی تقریب تھی جس میں سب اولڈ بوائز نے شرکت کی۔ اُس تقریب کے مہمانِ خصوصی چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل ٹکا خان تھے۔ انہیں کے ہاتھوں موسیٰ ہال کے کاریڈور میں کالج کے شہیدوں اوراعزاز یافتگان کے ناموں کی سنگ مرمر کی تختیوں کی نقاب کشائی ہوئی۔ اسی تقریب پر گولڈن جوبلی اور ری یونین کی تقریبات کا سلسلہ ختم ہوا۔

چھٹی ری یونین

ہر چند کہ گولڈن جوبلی کے موقع پر جنرل میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ ری یونین ہر تیسرے سال کی جائے۔ اس حساب سے اگلی تقریب کا اہتمام ۱۹۷۸ء میں ایسوسی ایشن کے صدر لیفٹیننٹ جنرل محمد اکبر خان کے لندن میں یکا یک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر جانے کی وجہ سے مقررہ وقت پر نہ ہو سکا۔ یکم مارچ ۱۹۷۹ء کو لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان نے انجمن کی صدارت قبول کی۔ یکم جون ۱۹۷۹ء کو مجلس انتظامیہ نے ان کے تقرر کی تصدیق کی اور ری یونین اور جنرل میٹنگ کے لئے ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء کی تاریخ مقرر کی۔ جنرل اقبال کے صدارت قبول کرنے کے وقت سے انجمن صحیح معنوں میں فعال ہوئی۔

اگر چہ مہمان ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۹ء کی شام سے کالج میں آنا شروع ہو گئے تھے۔ لیکن ری یونین کی اصل تقریبات ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو صبح سے رات گئے تک جاری رہیں۔ اس ری یونین اکا اصل مقصد ایسوسی ایشن کے نئے صدر کا رسمی انتخاب اور انکی مسند نشینی اور ایسوسی ایشن کے نئے عہدیداروں کا الیکشن تھا۔ ایسوسی ایشن کا اجلاس صبح ساڑھے دس بجے سے دوپہر تک جاری رہا تھا۔ باہمی میل ملاقات کی سرگرمیاں سہ پہر کو شروع ہوئیں۔ پہلے مہمانوں نے موسیٰ ہال کے بازوؤں میں ایرو ماڈلنگ اور سکاؤٹنگ کی نمائش دیکھی۔ اس کے بعد ٹیپو سلطان ہاؤس کے لان میں ری یونین کے لئے آئے ہوئے میجر غلام احمد اور مسٹر حیدری دو پرانے انسٹرکٹرز خاص طور سے اولڈ بوائز کی توجہ کا مرکز رہے۔ مسٹر حیدری بتا رہے تھے کہ ۱۹۶۳ء میں ایسوسی ایشن رسمی طور پر شروع کی گئی تھی لیکن اسکو جس قسم کی لیڈر شپ کی ضرورت تھی وہ اب ملی ہے۔ آج جنرل میٹنگ سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ برسوں کے کام مہینوں میں بلکہ دنوں میں ہوں گے۔ ۴۰۲ کرنل حضور نے کہا ایک عالمگیرین ڈی سی اوا ے ایس بھی تو اب بنا ہے۔ جنرل میٹنگ کے پروجیکٹس ڈسکس کرتے ہوئے مہمان سپورٹس گراؤنڈ پہنچے۔ وہاں پہلے نئے اور پرانے عالمگیرین میں باسکٹ بال کا میچ اور پھر جمخانہ کھیل ہوئے۔ مغرب کی نماز کے بعد روایتی ڈرامیٹک شو کے بجائے اس بار کالج کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے ۶ ستمبر اور یوم اقبال کی تقریبات کی جھلکیاں پیش کیں تا کہ کالج کی ذہنی اور ادبی سرگرمیوں سے معزز مہمانوں کو آگاہ کیا جائے۔ اس کے بعد کالج کی پرانی دستاویزی فلمیں بشمول لیڈرز آف ٹومارو (Leaders of Tomorrow) دکھائی گئیں۔ ڈنر کے بعد اولڈ بوائز اپنے ورائٹی پروگرام کے لئے موسیٰ ہال میں دوبارہ جمع ہوئے۔ پروگرام کی میزبانی ۱۸۶۱ ظہور شوکت اور لیفٹیننٹ کرنل عبدالرحیم نے کی۔

ساتویں ری یونین

عالمگیرینز کی ساتویں ری یونین کی تقریبات ۳۰ نومبر ۱۹۸۲ سے ۲ دسمبر تک جاری رہیں۔ یکم دسمبر کو ایسوسی ایشن کی جنرل باڈی کا اجلاس ہوا اور ۲ دسمبر کو کالج کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس کے مہمانِ خصوصی بھی عالمگیرینز ایسوسی ایشن کے صدر جناب جنرل محمد اقبال خان چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی تھے (عالمگیرینز ایسوسی ایشن کی روداد ایسوسی ایشن کے باب میں دی گئی ہے)

حسب سابق کالج کے مین گیٹ کے پہلو میں مرکزی استقبالیہ تھا وہیں مہمانوں کی رجسٹریشن ہو رہی تھی اور ری یونین کا بروشر تقسیم کیا جا رہا تھا۔ اس بار استقبال اور مہمانداری کا سارا کام کیڈٹس کے سپرد تھا تا کہ سینئر عالمگیرینز سے ان کا زیادہ سے زیادہ رابطہ ہو سکے۔ کالج کے ارباب حل وعقد کا خیال تھا کہ یہ تقریب نئے اور پرانے عالمگیرینز کی یونین شیر وشکر ہونے کی سبیل بھی ہو اور پرانے عالمگیرینز کی آپس میں تجدید ملاقات (ری یونین) کا ذریعہ بھی بنے عالمگیرین کے قیام وطعام کا انتظام اس بار بھی اورنگزیب ہاؤس اور ٹیپو سلطان ہاؤس میں کیا گیا تھا۔

سہ پہر کو سب سے پہلے آنے والے کراچی کے عالمگیرینز تھے کرنل حضور احمد ایم سی جو کراچی کی قیادت کر رہے تھے تیز گام سے جہلم پہنچے تھے۔ انکے بعد تو جیسے تانتا بندھ گیا ہو۔ شام ہوتے ہوتے ستر سے اوپر مہمان آ چکے تھے اس بار سینئر عالمگیرینز نے مغرب کی نماز مسجد میں با جماعت ادا کرنے کی روایت جاری رکھی وہ اس بات سے خوش ہوئے کہ انکے پرانے دور کے برعکس کیڈٹس مغرب کی نماز کے لیے بغیر فالن ہوئے دو دو چار کے گروپ میں اپنے طور پر بروقت مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ نماز

کا لباس بھی وہی سفید شلوار قمیض صرف کپڑے کی دو پلی ٹوپی کا فرق نمایاں تھا۔

رات کے کھانے پر نئے اور پرانے عالمگیر یز موسیٰ ہال میں جمع ہوئے۔ طارق احسان کی تلاوت سے تقریب کا آغاز ہوا۔ کالج کے کمانڈانٹ بریگیڈیئر عبدالستار نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور توقع ظاہر کی کہ یہ ری یونین پرانوں کی ری یونین اور نئے پرانے عالمگیر یز کی یونین ثابت ہوگی۔ کمانڈانٹ کے ان خیر مقدمی کلمات کے بعد عالمگیر یز کے اعزاز میں کالج کے ڈرامیٹک کلب نے اپنا پروگرام پیش کیا۔ پروگرام کے آغاز میں سٹیج سیکرٹری احمد سلمان نے پروگرام کا تعارف کرایا۔ پروگرام کا آغاز جے سی اعجاز ناصر اور کیڈٹ اقبال کے اس ملی نغمہ سے ہوا۔

اے وطن پیارے وطن، پاک وطن ، پاک وطن
تو دل افروز بہاروں کا تر و تازہ چمن
تو مہکتے ہوئے ، پھولوں کا سہانا گلشن

نغمے کے بعد آغا حشر کاشمیری کے ڈرامے ''خوبصورت بلا'' نیکی اور بدی کا مشہور مکالمہ پیش کیا گیا جو اس کورس سے شروع ہوتا ہے

جس راہ میں ہوں ٹھوکریں وہ راہ اے انسان نہ چل

خوبصورت بلا کے بڑے دلچسپ مکالمے کے بعد جے سی اعجاز، ناصر وقار، اقبال حبیب اجمل اور ملک اعجاز نے مشہور ملی ترانہ

اے نگار وطن تو سلامت رہے

کورس کی شکل میں پیش کیا۔ ترانے کے بعد خواب ہستی کے مزاحیہ خاکے سے حاضرین کی تواضع کی گئی۔ آخر میں عصمت چغتائی کا لکھا ہوا ایک ایکٹ کا ڈرامہ ''شامت اعمال'' سٹیج کیا گیا۔

علوی صاحب کی اس پیشکش کی دل کھول کر داد دی گئی یہی ڈرامہ علوی صاحب ہی نے ۱۹۵۸ء میں پیش کیا تھا۔ حسن اتفاق سے اس پیشکش کے بعض تمثیل کار اس ری یونین پر ہال میں موجود تھے۔ علوی صاحب نے انہیں سٹیج پر آنے کی دعوت دی۔ تالیوں کی زبردست گونج میں ۲۳۰۰ جلیل احمد خان، ۲۱۹۰ ارشد رانا، ۲۲۳۲ رسول خان نے سٹیج پر آ کر اپنے اپنے کرداروں کا ایک ایک فقرہ اداکاری کے ساتھ ادا کیا۔

دوسرے روز ساڑھے دس بجے صبح پر جوش عالمگیر یز کے ہجوم میں جنرل اقبال نے نئی لائبریری کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد جنرل باڈی کا اجلاس ہوا دوپہر کے کھانے کا انتظام موسیٰ ہال کے برآمدوں میں کیا گیا۔ سہ پہر کو جنرل اقبال کی توجہ سے بنا ہوا کالج کا نیا میوزیم سب عالمگیر یز کی توجہ کا مرکز رہا۔ یہاں شہداء کی پکچر گیلری کے علاوہ انکی ذاتی اشیاء بھی نمائش کے لئے رکھی گئی تھیں۔ میجر اکرم نشان حیدر کی انگریزی ایکسر سائز بک کا جو صفحہ کھلا ہوا تھا وہ مضمون ملٹری کالج ہی پر تھا۔ لیفٹیننٹ کرنل حق نواز کیانی شہید ستارہ جرأت کی یونیفارم بھی ایک نادر اضافہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ کالج کی جیتی ہوئی شیلڈیں کالج سپورٹس کی تاریخ سنا رہی تھی۔

رات کھانے کے بعد عالمگیر یز نے اپنا ورائٹی پروگرام پیش کیا۔ ظہور شوکت اور لیفٹیننٹ کرنل عبدالرحیم نے کمپیئر نگ کی۔ بعد میں لیفٹیننٹ کرنل رب نواز نے بھی انکا ساتھ دیا۔ سب سے پہلے دور بہت دور جرمنی میں بیٹھے ہوئے کالج کے ایک پرانے پروانے (حسن اختر کیانی کالج نمبر ۱۰۲۳) کی اس موقع پر بھیجی ہوئی ایک نظم سامعین کی نذر کی گئی۔

اے خاک وطن جو ترے کام آئے
مجھے یاد اکثر صبح شام آئے
کیانی ناظم حنیف اور اکرم
ترے جانثاروں میں یہ نام آئے
میرے آنسوؤں میں ہے انکی تصویر

میرے دل کو ان کے یہ پیغام آئے
ہماری طرح لاج کالج کی رکھنا
دل کی فضاؤں پر گر شام آئے
خیالوں میں ہوں گامزن سوئے کالج
نہ اختر پہ یاروں سے الزام آئے

حسن اختر کیانی کے نذرانے کے بعد ۱۷۰ ایونس کیانی کو سٹیج پر بلایا گیا اور ساتھ ہی فرمائش کی گئی کہ سلور جوبلی کی کوئی چیز سنائیں انہوں نے'

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں

سنا کر خوب داد لی اور پرانے' سنگی ساتھی پرانی یادوں میں کھو گئے جب کہ آتش جوان تھا۔۱۹۸۲ کرنل ولی نے سٹیج پر آ کر بے تکلفی سے اپنے پرانے کرتب دکھائے اور محفل کو ہنسایا ۱۵۵۱ خادم حسین نے یہ گیت سنایا۔

دل کو ہے تم سے پیار کیوں
یہ نہ بتا سکوں گا میں
پہلے ملن کی چھاؤں میں
تم سے تمہارے گاؤں میں
آنکھ ہوئی تھی چار کیوں
یہ نہ بتا سکوں گا میں
تم کو نظر میں رکھ لیا دل میں جگر میں رکھ لیا
پھر میں تمہاری یاد میں رہتا ہوں بیقرار کیوں
یہ نہ بتا سکوں گا میں

کسی نے تبصرہ کیا ظالم کی آواز آج بھی جواں ہے۔۷۴۸ بریگیڈیر محمد حیات ستارۂ جرأت سامنے کے صوفے پر بیٹھے تھے اور ۱۵۶۴ بریگیڈیر محمد عثمان سے کچھ سرگوشی کر رہے تھے کہ ۱۵۱۹ کرنل رب نواز کی ان پر نظر پڑی اور کہا۔

"What about you sir"

پہلے انہوں نے پشتو میں رحمان بابا کی نعت سنائی۔

کہ صورت و محمدؐ نہ وے پیدا — پیدا کڑے بہ خدا نہ وو دا دنیا
کل جہاں و محمدؐ پہ روی پیدا شہ — محمدؐ دے د تمام جہاں ابا
نبوت پہ محمدؐ باندے تمام شو — نشتہ پس لہ محمدؐ انبیاء
نور بالہ ز محمد وہ پہ جہاں کے — چہ بوئ گل واڑہ صفات دی پہ رنبتیا
کہ نبی دے کہ ولی دے کہ عاصی دے — محمدؐ دے وہمہ وار و پیشوا
چہ ئے دین و محمد دے قبول کڑے — جنتی دے کہ فاسق دے کہ پارسا
محمدؐ د کمرا بانوں رہنما د — محمدؐ دے درندو دلاس عصا
کہ رندا و پیروی و محمد وو — کنرہ نشتہ پہ جہاں بلہ رندا

محمدؐ دے چاسرہ و چارہ گر دے　　محمدؐ دے ہر درد مند لرہ دوا
زہ رحمان د محمدؐ خاکروب یم　　کہ مے خدائی نہ کہ لہ دے در جدا

انہوں نے کہا کہ پنجابی کا ایک لطیفہ یاد آ تا ہے' سننے کی تاب ہوتو سن لو' حاضرین ان کے پشتو لب ولہجہ کی پنجابی سے بہت محظوظ ہوئے۔ بریگیڈئر حیات کے بعد کموڈر سجاد حیدر بخاری نے انگریزی میں مسلم نشاۃ ثانیہ کے موضوع پر حاضرین سے خطاب کیا۔۲۶۴۲ شاہد احمد نواز اور ۳۵۰۳ سکندر اقبال نے شیر شاہ ہاؤس کو یاد کرتے ہوئے جبریل وابلیس کا مکالمہ ڈرامائی انداز میں پیش کیا۔ یہ مکالمہ سن کر ایک منچلے نے نعرہ لگایا، شوکت کوئی لائٹ چیز سنواؤ یہ یوم اقبال نہیں اور شوکت جنجوعہ نے کسی گیت کار کو دعوت دی جواب میں میجر ساجد مجید بھٹی ۲۹۰۱ نے یہ گیت چھیڑا۔

یہ راتیں یہ موسم یہ ہنسنا ہنسانا
انہیں بھول جانا ہمیں نہ بھلانا

پہلے ہی مصرعہ پر بے تحاشا واہ واہ ہوئی محفل گرما گئی ان صاحب نے پھر نعرہ لگایا۔''ہاں یہ بات ہوئی'' جب دوسرا مصرعہ سنا تو اور جوش میں آئے ہرگز نہیں' ہرگز نہیں غرض یہ گیت بہت انجوائے کیا گیا۔

نعت رسول اکرم ﷺ کے بعد بریگیڈئیر عثمان (۱۵۲۴) کی فرمائش پر حیات صاحب نے خوشحال خان خٹک کے چند اشعار نذر محفل کئے۔

چہ صرفہ کاندے پہ سر　　یا صرفہ کاندے پہ زر
نہ بہ خان نہ بہ سلطان شی　　نہ بہ خپل کاندے کشور
چہ پہ خان میرے نہ دی　　مر نتوب نہ کہ لبنکر
یا تخت دے یا تختہ دہ　　د شاہا نو ځائے مقر

اور حضرات اب سر اولف کیرو کا کیا ہوا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

Life is a game of hazindo
Set the stakes and the main
Herded gold is barren metal
Nothing venture nothing gain
Does thou covet gold or glory
Thine to lead and not show fear
Death or victory the motto
The throne or thine pier

کرنل رب نواز نے کہا سر اردو ترجمہ بھی کردیجئے بریگیڈئیر حیات نے ترجمہ کیا۔

چہ صرفہ کاندے پہ سر　　یا صرفہ کاندے پہ زر
جو کمانڈر اپنے سر یا زر کی پرواہ کرتا ہے
نہ بہ خان نہ بہ سلطان شی　　نہ بہ خپل کاندے کشور
وہ نہ خان اور نہ سلطان بن سکتا ہے اور اپنے لئے زمین زیر کر سکتا ہے
چہ پہ خان میرے نہ دی　　مر نتوب نہ کہ لشکر
اگر کمانڈر خود بہادر نہیں ہے تو اس کا لشکر بہادری نہیں دکھائے گا
یا تخت دے یا تختہ دہ　　د شاہا نو ځائے مقر

یا تخت ہے یا پھر تختہ یہی دومقام بادشاہوں کے لیے مقرر ہیں

ایک طرف سے آواز آئی، کچھ پنجابی میں بھی ہو جائے اس موقع پر کالج کے ایک سابق کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی نے ایک نظم سنائی اور ایک اور سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر سعید کھوکھر نے جنرل محمد اقبال کے حوالے سے ان کی شخصیت کے بارے میں اپنے تاثرات بڑے شگفتہ انداز میں بیان کیے۔اس ورائٹی پروگرام کے آخر میں پنجاب رجمنٹ بینڈ کی دھنوں پر لوک رقص شروع ہوئے اور ایک پرانی روایت کو زندہ کرتے ہوئے اولڈ بوائز نے اپنے پرانے اساتذہ پروفیسر سعید راشد پروفیسر علوی اور پروفیسر شفیق اور کالج کے کمانڈانٹ کو کندھوں پر اٹھا کر اپنی عقیدت کا بے ساختہ مظاہرہ کیا۔یوں یہ ری یونین 'یونین اور ری یونین ثابت ہوئی۔اس ری یونین میں بشمول ۵۲۶ میجر جنرل بشیر خان ۸۸۵ میجر جنرل غلام محمد '۱۳۳۳ میجر جنرل محمد اقبال '۱۴۴۷ میجر جنرل سجاد حسین '۱۹۳۹ میجر جنرل پیرداد خان '۱۷۴۳ بریگیڈیئر رب نواز '۱۹۱ بریگیڈیئر عباس بیگ، ۶۹۰ بریگیڈیئر بشیر احمد، ۷۴۳ بریگیڈیئر محمد حسین، ۷۴۳ بریگیڈیئر محمد اقبال، ۷۴۸ بریگیڈیئر محمد حیات، ۱۰۳۹ بریگیڈیئر محمد خان، ۱۲۱۶ بریگیڈیئر محمد ایوب، ۱۲۲۱ بریگیڈیئر اسلم جنجوعہ، ۱۵۶۴ بریگیڈیئر محمد عثمان خان، ۱۶۲۸ بریگیڈیئر محمد اکرم، ۱۸۶۲ بریگیڈیئر آر ڈی بھٹی، ۱۸۸۸ بریگیڈیئر عبدالرؤف ملک، ۱۹۴۹ بریگیڈیئر محمد یونس، ۴۰۲ کرنل حضور احمد خان، ۱۵۸۰ کرنل محمد گلستان، ۱۸۳۲ محمد افضل، کرنل محمد عالم، ۱۸۷۱، کموڈور سجاد حیدر، ۱۳۳۳ دوسرے عالمگیرینز نے شرکت کی ان کے علاوہ دو سابق کمانڈانٹس اور چار سابق اساتذہ بھی رونق محفل رہے۔

ڈائمنڈ جوبلی ری یونین

ڈائمنڈ جوبلی کی سہ روزہ تقریبات کا آغاز ۱۸ نومبر ۱۹۸۶ء کی شام کو ہوا کالج کے صدر دروازہ کے پہلو میں مرکزی دفتر استقبالیہ قائم کیا گیا جس میں برابر برابر تین کاؤنٹر تھے۔جوں ہی کوئی مہمان کالج کے صدر دروازہ پر پہنچتا' استقبالیہ کے کیڈٹس اسے خوش آمدید کہتے اور پھر کاؤنٹر کی طرف رہنمائی کرتے جہاں دو اسمارٹ کیڈٹ مہمانوں کی آمد کا رجسٹر کھولے بیٹھے تھے۔ایک کیڈٹ مہمان کے کوائف درج کرتا اور دوسرا تیزی سے اسٹکر تیار کرتا جس پر ان کا نام' کالج نمبر اور زمانہ تعلیم درج ہوتا۔(اسٹکر کی سلپیں تین رنگ کی تھیں سفید ۱۹۲۵ سے ۱۹۴۷ تک کے اولڈ بوائز کے لیے زرد ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۵ء تک کے دور کے لئے اور سرخ ۱۹۶۵ء سے بعد کے زمانہ کے لیے) اور پھر تیسرا ان کے سینہ پر چسپاں کر دیتا۔دوسرے کاؤنٹر پر اکاؤنٹنٹ سعید شاہ صاحب جوبلی کے واجبات وصول کرتے اور رسید جاری کرتے۔اسی قطار میں تیسرے کاؤنٹر پر معزز مہمان کو جوبلی کے تین تحائف پیش کیے جاتے ایک چھوٹا سا گول بیج سینہ پر لگانے کے لئے جس کے بیچ میں کالج کا کریسٹ تھا اور چاروں طرف دائرہ میں یہ الفاظ کندہ تھے ڈائمنڈ جوبلی ۱۸ تا ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء۔اس کے علاوہ ایک چھوٹے سائز کی یادگاری ڈائمنڈ جوبلی شیلڈ تھی جس پر وہی عبارت کندہ تھی جو بیج پر تھی۔تیسرا تحفہ ایک شاندار ڈائمنڈ جوبلی بروشر تھا جس کے سرورق پر اور پیچھے کی طرف کالج کی نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں کے کلر ڈ فوٹو تھے۔اس بروشر میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق' وزیراعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو' وائس چیف آف دی آرمی سٹاف جناب جنرل خالد محمود عارف اور جناب جنرل محمد اقبال خان پیٹرن ان چیف' عالمگیرینز ایسوسی ایشن کے پیغامات کے علاوہ کالج کی ہسٹری کا ایک خاکہ' کالج کے شہداء اور جنگی اعزاز یافتگان اور دوسرے ممتاز عالمگیرنز کے کوائف وغیرہ درج تھے۔ڈائمنڈ جوبلی کے تفصیلی پروگرام کا فولڈر بھی بروشر کے ساتھ ہی دیا جاتا تھا۔کس مہمان کو کہاں ٹھہرنا ہے اس امر کی رہنمائی کے لئے ایک مرکز معلومات کالج کیفے ٹیریا کے پیچھے کے لان میں مین اکیڈیمک بلاک کے سامنے قائم کیا گیا تھا۔مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام اورنگ زیب ہاؤس اور ٹیپو سلطان ہاؤس میں اور کھانے کا انتظام میس بی میں کیا گیا تھا۔کچھ سینئر مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام جہلم کھاریاں اور منگلا چھاؤنی کے گیسٹ ہاؤس میں تھا ڈائمنڈ جوبلی جیسی اہم تاریخی تقریب ہو اور کالج کی تزئین و آرائش میں کوئی کسر چھوڑ دی جائے یہ کیسے ممکن تھا۔چنانچہ کالج کے در و دیوار کو بلکہ گوشہ گوشہ کو نہایت خوش ذوقی سے آراستہ کیا گیا تھا۔خصوصاً کالج کے صدر دروازے سے ٹیپو سلطان ہاؤس تک کا راستہ اور دوسری طرف ایم جی ہاؤس تک ساری اکرم شہید روڈ کو آرائشی محرابوں' جھنڈیوں بینروں سے خوب سجایا گیا تھا۔بینروں پر لکھے گئے تھے فقروں کی دلچسپی اور موزونیت کا خیال رکھا گیا۔کالج آڈیٹوریم (موسیٰ ہال) اورنگ زیب ہاؤس' ٹیپو سلطان ہاؤس میس پر رات کے چراغاں کا بھرپور انتظام تھا۔

یوں تو جوبلی کے مہمان عالمگیرینز ۱۸ نومبر کی دوپہر ہی سے آنا شروع ہو گئے تھے لیکن وہ چیز جسے جوق در جوق آنا کہتے ہیں وہ صورت حال سرشام ہی پیدا ہوئی۔جشن مسرت کی پہلی نمود چائے کے وقت میس بی میں نظر آئی جہاں برسوں کے بچھڑے ٹوٹ کر ملے اور باتوں میں ایسے محو ہوئے کہ جس کے ہاتھ میں بسکٹ ہے

اسے چائے کی پیالی کا ہوش نہیں اور جس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی ہے تو اسے ہاتھ میں لئے کھڑا ہے چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے اور وہ بھولی بسری یادوں میں کھویا ہوا ہے سوالوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے فلاں کہاں ہے، فلاں کیا کر رہا ہے نوجوانوں کی میزوں سے قہقہے بلند ہو رہے تھے نک نیم چل رہے تھے اتنے میں کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ آئے ۴۳-۱۹۴۷ بریگیڈیئر محمد اقبال بھی ان کے ساتھ تھے۔ کمانڈانٹ صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا ان کی مختصر تقریر کو سب نے پسند کیا اور پھر خوش گپیوں میں مصروف ہوگئے۔

سب بچھڑے آ کر مل بیٹھے
اب قصہ دل دہرانے دو

ٹھیک پونے سات بجے اس شام کے مہمانِ خصوصی بریگیڈیئر محمد حیات تشریف لائے۔ حیات صاحب اس وقت سینئر موسٹ باحیات اولڈ بوائے تھے (کالج نمبر ۱۹) ۱۵ ستمبر ۱۹۲۵ کو جب کالج نے کنگ جارج رائل انڈین ملٹری اسکول کی حیثیت سے روشنی کا سفر شروع کیا تھا تو اس پہلے دن جو ۲۱ لڑکے اسکول میں داخل ہوئے تھے یہ ان میں سے ایک تھے۔ بریگیڈیئر حیات کو ایک اور امتیاز بھی حاصل ہے کہ یہ کالج کے پہلے اولڈ بوائے تھے جو سعودی عرب میں پاکستان کے سفیر مقرر ہوئے اور مابعد فارن آفس میں ڈائریکٹر بھی رہے اور انہیں عالمگیریز میں سے پہلا سینئر ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مہمانِ خصوصی بریگیڈیئر محمد حیات کا استقبال کمانڈانٹ نے آفیسر میس کے پورچ میں کیا اور بعد میں آفیسرز میس کے اینٹی روم میں دوسرے معزز مہمانوں کی موجودگی میں ان کی خدمت میں ڈائمنڈ جوبلی کی یادگاری شیلڈ پیش کی گئی۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی ڈنر کے لیے میس ہی تشریف لے گئے جہاں براس بینڈ کی پرامنگ دھنوں نے ان کا خیر مقدم کیا اور جس عمر اور جس دور کے بھی عالمگیریز وہاں موجود تھے وہ پروانوں کی طرح اپنی برادری کے بزرگ کے گرد جمع ہوگئے۔ ہر ایک کی کوشش تھی کہ وہ قریب سے انہیں دیکھے اور انکی آواز سنے۔ کالج کی زندہ و تابندہ ہسٹری کو اتنے قریب سے دیکھنے اور سننے کی سعادت سے کوئی محروم نہیں رہنا چاہتا تھا۔

کھانے پر شام کی چائے کے وقت کی سی غیر رسمی فضا تھی۔ ''ہیلو (سوایند سو) ہاؤ آر یو'' کے فقرے بار بار سننے میں آ رہے تھے کسی میز کی طرف سے فلک شگاف قہقہہ بلند ہونے کا مطلب یہ تھا کہ کسی پیچ قسم کے اولڈ بوائے کو اس کے کسی یار غار نے اس کے پرانے نک نیم سے پکارا ہے ''یہ مٹکا کس نے بھنا ہے'' قسم کے پرانے لطیفے بھی چل رہے تھے۔ کچھ عمر رفتہ کو آواز دے رہے تھے لیکن جن کی رگوں میں جوان خون گردش کرتا تھا انکے گروپ کو دور سے پہچانا جا سکتا تھا فقروں سے بھی اور قہقہوں کے تواتر سے بھی۔ باہر اے ایس سی رجمنٹ کا بینڈ تیز بیٹ کی دھنیں بجا رہا تھا (غالباً اسکا بینڈ ماسٹر کوئی زندہ دل انسان تھا' جسے موقع کے تقاضے کا احساس تھا) بعض نوخیز قدم از خود تیز بیٹ پر حرکت میں آ رہے تھے اور ہاتھ کی چٹکی بھی بج رہی تھی۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

اس ڈنر پر صحیح ری یونین کا سماں تھا۔ آنے والوں کی تعداد ہر لحظہ بڑھتی جا رہی تھی اور محفل کی رونق بھی۔ بریگیڈیئر محمد حیات جس میز پر تھے ان کے ساتھ ہی ایک ان سے بھی زیادہ سن رسیدہ سفید ریش بزرگ کھڑے تھے جن کی طرف بہت سے سینئر عالمگیریز متوجہ تھے اور جنہیں خود بریگیڈیئر حیات بار بار سر کہہ کر مخاطب کرتے تھے یہ میجر محمد بخش تھے جو ۳۲-۱۹۳۰ء میں یہاں پی ٹی این سی او تھے۔ جنگ عظیم دوم کے زمانہ میں ایمرجنسی کمیشن لیا اور اب دور دراز کا سفر طے کر کے بریگیڈیئر حیات کے اصرار پر ڈائمنڈ جوبلی میں شرکت کرنے آئے تھے۔ میجر محمد بخش صاحب نے سکول کے ابتدائی کمانڈانٹ کیپٹن ڈبلیو ایل کلارک اور کیپٹن ایچ ایچ کلارک کا زمانہ دیکھا تھا۔ وہ اس زمانہ کی باتیں کر رہے تھے جب سکول میں نہ بجلی تھی نہ نلکے کا پانی آٹھویں تک کلاسیں تھی اور پانچویں سال پیشتر لڑکے اپنی اپنی یونٹوں میں بھرتی ہونے چلے جاتے تھے۔ وہ بتا رہے تھے کہ اکتوبر ۱۹۳۰ میں سکول کا پہلا بیج میرے سامنے پاس آؤٹ ہوا تھا۔ بریگیڈیئر حیات کہہ رہے تھے اس میں کوئی شک نہیں کہ رہنے سہنے کی سہولتیں اور آسائشیں میسر نہیں تھیں تعلیم کا معیار بھی زیادہ نہ تھا۔ گو اس زمانہ کے لحاظ سے برا نہیں تھا لیکن بعض استاد جیسے جمعدار فیض محمد خان' جمعدار غلام احمد' جمعدار ایم اے لطیف ایم اے بہت ہی Devoted تھے تربیت بہت اچھی تھی ۱۹۳۰ میں یہاں نویں کی کلاسیں شروع ہوگئیں ۱۹۳۲ میں خود میں نے یہاں سے دسویں کا امتحان پاس کیا کھانا بھی بہت اچھا تھا دودھ کے ٹھیکدار کی بھینسیں مسجد کے پاس کے ایک ہٹ میں بندھی رہتی تھیں۔ اس طرح گوشت کا کنٹریکٹر بکرے، سکول میں لا کر ذبح کرتا تھا۔

ابھی یہ باتیں جاری تھیں کہ اعلان ہوا کہ ڈرامہ کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ مہمانانِ گرامی کالج آڈیٹوریم چلیں ایک طرف سے آواز آئی کالج آڈیٹوریم کدھر ہے اسکوفوری جواب ملا مائی ڈیئر یہ موسیٰ ہال کا جدید نام ہے لیکن پہلے کھانے سے انصاف کرتے جاؤتم نے انصاف کی گنجائش چھوڑی ہوتو انصاف کریں۔ اس پر قہقہہ پڑا آڈیٹوریم میں مہمانِ خصوصی کا خیر مقدم ڈرامہ کے پروڈیوسر اور ڈائریکٹر مسٹر عین الدین علوی نے کیا۔ مہمانوں کی پذیرائی انکو مناسب جگہوں پر بٹھانے کا مشکل کام کرنل سلطان حیدر بجنوری نے سنبھال رکھا تھا اس دن کا شو ایک طرح سے ڈریس ریہرسل تھا جو خاص طور پر کالج کے طلبہ، سٹاف اور انکے خاندانوں کے لیے تھا (جنھیں دوسرے دن شو دیکھنے کا موقع نہ ملتا تھا) لیکن اس میں اولڈ بوائز کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی چنانچہ ہال خواتین وحضرات سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جب شوختم ہوا تو مہمانِ خصوصی بریگیڈیئر محمد حیات کمانڈانٹ بریگیڈئر عثمان شاہ سے کہہ رہے تھے۔ ۱۹۲۵ سے اب تک اس ادارہ نے ہر اعتبار سے بہت لمبا سفر کیا ہے اب اس کا نام بھی بڑا ہے اور کام بھی' میں اس پر فخر کرتا ہوں ان کے ساتھ ہی عالمگیریز ایسوسی ایشن کے نائب صدر ۱۹۱ بریگیڈیئر محمد عباس بیگ بھی کھڑے تھے انہوں نے کہا۔ سر اس میں کیا شک ہے کہ اس کالج نے فوج اور ملک کی بڑی خدمت کی ہے کالج نمبر ۵۷۶ میجر جنرل (ریٹائرڈ) محمد بشیر خان (ایم این اے' اس وقت وزیر مملکت) نے اس تبصرہ پر اضافہ کرتے ہوئے کہا ہمارے کیریئر کی بنیادیں یہیں رکھی گئیں تھیں آج کا دن ہماری زندگی میں اور کالج کی زندگی میں ایک یادگار دن ہے خدا کرے یہ ادارہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے اور فوج اور پاکستان کی خدمت میں یوں ہی ہر دم کوشاں رہے مہمانانِ گرامی جب ہال سے گزرنے لگے تو شیر شاہ ہاؤس کے چند چھوٹے بچوں نے اپنی آٹوگراف بکیں آگے بڑھا دیں بریگیڈیئر حیات اور جنرل بشیر نے انکے شانے تھپتھپائے اور دستخط کر دیئے ۱۸ نومبر کی شب کو اورنگ زیب ہاؤس اور ٹیپو سلطان ہاؤس میں رت جگے کا سماں تھا ہر کمرے میں الگ الگ محفل جمی ہوئی تھی پھر وہی باتیں' لطیفے بدحواسیاں اور قہقہے، پرانی شرارتوں اور سزاؤں کے قصے' ایڈونچر سٹوریز' استادوں کے نک نیم ایک صاحب میٹرن سدھو کے گھر دھاوا بولنے والی واردات سنا رہے تھے پھر میجر اورنگ زیب کمانڈانٹ سے ان حضرات کا کیا مکالمہ ہوا' ہنس ہنس کر لوگوں کا برا حال تھا رات بھیگتی چلی جارہی تھی لیکن محفلیں گرم تھی جب وال کلاک کی چھوٹی سوئی دو کے ہندسے کی طرف بڑھنے لگی تو ایک طرف سے آواز آئی بحیثیت سینئر کیڈٹ آفیسر حکم دیتا ہوں کہ لائٹس آف کی جائیں کہ صبح اٹھنا بھی ہے گراؤنڈ فلور کی لائٹس فوراً آف کر دی گئیں کہ سینئر کے حکم کی تعمیل بہر حال واجب تھی ٹھیک اس وقت ٹیٹھ پوٹھوہاری پنجابی میں کسی نے احتجاج کیا میں نے عشاء کی نماز بھی پڑھنی ہے ظالمو مجھے وضو تو کرنے دو اے ملاں یوسف دی آواز اے جواب آیا۔

۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء کو سرد صبح ابھی پوری طرح طلوع نہیں ہوئی تھی کہ اللہ لوگ نمازی کالج کی مسجد کی طرف بڑھے۔ کچھ منچلے پی ٹی کٹ میں پی ٹی گراؤنڈ کی طرف جاگنگ کرتے نظر آئے تو چند پرانے کیڈٹ آفیسرز نے سٹیپنگ کے زمانے کی روایت زندہ کرتے ہوئے ۹۸ مائل سٹون کا رخ کیا ایک کمرہ سے آواز آئی ''کوئی ہائے'' دوسرے نے جملہ پورا کیا ''صاحب کو جلد بیڈ ٹی پیش کی جائے'' اور قہقہ پڑا، تیسرے نے کمبل سے منہ نکالے بغیر کہا '' یہ رات گئے کیا شور مچا رکھا ہے صبح تو ہونے دو'' جناب کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ کب کی صبح ہو چکی ہے جنتی بچے نماز کو اور اچھے بچے پی ٹی کو جا بھی چکے ہیں۔'' اچھا اپن تو ہمیشہ کے دوزخی ٹھہرے اس لئے ایک نیند اور سہی'' یہ کہہ کر انہوں نے کروٹ بدل لی۔

۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء کی صبح ناشتہ پر بھی میس ہی میں بڑی چہل پہل تھی ایک پرانے باکسر صاحب بڑے زور شور سے اصرار کر رہے تھے کہ میں تو وہی سٹیپنگ کے زمانے کا پراٹھا اور بھجیا کھاؤں گا۔ یہ ٹوسٹ جیم کا چکر کم از کم آج تو نہ چلاؤ جب تک وہ اپنا احتجاج جو ایک پر جوش تقریر کی شکل اختیار کرتا چلا جارہا تھا ختم کرتے انکے لئے آئے ہوئے توسوں پر بھی کوئی ستم ظریف ہاتھ صاف کر چکا تھا اس وقت بھی نک نیم چل رہے تھے کچھ سپورٹس مین حضرات جمخانہ مقابلوں کے لیے اپنی سٹریٹجی وضع کر رہے تھے دوایک شام کی متوقع ہاکی میچ کے لیے اولڈ عالمگیریز کی ٹیم تشکیل دینے کے عظیم مسئلہ میں الجھے ہوئے تھے دوایک سنجیدہ حضرات عالمگیریز کی جنرل میٹنگ میں اٹھانے کے لیے اپنی تجویزوں پر لابی کر رہے تھے۔

۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء کی صبح پہلی تقریب یادگار شہداء پر پھول چڑھانے کی تھی اس وقت کے مہمانِ خصوصی جنرل محمد اقبال خان شیروانی شلوار میں ملبوس ٹھیک ساڑھے نو بجے تشریف لائے انکے آنے سے پہلے کالج کے کیڈٹس یادگار کے راستہ کے دونوں طرف اور یادگار کے تین اطراف صف بند ہو گئے تھے اولڈ بوائز کا جم غفیر میوزیم کے سامنے کی سڑک پر یادگار کی طرف رخ کئے ٹھاٹھیں مار رہا تھا تقریب کا تعارف کیپٹن شبیر حسین کروا رہے تھے مادر وطن کے لیے شہداء کی قربانیوں کا ذکر جس ولولہ اور موثر طریقے سے انہوں نے کیا وہ انہیں کا حصہ ہے مہمانِ خصوصی کا استقبال کمانڈانٹ بریگیڈئر محمد عثمان شاہ اور ایسوسی ایشن کے سیکرٹری پروفیسر عین الدین علوی نے کیا انکے یادگار کی طرف رخ کرتے ہی دو باوردی سمارٹ کیڈٹس جو پھولوں کے دو بڑے گجرے لئے پہلے سے وہاں کھڑے تھے گجرے لے کر مہمانِ خصوصی

کے آگے آگے چلنے لگے یہ نذرانہ تھا قوم وملت کے ان سپوتوں کے لیے جنہوں نے ستمبر ۱۹۶۵ء اور دسمبر ۱۹۷۱ء کے معرکوں میں قوم کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا پس منظر میں اے نگارِ وطن تو سلامت رہے کے بول گونج رہے تھے آواز کی ان لہروں کے جلوس میں ان کیڈٹس کا نپے تلے قدموں سے اور نہایت باوقار طریقے سے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا بہت شاندار منظر تھا یادگار شہداء پر مہمانِ خصوصی نے پھول چڑھا کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو یہ شعر فضا میں گونج رہا تھا

جب بھی تیری نظر کا اشارہ ملا اپنی محفل کے شمس و قمر وار دیں گے ہم

پھر ایک مائنک خاموش ہو گیا حاضرین میں ان شہداء میں سے چند کے اقرباء بھی تھے لیفٹیننٹ مشتاق' نواز کیانی شہید کے بوڑھے باپ ۵۶۷حق نواز ایک گوشے میں خاموش کھڑے تھے۔ لیفٹیننٹ امجد خورشید شہید کے بھائی اعظم خورشید کی آنکھیں نم تھیں رسالدار حنیف شہید کے چچا کیپٹن محمد قربان کا چہرہ بھی اداس تھا لاسٹ پوسٹ کے بعد رسمی تقریب کا آغاز ہوا پہلے تلاوت ہوئی پھر جناب کمانڈانٹ نے اپنی استقبالی تقریر کی جس میں انہوں نے شہداء کو خراج تحسین پیش کیا اور جنگ و امن میں عالمگیر ینز کی کاوشوں اور کارناموں کو سراہا اپنی تقریر کے آخر میں انہوں نے عالمگیر ینز ایسوسی ایشن کے سرپرست اعلیٰ اور تقریب کے مہمانِ خصوصی جنرل محمد اقبال خان کی ان گراں بہا خدمات کا تذکرہ گہرے احساس تشکر کے ساتھ کیا جو انہوں نے کالج اور ایسوسی ایشن کے لئے سرانجام دیں۔ جنرل اقبال نے اپنے خطاب میں عالمگیر ینز سے کہا آپ زندگی کے سفر میں جس منزل میں اور جس پوزیشن میں بھی ہوں یہ کالج آپ کی پہچان ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اس ادارہ کی پہچان قول اور فعل کی جرأت ملک وملت سے وابستگی (Commitment) معاملات میں دیانت، ذمہ داری سے لگن اور کام میں محنت ہے عالمگیر ینز نے جہاں کہیں بھی کوئی مقام حاصل کیا ہے اپنی محنت اور دیانت سے حاصل کیا ہے یہی ان کی کامیابیوں اور سرفرازیوں کا راز ہے اب عالمگیر ینز نے علم وفن اور تحقیق کی راہوں میں جو آگے بڑھنا شروع کیا ہے یہ اچھا شگون ہے اس رجحان کو وقت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور مزید تقویت دینے کی ضرورت ہے۔

جنرل اقبال نے اپنی تقریر کے آخر میں کالج کے پرانے اور نئے سٹاف کو بھی خراج تحسین ادا کیا انہوں نے زور دے کر کہا آخر کار ایک ادارہ اپنے اسٹاف کے Calibre اور کردار سے بنتا ہے۔ اسٹاف ہمیں آگے بڑھاتا ہے اور خود وہیں کھڑا رہتا ہے۔ جہاں وہ پہلے تھا اس موقع پر میں کالج کے ان تمام گمنام اور نامور محسنوں کو سلام کرتا ہوں جوں ہی جنرل اقبال نے اپنی تقریر ختم کی کالج کا ترانہ

ملٹری کالج جہلم

زندہ تابندہ، پائندہ باد

نئے اور پرانے عالمگیر ینز کے دلوں کی آواز بن کر ابھرا یہ بند ہوا

ہم شیروں کے جائے
ہم ہیں عالمگیرین
ان کی روایت دائم ہم سے
شان شہادت قائم ہم سے

تو موقع کی مناسبت سے بہت ہی موزوں تھا جیسے یہ آواز یادگار شہداء سے آ رہی ہو۔

اللہ اکبر اللہ اکبر!

پھول چڑھانے کی تقریب کے بعد اولڈ عالمگیر ینز کا مہمانِ خصوصی کے ساتھ گروپ فوٹو ہونا تھا چونکہ شرکاء کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے کسی نے بہت معقول تجویز پیش کی کہ چار گروپ بنائے جائیں ایک ۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۷ء تک کا دوسرا ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۵ء تک تیسرا ۱۹۶۵ء سے تا حال اور چوتھے گروپ میں پرانے ٹیچرز، جنرل آفیسرز اور جنگی اعزاز یافتگان ہوں لیکن تجویز پر پورے طور پر عمل نہ ہو سکا چونکہ کچھ پرجوش ایسے تھا جو کسی گروپ کو اپنے روئے زیبا کے بغیر مکمل سمجھنے کے لیے تیار نہ تھے نتیجہ ظاہر ہے' یوں بھی خوشی کے موقعوں پر ڈرل سکوائر کا منظر اچھا نہیں لگتا' پندرہ بیس منٹ میں یہ سلسلہ ختم ہوا سب چائے کے لیے موسیٰ ہال کی طرف روانہ

ہوئے چونکہ سامنے مین بلاک میں میوزیم کھلا ہوا تھا بعض نے ماضی کے دریچوں میں جھانکنا ضروری سمجھا یہ اور بات ہے کہ یہ حضرات علم کی پیاس بجھا کر چائے پر ذار دیر سے پہنچے۔ یہاں دوسرے احباب چائے کے لوازمات سے کافی سے زیادہ انصاف کر چلے تھے اسی طرح ایک اور لطیفہ ہوا چائے کی میزوں پر مختلف گروپ آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک گوشے میں کچھ Intellectuals کالج کے ماضی، حال اور مستقبل کی بحث میں الجھے ہوئے تھے ایک صاحب کا خیال تھا کہ ہم لوگ کچھ زیادہ Nostalgic ہو گئے ہیں کچھ زیادہ ہی پیچھے مڑ مڑ کر دیکھنے لگے ہیں اب وقت آ گیا ہے کہ آگے کی طرف دیکھیں اکیسویں صدی کے چیلنجوں کو سامنے رکھ کر نصاب تعلیم اور طریق تعلیم دونوں کو تبدیل کریں بیس کروڑ کا ماسٹر پلان اپنی جگہ کوئی مستقبل کا Vision بھی ہونا چاہیے Living conditions اور Working conditions کی ضرورت اور اہمیت اپنی جگہ' کچھ Qualitative Change لانے کی تدبیر بھی کرنی چاہیے ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ ایک ستم ظریف نے جن کے کانوں میں Qualitative ایسے الفاظ کی بھنک پڑ چکی تھی' مسکرا کر کہا حضور ذرا Quantitative Change کی بھی خبر لیجئے آپ کی پلیٹ خالی کر دی گئی ہے اور چائے آئس کریم بن گئی ہے۔

چائے کے بعد جمخانہ کھیلوں کی باری تھی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ ان کھیلوں کو تفریحاً کھیلا جا رہا تھا ہنسنے ہنسانے' انجوائے کرنے کے لیے چنانچہ معمول کے جمخانہ مقابلوں میں خوب رونق رہی آنکھوں پر رومال باندھ کر چاٹی توڑنے کا مقابلہ اور سیب کھانے کا مقابلہ خاص طور پر دلچسپ رہا۔

جمخانہ میں میوزیکل چیئرز کا مقابلہ بھی ہوا یہ مقابلہ اس لحاظ سے حاضرین کی توجہ کا مرکز رہا کہ اس میں آخری مقابلہ جنرل اقبال اور لیفٹیننٹ جنرل اقبال کے درمیان تھا جسے جنرل اقبال نے جیتا جمخانہ مقابلوں میں فینسی انعامات دیے گئے۔ جنہیں کھول کر دکھایا جاتا ہے جمخانہ مقابلوں کے انعامات جنرل اقبال نے تقسیم کئے اور خود جنرل اقبال کو میوزیکل چیئرز میں اول آنے پر فرسٹ پرائز کمانڈانٹ بریگیڈیئر عثمان نے پیش کیا اس موقع پر جنرل اقبال نے لیفٹیننٹ جنرل اقبال کو بلا کر اپنے ساتھ کھڑا کر لیا تھا لیفٹیننٹ جنرل اقبال ہی نے پرائز باکس کو کھولا جس میں سے سفید کبوتر برآمد ہوا جس نے اڑنے میں دیر نہیں کی آزاد نیلگوں فضا میں کبوتر کا یوں پرواز کر جانا ایک خیال انگیز منظر تھا۔

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی فقط ذوق پرواز ہے زندگی

جمخانہ کھیلوں کی کمپیئرنگ کیڈٹ زاہد محمود اور ہیڈ بوائے سہیل فاروق نے بڑی مہارت سے کی۔

عالمگیریز ایسوسی ایشن کی میٹنگ

ڈائمنڈ جوبلی کی تقریبات میں سے ایک بہت اہم تقریب عالمگیریز کی ایک جنرل میٹنگ تھی جس میں تقریباً ۳۳۰ عالمگیریز ۱۳ سابق اساتذہ اور ۳ سابق کمانڈانٹس کرنل زیدی' کرنل سردار اور کرنل این ڈی احمد نے شرکت کی۔

ٹھیک بارہ بجے تلاوت قرآن حکیم کے ساتھ جنرل میٹنگ کی کارروائی شروع ہوئی سٹیج پر میز کے ایک گوشے پر سیکرٹری مسٹر علوی بیٹھے تھے اور دوسرے کونے پر صدر ایسوسی ایشن لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال تشریف فرما تھے تلاوت کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سیکریٹری مسٹر عین الدین علوی نے اپنی رپورٹ پیش کی جس میں دسمبر ۱۹۸۲ء کی جنرل میٹنگ سے ۱۸ نومبر ۱۹۸۶ء تک کی صورت حال کا جائزہ لیا گیا تھا۔ جس میں منجملہ اکاؤنٹس وغیرہ کے عالمگیریز ویلفیئر ٹرسٹ کے قیام کا تذکرہ بھی شامل تھا اور یہ اطلاع بھی تھی کہ اس دن تک عالمگیریز ایسوسی ایشن کی رکنیت ۳۳۷ ہے رپورٹ میں ایسوسی ایشن کے لیے اور کالج کی ترقی کے لئے پیٹرن انچیف جنرل اقبال کی خدمات کو بھی خصوصیت سے سراہا گیا۔ ایجنڈے کے نکات اور تجاویز پر بحث و تمحیص کے بعد صدر مجلس نے ان عالمگیریز اور اولڈ بوائز کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی جو گزشتہ میٹنگ سے اس وقت تک کے عرصے میں انتقال کر گئے تھے فاتحہ کے بعد اختتامی خطاب کے لیے صدر مجلس لیفٹیننٹ جنرل اقبال نے پیٹرن انچیف جنرل اقبال کو جنرل میٹنگ سے خطاب کرنے کی دعوت دی۔

موصوف نے پہلے تو حاضرین سے گلہ کیا کہ انہوں نے صبح کی تقریب میں ان کی تقریر کو توجہ سے نہیں سنا۔ پھر خود ہی وضاحت کی کہ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ بچھڑے ہوئے سنگی ساتھی ایک عرصے کے بعد ملے تھے وہ فرط مسرت میں آداب تقریب بھلا بیٹھے تھے۔ اس بزرگانہ سرزنش کے بعد انہوں نے جنگ و امن میں ملٹری کالج کے فرزندوں کے کارناموں اور قومی زندگی کے مختلف میدانوں میں ان کی خدمتوں کی دل کھول کر داد دی۔ انہوں نے ان کامیابیوں اور کارناموں کا تجزیہ کرتے

ہوئے کہا۔

''جو کچھ عالمگیریز نے حاصل کیا ہے اور جن بلندیوں پر وہ ملٹری اور سول میں پہنچے ہیں اس ترقی کا راز جرأت' دیانت' محنت اور پاکستانیت ہے یہی ملٹری کالج کی شناخت ہے اس روایت کو قائم و دائم رکھیئے اپنی برادری کے رشتوں کو مضبوط اور مستحکم کیجئے۔لیکن ذہن کھلا اور دل کو کشادہ بھی رکھیئے محبت اور عصبیت میں فرق ہے'' انہوں نے اپنی تقریر کے آخر میں ایک اور نکتہ پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔۔

''سلور جوبلی' گولڈن جوبلی' ڈائمنڈ جوبلی ایسی تقریبات صرف جوبلی کے لیے یعنی خوشی منانے کے لیے ہی نہیں ہوتیں ماضی کے تمام معروضی جائزے اور مستقبل کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوررس منصوبہ بندی کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔شروع دن سے یہ ادارہ آگے بڑھتا رہا ہے قومی زندگی میں اس کی قدرو قیمت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا ہے۔اب ایک قومی تعلیمی ادارہ کی حیثیت سے اس کے مستقبل پر نظر رکھ کر اپنے کری کیولم طریق تعلیم اور طرز تعلیم میں تبدیلی کرنی ہوگی۔''

جنرل باڈی کی میٹنگ کے بعد ہال سے نکلتے ہوئے دلچسپ تبصرے سننے میں آئے

میٹنگ میں سیکرٹری صاحب نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی بتایا کہ اسوقت تک ۳۳۷ عالمگیریز ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں۔جس پر سلطان حیدر نے شعر چست کیا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا   جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نکلا

یعنی ساڑھے چار ہزار کی عالمگیری برادری میں سے صرف ۳۳۷ ایسوسی ایشن کے باقاعدہ ممبر ہیں ایک اور ممبر نے بھی صورت حال پر افسوس کا اظہار کیا وہ صاحب جو چائے کی میز پر کالج کے مستقبل کی تدبیر کاری پر گفتگو کر رہے تھے فرمانے لگے کالج کو اب ماضی کی زنجیروں سے جان چھڑا کر ایک Brand new World کی تلاش میں نکلنے کی ضرورت ہے'ہمیں نئی قسم کی Creative Leadership پیدا کرنا ہے۔

میں تم سے متفق ہوں ایک اور سینئر عالمگیرین نے کہا جنہوں نے گزرتے ہوئے یہ تبصرہ سن لیا تھا۔لنچ کے بعد ساڑھے تین بجے سے ساڑھے چار بجے تک نئے اور پرانے عالمگیریز کے درمیان ہاکی کا میچ تھا، پرانے عالمگیریز کی قیادت گرو کر رہے تھے اور نئے عالمگیریز کی کپتانی کالج ہیڈ بوائے سہیل فاروق نے کی۔میچ میں صبح کے جمخانہ کھیلوں کی فضا تھی خوب نعرہ بازی ہوئی جب گرو کے پاس گیند آئی تو گرو کی شان میں زوردار نعرہ بازی ہوئی میچ بہت ہی دلچسپ رہا اور آخر کار میدان گرم خون کے ہاتھ میں رہا آخر وقت میں ریفری نے کشتی برابر چھڑا دینے کی شاہانہ فیاضی کی دونوں ٹیموں کو ڈائمنڈ جوبلی شیلڈ دی گئی۔جس پر لفظ ہاکی کندہ کروا دیا گیا تھا۔یہ انعامات بھی جنرل اقبال نے تقسیم کئے۔

میچ کے بعد چائے تھی کھیلنے میں جتنی توانائی صرف ہوئی تھی اس کی تلافی فوری طور پر چائے کی میز پر کر دی گئی افسوس یہ کہ جو دیر سے پہنچے انہیں یہ کمی پوری کرنے کا موقع پوری طرح نہ مل سکا۔آج کی شام کے ہیرو گرو تھے جو بار بار کہہ رہے تھے میں نے اپنا اصل گیم تو ابھی دکھایا ہی نہیں ان بچوں کے ساتھ کھیلنے کا کیا مزہ وغیرہ وغیرہ انکے درباریوں نے ہاں میں ہاں ملائی چائے سے لوگ نکلے تو مغرب کی نماز کا وقت ہوا چاہتا تھا بہت سے اولڈ بوائز مسجد کی طرف جاتے نظر آئے اس روز کھانے پر اور اس کے بعد ڈرامہ پر وی سی او اے ایس جنرل خالد محمود عارف مہمانِ خصوصی تھے پونے سات بجے انکی کار آڈیٹوریم کے سامنے آ کر رکی۔لیفٹیننٹ جنرل اقبال اور کمانڈانٹ بریگیڈیئر عثمان نے انکا استقبال کیا۔کھانے کا انتظام موسیٰ ہال کے سامنے کے لان میں تھا جسے بہت خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تھا کھانا شروع ہونے سے پہلے جو وقت تھا وہ ری یونین کے کام آیا خاص طور پر اس لیے کہ سارے مہمان ایک جگہ جمع ہوئے اور اس لیے بھی کہ اس وقت بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جو گزشتہ روز کسی وجہ سے نہ آ سکے تھے اس محفل میں خاص طور سے جشن مسرت کا سماں تھا چونکہ وی آئی پی قسم کے مہمان حضرات بھی ہر طرف بکھرے ہوئے تھے اس لیے احباب ملاقات میں ذرا تکلف سے کام لے رہے تھے''ہیلو'' کہہ کر گلے مل لیتے اور پھر دھیمے سروں میں باتیں ہوتیں سابق استادوں میں خاص طور سے کرنل این ڈی احمد میجر رشید' مسٹر شمسی اور مسٹر ایوب سے لوگ بہت ٹوٹ کر مل رہے تھے جیسے کوئی متاع گراں ہاتھ آ گئی ہو۔

ٹھیک آٹھ بجے آڈیٹوریم کا نیا خوبصورت نیلگوں پردہ سامنے سے ہٹا اور سٹیج سیکرٹری سہیل فاروق نے سامنے آ کر مہمانِ خصوصی جناب جنرل خالد محمود عارف سے ڈرامیٹک شو شروع کرنے کی اجازت چاہی جنرل عارف کے دائیں بائیں جنرل اقبال لیفٹیننٹ جنرل اقبال' لیفٹیننٹ جنرل رحمان گل' میجر جنرل عبدالمجیب ڈی جی اے ای' میجر جنرل ممتاز علی' میجر جنرل پیرداد خان' میجر جنرل آر ڈی بھٹی' میجر جنرل محمد اشرف تشریف فرما تھے تین سابق کمانڈانٹ کرنل زیدی' کرنل سردار اور

کرنل این ڈی احمد بھی موجود تھے ہال مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ٹی وی اور ویڈیو کیمرے سیٹ کئے جا رہے تھے۔
ڈرامیٹک کنسرٹ کا آغاز کنسرٹ کے کمپیئر ہیڈ بوائے سہیل فاروق کی تمہید وتعارف کے بعد ایک کورس سے ہوا۔

تیز ترک گامزن منزل ما دور نیست

یہ پیام مشرق کی نظم ''نغمہ ساربان حجاز'' کا ٹیپ کا مصرع ہے آٹھ بندوں کی اس طویل نظم کے جو دو بند اس کورس کی شکل میں پیش کئے گئے یہ تھے۔

ناقہ سیار من آہوئے تاتار من
درہم و دینار من اندک و بسیار من
دولت بیدار من تیز ترک گامزن
منزل ما دور نیست
دلکش و زیبا ستی شاہد رعنا ستی
غیرت لیلا ستی دختر صحرا ستی
تیز ترک گامزن منزل ما درو نیست

ڈائمنڈ جوبلی کے پس منظر میں' اس نظم کا انتخاب بہت ہی موزوں تھا اس کی دھن میں جو جوش وسرخوشی' ولولہ اور عزم ہے وہ بھی جوبلی سپرٹ سے ہم آہنگ تھا پھر پورے شو کا اس پرعزم نغمہ سے شروع ہونا بہت ہی پُر اثر پُرمعنی تھا اس کورس نے سماں باندھ دیا پھر اس کو ٹیبلو کے ڈرامائی انداز میں پورے کاسٹیوم کے ساتھ پیش کرنا اور بھی اچھوتا انداز تھا یہ نادر پیشکش کیپٹن شبیر حسین خان کی تھی۔

ہر تقریب کی ایک اندرونی سپرٹ ہوتی ہے۔ایک مقصد ایک پیغام ہوتا ہے یہ نغمہ ڈائمنڈ جوبلی کا پیغام تھا اپنے فرزندوں کے نام۔

تیز ترک گامزن منزل ما دور نیست

یہ کورس تو چند لمحوں میں فضاء میں تحلیل ہو گیا لیکن اسکا آہنگ بے شمار سامعین کے لاشعور میں جاگزیں ہو گیا۔کورس تیز تر گامزن کے بعد انگریزی کی مزاحیہ طنزیہ کامیڈی Dear Departed سٹیج کی گئی اس کو مسٹر علوی نے ڈائریکٹ اور پیش کیا تھا مرکزی کردار عاکف مشتاق' احسن وقاص' آصف منیر' اظہر امین' فیصل بشیر اور عامر نجم نے ادا کئے اور حق یہ ہے کہ حق ادا کر دیا ایک عرصے کے بعد کالج سٹیج پر بھرپور بہار آئی تھی۔ڈرامہ کے بعد ٹیبلو میں دلچسپ تھا ناظرین نے ڈرامہ کے ہیرو مسٹر ایبل میری ویدر کے روپ میں عامر نجم کے رول کو بہت سراہا۔انگریزی کے بعد اردو ڈرامہ ''جوتشی'' کی باری تھی۔یہ کھیل لکھا ہوا تو آئی ایس جوہر کا ہے اس کو کالج سٹیج کے لیے اخذ کر کے جناب عین الدین علوی نے پیش کیا۔یہ بھی مزاحیہ کامیڈی تھی ہندو کلچر اور ذہنیت پر ایک گہرا طنز۔اس کھیل کو پیش کرنے سے پہلے سٹیج سیکریٹری سہیل فاروق نے اس کی تفہیم' پلاٹ اور کرداروں کی وضاحت کی اس ڈرامہ کے مرکزی کردار علی بن ہادی' عنایت حسین' زاہد محمود' احمد جواد' سفیان صدیقی' اسرار احمد اور فرخ سہیل نے ادا کئے اور ناظرین وسامعین سے بھرپور داد وصول کی اس ڈرامہ کا آغاز جس کورس سے ہوا اس کا عنوان تھا روش روش ہوں پھول کھلے اس کی دھن بھی علوی صاحب نے آغا حشر کے ایک مشہور کورس کے انداز میں تیار کی تھی۔

انگریزی اور اردو ڈرامہ کے دوران مختلف سین یا مناظر بدلنے کے وقفہ میں چند بے حد دلچسپ مزاحیہ سکٹ جیسے ''کوئے جفا'' ''آداب پدری'' ''آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا'' وغیرہ پیش کئے گئے ان میں اسد اور جہانزیب کی اداکاری بہت جاندار تھی وقفوں کے دوران جو نغمے پیش کئے گئے ان کا اپنا حسن تھا کیڈٹ ناصر نے اقبال کی غزل

تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ وہ ادب گہہ محبت وہ نگہ کا تازیانہ

گا کر محفل لوٹ لی۔ایک اور کورس

پیار سے پیار بڑھاتے چلیں ہاتھوں میں ہاتھ ملاتے چلیں

نے بے پناہ داد وصول کی۔ اس میں احسن وقاص کا جھانجر ساتھ لڈی ڈالنے کا انداز اتنا بے ساختہ اتنا دل آویز اتنا خوبصورت تھا کہ جس نے دیکھا سحر زدہ ہو کر دیکھا اسے یہ ٹیبلو زندگی میں بار بار یاد آتا رہے گا۔ ایک ٹیبلو اٹھارہ مجاہد وطن نے محفل کو بہت گرمایا۔ یہ ہارون اقبال کی پیشکش تھی اس شو کے دوران ایک جدید ماہیا۔

کبھی ہم بھی جواں ہوں گے دیس کی سرحدو ہم تم پہ فدا ہوں گے

بھی بڑی خوبصورتی سے ناصر بلال اور ہارون نے پیش کیا' اس میں جدت یہ کی تھی کہ اس کو بھی ٹیبلو کی شکل دی گئی تھی۔ مومنٹ بھی اور آہنگ بھی۔ اس بار ماہیئے نے بھی محفل کو لوٹا اور جی بھر کے لوٹا۔ اس میں پاکستانیت کا جو آب و رنگ تھا وہ سب کے دلوں میں کھب گیا یہ بول

کبھی ہم جواں ہوں گے

ملٹری کالج کے حوالے سے بہت موزوں تھے۔ ڈرامہ ختم ہونے کے بعد سٹیج سیکرٹری، سہیل فاروق نے مہمانِ خصوصی جنرل خالد محمود عارف سے درخواست کی کہ ڈرامہ کے انعامات کی تقسیم اور کالج کی تاریخ ''داستان علم وعمل'' کی رونمائی کے لئے سٹیج پر تشریف لائیں۔

انگریزی ڈرامہ Dear Departed کے لئے پہلا انعام عاکف مشتاق کو، دوسرا، عامر نجم کو اور تیسرا، احسن وقاص کو دیا گیا اور اردو کے تینوں انعام علی الترتیب علی بن ہادی، عنائیت حسین اور سفیان صدیقی کو ملے۔ کیڈٹ محمد ناصر موسیقی کے انعام کے مستحق قرار دیئے گئے۔

تقسیم انعامات کے بعد کالج کی تاریخ ''داستان علم وعمل'' کی رونمائی ہونا تھی۔ اس تقریب کے تعارف کے لئے کیپٹن شبیر سٹیج پر آئے۔ کالج کی تاریخ کے مؤلف پروفیسر سعید راشد کا تعارف انہوں نے شہیدوں کے مورخ کے حوالے سے کرایا۔ چونکہ ''داستان علم وعمل'' عالمگیریز ایسوسی ایشن کے ایماء پر لکھی گئی اور اسی کے زیر اہتمام طبع ہوئی اس لئے کیپٹن شبیر نے کتاب کے تعارف کے لئے لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال صدر عالمگیریز ایسوسی ایشن کو زحمت دی۔

موصوف نے اپنی تقریر میں کالج کی تاریخ مُرتب کرنے کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی۔ پھر کالج کی تاریخ کا مسودہ، تبصرہ اور نظر ثانی کے لئے جن جن مرحلوں سے گزرا انہوں نے ان کی نشان دہی کی اس کی طباعت کے مصارف کے لئے وائس چیف اور تبوک کے دوستوں نے جو عطیہ دیا اس کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے شکر گزاری کے ساتھ جنرل اکرم کی ان کاوشوں کا تذکرہ بھی کیا جو انہوں نے کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں لاہور میں کیں اور آخر میں توقع ظاہر کی کہ تاریخ کی دوسری جلد بھی جلد مکمل ہو سکے گی۔ اپنی تقریر ختم کرنے کے بعد لیفٹیننٹ جنرل اقبال نے مصنف سے درخواست کی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کتاب کی پہلی کاپی وائس چیف کو پیش کریں۔ اس پیشکش کے بعد کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ نے ڈائمنڈ جوبلی کی یادگاری شیلڈ وائس چیف کی نذر کی اور ساتھ کالج کے شعبہ تعلیمی تحقیق وترقی کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد کی لکھی ہوئی چار کتابوں ''اکرم نشان حیدر''، ''تذکرہ شہداء''، ''جرأتوں کے نشاں'' اور ''کردار ساز'' کا سیٹ ایک خوبصورت بک کیس میں وائس چیف کو پیش کیا۔

مہمانِ خصوصی نے اپنے اختتامی خطاب میں کالج کی ڈائمنڈ جوبلی کے حوالے سے کالج کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ یہ ادارہ قیام پاکستان کے وقت سے آرمی کو لیڈر شپ مہیا کرتا رہا ہے۔ اس ادارہ پر آرمی بجا طور پر فخر کرتی ہے۔ اس کی ترقی کا گراف ہر اعتبار سے قابل قدر ہے۔ اس کو پہلے بھی جی ایچ کیو کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ آپ کی ضروریات کے پیش نظر اب اس میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ کے ماسٹر پلان کی مرحلہ وار تکمیل کے لئے ضروری اقدامات کئے جارہے ہیں۔ کالج کے طلبہ کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو چکا ہے۔ آئندہ تین سالوں میں تعداد ۵۰۰ ہو جائے گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ کالج کا میعار ہر لحاظ سے بہتر ہو گا۔

مہمانِ خصوصی نے اس شب کے کنسرٹ کے معیار کو سراہا اور اس طرح کی ہم نصابی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے پچاس ہزار کی گرانٹ کا اعلان کیا۔ وائس چیف نے کالج کے شعبہ تعلیمی تحقیق وترقی کی تخلیقات کی بھی تعریف کی اور کالج کی تاریخ کے پروجیکٹ کے سلسلہ میں جی ایچ کیو کی سرپرستی کا یقین دلایا۔

قومی ترانہ پر یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ وائس چیف نے ہال میں سے باہر آتے ہوئے کاریڈور میں شعبہ تعلیم وتحقیق کی کتابوں کی نمائش بھی دیکھی۔ انہوں نے پروفیسر سعید راشد کی دونئی کتابوں ''گفتار و کردار قائداعظم'' اور ''شاد باد منزل مراد'' میں خصوصی دلچسپی ظاہر کی دس سوا دس بجے وائس چیف کے چلے جانے کے بعد ہال میں اولڈ بوائز نے اپنی محفل جمائی اور سلور جوبلی کے جشن مسرت سے اپنی حکایتوں کا آغاز کیا۔

اب جشن مسرت آپہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو

سب بچھڑے آ کر مل بیٹھے اب قصہ دل دہرانے دو

۱۸۲۱شوکت جنجوعہ نے کمپیئرنگ کے فرائض سنبھال لئے۔ یہ کوئی طے شدہ پروگرام یا ریہرسل شدہ پروگرام نہیں تھا۔ سارا فی البدیہہ قصہ تھا۔ جنجوعہ کے لطیفوں سے پروگرام شروع ہوا۔ اس طرح کا فنکشن ہو اور کرنل ولی کو یاد نہ کیا جائے ناممکن ہے۔ اسلئے ولی wanted کرنل ولی wanted کی پکار پڑی۔ اور ولی نے اپنے پرانے کرتبوں سے اپنے پرانے دوستوں کو مایوس نہیں کیا۔ ولی نے اپنے بیٹے جاوید کو بھی اپنے ساتھ سٹیج پر بلایا اور کالج سے اپنی وابستگی کا اظہار کیا۔ ۱۷۱۰ کیانی نے ۱۹۵۰ء کی سلور جوبلی کے موقع پر سنائی ہوئی غزل

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں

سنائی اور ۱۹۵۲ء کے Elocution Contest میں واجد علی کے ساتھ پیش کی ہوئی خوشی محمد ناظر کی نظم ''جوگی'' کی ایک جھلک پیش کی۔

''کیوں بابا ناحق جوگی کو تم کس لئے آ کے ستاتے ہو''

۱۶۶۸ اگل بادشاہ نے سلور جوبلی ہی کی ایک پرانی غزل ''جھوم جھوم کے ناچو آج گاؤ خوشی کے گیت'' سنائی اور کرنل اعجاز رفیع نے اقبال فرید کے ساتھ مل کر مسٹر حیدری کا لکھا ہوا اولڈ کالج سانگ سنایا۔

Boyhood days are best
Cheerful gay and blest

۲۳۵۲ کیانی نے اپنا اور اپنے خاندان عالمگیرین باپ اور بھائی کا تعارف کروانے کے بعد ایک غزل سنائی۔

گلوں میں رنگ بھرے باد نو بہار چلے

کرنل رشید کیانی ستارۂ جرأت نے شہیدوں اور استادوں کو منظوم خراج تحسین پیش کیا۔

ایم سی تے استاداں تو میں صدقے جاواں بسم اللہ

۱۰۲۳ احسن اختر کیانی نے بڑے جذباتی انداز میں اپنی نظم ''ایک کیڈٹ'' یادگار شہداء کے سامنے سنائی۔

مشعل راہ ہے تمہاری جرأتوں کا نشان

یہ نظم انہوں نے اسی شام یادگار شہداء کے سائے میں کھڑے کھڑے کہی تھی کالج کے ایک پرانے استاد شفیق صاحب بھی اس محفل میں موجود تھے چنانچہ ان سے فرمائش کی گئی کہ وہ بانسری پر کچھ سنائیں انکا کچھ موڈ نہیں بن رہا تھا پھر بھی اپنے مداحوں کے بے انتہا اصرار پر دو دھنیں سنائیں اور بقول راوی محفل لوٹ لی۔ پروفیسر شفیق احمد کے بعد میجر احمد نواز ملک کو سٹیج پر بلایا گیا۔ احمد نواز نے مسعود انور کے شعری مجموعہ ''میلہ اکھیاں دا'' کی مشہور مزاحیہ نظم ''انارکلی دی مجھ'' کی داستان سنائی ''تو کیہہ جانے بھولیئے مجھے انارکلی دیاں شاناں''۔

۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء کی تقریب کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات اور یوم والدین کے لیے مخصوص تھی جس کے مہمانِ خصوصی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو تھے کالج کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ ملک کے وزیر اعظم ڈائمنڈ جوبلی کی آخری تقریب اور سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات پر تشریف لا رہے تھے۔ یوم والدین ہونے کی وجہ سے اس دن طلباء کے والدین اور سرپرستوں کی ایک بڑی تعداد سپورٹس گراؤنڈ میں موجود تھی عالمگیریز کی تعداد میں صبح ہوتے ہوتے مزید اضافہ ہو گیا۔

ٹھیک ساڑھے نو بجے مہمانِ خصوصی کا ہیلی کاپٹر اتھلیٹکس گراؤنڈ میں اترا جوں ہی جناب جونیجو اپنے ملٹری سیکریٹری بریگیڈیئر سعید اختر کالج نمبر ۲۰۴۰ کے ساتھ ہیلی کاپٹر سے باہر آئے تو وائس چیف جنرل کے ایم عارف لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال' کمانڈانٹ اور دوسرے عمائدین نے ان کا استقبال کیا اس کے بعد ان کا تعارف عالمگیریز ایسوسی ایشن کی انتظامی کمیٹی سے کرایا گیا وہیں سے جب وہ یادگار شہداء پر آئے تو

تو سلامت رہے اے نگار وطن

کے ملی ترانے کی گونج میں انہوں نے یادگار شہداء پر پھول چڑھائے اور فاتحہ پڑھی اس کے بعد بگلر نے شہیدوں کی یاد میں لاسٹ پوسٹ بجائی اور سب

احتراماً خاموش کھڑے رہے۔ یہ بڑا پراثر منظر تھا' جب ملک کا وزیر اعظم اور وزیر دفاع خاموش کھڑا ملک کے شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کر رہا تھا یہ علامتی اظہار تھا اس امر کا کہ قوم اپنے محسنوں کو یاد رکھتی ہے ٹھیک دس بجے وزیر اعظم سپورٹس گراؤنڈ پہنچے پہلے سٹاف سے تعارف ہوا۔ اس کے بعد وہ سیدھے سلامی کے ڈائس پر گئے پہلے کالج کا ترانہ پیش کیا گیا پھر مارچ پاسٹ ہوئی وزیر اعظم نے سلامی لی۔ وزیر اعظم کے پیچھے دائیں طرف وائس چیف اور بائیں جانب کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ کھڑے تھے مارچ پاسٹ کے بعد چاق و چوبند کیڈٹس سفید پتلون اور قمیض میں ملبوس تھے بہت ہی پرعزم قدموں سے انکا ڈائس کے سامنے سے وزیر اعظم کو سلامی دیتے ہوئے گزرنا بہت موثر منظر تھا وزیر اعظم کو سلامی اصل میں پاکستان کو سلامی تھی

''وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے''

جب یہ بچے شیرانہ گردن کو ذرا خم دے کر قدم جما جما کر آگے بڑھ رہے تھے تو انکی پرعزم خاموشی آواز دے رہی تھی۔

ہم ہیں عالمگیرین ہم ہیں عالمگیرین

کس میں ہمت پاکستان کی جانب آنکھ اٹھائے

او للکارنے والو ٹھہرو' ہم آئے' ہم آئے

پریڈ کی سلامی لینے کے بعد مہمانِ خصوصی شامیانہ کے نیچے اپنی نشست پر پہنچے کالج کے سکاؤٹ ٹروپ کا مظاہرہ سپورٹس گراؤنڈ کے بائیں طرف جاری تھا ڈمبل سکواڈ' پی ٹی شو، جمناسٹک اور جوڈو کراٹے کے پرمہارت مظاہروں کے بعد کالج کی ہم نصابی سرگرمیوں کی چند جھلکیاں پیش کی گئیں۔ انگریزی مذاکرہ کا موضوع تھا Why I love Pakistan، اس موضوع پر چار کیڈٹس نے اپنے زاویئے سے بتایا کہ ''میں کیوں پاکستان سے محبت کرتا ہوں'' پھر یہ نغمہ ہوا کی لہروں پر بکھرا۔

''روشن درخشاں نیرو تاباں پاکستان رہے''

کمانڈانٹ بریگیڈیئر عثمان شاہ نے اپنی رپورٹ پیش کرنے کے بعد مہمانِ خصوصی سے انعامات تقسیم کرنے کی درخواست کی۔ تقسیم انعامات کی کمپیئرنگ کیپٹن شبیر نے اپنے مخصوص فنکارانہ سٹائل میں کی جس سے تقریب کے حسن کو چار چاند لگ گئے۔ جب کیڈٹس کے تمام انعامات تقسیم کئے جا چکے اور سال کی آل راؤنڈ بہترین کارکردگی پر چیف آف دی آرمی سٹاف شیلڈ اور رنگ زیب ہاؤس کو بے پناہ تالیوں کی گونج میں دی جا چکی تو کیپٹن شبیر نے لیفٹیننٹ جنرل اقبال کو عالمگیرینز ایسوسی ایشن کی طرف سے مہمانِ خصوصی کو ڈائمنڈ جوبلی کے تحائف پیش کرنے کی دعوت دی۔ جنرل اقبال نے مہمانِ خصوصی کو ڈائمنڈ جوبلی شیلڈ ''داستان علم وعمل'' کی ایک جلد اور پروفیسر سعید راشد کی لکھی ہوئی ریسرچ سیل کی چار کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔

تقسیم انعامات کے بعد مہمانِ خصوصی نے موسیٰ ہال کے پہلو میں فزکس لیب میں سائنس اور آرٹ کی نمائش دلچسپی سے دیکھی اور موسیٰ ہال کے سامنے لان میں دوسرے معزز مہمانوں کے ساتھ چائے کے لیے تشریف لے گئے یہاں معزز مہمانوں کے علاوہ طلباء اور انکے والدین بھی موجود تھے لیکن یہاں بھی محفل کی اصل رونق اولڈ بوائز ہی تھے جن کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا تھا ہر طرف سے ''ہیلو'' ''ہیلو'' کی صدائیں آ رہی تھیں نو واردوں سے سنگی ساتھی بھینچ بھینچ کر گلے مل رہے تھے عید کا سا سماں تھا ڈائمنڈ جوبلی کی تقریبات اور جذبات نقطہ عروج پر تھے۔

چائے کے بعد مہمانِ خصوصی جناب محمد خان جونیجو کے ساتھ سٹاف اور کیڈٹس کا گروپ فوٹو ہوا۔ انکے رخصت ہونے کے بعد اولڈ بوائز بھی ایک دوسرے کو خدا حافظ کہنے لگے۔ اصل میں وہ اپنے دوستوں کو نہیں ایک بار پھر اپنے بچپن کو الوداع کہہ رہے تھے۔ اس ہجوم میں ایک پرانے سابق کمانڈانٹ کرنل احمد کو جب پروفیسر سعید راشد الودع کہنے لگے تو انہوں نے کہا

''بہاریں پھر بھی آئیں گی نہ جانے ہم کہاں ہونگے''

پروفیسر سعید راشد نے برجستہ کہا ''ہم کہیں بھی ہوں یا نہ ہوں خدا کرے بہاریں آتی رہیں۔ کالج کے افق پر ہمیشہ صبح کے ستارے چمکتے رہیں اور پاکستان کے بام و در یونہی روشن رہیں''

☆ ☆ ☆

دینی شعور اور دینی تربیت عہد بہ عہد

کالج (ابتداً سکول) میں شروع دن سے دینی تعلیم (Religious Instruction) کے نام سے نصاب میں شامل تھی ہر کلاس میں دینیات کے دو پریڈ ہوتے تھے دینیات کے پہلے استاد بلوچ رجمنٹ کے ریٹائرڈ صوبیدار غلام محمد تھے وہی امام مسجد کے فرائض بھی انجام دیتے تھے ۱۹۲۶ء کے اوائل میں سکول کی مسجد تعمیر ہوتے ہی سب لڑکوں کے لیے مغرب کی اور جمعہ کی نماز سکول کی مسجد میں پڑھنا لازمی قرار دے دیا گیا تھا بڑی عمر کے لڑکے روزے رکھتے تھے تراویح لازمی نہیں تھی لیکن بیشتر لڑکے تراویح بھی پڑھتے تھے اس ابتدائی دور میں سکول میں مذہبی فضاء پیدا کرنے میں سکول کے ہیڈ ماسٹر صوبیدار میجر فتح روز خان کا بڑا دخل تھا وہ نہ صرف خود پابندی سے یہ دونوں نمازیں مسجد میں ادا کرتے تھے بلکہ اصرار کرتے تھے کہ سکول کے دوسرے جے سی اوز اور ادر رینکس بھی مسجد میں نماز پڑھنے آئیں۔ فتح روز خان صاحب کے علاوہ چند دوسرے اساتذہ جیسے جمعدار غلام محمد' جمعدار فیض محمد خان' رسالدار محمد لطیف رسالدار احمد علی خان بھی نماز، روزے اور دوسرے شعائر اسلامی کے پابند اور پرجوش حامی تھے، جمعدار فیض تو تہجد گزار بھی تھے۔ شروع کے چند سالوں میں مسجد ہی دینی سرگرمیوں کا مرکز تھی جمعہ کی نماز کے بعد مسجد میں نعت خوانی کا سلسلہ ۱۹۲۷ میں حولدار زمان شاہ کی آمد سے ہوا جو خود بڑے اچھے نعت خواں تھے لب گل پہ ہر دم تری گفتگو ہے انکی محبوب نعت تھی جن لڑکوں نے اس زمانہ میں نعت خوانی میں نام پایا وہ یہ تھے حسن شاہ محبوب' مسعود اور عبدالسلام' آخرالذکر' وہ نعت' جس کا پہلا شعر'

میرے مولا بلا لو مدینے میں   غم ہجر دے گا نہ جینے مجھے

بڑے سوز سے گاتا تھا ۱۹۳۱ء میں سیالکوٹ کے ایک فاضل عالم دین مولوی محمد یوسف نے دینیات کے استاد اور امام مسجد کی حیثیت سے صوبیدار غلام محمد کی جگہ لی۔ مولوی یوسف صاحب دیوبند سے درس نظامی کے سند یافتہ ہونے کے علاوہ علم تجوید کے ماہر تھے خوش الحان اور وجیہہ وخوش لباس بھی، سب سے بڑھ کر یہ کہ دین کا ادراک اور شعور رکھتے تھے اور قلب سوز دروں سے روشن تھا غیر معمولی اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے انکے آنے سے سکول کی مذہبی فضا یکدم چمک اٹھی جمعہ کے خطبوں کے موضوعات یکسر بدل گئے۔

روایات اور حکایات کے بجائے انہوں نے تفہیم دین پر توجہ دی مولوی محمد یوسف ہی نے سکول میں پہلی بار سیرت النبی ﷺ پر تقریر کا سلسلہ شروع کیا اور اسلامی تاریخ کو موضوع کلام بنایا یوسف صاحب نے یہ خدمت چار سال انجام دی ۱۹۳۵ء میں رسالدار میجر ایم اے لطیف سے مسلک کے مسئلہ پر ان کا شدید اختلاف رائے ہوا جس سے دل برداشتہ ہو کر انہوں نے سکول کو خیر باد کہا۔

شروع کے دو کمانڈانٹ کیپٹن ڈبلیو ایل کلارک اور کیپٹن ایچ ایچ کلارک مذہبی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں غیر جانب دار تھے سکول کا انتظام وانصرام زیادہ تر سکول کے ہیڈ ماسٹر آنریری کیپٹن فتح روز خان اور انکے بعد رسالدار میجر احمد علی خان کے سپرد تھا اور یہ دونوں دینی تعلیم پر خصوصی توجہ دیتے تھے ۱۹۳۳ میں کیپٹن پی سلیبی نے کالج کی سربراہی کا چارج لیا جناب سلیبی فاضل الہیات (Doctor of Divinity) ڈاکٹر جان سلیبی کے بیٹے تھے اور خود بھی مذہبی درس وتدریس اور تعلیم وتربیت سے وابستہ رہ چکے تھے اپنے مذہبی Orientation اور Commitment کی وجہ سے انہوں نے سکول کی مذہبی قدروں کے فروغ میں بڑے خلوص سے دلچسپی لی وہ اکثر رومن کیتھولک پادریوں کی سیاہ قبا اور سفید گول ٹوپی پہن کر مسجد میں جاتے تھے اور پیچھے صحن میں بیٹھ کر لڑکوں کو نماز پڑھتے دیکھتے تھے ایک مرتبہ وہ مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں گئے تو صحن میں درختوں کے پیلے پتے بکھرے پڑے تھے یہ دیکھ کر آزردہ ہوئے اور جولڑ کے اس وقت وہاں موجود تھے ان سے کہا یہ خانہ خدا وہ جگہ ہے جسے تمہارے آباؤ اجداد اپنی داڑھیوں سے صاف کرتے تھے کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم یہ پتے پڑے دیکھ رہے ہو اور گزرتے چلے جاتے ہو۔

۴۰۲ کرنل حضور احمد خان ایم سی نے چراغوں کی قطار میں سلیبی صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ شب قدر کے موقع پر جولڑکے چاہتے وہ انکو مسجد میں رات بھر عبادت کرنے کی اجازت دے دیا کرتے تھے کیپٹن سلیبی ہی نے سکول میں گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہونے سے ایک دن پہلے تمام سکول کے سالانہ ورائٹی شو کی روایت ڈالی تھی اور یہ شو اوپن ایئر تھیٹر کے انداز میں کمانڈانٹ کے دفتر کے پیچھے کے میدان میں منعقد ہوتا تھا جسکی ابتداء حمد ونعت سے ہوتی تھی عموماً احمد برادران (۴۰۲ حضور احمد

خان ۱۴۰۳ اقبال احمد خان) ایک پوربی حمد۔

دو جگ میں شرم رکھیو موری لاج شرم تورے ہاتھ میں ہے مولا

ٹیبلو کے انداز میں پیش کرتے تھے اسی دور کے تینوں سینئر انڈین آفیسرز' رسالدار میجر ایم اے لطیف ایم اے' رسالدار میجر احمد علی خان اور رسالدار میجر کامیاب خان بڑے متدین اور متشرع تھے انکے قول وعمل سے طلباء کی دینی تربیت ہوئی یہ تینوں اچھے مقرر بھی تھے اور اکثر مسجد میں خطبہ دیتے تھے رسالدار میجر احمد علی خان ۱۹۳۳ء میں سکول سے ریٹائر ہو چکے تھے لیکن کبھی کبھی سکول میں آتے تھے اور لڑکوں کی فرمائش پر خطبہ بھی دیتے تھے کامیاب خان بھی اکثر مسجد میں خطبہ دیتے اور نماز پڑھاتے یہ دونوں اسلامی تاریخ کے حوالے سے خطبہ دیتے تھے رسالدار میجر احمد علی خان کی داڑھی سفید ہوگئی تھی وہ وائٹ بابا کہلاتے تھے کامیاب خان داڑھی کو مہندی لگاتے تھے وہ ریڈ بابا کے لقب سے مشہور تھے اس دور میں متدین انسٹرکٹرز کی کمی نہیں تھی ۱۹۳۲ میں صوبیدار (بعد میں اے ای سی کے لیفٹیننٹ کرنل) سکندر خان پوسٹ ہو کر آئے تھے انکی تہجد گزاری کے بارے میں ۳۷-۱۹۳۲ کے ہیڈ بوائے ۳۸۰ شیر محمد (المعروف بہ کے ڈی۔ بعد میں لیفٹیننٹ کرنل اور ستارۂ جرأت) نے جرأتوں کے نشاں میں تفصیل سے لکھا ہے۔اسی زمانہ کے ایک اور استاد صوبیدار (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل) انور شاہ بھی زہد و اتقا میں اپنی مثال آپ تھے شاہ صاحب کے کربلا کے موضوع پر فلسفیانہ لیکچرز اس زمانہ میں بڑے مقبول تھے۔

۱۹۳۷ء میں کیپٹن ٹی ایچ اسٹیبنگ کمانڈانٹ ہو کر آئے انکی اپروچ سیکولر تھی ۱۹۳۸ء کے انٹر کے جی سپورٹس مقابلوں کے آخری دن کراس کنٹری ریس کے آخری مرحلہ میں جب کے جی آر جالندھر اور کے جی آر اجمیر کے ہندو لڑکوں کے مقابلہ میں جہلم کے مسلمان لڑکوں نے اپنے مسلمان لڑکوں کو بک اپ کرنے کے لیے نعرہ تکبیر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تو انہوں نے ایڈجوٹنٹ جمعدار منگا خان کی طرف دیکھ کر کہا' یہ مذہبی نعرہ ہے جناب سٹیبنگ اپنی اپروچ میں سیکولر ضرور تھے لیکن دینی تربیت کے سلسلہ میں انہوں نے ایک اقدام ایسا ضرور کیا جس کی نظیر ان سے پہلے ملتی ہے نہ بعد میں یعنی انہوں نے جمعہ کی نماز کو کمانڈانٹ پریڈ اس معنوں میں بنایا کہ وہ متواتر دس سال تک ہر جمعہ کو کمانڈانٹ کے دفتر کے پیچھے جمعہ کی نماز سے پہلے پورے کالج کو فالن کر کے Prayer Dress کا انسپکشن خود کرتے رہے پورے کالج کے ڈریس پر ایک نظر ڈال کر کسی ایک پلاٹون کے سوا باقی کالج کو فال آؤٹ کر دیتے اب اس پلاٹون کا تفصیلی معائنہ شروع کر دیتے جس میں لباس کے علاوہ ناخنوں' دانتوں کی صفائی بالوں کی تراش ہر چیز دیکھی جاتی تھی حتیٰ کہ ایک آدھ کی بنیان اتروا کر جلد کی صفائی بھی چیک کی جاتی اس زمانہ میں جمعہ کے دن ملٹری کالج کے کیڈٹس نماز کے بے داغ استری شدہ سفید شلوار قمیض اور سبز پگڑی کلاہ میں ملبوس مسجد میں اور مسجد سے باہر دیکھنے (Spectacle) کی چیز ہوتے تھے۔

مسلمان لڑکے کبھی کبھی اپنی دینی حمیت کا بے ساختہ اظہار بھی کرتے تھے۔فروری ۱۹۴۳ میں پہلی بار ہندو لڑکے کالج میں داخل کئے گئے تھے انکے علیحدہ کھانے کا انتظام سکین ہاؤس کے بائیں کچن میں کیا گیا تھا جب پہلی شام وہ اپنے ڈائننگ ہال میں کھانے کے لیے جمع ہوئے تو ساتھ کے ہال میں جمع مسلمان لڑکوں نے ۸۱۱ ارجاسب کی سرکردگی میں اپنا کھانا شروع کرنے کے لیے بسم اللہ اتنے زور سے پڑھی کہ دونوں ہال گونج اٹھے ڈیوٹی آفسر آف دی ڈے مسٹر نند کمار جو اس وقت ہند ہال میں کھڑے تھے' بھاگ کر مسلم ہال میں پہنچے اور گھبرا کر پوچھا کہ کیا ہوا اور سی او ار جاسب نے کھڑے ہو کر کہا سر کچھ نہیں کھانا شروع کرنے کے لیے صرف بسم اللہ پڑھی تھی۔

۱۹۴۴ء میں کالج میں فوج کے تفریحی شعبہ دل خوش سبھا کا ٹروپ اپنا شو کرنے آیا تو غالباً انہوں نے مسلمان لڑکوں کی موجودگی کی رعایت سے اپنا پروگرام ایک نعت سے شروع کیا ابھی ساڑھی پوش مغنیہ نے پہلا مصرعہ ''شاہ مدینہ بیچ بھنور میں آن پھنسا ہے دل کا سفینہ'' پورا بھی نہیں پڑھا تھا کہ ایک استاد مسٹر احمد اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔''بی بی آپ نعت پڑھ رہی ہیں پہلے دوپٹہ سر پر لے لیں''۔

۱۹۴۴ء میں دینیات کے انگریزی داں استاد مولوی عزیز احمد آئے۔انہوں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جلسہ کی روایت کو زندہ کیا چونکہ اس تقریب میں کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سٹیبنگ اور دوسرے غیر مسلم اساتذہ بھی شرکت کرتے تھے غالباً اس وجہ سے ایک آدھ تقریر انگریزی میں بھی ہوتی تھی ۳۴۷ بریگیڈیئر محمد اقبال نے چراغوں کی قطار میں کرنل سٹیبنگ کے بارے میں لکھتے ہوئے اوائل ۱۹۴۳ء میں سیرت النبی ﷺ پر ایک انگریزی تقریر کرنے کا ذکر کیا ہے صوفی عزیز احمد صاحب نے مسجد میں نعت خوانی کا سلسلہ بھی دوبارہ شروع کروادیا۔اس زمانہ میں نعت خوانی کے لیے ۷۵۲ رشید احمد کیانی (بعد کو لیفٹیننٹ کرنل ستارۂ جرأت، ۸۱۷ کاظم حسین، ۸۸۵ غلام محمد (بعد کو میجر جنرل ہلال امتیاز) اور ۱۰۳۳ ابرار حسین (بعد کو میجر) خاصے مشہور تھے رشید کیانی سے ''اے شتر سوار' میرا اسلام لیتا جا''

سننے کی فرمائش کی جاتی۔ غلام محمد کی منقبت ''حضرت حسین پاک نے کربلا میں کیا دکھا دیا'' بہت مقبول تھی جب ابرار حسین اپنی پرسوز آواز میں کس چیز کی کمی ہے آقا تیری گلی میں شروع کرتے تو ایک سماں بندھ جاتا۔

۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد جمعہ کی کمانڈانٹ پریڈ کی پرانی روایت فیڈ آوٹ ہوگئی گو مغرب اور جمعہ کی نماز بدستور لازمی رہی لیکن وہ پرانا Ritualistic touch ختم ہوگیا۔ ۱۹۴۸ سے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل زیدی کے زمانہ سے عشرہ محرم کی مجلسوں میں شیعہ لڑکوں کے شرکت کرنے کا سلسلہ شروع ہوا مسجد میں نعت خوانی کی روایت تو بالکل ہی ختم ہوگئی۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کی تقریبات ایک عرصے تک معطل رہیں گو کلاسز میں دینیات کی تعلیم بدستور جاری رہی اور مغرب اور جمعہ کی نمازیں بدستور لازمی رہیں۔ ۱۹۵۴ میں لیفٹیننٹ کرنل ایڈورڈز جس کے زمانہ میں کالج میں جمعہ کی صبح ریلجس اسمبلی پہلی بار شروع ہوئی جمعہ کی صبح کی پریڈ سے پہلے، کالج سکوائر کی شکل میں کمانڈانٹ آفس کے پیچھے میدان میں فالن ہوتا اور مولوی عزیز احمد سیاہ جبہ میں ملبوس قرآن حکیم کی تلاوت کر کے انکا ترجمہ سناتے اسی وقت کبھی کبھی کمانڈانٹ ضروری احکامات وغیرہ بھی سناتے تھے۔ کرنل رفیق کے دوسرے دور اکتوبر ۱۹۵۵ تا اپریل ۱۹۵۹ میں جمعہ کی شب کالج ہال میں درس قرآن کا سلسلہ جاری رہا محمد حسن صاحب یا کیپٹن اے اے مختار' قرآن حکیم کی روشنی میں تعلیمی و تربیتی موضوعات پر گفتگو کرتے اس زمانہ میں دینی قدروں جیسے صداقت' دیانت عدل گستری کو فروغ دینے کی بڑی بھرپور پرخلوص اور پرجوش کوششیں کی گئیں آنرسسٹم جاری کیا گیا اسلامی تقریبات جیسے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم' شب نزول قرآن کو ہر سال ڈیبٹنگ سوسائٹی کے زیر اہتمام منایا جانے لگا۔ یہ فنکشن کالج ہال میں منعقد ہوتے تھے اسی زمانہ میں سینئر لڑکوں کے لئے تراویح پڑھنا بھی لازمی قرار دیا گیا۔ کماندانٹ کرنل رفیق خود تراویح میں شریک ہوتے تھے۔

۱۹۶۰ میں کرنل سردار خان کے زمانے میں ہفتہ وار ریلجس اسمبلی کالج ہال میں ہونے لگی۔ تلاوت کوئی کیڈٹ کرتا تھا اور کسی اخلاقی اسلامی یا تاریخی موضوع پر پانچ منٹ کی ٹاک لیفٹیننٹ غفور دیتے تھے۔ انکے تبادلے کے بعد ہفتہ میں ایک بار درس کا یہ سلسلہ کچھ دنوں چلا پھر ختم ہوا تاہم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سالانہ تقریب جاری رہی۔ ۱۹۷۱ میں اور مابعد کے سالوں میں ہفتہ کی صبح موسیٰ ہال میں ریلجس اسمبلی کبھی جاری اور کبھی بند رہی تاہم ایک نئی تقریب کا اضافہ ہوا یعنی تراویح میں ختم قرآن کی تقریب مسجد میں بڑے اہتمام سے منائی جانے لگی۔ جنوری ۱۹۸۳ اس نئے کمانڈانٹ بریگیڈیئر آئی آر صدیقی نے موسیٰ ہال میں ہفتہ میں پانچ دن ریلجس اسمبلی کا سلسلہ شروع کیا شروع شروع میں آیات قرآنی کی تلاوت اور انکی تشریح بغیر کسی ترتیب کے باری باری لڑکے کرتے تھے۔ مئی ۱۹۸۳ء سے ہفتہ میں ایک کیڈٹ عثمان کی تجویز پر پہلے پارہ اور پہلی سورۂ بقرہ سے بالترتیب تلاوت و ترجمہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں ہفتہ میں ایک دن تلاوت کے بعد طلباء کی زندگی سے متعلق ایک حدیث بھی سنائی جانے لگی اسی موقع پر ہاؤس سے باری باری ایک لڑکا اردو انگریزی میں کسی اخلاقی موضوع پر تقریر بھی کرتا تھا۔

۱۹۸۳ سے ہاؤسوں میں مغرب کی نماز کے سوا دوسری چار نمازوں کے پڑھانے کا اہتمام کیا گیا اور کالج کے روٹین ٹائم ٹیبل میں پانچ نمازوں کا باقاعدہ وقت دیا گیا۔ ۱۹۸۳ میں تراویح کیڈٹ حافظ عبدالغفور نے پڑھائیں خوش قسمتی سے سٹاف میں بشمول طارق محمود چوہدری صاحب خاصی تعداد ایسے اساتذہ کی تھی جو ہاؤس اور مسجد میں کیڈٹس کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض تو حافظ تھے اور امامت بھی کرتے تھے۔

چند ہاؤسوں میں درس قرآن اور درس حدیث کا سلسلہ بھی بعض اہل دل اساتذہ نے شروع کر رکھا تھا۔ حسن قرأت کا سالانہ مقابلہ جو ۱۹۵۷ء میں شروع کیا گیا تھا تھوڑے تھوڑے وقفے کے تعطل کے بعد ۱۹۷۱ء سے ہر سال منعقد کیا جا رہا تھا۔ ۱۹۷۹ء سے مسجد میں خطیب عبدالغفار صاحب نے طلباء اور سٹاف کے بچوں کو ناظرہ قرآن پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا۔ دینیات کی تعلیم کے ایک حصے کے طور پر آٹھویں کلاس میں باترجمہ ناظرہ قرآن بھی پڑھایا جاتا تھا۔

مارچ ۱۹۸۹ء میں عید میلاد النبی ﷺ، جشن ختم قرآن کی تقریبات کے ساتھ ساتھ صبح کی اسمبلی کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس سال مسجد میں جمعہ کی نماز کا اردو خطبہ ایک سینئر کیڈٹ سے تربیت کے طور پر دلوانے کا تجربہ بھی کیا گیا۔

☆ ☆ ☆

کالج کا قومی تشخص

ملٹری کالج ۱۹۲۵ء میں ایک غیر ملکی حکومت نے اپنے مخصوص سامراجی مفادات کے تحفظ اور تکمیل کے لیے ایک سیکولر (Secular) فوجی ادارے کی حیثیت سے اور ایک رائل فاؤنڈیشن کے طور پر قائم کیا تھا اس کے نصاب میں سلطنت برطانیہ کی نام نہاد برکتوں کی تعلیم اور تاج برطانیہ سے وفاداری کی تلقین شامل تھی (پانچویں جماعت کے شہریت کے نصاب مجریہ ۱۹۲۶ء میں پہلا سبق بادشاہ اور یونین جیک کے متعلق تھا۔ اسی دستاویز میں چھٹی جماعت کی شہریت کے نصاب کے ضمن میں یہ تصریحات ملتی ہیں۔

a. The advantage of living under an honourable and stable govt.
b. The Empire. What it stands for? The privileges and obligations of a citizen of the Empire.
c. The qualities that have led to the growth of the British Empire,
d. Imperial patriotism, especially as exemplified in the Great War.

اس کے علاوہ کالج کے مرکز میں وار میموریل تھا جس کے اوپر یونین جیک لہراتا تھا جس کو صبح شام (ریوالی اور ریٹریٹ) پر ایک Ritual کی طرح سلامی کے ساتھ چڑھایا اور اتارا جاتا تھا (ہر ہفتہ ایک پلاٹون فلیگ ڈیوٹی پر ہوتی تھی) اسکے علاوہ ہر سال ۱۱ نومبر کو آرمسٹس ڈے (Armistice day) اور یکم جنوری کو پرو کلیمیشن ڈے (Proclamation day) بڑے اہتمام سے منایا جاتا تھا بڑے دن ۲۵ دسمبر کی شام ملک معظم کا پیغام سننے کے لیے سارا سکول سینٹرل ہال میں جمع ہوتا تھا ۱۹۳۵ء میں جارج پنجم کی تخت نشینی کی سلور جوبلی کی تقریبات سکول میں بھی منعقد ہوئیں۔ ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء کو بادشاہ کے انتقال کا سوگ منایا گیا۔ ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء کو نئے بادشاہ کی تخت نشینی کی پریڈ اور ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء کو بادشاہ کی تدفین پر تعزیتی پریڈ ہوئی اور وار میموریل پر ہیڈ بوائے گل شیر نے تعزیتی پھول چڑھائے۔ ۱۹۳۶ء کے اواخر میں بادشاہ ایڈورڈ ہشتم کا تخت سے دست برداری کا اعلان بڑی افسردگی سے خود کمانڈانٹ کیپٹن سلیبی نے رات کے ریپ کو روک کر سنایا۔ جنوری ۱۹۳۷ میں جارج ششم کی تخت نشینی کی پریڈ بھی ہوئی۔ ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کی جنگ چھڑنے کا اعلان خود کمانڈانٹ نے کیا۔ سکول کے سینٹرل ہال میں فلم شو کے اختتام پر برطانوی نیشنل اینتھم گاڈ سیو دی کنگ (God save the king) بھی پورے اہتمام سے سنایا جاتا تھا ان تمام سرگرمیوں کے باوجود سکول کا قومی اور مذہبی تشخص اس دور میں بعض دینی اور قومی طور پر بیدار اساتذہ' رسالدار میجر ایم اے لطیف ایم اے، صوبیدار فیض محمد خان خطیب مسجد مولوی یوسف' رسالدار میجر احمد علی خان' صوبیدار سکندر خان، صوبیدار انور شاہ وغیرہ کی بدولت قائم رہا۔ اس قومی تشخص کو ابھارنے میں ایک حد تک اس امر کو بھی دخل تھا کہ غالباً بعض انتظامی ضرورتوں کے تحت کے جی آر ایم سکول جہلم کو تمام برصغیر کے مسلمان فوجیوں کے بچوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا (جس طرح دوسرے دو سکول ہندو اور سکھوں کے لئے تھے) اور سکول میں سوائے انگریز کمانڈانٹ کے سارا عملہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ جس طرح تمام ہندوستان کے مسلم فوجیوں کے بچے یہاں جمع ہو گئے تھے اس طرح مسلم کمانڈانٹ کے ساتھ عملہ مسلمان پر مشتمل تھا جس طرح تمام ہندوستان کے مسلم فوجیوں کے بچے یہاں جمع ہو گئے تھے اس طرح مسلم سٹاف بھی ملک کے ہر گوشے سے آیا تھا ان وجوہ کے بناء پر نہ صرف مسلم قومیت بلکہ قومی یک جہتی کا جذبہ اس ادارہ کی فضاؤں میں پروان چڑھا۔

تاریخ نگاری کی دیانت کا تقاضا ہے کہ یہاں یہ بھی ریکارڈ پر لایا جائے کہ کالج میں شروع دن سے مغرب اور جمعے کی نمازیں کری کیولم کا حصہ تھیں۔ روزوں کا اہتمام بھی ہوتا تھا۔ دینیات کی کلاس بھی پڑھائی جاتی تھی۔ شروع کے سات سالوں کے دو کمانڈانٹوں کیپٹن ڈبلیو ایل کلارک اور کیپٹن ایچ ایچ کلارک نے سکول کی غیر نصابی ٹریننگ کو بڑی حد تک سکول کے ہیڈ ماسٹر صوبیدار میجر (بعد میں آنریری کیپٹن) فتح روز خان پر چھوڑا ہوا تھا جو نہ صرف شعائر مذہبی کے پابند تھے بلکہ قومی جذبہ بھی رکھتے تھے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے مسلم لیگ کے کارکن کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ سکول کے تیسرے کمانڈانٹ کیپٹن سلیبی ایک عیسائی مذہبی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ انکے والد جان سلیبی ڈاکٹر آف ڈیوٹی تھے۔ سلیبی نے سکول میں اخلاقی اور مذہبی فضاء کو فروغ دیا وہ روزے نماز کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ نماز کا خاص لباس سفید شلوار قمیض' سبز پگڑی کلاہ انہی نے شروع کیا۔ انکے زمانہ میں سکول کا سالانہ ورائٹی پروگرام حمد و نعت سے شروع ہوتا تھا جیسا کہ ۲۶۱ لیفٹیننٹ

جنرل رحمان گل نے انکے بارے میں چراغوں کی قطار میں لکھا ہے کہ کیپٹن سلیبی نے یہاں ہوتے ہوئے پاکستان پر سینئر طلباء سے مضامین لکھوائے۔ وہ خود پاکستان بننے کے بعد انگلینڈ میں پاکستان سوسائٹی کے ممبر بنے اور پاکستان کے لئے لابنگ (Lobbying) کرتے رہے۔ ۱۹۳۷ تا ۱۹۴۷ء تک کالج کے چوتھے کمانڈانٹ میجر (بعد کو لیفٹیننٹ کرنل) ٹی ایچ ایل سٹبنگ اپنے پیشرو کے برعکس اپنی اپروچ (Approach) میں سیکولر تھے۔ ۱۹۳۷ کے انٹر کے جی سکولز سپورٹس ٹورنامنٹ کے موقع پر کراس کنٹری ریس کے آخری مرحلہ میں جہلم کے ۶۰۵ سرور کو اپنے ہندو سکھ حریفوں کے مقابلے میں آگے نکلتا دیکھ کر یہاں کے مسلم لڑکوں نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر لگایا تو سٹبنگ نے فوراً اس کا نوٹس لیا اور ایڈ جوٹنٹ منگا خان سے کہا یہ مذہبی نعرہ ہے کھیلوں میں نہ لگایا جائے۔

۱۹۳۳ء سے کمانڈانٹ کیپٹن سلیبی نے گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہونے سے ایک رات پہلے کمانڈانٹ کے دفتر کے پیچھے کے کھلے میدان میں ایک انٹر ہاؤس ورائٹی پروگرام شروع کر رکھا تھا۔ ۱۹۳۸ء کے سالانہ ورائٹی پروگرام کے موقع پر جب کیپٹن ٹی ایچ ایل سٹبنگ کالج کے کمانڈانٹ ہو کر آ چکے تھے جادہ کے بشیر نے بہادر شاہ ظفر کی مشہور غزل۔

لگتا نہیں ہے دل مرا اجڑے دیار میں — کس کی بنی ہے عالم ناپائدار میں
بلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے گلہ — قسمت میں قید لکھی تھی فصل بہار میں
کہہ دو ان حسرتوں سے کہیں اور جا بسیں — اتنی جگہ کہاں ہے دل داغ دار میں
عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن — دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
کتنا بد نصیب ہے ظفرؔ دفن کے لئے — دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

''زندگی میں دم نہیں ہے، بس اب خیر مانگو جان کی کے دوہڑے کے ساتھ گانا شروع کیا۔ کمانڈانٹ سامنے بیٹھے تھے انہوں نے کہا تو کچھ نہیں لیکن دوسرے دن ایڈ جوٹنٹ جمعدار منگا خان نے بشیر کو دفتر میں بلا کر تنبیہ کی کہ یہ سیاسی غزل ہے اس دوہڑے کے ساتھ انگریز کے سامنے نہیں گانی چاہیے تھی۔ سکول میں اردو کا صرف ایک اخبار (فوجی اخبار) آتا تھا کوئی اور اخبار لانے، رکھنے یا پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ لڑکے اپنے طور پر زمیندار اخبار چھپ چھپ کر پڑھتے تھے جو مسلم کاز کی حمایت میں لکھتا تھا۔ مذہبی اور قومی عصبیت کی جس چنگاری کو شروع کے دس بارہ سالوں میں صوبیدار میجر (آنریری کیپٹن) فتح روز خان، رسالدار ایم اے لطیف ایم اے اور رسالدار میجر کامیاب خان نے لڑکوں میں اندر ہی اندر سلگائے رکھا تھا۔ ۱۹۳۷ء کے بعد کے چند سالوں میں اسے جن چند استادوں نے خاموشی سے چمکایا ان میں حوالدار افتخار حسین شاہ بی اے اور صوبیدار سکندر خان اور صوبیدار انور شاہ کا نام سرفہرست ہے چراغوں کی قطار میں ۶۸۸ بریگیڈیئر عطا محمد نے لکھا ہے۔

میں اسی دن پاکستانی ہو گیا تھا جب محمدی پور مدینے گجرات کے گریجوٹ حوالدار سید افتخار حسین شاہ نے کلاس میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ کے پاکستان ریزولیشن کی انڈیا کے آؤٹ لائن میپ کے ذریعہ توضیح وتشریح کی اور قائداعظم کی تقریر کے ٹکڑے پڑھ کر سنائے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی توضیح وتشریح سے بھی زیادہ جس چیز نے مجھے اور میرے کلاس فیلوز کو متاثر کیا وہ انکا وہ لہریں مارتا قومی جوش وولولہ تھا جس نے ہمارے لہو کو گرما دیا محض اس تصور سے کہ صدیوں کی غلامی کے بعد مسلمانوں کی ایک آزاد مملکت کے بننے کا وقت آن پہنچا ہے ہم بے حد Excite ہو گئے تھے۔

۱۹۲۵ء سے جہلم سکول طلباء اور سٹاف کے لحاظ سے ایک قومی مسلم سکول چلا آ رہا جس طرح جالندھر اور اجمیر کے دوسرے دو کے جی آر سکولز ہندو اور سکھوں کے لیے مخصوص تھے۔ دو قومی نظریے پر مبنی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان کے پس منظر میں جب ہندو مسلم قوموں کی سیاسی کشمکش کھل کر سامنے آئی تو مخلوط انڈین آرمی کو اس کے اثرات سے بچانے کے لئے جی ایچ کیو دہلی نے تینوں کے جی سکولوں کے بجائے یک قومی اداروں کے کثیر القوی مخلوط تعلیمی ادارہ بنانے کا فیصلہ کیا چنانچہ اگست ۱۹۴۲ء میں یہاں پہلی بار غیر مسلم طلباء کا داخلہ ہوا (پھر یہ سلسلہ ۱۹۴۷ء تک چلا) اور غیر مسلم سٹاف بھی کالج کے عملے میں شامل ہونے لگا لیکن یہ منتر الٹا پڑ گیا اور اس اختلاط کا نتیجہ توقع کے برعکس برآمد ہوا یعنی ہندو سکھ لڑکوں کے یہاں آتے ہی مسلم طلباء میں علیحدہ مسلم قومیت کا جذبہ شدید تر ہوتا گیا۔ یعنی ہندو سکھ لڑکوں کے یہاں آتے ہی مسلم طلباء میں علیحدہ مسلم قومیت کا جذبہ جاگ اٹھا بلکہ بھڑک اٹھا اس کا پہلا اظہار تو اسی دن ہو گیا جب سکین ہاؤس (موجودہ بابر ہاؤس) کے دونوں ڈائننگ ہالوں میں ہندو مسلمان لڑکے علیحدہ علیحدہ کھانے کی میزوں پر بیٹھے اور مسلمان لڑکوں نے سینئر کیڈٹ آفیسر ۱۸۱۱ رجاسب کی رہنمائی میں کھانا شروع کرنے کے لیے اتنے زور سے بسم اللہ پڑھی کہ دونوں ہال گونج اٹھے ڈیوٹی آفیسر آف دے ڈے مسٹر نند کمار دوسرے ہال سے بھاگ کر آئے اور گھبرا کر پوچھنے لگے کیا ہوا؟ جس کا جواب

ارجاسب نے بڑے سکون سے دیا کچھ نہیں سرکھانا شروع کرنے کے لیے صرف بسم اللہ پڑھی تھی مسلم طلباء کی قومی عصبیت کا یہ پہلا بے ساختہ اظہار تھا اسکے بعد یہ جذبہ مختلف صورتوں میں مختلف موقعوں پر جلوہ نما ہوتا رہا ۱۹۴۴ء کے اواخر میں کالج میں فوجی دل خوش کن سبھا کی منڈلی آئی تھی کمانڈانٹ کے دفتر کے پیچھے منڈوہ بنا ہوا تھا (غالباً مسلم تعلیمی ادارے کی رعایت سے) پروگرام کا آغاز ایک حمد سے ہوا۔

یارب کوئی دنیا میں نہیں ہمارا　　میں محمد سے غافل نہیں اک آن خدایا

ہو تیرے سوا کون مدد گار ہمارا

اسکے بعد ایک بنگالی گلوکارہ سٹیج پر آئی اس نے اس زمانہ کے مقبول نعت

شاہ مدینہ ' بیچ بھنور میں آن پھنسا ہے دل کا سفینہ

شروع کی۔ابھی پہلا مصرعہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ ایک نئے سویلین انسٹرکٹر مسٹر احمد کھڑے ہوئے اور کہا "بی بی آپ نعت پڑھ رہی ہیں پہلے سر پر دوپٹہ لیں"۔اس نے فوراً سر پر دوپٹہ لے لیا اور نعت مکمل کی۔گلوکارہ کی نعت کے بعد زوردار تالیاں بجیں وہ گلوکارہ کی آوز کی تعریف سے زیادہ یقیناً مسٹر احمد کی مذہبی عصبیت کی داد کے طور پر تھیں۔

قومی عصبیت تو مسلمان کے خون میں ہے اس کا ایک نظارہ دہلی میں ۱۹۴۵ء کی باکسنگ یعنی انٹر کے جی کالجز ٹیم باکسنگ کی تقریب منعقدہ ارون سٹیڈیم دہلی میں دیکھا گیا جبکہ کے جی آر اجمیر کے مسلمان لڑکوں نے اپنے حریف کے جی آر جہلم کے باکسر ۱۲۳۳امام دین کو بے ساختہ بک اپ کیا اور اس کی جیت پر زوردار تالیاں بجائیں چونکہ وہ ان کا ہم قوم تھا۔

قومی تشخص کے اس جائزہ میں آگے بڑھنے سے پہلے صرف تاریخ کو سچا رکھنے کے لئے یہ امر ریکارڈ پر لانا ضروری ہے کہ ہر چند کہ سٹیپنگ کا اپنا رجحان سیکولرزم کی طرف تھا انہوں نے مغرب اور جمعہ کی نماز کی تواتر اور سلیقے سے ادائیگی پر اتنی توجہ دی جس کی نظیر ان سے پہلے اور بعد کو نہیں ملتی۔عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں میں خود بھی کبھی پنجابی اور کبھی پٹھانی لباس میں شرکت کرتے تھے۔غیر مسلم طلباء بھی اپنی مذہبی عبادت اور رسوم کی ادائیگی میں اتنے ہی آزاد تھے لیکن کمانڈانٹ نے انکی ادائیگی پر اس طرح اور اتنا اصرار نہیں کیا جتنا اسلامی شعائر کی ادائیگی پر کیا۔کرنل اسٹیپنگ نے ادھیڑ عمر کے ایک بہت اچھے استاد کو محض اس لیے فارغ کر دیا کہ انہوں نے ایک کم سن دوشیزہ سے دوسری شادی کی خاطر اپنی داڑھی کو خیر باد کہہ دیا تھا اور لڑکوں نے ان کا مذاق اڑایا تھا۔اسٹیپنگ کا خیال تھا کہ مذہبی شعار سے بے وفائی کا کیڈٹس کے اخلاق پر برا اثر پڑے گا۔جب صوبیدار میجر فتح روز خان نے ان صاحب کی سفارش میں کہا سر یہ ٹیچر بہت اچھا ہے تو انہوں نے وہ تاریخی جواب دیا بیشک ٹیچر اچھا ہے لیکن انسان اچھا نہیں ہے۔

۱۹۴۶ء میں یہاں گورکھا کیپٹن نوٹیال اور مرہٹہ کیپٹن مینن کے پوسٹ ہونے سے ہندو مسلم قومیت کی اندورنی کشمکش خاص طور پر ان دونوں کے متعصّبانہ سرگرمیوں کی وجہ سے یہاں تک بڑھی کہ ۱۱اگست ۱۹۴۷ء کا ناخوشگوار واقعہ پیش آیا اور مسلمان لڑکے کرنل سٹیپنگ ایسے مقبول اور سخت گیر کمانڈانٹ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔چونکہ ۱۴اگست کی پریڈ کینسل ہو جانے کے اعلان سے لڑکوں کے قومی احساسات مجروح ہوئے تھے۔پریڈ کے فوراً بعد اور دوسرے دن نوٹیال کا جو حشر ہوا وہ لاکھ قابل افسوس سہی لیکن اسکا سبب یہ تھا کہ وہ پاکستان کے خلاف تھے۔

پہلے یوم آزادی کے موقع پر کالج گزٹ نے سائیکلو سٹائلڈ آزادی نمبر نکالا کیڈٹ آفیسر ۱۳۶۸ء سعادت علی خان (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل اور ای این سی) اس کے ایڈیٹر تھے یہ کوشش بھی قومی جذبے کی مظہر تھی۔آزادی کے بعد اواخر ۱۹۴۷ء میں کالج کے دو سینئر کیڈٹ آفیسرز ۱۱۶۶محمد اسلم اور ۹۰۸ رحیم اللہ نے جہاد کشمیر میں حصہ لیا اور ایک سینئر کیڈٹ ۱۶۶۸ اگل بادشاہ نے ۱۹۴۸ میں یہ سعادت حاصل کی۔بظاہر یہ انفرادی کاوشیں تھیں لیکن ان سے اجتماعی عوامی احساس اس کی غمازی ہوتی ہے ۲۶ فروری ۱۹۴۸ کی صبح کالج کے سینٹرل ہال میں نوزائیدہ ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے جو پہلا مباحثہ منعقد کیا اس کا عنوان تھا:

Future Constituion for Pakistan to be based on Shariat Law.

یہ ڈیبیٹ کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی وہ اس وقت ہال میں موجود تھے۔انکے پہلو میں ڈی ایم ٹی بریگیڈیئر جیراڈ اور جی ایس او ون ایجوکیشن لیفٹیننٹ کرنل سید ماجد علی جعفری بیٹھے تھے۔۱۲۲۳محمد اکرم ظفر (بعد بریگیڈیئر) نے لیڈر آف دی ہاؤس اور ۱۰۳۱ شیر افضل کیانی نے لیڈر آف دی

اپوزیشن کا کردار ادا کیا تھا۔

اس قرارداد کو ایوان نے کثرت رائے سے منظور کیا۔ آزادی کے فوراً بعد کے اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ملٹری کالج کی فضاء کیا تھی؟ یہاں کے اساتذہ اور طلباء کس طرح سوچ رہے تھے۔ واضح رہے کہ پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد مارچ ۱۹۴۹ء میں منظور کی تھی اور ملٹری کالج کے طلباء کی اسمبلی اس پر اپنا فیصلہ ۲۶ فروری ۱۹۴۸ء کی صبح صادر کر چکی تھی۔ اس اسمبلی میں وہ طلبہ تھے جن میں سے ایک ائیر چیف مارشل اور ۵ لیفٹیننٹ جنرل بنے۔ دوسرے اونچے عہدوں اور اہم مناصب کا تو ذکر ہی کیا۔

اسی سال اپریل ۱۹۴۸ میں آزادی کے بعد پہلا بڑا فنکشن سالانہ تقسیم انعامات کا جو جلسہ ہوا۔ اسکی صدارت بھی کمانڈر انچیف جنرل گریسی نے کی تھی۔ اپنی صدارتی تقریر میں انہوں نے (جس کی اخباری رپورٹ دوسرے باب میں نقل کی گئی ہے) واضح طور پر پاکستان کے دشمن پڑوسی ملک کو للکارا اور کشمیر پر ہاتھ ڈالنے سے باز رہنے کو کہا۔ یہ تقریر بالواسطہ طور پر قومی جذبے کو ابھارنے کا ذریعہ بنی۔ اکتوبر ۱۹۴۸ میں جب نئے اے جی میجر جنرل این اے ایم رضا کالج کے معائنے پر آئے تو انہوں نے کیڈٹس سے اپنے خطاب میں کہا۔

"Pakistan is young nation and it is the youth of the country that we look to raise our standard of integrity and achievement."

جنرل رضاء کا یہ پیغام بعد میں کالج کے میگزین تربیت میں بھی شائع ہوا۔ مئی ۱۹۴۹ میں کالج کا پہلا کنسرٹ اس ولولہ انگیز ترانے سے شروع ہوا جسے ۱۰۳۳ کیڈٹ ابرار حسین (بعد میں میجر ابرار حسین) نے لیڈ کیا تھا۔

تن من دھن تجھ پر قربان	پیارے	پاکستان
عظمت انسان قائم تجھ سے، رونق بزم جہاں	پیارے	پاکستان
زندہ رہے پائندہ رہے تو، اونچا تیرا نشان	پیارے	پاکستان

۱۹۵۰ میں پاکستانیت کے جذبے سے بھرپور فضل حق حیدری صاحب کی نظم Sons of Pakistan تربیت میں شائع ہوئی۔

Our Pride's to live and die
And freedom far and nigh
To see our flag ever high
We are sons of Pakistan!
Zandabad, our Pakistan

جنوری ۱۹۵۰ میں کالج میں حفیظ جالندھری آئے تو سوز یقین سے دلوں کو گرمایا۔ انہوں نے کالج کو شیروں کی کچھار سے تشبیہ دی اور کالج کی وزیٹرز بک میں بھی لکھا "یہ کچھار ہے جہاں شیر پل رہے ہیں"۔

نومبر ۱۹۵۰ء کے سلور جوبلی کنسرٹ کا آغاز اس کورس سے ہوا۔

ہم نوجوان اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرائیں گے
ہم صدق و صفا کی تصویریں ہم اللہ کی شمشیریں
بن کر دنیا پر چھا جائیں گے

جولائی ۱۹۵۲ء میں نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے کالج کی کری کیولم (Curriculum) کے اقداری پہلو (Value Content) کو ضروری اہمیت دی اور اس سلسلہ میں پاکستانیت کے فروغ کو اپنی ترجیحات میں بہت اوپر رکھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اقداری تربیت کے لیے ایک سٹریٹیجی (Strategy) وضع کی انکے ایماء پر ۱۴ اگست ۱۹۵۲ کو کالج کے ہر فرد و بشر نے جی ٹی روڈ کے اس پار سپورٹس گراؤنڈ میں، تعمیر پاکستان میں اپنے حصے کی تعمیر کے علامتی اظہار کے لیے ایک ایک پودا لگایا اور اس کو پروان چڑھانا بھی اسی فرد کی ذمہ داری ٹھہرا (آج یہ پودے تناآور درخت بن چکے ہیں)۔ یہ پہلا یوم آزادی تھا جو اس جذبے سے تخلیق

انداز میں منایا گیا۔ کرنل رفیق کے دور میں پاکستانیت کے فروغ کو پہلی ترجیح حاصل رہی۔ فروری ۱۹۵۳ء میں کالج میں جو پہلا ایلوکیوشن کانٹیسٹ (Elocution Contest) ہوا اس میں کمانڈانٹ کرنل رفیق نے خود ابراہیم لنکن کی مشہور گیٹیسبرگ سپیچ پیش کی۔ جس کا معروف فقرہ ہے۔

"The brave men, living and dead, who struggled here, consecrated this ground far above our power to add or detract. The world will little note, nor long remember, what we say here, but it can never forget what they did here."

اس تقریر کے دوران جب کمانڈانٹ اس فقرہ پر پہنچے

"This nation, under God shall have a new birth of freedom and that the government of the people by the people, shall not perish from the earth."

انکی آواز قدرے بلند ہو گئی اور انہوں نے اس کے ایک ایک لفظ کو اس جوش و ایقان کے ساتھ ادا کیا کہ پورا ہال انکے سوز دروں سے تھر تھرا اٹھا اسی موقع پر رڈیارڈ کپلنگ کی ولولہ انگیز نظم

If you can keep your head when all about you
Are losing theirs and blaming it on you;
If you can trust yourself when all men doubt you,
But make allowance for their doubting too;
If you can wait and not be tired by waiting,
Or being lied about, don't deal in lies,
Or being hated don't give way to hating,
And yet don't look too good, nor talk too wise.

بھی موثر انداز سے Recite کی گئی۔ اس ایلوکیوشن میں جان رسکن کا لیکچر بعنوان On war بھی پیش کیا گیا۔

"Remember! you soldier youth, who are thus as always the hope of your country -------"

اس نوع کی تخلیقات کا انتخاب اسی اپروچ کا غماز تھا کہ لڑکوں کو Patriotic themes سے آشنا کیا جائے۔ پاکستانیت کی جو فضاء اس زمانہ میں شعوری طور پر پروان چڑھائی گئی اس کی جھلک ۵۳-۱۹۵۲ء کے کالج میگزین میں ملتی ہے۔ اس رسالہ میں کالج کے بزرگ استاد جناب محمد حسن کی نظم "وطن کے نونہالو"

تم سے مستقبل کی امیدیں ہیں وابستہ تمام
دیکھنا اے نونہالو ہو وطن کا تم سے نام
آج یہ کنگ جارج کالج ہے تمہاری درسگاہ
تربیت سے جس کی تم پاؤ گے آخر عزو جاہ
طرز تعلیم اس جگہ کا شہرۂ آفاق ہے
درس علم و فن یہاں سر چشمہ اخلاق ہے
تم سے پہلے سینکڑوں نکلے یہاں سے کامیاب
آج میدان عمل میں ہیں وہ مثل آفتاب
اب اسی سانچے میں تم بھی ڈھل کے نکلو شاد کام
ہو درخشاں اپنے کالج کا ہمیشہ تم سے نام
ابر رحمت بن کے اٹھو تم زمانے کے لیے
درس امن و آشتی سے سب کو سکھانے کے لیے

اب تمہیں اسلاف کے کردار کو اپنانا ہے
قائدین پاک کی تاریخ کو دہرانا ہے

شائع ہوئی اس شمارہ میں اسی موضوع پر کالج کے ایک اور استاد جمعدار میر حیدر علی سخی کی نظم بھی چھپی تھی۔

نونہالان وطن آن وطن شان وطن — تم ہی اس کے پاسبان ہو تم ہی ہو جان وطن
آج کے نوخیز غنچو تم ہو فردا کی بہار — لالہ و نسرین ہو تم سے حسن گلشن آشکار

اپریل ۱۹۵۳ء میں کرنل رفیق کے فوری تبادلے کے بعد تقریباً دو سال تک طلباء کی تربیت کا یہ پہلو بھی کم و بیش تعطل کا شکار رہا۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں انکے دوبارہ کمانڈانٹ ہو کر آنے پر یہ سلسلہ دوبارہ جاری ہوا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ کو پہلا یوم جمہوریہ کالج میں مثالی جوش و خروش سے منایا گیا۔ کالج کے ماہانہ نیوز اینڈ ویوز نے جمہوریہ نمبر نکالا۔ یوم جمہوریہ کی تقریب پر انگریزی کے نامور استاد فضل حق حیدری نے اپنی نظم (Hail Republic Day) سنائی۔

Hail ! Republic Day
Let cheers ring out and joyous song be heard,
Peel happy bells and sing cares away,
Let fun and frolic reign the merry word,
And banter light declare their genial sway,
Hurrah for Pakistan.
Hurrah for her proudest day!
Each voice both loud and free,
And hearts all happy and gay.
Let young and old be all
In tune in every way,
And the rafters ring while we sing
Our Republic Day!
Sing, sing glad songs of blissful liberty,
Give up this day to jest and romping mirth,
Sing of this gracious gift from God;
This Pakistan the proudest land on earth.

اسی موقع پر ایک اور بزرگ استاد مسٹر حسن صاحب نے اس مبارک موقع پر اپنی اردو نظم

پاس ہوا اپنا دستور
شب کی ظلمت ہوگئی دور چار دانگ میں چھایا نور
پاکستان ہے بقعۂ نور چھوٹے بڑے سب ہیں مسرور
پاس ہوا اپنا دستور

بڑے ولولے سے پیش کی۔ اس سال کی تربیت میں علوی صاحب نے بڑا پر مغز اداریہ لکھا۔ یوم جمہوریہ پر کالج کے انگلش سانگ کے انترہ This is the name of KGRPMC کی جگہ Tis the name of our own PMC کے الفاظ نے لے لی۔

اس سال یوم استقلال پاکستان کے موقع پر حسن صالح نے کالج کے طلبا کو یہ پیغام دیا۔

وطن کے نونہالو شاہی کالج کے جوان تم ہو — جو پاکستان قالب ہے تو اس قالب میں جاں تم ہو

تمہاری نقل و حرکت ڈالتی ہے جان کالج میں — رگوں میں اسکی مثلِ خوں رواں تم ہو، دواں تم ہو
تمہیں ہے فخر کالج پر تو کالج تم پہ نازاں ہے — تمہارا پاسباں یہ ہے اور اس کے پاسباں تم ہو
بنایا قائداعظم نے جس کو جانفشانی سے — یہ لازم ہے کہ اس کشور کی خاطر جانفشاں تم ہو
تمہاری ذات سے روشن ہو نامِ قائدِاعظم — کہ اس مردِ مجاہد کے یہاں نام و نشاں تم ہو
دکھا کر تیغ کے جوہر بٹھا دو دھاک دنیا پر — عدو کے سینۂ ناپاک میں نوکِ سناں تم ہو
یہ پاکستان کا پرچم کہ لہراتا ہے کالج پر — اسی کی سر بلندی سے جوانِ عزوشاں تم ہو
محمد سے رفیقِ کار جب قسمت سے مل جائیں — یقیناً شاد کام و کامران و شادماں تم ہو

۲۳ مارچ ۱۹۵۷ء میں دوسرے یوم جمہوریہ پر کمانڈانٹ نے اپنی ولولہ انگیز تقریر میں کہا۔

"We are passing through a period of trial. Let us face it with courage and supreme faith and God will help us".

اسی تقریب پر حسن صاحب نے اپنی ولولہ انگیز نظم، مادرِ پاکستان کا اپنے بچوں سے خطاب ''سنو اے قوم کے بچو جواں ہونے کا وقت آیا'' اسے کیڈٹس کے لہو کو سوز یقین سے گرمایا۔ قومی اور مذہبی تشخص کو جلا دینے کی طرف ایک اور قدم وہ تقریری سلسلہ تھا جو قرآن حکیم اور ہماری زندگی کے نام سے ۱۹۵۶ میں شروع کیا گیا۔ ہر جمعہ کی شام قبلہ محمد حسن صاحب یا کیپٹن آفتاب احمد مختار اس موضوع پر طلباء سے خطاب کرتے تھے۔ مئی ۱۹۵۷ میں کالج میں ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کی صد سالہ سالگرہ کی تقریب بڑے اہتمام سے منائی گئی۔ جنگ آزادی کے ہیروز جنرل بخت خان، احمد اللہ خان، عظیم اللہ خان، محمود خان اور ملکہ حضرت محل کو خاص طور سے خراج عقیدت پیش کیا گیا اور تحریک پاکستان کے تاریخی پس منظر پر مسٹر علوی نے تقریر کی اور پھر ۱۹۵۷ کے تربیت میں اس موضوع پر خصوصی اداریہ لکھا:

''اس جدوجہد کی داستان جو ۱۹۴۷ء میں اس نئے وطن کی صورت میں مجسم ہوئی نوے برس پہلے کے ان مجاہدوں کی سرفروشی سے شروع ہوتی ہے جنہوں نے غیر قوم کی غلامی کی لعنت سے سب سے پہلے بیزاری ظاہر کی تھی اور ۱۸۵۷ میں غرور قومی کا بیباک اعلان کیا گیا تھا۔

۱۹۵۶ ہی سے کالج ڈیبیٹنگ یونین نے یوم جمہوریہ، یوم اقبال، عید میلادالنبی ﷺ اور یوم قائداعظم کے سالانہ تقریبات بڑے اہتمام اور تواتر سے منانا شروع کیں۔ ان تمام سرگرمیوں کے پیچھے کرنل رفیق جیسے سچے پاکستانی کی Charismatic شخصیت تھی۔ اس دور میں ملٹری کالج میں پاکستانیت کو جو فروغ ملا اس کا کریڈٹ بڑی حد تک اس زمانہ کے خودآگاہ اور خدامست کمانڈانٹ کرنل رفیق اور سٹاف کو جاتا ہے جن میں سے بیشتر علی گڑھ کے ساختہ پرداختہ تھے۔

۱۹۶۰ء میں کالج کے چاروں ہاؤسوں کے نام تبدیل ہوئے۔ انگریز جرنیلوں کے ناموں، رابرٹس، برڈوڈ، سکین، آکنلک (جو برطانوی سامراج کی علامت تھے) کی جگہ محمود غزنوی، بابر، اورنگ زیب اور ٹیپو نے لے لی۔ اس تبدیلی سے کالج کے نئے تشخص کو استحکام ملا۔ ۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کو کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے موقع پر کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان نے کیڈٹس کے روحانی ارتقاء (Spiritual development) کو کالج کی تربیتی ترجیحات میں سرفہرست قرار دیا۔

"It is our earnest effort that more than anything else our boys should imbibe the spirit of Islam and every Alamgirian should prove himself to be straightforward, honest and Godfearing Muslim"

۱۹۶۲-۶۳ء کی سالانہ رپورٹ میں کمانڈانٹ نے ایک موقع پر Development of a cadet as a patriot کو اپنے بنیادی مقاصد میں سے قرار دیا اسی رپورٹ میں انہوں نے کہا

"And we give great importance to taking pride in the nation, an understanding of its history and aspirations and a willingness to serve it"

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد کالج کے میگزین تربیت کا خاص نمبر نکالا گیا جس میں کالج کے شہداء اور جنگی اعزاز یافتگان کی تصاویر دی گئیں اور میگزین کے اردو و انگریزی اداریوں میں شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اردو اداریہ میں مسٹر عین الدین علوی نے لکھا۔

''۶ ستمبر کی صبح ہم تیرے احسان مند ہیں کہ تو نے ہم پر خوشگوار انکشاف کیا کہ ہم ابھی زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے کہ ابھی خاکستر میں ایسی چنگاریاں موجود ہیں

جو شعلہ بن سکتی ہیں اور بنیں گی کہ ابھی برسے ہوئے بادل میں بجلیوں اور سیلابوں کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ ستمبر کے شہیدو تم نے قوم کو جانفروشی اور جاں نثاری کی لذت سے آشنا کر دیا ہے مردہ دلوں میں کٹ مرنے کی تمنا بیدار کر دی۔ تمہاری شہادت نے ایک نئی قوم کو جنم دیا ہے۔

جس لالۂ صحرا کی سرخیاں خزاں نے چھین لی تھیں تم نے اسے اپنے لہو کی قبا سے گل رنگ کر دیا تم کو قوم سلام پیش کرتی ہے۔۔

اپنے سے پانچ گنا تعداد اور چھ گنا اسلحہ کی مدافعت ایک دیو قامت دشمن کے پرغرور سر کو کچلنا ایک ایسا معجزہ تھا جسے دہرانے کا شرف خیر القرون کے مجاہدوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے جانبازوں کی قسمت میں لکھا تھا۔

یہ عظیم شرف کسی قوم کو تاریخ انسانی میں کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے۔ بعض دانشور اور باخبر حضرات کا یہ دعویٰ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا کہ قوم فقط تین روز تک لڑنے کی سکت اور سامان رکھتی ہے۔ ان کی حقیقت پسندی اور حسابی ذہنیت ایک عظیم الشان عنصر کو بھول گئی تھی۔

جی ہاں عقلیت پرستی اپنے پندار برتری میں ایسی فضول چیزوں پر کب دھیان دیتی ہے لیکن منطق انگشت بدنداں رہ گئی، حساب کتاب بیوقوف بن گیا، عقل اور سیاست لاجواب ہوگئی، دشمن اور اسکے حلیف کی توقعات جو سو فیصد ٹھوس معلومات پر مبنی تھیں یوں چکنا چور ہوئیں کہ وہ ہکا بکا رہ گئے۔ کیا ملت کی زندگی کے اس نازک مرحلے پر کسی حلیف نے ہمیں بچایا۔ اسلحہ اور پٹرول کے اس تین دن کے ذخیرے نے یا اس تربیت نے جس میں غنیم بھی ہم سے کچھ پیچھے نہیں تھا۔ جی نہیں ان سب سے زیادہ طاقتور چیز کوئی اور تھی جس نے آگ اور خون کے سمندر میں ہمیں نصرت خداوندی لا کر دی اور وہ ہمارا ایمان تھا، خدا اور اس کے نبی برحق پر ایمان' دین کی سربلندی پر قربان ہو جانے کی تڑپ، وہی مومن کا یقین محکم جسے حکیم ملت نے بیابان کی شب تاریک میں قندیل رہبانی کہا تھا۔ اس جنگ نے افراد کے ایک بے ربط مجموعے کو راتوں رات قوم بنا ڈالا اور ہمیں اچھی طرح یہ بھی سمجھا دیا کہ ہماری توانائیوں کا سرچشمہ ہمارے اتحاد کا وسیلہ اگر کوئی ہے تو فقط ہمارا دین ہے، اسے اپنا کر ہم سب کچھ ہیں اسے چھوڑ کر ہم کہیں کے نہیں۔

قوم ملت کو سربلند رکھنے کے لیے کتنے بے مثل' ذہین' دلیر' ہمہ اوصاف نوجوانوں نے اپنی جانیں نچھاور کر دیں۔ کالج کے سٹاف کے دو ہر دل عزیز ارکان کیپٹن محمد منیر اور کیپٹن انوار الحق چوہدری نے بھی دین وطن کی راہ میں سر دے کر حق جہاد ادا کر دیا۔ کیپٹن منیر شہید نے اپنی دلآویز شخصیت اور بے شمار خوبیوں' اپنی سیماب وش طبیعت' اپنی زندہ دلی اور وسعت قلب سے ہمارے دلوں کو موہ لیا تھا۔ انکی جدائی بڑی شاق ہے۔ کیپٹن انوار شہید بھی بڑی خوبیوں کے مالک تھے بیباک' بے ریا اور ان تھک محنت کرنے والے' ہر ایک کے ہمدرد اور سب سے بڑھ کر ایک دلیر مجاہد دوستوں اور عزیزوں کی آنکھیں ان دونوں پر اشک افشاں ہوئیں، دل ان کے لیے تڑپتے ہیں لیکن تسکین یہ کہ انہوں نے جو قابل رشک مرتبہ حاصل کیا وہی تو مطلوب و مقصود مومن ہے۔

ملٹری کالج کے فرزندوں نے بھی میدان کارزار میں حق وفا ادا کیا۔ متعدد افسروں نے دلیرانہ کارناموں کے صلے میں اعزاز پائے اور کئی شہادت کے اعزاز عظیم سے سرفراز ہوئے۔۔

شہداء میں ہمیں جن کا علم ہوا وہ لیفٹیننٹ کرنل صاحب زادگل ستارۂ جرأت، میجر علی عابد حسین' میجر علم دین، لیفٹیننٹ افتخار جعفر' کیپٹن مظہر حسین شاہ اور پائندہ خان ہیں۔ یہ بلند مرتبت مجاہد اس دو روزہ زندگی کی سرحدوں کو پھلانگ گئے لیکن انہوں نے جاودانی زندگی حاصل کر لی۔ خدائے برتر انکے درجات بلند کرے اور انکی درخشاں مثالوں سے دوسروں کے دلوں کو گرمائے۔"

۱۹۶۰ء کے اوائل میں بجائے جمعہ کی شام کے درس کے ہر روز صبح اسمبلی کا آغاز مختصر اصلاحی خطاب کے سلسلے سے شروع ہوا جو وقفہ وقفہ سے کئی سال جاری رہا لیکن قومی تشخص کے فروغ کے نقطہ نظر سے اس عشرے میں کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہوئی۔ ۷۲۔۱۹۷۱ء کے میگزین کے انگریزی اداریہ میں مشرقی پاکستان کے سانحہ پر اظہار درد کرنے کے بعد لکھا گیا۔

"A new Pakistan, strong and confident has to be built. In this only lies our survival. The responsibility that devolves on the shoulders of everyone of us was never so great as it is now. Everyone has to do his duty. In this institution we can acquit ourselves of our national obligations by introducing greater and unshakable traditions of remarkable discipline, honesty, truthfulness, austerity and above all patriotism. Let us all be permeated with a noble and lofty esprit-de-corps worthy of our Alma Mater."

اس میگزین میں "Our Heroes" کے عنوان سے ۱۹۶۵اور ۱۹۷۱ کے ہیروز کی خدمات کوخراج تحسین ادا کرنے کے بعد ۱۹۷۱ کی جنگ کے شہداء اوراعزاز یافتگان کی فہرست دی گئی ہے۔اس کے بعد ایک مضمون میجر اکرم شہید نشان حیدر (۱۸۱۱) کی پورے صفحے کی تصویر کے ساتھ The First Alamgirian to win Nishan-e-Haider پر اور ایک مضمون ۲۳۱۵ لیفٹیننٹ نیوی (بعد میں کیپٹن نیوی) سکندر حیات خان ستارۂ جرأت کے راجشاہی گن بوٹ کو انڈین بحری محاصرہ سے بچا لینے کی ولولہ انگیز داستان Alamgirian streers back Raj Shahi پر شائع ہوا۔اس طرح اردو سیکشن میں علوی صاحب نے اپنے اداریہ بعنوان ملٹری کالج اور ۱۹۷۱ کی جنگ میں لکھا۔

''ان عالمگیر یئز کے کارنامے یقیناً ساری قوم کے لیے ایک ولولۂ تازہ کا سرچشمہ ہیں لیکن کالج کے موجودہ طلباء کے لیے خاص طور سے اس عظیم الشان شجاعت کی مثالیں' حوصلہ افزا اور ولولہ انگیز ہیں۔اتنے ہی احترام اور عقیدت کے مستحق وہ مجاہدین اور شہداء ہیں جن کے کارنامے منظر عام پر نہ آسکے۔جو دیکھے اور سنے نہ جاسکے۔ہم ان شہیدوں کی عظمت کے سامنے احتراماً سر خم کرتے ہیں۔ ہمارے دل اپنے ان سرفروش افسروں اور جوانوں کے لیے سوگوار تو ضرور ہیں کہ قوم اپنے گراں مایہ گوہروں سے محروم ہوگئی ہے۔ ہماری آنکھیں ان کے لئے شبنم افشاں تو ہیں لیکن ہمارے سر فخر سے بلند بھی ہیں کہ انہوں نے ایک مقدس نصب العین کے لیے اپنی جانیں نچھاور کر دیں اور شہادت کے ارفع مقام سے ہمکنار ہوئے۔ہم بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہیں کہ ان عظیم سپاہیوں کے مقدس خون سے ملت کی کھیتی کو پھر شاداب کردے اور ان کی موت قوم کی حیات بن جائے۔ع

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

۷۳-۱۹۷۲ء کے انگریزی اداریہ میں پاکستان کی تعمیر نو کے سلسلے میں نوجوانوں کے کلیدی کردار اور ملٹری کالج کے رول کے بارے میں یہ فکر انگیز جملہ بھی تھا۔

"Great place demands great responsibility"

تقریباً پندرہ سال کے عرصے کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کی صبح کو یوم جمہوریہ منایا گیا اور کمانڈانٹ کرنل احمد نے انگلش پبلک سکولوں کی روایتی حب الوطنی کو ایک بار پھر کالج کی ترجیحات میں ترجیحی جگہ دی اور پریفیکٹس کی تربیت کے کورس میں پاکستان کو خاص حوالہ بنایا۔

اگست ۱۹۷۳ء میں نیا آئین نافذ ہونے پر میگزین میں کالج کے ایک استاد کیپٹن (بعد میں کالج کے چیف انسٹرکٹر اور بریگیڈیئر) ضرغام حیدر نقوی کی نظم شائع ہوئی اور نئے آئین پر ایک توسیعی لیکچر ہوا۔یکم مارچ ۱۹۷۴ء کو ایکٹنگ کمانڈانٹ کرنل محمد اکرام امین نے مہمانِ خصوصی چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل ٹکا خان کو اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کالج کی نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں اعلیٰ کارکردگی کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا۔

" We are fully conscious that only academic excellence, physical fitness, and intellectual breadth can not serve our ends here. To be a good military leader, a youngman needs something more; he has to be deeply nationalistic in outlook.

۷۵-۱۹۷۴ء کے میگزین میں جنگی اسیروں کی واپسی کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا اور اردو کے اداریہ میں علوی صاحب نے لکھا'' بے پایاں مسرت یہ ہے کہ ہم سے جن ذلت آمیز شرائط اور نامساعد مطالبات کو تسلیم کرانے کے لیے اسیران جنگ کو یرغمال بنا کر رکھا گیا تھا' دشمن ان سب میں سے ایک بھی نہ منوا سکا وہ ہم سے ایک بھی ناجائز رعایت حاصل کرنے میں ناکام رہا، ہماری روح ہمارے جذبے ہمارے حوصلے کو چکنا چور نہ کر سکا،ہمیں اپنی آزادانہ اور خودمختارانہ حیثیت کا ایک شمہ بھی قربان نہیں کرنا پڑا۔

ہم احترام کے ساتھ سلام کرتے ہیں اپنی ماؤں' بہنوں' بہوؤں اور بیٹیوں کو جنہوں نے یہ آزمائش کا دور سکون و تمکنت اور شان خودداری کے ساتھ برداشت کیا اور ایسا ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا جو آزاد قوم کی ماؤں کی شان کے خلاف ہو' بے یقینی اور بیرونی خطرات کے سائے اب نہیں رہے۔خوف دباؤ اور مجبوری کی اس خطرناک کیفیت سے نجات مل چکی ہے جو انسانی روح کو کچل ڈالنے کے لیے کافی ہوتی ہے لیکن پاؤں پھیلا کر بیٹھنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ہمیں ان تمام خطرات کا احساس وشعور ہونا چاہیے جواب بھی مختلف پیرایوں میں ہمارے چاروں طرف منڈلا رہے ہیں لیکن ہمیں انکے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکنے چاہئیں۔خطرات کا مسلسل مقابلہ ہی زندگی ہے خطرات ایک چیلنج ہیں جو ہمیں زندہ تر پائندہ تر بناتے ہیں۔جس میں خطرے نہ ہوں وہ زندگی قابل قبول ہی نہیں۔

اگر خواہی حیات، اندر خطر زی

ہمیں خندہ پیشانی کے ساتھ پورے عزم اور اعتماد کے ساتھ خطروں کا مقابلہ کرنا اور انہیں پسپا کرنا ہے ہمیں ان پر غالب آنا ہے مغلوب نہیں ہونا ہے۔

شکست و فتح آنی جانی چیزیں ہیں جو باقی رہنے والا ہے وہ جذبہ ہے جو کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ شکست ایک چیز ہے شکست خوردگی دوسری چیز' شکست ہمارا کچھ نہیں بگاڑتی' لیکن شکست خوردگی بدترین زہر سے زیادہ مہلک ہوتی ہے اسے نہیں پھٹکنے دینا چاہیے۔

ناکامیاں کامیابی کا پہلا زینہ' شکست فتح کی تمہید اور اپنی کمزوریوں کا شعور ترقی کا آغاز ہوتا ہے۔ احساس زیاں اور اپنی خامیوں کے شعور نے ہم پر احسان کیا ہے۔ ہمیں خود احتسابی کی طرف مائل کیا ہے۔ قوم میں طاقت ور بننے کی آرزو پیدا کی ہے۔ قوم اس وقت تک نہیں مرتی جب تک اس میں آرزو باقی ہے اس میں جینے کا عزم باقی ہے ہم ایک زندہ قوم ہیں۔ ہم تکالیف، مصائب اور آزمائشوں کی خوفناک دلدل سے نکلنے کے بعد اور زیادہ درخشاں بن کر طلوع ہونگے۔'' اقبال کے الفاظ میں

عالم نو ابھی پردہ تقدیر میں ہے پھر بھی فضائے آسمان میں تازہ انجم کا ظہور اتنا ہی یقینی ہے جتنا رات کے بعد دن کا آنا''

''ہم اپنے ان مجاہدوں' بھائیوں اور بہنوں کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں جنہیں بدترین روحانی کوفت اور کٹھن کے دو صبر آزما سال گزارنے کے بعد وطن کی پیاری دھرتی پر قدم رکھنا نصیب ہوا اور خاص طور پر ہم عالمگیرین برادری کے ان بہت سے گراں مایہ گوہروں اور ہونہار نوجوانوں کا انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں جو اس خوف ناک ابتلاء میں شامل تھے۔ مادر درسگاہ کی آغوش انکے لئے وا ہے اور اس دن کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہے جب اس کے سایہ شفقت میں اس کے نئے اور پرانے فرزند اکٹھے ہوں گے''۔

۱۹۷۴ء کے اوائل میں پاکستان کے مشہور مورخ اور محقق ڈاکٹر کے کے عزیز نے پاکستان ماضی حال اور مستقبل کے موضوع پر لیکچر دیا۔ اسی سال کے آخر میں کالج کا نیا اردو ترانہ مروج ہوا جس میں کالج کے قومی تشخص کی پر جوش ترجمانی کی گئی۔

کس میں ہمت پاکستان کی جانب آنکھ اٹھائے　　　　اوللکارنے والو ٹھہرو ہم آئے، ہم آئے

ہم شیروں کے جائے' ہم ہیں عالمگیرین ہم ہیں عالمگیرین

۱۹۷۶ء میں جشن ولادت قائداعظم کی صد سالہ تقریبات اور ۱۹۷۷ میں جشن ولادت اقبال کی صد سالہ تقریبات کالج میں بڑے اہتمام سے منائی گئیں۔

۱۹۸۲ء میں انٹر ہاؤس اقبالیات کا مقابلہ شروع کیا گیا یہ بھی قومی تشخص کو جلا دینے کی طرف ایک قدم تھا۔ ۲۳ مارچ کو ایک عرصے کے بعد ایک بار پھر یوم پاکستان منایا گیا۔ انٹر ہاؤس پاکستانیات کا مقابلہ ۱۹۸۴ میں شروع کیا گیا۔ ۱۹۸۷ء اور ۱۹۸۸ء میں ۱۴ اگست کی تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ ۹ نومبر ۱۹۸۸ کے یوم اقبال کے مہمانِ خصوصی پروفیسر محمد منور مرزا' ڈائریکٹر اقبال اکیڈیمی لاہور تھے جنہوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں پاکستانیت پر سیر حاصل بحث کی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء یوم پاکستان کی تقریب پر خصوصی مقرر پروفیسر سعید راشد تھے انکی تقریر کا موضوع کالج کا قومی تشخص تھا۔

کالج میں قومی تشخص کے ارتقاء کے اس طائرانہ جائزہ سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ یہ احساس مختلف زمانوں میں گھٹتا بڑھتا رہا ہے۔ ۵۹-۱۹۵۲ میں پاکستانی قومیت کے شعور کو کرنل رفیق کے حوالے سے سب سے زیادہ فروغ ہوا اور اسے تربیت کی پہلی ترجیح بنایا گیا۔ اس کے بعد پاکستانیت کے حوالے سے تربیت کی کاوشیں زیادہ تر انفرادی نوعیت کی رہیں۔ Committed ٹیچرز کی بتدریج کمی سے یہ پہلو متاثر ہوا چونکہ کری کیولم میں اس کی کوئی واضح جگہ نہ تھی۔

☆ ☆ ☆

ترانے اور نظمیں

اوائل ۱۹۴۸ء ہی سے کالج کے نئے رول کے پیشِ نظر کالج کو پبلک سکول کا آب و رنگ دینے کے لیے جو اقدامات کئے گئے ان میں سے ایک نوزائیدہ ہم نصابی سرگرمیوں کی مرکزی تنظیم فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر کا قیام بھی تھا۔ انگریزی کے استاد اور شاعر، مغربی موسیقی اور ڈرامیٹکس کے ماہر مسٹر فضل حق حیدری اس کے پہلے ڈائریکٹر اور روحِ رواں تھے۔ انہی نے کالج کا پہلا انگریزی ترانہ ۱۹۴۹ء میں لکھا۔ اس کا اوریجنل متن یہ تھا۔

COLLEGE SONG

Boyhood days are best,
Carefree, gay and blest;
Crammed with a wealth of sweet memories;
Wild, frank and fun,
Goodly fights fought and won;
Records proud that show
Deeds of daring-do
And learning's torch ever burning;
Proudly we sing,
Borne on devotion's wing.
There's just a name that we stand up for stoutly,
There's just a name that we sing merrily,
Aye, just a name that we honour devoutly, '
Tis the name of KGRPMC
We'll hail the College name for ever,
Hold its banner high above,
Bonds of friendship naught can sever,
Staunch and true we'll be in our love.
And when we are out in the world's field of battle,
Face to face with the grim reality,
O, then one name shall stand out bove the rattle:
Tis the name of KGRPMC.
Grateful thoughts will ever invade us,
Of the souls who served us well,
Who with worthy things array'd us,
Taught us how in good ways to dwell.
And at the end of the journey, aweary,
With a serene faith in God, verily,
We'll breathe a name that is welcome and cheery,
Tis the name of KGRPMC .

اس ترانے کے بارے میں اس وقت کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی لکھتے ہیں ''کالج کا سانگ انگریزی کے مشہور شاعر رابرٹ براؤننگ کی مشہور نظم Prospice سے متاثر ہو کر لکھا گیا اور اسکی دھن مسٹر حیدری نے انگریزی کے معروف نغمہ The Isle of Capri کی دھن پر موزوں کی۔ اس کالج

سانگ کے ذریعہ کالج کے نئے تشخص کو الفاظ و آہنگ کا روپ دینے کی کوشش کی گئی۔

اس متن میں ۱۹۵۶ء میں پاکستان کے جمہوریہ ہونے پر یہ تبدیلی کی گئی کہ کورس کے چوتھے مصرعے میں Tis the name of K GR PMC کو Tis the name of our own PMC سے بدل دیا گیا۔ یہ کالج سانگ پہلی بار مئی ۱۹۵۰ء کے کالج میگزین تربیت میں شائع ہوا اور نومبر ۱۹۵۰ء کی سلور جوبلی کے موقع پر اس ترانے کی رونمائی ہوئی۔ مئی ۱۹۵۰ کے میگزین ہی میں حیدری صاحب کی لکھی ہوئی ایک اور خوبصورت قومی نظم Sons of Pakistan بھی شائع ہوئی.

SONS OF PAKISTAN

If you want to know who we are,
We are sons of Pakistan;
In times of peace or war,
You'll find us marching on
Undaunted, unrestrained,
Our spirits always unchained,
And honour e'er unstained
All for one and one for all,
Do we stand up to the last;
Always up on Duty's call,
Never shrinking, never lost.
Our pride's to live and die,
To see our flag e'er high, And
freedom far and nigh.
We are sons of Pakistan!

Zindabad our Pakistan!

۲۹ نومبر ۱۹۵۰ء کی شب سلور جوبلی کنسرٹ کے موقع پر حیدری صاحب ہی کا لکھا ہوا اور کمپوز کیا ہوا سلور جوبلی سانگ بھی پیش کیا گیا اور مئی 1951 کے تربیت سلور جوبلی نمبر میں شائع ہوا۔

SILVER JUBILEE SONG

(By F H. HYDRI)

Let cheers ring out and joyful songs be heard,
Peal happy bells and ring the cares away;
Let fun and frolic reign the merry word,
And banter light declare their genial sway.

CHORUS

Hurrah for the KGC!
Hurrah for her proudest day!
With voice both loud and free,
And hearts all happy and gay,
Let young and old be all
In tune and perfect glee,
And the rafters ring, the while we sing
Of our Silver Jubilee.
For five and twenty years striving ever,
Advancing day by day, through weal and woe.

Full five and twenty years of high endeavour.
Sing of this record proud with hearts a glow!
(CHORUS)
Long may the KGC in work and prayer,
Mould youthful eager lives to purpose high,
Long may Almighty's guiding hand be there,
To point the way, and shield, when harm is high!
(CHORUS)
Sing, sing glad songs with unabated glee,
Give up this day to jest and romping mirth;
Sing of the KGC - her Jubilee:

The KGC, the proudest College on earth!

جشنِ مسرت

اب جشن مسرت آ پہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو
سب بچھڑے آ کر مل بیٹھے اب قصہ دل دہرانے دو
ہاں یاد ہیں سب پہلی باتیں وہ روشن دن دلکش راتیں
معصوم فضائیں، ماضی کے اس دور میں پھر کھو جانے دو
سب غنچے کھل کر پھول بنے ہر گوشے میں خوشبو پھیل گئی
پاکستان کے گلشن کو ان پھولوں سے مہکانے دو ۔
ہم دانا بھی ہیں توانا بھی اور سر پہ دعاؤں کا سایہ
شمشیر و قلم ہے اپنا نشاں اس پرچم کو لہرانے دو۔
ہم پاکستان کی عظمت کا دنیا پر جمائیں گے سکہ
اسلام کی مشعل ہاتھ میں ہے مستقبل کو چمکانے دو

یہ نظم کالج کے شاعر اور دانشور کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض زیدی (سابق لیکچرر انگریزی تعلقہ دار کالج لکھنو) نے خاص طور پر اس تقریب کے لئے قلم بند کی تھی۔ اس کو لکھنے اور دھن بنانے کے پس منظر کے بارے میں کرنل زیدی لکھتے ہیں۔ "کالج کی سلور جوبلی پر کالج کے اولڈ بوائز کی پہلی ری یونین بھی ہوئی تھی چنانچہ ان کے اعزاز میں جو سلور جوبلی کنسرٹ اسٹیج کیا گیا اس میں اردو ڈرامہ کے آخر میں ایک طربیہ نظم جشن مسرت بطرز قوالی پیش کی گئی"۔

جب میں دوسری جنگ عظیم کے دوران عراق میں خدمات انجام دے رہا تھا تو وہاں فوجی دل خوش سبھا کی محفلوں میں ایک آدھ بار پنجابی کی ایک نظم "ٹاہلی دے تھلے بے کے چل کریئے پیار دیاں گلاں توں میرے دکھ ونڈاویں میں تیرے دکھ وچ رلاں"۔

ایک بنگالی گلوکارہ کملا گاتی تھی اور غضب کا گاتی تھی۔ ۱۹۵۰ء میں جب سلور جوبلی کے ساتھ اولڈ بوائز کی ری یونین کی تیاری شروع کی تو ملنے ملانے کے تذکرے سے کملا کے گائے ہوئے اس گیت کی دھن میرے ذہن میں تازہ ہوگئی اور ری یونین کے حوالے سے جو پہلا شعر وارد ہوا وہ یہ تھا۔

پھر جشن بہاراں، پھر چلئے کالج گلیاں — وہ آئے پرانے ساتھی میں دوڑ کے جپھی ماراں

بہرحال چونکہ پنجابی میں، میں قدرت کلام نہیں رکھتا تھا۔ میں نے اس دھن میں یہ طربیہ اشعار لکھے اس زمانہ میں کالج میں ایک اور بنگالی ماہر موسیقی کیپٹن منظور

الرحمان ہوتے تھے انہوں نے اور میں نے مل کر اس کی دھن بنائی اور سلور جوبلی کنسرٹ پر قوالی میں گائی گئی۔ اس کنسرٹ پر ماہر القادری کی ایک غزل

ہر ذرہٗ دل بن جاتا ہے، ہر چیز نظر ہو جاتی ہے
جس سمت کو نظریں جاتی ہیں کونین ادھر کو جاتی ہے

پر بھی قوالی کی دھن بنائی گئی (۱۹۴۹ء سے ۱۹۷۵) تک کالج میں جو قومی نظمیں لکھی گئیں ان کا ذکر گزشتہ باب میں کیا جا چکا ہے)

جنوری ۱۹۵۶ء میں برڈووڈ ہاؤس (حال محمود غزنوی ہاؤس) نے جونیئر ہاؤس کے طور پر کام کرنا شروع کیا تو حیدری صاحب اس کے ہاؤس ماسٹر مقرر ہوئے انہوں نے برڈووڈ کا سانگ (Song of the Birdies) کے عنوان سے لکھا.

SONG OF THE BIRDIES

Birdies don't tell a lie,
Birdies are never sly,
Birdies are brave boys!
Birds are great boys!
Upward and onward,
Always straightforward,
Birdies are brave boys!
Birdies are great boys!
Full of dash, and daring,
Proud of their bearing ,
Foremost to lead
Pioneers indeed!
Three cheers for the pioneers,
Hip, hip, hip, hurrah!
Hip, hip , hip, hurrah!
Hurrah for the pioneers!

۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کی شب کالج ہال میں یوم اسلامیہ جمہوریہ پاکستان منانے کے سلسلہ میں جو شاندار تقریب منعقد ہوئی اس کے ابتداء حیدری صاحب کی نظم Hail Republic Day سے ہوئی جو پہلے حیدری صاحب نے تحت اللفظ میں پڑھ کر سنائی اور پھر اسے ایف اے سی سی کے کورل گروپ نے کورس کی شکل میں پیش کیا۔

Hail Republic Day
Hail Republic Day!
Let cheers ring out and joyous songs be heard
Peal happy bells and sing cares away,
Let fun and frolic reign the merry word
And banter light declare the genial sway
Hurrah for Pakistan
Hurrah for her proudest day!
Earth voice both loud and free
And hearts all happy and gay
Let young and old be all
In tune in every way
And the rafters ring the while we sing

Our Republic Day
Sing sing glad songs of blissful liberty
Give up this day to jest and romping mirth
Sing of this gracious gift from God
This Pakistan the proudest land on earth

اس تقریب کے اختتام پر کالج کے ایک بزرگ شاعر استاد جناب محمد حسن نے پاکستان کے پہلے دستور (آئین) کے حوالے سے یہ نظم سنائی۔

پاس ہوا اپنا دستور

شب کی ظلمت ہو گئی دور — چار وانگ میں چھایا نور
پاکستان ہے بقعۂ نور — چھوٹے بڑے ہیں سب مسرور

پاس ہوا اپنا دستور

بچہ بچہ ہے شاد — پاکستان ہوا آزاد
زندہ وپائندہ باد — ہے یہ نعرۂ جمہور

پاس ہوا اپنا دستور

ملک کی ہے دستور سے شان — دور آئین سے اس کی آن
بے آئین ہیں جو انسان — ہیں تہذیب سے کوسوں دور

پاس ہو اپنا دستور

اسلامی جمہوریہ نام — ہے مقبول خاص و عام
کہتے ہیں اہل اسلام — خوشی سے ہوتے ہیں معمور

پاس ہوا اپنا دستور

خوشی سے ہو کالج سرشار — بخت ہوا تیرا بیدار
بڑھے گا تیرا عز و وقار — ہو اک عالم میں مشہور

پاس ہوا اپنا دستور

۲۳ مارچ ۱۹۵۷ء کو یوم جمہوریہ کی تقریب پر جناب محمد حسن نے ''ایک مادر پاکستان کا خطاب اپنے بچوں'' سے تحت اللفظ میں سنائی اور سنانے سے پہلے کیڈٹس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

سنو مادر پاکستان تم سے کیا کہتی ہے

سنو اے قوم کے بچو جواں ہونے کا وقت آیا
تمہاری ناتوانی کو تواں ہونے کا وقت آیا
میرے نازوں کے پالو امتحاں ہونے کا وقت آیا
ہیں جوہر جو نہاں ان کے عیاں ہونے کا وقت آیا
میرے نازک تنو پیل و ماں ہونے کا وقت آیا

جہانِ کشمکش میں پہلواں ہونے کا وقت آیا
وطن کا نام اپنے کارناموں سے کرو روشن
میری آنکھوں کے تارو ضو فشاں ہونے کا وقت آیا
ہواؤں کا تقاضا دم بہ دم ہے بند نافوں سے
نکل مشک ختن عنبر فشاں ہونے کا وقت آیا
فضائے آسماں سونی پڑی ہے ایک مدت سے
وطن کے شاہیں بچو پر فشاں ہونے کا وقت آیا
کھڑی ہیں آرزوئیں دامنوں کو پھیلانے
میرے غنچو تمہارے گلفشاں ہونے کا وقت آیا
زمانے کی نگاہوں میں خزف ریزے نہیں جچتے
جگر گوشو میرے لعل و گہر ہونے کا وقت آیا
علوم نو سیکھو علم اشیا کی جہاں گیری
ضمیرکن فکاں کے رازداں ہونے کا وقت آیا
تمہیں سونپا گیا ناموس پاکستان کا ورثہ
امانت کے امینو پاسباں ہونے کا وقت آیا

کالج کی مسجد کے دائیں طرف سرائے کی مہے روڈ کے متوازی ایک کچا ہاؤس آ کنلک تھا جو شیش محل کے نام سے معروف تھا۔۱۹۴۳ء میں اس وقت کمانڈر انچیف سر جنرل کلاڈ آ کنلک کے نام پر کالج کے توسیعی داخلوں کیلئے بنایا گیا تھا۔1958 کے اواخر میں جب اسکین ہاؤس بحیثیت جونیئر ہاؤس نوتعمیر شدہ ٹیپو سلطان ہاؤس میں منتقل ہوا تو کچا آ کنلک ہاؤس جو اس عرصہ میں بہت خستہ ہو چکا تھا بند کر دیا گیا اور اس کے باسی اسکین ہاؤس میں منتقل ہو گئے۔ منتقل ہونے سے پہلے آ کنلک ہاؤس میں جو الوداعی تقریب ہوئی اس موقع پر جناب حسن نے ایک نظم سنائی بعنوان ''شیش محل سے رخصت ہوئے''۔

اے آک ہاؤس ! تجھ کو ہے جانتا زمانہ
مشہور ہے جہاں میں ہر سو ترا فسانہ
کالج میں جگہ تجھ کو صف آخر میں ملتی تھی
لیکن سوا تھا سب سے منظر تیرا سہانا
وہی حال اب بھی تیرا جو روز اولیں تھا
دم خم ترے وہی ہیں وہی تیرا دندنانا
کوہ وقار بن کر تو جوں کا توں کھڑا ہے
پائے ثبات تیرے کیا جانیں ڈگمگانا
تو گلستاں تھا اپنا ہم تیری بلبلیں تھے
تھا تیری ڈالیوں میں عرصے سے آشیانہ

دیوار و در و روزن شیشوں سے گو تھے خالی
اس پر بھی ہم نے تجھ کو اک شیش محل جانا
بھاتے تھے دل سے ہم کو سب نقص و عیب تیرے
تیرا ٹپکنا تھا ہم کو تال و سر میں گانا
سینوں میں داغ فرقت لے جا رہے ہیں تیرے
دیکھیں کہاں ہے لکھا قسمت میں آب و دانا
افسوس مدتوں کا اب ساتھ چھٹ رہا ہے
پامال ہو رہا ہے بستا ہو گھرانا
جائے گی اپنے دل سے لیکن نہ یاد تیری
اے شیش محل تو بھی ہم کو نہ بھول جانا

۱۹۶۰ء میں مسٹر فضل حق حیدری اورنگ زیب ہاؤس کے ہاؤس ماسٹر مقرر ہوئے تو انہوں نے ہاؤس کا ماٹو Excelsior رکھا اور ہاؤس ترانہ بھی لکھا۔ اس کو انہوں نے G.Verdi کے سانگ۔ Donnae Mobile کی دھن پر کمپوز کیا تھا۔

SONG OF THE AURANGZEB HOUSE

BY

F.H. HYDR1

(Set to the tune of G, Verdi's "Donnae Mobile")

Ding-doing for the brave boys,
Sing a song for the great boys
Truthful and straight boys,
The Aurangzeb boys!
Upward and onward,
Firm and straightforward,
Excel! their watchword,
Hail, Aurangzeb boys!
Full of dash and daring,
Proud of their bearing,
And e'er God-fearing.
Foremost to lead, Pioneers, indeed!
Cheers for the Aurangzeb boys
Hip, hip, hip, hurrah! Hip, hip, hip, hurrah!
Hurrah! Aurangzeb boys!

اگست ۱۹۶۷ میں صرف آٹھویں درجہ کی انٹری کے لیے شیر شاہ ہاؤس (پرانا نام رابرٹس ہاؤس) میں ایک جونیئر ہاؤس قائم کیا گیا۔ اس کے دو ونگوں کے نام اقبال ونگ اور سرسید ونگ تھے اور چار ڈرا میٹریوں کے نام لفظ شیر (SHER) کے ابتدائی حروف سے سپارکس (Sparks) ہیرالڈز (Heralds) ایگلز (Eagles) اور ریڈینٹس (Radiant) تھے۔ حیدری صاحب نے جو ہاؤس کے بانی ہاؤس ماسٹر تھے۔ ہاؤس کا ترانہ بہت چاؤ سے لکھا اور انگریزی کے مشہور نغمے London Bridge کی دھن پر کمپوز کیا۔

SONG OF THE SHER SHAH HOUSE

BY

Mr. F.H. HYDRI

(Set to the music of 'London Bridge')

We are the boys of Sher Shah House,
Sher Shah House
Sher Shah House,
We are the boys of Sher Shah House
Great House ! Great boys!
Full of spunk and full of SPARK
Great House! Great boys!
HERALDS of a brave new world
Great House ! Great boys!
Soaring high like EAGLES all
Great House ! Great boys!
Cheerful, bright and RADIANT all
Great House ! Great boys!
SHER SHAH, SAYYAD and IQBAL
Are our guiding angels all,
HERALDS, RADIANT, EAGLES, SPARKS
Great House! Great boys!
Rule of our life's : I CAN ... I WILL
Think aright! Speak aright!
Do the right and do it well.
Great House ! Great boys!,

اس سال حیدری صاحب نے ہاؤس ماسٹر ٹیپو سلطان ہاؤس مسٹر ایلن مور (Allan Moor) کی فرمائش پر ٹیپو سلطان ہاؤس کا ترانہ (Gilbert and Sullivan) کے مشہور اوپیرا Mikado in the Gentlemen of Japan کی طرز پر کمپوز کیا۔

SONG OF THE TIPU SULTAN HOUSE

By

F.H HYDRI

(Set to the tune of "Gentlemen of Japan" in the Mikado by Gilbert and Sullivan)

If you want to know who we are,
We're the House of Tipu Sultan-
Brave boys with hearts of gold,
And true sons of Pakistan.
Right-thinking, rightly train'd,
Free souls, yet self-restrained
Our Honour ever unstained.
All for one and one for all,
Do we stand up to the last,
Always up on Duty's call-
Never flinching, never lost.

Our aim's to grow all round,
In mind and body sound,
In strength of faith abound,
We're the House of Tipu Sultan
Worthy sons of Pakistan!,

۱۹۴۹ء سے مسٹر حیدری کا انگریزی ترانہ ہی کالج میں چل رہا تھا۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ حیدری صاحب کے ریٹائر ہونے کے بعد کالج میں مغربی موسیقی کی تربیت کا کوئی متبادل انتظام نہ ہو سکا تھا لیکن اس سے بھی زیادہ اس وجہ سے کہ انگریزی میں ہونے کی وجہ سے ترانے کی اپیل محدود تھی اور وہ نئے قومی جذبوں اور امنگوں سے پوری طرح ہم آہنگ نہ تھا چنانچہ اس وقت کے کمانڈانٹ جناب کرنل ظہور الحق نے کالج کا نیا ترانہ لکھوانے کا ڈول ڈالا۔ شعراء کرام کو ترانے کی تھیم کے نکات دیئے گئے اور ان سے درخواست کی گئی کہ ترانہ ایسا ہو جس کے لفظ لفظ سے کالج کے تشخص کی روشنی پھوٹے جس کی بحر رواں ہو جس کے آہنگ سے شیر دل کیڈٹوں کی امنگوں اور ترنگوں کی عکاسی ہو، موصول شدہ ترانوں میں سے ہفت کشور کے معروف شاعر جناب جعفر طاہر کا ترانہ منتخب کیا گیا۔ جس کی دھن آرمی سکول آف میوزک کے عالمگیرین کمانڈانٹ میجر قمر زمان کے زیر نگرانی ترتیب دی گئی اور اس ترانہ کا ریکارڈ بھی میوزک سکول کے زیر اہتمام تیار ہوا۔ کالج کا یہ نیا ترانہ ۱۹۷۵ء گولڈن جوبلی کے کے موقع پر پہلی بار پیش کیا گیا۔

کالج ترانہ

ملٹری کالج جہلم زندہ ' تابندہ ' پائندہ باد
علم کی شمعوں سے روشن ہیں ہر کیڈٹ کی راہیں
ذہن منور ہنستی آنکھیں اور فولادی باہیں
پائیں جو بھی چاہیں

ہم ہیں عالمگیرین
ہم ہیں عالمگیرین

اے کالج جی جان سے پیارے
ہر لحظہ ہر آن سنوارے
تو کردار ہمارے

مرحبا مرحبا مرحبا
اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

ملٹری کالج جہلم زندہ تابندہ پائندہ باد

کس میں ہمت پاکستان کی جانب آنکھ اٹھائے
او للکارنے والو ٹھہرو ہم آئے ہم آئے
ہم شیروں کے جائے

ہم ہیں عالمگیرین
ہم ہیں عالمگیرین

ان کی روایت دائم ہم سے
شان شہادت قائم ہم سے
گونج رہے ہیں نعرے

مرحبا مرحبا مرحبا
اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

ملٹری کالج جہلم زندہ تابندہ پائندہ باد

شاد رہیں استاد ہمارے علم کے دریا نور کے دھارے
ملٹری کالج جہلم فکر و علم کے اے گہوارے
تیرے چاند ستارے

ہم ہیں عالمگیرین
ہم ہیں عالمگیرین

تیری گود میں پلنے والے
رہ وفا پہ چلنے والے
تیری آن پہ وارے

مرحبا مرحبا مرحبا
اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

ملٹری کالج جہلم زندہ تابندہ پائندہ باد

پبلک سکول کا آب ورنگ

یوں تو انگلستان میں پبلک سکولوں کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ لاطینی زبان میں طلباء کی مذہبی تعلیم وتربیت کے لیے پہلا پبلک سکول بشپ آف ونیم نے چرچ آف انگلینڈ کی ایک فاؤنڈیشن کے طور پر ۱۳۸۲ء میں قائم کیا تھا۔ دوسرے معروف پبلک سکول ونچسٹر ایٹن (Eton) اور ہیرو بعد میں قائم ہوئے لیکن وہ چیز جسے پبلک سکول آف ایجوکیشن کہا جاتا ہے اس کا بانی مبانی ڈاکٹر آرنلڈ آف رگبی تھا۔ انیسوں صدی کے اوائل میں برٹش ایمپائر کی پھیلتی ہوئی سرحدوں کو سنبھالنے اور استوار کرنے کے لیے پرعزم 'پرامنگ' جفاکش اور سخت کوش برٹش امپیریلزم کے پرجوش علم برادر اور White man's burden کے فلسفہ کے معتقد اور ایک حد تک ذہنی طور پر بیدار سول اور ملٹری لیڈرز کی ضرورت تھی برطانیہ کو اپنی تاریخ کے اس تاریخی موڑ پر ایسے تعلیمی نظام کی ضرورت تھی۔ جو ایسے کار پرداز اور موثر سلطنت ساز (Empire builders) پیدا کر سکے۔ برطانیہ کے قومی نقطہ نظر سے یہ عظیم کام مذہبیات کے عالم (ڈاکٹر آف ڈیونٹی) طامس آرنلڈ نے انجام دیا۔ پیٹرس انسائیکلو پیڈیا میں ڈاکٹر آرنلڈ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا۔

A man of intense spiritual feeling, of a sympathetic and lovable nature, just possessed of all the necessary attributes of scholarship. He was greatly esteemed and venerated.

آرنلڈ نے پہلا بنیادی کام تو یہ کیا کہ رگبی سکول کے حوالے سے پبلک سکول ایجوکیشن کو آئیڈیل سے آشنا کیا' ایک واضح وژن (Vision) اور مشن دیا۔ اس نے اپنے افتتاحی لیکچر میں کہا۔

What we must look for here is first, religion and moral principles, secondly, gentlemanly conduct, thirdly intellectual ability.

رگبی سکول میں اور دوسرے پبلک سکولوں میں شروع سے پریفیکٹوریل سسٹم موجود تھا اس نے اسے بے سمتی اور بد نظمی کی دلدل سے نکالا۔ اس نے پریفیکٹس کو ایک مقصد دیا اور انکو لیڈر شپ کی تربیت دی' ہاؤس سسٹم کے ذریعہ سے پریفیکٹوریل سسٹم کے ذریعے سے منظم کھیلوں کے ذریعے سے اور مقصدیت کی اس فضاء کی ذریعہ جو رگبی میں اسکی اپنی Charismatic اور بہت ہی Committed شخصیت کی وجہ سے جاری وساری تھی رگبی میں جذبہ اور Espirite de corps اور لیڈر شپ کی صفات پروان چڑھیں جس کی وجہ سے کہا گیا کہ واٹرلو کی جنگ ایٹن اور ہیرو کے کھیل کے میدانوں میں جیتی گئی۔ اس زمانہ میں پبلک سکول کا تعلیمی معیار بھی ایسا تھا کہ ان ہی کے زیادہ تر سکالرز آکسفورڈ کیمرج کی یونیورسٹیوں اور سول سروسز میں جاتے اور لیڈر شپ کے Orientation کی وجہ سے اور اپنی سماجی برتری کی وجہ سے وہ سول فوج اور سیاست سے لیکر تجارت غرض ہر شعبہ میں کارگر رہتے۔ دوسری جنگ عظیم تک انگلستان میں پبلک سکولوں کے ساختہ پرداختہ ہی چھائے رہے۔

پبلک سکول کا جو امیج (Image) آرنلڈ کے زمانے سے ابھرا وہ Academic excellence اور اس سے بھی بڑھ کر Social Commitment اور Leadership oriented ایجوکیشن کا تھا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ یہ ایجوکیشن مراعات یافتہ طبقات کی ہے اور تینوں قسم کی Privileges یعنی ایجوکیشنل' سوشل اور اکنامک Privilege عطا کرتی ہے۔ پبلک سکولوں کی امیج آج بھی کم وبیش وہی ہے۔

برصغیر میں جو پبلک سکول قائم ہوئے وہ اس لحاظ سے انگلستان کے پبلک سکولوں سے مختلف تھے کہ ان میں مذہب اور قوم پرستی (Religion &Patriotism) کو تعلیم وتربیت کی بنیاد نہیں بنایا گیا البتہ پبلک سکول کی ایجوکیشن کے باقی دوعناصر بہتر نصابی تعلیم اور ہاؤس سسٹم، پریفیکٹوریل سسٹم اور منظم کھیلوں کے ذریعہ سے بہتر کرداری تربیت خصوصاً قیادتی صلاحیتوں کی بہتر نشوونما ضرور ان اداروں کا طرہ امتیاز رہی۔ پبلک سکول کے آب ورنگ سے مراد تعلیم وتربیت کی وہ ترجیحات ہیں جو پبلک سکول سسٹم کی امتیازی خصوصیت سمجھی جاتی ہیں اور جن کی بلاشبہ اپنی قدر وقیمت اور اہمیت ہے۔

ملٹری کالج جب ایک کنگ جارج رائل انڈین ملٹری سکول کی حیثیت سے کھولا گیا تو اس کی تنظیم وتشکیل میں رجمنٹل اور پبلک سکول دونوں تانے بانے موجود تھے۔ سیکشن پلاٹون' کمپنی کے رجمنٹل نظام کے ساتھ ساتھ ہاؤس ماسٹر' پریفیکٹس' ہیڈ بوائے کا سلسلہ بھی تھا۔ ہاؤس سسٹم اور پریفیکٹوریل سسٹم پبلک سکول سسٹم کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ ۱۹۲۶ء کے مستقل احکامات میں طلباء کی ٹریننگ کے جو چار مقاصد دیئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

1. To develop self-reliance, intelligent initiative and power of leadership.
2. To promote loyalty, obedience, courtesy and unselfishness.
3. To make a boy observant, methodical and resourceful.
4. To make a boy think and act honourably under all circumstances.

یہ تربیت کے بہت وسیع بنیادی مقاصد ہیں اور ان سے کسی طرح ریکروٹمنٹ کے محدود مقاصد کی بو نہیں آتی طلباء کی شخصیتوں کے ارتقاء کا انحصار اس امر پر بھی ہوتا ہے کہ ان کے Social exposure کا کتنا اہتمام کیا گیا ہے۔ انہیں کس پائے کے لوگوں کو دیکھنے اور ملنے کا موقع ملتا ہے' کس مرتبے کے لوگ انکی تعلیم وتربیت میں دلچسپی لیتے ہیں اور ان سے رابطہ رکھتے ہیں اور کس قسم کی تقریبات میں شرکت کرنے کے مواقع انہیں فراہم کئے جاتے ہیں۔ تربیت کے اس پہلو کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس امر پر فکر انگیز حیرت ہوتی ہے کہ ملک معظم جارج پنجم کی حکومت نے جہلم کے ملٹری سکول کو شروع سے بہت اہم سمجھا۔ اس کا اندازہ ان وی آئی پی مہمانوں کی فہرست سے ہوتا ہے جو رائل فاؤنڈیشن کو اپنی توجہ سے نوازتے رہے۔ پہلے ہی سال ۲۶۔۱۹۲۵ء کے سیشن میں فیلڈ مارشل سرولیم برڈوڈ سی این سی جنرل سرکلاڈ ڈبلیو جیکب جی او سی' لیفٹیننٹ جنرل سرایڈ ریواسٹن سی جی ایس ڈی ایم ٹی ڈپٹی کمشنر جہلم' ڈپٹی کمشنر گجرات اور ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو لارڈ ارون وائسرے ہند اور لیڈی ارون نے سکول کو وزٹ کیا اور پھر یہ سلسلہ مسلسل چلا۔ فیلڈ مارشل سرکلاڈ آکنلک بحیثیت لیفٹیننٹ کرنل پہلی بار ۱۹۲۸ء میں سکول میں آئے تھے آٹھویں بار وہ ۱۹۴۳ء میں اور آخری بار وہ ۱۹۶۳ء میں آئے اور کالج کو ایڈریس کیا۔

وہ ہر بار کالج کو ایڈریس بھی کرتے تھے۔کالج کی پرانی وزیٹرز بک' وی آئی پی مہمانوں کے ناموں سے بھری پڑی ہے۔نومبر ۱۹۲۸ء میں سکول ناردرن کمانڈ کی مشہور پہی ایکسرسائز کا ہیڈ کوارٹر رہا۔سینئر کیڈٹس جنرل آفیسرز کے کورٹیر مقرر کئے گئے تھے۔سی این سی فیلڈ مارشل برڈ ووڈ اپنی یونٹ پروبنس ہارس کے نامزد لڑکوں سے بہ نفس نفیس ملے۔(۴۳/۷ا بریگیڈیئر رب نواز ان میں سے ایک تھے)

پبلک سکولوں میں کری کیولر ایکٹی وٹیز اور آؤٹ ورڈ باؤنڈ ایکٹی وٹیز کو بہت اہمیت دی جاتی ہے سکول میں شروع سے سکاؤ ٹنگ کریکیولم کا حصہ تھی ہر سال نومبر دسمبر میں ایک دس روزہ کیمپ کا اہتمام کیا جاتا تھا اس میں کیمپ فائر کا پروگرام بھی ہوتا تھا۔

۱۹۳۳ء میں جناب سلیبی نے سالانہ ورائٹی پروگرام کا سلسلہ شروع کیا وہ بھی پبلک سکول کا ایک رنگ تھا۔

پبلک سکول سسٹم کے عناصر ترکیبی میں سے ایک عنصر ٹیم گیمز اور سپورٹس بھی ہے جن کو آرنلڈ نے کرداری صفات ابھارنے کے لیے استعمال کیا۔یہاں بھی شروع دن سے ٹیم گیمز اور اسپورٹس لازمی تھے اور انٹر پلاٹون اور انٹر ہاؤس مقابلے ہوتے تھے۔ ۱۹۲۶ء سے انٹر کے جی آر آئی ایم سکولز سالانہ ٹورنامنٹ بھی شروع ہوا۔جس میں جہلم، جالندھر اور اجمیر تینوں کے جی آر سکولز حصہ لیتے تھے۔

۱۹۴۴ء سے کالج نے دہلی آل انڈیا بوائز ٹیم باکسنگ میں بھی شرکت کرنا شروع کی۔کے جی آر آئی ایم کالج جہلم نے خاص طور سے ہاکی اور باکسنگ میں شہرت حاصل کی تھی۔آرنلڈ کے زمانہ سے انگلش پبلک سکولوں میں چیپل سروس(Chapel Service) کو خصوصی اہمیت دی گئی (آرنلڈ تو گرجے میں دعا خود کرواتے تھے) جہلم سکول میں بھی ۱۹۴۵ء ہی سے اسکول کی مسجد میں مغرب اور جمعہ کی نماز سب طلباء کے لئے لازمی تھی اور تھوڑی بہت دینیات کی تعلیم کلاسز میں بھی دی جاتی تھی تیسرے کمانڈانٹ کیپٹن ڈبلیو پی سلیبی نے (جن کے والد ڈاکٹر جان سلیبی عبرانی کے اسکالر اور ڈاکٹر آف ڈوینٹی تھے۔لڑکوں کی مذہبی تربیت میں خصوصی دلچسپی لی اور ان کی قومی امنگوں کو بھی اجاگر کیا۔ان کے پیش رو مذہبی تربیت کے معاملہ میں غیر جانبدار تھے۔سلیبی کے بعد ۱۹۳۷ سے ۱۹۴۷ء تک کرنل اسٹینگ کمانڈانٹ رہے۔انہوں نے جمعہ اور مغرب کی نماز پر تو خصوصی توجہ دی لیکن انہوں نے قومی جذبے اور امنگوں کی حوصلہ افزائی نہیں کی اس سلسلہ میں ان کا رویہ وہی تھا جو حکومت کا تھا (اس نکتہ کی مزید وضاحت قومی تشخص کے باب میں کی گئی ہے)۔پبلک سکول ایجوکیشن میں پبلک اسپیکنگ اور کلچرل سرگرمیوں (ڈرامہ میوزک' مصوری) کو خاصی اہمیت دی جاتی ہے شروع کے پندرہ بیس سالوں میں یہ پہلو بہت ہی تشنہ رہا۔۱۹۴۲ء سے کالج میں یہ سرگرمیاں شروع ہوئیں اور سٹرڈے نائٹ کو ہر ہاؤس میں ورائٹی پروگرام پیش کئے جانے لگے ۱۹۴۵ء میں ہر ہاؤس نے اپنے اپنے ڈرامے اسٹیج کئے مسٹر حیدری اور مسٹر کمار نے سینٹرل ہال میں شیکسپیئر کے ڈرامہ مرچنٹ آف وینس کا کورٹ سین پیش کیا۔ ۱۹۴۴ء سے سینئرز کے لیے کالج میں ماہانہ انگریزی تقریروں کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔

پبلک سکول ایجوکیشن کا طرۂ امتیاز وہ چیز ہے جسے آرنلڈ نے Experience in the arts of authority کہا ہے یہاں بھی پریفیکٹوریل سسٹم شروع سے تھا اور اسکول کا سارا انتظام و انصرام لڑکوں کے سپرد تھا۔میسنگ کا حساب کتاب اور نگرانی بھی وہی کرتے تھے۔اسٹینگ نے اس سسٹم کو اور بھی آگے بڑھایا۔۱۹۴۲ء سے کیڈٹ بٹالین بھی بنا دی گئی۔لڑکوں کی یہ گورنمنٹ بہت ہی مؤثر تھی۔ جتنے زیادہ اختیارات اتنی ہی زیادہ ذمہ داریاں اور ان کی سخت تر جوابدہی۔اس اصول پر یہ حکومت چل رہی تھی۔اسٹینگ کو تو لڑکوں کو ذمہ دار بنانے اور ان میں کرداری اور قیادتی صلاحیت ابھارنے کا جنون سا تھا چنانچہ ایک دن سارا کالج کیڈٹس کے حوالے کر دیا کہ آج کالج تم چلاؤ۔وہ بھی آرنلڈ کی طرح اپنے سینیئر پریفیکٹس کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔انہیں گھر بلا کر مہمان رکھا کرتے، سال بہ سال سری نگر لے جا کر کیمپ کرانا معزز مہمانوں سے ملانا، یہ سب سرگرمیاں ایک سوچے سمجھے تربیتی سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔یہ کرداری اور قیادتی تربیت ۱۹۴۰ء کے عشرہ میں ملٹری کالج کی پہچان تھی۔

اگست ۱۹۴۷ء سے کالج کی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔فروری ۱۹۴۸ء میں نئے کمانڈر انچیف جنرل ڈگلس گریسی کے ایما پر بلکہ ان کی واضح ہدایات کی روشنی میں کالج میں باقاعدہ طور پر ڈیبیٹنگ سوسائٹی، ڈرامیٹک کلب، ایکسکرشن سوسائٹی، سائنس سوسائٹی وغیرہ کئی سوسائیٹیز قائم کی گئیں اور اپریل ۱۹۴۸ء میں اولڈ بوائز کی پہلی ری یونین منائی گئی۔۱۹۴۹ء میں فائن آرٹس اینڈ کلچرل سنٹر کا قیام عمل میں آیا۔۱۹۵۰ء میں کالج کی سلور جوبلی اور ری یونین کی تقریبات کے آخر میں کالج کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی صدارت کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی نے کہا۔

"There is a scheme to expand the College and to run it on the lines of a first class public school. The

number of boys, it is hoped, will be increased appreciably. In its new form the College will provide education which will prepare the boys not only for entry to the services, but also for civil professions and administrative posts under civil government."

اس تاریخی اعلان کا پہلا نکتہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۴ء میں شرمندہ تعبیر ہوا۔ جب اس کے مکمل طور پر پبلک سکول بنانے کا باقاعدہ اعلان ہوا۔ کالج کے طلباء کی تعداد میں توسیع کا منصوبہ ۱۹۵۷ء میں شروع ہوا لیکن اس کے رول کی جو توسیع جنرل گریسی نے سوچی تھی وہ بروئے کار نہیں آسکی اور کالج کا مقصد ۵۹-۱۹۵۸ء میں افواج پاکستان بلکہ صرف آرمی (پی ایم اے) کے لئے موزوں کیڈٹس تیار کرنا ہی تھا۔

جولائی ۱۹۵۲ء اس لحاظ سے کالج کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ اس سال نئے کمانڈانٹ نے آنر سسٹم کا اجراء کر کے کالج میں کردار سازی کو تربیت کی پہلی ترجیح بنایا اور اس سال کالج کی تاریخ میں پہلی بار پاکستانیت کے فروغ کو تعلیمی و تربیتی ترجیحات میں واضح طور پر شامل کیا گیا۔ (۱۴ اگست ۱۹۵۲ء کو تعمیر پاکستان کی علامت کے طور پر کالج کے ہر فرد نے ایک ایک پودا لگایا) اور اسی سال پبلک اسکول کی روائتی کو کری کیولر اور آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیوں میں غیر معمولی اضافہ کیا گیا۔

۲۶ جنوری ۱۹۵۴ء کی صبح کالج کا برسوں پرانا رجمنٹل سسٹم ختم کر دیا گیا۔ ملٹری ٹریننگ، ڈرل پیریڈ ختم ہوئی۔ خاکی وردی، اصولاً متروک ہوئی۔ ملٹری ٹریننگ کی جگہ اسکاؤٹنگ اور دوسری آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیوں نے لی۔ سینیئر کیڈٹس کے لئے این سی سی کا اجراء ہوا۔ ۵۹-۱۹۵۵ء کا عرصہ پبلک اسکولی اسپرٹ، قیادتی تربیت، کردار سازی اور ایکسٹرا کری کیولر سرگرمیوں کے لئے ہمیشہ ممتاز رہے گا۔ پاکستانیت کے فروغ کے لئے ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو کالج میں یوم جمہوریہ بڑے جوش و خروش سے منایا گیا۔ کالج کے ترانے، ماٹو اور بیج میں تبدیلی ہوئی ۱۹۵۷ء میں کالج میں جنگ آزادی کی صد سالہ برسی منائی گئی۔ آنر کورٹس قائم کی گئیں اور کالج کا تشخص ایک پاکستانی پبلک سکول کے طور پر ابھرا جسکی تفصیل متعلقہ باب میں دی گئی ہے۔

۱۹۵۴ء کے ''تربیت'' کے اداریہ میں مسٹر عین الدین علوی نے حال و قال کے عنوان سے کالج کے پبلک سکول بننے کے بارے میں لکھا۔

''اب ہمارے دھارے کا بہاؤ سخت گیری اور یک رنگی سے ہٹ کر انفرادی بالیدگی اور شخصی صلاحیتوں کے ارتقاء کی طرف مڑ رہا ہے۔ ہمیں اب ایسا ماحول پیدا کرنا ہے جس میں بچہ اگر ڈسپلن کی خلاف ورزی کر بیٹھے تو خود اپنی نظر سے گر جائے۔ صحیح کاموں کا شوق پیدا کیا جائے گا۔ شائستگی کی آرزو دلوں میں پیدا کی جائے گی۔ بچوں کو اپنے محرکات (Impulses) کے اظہار کے لئے ایسے وسیلے مہیا کئے جائیں گے جو دوسرں کے لئے ضرر رساں ہونے کی بجائے فائدہ مند ہوں پھر جرم کی اور ضابطہ شکنی کی گنجائش برائے نام ہی رہ جائے گی۔ بچے کی فطرت یہی ہے کہ وہ ڈسپلن کی پابندی میں فخر محسوس کرتا ہے بشرطیکہ اس کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے اور روک ٹوک کم ہو۔ سمجھ دار لڑکے جنہیں قدر و منزل حاصل کرنے کی امنگ ہوتی ہے ہمیشہ یہی کوشش کرتے ہیں کہ قوانین کی پابندی کر کے بڑوں کی صف میں جگہ حاصل کریں''

''شائستگی کی یہ آروز پیدا کر دینا ہی پبلک سکول کا سب سے بڑا کارنامہ ہوتا ہے اسی سے شخصیت میں برگ و بار پیدا ہوتے ہیں اور ذہن و جسم دونوں ساتھ ساتھ ترقی کی منازل طے کرتے ہیں۔ ایک پبلک سکول میں کھیل کا میدان، ڈائننگ ہال، مسجد، باغ ہر مقام درسگاہ ہوتا ہے۔''

علوی صاحب نے اداریہ میں یہ وضاحت بھی کی کہ پبلک سکول کا جدید تصور کیا ہے۔

''ابھی تک پاکستان میں پبلک سکول کے جو تجربے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے قومی اور معاشرتی تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ ہمیں پبلک سکول سسٹم میں اپنے حالات کے مطابق تراش خراش کرنا ہوگی۔ خاص طور سے دو غیر معتدل رجحانات سے بچنا ہوگا کہ ایک تو یہ کہ عموماً پبلک سکولوں میں ایک طبقاتی برتری کا احساس نشو و نما پاتا رہتا ہے۔ دوسرے عموماً ذہنی تربیت سے زیادہ جسمانی تربیت پر توجہ صرف کی جاتی ہے۔ ملک کا طرز تعلیم اور نصاب تعلیم ابھی تک آزادی کی ترنگ سے محروم ہے تعلیم جو قومی احساس کی بنیادیں استوار کرتی ہو جو خودداری کو چمکائے۔ آزاد قوموں کی تاریخ میں خودداری چراغ راہ ہوتی ہے''

آئندہ سال کالج کو پبلک سکولی آب و رنگ دینے میں جو پیش رفت ہوئی اس پر ۵۷-۱۹۵۶ء کے تربیت کے اداریئے میں یہ تبصرہ کیا گیا۔

''بنیادی طور پر کالج ایک بڑے مقصد کا خادم ہے اور وہ مقصد ہے پاکستان کی نئی نسل میں وہ ایمان اور تنظیم پیدا کرنا جو قوم کو نئی زندگی کے تھپیڑوں میں ڈانواں ڈول نہیں ہونے دیتی۔ ۱۹۵۷ء نئے نظام کار کے استحکام کا سال تھا۔ اس سال اس نظام کار میں ایک درخشاں ورق کا اضافہ یہ ہے کہ ہاؤسوں کو ان بنیادی قواعد و ضوابط

کے بعد جو تمام ہاؤسز کے لئے یکساں ہیں فکر و عمل کی نئی جولاں گاہوں میں طبع آزمائی کا موقع دیا ہے۔ انکو اختیار ہے کہ وہ اپنی قوت فکر اور پہل پن (Initiative) سے کام لے کر اپنے اپنے حالات اور امنگوں اور تقاضوں کے مطابق اپنی زندگی کو ترتیب دیں۔ اپنی تعظیم اپنے ہاتھوں کریں چونکہ اب پہلے کی طرح تمام احکام کا اجراء "مرکز" سے نہیں۔ اب بڑی حد تک خود اختیاری حکومت ہے اور یہ پبلک سکول کی روایات میں ایک بڑا اہم قدم ہے۔ خودنگہ داری، طلبہ کی زندگی کا رہنما اصول بنتی جارہی ہے۔"

مرغوب مشغلے

اس سال سے ہاؤسوں میں اپنے طور پر مرغوب مشاغل کی تنظیم کا کام بھی شروع ہو گیا۔ چونکہ مشاغل کی مرکزی تنظیم میں کام بہت پھیلا ہوا تھا اس لئے انکے اہتمام میں اتنا وقت اور اتنی سرگرمی نہیں صرف ہو سکتی تھی۔ جو مشاغل کو چھوٹے چھوٹے حلقوں میں مرکوز کر دینے سے میسر ہوئی۔

محبوب مشاغل کے لئے اس نئی سہولت کی بدولت طلبہ کی تخلیقی اور فنی صلاحیتوں کا اظہار اب زیادہ بھرپور اور کامیاب ہے۔ خصوصاً جونیئر ہاؤسوں میں لکیروں اور رنگوں میں حسن کاری، موسیقی کا بہتر ذوق، ہر ہاؤس ڈرامے میں بھی اپنی اپنی تنظیم خود کر رہا ہے۔ ہفتہ کی شب کی تقریبات کا تنوع اور معیار بڑھ رہا ہے۔ ہر ہاؤس میں مختلف تقریبیں، ادبی و معاشرتی مجلسیں ہوتی رہتی ہیں۔ آزادی اور صحت مند انفرادیت کی یہ فضاء تعلیم کی طرف صحیح معنوں میں ایک بڑا قدم ہے۔ آنرسسٹم کے تحت ہاؤس کورٹ اور کالج کورٹ کا قیام عمل میں آیا۔ ہاؤس کورٹ کا جج ہاؤس پریفیکٹ اور کالج کورٹ کا چیف جسٹس کالج پریفیکٹ مقرر ہوا۔ یہ اقدام بھی طلبہ کی حکومت خود اختیاری کا ایک حصہ ہے۔ نومبر ۱۹۵۷ء میں لڑکوں کے لئے خاکی وردی کا استعمال ختم ہوا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۵۷ء میں کیڈٹس نے پہلی بار کالج بلیزر، اونی پتلون، سیاہ شوز اور ساکس کا استعمال شروع کیا اور سٹاف نے گرے سوٹ کالج ٹائی کے ساتھ استعمال کرنا شروع کیا۔

۱۹۵۷-۵۸ء

۱۹۵۷-۵۸ء کے "تربیت" کے اردو اداریہ کا ایک ٹکڑا یہ تھا۔

"پبلک سکول کے استاد کے لئے زندگی دل سوزی، صبر اور خود فراموشی کا نام ہے۔ اس کا تعلق طلباء سے عام ڈے سکولوں، کالجوں کے اساتذہ جیسا نہیں ہوتا۔ اس کا رشتہ اپنے طلباء کے ساتھ وہی ہوتا ہے جو ایک مصور کا اپنے رنگوں اور کینوس کے ساتھ یا باغبان کا اپنی کیاریوں اور روشوں کے ساتھ ہوتا ہے اس کا فرض منصبی پورا ہی نہیں ہوتا جب تک وہ اپنی روح کا اور اپنے ذہن کا بہترین حصہ انکو نہ دیدے۔"

۱۹۵۸-۵۹ء کے تربیت کے انگریزی سیکشن کے اداریہ میں حیدری صاحب نے لکھا۔

"By 1955, a new and happier epoch had dawned for the College and with that was born a new outlook, a new confidence and a new zeal among its members to speed up the rate of progress. New traditions gradually took the place of the old, unseen horizons lit up before the widened vision, hidden urges formed the healtheir outlets. Work, play and pleasurable activity blended themselves into a harmonious whole. In short restless, curious, insatiable youth found the opportunity to realize himself"

۱۹۵۸-۵۹ء سے کالج نمبروں کا استعمال کم سے کم ہوا۔ میگزین میں نمبر بالکل استعمال نہیں کئے گئے۔ ایک پبلک سکول میں محض کتابیں توجہ کا مرکز نہیں ہوتیں بلکہ اس قسم کے کاموں اور مشغلوں کی زیادہ سے زیادہ گنجائش پیدا کی جاتی ہے جن میں لڑکوں کو لطف، سعی، ذوق انکشاف اور لذت تخلیق کے زیادہ مواقع ملیں۔ ان مشغلوں سے پبلک سکول کا طالب علم اتنی ذہنی تربیت اور اتنا اجتماعی شعور حاصل کرتا ہے جو انگریز کے دیئے ہوئے تمام نظام تعلیم میں محض کتاب خوانی اور امتحان پرستی کی جاہلانہ پالیسی کی بدولت حاصل ہی نہیں کئے جا سکتے تھے۔

۱۹۶۰ء تک کالج میں پبلک سکول کا آب و رنگ پختہ ہو چکا تھا۔ اندرون اور بیرون درہم نصابی سرگرمیوں اور تربیتی پروگراموں کی تفصیلات متعلقہ ابواب میں دی گئی ہیں۔ لیکن چونکہ کالج انتظامی طور پر ایک بورڈ آف گورنرز کے زیر اہتمام ایک خودمختار ادارہ ہونے کی بجائے آرمی کا ایک یونٹ ہی رہا اور کمانڈانٹس اور سٹاف کی جلد از جلد آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا اس لئے کالج میں پبلک سکولی روایات زیادہ مستحکم نہیں ہو سکیں۔ ہر کمانڈانٹ کی اپنی ترجیحات کے مطابق ان میں کمی بیشی ہوتی رہی۔ مثلاً ۱۹۶۰ء کے عشرہ میں بیرون درسرگرمیوں اور سپورٹس پر زیادہ زور رہا۔ آنرسسٹم تو ختم ہو ہی گیا۔ کردار سازی کی مہم متاثر ہوئی۔ ۱۹۷۰ء کے عشرہ کے ابتدائی

سالوں میں آنر سسٹم سمیت پرانی روایتوں کو زندہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ کلچرل سرگرمیوں کا سلسلہ بدستور ماند پڑا رہا۔ اسی عشرہ کے آخری سالوں میں ایک بار پھر سپورٹس کو زیادہ اہمیت دی گئی۔ ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں نصابی سرگرمیوں پر زیادہ توجہ ہونے کی وجہ سے پریفیکٹوریل سسٹم کمزور پڑا۔ کلچرل سرگرمیاں پس منظر میں رہیں البتہ پاکستانیات کو ایک بار پھر فروغ ملا۔ اس صورت حال میں بدلتی ہوئی تعلیمی وتربیتی ترجیحات کا دخل بھی تھا۔ فنکار استادوں کی کامیابی بھی ایک وجہ تھی۔

کالج کے تربیتی نظام رجمنٹل سسٹم، آنر سسٹم اور فری ڈسپلن کا جائزہ

۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۰ء تک اسکول کے ریکارڈ میں کسی جسمانی سزا کا ریکارڈ نہیں ملتا۔ جب بچے بڑے ہوئے تو نظم وضبط قائم رکھنے کے لئے ۱۹۳۰ء سے رجمنٹل سسٹم کے روایتی طریقے جسمانی مشقت (ای ڈی) وغیرہ اور پبلک سکول کی روایتی سزا کیننگ کا رواج شروع ہوا۔ کیپٹن سلیبی کے زمانہ ۳۷-۱۹۳۳ء میں ای ڈی کا رواج زیادہ تھا۔ کیننگ بھی ہوتی تھی۔ لیکن باقاعدہ چارج شیٹ کرنے اور ضروری عدالتی کارروائی کرنے کے بعد کمانڈانٹ خود اپنے آفس میں کیننگ کرتے تھے اور زیادہ سے زیادہ چھ بید لگاتے تھے۔ کرداری رہنمائی انسٹرکٹرز اپنے طور پر کرتے تھے۔ لیکن ایک بار کسی لڑکے سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو قصور کی نوعیت کے اعتبار سے ای ڈی یا کیننگ کی سزا ملنا یقینی تھا جس کا لڑکے کے ذاتی فائل میں باقاعدہ اندراج کیا جاتا تھا۔ (لیکن اسکول چھوڑتے وقت اس کے سرٹیفکیٹ میں پچھلی سزاؤں کا کوئی ذکر نہیں ہوتا تھا)۔ یہ بھی ایک روایت تھی کہ داخلے کے پہلے سال کسی لڑکے کو حتی الامکان کوئی سزا نہ دی جائے۔ کیننگ نہ کی جائے اور کمانڈانٹ کے سامنے پیش نہ کیا جائے۔

ڈسپلن قائم رکھنے، کمانڈ اینڈ کنٹرول سکھانے اور ذمہ دار بنانے کیلئے لیفٹیننٹ کرنل اسٹیفنگ نے سزا اور جزا کا ایک بہت مؤثر نظام نافذ کیا ہوا تھا۔ ہر اچھے کام کی جزا اور قصور کی یقینی سزا، ای ڈی یا کیننگ کا نظام ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک بڑے مؤثر انداز میں نافذ رہا۔ سزا، جزا بڑے انصاف سے قطعاً غیر جانبداری سے گو قدرے بے رحمی سے دی جاتی تھی۔ فلسفہ یہ تھا کہ کیڈٹس کو اس طریقے سے زیادہ سے زیادہ مؤثر اور ذمہ دار بنایا جائے۔ بعض صورتوں میں جونیئرز کی غلطیوں کی سزا سینیئرز کو ملتی تھی اور اجتماعی سزاؤں کا رواج بھی تھا۔ بعض صورتوں میں ایک کی غلطی کی سزا پورے گروپ کو دی جاتی تھی۔ کیننگ کمانڈانٹ ضروری کاروائی کے بعد اپنے دفتر میں خود کرتے تھے۔ ۱۹۴۲ء سے کیڈٹس آفیسرز کی کیننگ وہ بنگلہ پر کرتے تھے۔ جس کے بعد ضروری خاطر تواضع فروٹ جوس پلانا یا چائے کافی پلانا کمانڈانٹ کی بیگم مسز اسٹیفنگ کرتی تھیں۔ یہ کیننگ Spartan Concept of Training کے تحت بغیر کسی انتقامی جذبہ کے یا تحقیر بلا رو و رعایت کی جاتی تھی۔ جو بھی غلطی کرے خواہ ہیڈ بوائے ہی کیوں نہ ہو وہ سزا سے بچ نہیں سکتا تھا۔ لیکن سزا سے اپنے وقت پر واجب پروموشن متاثر نہیں ہوتا تھا۔ پبلک کیننگ کا رواج بالکل نہیں تھا۔ یہ سسٹم بہت انصاف سے اور بہت مؤثر طریقے سے رائج تھا۔ لیکن اس کا سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ اس میں پریفیکٹس کے تادیبی اختیار تھے۔ جونیئر اور سینیئر سب سزا کے مستقل خوف کے ماحول میں بسر کرتے تھے۔ اس پورے رجمنٹل سسٹم میں طلباء کی اپنی انفرادیت یا خود اقدامی (Initiative) کی گنجائش بہت کم تھی۔

۱۹۴۷ء کے بعد کالج کی تعلیمی وتربیتی ترجیحات بدلنے کے بعد بھی یہ سسٹم رائج رہا۔ لیکن اس کی بنیادی خوبیاں یعنی سزا اور جزا کا بے لاگ نفاذ (سزا، ہمدردی کے ساتھ اور جزا انصاف کے ساتھ) متاثر ہوا۔ جس کے بعض بڑے تکلیف دہ نتائج برآمد ہوئے۔ اس طرح جب اس سسٹم کی خوبیاں متاثر ہوئیں تو اسکی خامیاں اور ابھر آئیں۔ دوسرے یہ کہ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد کالج کے نئے رول کی روشنی میں کمانڈر انچیف جنرل ڈگلس گریسی نے فروری ۱۹۴۸ء ہی سے کالج کو پبلک اسکول طرز پر منظم کرنے کے عندیہ کا اظہار کر دیا تھا۔ نومبر ۱۹۵۰ء کی سلور جوبلی کے موقع پر انہوں نے کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے صدارتی خطبہ میں برملا کالج کے پبلک سکول بنائے جانے اور توسیعی منصوبے کا اعلان کیا۔ اس پس منظر میں جولائی ۱۹۵۲ء میں نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے مروجہ رجمنٹل سسٹم کے فریم ورک ہی میں ڈسپلن کو قائم رکھنے اور کرداری تربیت کے لئے آنر سسٹم رائج کیا۔ جسمانی سزا (Corporal Punishment) کے خوف کے بغیر عزت نفس (Self respect) کے حوالے سے سیلف ڈسپلن کا یہ تصور نیا نہیں۔ امریکی ملٹری اکیڈمی ویسٹ پوائنٹ اور دنیا کے بہت سے فوجی تربیتی اداروں میں آنر سسٹم رائج رہا ہے۔ کرنل رفیق نے اس کا تجربہ ملٹری کالج میں کیا۔ کمانڈانٹ نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا۔

Our sacred object is to produce boys with moral, mental and physical qualities fit to become officers and leaders of the future.

Now and only now is the time when you should develop the mental, moral and physical qualities that are imperative for a good leader to have.

Let us get out of the rut and discard the unhealthy heritage that has unfortunately been ours in the past. An independent nation requires leaders with independent and creative thought.

کرنل رفیق نے ۲۲ نومبر ۱۹۵۲ء کو کالج کے سالانہ جلسہٴ تقسیم انعامات پر کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان کو اپنی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے آنر سسٹم کے اجراء کی ضرورت کی یوں وضاحت کی۔

" Without good and wholesome traditions it is not possible to infuse into our potential officer community at this crucial stage of their impressionable adolescence, that healthy pride, self-respect, and inner discipline which constitute the chief cornerstones of the character edifice of a future leader. With a view to the speedy attainment of this end, the revolutionary step of abolisbing, at one stroke, all corporal punishment, and of putting the Institution on the Honour system, was taken. Since our object is to produce leaders, not led, the continuance of punishment system, whose foremost casualties are one's pride and self-respect, seemed obviously incompatible with the character training of potential officers. The emphasis now is on banishing the still lurking fear of the rod and on replacing it by individual and community conscience or in other words, a self-regulating code of honour.

Great urgency has been given to the introduction of the Honour System by the fact that we should shortly be embarking on our career as a full-fledged public school. The Honour System once it takes roots, will, we hope, provide the necessary atmosphere for the smooth absorption of our new wards, who coming, as they would, from somewhat different social, economic, cultural, and educational background would need a special effort to be welded together and kneaded, into a homogeneous community texture. "

آنر سسٹم کا اجراء بڑے یقین، عزم اور سوز دروں سے کیا گیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ اس کی جڑیں مضبوط ہوتیں اپریل ۱۹۵۳ء میں کرنل رفیق کا تبادلہ ہو گیا اور ان کے جانے کے ساتھ ہی ان کی دوسری ترجیحات کی طرح یہ نظام بھی تعطل کا شکار ہو گیا۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں کالج کو پبلک سکول کی طرح منظم کرنے کا باقاعدہ اعلان ہوا۔ اس کے ساتھ بلکہ اسی لمحے ڈسپلن قائم رکھنے کا روایتی رجمنٹل سسٹم جو پچھلے تیس سال سے چلا آ رہا تھا بغیر کسی تیاری کے ختم کر دیا گیا۔ وہ رجمنٹل سسٹم بھی بنیادی طور پر پبلک سکول کا پریفیکٹوریل سسٹم ہی تھا۔ بہر حال عبوری دور کے آئندہ ڈیڑھ سال کالج پر بہت بھاری گزرے، ڈسپلن نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی تھی۔ انارکی کا سا عالم تھا۔ اس پس منظر میں اکتوبر ۱۹۵۵ء میں لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق دوبارہ کمانڈانٹ پوسٹ کئے گئے اور انہوں نے کالج کو پبلک سکول کے تربیتی سانچے میں ڈھالنے کے لئے جو تعلیمی و تربیتی اقدامات، بڑے عزم اور ولولے سے شروع کئے ان میں سے پہلا اقدام آنر سسٹم کو دوبارہ رائج کرنا تھا۔ اصل میں یہ کوئی علیحدہ پروجیکٹ نہ تھا۔ روشنی کی تلاش اور کردار سازی بلکہ شخصیت سازی کا جو ہمہ جہتی (Multi-dimensional) پروگرام رائج کیا گیا، آنر سسٹم اس کا ایک حصہ تھا۔ یہ اس پروگرام سے توانائی لے رہا تھا اور اس کو توانائی دے رہا تھا۔ آنر سسٹم کی بنیاد خود آگہی اور خودداری (Self-respect اور Self-pride) پر رکھی گئی تھی۔ مزید برآں اسے اپنے خاندان اپنے کالج وطن پر فخر سے مربوط کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۵ء کے اواخر میں کالج کے ہفتہ وار اخبار نیوز اینڈ ویوز کے سرورق پر Our pledge کے عنوان سے یہ عہد اور عزم،

Land of our birth, our faith and pride,
For whose dear sake our forefathers died;
O Motherland, we pledge to thee,
Head, heart and hand through the years to be,

نمایاں طور سے چار سال مسلسل شائع ہوتا رہا۔ اسی اخبار کے جنوری ۱۹۵۶ء کے شمارے میں آنر سسٹم پر کمانڈانٹ کرنل رفیق کا یہ پیغام شائع ہوا۔

Dear Boys,

The Honour System has been introduced once again. On this occasion, it is with high hopes, that I

address this message to you all.

You have all given me the five cardinal promises, on which has been found the whole system. I and the staff are all going to trust you from now onwards to do the right things on your own, and where in doubt, to seek our advice.

Those of you who are going to work with pride and self-respect. (and I expect and hope all of you will) need have no fear of punishment from any quarter. You may have my personal assurance that the staff and I, are against suppression or regimentation in any form, and as long as you act in an honourable manner and live up to your promises, there shall be no need to resort to punishment, what-so-ever.

I would like you to regard the staff as a part of yourselves, as in fact we are, and bring your problems personal or otherwise, to us with full confidence so that we may be able to assist you in whatever difficulties you may have. That is what we are here for! Unless we work as the team, it will not be possible to achieve the ideal results we are aiming for. It is, therefore, up to you boys to try and help those amongst you who are misguided, as much as it is for the staff to do so.

Since this is now a College run on public school lines, where the emphasis is going to be on character development, we must set ourselves new standards, which will be second to none.

For this a deliberate and concerted effort will be required on the part of each one of us. New and healthy traditions will have to be evolved in an atmosphere of complete freedom, through the willing, whole hearted response on your part to the guidance and advice from the staff. Radical changes are necessary which cannot be successfully accomplished without complete cooperation and understanding of everyone. We today, in the process of implementing the changes, are shouldering heavy responsibilities, for whatever tone we set now, will bring us the gratitude or displeasure of the generations to come.

Let us, therefore, this day resolve that we shall only take pride in doing what is right; that we shall observe a standard of self-discipline of which we can be proud; that we shall observe and abide by the laws and play a fair game, whatever the result; and that we shall not take pride rather be shameful of violating the code of honour of which we have endeared ourselves for that, to my mind, is the difference between the self respecting and freedom loving, and those that have a slavish mentality and need driving.

Let us all, therefore, embark upon this unique experiment whole-heatedly, trusting the Almighty and ourselves, to prove that we are capable of thinking and acting independently, without any supervision and without having to be driven."

اکتوبر ۱۹۵۵ء سے اپریل ۱۹۵۹ء تک آنر سسٹم کو بڑے جوش اور سنجیدگی سے کردار سازی کے ایک مؤثر ذریعے کے طور پر چلایا گیا۔ ہاؤس کورٹس اور کالج کورٹس قائم ہوئیں۔ آنر شاپس کھولی گئیں۔ ہاؤسوں میں تالوں کا استعمال موقوف کیا گیا۔ اوپن شیلف کا تجربہ کیا گیا۔ لڑکوں کو زیادہ سے زیادہ سیلف ڈسپلن اور Initiative کے مواقع فراہم کئے گئے۔ سب سے بڑھ کر Fair Play بلا رورعایت انصاف، ہر ایک سے برابر کا ہمدردانہ سلوک اور تحفظ کی فضا تھی۔ جس سے لڑکوں نے سب سے زیادہ سیکھا۔ آنر سسٹم کی ذہنی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں کالج کے ہفتہ وار اخبار نیوز اینڈ ویوز کے علاوہ جمعہ کی شب کے درس قرآن اور کمانڈانٹ کے اثر انگیز Inspiring لیکچروں نے بھی بڑا کام کیا۔ سب سے بڑے رول ماڈل (Role Model) کرنل رفیق خود تھے۔

اپریل ۱۹۵۹ء میں کمانڈانٹ کرنل رفیق کے تبادلے کے بعد کالج کی تعلیمی وتربیتی ترجیحات میں جو تبدیلی آئی اس سے آنر سسٹم بھی متاثر ہوا۔ کچھ عرصے تک کچھ ہاؤسز اپنے طور پر آنر شاپ، آنر کاؤنسل وغیرہ چلاتے رہے لیکن بحیثیت مجموعی آنر سسٹم تعطل کا شکار ہو گیا۔ ۶۸-۱۹۶۷ء میں نئے جونیئر ہاؤس شیر شاہ ہاؤس میں آنر سسٹم کو جاری کیا گیا لیکن اس کا دائرہ ہاؤس تک محدود تھا۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۳ء میں نئے کمانڈانٹ کرنل این ڈی احمد نے کالج کی سطح پر آنر سسٹم کو رائج کرنے کی ایک اور مخلصانہ اور سنجیدہ کوشش کی۔ ہر چند کہ کرنل احمد پندرہ سال پہلے کالج میں برڈووڈ ہاؤس کے ہاؤس ماسٹر کی حیثیت سے کرنل رفیق کے آنر سسٹم کو کامیابی سے چلا چکے تھے لیکن انہوں نے ۱۹۷۲ء میں جو آنر سسٹم رائج کیا وہ بعض جزئیات میں پرانے آنر سسٹم سے قدرے مختلف تھا۔ جون ۱۹۷۳ء میں آنر سسٹم پر جو بروشر شائع ہوا اس کے

پیش لفظ میں کرنل احمد نے لکھا۔

" The Military College is introducing with some adaptations the Honour System already in practice at the Pakistan Military Academy. We are confident that the cadets would soon imbibe the spirit of the Honour System and an atmosphere would be built up where truth and uprightness come natural, an atmosphere that helps produce men of conscience and character - good citizens -good officers and good Muslims - capable of fulfilling our national destiny.

اس بروشر کے باقی مندرجات یہ تھے۔

PART 1 THE HONOUR SYSTEM

AIM

1. The aim of the Honour System is to inculcate in the cadets self-discipline and self-respect, promote moral courage, to do what is right, and to speak the truth.

INTRODUCTION

2. Military College Jhelum is charged with the mission of feeding the Pakistan Military Academy by preparing the hoys as potential gentlemen cadets. It is, therefore, imperative that along with formal education and physical training, the cadets are provided with opportunities and necessary guidance in order to enable them to develop healthy traits of character at a formative stage of their lives. These traits should, with the passage of time, develop into a desirable personality pattern on the basis of which a true gentleman stands out from others. The Honour System is designed to build up an atmosphere of righteousness among the cadets.

3. There are different approaches to the problem of discipline, the problem of raising the standard of behaviour and conduct of the cadets. But the most efficacious discipline is that which flows from within and is not imposed from outside. Honour System is nothing more than a system of self-discipline and self-correction based on a high sense of self-respect (honour). Under Honour System the cadets look after their own conduct. Every individual is his own captain, his own teacher. He makes his own conscience his guide. He takes pride in doing the right thing and saying the right thing. A man of honour needs no supervision, no checking. He is his own judge and punishes himself if necessary. His sense of self-respect prevents him from all mean and degrading acts. He is good neither for the sake of reward nor for fear of punishment. He is honest without any pressure or coercion. Honour System teaches him to confess his mistakes and to suffer for them.

4. The adolescent age through which the boys pass during their stay in the College, is susceptible to many pitfalls and lapses. The Honour System is expected to provide the boys a system for self-appraisal and self-improvement in their day-to-day behaviour and activities. In order to help the cadets in the difficult task of self-assessment the tips given in part IV of the pamphlet "A Practical Course in leadership" would be found quite helpful. The cadets are already in possession of it.

5. Instead of remaining burdened with a sense of guilt due to some violation or lapse, the Honour System will encourage the cadets to make a clean breast of their lapses and make a solemn promise to shun them in future. This straightforwardness has to be built up into a sentiment of which the cadets would be proud.

6. A well co-ordinated and serious effort on the part of all the members of the staff in the various facets of the College life, and complete faith in the value and efficacy of the System are the essential pre-requisites for the success of the Honour System. Besides, the boys need to be convinced persistently that the System aims at the development of desirable character traits in them and it is not a trap to catch them.

7. The Honour System is not related to the assessment of a boy in his academic performance.

8. The cases of formal discipline will continue to be dealt with under the prevalent code of discipline.

9. In order to promote integrity, honesty and sense of responsibility the following measures will be introduced in the College:

   a. Open-shelf system in the House Library: unlocked show-cases and notice boards in the House and the College.
   b. Unsupervised afternoon prep periods, if any.
   c. No dress inspection by prefects/house staff before classes,
   d. No supervision/invigilation in the monthly tests,
   e. Breakfast to be supervised by cadets themselves,
   f. House Honour Shops may be opened by the Housemasters at an appropriate stage. In these shops customers would pick up thing and pay for them unsupervised.
   g. Later on, when the system starts working and the ground is fairly prepared, even the terminal exams may be conducted without invigilation.
   h. Any other measures proposed by the Commandant or the Housemasters.

Rules of the Honour System:

10. The following are the rules of the Honour System:

   a. Rule No 1: A cadet does not tell a lie.
   b. Rule No.2: A cadet does not cheat,
   c. Rule No.3: A cadet does not steal,
   d. Rule No.4: A cadet neither spares friend, nor runs down enemy.

Administration of the Honour System

11. The Honour System will function outside the normal channel of command. It will be administered by a House Honour Council in each House. Its composition will be as follows:

   a. Members: One cadet from each class (4 in all) will be elected by the boys of that class in the House. Nominations for candidature would be made in consultation with the Officer Adviser.
   b. President: The member elected from XII class will become President of the Council.
   c. Secretary: The member from XI class will act as Secretary of the Council.
   d. Officer Adviser: Although the System would entirely be an independent affair run by the cadets themselves, it would be necessary for the staff to give them guidance where necessary. For this purpose one member of the staff from each House would be nominated by the Housemaster with the approval of the Commandant as Officer Adviser to the Honour Council. He would allow them fullest initiative so that they know that they are being trusted and hence realise their responsibility fully.

Tenure

12. The tenure of each Honour Council will be one semester. Election:

13. The members of each Honour Council will be elected in the beginning of each semester under the supervision of the Housemaster. Names for election will be proposed and seconded in the normal manner for each class separately. Voting will take place by the raising of hands.

Oath

14. (a) Each member of the cadet community would take an oath to the effect that he would do nothing that tarnishes his own honour, honour of his House his college or his country, and that when he commits a fault he would have the courage to confess it before the Honour Council.

(b) Every member of the Honour Council will take an oath that he would keep secret all the facts/confessions coming to his knowledge.

Removal

15. If any member of an Honour Council is found guilty of any violation or fails to perform his duties properly, the cadets would propose his removal to the Adviser/President, who would then call a meeting of the Honour Council to discuss the matter in the absence of the affected member who will later be given the chance to clarify his position and the case will be decided by majority vote.

In the event of his removal, the vacancy will be filled up by election again.

System of Operating

16. Whenever any cadet violates any rule of the Honour System:

(a) He will report his offence or lapse to any member of the Honour Council, who will inform the Secretary. The Secretary will in turn inform the Adviser/President and record it in register (vide clause. f) and put it up in the next Council meeting.

(b) If the offender fails to report his offence, any other cadet who observed him or came to know of it, will persuade the defaulting cadet to report his violation for the sake of his own honour, and that of the class, House and College.

(c) If he still fails to report, the other cadet will be honour-bound to report the violation (after informing the defaulter) to any member of the Honour Council. If the other cadet also does not report, he commits a violation of the Honour System.

(d) The Honour Councils will hold fortnightly meetings as a routine. But if a case demands immediate attention, an emergency meeting may be called on any date.

(e) The reports of offences, their nature, award given and the relevant proceedings will be kept secret. Even the Adviser of Honour Council will not pass on any information to his colleagues unless required under the rules.

(f) Brief proceedings of the Honour Council and all offences reported will be entered in a register maintained for this purpose by each Council. It will be called the Honour System Register.

(g) The President of each Honour Council will keep the Commandant/Housemaster informed of the general functioning of the Honour System without mentioning any names. Similarly the adviser may make a general report to the Commandant, as to the general progress of the system without mentioning names.

Procedure on Finding Guilty

17. Whenever any cadet is found guilty of having violated any rule of the Honour System, the Honour Council will proceed as follows:

a. **For First Offence**

(1) If it was reported by the offender, he will be asked to make a solemn promise not to violate the Honour System again . If it pertains to any damage to property, he will pay the cost.

(2) If it was reported by some other cadet, he will be given a warning,

b. **For Subsequent Offences**

For each lapse reported by the cadet himself, one black mark will be awarded. For each lapse reported by someone else the defaulter would be awarded two black marks.

1. When the number of black marks awarded to a cadet exceeds 4, an announcement will be made about his offence before the boys of his class in his own House.
2. When the number of black marks comes to 6, an announcement of his Offence will be made before the whole House.
3. When the number of black marks exceeds 6, the offender will be interviewed by his Housemaster.

Removal of Black Marks

18. For every period of one clear month (of working session) that a cadet has a clear record, in that he does not commit any honour offence, the Honour Council will remove one black mark from against the name of that cadet. The period will be counted from the date on which the last offence was committed as entered in the Honour Register maintained by the Honour Council.

Interviews

19. (a) After 6 black marks, for every additional black mark the cadet will be interviewed by the Housemaster who will impress upon him the need to bring about self-improvement.

(b) After 3 such interviews by the Housemaster, the case of the cadet will be put up to the Commandant.

آنرسسٹم کے ساتھ ہی اسکے نتیجہ کے طور پر گلاب اور کانٹوں کا نظام بھی شروع کیا گیا۔ اسی بروشر میں اس سسٹم کی یہ وضاحت کی گئی تھی۔

PART 11

ROSES AND THORNS

(System of Motivated Discipline)

1. Simultaneously with the Honour System, run by the cadets themselves and the routine course of punishments working as a deterrent to indiscipline, another auxiliary system is introduced to promote good discipline. It is based on the well-known 'praise and blame' principle of motivation to good conduct.
2. Its chief feature is that it takes note, not only of lapses, offences or violations, but also of commendable and creditable acts of the cadets. It, thus, provides the much-needed pat on the back which is, in majority of cases, a morale-booster and a help to raise the standard of discipline.
3. It is expected to supplement and augment the wholesome effect of the Honour System.
4. Its working is simple. Each creditable act by a cadet would earn him a ROSE, while each misdeed or lapse would get him a THORN, the two symbols signifying appreciation and censure respectively.
5. A ROSE will be awarded by the Commandant himself,on recommendation of any member of the staff, or even on a good report about a cadet made by another fellow-cadet to his House staff.
6. A THORN may be awarded by any member of the staff, when a cadet commits any form of violation of the College rules.

7. A note of caution is necessary here. A Thorn will not be awarded straightaway. A cadet would always be advised to improve, on first detection of his fault. He would only get aThorn if he repeats the offence. If awarded too 'generously' the thorns might become too cheap to be taken seriously.
8. If a certain cadet accumulates 5 Thorns he will be recommended for one extra drill.
9. One Rose earned by a cadet would remove three Thorns from his record provided the Rose is earned after the award of Thorns.
10. All cases earning a Rose would be published in a circular as Commandant's appreciation.
11. Record will be maintained of Roses gathered by cadets, and at the end of
the instructional year, the first 3 cadets from each class-having won the largest number of Roses would be given prizes at the Annual Prize Distribution. The minimum number of Roses entitling a cadet to such a prize would be 10 during the instructional year.

۷۳-۱۹۷۱ء کے عرصہ میں آنرسسٹم اور روزز اینڈ تھارنز (Roses and Thorns) سسٹم کرنل رفیق احمد اور اسٹاف کی کاوشوں کے باوجود مختلف وجوہ سے زیادہ چلا نہیں۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء میں کرنل رفیق احمد کا تبادلہ ہی ہو گیا جو تھوڑا بہت آنرسسٹم کاغذوں میں تھا وہ بھی پس منظر میں چلا گیا۔ البتہ بعض ہاؤسوں، جیسے شیر شاہ ہاؤس، محمود غزنوی ہاؤس میں اوپن شیلف لائبریری، کھلے لاکرز، آنرشاپ کونسل کی شکل میں آنرسسٹم کی باقیات چلتی رہیں۔

۱۹۸۳ء میں نئے کمانڈانٹ بریگیڈیئر آئی آر صدیقی نے ٹرسٹ سسٹم جاری کیا۔ یہ بھی آنرسسٹم کی طرح تحکم اور جبر پر مبنی ڈسپلن کے بجائے شعور اور اختیار پر مبنی نظام تربیت تھا۔ ٹرسٹ سسٹم کے تحت ریڈ اور گرین آبزرویشن سلپ کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ بہتر کرداری کارکردگی کے لئے ایک نئے ایوارڈ گرین سٹار کا اعلان کیا گیا۔ شدید Ragging اور جسمانی سزا کو تقریباً ختم کر دیا گیا۔

۱۹۸۵ء میں اسی تصور اور طریق کار کو بریگیڈیئر عثمان شاہ نے فری ڈسپلن کے نام سے اور آگے بڑھایا، Ragging بالکل ختم کر دی گئی۔ انسٹرکٹرز بھی جسمانی سزا دینے کے مجاز نہ رہے۔ گرین اینڈ ریڈ سلپ کا سلسلہ چلتا رہا۔ ڈسپلن کو Personality Development سے منسلک کیا گیا اور اسکو بہتر بنانے کے لئے ایک ماہر نفسیات کے زیر نگرانی Guidance and Councelling Centre قائم کیا گیا۔ ۱۹۸۷ء میں اسی سمت ایک اور اضافہ ہوا اور پورے پروسیس کو تخلیقی (Creative) بنانے کی کوشش کا آغاز کیا گیا۔

☆ ☆ ☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب دوم

☆

☆

☆

☆

☆

تعلیمی افق

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب دوم
تعلیمی افق

- ☆ طلباء کی تعداد
- ☆ داخلہ کی شرائط
- ☆ داخلہ کا طریق کار
- ☆ بانڈ
- ☆ الاؤنس
- ☆ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۹ء تک کے سال بہ سال داخلوں کا تجزیہ
- ☆ امتحانی نصاب
- ☆ امتحان میں کامیابی کا معیار
- ☆ سیکشنوں کی تشکیل
- ☆ میڈیم
- ☆ تعلیمی بورڈوں سے الحاق
- ☆ فیس
- ☆ وظائف
- ☆ امتحانی نتائج
- ☆ میٹرک اور انٹر میڈیٹ کا رول آف آنرز
- ☆ تعلیمی کارکردگی کے میڈل
- ☆ سلیکشن بورڈ کے نتائج

تعلیمی افق

طلباء کی تعداد

۱۹۲۵ء میں جب سکول شروع ہوا تو داخلوں کی کل تعداد ۳۰۸ تھی۔ یہ سب نشستیں انڈین آرمی کے مسلمان فوجیوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے مختص تھیں۔ ۱۹۴۲ء تک یہی صورت حال برقرار رہی۔ اگست ۱۹۴۲ء میں دوسری جنگ عظیم کے پس منظر میں سکول میں توسیعی داخلے شروع ہوئے۔ توسیعی داخلوں کا سلسلہ ۱۹۴۵ء تک چلا اور کالج میں طلباء کی تعداد عارضی طور پر ۴۰۰ ہوگئی۔ توسیعی داخلوں کے لئے ایک نیا کچا ہاؤس بھی بنایا گیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے کے بعد یہ تعداد پھر کم ہو کر ۳۱۰ رہ گئی۔ (۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک کالج میں مسلمان اور غیر مسلم کیڈٹس کے مخلوط داخلے ہوئے تھے۔) ۱۹۷۳ء میں یہ تعداد ۳۲۰ ہوگئی۔ ۱۹۸۷ء تک یہی تعداد رہی۔

کالج کو توسیع دینے کے منصوبے ۱۹۴۸ء ہی سے زیر غور آنے شروع ہو گئے تھے۔ ۱۹۵۰ء کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب کی صدارت کرتے ہوئے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی نے اعلان کیا تھا کہ عنقریب کالج میں طلباء کی تعداد بڑھا دی جائے گی۔

آئندہ تین سالوں میں اس تجویز کا بار بار اعادہ ہوتا رہا۔ بالآخر دسمبر ۱۹۸۰ء میں چیف آف آرمی سٹاف اور صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی صدارتی تقریر میں حتمی طور پر اعلان کیا کہ کالج میں نشستوں کی تعداد ۵۰۰ کردی جائے گی۔ اس فیصلہ پر بھی مرحلہ وار عمل درآمد ۱۹۸۷ء سے شروع ہوا۔ ۳۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو کالج میں طلباء کی تعداد ۳۸۰ تھی اور ابھی اس سال کا داخلہ مکمل نہیں ہوا تھا۔ دسمبر ۸۹ء میں کالج طلباء کی کل تعداد ۴۰۰ تھی جسے آئندہ چند سالوں میں ۵۰۰ ہونا تھا۔

داخلہ کی شرائط

۱۹۲۵ء سے ۱۹۵۵ء تک کالج میں داخلہ آفیسرز کے سوا دوسرے فوجیوں کے بچوں کے لئے مختص تھا اور داخلہ کی دوسری شرائط کے علاوہ ایک شرط امیدوار کے والد کی مدت ملازمت کے بارے میں بھی تھی۔ سکول کے ۱۹۳۹ء کے ضابطوں میں توضیح ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

(F) His father must have served for not less than ten years in the regular Indian Army including service in the reserve, or have been killed in action, died of wounds received, or of disease contracted, on active service. (Page 4)

۱۹۴۷ء کے بعد نامعلوم وجوہ کی بناء پر مطلوبہ مدت ملازمت کم کر کے صرف دو سال کردی گئی۔ اس طرح ان لوگوں کے لڑکوں کی مفت تعلیم کی بھی راہ نکل آئی جنہوں نے فوج میں برائے نام نوکری کی تھی۔

داخلہ کا طریقہ کار

سکول میں شروع سے داخلہ کا طریق کار یہ تھا کہ آرمی کی یونٹوں کو سکول میں سیٹیں الاٹ کر دی گئی تھیں۔ یونٹیں مقررہ قواعد کی روشنی میں امیدواروں کو سکول میں داخلہ کے لئے نامزد کرتی تھیں۔ یہاں وہ ایڈوائزری کمیٹی کے سامنے پیش ہوتے اور کمیٹی ان کے داخلے کی توثیق کرتی تھی۔ ۱۹۴۰ء میں جب امیدواروں کی تعداد الاٹ شدہ سیٹوں سے زیادہ ہوگئی تو یونٹیں ایک ویٹنگ لسٹ بھی رکھنے لگیں اور اپنے طور پر اردو، حساب اور انگریزی کا امتحان بھی لینے لگیں۔ ڈاکٹری کروانا بھی متعلقہ یونٹ ہی کی ذمہ داری تھی۔

کالج ۱۹۴۷ء تک اپنا داخلہ کا امتحان نہیں لیتا تھا۔ داخلے کے بعد ضرور لڑکے کو ایک ٹیسٹ دیا جاتا تھا اور انگلش میڈیم کی وجہ سے عموماً ایک کلاس پیچھے داخل کیا جاتا تھا۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے کرنل اسٹینگ میڈیکل بورڈ سے عموماً لڑکوں کی عمر بھی کم کروالیا کرتے تھے۔ ۱۹۴۷ء سے کالج کا رول بدلنے پر اس امر کو یقینی بنانے کے لئے کہ صرف کمیشن کے لئے موزوں امیدوار ہی داخل کئے جائیں، ۱۹۵۲ء سے امیدواروں کی ذہانت کا امتحان بھی لیا جانے لگا۔ کالج نے اردو، انگریزی، حساب کا

اکیڈیمک ٹیسٹ لینے کا سلسلہ ۱۹۵۵ء سے شروع کیا۔شروع میں ڈیڑھ گھنٹے کا ایک پرچہ ہوتا تھا۔۱۹۵۹ء تک یہ امتحان اور انٹرویو کالج ہی میں لیا جاتا تھا۔۱۹۶۰ء سے انگریزی، حساب اور اردو مع اسلامیات ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹوں کے تین پرچوں پر مشتمل اکیڈیمک ٹیسٹ انٹیلی جینٹس ٹیسٹ اور انٹرویو ملک کے سنٹروں میں لیا جانے لگا۔ اپریل ۱۹۵۹ء کے داخلے اسی طرح ہوئے تھے۔اپریل ۱۹۵۹ء سے کالج میں داخلے آٹھویں کے علاوہ دوسری کلاسوں میں بھی ہوئے جیسا کہ داخلوں کے کلاس وائز (Class-wise) اور ایئر وائز (year-wise) تجزیہ سے ظاہر ہوگا۔

۱۹۷۵ء سے جونیئر کیڈٹ بٹالین کھل جانے سے کالج میں فرسٹ ایئر میں داخلے مستقل طور پر شروع ہوئے۔گویا کالج میں داخلہ دو مرحلوں اور دو کلاسوں میں ہونے لگا۔خاص داخلہ آٹھویں کا اپریل میں اور ستمبر، اکتوبر میں فرسٹ ایئر کے داخلہ کے لئے۔۱۹۸۵ء سے کم سے کم اے گریڈ نمبر یعنی ۷۰ فیصد نمبر ضروری قرار پائے۔ داخلہ کا معیار اس حد تک بلند کر دینے سے انٹرمیڈیٹ کے رزلٹ پر بہت خوشگوار اثر پڑا گو اس کی وجہ سے کالج کے اپنے لڑکے جو بھی اس شرط کو پورا نہ کر سکے، داخلہ سے محروم رہے۔

سال بہ سال داخلوں کا تجزیہ

۴۸-۱۹۴۷ء کا سیشن داخلوں کے اعتبار سے بھی بہت ڈسٹرب رہا۔اس سال کل ۱۳۵ داخلے ہوئے۔جن میں کل ۱۵ نارمل طریقے سے یکم اگست ۱۹۴۷ء اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہوئے۔ان میں دو سکھ لڑکے ۱۵۸۵ ہرنانک سنگھ اور ۱۵۸۶ اجمیر سنگھ بھی شامل تھے۔باقی ۱۲۰ وہ مسلمان لڑکے تھے۔جو انڈیا کے دوسرے چار کے جی آر ملٹری کالجوں سے بعد کے مہینوں میں یہاں آ کر داخل ہوتے رہے۔سب سے پہلے اور سب سے زیادہ لڑکے ۵۵ کی تعداد میں کے جی آر جالندھر سے آئے جو ۲۱ اگست ۴۷ کو یہاں داخل کئے گئے۔بیلگام اور بنگلور سے بہت محدود تعداد میں مسلمان آئے۔ان داخلوں کا سلسلہ اپریل ۱۹۴۸ء تک چلا۔

اس سیشن کے ۱۳۵ طلباء میں سے ۳۰ پانچویں میں، ۳۶ چھٹی میں، ۳۵ ساتویں میں، ۱۵ آٹھویں، ۱۲ نویں میں اور ۷ دسویں جماعت میں داخل کئے گئے تھے۔ اِن میں سے ۱۳۱ جے سی اوز اور رینکس کے چشم و چراغ تھے اور چار کے والدین کا تعلق آفیسر کیٹیگری سے تھا۔یہ کالج میں طلباء کی منظور شدہ تعداد تھی، ۴۹-۱۹۴۸ء کے سیشن میں ۱۲۳ طلباء کا داخلہ ہوا۔۲۲ پانچویں، ۳۸ کا چھٹی میں، ۳۵ کا ساتویں میں، ۱۵ کا آٹھویں میں، ۶ کا نویں اور ۷ کا دسویں میں۔ان ۱۲۳ نئے داخلوں میں سے ۱۱۴ کا تعلق کیٹیگری اے اور ۹ کا بی سے تھا۔

۵۰-۱۹۴۹ء میں کل ۷۸ کیڈٹس کا داخلہ ہوا، ۱۲ پانچویں میں، ۱۴ چھٹی میں، ۱۶ ساتویں میں، ۱۵ آٹھویں میں، ۱۱ نویں میں اور ۱۰ دسویں میں۔ان میں سے ۷۴ کیٹیگری اے کے تھے اور ۴ بی کے۔۵۱-۱۹۵۰ء میں کل ۱۰۷ کیڈٹس داخل کئے گئے۔۲۳ پانچویں میں، ۳۰ چھٹی میں، ۲۸ ساتویں میں، ۷ آٹھویں میں، ۱۴ نویں اور ۵ دسویں میں، ان میں سے ۱۰۳ کیٹیگری اے کے تھے اور ۴ کا تعلق کیٹیگری بی سے تھا۔۵۲-۱۹۵۱ء کے سیشن میں ۷۴ کا داخلہ ہوا ۱۹ پانچویں میں ۱۴ چھٹی میں ۱۵ ساتویں ۱۷ آٹھویں میں ۱۰ نویں اور ۹ دسویں میں۔اس تعداد میں سے ۷۲ کیٹیگری اے اور ۳ کیٹیگری بی کے تھے۔

۵۳-۱۹۵۲ء میں داخلہ نسبتاً کم تعداد میں ہوا۔یعنی کل ۵۱ پانچویں میں ۱۶ چھٹی میں، ۱۰ ساتویں میں ۱۵ آٹھویں میں اور ۹ نویں میں۔اس سال دسویں میں کوئی داخلہ نہیں ہوا۔اور سب کے سب کیٹیگری اے کے تھے۔

۵۴-۱۹۵۳ء کے سیشن میں کل ۵۰ لڑکے داخل ہوئے، ۲۳ پانچویں میں ۱۲ چھٹی میں ۸ ساتویں میں اور ۷ آٹھویں میں۔اس سال نویں اور دسویں جماعت میں کوئی داخلہ نہیں ہوا۔ نئے داخل ہونے والے ان ۵۰ میں سے ۴۸ کیٹیگری اے کے تھے اور ۲ بی کے۔

۵۵-۱۹۵۴ء میں نئے داخلہ کی تعداد ۶۶ تھی۔ان میں سے ۱۴ پانچویں میں ۲۴ چھٹی میں ۱۰ ساتویں میں ۱۰ آٹھویں میں اور ۸ نویں جماعت میں داخل کئے گئے۔کل تعداد میں ۶۵ کیٹیگری اے کے تھے اور ایک کیٹیگری بی کا۔

۵۶-۱۹۵۵ء میں داخلہ کی تعداد نسبتاً بہت کم تھی۔یعنی صرف ۳۸، جس میں سے ۱۵ پانچویں میں ۶ چھٹی میں ۲ ساتویں ۹ آٹھویں میں اور ۶ نویں کے تھے۔ کیٹیگری کے اعتبار سے ۳۷ اے کے تھے اور ایک بی کا۔

۵۷-۱۹۵۶ء کا سیشن داخلہ کی پالیسی کے حوالے سے ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔۱۹۵۴ء میں کالج کے پبلک سکول بننے کا اعلان ہو گیا تھا اور اس کے نتیجہ

میں کالج میں آفیسرز اور سویلینز کے موزوں بچوں کے داخلے کا راستہ اصولی طور پر کھل گیا تھا۔ اس سے پہلے گو ۱۹۴۴ء سے یہاں اکا دکا آفیسرز کے بچے داخل ہو رہے تھے لیکن یہ وہ آفیسرز تھے جو جے سی اوز رینکس سے ترقی پا کر آفیسر بنے تھے۔ ۵۷-۱۹۵۶ء سے ڈائریکٹ آفیسرز اور سویلینز کے بچوں کے داخلے شروع ہوئے۔ گو شروع کے چند سالوں میں کوئی تناسب مقرر نہ تھا۔ اس سال کل ۸۰ داخلے ہوئے۔ ۱۸ پانچویں میں ۲۳ چھٹی میں ۱۶ ساتویں میں ۱۳ آٹھویں میں اور دس نویں میں ان میں سے ۴۸ کیٹیگری اے کے تھے۔ ۲۷ بی کے اور ۵ کیٹگری سی کے (سویلین) تھے۔

۵۸-۱۹۵۷ء میں کل ۵۴ کیڈٹ داخل ہوئے ۱۵ پانچویں میں ۹ چھٹی میں ۱۳ ساتویں میں اور سات نویں میں کیٹیگری کے لحاظ سے ۳۰ اے کے ۱۸ بی کے اور ۶ سی کے تھے۔ پانچویں کا یہ آخری داخلہ تھا۔

۵۹-۱۹۵۸ء میں داخلہ کی کل تعداد ۵۱ تھی۔ ۳ چھٹی میں، ۱۰ ساتویں میں، ۲۲ آٹھویں میں، ۷ نویں میں اور ۷ دسویں میں داخل کئے گئے۔ ان میں سے ۳۲ اے کیٹیگری کے، ۹ بی اور ۱۰ سی کیٹیگری سے تعلق رکھتے تھے۔

۶۰-۱۹۵۹ء میں کل ۵۰ لڑکے داخل ہوئے۔ ۱۰ چھٹی میں (چھٹی کا یہ آخری داخلہ تھا)۔ ۷ ساتویں میں، ۲۰ آٹھویں میں اور ۶ دسویں میں کیٹیگری کے لحاظ سے ۳۰ کیٹیگری اے، ۱۰ بی اور ۱۰ سی کے تھے۔

۶۱-۱۹۶۰ء میں کل داخلہ کی تعداد ۴۵ تھی۔ ۱۳ ساتویں میں (یہ ساتویں کا آخری داخلہ تھا) ۱۲ آٹھویں میں، ۶ نویں میں اور ۴ دسویں میں داخل کئے گئے۔ اس سال کیٹیگری کے لحاظ سے داخلہ کی پالیسی میں تبدیلی آئی جو چند سال جاری رہی کہ کالج کو بقول کمانڈانٹ پبلک سکول کا رنگ دینے کے لئے آفیسرز کے بچوں کو ترجیحی بنیادوں پر پہلے سے زیادہ تعداد میں داخل کیا جانے لگا۔ چنانچہ اس سال کیٹیگری اے میں ۲۲ اور کیٹیگری بی میں ۲۰ اور کیٹیگری سی میں ۳ داخل کئے گئے۔

۶۲-۱۹۶۱ء اس سال صرف آٹھویں میں ۴۹ لڑکے داخل ہوئے۔ جن میں ۱۲ کیٹیگری اے کے ۳۵ کیٹیگری بی (یعنی آفیسرز) کے تھے۔ اور صرف ایک سویلین تھا۔

۶۳-۱۹۶۲ء کے داخلہ کی کل تعداد ۵۱ تھی۔ وہ سب کے سب آٹھویں جماعت میں آئے۔ گزشتہ دو سالوں کی داخلے کی پالیسی جاری رہی۔ کیٹیگری اے کے ۱۵ اور بی کے ۳۵ داخل کئے گئے۔ اور سویلین صرف ایک۔ ۶۴-۱۹۶۳ء میں کل ۱۰۹ لڑکے داخل ہوئے ۸۴ آٹھویں میں اور ۲۵ فرسٹ ائیر میں۔ فرسٹ ائیر کا داخلہ پہلی بار ہوا۔ انٹر سروسز پبلک اسکولز اسپورٹس ٹورنامنٹ میں کالج کی ٹیموں کو مضبوط تر بنانے کے لئے کیا گیا تھا۔ اس کو اسپورٹس انٹری ہی کا نام دیا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ آفیسرز کے لڑکوں کو داخلہ دینے کی پالیسی اس سال بھی جاری رہی۔ چنانچہ ۴۱ کیٹیگری اے اور ۵۵ کیٹیگری بی (یعنی آفیسرز) اور ۱۳ کیٹیگری سی میں داخل کئے گئے۔ معمول سے زیادہ تعداد میں لینے کا مقصد کالج کے لک کو بہتر اور اسپورٹس کو مستحکم کرنا تھا۔

۶۵-۱۹۶۴ء میں داخلہ کی تعداد ۷۲ تھی۔ جن میں سے ۵۷ آٹھویں میں اور ۱۵ فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے۔ ان میں سے ۳۶ کیٹیگری اے کے ۲۸ کیٹیگری بی کے اور ۸ سویلین تھے۔

۶۶-۱۹۶۵ء کے سیشن میں ۶۷ آٹھویں میں اور ۲۰ فرسٹ ائر میں آئے کل ۸۷ کیڈٹس داخل کئے گئے۔ ان میں سے ۳۸ کیٹیگری اے کے اور ۴۲ کیٹیگری بی کے اور ۷ کیٹیگری سی کے تھے۔

۶۷-۱۹۶۶ء میں کل داخلوں کی تعداد ۸۴ تھی۔ ۵۳ آٹھویں اور ۳۱ فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے۔ ان میں سے ۴۰ کا تعلق کیٹیگری اے سے اور ۳۵ کیٹیگری بی سے تھا۔ سویلین نو تھے۔ ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۶۷ آٹھویں اور ۲۷ فرسٹ ایئر میں داخل ہوئے۔ کل ۹۴ کیٹیگری اے کے ۶۰ بی کے ۳۰ سی کے۔ ۴ اس سال سے آفیسرز کے بچوں کو زیادہ تعداد میں داخل کرنے کی پالیسی میں جو ۶۱-۱۹۶۰ء سے جاری تھی تبدیلی آئی اور وہ تناسب وضع کیا گیا جو آئندہ جاری رہا۔ (یعنی ۶۵ فیصد کیٹیگری اے، ۲۵ فیصد کیٹیگری بی اور ۱۰ فیصد کیٹیگری سی)

۶۹-۱۹۶۸ء میں ۷۸ آٹھویں میں اور فرسٹ ایئر میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ۴۸ اے، ۲۰ بی اور ۱۰ سی کیٹیگری کے تھے۔

۷۰-۱۹۶۹ء میں ۸۹ داخل ہوئے۔ ۶۶ آٹھویں میں اور ۲۳ فرسٹ ایئر میں اس تعداد میں ۶۷ اے، ۱۷ بی اور ۵ سی کیٹیگری کے تھے۔

۷۱-۱۹۷۰ء میں ۶۱ داخل ہوئے۔ ۵۷ آٹھویں میں اور ۵ فرسٹ ایئر میں وائی کیڈٹ کے طور پر ان میں سے ۴۶ اے، ۱۳ بی اور ۲ کیٹیگری سی کے تھے۔

۷۲۔۱۹۷۱ء میں ۵۸ آٹھویں اور ۳ فرسٹ ایئر میں آئے جن میں سے ۴۳ اے، ۱۴بی اور ۴ سی کیٹگری کے تھے۔

۷۳۔۱۹۷۲ء میں ۸۹ آٹھویں میں اور ۵ فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے کل ۹۴۔ ان میں سے ۶۹ اے ۱۸ بی اور ۷ سی کیٹیگری کے تھے۔

۷۴۔۱۹۷۳ء میں صرف ۳۳ آٹھویں میں اور ۳۵ فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے۔ کل ۶۸ ان میں سے ۴۳ اے ۱۵ بی اور ۱۰ سی کیٹیگری کے تھے۔

۷۵۔۱۹۷۴ء کے سیشن میں زیادہ تعداد وائی کیڈٹس داخل کرنے کی پالیسی شروع کی گئی۔ کل داخلہ ۱۳۴ کا تھا۔ ان میں سے ۱۱۱ آٹھویں میں اور ۲۳ فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے۔ ان میں سے ۲۰ وائی کیڈٹ تھے۔ کیٹیگری کے لحاظ سے کل میں سے ۴۹ اے ۲۶ بی اور ۱۴ سی کیٹیگری کے تھے۔

۷۶۔۱۹۷۵ء کالج میں وائی کیڈٹ سکیم کے تحت فرسٹ ایئر میں ۵۲ وائی کیڈٹ داخل ہوئے اور عام کیڈٹ ۱۴ تھے۔ آٹھویں میں ۶۲ داخل ہوئے۔ اس طرح ۱۲۸ میں سے ۸۳ کیٹیگری اے، ۳۳ کیٹیگری بی اور ۱۲ کیٹیگری سی سے تعلق رکھتے تھے۔

۷۷۔۱۹۷۶ء کے کل ۸۱ داخلوں میں سے ۵۶ آٹھویں میں اور ۲۱ فرسٹ ایئر میں ہوئے۔ جن میں سے ۲۱ وائی کیڈٹس تھے۔ کیٹیگری کے لحاظ سے ۴۶ اے میں ۱۹ بی میں اور ۱۶ سی سے تعلق رکھتے تھے۔

۷۸۔۱۹۷۷ء کے سیشن میں جو کل ۹۱ کیڈٹس کالج میں داخل ہوئے ان میں سے ۶۲ آٹھویں میں اور ۲۹ فرسٹ ایئر میں پلین کیڈٹس کے طور پر داخل کئے گئے تھے۔ کل تعداد میں سے ۶۲ کیٹیگری اے، ۱۹ بی اور ۱۰ سی سے تھے۔

۷۹۔۱۹۷۸ء میں داخلوں کی کل تعداد ۱۳۵ تھی، ۱۰۲ آٹھویں اور ۳۳ فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے۔ ان میں ۱۰۱ اے ۲۸ بی اور ۶ سی کیٹیگری کے تھے۔

۸۰۔۱۹۷۹ء میں ۷۹ آٹھویں میں اور ۳۳ فرسٹ ایئر میں آئے۔ کل ۱۱۲ داخل ہوئے ان میں سے ۷۶ اے، ۲۲ بی اور ۱۳ سی کیٹیگری کے تھے۔

۸۱۔۱۹۸۰ء میں فرسٹ ایئر کے ۳۱ داخلوں میں سے ۲۴ وائی کیڈٹ تھے۔ ۷۷ آٹھویں میں داخل ہوئے۔ کل ۱۰۸ میں سے ۷۵ اے، ۲۱ بی ار ۱۲ سی کیٹیگری میں تھے۔

۸۲۔۱۹۸۱ء میں صرف آٹھویں میں ۸۵ لڑکوں کا داخلہ ہوا۔ جس میں سے ۵۱ کا اے ۲۲ کا بی اور ۱۲ کا سی کیٹیگری سے تعلق تھا۔

۸۳۔۱۹۸۲ء میں کالج میں جے، سی، بی ونگ شروع ہوا۔ کالج کے نارمل داخلہ میں ۹۷ لڑکے آٹھویں میں داخل ہوئے۔ اور ۳۸ فرسٹ ایئر میں جے، سی گیارہ کے جونیئر کیڈٹس کے طور پر آئے۔ آٹھویں درجہ کی کالج کی نارمل انٹری میں سے ۱۵۰ اے ۱۹ بی اور ۱۰ سی کیٹیگری کے تھے۔

۸۴۔۱۹۸۳ء میں کالج میں جے، سی ۱۲ کے ۴۹ جونیئر کیڈٹس آئے۔ آٹھویں کی نارمل انٹری ۱۲۱ کی تھی۔ جن میں چار ڈبلیو اینڈ آر ڈائریکٹوریٹ کے نامزد شدہ اور پانچ فیڈرل گورنمنٹ کے نامزد شدہ تھے۔ اور کیٹیگری کے لحاظ سے ۲۷ اے، ۲۴ بی اور ۱۲ سی کیٹیگری سے تعلق رکھتے تھے۔

۸۵۔۱۹۸۴ء میں جے، سی ۱۳ کے ۶۵ جونیئر کیڈٹس آئے۔ نارمل انٹری میں ۱۱۷ کا آٹھویں میں داخلہ ہوا۔ جن میں سے ۶۴ اے، ۱۹ بی اور ۱۹ سی کیٹیگری کے تھے۔ ان میں ۱۳ ڈبلیو اینڈ آر کے ۱۲ ایف. جی کے نامزد شدہ تھے۔ اسی سال جے، سی ونگ توڑ دیا گیا اور تمام جے سیز واپس بھیج دیئے گئے۔

۸۶۔۱۹۸۵ء میں صرف آٹھویں میں ۲۷ لڑکوں کا داخلہ ہوا۔ ان میں سے ۴۰ اے، ۱۶ بی اور ۱۰ سی کیٹیگری کے تھے۔ ایک ڈبلیو اینڈ آر کا اور پانچ فیڈرل گورنمنٹ کے نامزدگان تھے۔

۸۷۔۱۹۸۶ء میں ۱۱۲ آٹھویں میں اور ۳۱ فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے۔ ان میں سے ۷۰ اے، ۱۶ بی، ۱۸ سی کیٹیگری کے تھے۔ اور چار ڈبلیو اینڈ آر کے اور چار فیڈرل گورنمنٹ کے نامزدگان تھے۔

۸۸۔۱۹۸۷ء کے سیشن سے کالج کی نئی منظور شدہ تعداد ۵۰۰ کے پیش نظر توسیعی داخلے شروع ہوئے۔ ۱۵۰ کی ٹوٹل انٹری میں سے ۱۰۷ آٹھویں میں اور ۴۳ فرسٹ ایئر میں داخل کئے گئے۔ کل داخلہ میں ۳ ڈبلیو اینڈ آر اور ۵ فیڈرل گورنمنٹ کے نامزدگان تھے۔ کیٹیگری کے لحاظ سے ۸۷ اے، ۳۷ بی اور ۱۸ سی کیٹیگری سے تعلق رکھتے تھے۔

اس سال کالج میں طلبہ کی تعداد ۳۲۰ سے بڑھ کر ۳۵۰ ہو گئی۔

۸۹۔۱۹۸۸ء میں بھی تیس اضافی داخلے ہوئے، ۱۰۷ آٹھویں میں اور ۳۹ فرسٹ ایئر میں داخل ہوئے۔ کل ۱۴۶ کو داخلہ ملا۔ ان میں سے ۶ ڈبلیو اینڈ آر

کے اور ۳ فیڈرل گورنمنٹ کے نامزد شدہ تھے۔ اس سال کالج میں تعداد ۳۸۰ تک پہنچ گئی۔ (جو کالج کے پانچ ہاؤسوں میں فروکش ہوئے۔ نئے دو ہاؤس ہنوز زیر تعمیر تھے۔)

خلاصہ۔

۴۸-۱۹۴۷ء سے ۸۹-۱۹۸۸ء کے سیشن تک کالج میں تمام قسموں کے ۳۶۷۰ طلبہ داخل کئے گئے۔ (۱۵۲ جونیئر کیڈٹس جو ۸۳-۱۹۸۱ء میں کالج میں زیر تعلیم رہے، وہ اس تعداد میں شامل نہیں) ان میں سے ۲۴۷۰ کا تعلق کیٹیگری اے، ۸۲۷ کا بی اور ۳۲۱ کا کیٹیگری سی سے تھا۔ ان میں سے ۳۰۷ طلباء ڈبلیو اینڈ آر کے اور ۱۲۷ ایف جی کے نامزد شدہ تھے۔ اور ۱۳۵ وائی کیڈٹ اور ۱۱۶ این کیڈٹس تھے۔

امتحانی نصاب

۱۹۳۷ء سے کالج میں چھٹی، آٹھویں اور نویں کے متوازی تین امتحانات تھرڈ کلاس سیکنڈ کلاس اور فرسٹ کلاس جنرل ایجوکیشن کے امتحانات اور تین امتحانات تھرڈ کلاس، سیکنڈ کلاس، فرسٹ کلاس اور انگریزی کے اور سول کے میٹرک کے متبادل ایک بڑا امتحان پاکستان آرمی اسپیشل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن تھا جو جی ایچ کیو لیتا تھا۔ درحقیقت یہی ایک اہم امتحان تھا دوسرے لوکل نوعیت کے تھے۔ اگست ۱۹۴۷ء میں بھی یہی امتحانی نظام رائج تھا اور ۱۹۵۶ء تک نافذ رہا۔ مضامین یہ تھے۔

پنجم

انگریزی (بیسک انگلش) ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰۔ اردو۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس۔ ۵۰۔ حساب۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰۔ تاریخ۔ ۱۰۰ نمبر ۔ پاس مارکس ۵۰۔ جغرافیہ ۱۰۰ نمبر ۔ پاس مارکس ۵۰۔ سوکس جنرل نالج۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

کل نمبر ۶۰۰۔ پاس مارکس ۳۳ %

ششم

انگریزی تھرڈ کلاس سرٹیفکیٹ بیسک انگلش

اردو۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰۔ سائنس ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

حساب۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰۔ تاریخ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

جغرافیہ۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰۔ سوکس اور جنرل نالج۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

کل نمبر ۶۰۰ ۔ پاس مارکس ۳۳ %

ہفتم

بیسک انگلش

سائنس۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰ ۔ اردو ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

حساب۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰۔ تاریخ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

جغرافیہ۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰ ۔ سوکس اینڈ جنرل نالج ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس۔ ۵۰

کل نمبر ۷۰۰۔ کل پاس مارکس ۳۵۰

ہشتم

سیکنڈ کلاس انگلش سرٹیفکیٹ

سائنس۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰۔ اردو ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

حساب ۔۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰ ۔ تاریخ ۱۰۰ نمبر ۔ پاس مارکس ۵۰

جغرافیہ ۔۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰ ۔ سوکس اینڈ جنرل نالج ۱۰۰ نمبر ۔ پاس مارکس ۵۰

کل نمبر ۶۰۰ ۔اوسط مارکس ۳۰۰

نہم

انگریزی فرسٹ کلاس سرٹیفکیٹ

انگریزی ۔ ۱۰۰ نمبر ۔ پاس مارکس ۵۰ ۔ سائنس ۱۰۰ نمبر ۔ پاس مارکس ۵۰

اردو ۔۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰ ۔ حساب ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

تاریخ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰ ۔ جغرافیہ ۔ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

سوکس اینڈ جنرل نالج ۔۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۵۰

کل نمبر ۷۵۰ ۔ پاس اوسط ۳۵۰

آرمی اسپیشل (میٹرک)

انگریزی ۔۱۵۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد۔ اردو ۱۰۰ نمبر ۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد

حساب ۔۲۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد۔ تاریخ جغرافیہ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد

روزمرہ سائنس ۔۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد۔ سوکس اینڈ جنرل نالج ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد

کل ۷۵۰ ۔اوسط مارکس ۳۰۰

ایف ۔ ایس ۔ سی (آرمی کلاس)

انگریزی ۔۱۵۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد۔ سائنس ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد

ریاضی ۔۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد۔ تاریخ ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد

جغرافیہ ۔۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد۔ سوکس جنرل نالج ۱۰۰ نمبر۔ پاس مارکس ۴۰ فیصد

کل نمبر ۶۵۰ ۔ پاس اوسط ۳۰۰

امتحان میں کامیابی کا معیار

۱۹۳۲ء سے کالج میں آرمی کے امتحان رائج تھے جن میں ہر مضمون کے پاس مارکس ۵۰ فیصد تھے۔ اوسطاً بھی کم از کم پچاس فیصد نمبر لینے ہوتے تھے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد اگرچہ تھرڈ کلاس، سیکنڈ کلاس اور فرسٹ کلاس سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن اور تھرڈ، سیکنڈ اور فرسٹ کلاس انگلش کے امتحانات جاری رہے لیکن دراصل آرمی سپیشل پاس کرنے پر زور تھا۔ اس میں پاس مارکس ۴۰ فیصد تھے۔ لیکن شروع سے اسکول کے اپنے امتحانات کے پاس مارکس کی حد پچاس فیصد تھی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد کم ہوگئی۔

۱۹۵۶ء میں اس کو پھر پچاس فیصد کرنے کی تجویز ہوئی۔ ۱۹۵۸ء تک اس پر عمل بھی ہوا۔ لیکن سالانہ امتحان میں فیل ۳۳ فیصد نمبروں سے کم ہی پر کیا گیا بعد کے سالوں میں پاس مارکس ۳۳ فیصد کر دیئے گئے۔

۱۹۷۰ء میں ایک بار پھر پاس مارکس کو چالیس کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس معیار سے بہت زیادہ لڑکوں کے فیل ہونے کی وجہ سے معیار ترک کر دیا گیا۔

۱۹۸۷ء سے فرسٹ ایئر میں داخلہ کے لئے اے گریڈ (۷۰ فیصد) نمبروں کی شرط لگائی گئی تو ایک بار پھر یہ تجویز زیر غور آئی کہ پاس مارکس کو چالیس فیصد کیا جائے۔ چنانچہ کالج کے امتحانوں میں پاس مارکس ۴۰ فیصد کیے گئے لیکن سالانہ امتحان میں ۳۳ فیصد ہی حد رہی۔

سیکشنوں کی تشکیل

کالج میں شروع سے روایت چلی آرہی تھی کہ ایک کلاس کے لڑکوں کو ان کی امتحانی کارکردگی کے لحاظ سے مختلف سیکشنوں میں بانٹا جائے۔ اس اصول کے تحت سیکشن اے نمبروں کے اعتبار سے سب سے اچھے لڑکوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ بی سیکشن میں اس سے کم نمبروں کے ہوتے۔ اس طرح سیکشن سی میں از خود سارے نالائق جمع کر دیئے جاتے یا جمع ہو جاتے۔ اس اصول کی تشکیل کے اپنے فائدے اور نقصان تھے۔ بہر حال ۱۹۴۷ء کے بعد بھی یہ اصول نافذ رہا۔ ۱۹۶۰ء میں اس اصول میں یہ ترمیم کی گئی کہ صرف سیکشن اے تعلیمی اعتبار سے نسبتاً بہتر لڑکوں پر مشتمل ہو۔ باقی سیکشنوں میں لڑکے نمبروں کے امتیاز کے بغیر تقسیم کر دیئے جاتے تھے۔ ۶۸-۱۹۶۷ میں ایک بار پھر سیکشنوں کی تشکیل نمبروں کے حساب سے (ذہانت کے اعتبار سے نہیں) عمل میں آئی چند سال یہ سلسلہ چلا۔ ۱۹۷۱ء سے سیکشنوں کی تقسیم میں میڈیم کو بھی ملحوظ رکھا گیا اور سی سیکشن کو انگریزی اور حساب کے زیادہ پیریڈ دیئے گئے۔ ۱۹۸۳ء میں یہ مسئلہ ایک بار پھر زیر بحث آیا اور اس کا مطالعہ کرنے کے لئے پروفیسر عین الدین علوی کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی۔ علوی کمیٹی کی یہ رپورٹ ۸۳-۱۹۸۲ء کے عالمگیرین میں

(A Study of structures of sections of class)

شائع کی گئی۔ اس کمیٹی نے کارکردگی یا قابلیت کی بناء پر لڑکوں کی گروپنگ کو اسکے منفی، نفسیاتی اور سماجی، اثرات کی بناء پر رد کرتے ہوئے ملے جلے سیکشنوں کی سفارش کی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میٹرک اور انٹر کے فائنل امتحان کے قریب امتحان کی تیاری کے لئے، سیکشنوں کو قابلیت کے اعتبار سے نئے سرے سے تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس میں بھی یہ نکتہ ملحوظ رہے کہ بہترین لڑکے سی یا ڈی سیکشن میں ہوں۔ اور کم تر اے اور بی میں تاکہ اے۔ بی اور سی سیکشنوں کا جو امیج ہے وہ باقی نہ رہے۔ لیکن ۱۹۸۵ء سے ایک بار پھر پرانے طریقے کو اپنایا گیا۔

میڈیم

شروع سے کالج انگلش میڈیم تھا۔ اور آٹھویں سے اوپر کالج اور بورڈ کے امتحانات انگریزی میڈیم میں ہوتے تھے۔ اس میں ایک استثنائی صورت ۱۹۸۹ء میں پیدا ہوئی جب بورڈ کے احکامات کے تحت ۱۹۸۹ء کا میٹرک کا امتحان لڑکوں نے اردو میں دیا اس کے بعد میڈیم کی اختیاری نوعیت بحال ہوگئی۔

انٹرمیڈیٹ میں اردو، اسلامیات اور مطالعہ پاکستان

۱۹۶۰ء سے انٹرمیڈیٹ میں اردو ۲۰۰ نمبر کے ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کی گئی۔ ۱۹۸۶ء سے انٹرمیڈیٹ میں اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو بھی پچاس نمبر کے لازمی مضامین کی حیثیت سے شامل کیا گیا۔ اس طرح انٹر کے کل نمبر ۱۱۰۰ ہو گئے۔

جنرل نالج

جنرل نالج کو ایک اضافی مضمون کے طور پر ۱۹۷۱ء میں ایک بار پھر جاری کیا گیا تھا۔ یہ سلسلہ صرف دو سال چلا۔

امتحانات اور تعلیمی بورڈ سے الحاق

۱۹۳۲ء سے اسکول میں آرمی کے جنرل ایجوکیشن کے تین سرٹیفکیٹ اور انگلش کے تین سرٹیفکیٹ جاری ہوئے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں اسپیشل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن آیا۔ ۱۹۴۴ء میں کالج میں سائنس کلاسز شروع ہوئیں اور کالج کا الحاق پنجاب یونیورسٹی سے ہوا۔ ۱۹۴۵ء اور ۱۹۴۶ء میں چند لڑکوں نے پنجاب یونیورسٹی کا میٹرک کا امتحان دیا۔ ۱۹۴۶ء میں پہلی بار کالج کے ۶ طلباء نے پنجاب یونیورسٹی کا ایف۔ ایس، سی کا امتحان دیا۔ ۴۸-۱۹۴۷ء میں کالج میں امتحانات اور نصابات کے سسٹم چل رہے تھے۔ آرمی کے امتحانات تھے۔ اور ایف ایس سی کے لئے پنجاب یونیورسٹی کا نصاب تھا۔ لیکن چونکہ کمیشن کے لئے درخواست دینے کے لئے صرف آرمی اسپیشل کافی تھا اس لئے بیشتر لڑکے آرمی اسپیشل کرنے کے بعد بجائے ایف ایس سی مکمل کرنے کے آرمی کلاس میں کمیشن کی تیاری میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ایک اور وجہ سائنس مضامین کے اساتذہ کی کمی بلکہ نایابی تھی۔ چنانچہ ایف، ایس، سی کلاسز برائے نام تھیں۔ ۱۹۴۹ء میں ۱۲۲۳ اکرم ظفر نے ایف۔ ایس۔ سی پاس کیا تو بڑی حد تک اپنی

کاوشوں سے کیا۔ ۱۹۵۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے کالج کے الحاق کی توثیق ہوئی۔

اسٹاف کی صورت حال بھی بہتر ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۵۷ء میں پہلی بار کالج کے طلباء نے لاہور بورڈ آف سیکنڈری اینڈ ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کا میٹرک اور ایف، ایس، سی کا امتحان دیا اور دونوں کا نتیجہ سو فیصد رہا۔

۱۹۶۸ء سے کالج کا الحاق سرگودھا بورڈ آف ایجوکیشن سے ہوا۔

۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک کالج آرمڈ فورسز بورڈ فار ہائیر ایجوکیشن جی۔ ایچ کیو راولپنڈی سے وابستہ رہا۔ اسی دوران کالج میں سمسٹر سسٹم جاری رہا۔

۱۹۷۷۔۷۸ء کے سیشن سے کالج دوبارہ سرگودھا بورڈ سے مربوط ہوا۔ ۱۹۸۰ء میں راولپنڈی بورڈ بننے پر کالج راولپنڈی ڈویژن میں واقع ہونے کی وجہ سے راولپنڈی سے ملحق ہوا۔ ۱۹۸۳ء میں گوجرانوالہ بورڈ بننے پر کالج کو گوجرانوالہ کے علاقے ضلع گجرات میں واقع ہونے کی وجہ سے گوجرانوالہ بورڈ سے ملحق ہونا چاہیے تھا لیکن ۱۹۸۵ء میں سیکرٹری ایجوکیشن کی خصوصی اجازت سے کالج کو جہلم کنٹونمنٹ کا حصہ ہونے کی وجہ سے راولپنڈی بورڈ سے وابستگی جاری رکھنے کی اجازت ملی۔

بانڈ

شروع سے اسکول/کالج میں داخلہ لینے والے طالب علم کے والد یا سرپرست کو ایک بانڈ بھرنا پڑتا تھا جس کی رو سے کیڈٹس کسی نہ کسی صورت میں فوج میں جانے کے پابند تھے بصورت دیگر انہیں تاوان دینا پڑتا۔ مزید برآں حکومت ان کو ہر قسم کی سرکاری ملازمت کے لئے نااہل قرار دے سکتی تھی۔ یہ صورت حال ۱۹۵۵ء تک برقرار رہی۔ اس سال سے آرمی اسپیشل یا انٹر کرنے کے بعد آرمی میں کمیشن کے لئے کم از کم ایک بار آئی۔ ایس ایس بی کے سامنے جانا لازمی قرار پایا اور ناکامی کی صورت میں رینکس میں بھرتی ہونے کی پابندی ختم کر دی گئی۔ ۱۹۵۸ء میں اس نوعیت کا بانڈ بھرنا لازمی قرار دیا گیا۔

۱۹۷۵ء سے جب جے سی بی ہوئی تو ملٹری کالج کے لڑکوں کے لئے میٹرک کے بعد کم از کم ایک بار فوج میں کمیشن کے لئے سلیکشن بورڈ کے سامنے جانا لازمی قرار پایا۔

۱۹۷۵ء تک طلباء کو تینوں افواج میں جانے کی کھلی اجازت تھی جو طلباء بانڈ کی پابندی سے از خود آزاد ہونا چاہیں، انہیں اس عرصے کے لئے مئی ۱۹۸۶ء سے ۳۵۰ روپے ماہانہ کے حساب سے زائد فیس دینا پڑتی ہے۔ اس سے پہلے یہ رقم /۱۲۰ روپے ماہانہ تھی۔

کپڑوں اور اسٹیشنری کا الاؤنس

کے جی آر آئی ملٹری سکولز Regulations مجریہ ۱۹۳۹ء میں داخلہ کے سال کپڑوں بلکہ پوری کٹ کا الاؤنس ۸۰ روپے اور مابعد کے سالوں میں ۲۰ روپے سالانہ تھا اور اسکول/کالج خود اس رقم سے کپڑوں اور کٹ کے ساز و سامان کا بندوبست کرتا تھا۔ ۱۹۷۳ء سے یہ الاؤنس -/۴۰۰ روپے داخلے کے سال اور مابعد کے سالوں میں -/۲۰۰ روپے کر دیا گیا۔

۱۹۸۱ء سے یہ رقم علی الترتیب ۸۰۰ اور ۴۰۰ کر دی گئی۔ ۱۹۳۹ء کے ضوابط کے مطابق ہر کیڈٹ کا اسٹیشنری کا الاؤنس بارہ روپے سالانہ تھا۔

۱۹۷۳ء میں یہ الاؤنس آٹھویں، نویں اور گیارھویں کے لئے -/۱۲۰ روپے اور دسویں کے لئے -/۷۰ روپے سالانہ مقرر ہوا۔ ۱۹۸۱ء سے یہ الاؤنس علی الترتیب -/۲۰۰ روپے اور -/۱۴۰ روپے ہے۔

فیس

اسکول میں شروع ہی سے تعلیم، رہائش اور کٹ فری تھی۔ صرف کھانے (میسنگ) کے لئے ساڑھے سات روپے فیس دی جاتی تھی۔ ہر لڑکے کا سرکاری میسنگ الاؤنس گیارہ روپے ماہانہ تھا۔ جو ۱۹۳۳ء سے سوا گیارہ روپے ہو گیا تھا۔ واضح رہے کہ اس وقت سپاہی کی بنیادی تنخواہ بیس روپے ماہانہ تھی۔ یہ سلسلہ ۱۹۴۷ء بلکہ اس کے بعد ۱۹۵۵ء تک چلا۔ ۱۹۵۵ء سے آفیسرز اور سویلین کے بچوں کے لئے جو فیس کا شیڈول آیا اور جو بعض ترامیم کے ساتھ ۱۹۸۹ء میں بھی نافذ العمل تھا، یہ ہے۔

انکم گروپ ۔ ۴۵۰۰	سالانہ سے کم۔ واجب الادا فیس	۲۵ ماہانہ
انکم گروپ ۔ ۴۵۰۱ سے ۷۳۰۰	سالانہ واجب الادا فیس	۴۰ ماہانہ

انکم گروپ۔۷۳۰۱ سے۔۱۰۹۸۰ سالانہ واجب الادا فیس ۴۵ ماہانہ

انکم گروپ۔۱۰۹۸۱ سے ۱۵۷۰۰ تک۔ واجب الادا فیس ۵۰ ماہانہ

انکم گروپ۔۱۵۷۰۱ سے۔۱۹۷۰۰ تک۔واجب الادا فیس ۵۵ ماہانہ

انکم گروپ۔۱۹۷۰۱ سے۔۲۳۲۰۰ تک۔واجب الادا فیس ۶۰ ماہانہ

انکم گروپ۔۲۳۲۰۱ سے۔۲۶۲۰۰ تک۔واجب الادا فیس ۶۵ ماہانہ

انکم گروپ۔۲۶۲۰۱ سے۔۲۷۶۰۰ تک۔واجب الادا فیس ۷۰ ماہانہ

انکم گروپ۔۲۷۶۰۱ سالانہ اوراس سے اوپر۔واجب الادا فیس ۷۵ ماہانہ

فیس کی یہ شرح رعائتی Subsidised تھی۔ جونیئر کمیشنڈ آفیسرز اور ان سے کم رینک کے فوجیوں کے بچوں کے لئے ایجوکیشن فیس کی یہ شرح رعائتی Subsidised تھی۔ جونیئر کمشنڈ آفیسرز اوران سے کم رینک کے فوجیوں کے بچوں کے لئے ایجوکیشن فری رہی صرف میسنگ کے لئے پانچ روپے ماہانہ علامتی فیس لی جاتی رہی مارچ ۱۹۸۹ء میں کالج میں فیڈرل گورنمنٹ کے نامزد کردہ ۱۰ لڑکے ایسے بھی تھے جو۔/۱۹۰۵ روپے ماہانہ پوری فیس ادا کررہے تھے۔

وظائف

کالج میں تین قسم کے وظائف پرنس آف ویلز،فوجی فاؤنڈیشن اور بورڈ میرٹ اسکالرشپ رائج ہیں۔پرنس آف ویلز میرٹ اسکالرشپ جسکی مالیت ۔/۱۰۴۰ روپے سالانہ اورتعداد بارہ ہے ۱۹۲۵ء سے جاری ہے۔فوجی فاؤنڈیشن نے ۱۰۰ وظیفے کالج کے لئے مختص کررکھے ہیں۔جو ریٹائرڈ فوجیوں کے بچوں کے لئے مخصوص ہیں۔ان میں سے ہرایک کی مالیت ۱۹۸۰ء روپے سالانہ ہے۔راولپنڈی ایجوکیشن بورڈ ہر سال میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے ممتاز طلباء کو میرٹ اسکالرشپ عطا کرتا ہے۔ میرٹ اسکالرشپ کی مالیت ۔۲۴۰ روپے ماہانہ ہے۔اسی طرح جولڑ کے میڈل کا میرٹ اسکالرشپ لے کرآ ٹھویں میں داخل ہوتے ہوں وہ یہ میرٹ اسکالرشپ بھی یہاں وصول کرتے رہتے ہیں۔

امتحانی نتائج

۴۸۔۱۹۴۷ء میں ۳۹ کیڈٹس نے پی اے اسپیشل (میٹرک) کا امتحان پاس کیا اپریل ۱۹۴۹ء میں ۲۴ کیڈٹس دسویں کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔

۵۲۔۱۹۵۱ء میں ۲۷ کیڈٹس نے پی اے اسپیشل کیا۔۵۳۔۱۹۵۲ء کے سیشن میں ۴۹ لڑکوں نے فرسٹ کلاس سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن ۴۱ نے فرسٹ کلاس انگلش اور ۴۰ نے سیکنڈ کلاس انگلش کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۵۳ء میں پاکستان آرمی کے اسپیشل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن کے امتحان میں کالج کے ۱۸۶۶ محمد قربان نے اول پوزیشن لی۔۱۹۳۶ء سے پہلی بار کالج کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔آرمی سپیشل کے سال میں دوبارامتحان ہوئے تھے۔ایک اپریل اور دوسرا اکتوبر میں۔اپریل ۱۹۵۵ء کے سپیشل کے امتحان کا رزلٹ ۳ء۳۳ فیصد تھا۔اس امتحان میں ۱۹۳۳ میاں خان نے کالج میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔اکتوبر ۱۹۵۵ء کے امتحان کا رزلٹ ۲ء۶۹ فیصد تھا اور محمد مشتاق کالج میں اوّل آیا تھا۔۱۹۵۶ء کے آرمی سپیشل کے امتحان میں ۳۰۳۹ محمد قاسم نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔

۱۹۵۷ء سے کالج نے آرمی کے امتحانات کے بجائے لاہور ایجوکیشن بورڈ کے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات دینے شروع کئے (صرف ایک باراور ۱۹۵۸ء میں بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر ۱۹۳۱ عطا محمد ۲۰۵۳ شربت خان اور ۲۱۱۸ محمد اعظم نے آرمی اسپیشل کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے)۔

۱۹۵۷ء سے میٹرک اور انٹر کے نتائج

۱۹۷۵ء (میٹرک)

۱۴ کیڈٹس نے امتحان دیا۔سوفیصد رزلٹ رہا۔ ۹ فرسٹ ڈویژن اور ۵ سیکنڈ ڈویژن میں آئے۔اس امتحان میں پہلی چار پوزیشنیں ان طلباء کی تھیں۔

۱۔۲۱۳۳ نذر حسین (میجر جنرل) ۲۔۲۰۳۲ محمد یونس (کموڈور نیوی ستارۂ امتیاز)

۳۔۲۱۱۲ صغیر حسین (بریگیڈیئر)   ۴۔۲۰۴۰ سعید اختر (بریگیڈیئر)

۱۹۵۷ء (انٹرمیڈیٹ)

ایف ایس سی کا آخری امتحان کالج میں ۱۹۴۹ء میں ہوا تھا ۱۹۵۷ء سے ایف ایس سی کا امتحان دوبارہ شروع ہوا۔ اس سال لاہور بورڈ سے ایف ایس سی کا رزلٹ سو فیصد رہا۔

۱۹۵۸ء کے نتائج

میٹرک۔۱۳ لڑکوں نے امتحان دیا۔ سب پاس ہوئے۔

۲۱۵۵ عبدالغفار نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ صرف ۱۶۵۳ شاہ پال نے سائنس کا امتحان دیا تھا وہ اس میں کامیاب ہوا۔ اس سال صرف تین لڑکوں ۱۹۳۱ عطا محمد، ۲۰۵۳ شربت خان اور ۲۱۱۸ محمد اعظم نے آخری بار بی اے سپیشل کا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی۔ ایف ایس سی کا پورا امتحان ۱۳ لڑکوں نے دیا تھا۔ ۱۲ کامیاب ہوئے۔ ۲۰۳۹ محمد قاسم فرسٹ آیا۔

۱۹۵۹ء کے نتائج

میٹرک کے امتحان ۳۷ نے دیا۔ ۲۷ فرسٹ ڈویژن میں اور ۱۰ سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ سو فیصد رزلٹ رہا۔ ۲۴۷۷ نے میرٹ اسکالرشپ لیا۔

۱۹۵۹ء میں انٹر کا امتحان ۹ نے دیا۔ سب پاس ہوئے ۲۰۴۰ سعید اختر نے کالج میں فرسٹ پوزیشن لی۔

۱۹۶۰ء میں ۱۶ کیڈٹس نے ایف ایس سی کا امتحان دیا۔ سو فیصد نتیجہ رہا۔ ۲۱۵۵ عبدالغفار نے پہلی پوزیشن حاصل کی میٹرک کے امتحان میں ۵۸ میں سے ۵۰ فرسٹ اور ۸ سیکنڈ ڈویژن میں آئے۔ ۲۴۲۶ نعیم اکبر خان نے کالج میں فرسٹ ڈویژن لی۔ اور میرٹ سکالرشپ حاصل کیا۔ ۱۹۶۱ء کا میٹرک کا رزلٹ سو فیصد رہا ۵۱ میں سے ۳۷ نے فرسٹ ڈویژن اور ۱۴ نے سیکنڈ ڈویژن لی۔ یعقوب محمود کالج کے کامیاب طلباء میں فرسٹ آیا۔ انٹرمیڈیٹ میں آرٹس کا نتیجہ سو فیصد اور سائنس گروپ کا ۷۷ فیصد رہا۔ اور ۲۴۳۳ ممتاز اختر نے کالج میں پہلی پوزیشن حاصل کی ۱۹۶۲ء میٹرک کے امتحان میں ۹۳ کیڈٹس میں سے ۹۱ کامیاب ہوئے۔ ۲ کی کمپارٹمنٹ آئی۔ ۵۸ نے فرسٹ اور ۳۲ نے سیکنڈ ڈویژن لی۔ ۷ نے بورڈ کا اسکالرشپ حاصل کیا۔ محمد اقبال حسین کالج میں فرسٹ آیا۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں آرٹس کا نتیجہ سو فیصد اور سائنس کا ۸۷ فیصد رہا۔ ۳۳ کامیاب طلباء میں سے ۱۱ نے میرٹ اسکالرشپ حاصل کیا۔ ساجد احمد قریشی کالج میں فرسٹ آیا۔

میٹرک کے رزلٹ کا گوشوارہ

سال ۱۹۵۷ء	کل تعداد ۱۴۔ پاس ۱۴۔	فرسٹ ڈویژن ۹ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۵۔
سال ۱۹۵۸ء	کل تعداد ۱۳۔ پاس ۱۳	....
سال ۱۹۵۹ء	کل تعداد ۳۷۔ پاس ۳۷	فرسٹ ڈویژن ۲۷۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۰......................
سال ۱۹۶۰ء	کل تعداد ۵۸۔ پاس ۵۸	فرسٹ ڈویژن ۔۵۰۔ سیکنڈ ڈویژن ۸......................
سال ۱۹۶۱ء	کل تعداد ۵۱۔ پاس ۵۱	فرسٹ ڈویژن ۳۷۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۴......................

سال ۱۹۶۲ء کل تعداد ۹۳۔ پاس ۹۱۔ کمپارٹمنٹ ۲ فرسٹ ڈویژن ۵۸، سیکنڈ ڈویژن ۳۰، تھرڈ ڈویژن ۳ زیادہ سے زیادہ نمبر ۱۰۰۰/ ۷۵۸

سال ۱۹۶۳ء۔ کل تعداد ۴۲۔ پاس ۴۱۔ کمپارٹمنٹ ۱۔ فرسٹ ڈویژن ۳۳۔ سیکنڈ ڈویژن ۸۔ تھرڈ ڈویژن ۳۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۱۰۰۰/ ۸۵۷

سال ۱۹۶۳ء۔ کل تعداد ۴۲۔ پاس ۴۱۔ کمپارٹمنٹ ۱۔ فرسٹ ڈویژن ۳۳۔ سیکنڈ ڈویژن ۸۔ تھرڈ ڈویژن ۱۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۱۰۰۰/ ۸۵۷

سال ۱۹۶۴ء۔ کل تعداد ۴۵۔ پاس ۳۸۔ کمپارٹمنٹ ۷۔ فرسٹ ڈویژن ۱۸۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۷۔ تھرڈ ڈویژن ۳۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۱۰۰۰/ ۷۴۳

سال ۱۹۶۵ء۔ کل تعداد ۵۱۔ پاس ۴۸۔ کمپارٹمنٹ ۳۔ فرسٹ ڈویژن ۲۶۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۹۔ تھرڈ ڈویژن ۳۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۱۰۰۰/ ۷۸۶

سال ۱۹۶۶ء ۔کل تعداد ۵۸۔ پاس ۵۶۔کمپارٹمنٹ ۲۔فرسٹ ڈویژن ۳۳۔سیکنڈ ڈویژن ۲۰۔تھرڈ ڈویژن۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۰۲/۱۰۰۰

سال ۱۹۶۷ء کل تعداد۔ ۶۷۔ پاس ۶۷۔ فرسٹ ڈویژن ۳۷۔سیکنڈ ڈویژن ۲۹۔تھرڈ ڈویژن۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۶۹۳/۱۰۰۰

سال ۱۹۶۸ء۔کل تعداد ۵۰۔ پاس ۵۰۔ فرسٹ ڈویژن ۴۸۔سیکنڈ ڈویژن ۲۔زیادہ سے زیادہ ۷۳۶/۱۰۰۰

سال ۱۹۶۹ء کل تعداد ۵۶۔ پاس۔ ۵۵۔کمپارٹمنٹ۔۱ فرسٹ ڈویژن ۴۸۔سیکنڈ ڈویژن۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۶۶/۱۰۰۰

سال ۱۹۷۰ء کل تعداد ۶۷۔ پاس ۶۷۔ فرسٹ ڈویژن ۳۷۔سیکنڈ ڈویژن ۲۹۔تھرڈ ڈویژن۔۱ ۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۶۹۳/۹۰۰

سال ۱۹۷۱ء کل تعداد ۷۷۔ پاس ۷۶۔کمپارٹمنٹ ۱۔فرسٹ ڈویژن ۵۶۔سیکنڈ ڈویژن ۱۹ تھرڈ ڈویژن ۱۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۰۱/۹۰۰

سال ۱۹۷۲ء ۔کل تعداد ۶۰ ۔پاس ۶۰ ۔ فرسٹ ڈویژن ۵۷ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۳۔تھرڈ ڈویژن۔۱ ۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۴۷/۹۰۰

سال ۱۹۷۳ء ۔کل تعداد ۴۸ ۔ پاس ۴۸ فرسٹ ڈویژن ۴۷۔سیکنڈ ڈویژن۔۱۔زیادہ سے زیادہ ۷۹۹/۹۰۰

سال۔ ۱۹۷۴ء ۔کل تعداد ۵۹۔ پاس ۵۹۔ فرسٹ ڈویژن ۵۹۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۵۵ / ۹۰۰

سال ۱۹۷۵ء۔کل تعداد ۷۷۔ پاس ۷۷۔ فرسٹ ڈویژن ۷۴۔سیکنڈ ڈویژن ۳ ۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۹۷/۹۰۰

سال ۱۹۷۶ء کل تعداد ۳۰۔ پاس ۲۸ ۔کمپارٹمنٹ ۲۔فرسٹ ڈویژن ۲۱۔سیکنڈ ڈویژن ۷ ۔ تھرڈ ڈویژن۔۱ زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۹۲/۹۰۰

سال ۱۹۷۷ء کل تعداد ۶۸ ۔ پاس ۔ ۶۰ ۔ کمپارٹمنٹ ۵۔فرسٹ ڈویژن ۳۰۔سیکنڈ ڈویژن ۔ ۳۰ ۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۶۹۲/۹۰۰

سال ۱۹۷۹ء ۔ کل تعداد ۶۸۳ ۔ پاس۔ ۶۰ اے ون گریڈ ۵۰۔اے ریڈ ۱۰۔بی گریڈ ۲۔سی گریڈ۔۱ زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۴۳ / ۸۵۰

سال ۱۹۸۰ء ۔ کل تعداد ۶۸ ۔ پاس ۶۸ ۔ اے ون گریڈ ۴۸ ۔ اے گریڈ ۱۸۔بی گریڈ ۲۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۴۷/۸۵۰

سال ۱۹۸۱ء۔ کل تعداد ۷۱ ۔ پاس ۷۱ ۔ اے ون گریڈ ۶۰ ۔ اے گریڈ ۱۰۔بی گریڈ ۱۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۴۳/۸۵۰

سال ۱۹۸۲ء ۔ کل تعداد ۷۵ ۔ پاس ۷۴ ۔ اے ون گریڈ ۲۶۔اے گریڈ ۲۰۔بی گریڈ ۲۱۔سی گریڈ ۶۔ڈی گریڈ ۱۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۸۲/۸۵۰

سال ۱۹۸۳ء ۔کل تعداد ۶۵۔اے ون گریڈ ۱۱۔اے گریڈ ۳۵۔بی گریڈ ۱۹۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۸۲/۸۵۰

سال ۱۹۸۳ء۔کل تعداد ۶۵۔ پاس ۶۵۔اے ون گریڈ ۱۱۔اے گریڈ ۳۵۔بی گریڈ ۱۹۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۳۱/۸۵۰

سال ۱۹۸۴ء ۔ کل تعداد ۸۵۔اے ون گریڈ ۱۲۔اے گریڈ ۴۶ ۔بی گریڈ ۲۲ ۔ سی گریڈ ۵۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۴۱/۸۵۰

سال ۱۹۸۵ء ۔ کل تعداد ۷۴۔ پاس ۷۲۔اے ون گریڈ ۸۔اے گریڈ ۳۳ ۔بی گریڈ ۲۳۔سی گریڈ ۷ ڈی گریڈ ۱۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۳۸/۸۵۰

سال ۱۹۸۶ء ۔ کل تعداد ۱۰۴ ۔پاس ۱۰۴۔اے ون گریڈ ۳۰۔اے گریڈ ۴۳۔بی گریڈ ۲۶۔سی گریڈ ۳۔ڈی گریڈ ۲۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۷۲/۸۵۰

سال ۱۹۸۷ء ۔ کل تعداد ۹۳ ۔پاس ۹۰۔اے ون گریڈ ۱۷۔اے گریڈ ۲۶۔بی گریڈ ۲۵۔سی گریڈ ۱۷۔ڈی گریڈ ۳۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۳۹/۸۵۰

سال ۱۹۸۸ء ۔ کل تعداد ۷۴ ۔پاس ۷۴۔اے ون گریڈ ۱۴۔اے گریڈ ۳۹۔بی گریڈ ۱۰۔سی گریڈ ۸۔ڈی گریڈ ۳۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۱۸/۸۵۰

سال ۱۹۸۹ء ۔ کل تعداد ۷۵ ۔پاس ۷۲۔اے ون گریڈ/اے گریڈ ۵۴۔۔زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۸۱/۸۵۰

اس سال تین لڑکے امتحان میں نااہل قرار دیئے گئے۔

بورڈ کے امتیازات

۱۹۶۳ء میں ڈی ایس ۲۲ مسعود الحسن نوری نے سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۷۵ء میں ۳۵۲۵ امان اللہ نے بورڈ میں چھٹی پوزیشن حاصل کی۔

سال ۱۹۸۲ء ۔ میں ۴۱۷۹ سہیل اطہر چوتھے نمبر پر آئے ۱۹۸۹ء میں ۴۹۲۵ عمر صدیق نے پہلی اور محمد عامر نے چوتھی پوزیشن لینے کا اعزاز پایا۔

نوٹ: ۱۹۸۹ء کا میٹرک کا امتحان پہلا امتحان تھا۔ جو بورڈ کے احکامات کے تحت لڑکوں نے اردو میڈیم میں دیا۔اس کے بعد پھر انگلش میڈیم شروع ہوگیا۔

انٹرمیڈیٹ کے امتحانی نتائج

کالج کے آٹھ طلباء نے پرائیویٹ طور پر پنجاب یونیورسٹی سے ایف ایس سی کا امتحان پہلی بار ۱۹۴۶ء میں دیا تھا۔ پھر ۱۹۴۹ء میں صرف ایک طالب علم (۱۲۲۳اکرم ظفر) نے یہ امتحان دیا۔ اور پاس کیا۔ صورت حال یہ تھی کہ چونکہ کمیشن کے لئے آرمی اسپیشل پاس کرنا کافی تھا اس لئے جولڑ کے اسپیشل پاس کر لیتے کاغذوں میں تو فرسٹ ایئر میں کمیشن کی تیاری کرائی جاتی تھی اس کا نام بھی آرمی کلاس پڑ گیا تھا۔ دوسرا مسئلہ ایف ایس سی کے لئے ناکافی اسٹاف کا بھی تھا۔ ۱۹۵۵ء سے دوبارہ باقاعدہ ایف ایس سی کلاسز شروع ہوئیں۔ ایسا کرنے کی بھی بنیادی وجہ یہ تھی کہ کمیشن کے لئے انٹرمیڈیٹ کی شرط عائد کر دی گئی تھی۔

انٹرمیڈیٹ کے نتائج

۱۹۵۷ء سوفیصد رزلٹ رہا۔

۱۹۵۸ء ۱۳ نے امتحان دیا ۱۲ کامیاب ہوئے۔

۱۹۵۹ء ۹ نے امتحان دیا ۹ کے نو پاس سوفیصد رزلٹ رہا۔

۱۹۶۰ء ۱۶ کے ۱۶ کامیاب ہوئے سوفیصد رزلٹ رہا۔

۱۹۶۱ء کل ۱۸ نے انٹر کا امتحان دیا۔ آرٹس کا نتیجہ ۱۰۰ فیصد اور سائنس کا ۸۷ فیصد رہا۔

۱۹۶۲ء آرٹس اور سائنس گروپ میں ۴۶ نے امتحان دیا۔ آرٹس کا نتیجہ ۱۰۰ فیصد اور سائنس کا ۸۷ فیصد رہا۔ ۳۳ فیصد طلباء کامیاب ہوئے ان میں سے ۱۱ نے میرٹ اسکالرشپ لیا۔

۱۹۶۳ء کل تعداد (آرٹس) ۲۲۔ پاس ۱۸۔ کمپارٹمنٹ ۴۔ فرسٹ ڈویژن ۲۔ سیکنڈ ڈویژن ۹۔ تھرڈ ڈویژن ۷

۱۹۶۳ء کل تعداد (سائنس) ۳۳۔ پاس ۳۱۔ کمپارٹمنٹ ۲۔ فرسٹ ڈویژن ۶۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۴۔ تھرڈ ڈویژن ۱۱۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۱۰۰۰/۶۶۹

۱۹۶۴ء کل تعداد (سائنس) ۶۴۔ پاس ۴۵۔ کمپارٹمنٹ ۱۹

۱۹۶۵ء کل تعداد (سائنس) ۵۰۔ پاس ۳۱۔ کمپارٹمنٹ ۱۹

۱۹۶۶ء کل تعداد (آرٹس) ۳۰۔ پاس ۲۲۔ کمپارٹمنٹ ۸۔ فرسٹ ڈویژن ۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۵۔ تھرڈ ڈویژن ۷۔

۱۹۶۶ء کل تعداد (سائنس) ۲۶۔ پاس ۱۶۔ کمپارٹمنٹ ۱۰۔ سیکنڈ ڈویژن ۴۔ تھرڈ ڈویژن ۱۲۔

۱۹۶۷ء کل تعداد (آرٹس) ۲۲۔ پاس ۱۵۔ کمپارٹمنٹ ۷۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۱۔ تھرڈ ڈویژن ۴۔

۱۹۶۷ء کل تعداد (سائنس) ۲۹۔ پاس ۲۰۔ کمپارٹمنٹ ۹۔ فرسٹ ڈویژن ۵۔ سیکنڈ ڈویژن ۴۔ تھرڈ ڈویژن ۱

۱۹۶۸ء کل تعداد (آرٹس) ۲۷۔ پاس ۲۵۔ کمپارٹمنٹ ۲۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۷۔ تھرڈ ڈویژن ۸

۱۹۶۸ء کل تعداد (سائنس) ۳۵۔ پاس ۳۰۔ کمپارٹمنٹ ۵۔ فرسٹ ڈویژن ۵۔ سیکنڈ ڈویژن ۲۲۔ تھرڈ ڈویژن ۳۔

۱۹۶۹ء کل تعداد (آرٹس) ۱۸۔ پاس ۱۵۔ کمپارٹمنٹ ۳۔ فرسٹ ڈویژن ۱۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۰۔ تھرڈ ڈویژن ۴

۱۹۶۹ء کل تعداد (سائنس) ۳۸۔ پاس ۳۳۔ فرسٹ ڈویژن ۷۔ سیکنڈ ڈویژن ۲۳۔ تھرڈ ڈویژن ۳۔

۱۹۷۰ء کل تعداد (آرٹس) ۹۔ پاس ۹۔ فرسٹ ڈویژن ۱۔ سیکنڈ ڈویژن ۶۔ تھرڈ ڈویژن ۲

۱۹۷۰ء کل تعداد (سائنس) ۳۴۔ پاس ۲۴۔ کمپارٹمنٹ ۱۰۔ فرسٹ ڈویژن ۶۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۴۔ تھرڈ ڈویژن ۴۔ زیادہ سے زیادہ نمبر

۱۹۷۱ء کل تعداد (آرٹس) ۱۲۔ پاس ۵ کمپارٹمنٹ ۷۔ سیکنڈ ڈویژن ۳۔ تھرڈ ڈویژن ۲۔ زیادہ نمبر ۱۰۰۰/۷۰۰

۱۹۷۱ء کل تعداد (سائنس) ۳۵۔ پاس ۲۲۔ کمپارٹمنٹ ۱۳۔ فرسٹ ڈویژن ۴۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۷۔ تھرڈ ڈویژن ۱۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۱۰۰۰/۷۰۲

۱۹۷۲ء کل تعداد (آرٹس) ۱۲۔ پاس ۱۱۔ کمپارٹمنٹ ۱۔ فرسٹ ڈویژن ۔ سیکنڈ ڈویژن ۸۔ تھرڈ ڈویژن ۳۔

۱۹۷۲ء کل تعداد(سائنس)۴۷۔پاس۲۷۔ کمپارٹمنٹ۲۰۔ فرسٹ ڈویژن۸۔ سیکنڈ ڈویژن۱۶۔ تھرڈ ڈویژن۳ ۔ زیادہ سے زیادہ نمبر ۷۰۴/۱۰۰۰

۱۹۷۳ء کل تعداد (آرٹس) ۳۲ ۔ پاس ۲۹ ۔ کمپارٹمنٹ۳۔فرسٹ ڈویژن ۹ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۹ ۔ تھرڈ ڈویژن ۔ ۱

۱۹۷۴ء کل تعداد (سائنس) ۳۰ ۔ پاس ۳۰ ۔ فرسٹ ڈویژن۱۔سیکنڈ ڈویژن۲۶۔ تھرڈ ڈویژن۳ زیادہ سے زیادہ نمبر۴۴۷/۱۰۰۰

۱۹۷۵ء کل تعداد (سائنس)۶۴۔پاس۴۷۔کمپارٹمنٹ۱۷۔ فرسٹ ڈویژن۱۷ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۲۷ ۔ تھرڈ ڈویژن۲ ۔ زیادہ سے زیادہ نمبر۷۵۱/۱۰۰۰

۱۹۷۶ء کل تعداد (سائنس)۵۰ ۔ پاس۳۸ ۔ کمپارٹمنٹ۱۲ ۔ فرسٹ ڈویژن۱۳ ۔ سیکنڈ ڈویژن۲۲۔ تھرڈ ڈویژن۲ ۔زیادہ سے زیادہ نمبر۷۴۱/۱۰۰۰

۱۹۷۷ء کل تعداد(آرٹس)۵ ۔پاس ۵ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۵ ۔

۱۹۷۷ء کل تعداد(سائنس) ۴۷۔ پاس۴۱۔ کمپارٹمنٹ۶۔ فرسٹ ڈویژن۱۸۔ سیکنڈ ڈویژن۲۳۔ تھرڈ ڈویژن۔ زیادہ سے زیادہ نمبر۷۴۹/۱۰۰۰

۱۹۷۸ء کل تعداد (سائنس) ۲۷۔پاس۲۷۔ فرسٹ ڈویژن ۱۴ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۲ ۔ تھرڈ ڈویژن ۱ ۔ زیادہ سے زیادہ نمبر۷۷۰/۱۰۰۰

۱۹۷۹ء کل تعداد (آرٹس) ۲۶ ۔ پاس ۱۷ ۔ کمپارٹمنٹ ۹ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۱۱ ۔ تھرڈ ڈویژن ۶۔

۱۹۷۹ء کل تعداد(سائنس)۲۰ ۔ پاس۱۵۔کمپارٹمنٹ ۵ ۔ فرسٹ ڈویژن ۴ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۔ تھرڈ ڈویژن ۱۰ ۔زیادہ سے زیادہ نمبر۶۴۱/۱۰۰۰

۱۹۸۰ء کل تعداد (آرٹس) ۲۰ ۔ پاس ۱۷ ۔ کمپارٹمنٹ۳ ۔ سیکنڈ ڈویژن ۸ ۔ تھرڈ ڈویژن ۹۔

۱۹۸۱ء کل تعداد (سائنس) ۲۲ ۔ پاس ۱۹ ۔ کمپارٹمنٹ ۳ ۔ فرسٹ ڈویژن ۲۔ سیکنڈ ڈویژن۱۵ ۔تھرڈ ڈویژن۲۔زیادہ سے زیادہ نمبر۶۳۴/۱۰۰۰

۱۹۸۲ء کل تعداد (سائنس)۴۱۔پاس۔۲۳۔کمپارٹمنٹ۹۔فرسٹ ڈویژن۵۔سیکنڈ ڈویژن۱۶۔تھرڈ ڈویژن۱۱۔زیادہ سے زیادہ نمبر۷۴۵/۱۰۰۰

۱۹۸۳ء ، ۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۵ء انٹرمیڈیٹ کلاسز، جے سی بی کی وجہ سے معطل رہیں۔

۱۹۸۶ء کل تعداد (سائنس) ۲۲ ۔ پاس۸۔کمپارٹمنٹ۱۴۔فرسٹ ڈویژن۱۔سیکنڈ ڈویژن۶۔تھرڈ ڈویژن۱۔زیادہ سے زیادہ نمبر۷۷۳/۱۱۰۰

۱۹۸۷ء کل تعداد (سائنس)۲۰۔پاس۱۵۔گریڈ اے۵۔زیادہ سے زیادہ نمبر۷۷۷/۱۱۰۰

۱۹۸۸ء کل تعداد(سائنس) ۴۲۔پاس۴۲۔گریڈ اے ون۱۲۔گریڈ اے۱۲۔گریڈ بی۱۷۔گریڈ سی۱۔زیادہ سے زیادہ نمبر۸۷۰/۱۱۰۰

۱۹۸۹ء کل تعداد(سائنس)۳۹۔پاس۳۸۔اے ون گریڈ۹۔اے گریڈ۱۹۔بی گریڈ۸۔سی گریڈ۱۔زیادہ سے زیادہ نمبر۹۰۲/۱۱۰۰

رول آف آنر

میٹرک کے امتحان میں کالج میں فرسٹ پوزیشن پی اے اسپیشل (آرمی میٹرک)

۱۹۵۳_۵۴ء ۱۸۶۶ محمد قربان (پوری آرمی میں فرسٹ)

۱۹۵۵_۵۶ء ۱۹۳۳ میاں خان۔

۱۹۵۶_۵۵ء۔ ۲۰۳۹محمد قاسم (پوری آرمی میں فرسٹ)

۱۹۵۸_۵۹ء ۲۱۱۸ محمد اعظم

لاہور بورڈ آف ایجوکیشن

۱۹۵۷ء ۲۱۳۳ نذر حسین

۱۹۵۹ء ۲۴۳۳ ممتاز اختر ۷۰۰/۱۹۰۰

۱۹۶۱ء ۲۴۴۵ محمد یعقوب محمود

۱۹۶۳ء ڈی ایس۱۲۲ایم مسعود الحسن نوری ۸۵۷۔

۱۹۶۵ء ڈی۔ایس۳۳ توحید احمد ۶۸۷۔

۱۹۵۸ء ۔ ۲۱۵۵ عبدالغفار

۱۹۶۰ء ۔ ۲۵۲۶ نعیم اکبر

۱۹۶۲ء ۔ ۴۲۰۸ محمد اقبال حسین ۷۵۸/۱۰۰۰

۱۹۶۴ء ۲۷۶۵ شاہد سعید ۷۴۳

۱۹۶۶ء ۲۷۰۳ امیر علی خان۷۰۲

۱۹۶۷ء۔۲۸۱۹امتیاز حسین

۱۹۶۹ء ۳۱۳۸طارق فیروز خواجہ ۷۶۶۔

۱۹۷۱ء ۳۲۱۵طارق منصور ۷۰۱۔

۱۹۷۳ء ۳۳۳۴ظاہر شاہ۷۹۹۔

۱۹۷۵ء ۲۵۳۵امان اللہ۷۹۷۔

۱۹۷۷ء ۳۶۴۹ارشدالاسلام ۶۹۲۔

۱۹۷۹ء ۳۸۸۵ عزیز احمد قریشی ۷۴۳۔

۱۹۸۱ء ۴۰۸محمد امین۷۴۳۔

۱۹۸۳ء ۴۳۶۱ محمد عامر ۷۳۱۔

۱۹۸۵ء ۴۵۴۶محمد ظفر اقبال۴۳۸۔

۱۹۸۷ء ۴۷۵۱عنایت حسین۷۳۹۔

۱۹۸۹ء عمر صدیق۷۸۱۔

۱۹۶۸ء ۔ ۲۹۰۲ رضا محمد خان ۷۳۶

۱۹۷۰ء ۳۰۶۵ فاروق عزیز۶۹۳

۱۹۷۲ء ۳۲۶۱فضل عباس ۷۴۷

۱۹۷۴ء ۳۷۸۷جاوید قمر ۷۵۵

۱۹۷۶ء ۳۵۵۰اشتیاق احمد بٹ۷۹۲

۱۹۷۸ء ۳۷۵۸ندیم فضل ۸۵۰ / ۷۳۰

۱۹۸۰ء ۳۹۵۵غلام مصطفیٰ ۷۲۷

۱۹۸۲ء ۴۱۷۹ سہیل اختر صدیقی۷۸۲

۱۹۸۴ء ۴۴۰۴محمد زبیر ۷۴۱

۱۹۸۶ء ۴۶۶۴زاہد اقبال ۷۷۲

۱۹۸۸ء ۴۸۱۹خرم اعجاز۷۱۸

نوٹ: عمر صدیق نے راولپنڈی بورڈ میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔

رول آف آنر۔

(کالج میں فرسٹ پوزیشن انٹرمیڈیٹ)

۱۹۴۹ء ۱۲۲۳ محمد اکرم ظفر..........

۱۹۵۹ء ۲۰۴۰محمد سعید اختر ۵۱۶/۹۹۰

۱۹۶۱ء ۲۲۳۳ممتاز اختر ۶۳۰/۱۰۰۰۔

۱۹۶۳ء ۲۴۶۱محمد امین خان ۶۶۹/۱۰۰۰

۱۹۶۵ء ۲۵۸۴ غضنفر اعظم ۷۰۳/۱۰۰۰

۱۹۶۶ء ۲۵۹۹ سعید شاہد احمد ۶۶۴/۱۰۰۰۔

۱۹۶۸ء ۲۷۵۲ اظہر حسین ۶۵۵/۱۰۰۰۔

۱۹۷۰ء ۲۹۰۲رضا محمد خان ۷۰۰/۱۰۰۰۔

۱۹۷۲ء ۳۰۶۰صہیب محمد عبداللہ ۷۴۰/۱۰۰۰۔

۱۹۷۴ء ۳۲۶۰سید خالد ۷۴۷/۱۰۰۰۔

۱۹۷۶ء ۳۴ جاوید قمر ۷۴۱/۱۰۰۰۔

۱۹۷۸ء اختر نواز ۷۷۰/۱۰۰۰۔

۱۹۸۰ء ۳۷۵۰ طلعت کرامت ۶۳۴/۱۰۰۰۔

۱۹۸۲ء ۵۵ ڈی۔ایس۔انیس الدین علوی۷۴۳/۱۰۰۰۔

۱۹۸۷ء ۴۵۲۱ سہیل فاروق ۷۷۷/۱۱۰۰۔

۱۹۵۸ء ۲۰۳۹محمد قاسم..........

۱۹۶۰ء ۲۱۵۵عبدالغفار ۵۴۴/۹۰۰

۱۹۶۲ء ۲۳۵۲ساجد احمد قریشی ۶۳۸/۱۰۰۰

۱۹۶۵ء ۲۴۰۸محمد اقبال حسین ۶۶۱/۱۰۰۰

۱۹۶۵ء ۲۶۲۶شوکت نذیر ملک ۷۰۳/۱۰۰۰

۱۹۶۷ء ۲۶۷۵ فضل الٰہی ۷۲۷/۱۰۰۰۰

۱۹۶۹ء ۲۸۴۵ سلیم مراد آغا ۷۰۴/۱۰۰۰

۱۹۷۱ء ۳۱۳۸طارق فیروز خواجہ ۷۲۰/۱۰۰۰

۱۹۷۳ء ۳۱۹۲محمد اکبر ۷۰۶/۱۰۰۰

۱۹۷۵ء ۳۳۳۴ظاہر شاہ۷۵۱/۱۰۰۰

۱۹۷۷ء ملک رشید جیلانی ۷۴۹/۱۰۰۰

۱۹۷۹ء ممتاز حسین ۶۴۱/۱۰۰۰

۱۹۸۱ء ۳۸۹۶ فخر اسلام ۷۳۴/۱۰۰۰

۱۹۸۶ء ۴۴۰۰منوچہر ۷۷۳/۱۱۰۰

۱۹۸۸ء ۴۹۵۸شاہد اقبال ۸۷۰/۱۱۰۰

نوٹ: فیصل صدیق نے بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

تعلیمی کارکردگی کے میڈل

اگرچہ کالج میں آرمی میٹرک کا امتحان ۱۹۳۷ء سے اور لاہور ایجوکیشن بورڈ کے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۱۹۵۷ء سے ہو رہا تھا لیکن ان امتحانوں میں امتیازی کارکردگی کے لئے۔کوئی ایوارڈ یا میڈل نہ تھا۔

۱۹۶۸ء میں کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل مرتضیٰ حسین نے بورڈ کے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانوں میں کالج میں فرسٹ آنے والے طلباء کے لئے دو سلور میڈلوں کا اجراء کیا۔ایک کمانڈانٹس میڈل برائے میٹرک دوسرا کمانڈانٹس میڈل برائے انٹرمیڈیٹ کمانڈانٹس سلور میڈل برائے میٹرک کی جگہ ۱۹۸۳ء میں اختر احسن گولڈ میڈل نے لی اور ۱۹۸۶ء میں کمانڈانٹس میڈل برائے انٹرمیڈیٹ کے بجائے ڈائریکٹر جنرل آرمی ایجوکیشن گولڈ میڈل برائے انٹرمیڈیٹ رائج ہوا۔

کمانڈانٹس میڈل (برائے میٹرک)

۱۹۶۸ء ۲۹۰۲ رضا محمد خان ـ ۱۹۶۹ء ـ ۳۱۳۸ طارق فیروز خواجہ ـ ۱۹۷۰ء ـ ۳۰۶۵ فاروق عزیز۔

۱۹۷۱ء ۳۲۱۵ طارق منصور ـ ۱۹۷۲ء ـ ۳۲۶۱ فضل عباس ـ ۱۹۷۳ء ـ ۳۳۳۴ ظاہر شاہ۔

۱۹۷۴ء ۳۴۴۸ جاوید قمر ـ ۱۹۷۵ء ـ ۳۵۲۵ امان اللہ ـ ۱۹۷۶ء ـ ۳۵۵۰ اشتیاق احمد بٹ۔

۱۹۷۷ء ۳۶۴۹ ارشد الاسلام ـ ۱۹۷۸ء ـ ۳۷۵۸ ندیم فضل ـ ۱۹۷۹ء ـ ۳۸۸۵ عزیز احمد قریشی۔

۱۹۸۰ء ۳۹۵۵ غلام مصطفیٰ ـ ۱۹۸۱ء ـ ۴۰۸۱ محمد امین ـ ۱۹۸۲ء ـ ۴۱۷۹ سہیل اختر صدیقی۔

اختر حسین گولڈ میڈل

۱۹۸۳ء ۴۳۶۱ محمد عامر ـ ۱۹۸۴ء ـ ۴۴۰۴ محمد زبیر ـ ۱۹۸۵ء ـ ۴۵۴۶ محمد ظفر اقبال

۱۹۸۶ء ۴۶۶۴ زاہد اقبال ـ ۱۹۸۷ء ـ ۴۷۵۱ عنایت حسین ـ ۱۹۸۸ء ـ ۴۸۱۹ خرم اعجاز

۱۹۸۹ء عمر صدیق

کمانڈانٹس میڈل برائے انٹرمیڈیٹ

۱۹۶۸ء اظہر حسین (سائنس)، ۲۷۵۲ غلام نبی شاہ (آرٹس)

۱۹۶۹ء ۲۸۴۵ سلیم مراد آغا (سائنس)، طلعت مسعود کیانی (آرٹس)

۱۹۷۰ء ۲۹۰۲ رضا محمد خان ـ ۱۹۷۱ء ـ ۳۱۳۸ طارق فیروز خواجہ ـ ۱۹۷۲ء ـ ۳۰۶۰ صہیب محمد عبداللہ

۱۹۷۳ء ۳۱۹۲ محمد اکبر ۱۹۷۴ء ـ ۳۲۶۰ سید سعید خالد ـ ۱۹۷۵ء ـ ۳۳۳۴ ظاہر شاہ

۱۹۷۶ء ۳۴ جاوید قمر ـ ۱۹۷۷ء......ملک ارشد جیلانی ـ ۱۹۷۸ء......اختر نواز

۱۹۷۹ء ممتاز حسین ـ ۱۹۸۰ء ـ ۳۷۵۰ طلعت کرامت ـ ۱۹۸۱ء ـ ۳۸۹۶ فخر الاسلام

۱۹۸۲ء ڈی ـ ایس ۱۵۲ انیس الدین علوی

نوٹ: جے سی بی ونگ آجانے کی وجہ سے ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۵ء تک بورڈ کا انٹرمیڈیٹ کا امتحان معطل رہا۔

ڈائریکٹر جنرل آرمی ایجوکیشن گولڈ میڈل

۱۹۸۶ء ـ ۴۴۰۰ منوچہر ـ ۱۹۸۷ء ۴۵۲۱ سہیل فاروق ـ ۱۹۸۸ء ـ ۴۹۵۸ شاہد اقبال

۱۹۸۹ء ـ ۵۱۲۰ فیصل صدیق

سلیکشن بورڈ کا رزلٹ

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں فرسٹ پی ایم اے کورس کے لئے آئی ایس ایس بی سے کالج نمبر ۹۳۴ محمد اکرم اور ۱۳۶۸ سعادت علی خان منتخب ہوئے۔ پانچ ۹۰۱ رحمت اللہ محمد یاسین محمد اقبال محمد سرور، منصبدار خان کو ویٹنگ لسٹ میں رکھا گیا۔ اور دو سعد اللہ خان اور قمر زمان کو ایک ٹرم کے لئے ڈیفر کیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں ایم سی کیڈٹس میں سے ۶ تھرڈ پی ایم اے کورس کے لئے سلیکٹ ہوئے۔ اور تین بشمول ۱۳۷۱ ذوالفقار علی خان پی اے ایف کے لئے منتخب ہوئے۔ جون ۱۹۴۹ء میں پی ایم اے میں کل ۲۵ عالمگیریز زیر تربیت تھے۔

نومبر ۱۹۵۰ء میں کالج کی سلور جوبلی کے موقع پر کمانڈانٹ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ ۵۰-۱۹۴۹ء کے عرصے میں کالج کے ۶۰ کیڈٹس آرمی اور ایئر فورس کے پری کمیشن تربیتی اداروں سے وابستہ ہوئے۔ اس رپورٹ میں انہوں نے بتایا کہ جولائی ۱۹۵۰ء کی پی ایم اے پاسنگ آؤٹ پریڈ کو سی ایس یو او محمد صادق کالج نمبر ۹۹۳ نے کمان کیا۔ اسی کورس کے چار کمپنی سینئر انڈر آفیسرز میں سے تین منصبدار، خوشی محمد اور محمد صادق ملٹری کالج کے چشم و چراغ تھے۔

اسی رپورٹ میں کمانڈانٹ نے یہ اطلاع بھی دی کہ عالمگیرین محمد اشرف نے جو پاکستان ایئر فورس میں چلا گیا تھا ہولٹن (Holtin) انگلینڈ کے مقام پر باکسنگ چیمپئن شپ بھی جیتی۔

۲۴ نومبر ۱۹۵۱ء کے سالانہ رپورٹ کے مطابق نومبر ۱۹۵۰ء سے نومبر ۱۹۵۱ء تک کے عرصے میں ۱۱۱ ایم سی کیڈٹس کمیشن کی تربیت کے لئے منتخب ہوئے۔ اگلے سال ۱۹۵۲ء میں کمیشن کے ۲۱ امیدواروں میں سے ۱۵ داخلہ کے ٹیسٹ میں کامیاب ہوئے۔ اور آخر کار ان میں سے ۱۰ جے ایس پی سی ٹی ایس کے لئے۔ اور دو او ٹی ایس کے لئے منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں تیس میں سے چودہ آئی ایس ایس بی میں کامیاب ہوئے۔ ان میں سے ایک نے پاکستان نیوی جوائن کی۔ ۵۷-۱۹۵۶ء میں ۱۰ ایم سی کیڈٹس پی ایم اے گئے۔ جن میں ۱۸۶۲ رحمدل (لیفٹیننٹ جنرل) ۱۸۷۰ سلطان جہانگیر (بریگیڈیئر) 2015 طارق نظامی (میجر جنرل) ۲۰۷۹ محمد اشرف (لیفٹیننٹ جنرل) ۱۹۱۲ محمد ایوب (بریگیڈیئر) ۱۹۳۵ محمد مشتاق (بریگیڈیئر) بھی شامل تھے۔ اسی بیچ کے ۲۰۰۰ سرفراز مرزا نے مابعد پنجاب یونیورسٹی سے تاریخ میں ڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) کی اور ۲۰۸۷ محمد خان نے روسی زبان میں پی ایچ ڈی کرنے کا غیر معمولی اعزاز حاصل کیا۔

۵۹-۱۹۵۸ء میں نیوی کے لئے چھ نے درخواست دی۔ جن میں سے چار باقر علی۔ عبدالجلیل۔ عبدالحلیم اور جمیل خان۔ منتخب ہوئے۔ ۲۳ پی ایم اے کورس کے لئے بارہ میں سے نو نے آئی ایس ایس بی کلیر کیا۔ جن میں سے چار میڈیکل میں رہ گئے۔ چنانچہ صرف پانچ۔ محمد افضل محمد رفیق۔ محمد قاسم۔ اے کے ایم شمس الزمان اور رب نواز ۲۰۹۲ اس کورس میں شامل ہوئے۔ ۲۵ پی ایم اے کے لئے۔ ۶۰-۱۹۵۹ء میں نو میں سے نو نے آئی ایس ایس بی کلیئر کیا۔ ایک ۱۲۲۴ افضل حسین میڈیکل ان فٹ ہوا۔ باقی آٹھ میں سے سات ۱۹۶۱ عبدالرحیم ۲۰۴۰ سعید اختر (بریگیڈیئر)، ۲۰۶۷ محمد افسر، ۲۱۳۳ نذر حسین (میجر جنرل) ۲۱۱۲ صغیر حسین (بریگیڈیئر) اور ۲۰۶۳ حامد نواز نے اس کورس میں شرکت کی۔ ۲۰۳۲ محمد یونس (کموڈور) نے پاکستان نیوی جوائن کی۔

۶۲-۱۹۶۱ء میں پی۔ ایم۔ اے کے لئے ۲۱۶۲ محمد اقبال ۲۱۹۰ ارشد کرنا ۲۱۹۲ سلمان حیدر اور ۲۴۹۶ خالد نواز (بریگیڈیئر) منتخب ہوئے۔ اور ۱۶۷۸ عبدالعزیز (کیپٹن نیوی) کا انتخاب پاکستان نیوی کے لئے عمل میں آیا۔

۶۳-۱۹۶۲ء میں محمود اختر شاہین ۲۴۱۱ محمد اکرم، ایوب شہاب ۲۲۰۹، ۲۱۸۶ عبدالرزاق (بریگیڈیئر) ادیب انور ۲۲۱۸ محمد زمان جمشید نیازی (بریگیڈیئر) ۲۲۱۴ سردار محمد پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔ ۶۴-۱۹۶۳ کے ۲۲۱۴ کے دوران ۳۰ کیڈٹس کمیشن کی ٹریننگ کے لئے چنے گئے۔ جن میں سے ۱۸ وکیل خان آفریدی، محمد شیراز (بریگیڈیئر) احمد شاہد پرویز، حفیظ احمد ایاز، عزیز الحق مرزا، غلام سرور ذوالفقار علی شاہ (بریگیڈیئر) محمد زمان، سلطان سعود۔ نصیر عابد، محمد خالق، یعقوب محمود، عبدالمجید، حکیم خان آفریدی، منیر اختر، محمد مشتاق، محبوب سلطان اور شفیق الرحمٰن نئے تھے۔ اور بارہ۔ سردار حسن احمد۔ محمد شریف۔ خالد محمود۔ محمد اسحاق۔ محمد یامین۔ نور محمد۔ خادم حسین۔ محمد سلیم۔ نذیر احمد۔ ظفر احمد رشید ملک اور پرویز افضل پرانے تھے۔ اور ۱۹۶۴ء میں جو ایم سی کیڈٹس آئی ایس ایس بی سے سلیکٹ ہوئے انکی تعداد ۲۴ تھی۔ ۱۹۶۵ء میں یہ تعداد ۵۹ تک پہنچ گئی۔ ۱۹۶۶ء میں ۵۵ آئی ایس ایس بی سے کامیاب ہوئے۔ ۴۲ پی ایم اے ۴ پی اے ایف، ۶ پی این اور ۳ سویلین اسکالرشپ کے لئے۔ ۱۹۶۷ء میں ۴۱ پی ایم اے لانگ کورس کے لئے ۱۸ کیڈٹس منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں منتخب ہونے والے ۱۵ کیڈٹس یہ تھے۔ سجاد حیدر۔ طارق عمر۔

سعود حیدر۔ جاوید صادق جاوید۔ اسلم طاہر۔ مشتاق نواز۔ حسن فاروق۔ ظفر الحسن۔ ارشد حسین۔ خالد سعید۔ فہیم اختر۔ غلام نبی خان۔ خالد مراد۔ عماد الدین۔ طارق حمید اوران کے علاوہ فرخ گیلانی کا انتخاب سویلین اسکالرشپ اسکیم کے لئے عمل میں آیا۔ بشمول شارٹ کورسز اس سال کل ۴۰ کیڈٹس نے ملٹری اکیڈمی جوائن کی ۱۹۷۰ء میں ۴۶ اور ۴۷ پی ایم اے لانگ کورسز میں ۲۷ ایم سی کیڈٹس نے شرکت کی۔ ۱۹۷۱ء میں صرف ایم۔ جی ہاؤس سے پی ایم اے کے لئے سلیکیٹ ہونے والوں کی تعداد ۷ تھی۔ محمد اشفاق۔ خالد نسیم، امتیاز احمد، ظہور احمد شاہد احمد، سجاد احمد، ریاض احمد، کل ۵۱ کمیشن ہوئے۔ اور ۱۹۷۲ء میں ۴۳ کو یہ امتیاز حاصل ہوا۔ ۷۴۔۱۹۷۳ء میں جن ۲۴ کیڈٹس نے آئی ایس ایس بی کلیئر کیا۔ وہ یہ تھے: غلام عباس، اعظم خورشید، صلاح الدین، حامد محمود، امتیاز ایوب، ناصر محمود، شاہد وہاب راؤ، محمد اشفاق، احسان حفیظ، فرحت پرویز، ایس ایم اے کاظمی، شجاع خان، اشتیاق جوہری، جاوید اقبال اسرار حسین، مسعود اکبر، محمد اقبال، ظہیر الدین، اورنگ زیب، خالد محمود، منصور اشرف محمود غزنوی ہاؤس سے ۳ شمس الامین، جاوید رفیق، شہزاد حسین، بابر ہاؤس سے ۴ منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں پی ایم اے میں عالمگیریز کی تعداد ۳۲ تھی۔ اور نومبر ۱۹۷۵ء میں ۳۷ اور نومبر ۱۹۷۲ء میں ۷۰ کمانڈانٹ کرنل امین نے اپنی ۷۸۔۱۹۷۷ء کی سالانہ رپورٹ میں بتایا کہ اس سیشن میں ۸۳ عالمگیریز پی ایم اے لانگ کورسز میں ۳۰ جے سی بی میں اور ۶۰ لانگ کورس میں مزید ۳۰ وائی کیڈٹس تھے۔ اس طرح کل ۴۳ عالمگیریز ۷۸۔۱۹۷۷ء میں کالج نے پی ایم اے کو دیئے۔ ۷۹۔۱۹۷۸ء میں ۱۴۶ عالمگیریز پی ایم اے میں بطور جی سیز یا جے سیز زیر تربیت تھے۔

۱۹۷۶ء میں ۳۰ جے سی بی کے لئے اور ۵ پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے ۱۹۷۷ء میں ۶۰ میں سے ۳ جے سی بی میں اور ۴۶ میں سے ۱۳ پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۸ء میں ۵۷ میں سے ۲۸ جے سی بی اور ۲۷ میں سے ایک پی ایم اے کے لئے۔

۱۹۷۹ء میں ۶۳ میں سے ۲۴ جے سی بی اور ۳۲ میں سے ۱۰ پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں ۶۸ میں سے ۳۱ جے سی بی اور ۳۶ میں سے ۱۲ پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔

۱۹۸۱ء میں ۷۱ میں سے ۳۱ جے سی بی اور ۳۲ میں سے ۱۶ پی ایم اے کے لئے۔ ۱۹۸۲ء میں ۴۷ میں سے ۴۹ جے سی بی اور ۳۸ میں سے ۳ پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۳ء میں سے ۶۵ میں سے ۲۲ جے سی بی۔

۱۹۸۴ء میں ۸۵ میں سے ۴۹ جے سی بی۔ ۱۹۸۵ء میں ۷۲ میں سے ۳۵ جے سی بی

۱۹۸۶ء میں ۱۰۳ میں سے ۳۹ جے سی بی۔ ۱۹۸۷ء میں ۸۷ میں سے ۳۰ جے سی بی

۱۹۸۸ء میں ۴۷ میں سے ۳۱ جے سی بی اور ۴۲ میں سے ۱۴ پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے

۱۹۸۹ء میں میٹرک کے ۷۵% میں سے ۱۰ جسمانی طور پر ان فٹ ہوئے۔

۶۲ آئی ایس ایس بی کے سامنے گئے۔ ان میں ۳۹ فیصد سلیکٹ ہوئے۔ اور انٹر کے ۳۹ میں سے ۱۴ پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے ۱۹۷۵ء کے بعد جے سی بی کھل جانے کی وجہ سے انٹر میں یہاں کمی آنے لگی۔ اور انٹر اور آئی ایس ایس بی کا رزلٹ بے حد متاثر ہوا۔

۱۹۸۴ء میں دوبارہ فرسٹ ایئر میں داخلہ شروع ہوا۔ تو آئی ایس ایس بی کے مسترد کردہ ۱۸ لڑکے کالج میں داخل کئے گئے۔ ان میں سے سات سالانہ امتحان میں پاس ہوئے۔ اور ان سات میں سے ۳ پی ایم اے کے لئے منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں داخلہ کی شرط اے گریڈ کی گئی، ۱۹۸۷ء میں ۲۲ میں سے ۵ پی ایم اے اور ۳ او ٹی ایس کے لئے منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۸ء کا امتحانی رزلٹ ۱۹۸۶ء کے اے گریڈ داخلہ کی وجہ سے سو فیصد رہا۔ اور کمیشن کے لئے ۴۲ میں سے ۱۴ منتخب ہوئے۔ گزشتہ سالوں میں انتخاب کے غیر تسلی بخش تناسب کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تعلیم و تربیتی ترجیحات میں تبدیلی آئی اور لیڈر شپ کی تربیت پر ضروری توجہ نہیں دی جا سکی۔ اور سو فیصد رزلٹ پیدا کرنے پر ہی سارا ارتکاز رہا۔ پریفیکٹوریل سسٹم اور ہاؤس سسٹم بھی متاثر ہوا۔ ہاؤسز نے رفتہ رفتہ ہوسٹلز کی صورت اختیار کر لی۔ اور ادارہ کا پبلک سکول کریکٹر گہنا گیا۔

☆☆☆☆

☆☆☆☆

ذہنی تربیت کے مراکز اور فورم

☆ لائبریری اور ریڈنگ روم

☆ میوزیم

☆ ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل

☆ سمعی اور بصری امداد کا مرکز

☆ تعلیمی مذاکرے

☆ توسیعی لیکچرز

☆ مارننگ اسمبلی

☆ ٹیوٹوریل گروپ

☆ تعلیمی سیاحتیں

کالج لائبریری

لائبریری کسی تعلیمی ادارے کا دماغ ہوتی ہے۔اسکی (Quantitative)اور (Qualitative) ترقی کی رفتار سے اس ادارہ کی عہد بہ عہد تعلیمی و تربیتی ترجیحات کا سراغ ملتا ہے۔کسی ادارہ کے ذہنی ارتقاء کی یہ اندرونی شہادت سب سے زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ملٹری کالج جہلم (اس وقت کنگ جارج رائل انڈین ملٹری سکول) کی لائبریری کی ابتدا ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو ہوئی۔اس تاریخ کو لائبریری کے لیجر میں جن تین کتابوں کا اندراج ہوا وہ یہ تھیں۔

۱۔ پنجاب ڈسٹرکٹ گزٹیئر

۲۔ پنجاب ڈسٹرکٹ گزٹیئر

۳۔ جہلم ڈسٹرکٹ گزٹیئر

۹ مئی ۱۹۲۷ء کو لائبریری میں New Age انسائیکلوپیڈیا کی دس جلدوں کا اضافہ ہوا۔۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء کی تاریخ میں جو کتاب لائبریری کی زینت بنی اسکا نام Manual of Sanitation تھا۔۱۴ جنوری ۱۹۳۲ء کو سیریل ۱۵ میں جس کتاب کا اندراج ہوا اس کا نام English public preparatory school تھا۔ اپریل ۱۹۳۵ء میں (School Children's Dictionary) کی کئی جلدیں آئیں۔۲۴ ستمبر کو جو کتاب لائبریری میں شامل ہوئی اسکا نام الجبرا تھا۔اور سیریل ۴۲۲۔ کتابوں کی تعداد اور ان کی آمد کی رفتار سکول کی ترقی کی غماز ہے۔۱۹۳۲ء میں آرمی کے امتحانات شروع ہو گئے تھے۔۱۹۳۲ء سے آرمی اسپیشل کی با قاعدہ کلاسز کی ابتداء ہو چکی تھی۔گویا سکول کی تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ لائبریری کی کتابوں میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔شیشے کی دو الماریوں پر مشتمل یہ لائبریری اسکول سنٹرل ہال موجودہ میوزیم کے ایک گوشے کی زینت تھی۔اور ۳۶-۱۹۳۲ء کے عرصہ میں آفیسرز انچارج لائبریری ورانٹ آفیسر مسٹر ایٹن تھے۔ان کے بعد مسٹر لیوس نے لائبریری کا چارج لیا۔۱۹۴۰ء سے سکول میں سائنس کی تعلیم کا آغاز ہوا تو سکول لائبریری کی اہمیت بھی بڑھی۔۱۹۴۴ء میں سکول کو کالج بنا دیا گیا۔اور ایف ایس سی کی فرسٹ ائیر کی کلاس شروع ہوئی۔ اس سال کالج میں کچھ کالج نوگانگ کے ٹوٹنے پر وہاں سے بہت سی کتابیں آئیں اور کالج لائبریری کالج کینٹین کی لائن میں اس کچی بیرک میں منتقل ہوئی جہاں ان دنوں کانفرس روم ہے۔۱۹۴۵ء کو کالج لائبریری کا سال کہنا چاہیے۔اسی سال لائبریری کی توسیع ہوئی اور ایک ٹرینڈ لائبریرین مسٹر سرور حسین لائبریرین مقرر ہوئے اور لائبریری سے کتابیں باقاعدہ ایشو ہونے لگیں۔ڈیوی ڈیسیمل سسٹم کے تحت نئے سرے سے فہرست سازی بھی ہوئی۔کمانڈانٹ کرنل اسٹیننگ کے ایماء پر چیف انسٹرکٹر میجر ہولڈین اور مسٹر حیدری اور مسٹر بلدیو کمار ایم اے نے لائبریری کی توسیع اور تنظیم میں خصوصی کردار ادا کیا۔۱۴ جون ۱۹۴۷ء کو سیریل ۲۴۳۶ کے تحت جس کتاب کا اندراج ہوا وہ انسائیکلوپیڈیا آف بریٹینکا تھی۔

۱۲۶ کتوبر ۱۹۲۶ء کو جس لائبریری نے پنجاب ڈسٹرکٹ گزٹیئر سے اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا جب سکول بمشکل پرائمری سکول تھا۔۱۴ جون ۱۹۴۷ء کو اس کے سفر کی پہلی منزل ایک مخزن علوم پر ختم ہوئی۔اس وقت تک کالج لائبریری تمام کی تمام انگریزی کی کتابوں پر مشتمل تھی۔اردو کی صرف چند کتابیں تھیں۔جیسے سیرت خیر البشر۔ تاریخ خلافت راشدہ اور مخزن اخلاق۔آزادی کے بعد مارچ ۱۹۴۸ء کی ۲۹ تاریخ کو سیریل ۲۴۵۷ پر جس کتاب کا اندراج ہوا اسکا نام برٹش ہسٹری تھا۔اسی سال اردو کی کثیر کتابیں لائبریری میں آئیں۔اس سلسلہ کی پہلی کتاب فیروز اللغات تھی۔۱۹۵۱ء میں لائبریرین مسٹر سرور حسین نے کالج کو خیر باد کہا۔لائبریری کی ترتیب و تنظیم کے لئے انہوں نے بنیادی کام کیا۔وہ صحیح معنوں میں لائبریرین تھے۔کتابوں سے ان کا تعلق رسمی نہیں قلبی تھا۔۱۹۵۲ء میں مسٹر عبدالمجید نے ان کی جگہ لی۔مجید صاحب بھی لائبریری سائنس میں ڈپلومہ ہولڈر تھے۔

ڈیوی ڈیسیمل سسٹم پر فہرست سازی انہوں نے بھی جاری رکھی اور سال بہ سال کتابوں میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔۱۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو لیجر میں جس کتاب کا اندراج ہوا وہ Enid Blyton Poetry Book تھی۔اسکا سیریل نمبر ۵۵۵۱ تھا۔یہ وہ زمانہ ہے جب کالج پبلک سکول کے طور پر منظم کیا جا رہا تھا اور اسکی تعلیمی ترجیحات بدل رہی تھیں۔اسی ماہ کے اواخر میں لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے کالج کا چارج لیا۔گویا دربستان کھل گیا۔آئندہ چند سالوں میں کالج نے جو ہمہ جہتی ترقی کی اسکی جھلک لائبریری کی توسیع میں بھی نظر آتی ہے۔۱۹ فروری ۱۹۵۹ء کو لیجر میں جس کتاب Art of Portrait کا اندراج ہے اسکا سیریل ۱۱۲۱۹ ہے۔گویا چار سال میں تقریباً چھ ہزار نئی کتابیں لائبریری میں آئیں۔یہ ریکارڈ اضافہ ہے۔اپریل ۱۹۵۹ء میں ان کا تبادلہ ہو گیا۔اس دوران کالج نے پنجاب یونیورسٹی کے میٹرک اور

انٹرمیڈیٹ کے امتحانات لینے شروع کئے۔اور کالج میں پبلک سکول کی ذہنی اور ثقافتی سرگرمیوں کو عروج ہوا۔لائبریری کی ترقی نئی تعلیمی ترجیحات کا نتیجہ تھی۔۱۹۶۱ء میں لائبریرین مسٹر عبدالمجید کے کالج سے جانے پر ان کی جگہ نئے لائبریرین کا تقرر نہ ہو سکا۔اسسٹنٹ لائبریرین مسٹر زین العابدین ہی جو دراصل فارم لائبریرین تھے۔ ۱۹۶۸ء تک لائبریری کو چلاتے رہے جنوری ۱۹۶۴ء میں آفیسر انچارج لائبریری کا ایک نیا منصب پیدا کیا گیا۔اور مسٹر سعید راشد پہلے آفیسر انچارج لائبریری مقرر کئے گئے۔جنوری ۱۹۷۰ء میں ان کی جگہ مسٹر محمد ایوب خان کا تقرر عمل میں آیا۔۱۹۷۰ء میں نئے لائبریرین مسٹر محمد صدیق نے چارج لیا۔اور ڈیوی سسٹم پر فہرست سازی کا کام ایک بار پھر بڑی تندہی سے شروع کیا۔۱۹۶۱ء میں لائبریری کو کالج سنٹرل ہال (موجودہ میوزیم) میں منتقل کر دیا گیا۔مرکزی ریڈنگ روم یہی تھا۔

۱۹۵۹ء کے بعد لائبریری کی ترقی کی رفتار خاصی سست رہی۔۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو جو کتاب (مسلم کلچر) لیجر پر چڑھائی گئی اسکا سیریل نمبر ۴۰۹۸ تھا۔گویا تیرہ برس میں تقریباً تین ہزار کتابوں کا اضافہ ہوا۔تقریباً چھ برس کے بعد ۱۱ مئی ۱۹۷۸ء کو جس کتاب (Movement Studies) کا اندراج کاغذات میں ہوا اس کا سیریل نمبر ۱۵۸۲ تھا۔یعنی چھ برس کے عرصے میں صرف ۱۲۷۹ نئی کتابیں غریب لائبریری کے حصے میں آئیں۔اس کے بعد صورت حال کچھ بہتر ہوئی جون ۱۹۸۰ء کی دو تاریخ کو جس کتاب ''پیاسا سمندر'' کا اندراج لائبریری کے لیجر میں ہو سکا اسکا سیریل نمبر ۱۶۵۲۴ تھا۔یکم دسمبر ۱۹۸۲ء میں جنرل محمد اقبال خان نے لائبریری کی نئی عمارت کا افتتاح کیا۔انہی کی کاوشوں سے نئی لائبریری بنی تھی۔لیکن لائبریری اس سے پہلے ہی اس کشادہ عمارت میں جس کا مین ہال ۸۸ فٹ لمبا اور ۳۸ء۸ فٹ چوڑا ہے منتقل ہو چکی تھی۔نئی لائبریری میں ایک ریسرچ روم ایک لائبریری آفس ایک اسٹور اور ملحقہ باتھ روم ہے۔

جون ۱۹۸۴ء کو لائبریری میں کتابوں کی تعداد ۱۷۱۷۶ تھی۔۳۱ اگست ۱۹۸۴ء کو بریگیڈیئر عثمان شاہ نے کالج کی کمان کا چارج لیا۔۶ اگست ۱۹۸۷ء کو جب انہوں نے چارج چھوڑا ۳۱ اگست ۱۹۸۷ء کو کتابوں کی تعداد ۱۹۹۵۶ تھی۔گویا تین سال کے عرصے میں تقریباً تین ہزار کتابیں جمع ہوئیں۔جن میں سے بیشتر سائنس کی اور معلوماتی تھیں۔ان کتابوں کو خریدتے وقت طلباء کی ذہنی سطح دلچسپی اور کری کیولم سے مطابقت کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔بریگیڈیئر عثمان شاہ خود بھی بڑے علم دوست اور وسیع المطالعہ شخص تھے۔طلباء میں توسیعی مطالعہ کی عادت کو استوار کرنے کو ان کی تعلیمی ترجیحات میں فوقیت کا مقام حاصل تھا۔ان کے جانے کے بعد نئے کمانڈانٹ بریگیڈیئر نورالحق کی توجہ بھی لائبریری پر رہی اور لائبریری کی توسیع جاری رہی۔۳۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو لائبریری کے سیریل ۲۱۳۴۰ پر حسن اتفاق سے جو کتاب تھی اسکا نام بصیرت تھا۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء میں جو لائبریری ایک خشک معلوماتی کتاب پنجاب گزٹیئر سے شروع ہوئی تھی۔مارچ ۱۹۸۹ء میں اسکی منزل بصیرت تھی۔

سبحان اللہ لائبریری کی تقریباً پانچ ہزار کتابیں اس وقت تک مختلف وجوہ سے چارج آف کی جا چکی ہیں۔لائبریری میں موجود قابل مطالعہ کتابوں کی تعداد ۳۱ مارچ ۱۹۸۵ء کو ۱۶۴۵۴ تھی۔موضوع اور مضامین کے لحاظ سے ان کی تقسیم یہ تھی۔(۲۰۰۲ء تک لائبریری میں کتابوں کی تعداد ۳۰۰۰۰ ہزار تک تجاوز کر چکی ہے)

لائبریری کی کتابوں کا تجزیہ

اسلامیات ۱۲۰۲، فلسفہ و نفسیات ۴۸۶، سماجی علوم سوشل سائنسز (عام جنرل) ۴۸۷، سیاسیات ۱۵۲، طبعی علوم جنرل سائنسز (ریاضی ۳۸۸، قانون ۳۸، تعلیمات ۳۹۰، عسکریات ۴۶۷، دوسری سماجی علوم ۲۱۲، کیمسٹری ۲۲۵) دوسری سائنسز ۴۴۵، ٹیکنالوجی ۵۱۶، فائن آرٹس ۴۸۷۔

اردو ادب

شاعری ۴۶۴، افسانہ ناول فکشن ۴۸۴، بچوں کی کتابیں ۲۸۲، ادب کی دوسری اصناف ۴۵۴۔

انگریزی ادب

فکشن ۱۸۹۰، دیگر اصناف ادب ۸۲۰، بچوں کی کتابیں ۹۶۹۔

تاریخ جغرافیہ

جغرافیہ ۵۵۳، جنرل ہسٹری ۲۰۲، سوانح حیات ۵۸۴، تاریخ یورپ ۲۱۰، تاریخ ایشیاء، عام دلچسپی کی کتابیں ۲۱۰، علامہ اقبال ۳۱۰، پاکستان اور قائداعظم ۱۲۰، تازہ نئی کتابیں ۲۹۷، نوٹس وغیرہ ۱۰۵، حوالے کی کتابیں ۸۱۰، قابل استعمال، زیر تنظیم ۴۹۰۔ کل۔ ۱۵۹۶۰ ۔ لائبریری کو کمپیوٹرائز کیا گیا۔

لائبریرین

مسٹر سرور حسن ۱۹۴۵ تا ۱۹۵۱ء۔	مسٹر عبدالمجید ۱۹۵۲ تا ۱۹۶۱ء۔
مسٹر زین العابدین ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۸ء۔	مسٹر محمد صدیق ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۵ء۔
نائب صوبیدار محمد یار ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۰ء۔	صوبیدار محمد اسحاق ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۴ء۔
نائب صوبیدار محمد لقمان ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۶ء۔	صوبیدار اورنگزیب خان اے ای سی ۱۹۸۶ء تا حال۔

لائبریری آفیسرز

پروفیسر سعید راشد جنوری ۶۴ تا دسمبر ۱۹۶۹ء۔	پروفیسر محمد ایوب خان جنوری ۷۰ تا دسمبر ۱۹۷۴ء۔
کیپٹن ولی محمد جنوری ۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۸ء۔	میجر ایس ایم الیاس جنوری ۷۹ تا ۱۹۸۱ء۔
کیپٹن سید حسن امام اکتوبر ۸۱ تا ۱۹۸۳ء	پروفیسر عین الدین علوی مارچ ۸۳ تا فروری ۱۹۸۷ء۔

کیپٹن (میجر) محمد بشیر مارچ ۱۹۸۷ء تا دسمبر ۱۹۸۸ء۔ میجر صفدر علی شاہ جنوری ۱۹۸۹ء۔

دفتری

۱۔ غلام محمد، ۲۔ محمد سرور، ۳۔ محمد ایوب بیگ

ریڈنگ روم اور انفارمیشن روم

ریڈنگ روم اسکول لائبریری کے ساتھ شروع سے تھا۔ سینٹرل ہال کے درمیان میں ایک لمبی سی میز پر انگریزی کے دو اخبار اور چند میگزین پڑے رہتے تھے۔ جنگ عظیم دوم کے زمانے میں اردو کا فوجی اخبار بھی آنے لگا تھا۔ صدر دروازے کے ساتھ بڑے سائز کا ریڈیو رکھا ہوتا تھا۔ دیواروں پر شاہی خاندان کی تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ ۱۹۴۸ء میں جب کالج کو پبلک سکول کا آب و رنگ دینے کا سلسلہ شروع ہوا تو کینٹین (موجودہ کیفیٹیریا) کے سامنے کی کچی بیرک میں باقاعدہ ریڈنگ روم اور انفارمیشن روم قائم کیا گیا۔ جس میں انگریزی کے ساتھ ساتھ اردو کے اخبار میگزین اور رسالے بھی خاص تعداد میں آتے تھے۔ ۱۹۵۲ء سے ہر ہاؤس میں ریڈنگ روم اور انفارمیشن روم کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۸۹ء میں بھی یہ سلسلہ جاری تھا۔ تاہم مرکزی ریڈنگ روم اور انفارمیشن روم ۱۹۶۱ء میں کالج لائبریری سے دوبارہ منسلک کر دیا گیا۔ ۱۹۸۹ء میں بھی ایسا ہی تھا۔ یعنی اخبار میگزین رسالے اور ویڈیو کیسٹ لائبریری میں دستیاب تھے۔

پاکستان گیلری

۱۹۸۹ء میں پاکستانیات پر پاکستان گیلری بننا شروع ہو گئی تھی۔

ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل

پاکستان بننے پر کالج کے رول اور مقاصد میں جو تبدیلی آئی ان کی روشنی میں کالج کے تعلیمی و تربیتی پروگرام کی تنظیم و تشکیل نو کے لئے پہلا ریسرچ پیپر اس وقت کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس کے ایماء پر مارچ ۱۹۴۸ء میں کالج نے تیار کیا تھا۔ یہ مقالہ کمانڈانٹ میجر ایس ایف ایچ زیدی پرنس آف ویلز کالج کے سابق استاد مسٹر اقبال احمد اور ایک تجربہ کار انسٹرکٹر کیپٹن عبدالحمید ابراہیم کی کئی ہفتوں کی کوشش کا ثمر تھا۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں کالج کے پبلک سکول بننے کے اعلان کے دو سال بعد کالج کا پہلا باقاعدہ تعلیمی سیمینار جنوری ۱۹۵۴ء میں اس وقت کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے منعقد کرایا۔ دو ہفتے تک یہ سلسلہ چلا پبلک اسکول ایجوکیشن اور کالج کے حوالے سے مذاکرے ہوئے۔ مختلف تعلیمی و تربیتی موضوعات پر مقالے پڑھے گئے۔ مضامین کی کمیٹیوں نے اپنی اپنی سفارشات مرتب کیں۔ اسکے ایک عرصہ بعد مئی ۱۹۷۱ء اور نومبر دسمبر ۱۹۷۲ء میں کرنل این ڈی احمد کے دور میں ایجوکیشنل سیمیناروں کے چار سیشن ہوئے جنکی رپورٹ کالج کے میگزین تربیت ۷۳-۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی۔ گویا تعلیمی تحقیق کا کام یعنی تعلیمی و تربیتی مسائل پر غور و فکر یہاں وقفہ وقفہ سے پہلے بھی ہوتا رہا تھا۔ اس کو باقاعدہ ایک ادارہ کی شکل اگست ۱۹۷۴ء میں دی گئی جب

۲۶ اگست ۱۹۷۴ء کی شام کمانڈانٹ کرنل ظہورالحق نے ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کا افتتاح کیا۔ انہوں نے سیل کے بارے میں کہا۔

"The Cell is a bank of ideas, a form for research studies, discussions and intellectual centre".

کمانڈانٹ نے سیل کے جو مقاصد بیان کئے۔ (جو بعد میں ایک ہدایتی مراسلہ کی شکل میں جاری کئے گئے) یہ تھے۔

1. Following are the aims and objects of the Cell:
   a. To encourage the instructors to conduct studies on typical academic problems, produce articles, prepare for seminars, furnish intellectual support to colleagues/students, create a reservoir of knowledge relevant to our academic needs, and provide a philosophical basis to the existence and progressive perpetuation of the College.
   b. To study the problems of adolescence with reference to cadets' sociological background, requirement of character development, academic performance, their behaviour patterns, individual and group reactions.
   c. To provide the infra-structure for guidance and counselling of the cadets.
   d. To study examination trends, cadets' responses to the examinations, conduct new experiments, such as semester system, provide guidance to eliminate the drawbacks of the conventional system of examination and provide opportunity to the students to be able to develop and project their capabilities and attainments to the maximum.
   e. To maintain statistical data pertaining to secondary and higher secondary annual results of the College and that of other similar colleges for comparative study.
   f. To maintain data concerning annual rate of admission of the College boys to the PMA and relate the trends to the training being imparted at the College.
   g. To determine ways and means by which the process of teaching and learning in a public school could be given a scientific base and produce appropriate materials.
   h. To produce a detailed account of the history of the College in an effort to link up with the past. Chart out the graph of its progress, give an indication of the impact of various measures, adopted from time to time and as such provide an objective, vigorous outlook for the future.
   j. To keep a record of old question papers, prospectus notes on subjects produced by Chief Instructor's office and any planned home-task given to the students for vacation, rules/regulations/ instructions on matters of teaching/learning, administration, sports, extra-curricular activities and any other such materials which may be considered valuable for the purpose.
   k. To maintain College log book and preserve all available record of the past and make provision for preservation of the relevant record in the future.
   l. To preserve College magazines and any other such publications produced from time to time.
   m. To preserve the College Chronicle, and keep it up-to-date.
   n. To maintain College archives through photographs, albums, paintings, cuttings/clippings, tape recordings, movies etc.
2. The Chief Instructor will be responsible for setting up the Cell and thereafter provide it the necessary administrative and academic support. He will generally direct and guide its functioning. He will issue annual programmes of the activities of the Cell, from the year 1974-75 to start with. The annual programme will cover the period of the academic year.

3. Members of the staff will be appointed as officers incharge of various sections of the Cell. Other members of the staff who are assigned tasks or volunteer to do some research work will function in associate capacity. In fact every teacher will be encouraged to participate in its affairs so that the teachers flourish in a wholesome phase of self-improvement and in course of time the Cell develops into a full fledged viable institution of worth-while merit.

چنانچہ چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل غلام عباس کو اس پروجیکٹ کا نگران اور سیل کے مختلف شعبوں کا انتظامی سربراہ مقرر کیا گیا۔ تحقیق و تالیف کے شعبہ کے آفیسر انچارج کے طور پر پروفیسر سعید راشد کا تقرر عمل میں آیا۔ پروفیسر سعید راشد اس منصب پر جنوری ۱۹۸۸ء تک باقاعدہ طور پر اور اسکے بعد مزید ایک سال وسط ۱۹۸۹ء تک اعزازی طور پر فائز رہے۔ ستمبر ۱۹۷۴ء میں آر اینڈ ڈی سیل نے موسیٰ ہال بلاک کے پہلے کمرہ میں ضروری ساز و سامان اور ریسرچ لائبریری کے ساتھ کام کرنا شروع کیا۔

پروجیکٹ ڈائریکٹر نے ریسرچ کے جو موضوعات تجویز کئے وہ یہ تھے۔

Suggested topics for Research Articles:

1. Patterns of behaviour changes among boys from class VIII to class XII.
2. Discipline problems of Military College boys-Case-histories.
3. Nature of relationship between academics and discipline-state of the boys.
4. What is the nature of the academic problems at the College? What is the solution-a pragmatic study and approach?
5. A comparative study of the old system of mixed houses and the present system of Junior/Senior Houses - the problems which have been solved and newly-created.
6. A detailed study of two academic problems of each class/each subject.
7. Modern teaching techniques vis-a-vis instructional practices at the College.
8. Case histories of some of the very weak boys. If a few have come up, identification of the factors responsible for their recovery.
9. How patriotic our students are? Short-comings and measures to promote patriotism.
10. Correlation if any between parentage and performance of the cadets.
11. Correlation or otherwise between the entrance exam results and the subsequent results of the same cadets.
12. A discourse on the reasons for the failure/success of the house system in the College.
13. The question of weightage given to various educational activities.
14. The problem of integrating the Y/N cadets in the College life.
15. Devising ways and means for the training of the promising prefects.
16. A survey of manners, behaviour patterns.
17. A survey of the performance of our bright boys. Is it commensurate with their capacity? Pinpointing the factors responsible for the performance gap.
18. A discourse on the house system; the mechanics of public school life.

ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سیل کی سال بہ سال کارکردگی یہ تھی۔ ۷۵-۱۹۷۴ء ریسرچ سیل کے زیر اہتمام پہلا تاریخی کام یہ ہوا کہ مشہور شاعر جناب جعفر طاہر کو کالج کا نیا ترانہ لکھنے کی دعوت دی گئی۔

ملٹری کالج جہلم زندہ تابندہ پائندہ باد

چھ بندوں پر مشتمل اس ترانے کی دھن آرمی اسکول آف میوزک کے کمانڈانٹ ایک عالمگیرین میجر قمر زمان کے تعاون سے تیار ہوئی۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں ہی کالج میں سمیسٹر سسٹم رائج ہوا اس سلسلہ میں کمانڈانٹ کا ڈرافٹ کیا ہوا سیل کے زیر اہتمام ایک ورکنگ پیپر بعنوان۔

"A scheme to introduce the semester system at the Military College Jhelum"

شائع ہوا اس پیپر کے آخر میں کیڈٹس کی رپورٹ لکھنے کے لئے ایک ڈیولپمنٹ فولیو بھی بنا کر شامل کیا گیا تھا۔

۷۶-۱۹۷۵ء اس سیشن کے شروع میں آر اینڈ ڈی سیل نے امتحانات پر سرگودھا ایجوکیشن بورڈ کا اسپانسر کیا ہوا ایک ریسرچ پروجیکٹ مکمل کیا۔ ریسرچ پروجیکٹ کا موضوع یہ تھا۔

(a) Classroom testing practice in secondary schools.

(b) Teachers' interest in changing the classroom testing practices.

(c) Profile of examination malpractices in external board examinations.

کالج کے اساتذہ کی ایک ٹیم نے دو ماہ تک اس پروجیکٹ پر کام کیا۔ ریسرچ سوالنامے کے ۱۷ جوابوں اور انٹرویوز کا تجزیہ کر کے آفیسر انچارج پروفیسر سعید راشد نے ریسرچ رپورٹ مرتب کی۔ اس سال نومبر ۱۹۷۵ء میں گولڈن جوبلی کے موقع پر ریسرچ سیل نے کالج ترانے کی ڈسک اور ۶۰ صفحے کی کالج کی ایک مختصر تاریخ Fifty years of Military College کے نام سے شائع کی۔ اسکو کالج کے ایک سینیئر استاد مسٹر ایوب خان نے مرتب کیا تھا۔ اسی موقع پر سیل نے پروفیسر سعید راشد کی دو کتابیں "From School to College and Steps towards Maturity" بھی شائع کیں۔ اور ایک بروشر امتحانات پر اور ایک سوالنامہ۔

"Questionnaire to determine teachers and parents' attitudes to developmental problems".

تیار کیا۔

۷۷-۱۹۷۶ء

اس سال سیل کے زیر اہتمام کیپٹن سرفراز حسین اور کیپٹن بشیر احمد مرزا نے دو ریسرچ پیپرز پڑھے۔ مسٹر سعید راشد نے ایک مقالہ اردو میں ''معاشرہ میں استاد کا مقام'' اور ایک پیپر انگریزی میں "Some aspects of the concept of commitment" لکھا۔

دسمبر ۱۹۷۶ء میں قائداعظم کی پیدائش کی صد سالہ تقریبات پر سیل کے زیر اہتمام پروفیسر سعید راشد نے قائداعظم پر ایک کتاب ''حیات قائداعظم'' مرتب کی جو بعد میں آرمی ایجوکیشن پریس نے شائع کی۔ اس کے علاوہ سیل نے دو بروشر بعنوان۔

1. How to Read Better and Faster.
2. An Orientation Course for Prefects.

بھی تیار کئے۔

۷۸-۱۹۷۷ء

اس سال اقبال کی ولادت کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر سیل کے زیر اہتمام پروفیسر سعید راشد نے ایک کتاب ''تذکرۂ اقبال'' مرتب کی جو آرمی ایجوکیشن پریس نے شائع کی۔

۷۹-۱۹۷۸ء

سیل کے لئے پروفیسر سعید راشد نے تین ریسرچ پیپرز مرتب کئے۔

1. Psychology of Adolescent Smoking.
2. Problems of Adolescence at a Public School.
3. Studies in Public School Education.

۸۰-۱۹۷۹ء

اس سال سیل کے زیر اہتمام پروفیسر سعید راشد نے دو کتابیں۔

1. Learning to Lead.
2. Living with Leadership.

مرتب کیں جنہیں آرمی ایجوکیشن پریس نے شائع کیا۔

۱۹۸۰-۸۱ء

اس سال سیل کے آفیسر ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد نے کالج کے شہیدوں پر اپنا تحقیقی پروجیکٹ مکمل کیا اور کالج کے شہیدوں پر تین کتابیں

۱۔ تذکرہ شہداء۔

۲۔ میجر اکرم شہید نشان حیدر۔

۳۔ لیپا ویلی کا ہیرو حق نواز کیانی شہید ستارہ جرأت۔

مرتب کیں۔جنہیں صدر عالمگیرینز ایسوسی ایشن اور ڈی سی او اے ایس جنرل محمد اقبال خان کے ایماء پر آرمی ایجوکیشن پریس نے طبع کیا۔

۱۹۸۱-۸۲ء

سیل نے دو بروشر 'Learning to Think' (with exercises in thinking in Urdu) and 'Learning to Learn' مرتب کئے کالج کے جنگی اعزازات یافتہ غازیوں پر کتاب ''جرأتوں کے نشان'' پر کام جاری رہا۔اور ''کردار کی کرنیں'' شائع ہوئی۔

۱۹۸۲-۸۳ء

پروفیسر سعید راشد نے ''گفتار و کردار قائداعظم'' مرتب کی اور آٹھویں درجہ کے طلباء کے لئے ایک Guidance folio شائع کیا۔انگریزی کا نصاب A special English course for class VIII اور پروفیسر عین الدین علوی کے تعاون سے (Spoken English) سیریز ایک کتابچہ مرتب کیا گیا۔

۱۹۸۳-۸۴ء

اسکول کلاسز کی اقداری راہنمائی اور پاکستانیت کا جذبہ ابھارنے کے لئے ایک کتاب ''شاد باد منزل مراد'' مرتب کی گئی۔

۱۹۸۴-۸۵ء

کالج کے ۴۲ اعزاز یافتہ غازیوں پر پروفیسر سعید راشد کی مرتب کردہ کتاب ''جرأتوں کے نشاں'' صدر پاکستان جناب محمد ضیاء الحق کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہوئی۔

۱۹۸۵-۸۶ء

کالج کے ایک سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد رفیق پر کتاب ''کردار ساز'' شائع کی گئی اور کلام اقبال کا ایک مختصر انتخاب مرتب کیا گیا۔

۱۹۸۶-۸۷ء

سیل کے زیر اہتمام پروفیسر سعید راشد کی مرتب کی ہوئی کالج کی تاریخ کی پہلی جلد ''داستان علم و عمل'' کے نام سے عالمگیرینز ایسوسی ایشن نے شائع کی۔ ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر وی سی او اے ایس جنرل کے ایم عارف نے کتاب کا افتتاح کیا۔

۱۹۸۷-۸۸ء

کالج کے ایک بہت سینیئر استاد پروفیسر عین الدین علوی مرحوم کی یاد میں علوی نامہ شائع کیا گیا۔اور مکالمات اقبال کی تالیف پایۂ تکمیل کو پہنچی۔اس سال سیل نے کیپٹن ریاض احمد انجم کا مرتب کیا ہوا اردو و انگریزی کی تقریروں کا ایک مجموعہ ''حروف ناطق'' کے نام سے شائع کیا۔

۱۹۸۸-۸۹ء

(Living with Leadership) کا نظر ثانی شدہ نیا ایڈیشن جنرل کے ایم عارف کے پیش لفظ اور Learning to Lead کا نیا ایڈیشن لیفٹیننٹ

جنرل آر ڈی بھٹی کے پیش لفظ کے ساتھ شائع ہوا۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۸۷ء تک کے کالج کے اسٹاف پر ایک کتاب ان کے کردار کے حوالے سے ''چراغوں کی قطار'' کے نام سے پروفیسر سعید راشد نے مرتب کی۔ مزید برآں کالج کی تاریخ کی دوسری جلد ''داستان علم و عمل'' کا مسودہ مکمل ہوا۔

۱۹۸۹ء میں میجر ڈاکٹر عبدالواحد نے سیل کے نئے آفیسر انچارج کے طور پر چارج لیا۔

کالج میوزیم

سکول میں شروع سے میوزیم کا تصور موجود تھا۔ سکول سینٹرل ہال (موجودہ کالج میوزیم) میں ایک شیشے کی الماری میں پتھر، سکے، فاسلز (Fossils) ایسے نوادرات رکھے گئے تھے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد نئی لیبارٹری میں تعلیمی مقاصد کے لئے ایک سائنس میوزیم قائم کیا گیا تھا جسکے نگران مسٹر مظہر علی خان تھے۔ اس میں بیالوجی کے نوادرات زیادہ تھے لیکن کوئی باقاعدہ کالج میوزیم نہ تھا۔ اگست ۱۹۷۴ء میں جب ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل قائم کیا گیا۔ تو اسکے مقاصد تاسیس میں ایک مقصد یہ بھی تھا۔

"To maintain College archives through photographs, albums, paintings, cuttings/clippings, tapes and movies, and to preserve College magazines and other such publications produced from time to time"

چنانچہ آر اینڈ ڈی سیل کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد نے پرانے کالج میگزین کمانڈانٹس کے فوٹوگرافس اور پرانے اسٹینڈنگ آرڈرز ریگولیشنز وغیرہ سیل میں جمع کرنے شروع کئے۔ ۱۹۷۵ء میں پہلی بار گولڈن جوبلی کے موقع پر اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی جنرل باڈی کی میٹنگ میں کالج میوزیم قائم کرنے کی تجویز زیر غور آئی تھی۔ کالج میوزیم کی باقاعدہ ابتداء اکتوبر ۱۹۷۹ء میں اولڈ بوائز کی تیسری ری یونین کے موقع پر ہوئی۔ جب اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے نئے صدر لیفٹیننٹ جنرل (بعد میں جنرل) محمد اقبال خان ڈپٹی چیف آف دی آرمی سٹاف نے ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ کی صدارت کرتے ہوئے کالج میوزیم قائم کرنے کا اعلان کیا اور اس کے لئے ابتدائی گرانٹ کے طور پر دس ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ اس طرح کالج میوزیم ریسرچ سیل میں پہلے سے جمع شدہ میٹریل اور اولڈ بوائز کے کالج سے متعلق نوادرات کے عطیہ سے سائنس لیبارٹری کے پیچھے کے کمرہ میں شروع ہوا۔ ۸۲-۱۹۸۱ء میں جب کالج لائبریری کی نئی عمارت میں منتقلی ہوئی تو کالج میوزیم اس ہال میں شفٹ کر دیا گیا۔ اسکی تاسیس میں جنرل محمد اقبال خان صدر عالمگیر ینز ایسوسی ایشن نے خصوصی دلچسپی لی۔ اسکی توسیع جاری رہی۔ کالج میوزیم میں کالج کی تاریخ کے بہت سے نوادرات محفوظ ہیں۔ میوزیم کے پہلے نگران ۸۷-۱۹۷۹ء کے عرصے میں پروفیسر عین الدین علوی تھے۔

سیمینار

آزادی کے بعد کالج کے نئے مقصد کو (کہ اسے پی ایم اے کو فیڈ کرنے کے لئے آفیسر سازی کا گہوارہ بنایا جائے) بطریق احسن پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کالج کے کری کیولم اور طریق تعلیم و تربیت پر غور و فکر کا آغاز کمانڈر انچیف جنرل سر گریسی ڈگلس کے ایماء پر فروری ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ اس مسئلہ پر سوچ بچار کرنے کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی اس میں کمانڈانٹ میجر ایس ایف ایچ زیدی، چیف انسٹرکٹر کیپٹن محمد وزیر خان ملک کے علاوہ دو انسٹرکٹرز مسٹر اقبال احمد اور کیپٹن عبدالحمید ابراہیم بھی تھے۔ اس کمیٹی کی میٹنگوں یا غیر رسمی سیمینار کے بحث و مباحث پر مبنی کالج کی تعمیر نو پر ایک مبسوط پیپر مارچ ۱۹۴۸ء میں جی ایچ کیو کو بھیجا گیا۔ اسی ورکنگ پیپر کے نتیجہ میں کالج کے کری کیولم کی بنیادی توسیع کے لئے ضروری اقدامات کئے گئے۔ جس میں مختلف سوسائٹیز، کلبوں، تعلیمی سیاحتوں اور توسیعی لیکچروں کا پروگرام شامل تھا لیکن معروف معنوں میں کالج کے پہلے تعلیمی سیمینار کا انعقاد نومبر ۱۹۵۵ء میں ہوا۔ جس کے دو دور ہوئے۔ پہلے دور میں جسکا افتتاح کمانڈانٹ کرنل رفیق نے مروجہ نظام تعلیم کے جائزہ سے کیا تعلیمی موضوعات پر انسٹرکٹرز نے پیپرز پڑھے۔ مسٹر عین الدین علوی نے اقبال کے تعلیمی تصورات پر اپنا مقالہ پڑھا۔ قاضی حامد علی نے کالج کے پبلک سکول کے حوالے سے Education for creative citizenship کے موضوع پر اپنا پیپر بحث کے لئے پیش کیا کیپٹن این ڈی حسن نے Examinations کو اظہار خیال کا مرکز بنایا۔ کیپٹن این ڈی احمد نے پبلک سکولوں کے Prefectorial System پر اپنا پیپر پڑھا۔ یہ مقالہ ۵۷-۱۹۵۶ء کے تربیت میں بھی شائع ہوا۔ مسٹر سعید راشد نے Gifted Children کے تعلیمی و تربیتی چیلنجوں اور مسائل کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا تھا۔

سیمینار کے دوسرے دور میں کالج کے تعلیمی مسائل پر غور کرنے کے لئے ہر مضمون کے حوالے سے ذیلی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ تا کہ وہ ہر مضمون سے متعلق مسائل پر غور کریں اور بہتری کے لئے سفارشات مرتب کریں۔ ان تمام رپورٹوں اور سفارشات کے چیدہ چیدہ نکات پر غور کرنے کے لئے ایک بار عام سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں سارے سٹاف نے شرکت کی۔ ۱۹۵۸ء کے اواخر میں شریف ایجوکیشن کمیشن کے سوالنامے پر غور کرنے کے لئے ایک بار عام سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں تمام سٹاف نے شرکت کی۔ ہر سوال پر غور ہوا اور اسکے جواب کے نکات نوٹ کئے گئے۔ یہ سیمینار تین دن چلا۔ رات کے ڈنر کے بعد اجلاس شروع ہوتا تھا اور تقریباً صبح ہو جاتی تھی۔ کالج کی طرف سے جو سفارشات بھیجی گئیں ان کا لب لباب یہ تھا کہ نیا پاکستان تعلیم کے حوالے سے پیدا ہوتا ہے اس لئے Value orientated creative education کو پہلی ترجیح بنایا جائے اور تعلیمی ترقی کی بنیاد پرائمری ایجوکیشن کو بنایا جائے۔ ایک سفارش یہ تھی کہ پبلک سکولوں میں داخلے کے نظم کو منصفانہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ Preparatory سکول کھولے جائیں اور ان میں داخلے کے لئے انگریزی کو داخلے کی بنیاد نہ بنایا جائے۔ مزید یہ کہ پبلک سکولوں کو پاکستانی بنایا جائے۔ کالج کا اگلا سیمینار انگلش پبلک سکول سسٹم پر تین نشستوں میں ۲۸ مئی، ۸ اور ۹ جون ۱۹۷۱ء کو منعقد ہوا۔ کمانڈانٹ کرنل این ڈی احمد نے اپنے افتتاحی خطبے میں پاکستان کے حوالے سے پبلک سکول سسٹم پر اظہار خیال کیا۔ (کمانڈانٹ کا یہ لیکچر ۷۱-۱۹۷۰ء کے تربیت میں Public Schools in Pakistan کے عنوان سے صفحہ ۳۵ پر شائع ہوا)۔ ۸ جون ۱۹۷۱ء کے دوسرے سیشن میں تین مقالے پڑھے گئے۔ میجر سید محمد الیاس کے مقالے کا عنوان تھا۔

"Finances in English Public Schools"

میجر غلام عباس نے "Future of English Public School" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ نوجوان کیپٹن محمد طفیل نے اپنی تحقیق کے لئے جو موضوع کا انتخاب کیا اسکا عنوان تھا۔

"Girls Public Schools in England"

اس سیمینار کا آخری اجلاس ۹ جون کو کانفرنس روم میں ہوا۔ اس سیشن میں چار مقالے پڑھے گئے۔ اور پہلے دو سیشنوں کی طرح سوال جواب پر ختم ہوا۔ کیپٹن (اب بریگیڈیئر) افتخار عالم کے پرمغز مقالے کا عنوان تھا۔

"Leadership Training in Public Schools"

مسٹر ایوب خان نے "Religious Education in English Public School" کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ مسٹر عین الدین علوی نے ایک ہی اہم پہلو پر سیر حاصل بحث کی۔

"Role of Housemasters and Masters"

اس سیشن کا آخری مقالہ مسٹر سعید راشد کا تھا۔

"Afternoon Occupations in English Public Schools"

ان تمام مقالوں کے اہم نکات ۷۳-۱۹۷۲ء کے تربیت میں صفحہ ۶۵ سے ۶۹ تک شائع ہوئے۔ اس سیمینار کے آخر میں یہ تجویز ہوا کہ نہ صرف تعلیمی سیمیناروں کے سلسلہ کو جاری رکھا جائے۔ بلکہ کالج کی تربیت کے دوسروں پہلوؤں پر غور و فکر تبصرہ تجزیہ کیا جائے۔ چنانچہ جون ۱۹۷۲ء کی ۱۷-۱۸ اور ۱۹ تاریخ کو کالج اسپورٹس کے مسائل، کوچنگ، ریفرنگ پر ایک سپورٹس سیمینار کا انعقاد عمل میں آیا۔ لیفٹیننٹ کرنل سلیمی، میجر نواب دین اور کیپٹن محمد طفیل نے اسپورٹس کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی۔ اس سیمینار میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہوئی کہ انٹر ہاؤس سپورٹس مقابلوں پر بیشک کم زور دیا جائے۔ لیکن بغیر ضروری تربیت کے محض خانہ پری کرنے کے لئے مقابلے منعقد کئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ مقابلوں کو پروفیشنلزم کی قباحتوں سے بچایا جائے۔ مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ لڑکوں کو حصہ لینے کے اصول کے تحت ایک کھلاڑی کو صرف ایک مقابلہ کے کھیل میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔ اور ہر مقابلہ کی کم از کم اے اور بی دو ٹیمیں ہوں۔ تیسری سفارش یہ تھی کہ انٹر ہاؤس مقابلوں کو تمام سال پر پھیلا دیا جائے۔ مسٹر علوی کا نکتہ یہ تھا کہ اسپورٹس کردار کی تعمیر کا ذریعہ ہیں تخریب کا نہیں۔ چنانچہ اسپورٹس میں سپرٹ کے جذبہ کیلئے باہر کے اداروں سے مقابلوں کو برقرار رکھا جائے۔ کمانڈانٹ نے کہا۔ بہتر ہے اسٹاف لڑکوں کے ساتھ کھیلیں یا کم از کم ریفرنگ کریں اس مقصد کے لئے ایک ریفرنگ کورس شروع کیا گیا۔ نومبر دسمبر ۱۹۷۲ء کا تعلیمی سیمینار وہ آخری تحفہ تھا جو کمانڈانٹ کرنل این ڈی احمد نے کالج کو دیا۔ اس کے چار سیشن ہوئے۔ جمعہ ۲۴ نومبر کی شب چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم سلیمی کی افتتاحی تقریر کے بعد کمانڈانٹ کرنل نیاز الدین احمد نے

"Practical hints for effective teaching in a residential school."

کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس سیشن کا دوسرا مقالہ میجر محمد بشیر (چچا) نے پڑھا۔ عنوان تھا۔

"Stages of a lesson"

سیمینار کا دوسرا سیشن یکم دسمبر ۱۹۷۲ء کی شب ہوا۔ پہلا مقالہ چیف انسٹرکٹر لیفٹیننٹ کرنل ایم اے سلیمی کا تھا۔ بعنوان

"Behaviour patterns of the adolescent"

کمانڈانٹ کرنل احمد نے اپنی گفتگو کا موضوع Hints on teachers moral کو بنایا سیمینار کا تیسرا سیشن جمعہ ۸ دسمبر ۱۹۷۲ء کو منعقد کیا گیا۔ اس میں مسٹر محمد مشتاق نے Motivation پر سیر حاصل گفتگو کی۔ آخر میں تبصرہ کمانڈانٹ نے کیا۔ چوتھے سیشن میں پروفیسر عین الدین علوی نے اپنا تصنیفی اور تجزیاتی مقالہ دو حصوں میں پڑھا عنوان تھا۔

"Indifference to study among our cadets"

دوسرے حصے میں عملی تجاویز تھیں۔ اس مقالے پر تبصرہ کے بعد کمانڈانٹ نے پورے سیمینار پر تبصرہ کیا۔ اس پورے سیمینار کی روداد، اور مقالوں کے نکات ۷۳-۱۹۷۲ء کے تربیت میں صفحہ ۶۹ سے لے کر ۷۳ تک شائع ہوئے۔ کمانڈانٹ کے اختتامی خطاب کے نکات یہ تھے۔

"Measures conducive to study being taken step by step, our limitations. Psychology, to be supplemented with psycho-scientific teachnique. A factual, analytical, realistic approach based on concrete data for dealing with peculiar problems, of course within the frame-work of our Islamic ideology. Most realistic and bold thinking is required".

اکتوبر ۱۹۷۳ء میں احمد صاحب کا تبادلہ ہو گیا اور سیمینار کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا تعلیمی و تربیتی موضوعات پر تحقیق تدبر اور تفکر کو ایک ادارہ کی شکل دینے کے لئے اکتوبر ۱۹۷۴ء میں کرنل ظہور الحق نے کالج میں ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سیل کی بنیاد ڈالی۔ اس کے زیر اہتمام ۷۵-۱۹۷۴ء میں دو توسیعی لیکچرز کالج کے اساتذہ نے اور دو باہر کے دو ممتاز اسکالرز، کے کے عزیز اور پروفیسر صدیق کلیم نے بھی دیئے لیکن صحیح معنوں میں تعلیمی سیمینار کالج کی تاریخ کے زیر تبصرہ زمانہ مارچ ۱۹۸۹ء تک منعقد نہیں ہوا۔ مسئلہ وہی ایڈھاک ازم، روایتوں اور اداروں کا مستحکم نہ ہونا رہا۔ کسی پالیسی کو قرار نہیں رہا۔ کمانڈانٹ کے بدلتے ہی ترجیحات بدل جاتی رہیں۔ نئے پھول پتے ضرور سامنے آئے لیکن پرانے برگد کے پیڑ سوکھ گئے اور انہیں کسی نے پانی نہ دیا۔

توسیعی لیکچرز

چھوٹے موٹے توسیعی لیکچرز کا سلسلہ تو کالج میں شروع سے تھا۔ ۱۹۲۸ء میں صوبیدار ولایت شاہ نے سلائڈ کے ساتھ ایک لیکچر سرسید پر سینٹرل ہال میں دیا تھا۔ یہ ایک لیکچر تو ریکارڈ پر ہے اور بھی ہوئے ہونگے۔ ۱۹۳۵ء میں جارج پنجم کی سلور جوبلی کی تقریبات میں اسکول کی طرف سے صوبیدار ولایت شاہ صاحب ہی نے شرکت کی تھی۔ واپسی پر انہوں نے اپنے تجربات و تاثرات پر ایک لیکچر دیا اور ایک نظم بھی سنائی اسٹیبنگ کے دور میں جو وی آئی پی مہمان آتے تھے کمانڈانٹ اکثر ان سے لیکچر بھی دلواتے تھے۔ خصوصاً جنرل آکنلک تواتر سے کالج میں آتے تھے اور لڑکوں کو ایڈریس کرتے تھے۔ فروری ۱۹۴۸ء سے کالج کو پبلک سکول کا آب ورنگ دینے کی جدوجہد شروع کی گئی تو توسیعی لیکچرز کو کری کیولم کا حصہ بنایا گیا۔

اکتوبر ۱۹۴۸ء میں ایڈجوٹینٹ میجر جنرل این اے ایم رضا نے طلباء کو سینٹرل ہال میں ایڈریس کیا۔ ۱۱ جنوری ۱۹۴۹ء کو وزیر خزانہ غلام محمد نے کیڈٹس سے خطاب کیا۔ ستمبر ۱۹۴۹ء کو کمانڈانٹ پی ایم اے بریگیڈیئر ایف ایچ بی انگل نے لیڈر شپ کے موضوع پر لیکچر دیا۔ ۱۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو قومی ترانہ کے خالق اور شاہنامہ اسلام کے مصنف شاعر جناب حفیظ جالندھری نے طلباء سے خطاب فرمایا۔ ۱۴ فروری کو فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک نے اور ۲۰ فروری کو وزیر تعلیم عزت مآب فضل الرحمان نے کیڈٹس کو ایڈریس کیا۔ (ان خطابات کی تفصیل متعلقہ باب میں مذکور ہے)۔

فروری ۱۹۵۱ء میں انجمن ریاضی کے زیر اہتمام ریاضی کے استاد میاں محمد شریف نے جو توسیعی لیکچر دیا اسکا عنوان تھا۔

"Statistics and cost of living"

دسمبر ۱۹۵۱ء میں مسٹر سعید راشد نے زندگی میں آرٹ اور کلچر

"The place of art and culture in life"

کے موضوع پر سنٹرل ہال میں لیکچر دیا۔ جس کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ فروری ۱۹۵۳ء میں کیپٹن محمد شفیع نے اپنے مشرق وسطیٰ کے دورے پر سلائڈز کی مدد سے لیکچر دیا۔ نومبر ۱۹۵۵ء کی ایک میٹنگ میں ایک اولڈ بوائے میجر مولا بخش کالج نمبر ۵۳ نے جاپان میں جنگی قیدی کی حیثیت سے اپنے تجربات اور مشاہدات پر گفتگو کی۔ فروری ۱۹۵۲ء میں مسٹر حمید گیم وارڈن کینیا نے شکاریات پر ایک دلچسپ اور معلوماتی لیکچر دیا۔ مئی/اپریل ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر علاء الدین صدیقی نے ''اسلام کیا ہے'' کے موضوع پر انگریزی میں خطاب کیا۔ اوائل اکتوبر ۱۹۵۸ء میں پہلی خلائی پرواز روسی خلائی جہاز اسپٹنک ون کی تھی۔ اسپٹنک ون کے حوالے سے لیفٹیننٹ عبدالمجیب نے خلائی پرواز کے موضوع پر کالج ہال میں ایک پرمغز اور دلچسپ لیکچر دیا۔ ستمبر ۱۹۵۷ء میں ایک اولڈ بوائے میجر عثمان علی خان جو پی آئی ڈی سی کے ایک اہم کارکن تھے۔ پی آئی ڈی سی کی تاریخ اور کارکردگی پر لیکچر دیا۔ ۳ جون ۱۹۶۳ء کو کلائمبرز کلب آف پاکستان کے مبارک علی شاہ نے کلب کے حوالے سے آؤٹ ورڈ باؤنڈ سرگرمیوں کی افادیت اور ضرورت اور ان کی کردار سازی کی قدر و قیمت پر روشنی ڈالی بعد میں انہوں نے کالج کے کوہ پیمائی کے کلب کے ارکان کو ترکی کی پہاڑیوں میں عملی تربیت بھی دی۔

۱۶ ستمبر ۱۹۶۶ء کو بریگیڈیئر گلزار احمد نے موسیٰ ہال میں جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء پر لیکچر دیا۔ اس جنگ میں جذبہ ایمانی کی ایمان افروز مثالوں کے حوالے سے وضاحت کی کہ بے تیغ لڑنے کا مفہوم کیا ہے۔ ۱۸ اگست ۱۹۶۷ء کو لیفٹیننٹ کرنل حق نواز کیانی ستارۂ جرأت نے شیر شاہ ہاؤس کے آڈیٹوریم میں جہاد کشمیر میں اپنی ۱۹ اے کے رجمنٹ کے کمانڈو آپریشنز کے ولولہ انگیز واقعات سنائے۔ شیر شاہ ہاؤس کے آڈیٹوریم میں فروری ۱۹۶۸ء میں لیفٹیننٹ کرنل رشید احمد کیانی نے اور اپریل ۱۹۶۹ء میں لیفٹیننٹ کرنل راجہ اصغر علی نے اپنے اپنے ستارۂ جرأت کی کارروائیوں پر لیکچر دیئے۔ اپریل ۱۹۶۸ء میں کالج یونین کے زیر اہتمام یوم اقبال کی تقریب کی صدارت کرتے ہوئے معروف شاعر اور محقق پروفیسر شریف کنجاہی نے اقبال کی فارسی مثنویوں اسرار خودی اور رموز بیخودی کے حوالے سے فلسفۂ کلام اقبال پر روشنی ڈالی اور آخر میں کہا، آپ شاہینوں کے لئے اقبال کا پیغام ہے۔

گر خواہی حیات، اندر خطر زی

اگست ۱۹۶۸ء میں توسیعی سرگرمی نے ایک مشاعرہ کی صورت اختیار کی جس میں اردو اور پنجابی کے شعراء نے شرکت کی۔ منجملہ دوسروں کے پروفیسر شریف کنجاہی اور جناب مسرور انور نے بھی مشاعرہ کو نوازا۔ پرنسپل گورنمنٹ کالج گجرات پروفیسر فضل حسین نے صدارت کی۔

ستمبر ۱۹۷۱ء میں بریگیڈیئر امیر حمزہ نے کیڈٹس کو شیر شاہ ہاؤس میں ایڈریس کیا اور ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں سلیمانکی میں ۱۰ پنجاب کو کمان کرتے ہوئے اپنے تجربات بیان کئے۔ جنوری ۱۹۷۲ء میں مسٹر شکور احمد خان سی اے پی او ایف واہ نے شیر شاہ ہاؤس میں پی او ایف واہ کا تعارف کرایا۔ اور آخر میں نیچرل سائنسز کے مطالعہ کی ضرورت پر زور دیا۔

۱۵ ستمبر ۱۹۷۲ء کو لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم سلیمی نے موسیٰ ہال میں Ideology of Pakistan کے موضوع پر لیکچر دیا۔ ۲ نومبر ۱۹۷۲ء کو آئینی معاہدہ Constitutional Accord پر لیکچر ہوا۔ ۶ ستمبر ۱۹۷۳ء کو میجر جنرل ایف اے چشتی جی او سی ۲۳ ڈویژن نے لیڈر شپ پر موسیٰ ہال میں لیکچر دیا۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۳ء کو بریگیڈیئر محمد رفیق نے اور ۳۰ ستمبر کو بریگیڈیئر نذیر احمد ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن نے شیر شاہ ہاؤس آڈیٹوریم میں کیڈٹس سے خطاب کیا۔ دسمبر ۱۹۷۳ء میں بریگیڈیئر عبداللہ سعید کمانڈانٹ پی ایم اے نے کیڈٹس کو ایڈریس کیا۔ جنوری ۱۹۷۴ء میں میجر جنرل غلام حسن ستارۂ جرأت نے اسکاؤٹس کی تقسیم اسناد کی تقریب کے موقع پر آؤٹ ڈور سرگرمیوں کی قدر و قیمت پر گفتگو کی۔

۱۵ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک پرمغز اور بصیرت افروز تقریر ملک کے سربرآوردہ محقق ڈاکٹر کے کے عزیز چیئرمین نیشنل کمیشن فار ہسٹری اینڈ کلچر نے پاکستان کل آج اور آئندہ کے موضوع پر کی۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء میں مشہور ماہر تعلیم ادیب، نقاد اور شاعر پروفیسر صدیق کلیم نے ملک کی تعمیر میں طلباء کا کردار کے موضوع پر لیکچر دیا۔ فروری اور اپریل ۱۹۷۵ء میں ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سیل کے زیر اہتمام کیپٹن سرفراز حسین اور کیپٹن بشیر احمد نے ریسرچ پیپرز پڑھے۔ ۱۹۷۳ء میں نو تشکیل شدہ بزم ادب کے زیر اہتمام مسٹر مبارک احمد (شاعر) مسٹر ابن الحسن (شاعر) مسٹر حسن عسکری (شاعر) میجر صدیق سالک (مزاح نگار) کرنل محمد خان (مزاح نگار) مہمانِ خصوصی کے طور پر

بلوائے گئے انہوں نے بزم ادب میں طلباء سے خطاب کیا۔ اور طلباء کو فی البدیہہ انٹرویو دیا یہ مجلسیں توسیعی تعلیمی پروگرام کا ہی حصہ تھیں۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو لیفٹیننٹ جنرل اعجاز عظیم نے کالج یونین کے زیر اہتمام ایک تقریری مقابلہ کی صدارت کرتے ہوئے ملک کی تعمیر میں طلباء کے کردار پر صدارتی تقریر کی۔

۲۱ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو لیفٹیننٹ جنرل جہاں داد نے کالج کے سالانہ مقابلہ خطابت جسکا عنوان تھا۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

کی صدارت کرتے ہوئے خود بھی اس موضوع پر اظہار خیال کیا (جس کی روداد ۸۲-۱۹۸۱ء عالمگیرین میں شائع ہوئی۔ ۸ مئی ۱۹۸۵ء کو کالج کے (Guidance & Counselling Centre) کے زیر اہتمام ڈاکٹر مطیع الرحمان (ماہر نفسیات جی ایچ کیو) نے موسیٰ ہال میں ایک لیکچر دیا۔ عنوان تھا۔

"Personality development and management of conduct and disciplinary problems of boys of pre-adolescent and adolescent age groups in a residential institution."

۱۹۸۲ء میں کیپٹن (اب میجر) محمد بشیر نے لیڈرشپ کے موضوع پر لیکچرز دیئے۔ توسیعی لیکچرز کے سلسلہ میں ۱۶ اپریل ۱۹۸۸ء کو لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال نے اور ۱۵ ستمبر ۱۹۸۸ء کو کالج کے یوم تاسیس کے موقع پر جنرل محمد اقبال خان نے کالج کو ایڈریس کیا۔ ۹ نومبر ۱۹۸۸ء یوم اقبال کی صدارت کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی پاکستان پروفیسر منور مرزا نے اقبال اور پاکستان کے موضوع پر ایک پر مغز لیکچر دیا۔ پروفیسر منور نے اپنے لیکچر کے آخر میں کہا۔

ہو تری خاک کے ہر ذرہ سے تعمیر حرم

اور تعمیر حرم کی بنیادی شرط یہ ہے کہ آپ کی اپنی تعمیر ہو اور صحیح خطوط پر ہو اس لئے یاد رکھئے۔

اگر امروز تو تصویر دوش است
بخاک تو شرار زندگی است

اگر آپ کا ہر آج ہر گزرے ہوئے کل سے بہتر ہوگا تب کہیں آپ کو اس کا ادراک بھی ہو سکے گا کہ عہد جدید میں تعمیر حرم کا مفہوم کیا ہے۔ اس کے تقاضے کیا ہیں۔ اس کے طریقے کیا ہیں۔ الغزالی ہوں یا ابن خلدون، شاہ ولی اللہ ہوں یا سرسید اور اقبال یہ اکابر تعمیر حرم ہی کی جدوجہد کرتے رہے۔ اب یہ چیلنج اور زیادہ گھمبیر ہو گیا ہے۔ اب آپ کو اس چیلنج کا سامنا کرنا ہے۔

مارننگ اسمبلی

کالج میں مارننگ اسمبلی جنوری ۱۹۵۴ء میں کالج کے پبلک اسکول بننے پر شروع ہوئی۔ جمعہ کی صبح کمانڈانٹ آفس کے پیچھے میدان میں کالج ہالو اسکوائر میں فالن ہوتا اور مولوی عزیز صاحب قرآن حکیم کی کوئی آیت تلاوت کر کے اسکا ترجمہ اور تشریح کرتے۔ اسکے بعد کبھی کبھی کمانڈانٹ انتظامی امور پر کالج سے ایڈریس کرتے۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ چلا۔ ۱۹۶۰ء میں مارننگ اسمبلی پرانے کالج ہال میں شروع ہوئی۔ عموماً لیفٹیننٹ عبدالغفور صاحب مذہبی اور اخلاقی موضوعات پر تقریر کرتے تھے۔ شروع میں چند آیات مع ترجمہ پڑھی جاتی تھیں۔ یہ سلسلہ بھی چند سال بعد غفور صاحب کے پوسٹ آؤٹ ہو جانے پر بند ہو گیا۔ ۱۹۷۲ء میں ہفتہ میں پانچ دن مارننگ اسمبلی موسیٰ ہال میں شروع ہوئی۔ ۱۹۷۴ء میں مارننگ اسمبلی دوبارہ اسی طرح ہفتے میں پانچ دن موسیٰ ہال میں ہونے لگی۔ ۱۹۷۳ء میں بریگیڈیئر آئی آر صدیقی نے مارننگ اسمبلی کا وقت دس سے بیس منٹ کیا۔ تلاوت قرآن کے بعد ہر ہاؤس سے باری باری ایک ایک لڑکا اردو یا انگریزی میں تقریر کرتا تھا۔ اور قرآن حکیم کی تلاوت بھی تسلسل سے ہونے لگی۔ ہر ہفتہ قاری بھی بدلتا تھا۔ کمانڈانٹ اکثر خود بھی تعلیمی، انتظامی امور پر گفتگو کرتے تھے۔ ۱۹۸۹ء میں بھی یہ سلسلہ جاری تھا۔ ہفتہ کا دن ڈریس انسپکشن کے لئے اور جمعرات ڈرل کے لئے مختص تھا۔ اور ہفتہ کے باقی چار دن موسیٰ ہال میں صبح سویرے پریڈ سے پہلے اسمبلی ہوتی تھی۔ پروگرام میں تلاوت اردو انگریزی کی تقریریں شامل تھیں۔ اختتام قومی ترانے پر ہوتا تھا۔

جنرل نالج، ڈسکشن، ٹیٹوٹوریل گروپ، لیڈرشپ، پبلک اسپیکنگ پریڈ

اسکول میں جنرل نالج شروع سے نصاب کا حصہ تھا۔ ۱۹۳۶ء سے اسکول میں آرمی اسپیشل کا امتحان شروع ہوا۔ اور کمیشن کے لئے کچز کالج نوگانگ میں سال

میں دوسیٹیں ملیں تو اسکول میں گو محدود پیمانے پر کمیشن کے لئے تیاری کرانے کی ضرورت محسوس کی گئی۔۱۹۳۹ء سے ان چند لڑکوں کے لئے جو آرمی اسپیشل پاس کر لیتے تھے اور کچر کالج کی نامزدگی کے اہل سمجھے جاتے تھے۔کمانڈانٹ میجر اسٹینگ نے آرمی کلاس شروع کی۔۱۷ صاحب زادگل اقبال قریشی اس گروپ میں شامل تھے۔جس میں ڈسکشن، کرنٹ آفیئر ز، جنرل نالج وار پبلک اسپیکنگ کی مشق کرائی جاتی تھی۔یہ سینئر کیڈٹس جونیئر کلاسز میں مستقل استادوں کی عدم موجودگی میں انکے پریڈ بھی لیتے تھے۔یہ آرمی کلاس کمانڈانٹ کی براہ راست نگرانی میں چلتی تھی۔اور مسز اسٹینگ ان کو گھر بلا کر آداب میزبانی اور مہمانی سکھاتی تھیں۔کمانڈانٹ لیڈرشپ پر لیکچر دیتے تھے۔۱۹۴۲ء سے حیدری صاحب نے ہم نصابی سرگرمیوں کی داغ بیل ڈالی۔اور کیڈٹ آفیسرز کے لئے پبلک اسپیکنگ کا اہتمام کیا۔۱۹۴۸ء میں مسٹر اقبال کی نگرانی میں فرسٹ ائیر کے طلباء کے لئے باقاعدہ آرمی کلاس شروع ہوئی جس کے نصاب میں، معلومات عامہ کے علاوہ حالات حاضرہ پر بحث مباحثہ شامل تھا۔۵۶-۱۹۵۵ء میں کمانڈانٹ کرنل رفیق نے حالات حاضرہ اور ڈسکشن کے لئے ہفتہ کے دن آخری پریڈ مخصوص کیا اور اخبار بینی کو سب کے لئے لازمی قرار دیا گیا۔۱۹۶۳ء سے موسیٰ ہال کے ٹیٹوریل رولز میں ڈسکشن گروپ ٹیوٹوریل شروع ہوئے۔ڈسکشن کے لئے عنوانات سی آئی کے دفتر سے جاری کئے جاتے تھے لیکن یہ سسٹم زیادہ چلا نہیں۔۱۹۷۲ء میں کرنل این ڈی احمد نے آٹھویں سے بارہویں تک جنرل نالج کا نصاب مرتب کروایا۔ہفتہ کے دن کا آخری پریڈ ساری کلاسوں میں جنرل نالج اور کرنٹ آفیئر ز کے لئے مختص کیا گیا۔اسکا ایک اضافی امتحان بھی شروع کیا گیا۔لیکن ایک بار پھر یہ سلسلہ کچھ دنوں کے بعد سست پڑ گیا۔اور کرنل احمد کے جانے کے بعد تو بالکل ہی ختم ہو گیا۔ ۷۵-۱۹۷۴ء میں کرنل ظہور الحق نے بھی اسکو زندہ کرنے کی کوشش کی۔چند سال کے تعطل کے بعد مئی ۱۹۸۳ء سے کمانڈانٹ بریگیڈیئر آئی آر صدیقی نے ایک بار جمعرات کے دن آخری پریڈ میں ٹیوٹوریل گروپ ڈسکشن کا سلسلہ شروع کیا۔ہر سیکشن کے لئے علیحدہ ٹیوٹر مقرر کیا گیا۔۱۹۸۵ء تک ٹیوٹوریل پریڈ پابندی سے ہوتے رہے۔۱۹۸۶ء میں اسی آخری پریڈ میں لیڈرشپ پریڈ کا پروگرام شروع ہوا۔لیکن یہ بھی زیادہ چلا نہیں۔ایک جمعرات کو کیپٹن محمد بشیر کا لیڈرشپ پر لیکچر ہوتا تھا۔

۸۸-۱۹۸۷ء تک وہ سلسلہ بھی سست پڑ گیا۔اور ۱۹۸۸ء میں پبلک اسپیکنگ پیریڈ شروع ہوئے۔

تعلیمی سیر وسیاحت

تعلیمی وتربیتی پروگرام کی توسیع کے لئے کالج ایکسکرشن سوسائٹی (Excursion Society) کا قیام اوائل ۱۹۴۸ء میں عمل میں آیا۔اسکے زیر اہتمام کمانڈانٹ میجر زیدی کی معیت میں کالج کے چھ طلباء کیڈٹ آفیسرز سعد اللہ خان ۹۷۲ شمشیر علی ۹۹۳ محمد صادق ۹۷۶ قمر زمان ۲۲۳ ایس کیو ایم ایس محمد اکرم اور کیڈٹ سارجنٹ ۳۷۱ ذوالفقار علی خان ۱۳ مارچ ۱۹۴۸ء کو جنرل نالج سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک لیکچرز سیریز سننے راولپنڈی گئے جس کے آخری اجلاس کی صدارت کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی نے کی۔

۴۹-۱۹۴۸ء

۶ مارچ ۱۹۴۹ء بروز اتوار کالج کے ۲۰ طلباء کیپٹن متین، کمانڈانٹ اور ٹی او کے ساتھ گورنمنٹ انجنیئر نگ سکول رسول گئے۔پہلے رسول ہیڈ ورکس کا مطالعہ کیا۔ پھر سکول دیکھا۔سہ پہر کو سکول سے ہاکی کا میچ بھی کھیلا۔

۵۰-۱۹۴۹ء

اکتوبر ۱۹۴۹ء میں پفرز کی دعوت پر پفرز کے نامزد شدہ ۴۰ لڑکے پفرز ویک میں شرکت کے لئے ایبٹ آباد گئے۔اسی گروپ نے پی ایم اے کاکول کا دورہ بھی کیا۔نومبر ۱۹۴۹ء میں آرمرڈ کور کے نامزد شدہ ۲۰ لڑکوں نے آرمرڈ کور سینٹر رسالپور کی سالانہ تقریبات میں شرکت کی۔

۵۱-۱۹۵۰ء

مارچ ۱۹۵۱ء میں فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر کے ڈرامیٹک کلب کے اراکین مسٹر حیدری کے ساتھ لنڈن کی نارمن مارشل تھیٹریکل کمپنی کے پیش کردہ شیکپئر کے ڈرامے اوتھیلو اور مرچنٹ آف وینس دیکھنے دو دن کے لئے لاہور گئے۔اس موقع پر انہوں نے لاہور میوزیم کے علاوہ انارکلی، جہانگیر کے مقبرہ اور دوسرے تاریخی مقامات کی سیر بھی کی۔

۱۹۵۰ء میں سلیکشن بورڈ نے ایم سی کیڈٹس کا ذہنی افق محدود ہونے پر تبصرہ کیا تھا۔اس کمی کا ازالہ کرنے کے لئے تعلیمی سیاحتوں اور باہر کی دنیا سے رابطوں کو مزید بڑھانے کے پروگرام کے تحت ستمبر ۱۹۵۰ء میں چالیس سینیئر کیڈٹس پی ایم اے کی پاسنگ آؤٹ پریڈ دیکھنے گئے۔اور مزید دو روز ایبٹ آباد میں رہے وہاں برن ہال اسکول سے فٹ بال اور باسکٹ بال کے میچ کھیلنے میں ۲۵ کیڈٹس نے حصہ لیا اور ان کے انچارج کیپٹن منظور الرحمان بھی ساتھ تھے۔فروری ۱۹۵۱ء میں ۲۵ کیڈٹس کی ایک اور پارٹی چیف انسٹرکٹر کیپٹن اے ایچ ابراہیم کی نگرانی میں تعلیمی سیاحت پر لاہور گئی۔مشہور تاریخی عمارتیں باٹا فیکٹری اور ریلوے ورکشاپ دیکھنے کے علاوہ ایچی سن کالج کی گراؤنڈز پر ہاکی میچ بھی کھیلا اور کالج کی مطالعاتی سیر کی۔

۱۹۵۱-۵۲ء

جون ۱۹۵۱ء میں ایچ ایچ بی ایس بہادر کی دعوت پر کالج کے دس سینیئر کیڈٹس انکی پاسنگ آؤٹ پریڈ دیکھنے کمانڈانٹ کی معیت میں کراچی گئے۔ پاسنگ آؤٹ پریڈ دیکھنے کے علاوہ پارٹی نے نیوی کے دوسرے اداروں کا مطالعاتی دورہ بھی کیا۔اور کراچی کے دوسرے قابل دید مقامات بھی دیکھے۔

۱۹۵۲-۵۳ء

کرنل رفیق کی قیادت کا یہ سال تعلیمی سیاحتوں کے لئے موسم بہار تھا۔مئی ۱۹۵۲ء میں ۲۵ کیڈٹس اور دو انسٹرکٹرز کا قافلہ کھیوڑہ گیا۔کھیوڑہ کی نمک کی کانوں کے مطالعاتی دورے کے بعد آئی سی آئی سوڈا ایش فیکٹری اور ڈنڈوت کی سیمنٹ فیکٹری دیکھی۔اگست ستمبر ۱۹۵۲ء میں ہر ہفتے ۷۰ کیڈٹس کے گروپ میں سارے لڑکے رسول ہیڈ ورکس بجلی گھر اور رسول انجنیئر نگ اسکول دیکھنے گئے۔اکتوبر نومبر ۱۹۵۲ء میں ہر ہفتے ستر ستر گروپ میں باری باری سارے لڑکے منگلا ہیڈ ورکس، منگلا قلعہ اور دوسرے چھوٹے چھوٹے ہیڈ ورکس کے مطالعہ کے لئے گئے۔۲۳ اگست ۱۹۵۲ء کو ۲۵ کیڈٹس اور آفیسرز کے ساتھ پی ایم اے پاسنگ آؤٹ پریڈ دیکھنے گئے۔واپسی پر انہوں نے ٹیکسلا کے کھنڈرات ٹیکسلا میوزیم اور واہ گارڈنز دیکھے۔

اکتوبر ۱۹۵۲ء میں ۵۶ لڑکے گریفن انسٹی ٹیوٹ لاہور کی ریڈ کراس ویک باکسنگ میں حصہ لینے اور دیکھنے گئے۔اپنے ساتھ دن کے قیام کے دوران اس گروپ نے میوزیم سکریٹریٹ انارکلی کے مزار سے لے کر مسجد وزیر خان تک تمام قابل دید اور تاریخی مقامات اور معلوماتی ادارے دیکھے۔

اکتوبر ۱۹۵۲ء ہی میں سگنل کور کے نامزد کردہ لڑکے سگنل سینٹر مری کی سالانہ تقریبات میں شرکت کے لئے گئے۔

جنوری ۱۹۵۳ء میں ۶۰ کیڈٹس قلعہ رہتاس کے مطالعاتی دورے پر گئے۔جانے سے پہلے انہیں شیر شاہ سوری کی زندگی اور کارناموں پر مسٹر اقبال نے ایک لیکچر دیا تھا۔۱۳ فروری ۱۹۵۳ء کی صبح ۵۰ سینئر کیڈٹس پی ایم اے پاسنگ آؤٹ پریڈ دیکھنے کاکول گئے۔واپسی پر اس دستے نے ٹیکسلا کا عجائب گھر دیکھا۔

۱۹۵۳-۵۴ء

۲۸ نومبر ۱۹۵۳ء کو کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر نے اپنی سالانہ رپورٹ میں وضاحت کی کہ ٹرانسپورٹ کے مسائل کی وجہ سے اس سال لڑکوں کو کالج سے باہر نہ لے جایا جا سکا۔صرف ستمبر ۱۹۵۳ء میں ۲۰ کیڈٹس پی ایم اے کی پاسنگ آؤٹ پریڈ پر جا سکے۔واپسی پر وہ ٹیکسلا کے کھنڈرات میوزیم واہ سیمنٹ فیکٹری اور ریڈیو پاکستان راولپنڈی بھی دیکھنے آئے۔

۱۹۵۶-۵۷ء

کرنل رفیق کی قیادت کے دوسرے دور کے اس سال باری باری تمام ہاؤسوں کو منگلا اور رسول ہیڈ ورکس، قلعہ رہتاس اور گجرات پاٹری ورکس، جہلم گلاس فیکٹری، فوجی ٹیکسٹائل اور پاکستان ٹوبیکو کمپنی دکھانے کا اہتمام کیا گیا۔سال کے دوران پی ایم اے کی دونوں پاسنگ آؤٹ پریڈ پر چالیس چالیس لڑکوں کو بھیجا گیا۔واپسی میں ہر بار انہوں نے واہ سیمنٹ فیکٹری، ٹیکسلا میوزیم، ٹیکسلا کے کھنڈرات دیکھے۔یہ سیاحتیں راولپنڈی سب ایریا اور اسٹیشن ہیڈ کوارٹر جہلم کے تعاون سے معرض عمل میں آئیں۔

۱۹۵۷-۵۸ء اس سال کالج تین دن کے لئے کھیوڑہ گیا۔نمک کی کانوں کے علاوہ آئی سی آئی سوڈا فیکٹری ڈنڈوت کی کوئلہ کی کانیں اور سیمنٹ فیکٹری کا

مطالعہ کیا۔ چواسیدن شاہ اور کلر کہار کے علاقے کو گھوم پھر کر دیکھا۔ اسکے علاوہ ہر ہاؤس نے باری باری قلعہ رہتاس، رسول ہیڈ ورکس اور منگلا پر دو دو دن کا مطالعاتی کیمپ کیا۔ ان سیاحتوں کے علاوہ اکتوبر ۱۹۵۷ء میں جو پچاس کیڈٹس گریفن انسٹیٹوٹ کی پاسنگ آؤٹ پریڈ میں حصہ لینے گئے انہوں نے لاہور میں تعلیمی سیاحت بھی کی۔

۱۹۵۸-۵۹ء

اس سال بھی ۲۷ لڑکوں نے ۸ انسٹرکٹرز کے ہمراہ پی ایم اے کی دو پاسنگ آؤٹ پریڈوں میں حصہ لیا۔ ایبٹ آباد میں ریلوے پبلک سکول بھی دیکھا۔ اور وہاں کرکٹ کے میچ کھیلے۔ واپسی میں حسب معمول واہ سیمنٹ فیکٹری، ٹیکسلا کا میوزیم اور آثار قدیمہ دیکھے۔ اس سال کا سب سے بڑا سیاحتی معرکہ مارچ ۱۹۵۹ء میں وقوع پذیر ہوا۔ جب سارا کالج تین دن کے مطالعاتی اور تفریحی دورے پر لاہور گیا وہاں ہارس شو اور پولیس ٹیٹو شو دیکھنے کے علاوہ قابل دید مقامات مثلاً لاہور میوزیم، شاہی قلعہ، شاہی مسجد، شالیمار، مقبرہ جہانگیر، مقبرہ انارکلی، باٹا شو فیکٹری، چڑیا گھر، پی اے ایف ہیڈکوارٹرز، ہوائی اڈہ، سب کچھ تفصیل سے دیکھا۔ تاریخی مقامات دیکھنے سے پہلے ان کے تاریخی پس منظر پر لیفٹیننٹ کرنل کرامت اللہ روشنی ڈالتے تھے۔ آخری روز ریجنٹ سینما میں تمام کالج نے ٹالسٹائی کے ناول پر مبنی مشہور فلم وار اینڈ پیس بھی دیکھی۔ لاہور چھاؤنی میں کالج کے قیام کا انتظام ۱۰ ڈویژن کے اے اے اینڈ کیو لیفٹیننٹ کرنل غلام محمد نے کیا تھا۔

۱۹۵۹-۶۰ء

مارچ اور اکتوبر ۱۹۵۹ء میں ۲۷ کیڈٹس پی ایم اے کی پریڈ دیکھنے گئے۔ واپسی میں انہوں نے واہ فیکٹری، ٹیکسلا میوزیم اور کیڈٹ کالج حسن ابدال بھی دیکھا۔ اس سال پانچ آفیسرز اور ۸۰ کیڈٹس فروری ۱۹۶۰ء میں ہارس شو اور دوسرے تاریخی اور معلوماتی مقامات دیکھنے لاہور گئے۔ یہ لوگ وہاں پورا ایک ہفتہ ٹھہرے۔ فروری ۱۹۶۰ء کے دوسرے ہفتے میں کالج کی ڈرامیٹک سوسائٹی کے آٹھ فنکار مسٹر حیدری کی معیت میں انگلینڈ کی آکسفورڈ پلے ہاؤس کمپنی کے ڈرامے دیکھنے لاہور گئے۔

۱۹۶۰-۶۱ء

آٹھ آفیسرز اور ستر کیڈٹس پی ایم اے کی اپریل اور اکتوبر کی دو پریڈیں دیکھنے گئے۔ واپسی میں حسب دستور خاص خاص تاریخی مقامات دیکھے۔

۱۹۶۵-۶۶ء

نئے طلباء منگلا وار رسول ہیڈ ورکس دیکھنے گئے۔

۱۹۶۷-۶۸ء

کیپٹن آئی آر صدیقی کی سرکردگی میں کالج کے آٹھ اسکاؤٹس نے اوائل ۱۹۶۸ء میں چوتھی آل پاکستان نیشنل جمبوری کراچی سے فارغ ہونے کے بعد پی این ایس کارساز، ڈھاکہ کے علاوہ اسٹیٹ بینک بلڈنگ، مزار قائداعظم، ایکوریم، منوڑا، کراچی کے تمام قابل دید مقامات کی تعلیمی سیر کی۔

۶۸-۱۹۶۷ء ٹیپو ہاؤس نے کھیوڑہ، رہتاس، کلر کہار کی تعلیمی سیاحت کی۔ لاہور ہارس اینڈ کیٹل شو دیکھا۔ اور واپسی پر ہرن مینار شیخوپورہ دیکھا۔ اسی عرصے میں اورنگزیب ہاؤس نے منگلا، لاہور اور چھانگا مانگا کی سیر و سیاحت کی۔

۶۸-۱۹۶۷ء شیر شاہ ہاؤس اور ٹیپو ہاؤس نے نومبر ۱۹۶۷ء میں منگلا ڈیم اور پاور ہاؤس کا مطالعاتی دورہ کیا۔ میر پور کے پرانے شہر کو بھی منگلا جھیل میں غرقاب ہوئے دیکھا۔

۱۹۶۸-۶۹ء

اپریل ۱۹۶۸ء میں ۲۰ کیڈٹس تین آفیسرز کی سرکردگی میں پی ایم اے کی پاسنگ آؤٹ پریڈ دیکھنے گئے۔ مئی ۱۹۶۸ء میں شیر شاہ ہاؤس کے نئے لڑکے منگلا ڈیم اور بجلی گھر دیکھنے گئے۔

۱۹۷۰-۷۱ء

کئی سال کے بعد تعلیمی سیاحتوں پر پھر بہار آئی۔ بابر ہاؤس تربیلہ ڈیم کے مطالعاتی دورہ پر گیا۔ غزنوی ہاؤس نے اپنی منزل کلر کہار کے علاقے کو بنایا۔ اور

کھیوڑہ کی نمک کی کانوں کو طالب علمانہ نظروں سے دیکھا۔ نئے شیرینز منگلا کی مطالعاتی سیر پر گئے۔

۷۳-۱۹۷۲ء

۶ جنوری ۱۹۷۳ء کو چھ کیڈٹس نے اسلام آباد میں نیشنل اسمبلی کے اجلاس کی کاروائی دیکھی۔

۷۴-۱۹۷۳ء

مئی ۱۹۷۳ء میں شیر شاہ ہاؤس کی نئی انٹری کے لڑکے اسٹاف کے ساتھ منگلا ڈیم اور بجلی گھر دیکھنے گئے۔

۷۵-۱۹۷۴ء

آٹھ کیڈٹس، خالد حمزہ، شوکت چاندنا، طاہر محمود، فرقان اعظم، عبدالشکور، آصف گل، مقیت الحسین سجاد، اور اساتذہ مسٹر علوی اور مسٹر محمد اشرف سرگودھا بورڈ کے زیر اہتمام ہم نصابی سرگرمیوں کے ایک مقابلے میں شرکت کے لئے سرگودھا گئے۔ وہاں کے ادارے دیکھے اور تعلیمی تقریبات میں حصہ لیا۔

۷۷-۱۹۷۶ء

شیر شاہ ہاؤس کی نئی انٹری نے مئی ۱۹۷۶ء میں منگلا ڈیم اور بجلی گھر کا مطالعاتی دورہ کیا۔ فروری ۱۹۷۷ء میں محمود غزنوی ہاؤس رہتاس کا قلعہ دیکھنے گیا۔ مسٹر عبدالرشید نے قلعہ کی تاریخ پر لیکچر دیا۔

۷۸-۱۹۷۷ء

مئی ۱۹۷۷ء میں ٹیپو ہاؤس اور شیر شاہ ہاؤس کے کیڈٹس نے ایڈجوٹنٹ کیپٹن جاوید مجتبےٰ کی سرکردگی میں منگلا ڈیم، پاور ہاؤس کے علاوہ منگلا میں ٹیکسٹائل مل، اور میر پور میں ویسپا کارخانہ دیکھا۔ یہ تعلیمی سیاحت بہت دلچسپ اور مفید تھی۔

۷۹-۱۹۷۸ء

میجر افتخار عالم کی نگرانی میں دس کیڈٹس ۱۹ اکتوبر کو پی اے ایف اکیڈمی رسالپور کی پاسنگ آؤٹ پریڈ دیکھنے کے لئے گئے۔

۸۰-۱۹۷۹ء

۱۴ اور ۱۵ جون کو سیکنڈ ائر کے طلباء کمانڈر ۱۴ اے کے بریگیڈ، بریگیڈیئر عاشق حسین کی دعوت پر بھمبر کے قریب بکسر فورٹ کی سیاحت پر گئے۔

۸۱-۱۹۸۰ء

۱۶ مئی ۱۹۸۰ء شیر شاہ ہاؤس منگلا ڈیم اور پاور ہاؤس کی مطالعاتی سیاحت پر گیا۔ ۳۰ مئی ۱۹۸۰ء کو نویں جماعت نے رہتاس قلعہ کی مطالعاتی سیر کی۔

۸۵-۱۹۸۴ء

یہ سال تعلیمی سیاحتوں کا سال تھا۔ کیڈٹس کے کئی گروپوں نے سرگودھا ایجوکیشن بورڈ کا سائنس میلہ دیکھا۔ قادر آباد کے ہیڈ ورکس کی تعلیمی سیاحت کی۔ اسلام آباد کی صنعتی نمائش سے مستفید ہوئے۔ منگلا ڈیم اور پاور ہاؤس کا مطالعاتی دورہ کیا۔ لاہور کے قابل دید مقامات دیکھے۔ اس طرح کتابی علم میں زندگی اور حقیقت کا رنگ ابھرتا رہا۔

۸۷-۱۹۸۶ء

اس دوران صرف ایک سیاحت کا ریکارڈ ملتا ہے۔ ۷ فروری ۱۹۸۷ء کو پورا شیر شاہ ہاؤس منگلا ڈیم بجلی گھر کو دیکھنے گیا۔

۸۸-۱۹۸۷ء

اس سیشن میں بھی صرف ایک اہم ایکسکرشن ریکارڈ پر ہے۔ ۱۲ مارچ ۱۹۸۸ء کو ۴۹ کیڈٹس (۴۴ انٹرمیڈیٹ اور پانچ آرٹ کلب کے ممبر) پاکستان ایروناٹیکل

کمپلیکس دیکھے گئے۔

۸۹-۱۹۸۸ء

اس سال تعلیمی سیاحتیں عروج پر رہیں۔ نئی بات یہ ہوئی کہ ایک مربوط پروگرام کے ذریعہ کالج کی تمام کلاسوں کو باری باری مطالعاتی سیر کا موقع دیا گیا۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۸۸ء کو دسویں اے اور سی نے منگلا کی سیاحت کی۔ ۱۵ اکتوبر کو پی ٹی سی جہلم کا دورہ کیا۔ آٹھویں اے اور بی نے ۲۶ اکتوبر کو پی ٹی سی جہلم کا دورہ کیا۔ ۱۶ اور ۱۷ جنوری ۱۹۸۹ء کو انٹرمیڈیٹ کلاس نے لاہور کے تاریخی مقامات اور کتاب کا میلہ دیکھا۔ ۱۲ جنوری ۱۹۸۹ء کی صبح فرسٹ ایئر نے پنس ٹیک (Pinstech) اسلام آباد کا مطالعاتی دورہ کیا۔ واپسی میں فیصل مسجد اور راول ڈیم کا نظارہ بھی دیکھا۔ ۲۵ جنوری کو صبح نویں جماعت نے منگلا ڈیم اور پاور ہاؤس کی سیر کی۔ ۳ فروری ۱۹۸۹ء کی صبح بارہویں کلاس نے ۲۳ ڈویژن کی ایف ڈی ایل دیکھی۔ ۱۱ فروری ۱۹۸۹ء کو دسویں جماعت نے کھیوڑہ کی نمک کی کانوں آئی سی آئی فیکٹری کا مطالعاتی دورہ کیا۔ ۲۵ جنوری ۱۹۸۹ء کو ایروماڈلنگ کلب نے رسالپور میں پاکستان ایئر فورس کے کالج آف ایروناٹیکل انجینئرنگ کی مطالعاتی سیر کی۔ ۱۹ فروری ۱۹۸۹ء کی صبح آٹھویں جماعت کے کیڈٹس نے ایلائنس ٹیکسٹائل ملز جہلم اور پاکستان چپ بورڈ جہلم کی فیکٹری دیکھی۔

تخلیقی اور ثقافتی سرگرمیاں

ا۔ ایف اے سی سی (فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر)

تعلیمی و تربیتی نصاب بھی کسی ادارہ کے بنیادی مقاصد کے تابع ہوتا ہے۔ ۱۹۲۵ء میں یہ ادارہ بہت محدود مقاصد کے تحت قائم ہوا تھا اس وجہ سے اسکے کری کیولم میں Extra curriculum اور ہم نصابی سرگرمیوں کی کوئی خاص جگہ نہیں تھی۔ صرف سکاؤٹنگ کے دس روزہ سالانہ کیمپ کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ کیمپ فائروں میں لوک گیت، لوک کہانیوں، علاقائی رقص، مزاحیہ سکٹ پیش کئے جاتے تھے۔ ۳۳-۱۹۳۲ء سے جب یہاں آرمی کے امتحانات شروع ہوئے اور مقاصد تعلیم میں کچھ توسیع ہوئی تو اسکی جھلک سکول کی ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی نظر آئی۔ سیٹر ڈے نائٹ کو ڈنر کے بعد ہاؤسوں میں چھوٹے موٹے ورائٹی پروگرام ہونے لگے۔ کیپٹن سلیبی کے زمانہ (۳۷-۱۹۳۳ء) میں ان پروگراموں کی حوصلہ افزائی شروع ہوئی اور جیسا کہ داستان علم و عمل کی جلد اوّل میں ۴۰۲ کرنل حضور احمد خان ایم سی اور ۵۸۴ لیفٹیننٹ کرنل اورنگزیب کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ گرمیوں کی چھٹیوں سے دو دن پہلے کمانڈانٹ کے دفتر کے پیچھے رات کو سالانہ انٹر ہاؤس ورائٹی شو اسٹیج کرنے کی روایت پڑی جس میں ہر ہاؤس اپنا آدھ گھنٹے کا پروگرام پیش کرتا تھا۔ جو عموماً حمد اور نعت سے شروع ہو کر مزاحیہ اسکٹوں، قوالیوں، گانوں اور علاقائی رقصوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ سال کے دوران کبھی کبھی کوئی ناٹک منڈلی بھی لوک تماشے دکھانے کے لئے بلالی جاتی تھی۔ ۱۹۴۰ء اس کالج کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ فوجی انسٹرکٹروں کے لام پر چلے جانے کے بعد ۱۹۴۲ء میں ان کی جگہ لینے یہاں یونیورسٹی کے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی کھیپ آئی۔ ان چھ انسٹرکٹروں میں مسٹر حیدری اور مسٹر مدن لال بھی تھے۔ کالج کری کیولم میں آرٹ، ڈرامہ، ڈیبیٹ، موسیقی، کا اضافہ اسی زمانہ میں ہوا اور بہت محدود پیمانے پر ہی سہی، غیر نصابی سرگرمیاں منظم کی گئیں۔ ۱۹۴۵ء کے ایک ڈرامیٹک شو کا ذکر ۹۹۳ بریگیڈیئر محمد صادق نے اپنی یادداشتوں میں کیا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں حیدری صاحب نے شیکسپیئر کے ڈرامہ میں مرچنٹ آف وینس کا کورٹ سین اسٹیج کیا تھا۔ جس میں ان کا پارٹ وکیل (پورشیا) کا تھا۔ ''چراغوں کی قطار'' میں ۱۷۱ ائر چیف مارشل ذوالفقار علی خان نے حیدری صاحب کے متعلق اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ انہوں نے اسی ڈرامہ میں وینس کے ڈیوک کے ایک درباری کا رول ادا کیا تھا۔ ۱۹۴۶ء کے ایک ڈرامیٹک شو کے بارے میں ۹۹۲ شہزادہ ہارون اسماعیل لکھتے ہیں۔ ''انگریزی ڈرامہ Virginian Mummy کے ساتھ ساتھ حیدری صاحب نے ایک اردو مزاحیہ کھیل ''شیطان کی نانی'' بھی سینٹرل ہال میں اسٹیج کیا تھا۔ اس میں میرا کردار نواب صاحب کے دیوانے بیٹے کا تھا اس کھیل میں ۶۱۷ خالق داد، ۸۴۴ محمد اقبال، ۱۱۶۶ اسلم جنجوعہ، ۹۵۱ محمد نذیر، ۸۷۵ نور محمد اور ۹۲۶ سعد اللہ نے حصہ لیا تھا۔ یہ دونوں ڈرامے اتنے مقبول ہوئے کہ جہلم کے اسٹیشن کمانڈر کرنل فرائی کی فرمائش پر ان کو فرسٹ پنجاب سینٹر جہلم میں متواتر دو دن اسٹیج کیا گیا Virginian Mummy میں حیدری صاحب نے مجھے مصری ممی کا کردار دیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں آزادی کی صبح طلوع ہونے کے بعد کالج کا رول یکسر بدلا تو لیڈرشپ کی نشوونما کے پروگرام کے ساتھ تعلیم و تربیت کے پروگرام میں ایک اور جہت (Dimension) کا اضافہ ہوا۔ یعنی شخصیت کی ہمہ جہتی اور متوازن ارتقاء کے لئے فنی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بھی جگہ

دی گئی۔ جیسا کہ اس وقت کے کمانڈانٹ کرنل زیدی نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے۔ ۲۸ فروری ۱۹۴۸ء کو کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی کالج کے معائنہ پر آئے تو انہوں نے کالج کو جو نیا Mandate دیا۔ اسکے نتیجے میں کالج میں کوکری کیولر سرگرمیوں کی تنظیم شروع ہوئی۔ ۱۱ اپریل ۱۹۴۸ء کے کالج میگزین کے صفحہ پر کالج نوٹس کے عنوان کے نیچے یہ عبارت ملتی ہے۔

"Some of the new activities that have been introduced this time are the College Debating Society, class-group discussions, the College Dramatic Club and the Excursion Society".

گویا کالج میں پہلے باقاعدہ ڈرامیٹک کلب کا قیام مارچ ۱۹۴۸ء میں عمل میں آیا۔ کالج کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات ۲ مئی ۱۹۴۸ء کو بلوانا تھا۔ غالباً اس موقع پر ڈرامیٹک کلب اپنا کوئی پروگرام پیش کرتا تھا۔ اس پیش منظر میں اسی اپریل ۱۹۴۸ء کے میگزین میں ذیلی عنوان ڈرامیٹک کلب کے تحت یہ دلچسپ تبصرہ چھپا۔

"Why the activities of our dramatic club are kept such a closely guarded secret is a matter difficult to understand. It is generally rumoured that the organizers want to take us all by surprise in the very near future. We hope it is no later than the prize distribution day".

بہر حال کالج ڈرامیٹک کلب نے اپنے مداحوں کو مایوس نہیں کیا۔ اور ۳ مئی کی شب کالج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر اور کالج کے اولڈ بوائز کی پہلی ری یونین کی تقریبات کے آخری دن ایک ورائٹی شو پیش کیا گیا۔

۱۹۴۸-۴۹ء

یہ سال کالج کے ثقافتی سفر میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگست ۱۹۴۸ء میں مسٹر حیدری جو پہلے بھی کالج کی کلچرل سرگرمیوں کے روح رواں تھے، دسمبر ۱۹۴۶ء کے بعد کالج کے سٹاف میں دوبارہ شامل ہوئے۔ انکی شخصیت میں کالج کو آرٹ اینڈ کلچر کی ٹیلنٹ کا وہ خزانہ مل گیا جس کے بغیر یہ شعبہ چمک نہ سکتا تھا اور بلاشبہ کالج میں آرٹ و کلچر کی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں اس وقت کے کمانڈانٹ میجر (بعد میں لیفٹیننٹ کرنل) سید فیاض حسین زیدی کے ذاتی کمالات (کہ وہ خود بھی شاعر، رموز موسیقی کے رازداں اور ڈرامہ نگار تھے) اور دلچسپیوں اور جنرل گریسی کی دی ہوئی نئی تعلیمی و تربیتی پالیسی کو بھی دخل تھا۔

۱۹۴۹ء میں کالج میں غیر نصابی فنی اور ثقافتی سرگرمیوں کو ایک ادارے کی شکل میں منظم کیا گیا۔ اس مرکز کا نام فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر رکھا گیا۔ اور بجا طور پر مسٹر فضل حق حیدری جو بمبئی کے ایک بہت ہی اونچے پارسی پبلک سکول میں کلچرل شعبہ کے نگران رہ چکے تھے اور مصوری خصوصاً مشرقی مصوری کے علاوہ مغربی موسیقی کے ماہر اور انگریزی کے شاعر تھے، اس شعبہ کے پہلے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ اس منصب پر وہ آئندہ بیس سال دسمبر ۱۹۶۹ء میں اپنی ریٹائرمنٹ تک فائز رہے اور حق یہ ہے کہ اس شعبے کا حق ادا کر دیا۔ طلباء کے تخیل کو پرواز عطا کرنا، ان کی مخفی تخلیقی قوتوں کو ابھارنا، ان کے ذوق جمال کو نکھارنا، ان کے تندوتیز جذبوں کو تہذیبی اظہار کی راہوں (Sublimation) سے آشنا کرنا بھی تعلیم کی ایک بہت ضروری جہت (Dimension) ہے۔ ایف اے سی سی نے آرٹسٹک اور کلچرل سرگرمیوں کے ذریعہ اس بہت ضروری پہلو کی آبیاری کا اہتمام کیا۔ ایف اے سی سی میں مصوری، موسیقی، فوٹوگرافی کی تربیت کا بھی اہتمام تھا۔ لیکن اس کا اصل زور تمثیل کاری (Play acting) پر تھا۔ جس کی تعلیمی افادیت مسلم ہے۔ موسیقی و ڈرامہ سے طلباء کو نہ صرف اظہار ذات کے مواقع میسر آتے ہیں بلکہ وہ ضروری خود اعتمادی بھی ملتی ہے جو اسٹیج کی پرفارمنس ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ایف اے سی سی کے تحت شروع سالوں میں کالج کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی بھی تھی اور حیدری صاحب ہی اسکے انچارج بھی تھے۔ ۱۹۵۳ء میں مسٹر علوی کے آنے پر ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے ان کی نگرانی میں ایک علیحدہ شعبہ کے طور پر کالج یونین کے نام سے کام شروع کیا۔ فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر کا قیام چونکہ ایک تحریک کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اسکی شاخیں چاروں ہاؤسوں میں تھیں۔ اور تمام ہاؤسوں میں سیٹرڈے نائٹ کورات کے کھانے کے بعد باقاعدہ ایک روٹین اور روایت کے طور پر شروع کیا گیا۔ اور انہیں باقاعدہ ایک تربیتی پروگرام کے طور پر فروغ دیا گیا۔ ان پروگراموں میں ہاؤس اسٹاف کے علاوہ کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر بھی شریک ہوتے تھے۔

اپریل ۱۹۴۹ء کے تربیت میں اسکین ہاؤس کی ۱۹۴۸-۴۹ء کی رپورٹ میں یہ جملے ملتے ہیں۔

"Enthusiastic participation of our cadets in our Saturday meetings where we sing and dance, debate and lecture, do dramatic shots and comical acts not only has favourably disturbed the monotony of the routine but

has also opened new vistas of self discoveries that stimulate our creative and manipulative spirits".

اسی سال کی رپورٹ میں آکنلک ہاؤس کی روداد یہ تھی۔

"To attribute poise to our personalities, individual as well as collective activities have been organized weekly, where on every Saturday evening cadets gather together and display their talents in musical interludes, etc".

اس عرصے کی برڈ وڈ ہاؤس کی رپورٹ یہ تھی۔

"Saturday evening meetings are the most welcome house gatherings. Dramatic interludes, musical performances, baby debates etc provide ample opportunities where all young cadets, bubbling with the animation of life give practical demonstration to the theory, no impression without expression. The House is eagerly awaiting the day when we will complete in the inter-house dramatic competition".

رابرٹس ہاؤس نے اپنی غیر نصابی سرگرمیوں کی داستان یوں سنائی۔

"Our weekly house activities in the way of debate or dramatic interludes, singing, general knowledge competitions or current affairs discussion have, developed mounting pupularity. Everybody is offered a healthy opportunity to express himself in various ways and the boys have been convinced of the significance of self-expression. The direct result of these activities has been the discovery of a crowd of envious talents".

۱۹۴۸-۴۹ء

اس سال کی ان ہاؤس رپورٹوں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کالج میں ان اہم غیر نصابی سرگرمیوں کو ایک محرک فورم مہیا کرنے میں فائن آرٹس اینڈ کلچر سینٹر نے اہم کردار ادا کیا اور ایک بنیادی ضرورت کو کما حقہ پورا کیا۔

۱۹۴۹-۵۰ء

۳ اپریل ۱۹۴۹ء کے جلسۂ تقسیم انعامات کے موقع پر ایف اے سی سی ڈرامیٹک سوسائٹی نے اپنا سالانہ کنسرٹ پیش کیا۔ چیف آف سٹاف لیفٹیننٹ جنرل گریسی اسکے مہمانِ خصوصی تھے۔ یہ شو نو تعمیر شدہ سائنس ہال کے خود ساختہ اسٹیج پر پیش کیا گیا تھا۔ انگریزی کے ڈرامہ کا نام Live Mummy تھا۔ اور ایک اسکے ساتھ مزاحیہ اسکٹ Mr Hottentat بھی دکھایا گیا تھا۔ لائیو ممی میں ہیرو کیپٹن رائفل کا کردار ۱۳۹۹ عشرت حسین نے اور بوڑھے سائنس دان ڈاکٹر گینس کا رول گلزار نے ادا کیا تھا دوسرے کردار یہ تھے۔ جنجر بلیو ۴۴۰ رفیق، لوسی ۱۶۱۴ سعید مرزا، مہمانوں میں جنرل میکے ڈی۔ ایم۔ ٹی بریگیڈیئر جیراڈ کے علاوہ کشمیر میں متعین یو این او مشن کے چند افسر بھی جو جنرل میکے کے ساتھ آئے تھے، شامل تھے۔ اس کنسرٹ پر ایف اے سی سی کے ذیلی ادارہ میوزک کلب نے پہلی بار کالج کا انگلش سانگ (Boyhood days are best) کورس کی شکل میں پیش کیا۔ ایف اے سی سی کے کورل گروپ اور کیسٹرا میں ۷۶۰ انور محمد، ۶۶۸ گل بادشاہ، ۱۳۷۴ محمد گل، ۱۸۰۵ افضل الرحمٰن، ۱۵۲۵ منظور حسین، ۱۶۱۴ سعید مرزا، ۱۷۱۰ احمد یونس، ۱۸۹۲ واجد علی، ۱۳۰۹ عشرت، ۱۵۵۱ خادم سلطان شامل تھے۔ دسمبر ۱۹۴۹ء میں کیپٹن منظور الرحمان کالج میں پوسٹ ہوئے۔ بنگالی ہونے کے ناطے موسیقی تو ان کی رگ رگ میں رچی ہوئی تھی۔ ان کے آنے سے میوزک کلب چمک اٹھا۔ رحمان صاحب کو ہارمونیم پر غیر معمولی مہارت حاصل تھی۔ انہوں نے ہابی پیریڈ میں ہارمونیم کی کلاس لینی شروع کی۔ حیدری صاحب نے مصوری اور بینجو گٹار اور پیانو یعنی مغربی موسیقی کے شعبہ پر توجہ دی۔ رحمان صاحب رابرٹس ہاؤس کے ہاؤس آفیسر بھی تھے۔ وہ سیٹرڈے نائٹ کو ہاؤس میں موسیقی کی محفل جماتے تھے۔ ان کی نگرانی اور کاوشوں سے رابرٹس ہاؤس خود ایف اے سی سی بنا ہوا تھا۔

حفیظ جالندھری کی آمد

۱۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو جناب حفیظ جالندھری کالج میں آئے۔ ایف اے سی سی نے ان کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ اس سال کالج بینڈ ایک عرصے کے بعد دوبارہ منظم کیا گیا۔ یہ اقدام بھی نئی کلچرل حکمت عملی کا ایک حصہ تھا۔

۵۱-۱۹۵۰ء

اس سال کے دوران ایف اے سی سی کے دائرہ کار میں توسیع ہوئی۔ آرٹ گیلری قائم کی گئی۔ مصوری کی دنیا کے شاہکاروں سے سینٹر کی دیواروں کو آراستہ کیا گیا۔ شاعری ڈرامہ اور آرٹ کی شاہکار کتابوں سے سینٹر کی آرٹ لائبریری کا افتتاح کیا گیا۔

اکتوبر ۱۹۵۰ء میں کیپٹن رحمان کا تبادلہ ہوا۔ انکے جانے کے بعد مسٹر حیدری نے مصوری اور موسیقی کی تربیت جاری رکھی۔ ایف اے سی سی کی تربیت کے مثبت اثرات طلباء کی زندگی میں ظاہر ہونے لگے۔ اس سلسلہ میں حیدری صاحب نے ۵۱-۱۹۵۰ء میں ایف اے سی سی کی کارکردگی کے بارے میں لکھا۔

"The interests of the Centre are not confined to music and drama only but it has been of great help in cultivating appreciation of poetry and art among the students and proved an incentive for the promising boys.

One happy sign of refining influence of the Centre on the students is reflected by the chaste quality of songs that have replaced cheap favourites picked up from the cinema".

نومبر ۱۹۵۰ء کے اواخر میں کالج نے اپنی سلور جوبلی منائی اور اولڈ بوائز کی یونین کا اہتمام کیا۔ اس موقعہ پر فائن آرٹس اینڈ کلچر سینٹر نے اپنا تاریخی سالانہ کنسرٹ بھی پیش کیا۔ اکتوبر نومبر میں سینٹر میں سلور جوبلی ترانوں نغموں اور ڈراموں کی ریہرسل ہوتی رہیں۔ جو نومبر ۱۹۵۰ء کے اواخر میں اپنے نقطہ عروج پر پہنچیں، ''چراغوں کی قطار'' میں مسٹر حیدری کے حوالے سے ایف اے سی سی کے ایک روشن ستارے مسٹر واجد علی واجد نے سلور جوبلی کنسرٹ کی آخری ریہرسل کی روداد رپورتاژ کے انداز میں لکھی ہے۔ ایف اے سی سی کے تعارف اور تصویر کو مکمل کرنے کے لئے اسے نقل کیا جاتا ہے۔

فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر

''ایف اے سی سی کالج کے مین اکیڈیمک کے سامنے کے تین کمروں کے بلاک جہاں آجکل انتظامی دفاتر ہیں، درمیانی کمرہ میں قائم کیا گیا تھا۔ ۲۲x۱۸ فٹ کا یہ کمرہ جو کہ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء میں کلاس روم رہا تھا اور جس کی ایک دیوار پر اس وقت بھی بلیک بورڈ بنا ہوا تھا ان دنوں کالج کے کرخت ماحول میں قطعاً ایک طلسماتی چیز تھا۔ جیسے داستان طلسم ہوشربا کے کسی ساحر نے دشت عالمگیر میں اپنے طلسم کے زور سے رنگ و نور اور ساز و آہنگ کا ایک چھوٹا سا طلسم کدہ کھڑا کر دیا ہو۔ اس طلسم کدہ کی سادہ سی باہر کی دیوار پر دائیں طرف ایک سادہ سی مستطیل لکڑی کی تختی پر پیتل کے انگریزی حروف میں ایف اے سی سی لکھا تھا۔ اور دروازہ کے بائیں طرف ۲x۳ فٹ کے شیشے کے فریم میں فوٹو گرافی کلب کی تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ لیکن اندر سے یہ بیک وقت کسی سنگیت اکیڈیمی کا کلاس روم کسی مصور کا نگار خانہ اور کسی تمثیل کار (Drama director & producer) کا گوشہ تمثیل نظر آتا تھا۔ اسکا ماحول باہر کی بے رنگ اور کھردری دنیا سے بالکل مختلف تھا۔ دیوار پر ہلکا فیروزی رنگ کیا ہوا تھا۔ دروازوں اور کھڑکیوں پر سرخ بافات کے دبیز پردے پڑے تھے۔ فانوسوں میں بجلی کے بلب اتنی پاور کے رکھے گئے تھے کہ اندھیرا بھی نہ ہو اور تیز لائٹ کی چکا چوند بھی محسوس نہ ہو۔ اس طرح کی دودھیا روشنی سے کمرہ میں ایک طرح کی پراسراریت آ گئی تھی۔ دروازے کے عین سامنے کرسی کے ساتھ ایک پیڈسٹل پر ہارمونیم رکھا تھا۔ دائیں کونے میں دیوار کے ساتھ گراموفون ستار، وائلن، بانسری، طبلہ جیسے آلات موسیقی آراستہ تھے۔ پیڈسٹل ہارمونیم کے بائیں طرف ایک سرخ کشن طبلہ نواز ہیڈ جمعدار فیروز کے لئے پڑا تھا۔ کمرہ کی بائیں طرف دیوار کے ساتھ ایک بڑے سائز کا پیانو رکھا ہوا تھا۔ جس پر اکثر رات گئے حیدری صاحب تنہائی میں اپنی آواز کا جادو جگایا کرتے تھے۔ سازوں اور پیانو کے درمیان دیوار کے ساتھ شیشے کی الماری تھی جس میں آرٹ، ڈرامہ، فوٹو گرافی کی نادر کتابیں انگلش پوئٹری، اقبال اور حفیظ کے مجموعے، آغا حشر کے ڈرامے، انارکلی، رباعیات خیام کا مصور ایڈیشن، دیوان حافظ، مرقع چغتائی بیدی، غلام عباس، کرشن چندر، قرۃ العین حیدر کے افسانوں کے مجموعے تھے۔ ایک شیلف میں سہگل، ہیمنت کمار، طلعت محمود، مکیش، رفیع، کانن بالا، اوما دیوی، خورشید، خان مستانہ پنکج ملک، جگموہن کے گراموفون ریکارڈ تھے۔ عقبی دیوار کے بیچ میں ایزل پر ایک بلیک بورڈ رکھا ہوا تھا۔ جس پر حیدری صاحب نے چاک سے خیام کی یہ رباعی۔

''خورشید کمند صبح بر بام افگند
کیخسر روز بادہ در جام افگند

ے خور کہ مندی و سحر گہ خیزاں
آوازہ "اشربو" درایام "افگند"

فٹز جیرالڈ کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ لکھی تھی۔

Awake! for the morning in the bowl of night
Has flung the stone that puts the stars to flight.
And lo ! the hunter of the east
Has caught the sultan's turret in a noose of light.

اس کے نیچے ڈاکٹر تاثیر کا یہ اردو ترجمہ بھی تھا۔

اٹھ جاگ کہ شب کے ساغر میں سورج نے وہ پتھر مارا ہے
جو مے تھی وہ سب بہہ نکلی جو جام تھا پارہ پارہ ہے
مشرق کا شکاری اٹھا ہے مغرب میں کمندیں پھینکی ہیں
اک بیچ میں قصر اسکندر ایک بیچ میں قصر دارا ہے

اسی بلیک بورڈ پر ایک طرف کو لکھا تھا۔

جھاڑیاں کالی ردائیں اوڑھ کر چپ ہو گئیں
بند کلیاں اپنی خوشبو سے لپٹ کر سو گئیں

اور اسکے نیچے لکھا ہوا ایک شعر یہ تھا

اڑتے اڑتے آس کا پنچھی دور افق میں جا ڈوبا
روتے روتے بیٹھ گئی آواز کسی سودائی کی

اسی بلیک بورڈ پر بائیں طرف سرخ چاک سے ایک شمع بنی تھی، اور اس کے نیچے زرد چاک سے کنفیوشس کا یہ قول درج تھا۔

"It's better to light a small candle than to curse darkness".

ایف اے سی سی کی مخصوص الف لیلوی فضا پیدا کرنے میں ان تصویروں کا بھی بڑا دخل تھا۔ جو بڑے سلیقہ سے دیواروں پر آویزاں تھیں۔ لیونارڈو ڈونچی۔۔ (Leonardo da vinci) کی شہرہ آفاق (Mona Liza) مائیکل اینجیلو (Michel Angelo) کی مشہور Madonna رینالڈ کی The age of innocence لارنس کی Pinkie وارث کی Hope تھی۔ Rubens اور Rembrandt کے فن پارے تھے۔ لیکن ایف اے سی سی کا اصل سحر چغتائی کے شاہکاروں کی وجہ سے تھا۔ جن کی فسوں خیزی کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اس آرٹ گیلری میں پنجاب کی دیہاتی زندگی کے عکاس مشہور مصور استاد اللہ بخش کی بنائی ہوئی ایک پینٹنگ بھی آویزاں تھی۔ پنجاب کے مخصوص دیہی لباس میں ایک ملنگ عالم کیف و مستی میں چمٹا بجاتے ہوئے رقص کر رہا تھا چمٹے کے دونوں سروں کو اس نے سر کے اوپر پکڑا ہوا تھا۔ کوئی تان اڑا رہا تھا تاثر یہ ہوتا تھا کہ جیسے سلطان باہو یا خواجہ فرید کی کوئی عارفانہ کافی ہے جس نے اسے بے خود کیا ہوا ہے اللہ بخش کا یہ شاہکار ایف اے سی سی کی تصویروں میں اپنا الگ ایک مقام رکھتا تھا۔ اور شاید حیدری صاحب کے ذوق و ذہن کی غمازی کرتا تھا۔ ایف اے سی سی کے چار شعبے تھے۔ ڈرامے، موسیقی، مصوری اور فوٹو گرافی مسٹر حیدری کی ماہرانہ نگرانی اور رہنمائی میں ان چاروں شعبوں نے حیرت انگیز اور قابل رشک ترقی کی۔ گو ابتدائی سالوں میں انہیں موسیقی کے شعبہ میں کرنل زیدی اور کیپٹن رحمان کا تعاون بھی حاصل رہا۔ ایف اے سی سی میں ہابیز (Hobbies) کے اوقات میں موسیقی اور مصوری کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ڈرامہ کی سرگرمیاں سالانہ کنسرٹ کے موقع پر اپنے عروج پر ہوتی تھیں۔ فوٹو گرافی کا سلسلہ سارا سال چلتا رہتا تھا۔ ایف اے سی سی کی حیثیت ایک (Exclusive club) کی سی تھی۔ جس میں براہ راست حصہ تو کالج کے معدودے چند

باصلاحیت (Talented) طلبہ ہی لیتے تھے۔لیکن کالج کی مخصوص رجمنٹل تنظیم (Regimental Organization) کے تناظر میں ایف اے سی سی کی حیثیت صحرا کے پھول یا ایک ایسے دریچہ کی سی تھی جس سے فنون لطیفہ کی تازہ ہوا بھی آتی تھی۔اور کلچر کی روشنی بھی، جو سب کے لئے تھی۔ چنانچہ کالج کی تعلیمی وتربیتی فضا، پرایف اے سی سی کا خاموشی سے بہت خوشگوار اور دوررس اثر پڑا۔اوائل ۱۹۵۰ء میں کیپٹن رحمان کا تبادلہ ہوا اسی سال مسٹر ماجد صدیقی اور مسٹر سعید راشد ایف اے سی سی سے مسٹر حیدری کے معاون کی حیثیت سے منسلک ہوئے۔۱۹۵۲ء میں کرنل زیدی اور مسٹر ماجد صدیقی نے کالج کو خیر باد کہا۔۱۹۵۳ء کے اواخر میں مسٹر عین الدین علوی نے اردو ڈرامہ کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔۱۹۵۴ء سے مسٹر شفیق نے موسیقی کے شعبہ میں دلچسپی لینی شروع کی تاہم بحیثیت مجموعی ۱۹۴۹ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۶۹ء کو اپنی ریٹائرمنٹ تک مسٹر حیدری ہی ایف اے سی سی کے روح رواں رہے اور یہی عرصہ ایف اے سی سی کے عروج کا دور تھا۔جنوری ۱۹۷۰ء سے فروری ۱۹۸۷ء میں اپنے انتقال تک مسٹر علوی صاحب نے بھی ایف اے سی سی کو خوب سنبھالا۔انگریزی اور اردو کے ڈرامے تن تنہا پروڈیوس کرتے رہے۔گو سالانہ کنسرٹوں میں بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے وہ تواتر نہیں رہ سکا تھا جو پہلے تھا۔اور وہ کیفیت ہوگئی کہ

مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

ایف اے سی سی کی ایک شام

یہ تعارف تو فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر کے در و دیوار کا تھا۔جن کی فسوں انگیزی اپنی جگہ لیکن ایف اے سی سی کا اصل طلسم موسیقی، مصوری اور تمثیل کاری کی ان محفلوں میں تھا۔جو یہاں خاص طور سے سالانہ کنسرٹ کے زمانہ میں آراستہ ہوتی تھیں۔۲۷ نومبر ۱۹۵۰ء سے سلور جوبلی کی تقریبات شروع ہو رہی تھیں۔۲۹ کو سلور جوبلی کنسرٹ تھا۔جس کے متوقع مہمانِ خصوصی پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے۔اس پس منظر میں سلور جوبلی کنسرٹ کے میوزک کا فائنل ریہرسل ۲۵ نومبر ۱۹۵۰ء کو ایف اے سی سی میں ہوا۔۲۶ کو کنسرٹ کا ڈریس ریہرسل تھا۔یہ ریہرسل موسیقی کی ایک یادگار شام تھی۔

اس کی روداد ایف اے سی سی کے ایک اہم فنکار ۱۸۹۱ واجد علی لکھتے ہیں۔

''شام چھ بجے سے کچھ دیر پہلے تک ایف اے سی سی میں ۱۳۷۴ محمد گل، ۱۵۵۱ خادم، ۱۵۷۸ ممتاز، ۱۶۶۸ گل بادشاہ، ۱۰۷۱ یونس، ۱۸۰۵ افضل الرحمان میں (۱۸۹۱ واجد علی) ۱۹۰۹ شاہ جہان اور مجید، سارے اہم اردو گلوکار آ چکے تھے۔ ہیڈ سویپر سائیں فیروز اپنے مخصوص سرخ کشن پر بیٹھا اپنی طبلوں کی جوڑی کے تسمے کسنے میں مصروف تھا۔ایف اے سی سی کا خاص ہارمونیم نواز ۱۷۶۱ نور محمد پیڈسٹل ہارمونیم پر بیٹھا کنسرٹ کے ترانے ''ہم نوجواں اسلام'' کی دھن چھیڑ ہی رہا تھا کہ چھ بجے حیدری صاحب نے ایف اے سی سی کا پردہ ہٹا کر اندر قدم رکھا۔ہم رنگ ٹائی اور نیوی بلیو سوٹ میں ملبوس نازک سنہرے فریم کا چشمہ لگائے وہ بہت شاندار نظر آ رہے تھے۔آج انکے ہاتھ میں کیپسٹن سگریٹوں کا گہرے سبز رنگ کا کارٹن تھا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ آج کی محفل دیر تک چلے گی۔آتے ہی انہوں نے حسب عادت کہا ''گڈ ایوننگ ایوری باڈی'' (Good evening every body) جس کے جواب میں ''گڈ ایوننگ سر'' کا غلغلہ بلند ہوا۔ ہمیشہ کی طرح انہوں نے خوش دلی سے پوچھا "Feeling fit?" جواب ملا "More than fit" یہ شوخ جواب ۱۶۶۸ گل بادشاہ کا تھا۔جسکی بذلہ سنجی ایف اے سی سی میں گل کھلاتی رہتی تھی۔ پھر حیدری صاحب سائیں فیروز کی طرف متوجہ ہووئے ''سائیں! تہاڈی جوڑی تے کسی ہوئی اے نا بادشاہو'' تسی شروع تے کرو، چھت پھاڑ کے نہ رکھدے آں'' سائیں فیروز کا یہ جواب سن کر لڑکوں نے قہقہہ لگایا "Let's start then" حیدری صاحب نے کہا اور کیپسٹن کا کارٹن کھولا اور سگریٹ نکالا لیکن اس سے پہلے کہ لائٹر سے اسے سلگاتے، نور محمد سے پوچھا ''سائیں کی ڈبیہ کہاں ہے؟'' ''نور محمد نے'' ساری سر کہا اور الماری سے تار مارکہ سگریٹ کی ڈبیہ اور اینٹ مارکہ دیا سلائی سائیں فیروز کے سامنے رکھ دی۔اس کے بعد حیدری صاحب نے سگریٹ سلگایا اور نور محمد کو اشارہ کیا کہ ترانے کی سرگم شروع کرو۔اس عرصے میں ترانے کے سنگرز گل، خادم، گل بادشاہ، فضل الرحمان، ممتاز، شاہ جہاں، مجید اور میں (واجد) لائن اپ ہوگئے۔(حیدری صاحب نے سنگرز کو ان کی آواز کی گہرائی Volume, depth and range کے لحاظ سے تین قسموں میں بانٹا ہوا تھا۔اور اسی ترتیب سے وہ کھڑے تھے۔اور سلور جوبلی کنسرٹ کا افتتاحی کورس (Chorus)

''ہم نوجواں، اسلام کا جھنڈا دنیا پر لہرائینگے
ہم اللہ کی شمشیریں بن کر ہر میداں میں چھائینگے''

''ہم۔ - - - - - - - - - - -

کاریہرسل شروع ہوا۔ حیدری صاحب نے دوایک جگہ اصلاح کی ایک بارخود ہارمونیم پر بیٹھ کر ریہرسل کرایا۔ کچھ دیر بعد کمانڈانٹ کرنل زیدی بھی کیپٹن رحمان کے ساتھ آ گئے۔(کیپٹن رحمان کا کچھ عرصہ پہلے کالج سے تبادلہ ہوگیا تھا وہ محض سلور جوبلی کنسرٹ میں مدد دینے آئے ہوئے تھے) ان کے سامنے ایک بار ترانے کا ریہرسل ہوا اور انہوں نے انترہ اور استھائی کو مزید نکھارا، کورس گانے کا طریقہ یہ تھا کہ انترہ واجد اور یونس اٹھاتے تھے۔ استھائی میں باقی سنگرز شامل ہو جاتے تھے۔ اس کورس کے بعد دوسرے ترانے

''تن من دھن قرباں تجھ پر پاکستاں
عظمت انساں قائم تجھ سے رونق بزم جہاں
زندہ رہے پائندہ رہے تو، اونچا تیرا نشاں

کاریہرسل شروع ہوا تو کیپٹن رحمان نے ہارمونیم سنبھالا۔(۲۹ نومبر کو عین شو کے دن بھی انہی نے ہارمونیم بجایا) رحمان صاحب ہر وقت رنگدار شیشوں کا چشمہ لگائے رکھتے تھے۔ اس لئے ان کی آنکھیں تو نظر نہیں آ رہی تھیں لیکن ان کی محویت قابل دید تھی۔ ان کی عادت تھی ہارمونیم پر بیٹھتے ہی ایک آدھ بار سرگم بجاتے تھے اور بہت آہستہ سروں میں شروع ہوتے تھے۔

ریہرسل کا تیسرا آئیٹم سلور جوبلی قوالی تھی۔

اب جشن مسرت آ پہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو
سب بچھڑے آ کر مل بیٹھے اب قصہ دل دہرانے دو
معصوم فضائیں ماضی کی اس دور میں پھر کھو جانے دو
سب غنچے کھل کر پھول بنے ہر گوشہ میں خوشبو پھیل گئی
اب پاکستان کے گلشن کو ان پھولوں سے مہکانے دو
اب جشن مسرت آ پہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو

یہ قوالی زیدی صاحب نے خاص اس موقع کے لئے لکھی تھی۔ اور اسکی دھن بھی انہی نے بنائی تھی۔ جس انداز سے واجد اور یونس کیانی نے اس کا انترہ اٹھایا، اس نے محفل کا رنگ بھی بدل دیا۔ سنگرز اور سامعین بھی سلور جوبلی موڈ میں ڈوب گئے۔ پھر اس ٹیمپو پر قوالی ہوئی کہ اصل سلور جوبلی کنسرٹ بھی اس پر اضافہ نہ کر سکا۔ اس قوالی کے آخری بولوں کے دوران انگریزی کے سلور جوبلی سانگ کے سنگرز، کاظم کمال موجود کیانی، اور عشرت بھی ایف اے سی سی میں آ چکے تھے۔ سلور جوبلی سانگ

Let cheers ring out and joyful songs be heared
Peal happy bells and ring the cares away
Let fun and frolic ring the merry-word
And banter light declare their genial sway
Hurrah for the K.G.C
Hurrah for her proudest day
With voice both loud and free
And hearts all happy and gay.
Let young and old be all.
In tune and perfect glee.
And the rafter ring, the while we sing
Of our silver Jubilee.
The K.G.C the proudest college on earth.

مسٹر حیدری نے لکھا تھا اور اسکی موسیقی بھی انہی نے ترتیب دی تھی۔ چنانچہ وہ پیانو پر بیٹھے اور پہلے ایک بار خود سنایا جس کو سنگرز نے فالو کیا۔ اس کے بعد لڑکوں نے خود گایا۔ اس کا انترہ کاظم کمال نے اٹھایا تھا۔ اور کورس میں باقی سارے سنگرز شامل ہو جاتے تھے۔ سلور جوبلی سانگ کے بعد بریک ہوئی۔ ۹ بجے پھر محفل جمی نور محمد نے ہارمونیم سنبھالا۔ سائیں فیروز نے طبلے کی جوڑی پر تھاپ دی۔ حیدری صاحب نے اپنے مخصوص فنکارانہ اسٹائل میں سگریٹ سلگایا۔ اور آتشدان کے قریب اپنی کرسی کو کھینچا سب سے پہلے حیدری صاحب نے مجھے اشارہ کیا۔ ہاں واجد شروع کرو۔ میں نے وہ غزل شروع کی جس سے میں نے کالج میں اپنے Singing career کا آغاز کیا تھا۔

کبھی تم خواب میں صورت دکھا جاتے تو کیا ہوتا
کسی کے بخت دوتا کو جگا جاتے تو کیا ہوتا
یہ وقت نزع ہے بیمار غم کی آخری شب ہے
ذرا سی دیر کو تم بھی جو آجاتے تو کیا ہوتا
ذرا سی دیر میں بجھنے کو شمع زندگانی ہے
اسے تم اپنے دامن سے بجھا جاتے تو کیا ہوتا
نکلنے کو ہے عاشق کا جنازہ تیرے کوچے سے
جو تم بھی ایک دو آنسو بہا جاتے تو کیا ہوتا

میرے بعد ۴۷-۱۳ محمد گل کی درد بھری آواز گونجی

تیرے کوچے میں ارمانوں کی دنیا لے کے آیا ہوں
تجھی پر جان دینے کی تمنا لے کے آیا ہوں
وہ افسانہ محبت کا کبھی جو تم نے چھیڑا تھا
وہی افسانہ ہونٹوں پر دوبارہ لے کے آیا ہوں
جگر میں درد دل میں ٹیس اور آنکھوں میں دو آنسو
ذرا تو دیکھ لے آ کر میں کیا کیا لے کے آیا ہوں

گل کے نغمہ کی تان اس شعر پر ٹوٹی۔

نہیں آتا وفاؤں سے ہمیں دامن چھڑا لینا
تمہی پر جان دے دیں گے کسی دن آزما لینا

گل کے بعد حیدری صاحب نے گل بادشاہ کو اشارہ کیا

"Now its your turn Gul Badshah"

گل بادشاہ نے بڑی سنجیدگی سے کہا "Sir I,m no more fit" کیوں

''ایک واجد جان دیتے دیتے ہٹا تھا کہ گل مرنے لگا۔ اب میرے لئے کیا بچا آج تو ایف اے سی سی مقتل بنا ہوا ہے'' اس پر قہقہہ پڑا۔ "All right we must have a change" حیدری صاحب نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا۔ "I don't mind" گل بادشاہ نے فرمائش کی، ''سر For a change ایک ماہیا ہو جائے'' واجد نے مجید سے کہا۔ ''پھر ہو جائے۔ ساون کے بھرے بادل'' مجید نے حیدری صاحب کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا "yes, go ahead" مجید اور مختار شروع ہو گئے۔ مجید نے تان اڑائی۔ ''اب یاد وہ آتے ہیں۔ ساون کے بھرے بادل دل میرا جلاتے ہیں''۔ گل بادشاہ نے فقرہ چست کیا۔ ''یہ بھی دل جلانے کی بات کر

رہے ہیں۔کوئی تو دل کو زندہ کرنے کا ساماں کرے''۔حیدری صاحب سمجھ گئے کہ لڑکے لائٹ موڈ میں ہیں۔وہ یہ کہہ کر اٹھے۔

"Let me go and have a cup of coffee"

اوراسکین ہاؤس میں اپنے گھر کی طرف چلے تو گل بادشاہ نے کہا''یار کچھ دل پشاوری کرو۔وہ ہاؤس والا ماہیا شروع سے سناؤ''

''رت ہار سنگھار دی اے''

مجید نے تان اڑائی

رت ہار سنگھار دی اے
بل میرے پیار ڈالے ڈوری
سجناں دے پیار دی اے

اس ماہیے نے تو گویا گرم خون کو آگ لگا دی مختار کی آواز دوسرے گوشے سے آئی

رنگ وسدا ای امبراں توں
پھلاں دی بہار آئی دل ڈر دا ای سدراں توں

اس کے جواب میں مجید پھر چہکا

بوجے وچ پنج پائیاں
ماں دیا لاڈلیا اکھیاں کس لائیاں

سارے سنگرز ماہیوں پر مست ہو رہے تھے۔ایک آدھ نے دھمال بھی شروع کر رکھی تھی کہ نور محمد نے باہر سے آکر اطلاع دی کہ حیدری صاحب آ رہے ہیں۔ان کے اندر قدم رکھنے سے پہلے جذبوں کی بیقراری کو قرار آ چکا تھا۔گل بادشاہ نے خود ہی پوچھا

"May I have your permission to start, sir"

"Please, do"

حیدری صاحب نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔گل بادشاہ نے اپنا گیت شروع کیا۔گل بادشاہ کے بعد ۱۸۰۵ افضل الرحمان نے اقبال کی یہ غزل چھیڑی

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری
اٹھائے کچھ ورق لالے نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری
اڑا لی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرز فغاں میری

گل کے بعد یونس کیانی کی باری آئی۔

جھوم جھوم کے ناچو آج گاؤ خوشی کے گیت

رات بھیگ چکی تھی۔سنگر بدل رہے تھے۔لیکن ہارمونیم نواز نور محمد اور طبلہ نواز سائیں فیروز کی انگلیاں مسلسل حرکت میں تھیں،مجال ہے کہ ایک سر یا ایک تال ادھر ادھر ہو جائے تا آنکہ حیدری صاحب نے کہا

"Lets have the college song"

یہ کہہ کر وہ پیانو پر جا بیٹھے۔ سائیں نے ایک زور کی تھاپ کے ساتھ اپنی جوڑی کو ایک طرف کرتے ہوئے کہا۔

''پتر واج تساں مارسٹیا اے کل مینوں انگلاں دی ٹکور کرنی پوئے گی''

حیدری صاحب نے مسکرا کر کہا ''سائیں "Well done well done

کالج سانگ کے لئے کاظم کمال ۱۵۲۳ سعید ۶۱۱۴ عشرت ۱۳۹۰ پیانو کے بائیں طرف کھڑے ہوئے۔ ۱۳۳۲ راجہ گلزار ۱۴۴۰ رفیق ۱۷۶۵ موجود کیانی دوسری جانب اور سانگ شروع ہوا۔

Boyhood days are best,
Care free, gay and blest
Cramn'd with a wealth of sweet memories.
There's just a name that we stand up for stoutly
There just a name that we sing merrily,
Aye, just a name that we honour devoutly.
Tis the name of K.G.R.P.M.C

اسکا انترہ کاظم کمال اٹھاتا تھا، (بعد کو شہید اور ستارۂ جرأت)۔ یہ سانگ حیدری صاحب نے ۱۹۴۹ء میں ایف اے سی سی کے افتتاح کے موقع پر لکھا تھا۔ اسکی دھن Isle of capri کے میوزک پر ہے۔ حیدری صاحب نے اس سانگ میں کالج سے اپنی محبت بھر دی۔ چھ بندوں کے اس سانگ میں لڑکے جب اس بند پر پہنچتے تھے۔

There's just a name that we stand up for stoutly.
There's just a name that we sing merrily.
Aye, just a name that we honour devoutly,
Tis the name of K.G.R.P.M.C

تو از خود ان کے سینے تن جاتے اور آواز میں جوش پیدا ہو جاتا۔ کالج سانگ کا ریہرسل تین بار ہوا۔ آخر میں حیدری صاحب نے کہا۔ "OK, Boys wish you sweet dreams" اور وہیں بیٹھے بیٹھے ایک اور سگریٹ سلگایا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ کچھ دیر اور ایف اے سی سی میں ٹھہریں گے۔ اور تنہائی میں نغمہ سرا ہوں گے۔ باقی سب سنگرز نے تو اپنے اپنے ہاؤسوں کا رخ کیا۔ میں اور یونس کیانی باہر برآمدہ میں ٹھہر گئے۔ اور دل میں دعائیں کرنے لگے۔ کہ آج وہ اپنی محبوب غزل ''مستوں پر انگلیاں نہ اٹھاؤ بہار میں'' گائیں تو مزہ آ جائے۔ پہلے تو انہوں نے خان مستانہ، سہگل اور پنکج ملک کا نن بالا کا وہ مشہور ریکارڈ لگایا۔

دنیا رنگ رنگیلی بابا دنیا رنگ رنگیلی
اس کا رس مصری سے میٹھا
اسکی تان سریلی بابا

اس عرصہ میں وہ الماری میں کچھ ڈھونڈتے رہے پھر یہ ریکارڈ لگایا۔

دنیا رنگ رنگیلی بابا دنیا رنگ رنگیلی
پریت میں ہے جیون جوکھوں
جیسے کولھو میں سرسوں
بھور سہانی چنچل بالک لڑکا ہی دکھلائے
ہاتھ سے بیٹھا گھڑے کھلونے
پاؤں سے توڑت جائے

وہ تو ہے ایک مورکھ بالک تو تو نہیں نادان
آپ بنائے آپ بگاڑے یہ نہیں تیری شان
پریت میں ہے۔ - - - - - - - -

آخر میں ہارمونیم پر بیٹھے سرگم بجانے کے بعد وہ شروع ہوئے۔

مستوں پہ انگلیاں نہ اٹھاؤ بہار میں
دیکھو تو ہوش بھی ہے کسی ہوشیار میں
جھوٹی تسلیوں سے
جھوٹی تسلیوں سے نہ بہلاؤ بار بار
جاؤ کہ تم
جاؤ کہ تم نہیں ہو مرے اختیار میں
وہ سامنے
وہ سامنے دھری ہے صراحی شراب کی
دونوں جہاں
دونوں جہاں ہیں آج مرے اختیار میں
مستوں پہ انگلیاں نہ اٹھاؤ بہار میں
جھوٹی تسلیوں سے
جھوٹی تسلیوں سے نہ بہلاؤ بار بار

یہ شعر انہوں نے کئی بار دھرایا۔ کیا درد تھا، کیا سوز تھا، آواز میں اور کیا عالم بیخودی۔ ایف اے سی سی اس وقت سنگیت دیوتا کا معبد تھا۔ جس میں معبد کا مہاپجاری، نغمہ نیم شب کا آخری چڑھاوا چڑھا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

سلور جوبلی کی شب موسیقی

کالج کی سلور جوبلی کے موقع پر ۲۸ نومبر ۱۹۵۰ء کی شب کو ایف اے سی سی نے سلور جوبلی کے مہمانوں، جو بیشتر اولڈ ہی تھے، کے اعزاز میں ساز و آہنگ کی ضیافت کا اہتمام کیا۔ محفل موسیقی کا آغاز ایف اے سی سی کے فنکاروں نے کیا۔ جن میں ۱۳۷۴ محمد گل، ۱۷۱۰ یونس کیانی، ۱۵۵۱ خادم، ۱۸۰۵ فضل الرحمان، ۱۸۹۲ واجد اور مجید شامل تھے۔ ہارمونیم نوازی ۱۷۶۰ از رمحمد نے کی۔ طبلہ پر سنگت ہیڈ سو بیرر سائیں فیروز نے دی۔ جب رات بھیگنے لگی تو مہمان فنکار نزاکت علی سلامت علی کو دعوت طرب دی گئی۔ (جنھیں خاص طور سے اس تقریب کے لئے لاہور سے بلوایا گیا تھا) نزاکت علی سلامت علی اور انکے سازندوں نے ساز و آہنگ کا خوب جادو جگایا لیکن حاصل محفل یہ غزل تھی۔

دل کے ہر پردے میں مستور نظر آتے ہیں
ہیں تو نزدیک مگر دور نظر آتے ہیں

آخر میں حاضرین کی فرمائش پر مہمان فنکاروں نے اقبال کی مشہور غزل

کبھی اے حقیقت منتظر، نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

قوالی کے روپ میں پیش کی۔

سلور جوبلی کنسرٹ

۲۹ نومبر کی شب کالج ہال میں ایف اے سی سی نے سلور جوبلی کنسرٹ پیش کیا۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی تھے۔ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی تھے۔ خیر مقدمی کلمات کے بعد کیپٹن رحمان کے کمپوز کئے ہوئے آرکسٹرا کی پرامنگ دھنوں کے پس منظر میں آہستہ آہستہ پردہ اٹھا۔ اور زبردست تالیوں کی گونج میں سلور جوبلی سانگ (جس کو اس موقع کے لئے مسٹر حیدری نے لکھا تھا)

Let cheering out and joyful songs be heard

کورس کی شکل میں پیش کیا گیا، پیانو پر سنگت خود حیدری صاحب نے دی۔ اس کے بعد انگریزی کا ڈرامہ The Invisible Duke دکھایا گیا۔ جس میں ڈیوک کا رول ۱۳۳۲ گلزار نے اس پرکاری سے ادا کیا کہ حاضرین کو حیرت میں ڈالدیا۔ لیکن سب سے زیادہ داد ننھے ڈیکو (۱۷۶۵) کو اسکی بے ساختہ معصومانہ اداکاری پر ملی۔ ڈرامہ کے آخر میں ایک کورس تھا۔

The duke is a jolly good fellow

ابھی وہ ختم ہی ہو رہا تھا کہ پردہ کے بازوؤں سے ڈیکو نمودار ہوا۔ اور کمانڈر انچیف کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

There is a jolly good fellow

اسکا یہ کہنا تھا کہ سارا ہال There is a jolly good fellow سے گونج اٹھا۔ موقع کے لحاظ سے ڈرامیٹک شو کا اس سے بہتر اختتام نہیں ہو سکتا تھا۔ شو ختم ہونے پر کمانڈر انچیف بے اختیار اٹھ کر خود گرین روم گئے۔ وہاں مسٹر حیدری اور دوسرے اداکاروں کو مبارک باد دی اور ڈیکو کو ڈرامے کی کاسٹیوم میں کالج ہال میں اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ (یہ تصویر تربیت ۱۹۵۰ء سلور جوبلی صفحہ ۱۲ پر دیکھی جا سکتی ہے) ڈنر کے بعد حیدری صاحب کے لکھے ہوئے اور ڈائریکٹ کئے ہوئے اردو ڈرامے کا مران کا آغاز سلور جوبلی کے اردو ترانے، جو کمانڈانٹ کرنل زیدی نے خاص موقع کے لئے لکھا تھا، سے ہوا

اب جشن مسرت آ پہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو
سب بچھڑے آ کر مل بیٹھے اب قصہ دل دھرانے دو
ہاں یاد ہیں سب پہلی باتیں روشن دن اور دل کش راتیں
معصوم فضائیں ماضی کی، اس دور میں پھر کھو جانے دو
سب غنچے کھل کر پھول بنے، ہر گوشے میں خوشبو پھیل گئی
اب پاکستان کے گلشن کو ان پھولوں سے مہکانے دو
ہم دانا بھی ہیں، توانا بھی اور سر پہ دعاؤں کا سایہ بھی
شمشیر و قلم ہے اپنا نشاں اس پرچم کو لہرانے دو
ہم پاکستان کی عظمت کا دنیا پر جمائیں گے سکہ
اسلام کی مشعل ہاتھ میں ہے مستقبل کو مہکانے دو

اردو ڈرامہ کے دوران ایک ملی ترانہ:

تن من دھن قربان تجھ پر پاکستان
عظمت انسان قائم تجھ سے
رونق بزم جہاں پیارے پاکستان
زندہ رہے پائندہ رہے تو
اونچا تیرا نشاں پاکستان پیارے پاکستان

اور ایک کورس کی صورت میں ایک اور نظم

ہم نوجواں، اسلام کا جھنڈا دنیا پر لہرائیں گے
ہم صدق و وفا کی تصویریں،
ہم اللہ کی شمشیریں
بن کر دنیا پر چھا جائیں گے

کھیل کا اختتام کالج سانگ سے ہوا

Boyhood days are best.
Carefree, gay and blest!

جب سنگرز اس بند پر پہنچے

There's just the name that we stand up for stoutly.

تو سب اولڈ بوائز بے اختیار کھڑے ہو گئے اور سارا ہال کورس میں شریک ہو گیا۔

There's just the name that we stand up for stoutly.
There's just a name that we sign merrily,
Tis the name of K.G.R.P.M.C

بڑا ولولہ انگیز منظر تھا۔ نئے اور پرانے عالمگیریز اپنی مادر علمی کے حضور نذرانہ ارادت پیش کر رہے تھے اور ہال کے درودیوار گونج رہے تھے۔

With a serene faith in God, verily,
We'll breathe a name that is welcome and cherry,
Tis the name of K.G.R.P.M.C
Tis the name of K.G.R.P.M.C
Tis the name of K.G.R.P.M.C

اور یوں آہستہ آہستہ سانگ کے بول فیڈ ہو گئے لیکن دلوں کو ایک ولولہ اور ایک نئی امنگ دے گئے۔ ہال سے باہر نکلتے ہوئے ۲۶۱ لیفٹیننٹ کرنل رحمان گل نے لیفٹیننٹ کرنل سلطان محمد سے کہا۔ "Sir, what a final to silver jubilee"

یہ سن کر ۱۹ کرنل محمد حیات نے تبصرہ کیا۔

"It's a long long way since our times"

۱۵ انور محمد بولے اس وقت تو ہم ان چیزوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے وہ زمانہ اور تھا۔ ۵۶ صوبیدار حق نواز، ۸۵۶ کیپٹن اعجاز علی، ۹۳۴ لیفٹیننٹ محمد اکرم سے کہہ رہے تھے۔

"My Hydri is great, what a wonderful song he composed of us"

ان پروانوں کے پیچھے پیچھے نئے کیڈٹس گنگناتے آ رہے تھے۔

There's just a name that we stand up for stoutly
There just a name that we sing merrily,
Aye, just a name that we honour devoutly
Tis the name of K.G.R.P.M.C

اس سلور جوبلی کنسرٹ میں میوزک کیپٹن منظور الرحمان نے کنڈکٹ کیا تھا۔ طبلے پر سنگت سائیں فیروز نے کی۔ ہارمونیم نوازی ۶۰۷ انور محمد نے کی۔ سنگرز وہی تھے جن کا ایف اے سی سی کی ایک شام میں ذکر کیا گیا ہے۔ ڈرامہ "کامران" میں لیڈنگ رول ۱۵۲۴ منظور حسین نے ادا کیا تھا۔

محفل مشاعرہ

۲۱ فروری ۱۹۵۱ء کی شب ایف اے سی سی نے مشہور شاعر روش صدیقی کے اعزاز میں ایک محفل مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ مشاعرہ کی محفل روایتی انداز میں چاندنی گاؤ تکئے اور شمع کے ساتھ سجائی گئی۔ پہلے طلباء نے سخن طرازی کی۔ کالج ہیڈ بوائے ۱۹۶۴ محمد عثمان خان کی غزل کا ایک یہ شعر یوں تھا۔

کہے جائیں گے حال دل ہم اپنا
کسی کو اعتبار آئے، نہ آئے

اردو کے استاد جناب سراج احمد علوی نے اپنی نظم تیر و نغمہ سنائی جس کے آخری دو شعر یہ تھے۔

روح بیدار ہوئی عشق کی آواز کے ساتھ
عشق لیتا ہے جنم نغمہ کی پرواز کے ساتھ
تیر کی طرح چلا جاتا ہے یہ رنگیں نغمہ
ہو کے رہ جاتا ہے حل روح میں شیریں نغمہ

ایک اور استاد جمعدار میر حیدر علی کی غزل کا یہ شعر بار بار سنایا گیا۔

کیا آوارگان رہ کو منزل آشنا ہم نے
کبھی چرچا ہمارا کارواں در کارواں ہو گا

کمانڈانٹ کرنل زیدی کی غزل کے بعد آخر میں مہمان شاعر روش صدیقی نے پہلے اپنی نظم ''جہلم'' سنائی۔

ہمالہ بھی تری موجوں کا ہے اک باب اے جہلم
تری موجوں میں ہے اک آتش شاداب اے جہلم

کمانڈانٹ کی فرمائش پر روش صدیقی نے ایک نظم ''شاہد اردو زبان'' بھی سنائی۔

شیریں ادا، رنگیں بیاں
اے شاہد اردو زباں
محبوب خوبانِ جہاں
اے شاہد اردو زباں
تو صبح صادق کی طرح مشرق میں نور افشاں ہوئی
ہندوستان کی سرزمین روشن ہوئی، تاباں ہوئی
اک گم شدہ جنت نصیب دانش انساں ہوئی
حسن ازل ہونے لگا افکار انساں میں عیاں
اے شاہد اردو زباں

شیکسپئر ڈے

اپنے کلچرل توسیعی پروگرام کے تحت مارچ کے اوائل میں ایف اے سی سی نے کالج کے ڈرامہ آرٹسٹوں کو نارمن مارشل تھیٹریکل کمپنی، لندن کے اسٹیج کئے ہوئے شیکسپئر کے ڈراموں اوتھیلو، ہملٹ، مرچنٹ آف وینس کو دیکھنے لاہور بھیجا۔ پھر مارچ کے اواخر میں نارمن مارشل اور دوسرے اداکاروں کو کالج آنے کی دعوت دی اور ان کے ساتھ ایک شام منائی۔ نارمن مارشل اور دوسرے فنکاروں نے کالج کو ایڈریس بھی کیا۔ اس تقریب کے ذریعہ طلباء کو دنیا کے مشہور آرٹسٹوں کو دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔ ثقافتی سرگرمیوں کے لحاظ سے بھی ۵۱-۱۹۵۰ء ایک یادگار سال تھا۔

۵۲-۱۹۵۱ء

۱۹۵۰ء کے اواخر میں کیپٹن منظور الرحمان کے پوسٹ آؤٹ ہو جانے سے ایف اے سی سی کا میوزک کلب کچھ متاثر ہوا۔ لیکن اسی زمانہ میں دو نئے استادوں مسٹر راشد اور مسٹر ماجد صدیقی کے ایف اے سی سی سے منسلک ہو جانے سے ڈرامیٹک کلب کو تقویت حاصل ہوئی۔ اس سال کو ان دو نئے استادوں کا سال کہا جا سکتا ہے۔ ۲۴ نومبر ۱۹۵۱ء کو جو سالانہ کنسرٹ ہوا جس کے مہمانِ خصوصی جلسہ تقسیم انعامات کے صدر لیفٹیننٹ جنرل ناصر علی خان تھے، اس میں کشمیر کی جدوجہد آزادی پر اردو کا ڈرامہ ''چنار کا درخت'' مسٹر سعید راشد ہی کا لکھا ہوا ڈائریکٹ کیا گیا تھا۔

مسٹر ماجد صدیقی نے انگریزی میں جونیئرز پلے (Bell the cat) پیش کیا۔ شیکسپئر کے انگلش پلے مرچنٹ آف وینس کا کورٹ سین تھا جسے حیدری صاحب نے ڈائریکٹ اور پروڈیوس کیا تھا۔ اردو میں ایک مزاحیہ اسکٹ خیالی پلاؤ کے نام سے بھی مسٹر حیدری کی کاوشوں کا نتیجہ تھا۔ کنسرٹ کا آغاز سلور جوبلی کے ملی ترانے

تن من دھن تجھ پر قربان پیارے پاکستان

سے ہوا اور اختتام کالج سانگ پر۔ اردو ڈرامے ''چنار کا درخت'' میں ۱۵۳۴ ظہور ۱۵۲۲ عبدالمجید، ۱۵۵۱ خادم، ۱۸۰۵ افضل الرحمان ۱۵۲۴ منظور حسین نے کام کیا۔ ''مرچنٹ آف وینس میں ۱۶۱۴ محمد سعید ۱۵۳۳ کاظم کمال ۱۵۰۵ تنویر ۱۱۴۸۰ اعظم نے اداکاری کی۔ "Bell the cat" میں ۲۰۱۵ طارق نظامی، ۱۱۸۱۸ اسلم، ۲۰۳۹

قاسم، ۲۶۰۰ قربان، ۱۷۶۵ موجود کیانی تھے۔ ''خیالی پلاؤ'' کے فنکاروں میں ۱۷۷۹ سید محمد، ۱۶۹۰ ریاض، ۱۵۸۱ انوار حسین شامل تھے۔ کنسرٹ میں موسیقی کی بہار ۱۲۷۴ خادم، ۱۸۹۱ واجد، ۱۷۱۰ یونس، ۱۷۶۰ انور محمد، ۱۸۰۵ افضل الرحمان، ۱۹۳۹ عبدالمجید کی مرہون منت تھی۔

سال کے دوران ہاؤس ڈرامیٹک کلبز کی سرگرمیاں سیٹر ڈے نائٹ ورائٹی پروگراموں میں جاری رہیں۔ اس سال برڈوڈ ہاؤس ڈرامیٹک کلب نے آغا حشر کے ڈراموں خواب ہستی اور رستم وسہراب کے مناظر پیش کئے۔ کمانڈانٹ مہمانِ خصوصی تھے۔ کالج اسٹاف نے بھی شرکت کی۔

۱۹۵۲-۵۳ء

یہ سال کالج میں ہمہ گیر تبدیلیوں اور ترقیوں کا تھا۔ جس کے نتیجے میں فائن آرٹس کے دائرہ کار میں بھی نئی جہتوں کا اضافہ ہوا۔ ۱۹۵۲-۵۳ء کے تربیت میں مسٹر حیدری نے لکھا۔

"The Fine Arts and Culture Centre incorporates :

(a) The dramatic society
(b) The photography saloon
(c) The music saloon
(d) The elocution circle
(e) The College magazine

"In addition a number of other activities including social functions, cultural discussions, artistic pursuits, literary meetings, essay competitions, brains trust, and even broadcasting programmes are organized from time to time under the auspices of the FAC Centre"

ریڈیو پروگرام

اگست ۱۹۵۲ء کو ایف اے سی نے ریڈیو پاکستان راولپنڈی سے کالج کے بارے میں ایک فیچر نشر کرنے کا اہتمام کیا جس میں کالج کے بارے میں ضروری معلومات کے علاوہ کالج کے صبح سے شام تک کے روٹین کو پیش کیا گیا تھا۔ ریوالی، ری ٹریٹ اور لاسٹ پوسٹ کے لئے تاج بگلر کو یہاں سے لیجایا گیا تھا۔ کالج کا بینڈ بھی ساتھ گیا تھا۔ فیچر کالج کی غیر نصابی جھلکیوں ملی ترانہ سے پیش کیا گیا۔

تن من دھن تجھ پر قرباں   اے پیارے پاکستاں

عیدمیلادالنبیؐ کے فنکشن کی ایک نعت کے چند شعر، یوم پاکستان کی تقریر کا ایک ٹکڑا، قوالی

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آلباس مجاز میں

پیش کی گئی۔

گزشتہ سال کے ڈرامہ چنار کا درخت کا ایک مکالمہ اور کالج سانگ پیش کیا گیا۔ اسکا اسکرپٹ مسٹر سعید راشد نے لکھا تھا۔ اور پروڈیوس مسٹر حیدری نے کیا تھا۔ اور اداکار یہ تھے۔ ۱۳۷۴ محمد گل، ۱۶۶۸ گل بادشاہ، ۱۵۲۴ منظور، ۱۶۹۰ ریاض، ۱۷۶۰ انور محمد، ۱۷۱۰ یونس کیانی، ۱۸۹۲ واجد پارٹی کے ساتھ چیف انسٹرکٹر کیپٹن اے ایچ ابراہیم بھی پنڈی گئے تھے۔ لڑکوں کے ٹھہرنے کا انتظام ٹرانزٹ کیمپ میں تھا۔

برینز ٹرسٹ

ستمبر ۵۲ میں ایف اے سی نے کالج میں برینز ٹرسٹ (Brains trust) کا اہتمام کیا۔ ہر شعبہ علم وفن سے متعلق جواب دینے کے لئے اساتذہ کے پینل بنا دیئے گئے تھے۔ اس فنکشن کا سب سے دلچسپ حصہ وہ تھا جب وصول شدہ سوالات کے جوابات دینے اور ان پر بحث کرنے کے بعد برجستہ سوال وجواب کا سیشن شروع ہوا۔ سب سے زیادہ دلچسپی نفسیاتی سوالوں میں لی گئی۔ ۱۸۱۸ اسلم کا سوال تھا۔

"Why is it so when one cries, one cries alone, and when he laughs, the whole world laughs with him?

۱۸۶۶ قربان نے پوچھا "What is E.S.P?"
۲۰۳۲ یونس نے ترقی میں ذہانت ماحول اور وارثت کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔ ۱۸۷۳ سجاد حیدر کا سوال ''کشف''، ''کرامت'' اور ''بخشش'' کے متصوفانہ مسائل سے پردہ اٹھانے سے متعلق تھا۔ ان سوالوں کے جوابات کیپٹن محمد شفیع اور مسٹر سعید راشد نے دیئے۔ سائنس کے پینل کے ہیڈ مظہر علی خان اور تاریخ کے مسٹر ایوب خان تھے اور آرٹ کے لٹریچر کا شعبہ مسٹر حیدری کے سپرد تھا۔ بریز ٹرسٹ طلباء کے ذہنی افق کو وسیع کرنے کی پالیسی کے تحت منعقد کیا گیا تھا۔

فوٹوگرافی کمپیٹیشن

اکتوبر ۱۹۵۲ء میں ایف اے سی سی نے تصویر کشی کا مقابلہ کرایا۔

سالانہ کنسرٹ

۲۲ نومبر ۱۹۵۲ء کی شب ایف اے سی سی نے کالج ہال میں سالانہ کنسرٹ پیش کیا۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان تھے۔ اس موقع پر ایک انگریزی کا پلے (The Clean Sweep) اور اردو کا کھیل کامران پیش کیا گیا۔ دونوں ڈراموں کو مسٹر سعید راشد کی معاونت میں مسٹر فضل حق حیدری نے ڈائریکٹ اور پروڈیوس کیا تھا۔

پروگرام کا آغاز کورس ''ہم نوجواں اسلام کا جھنڈا دنیا پر لہرائیں گے'' سے ہوا۔ اردو ڈرامے کے شروع میں ترانہ

تن من دھن تجھ پر قرباں　　　اے پیارے پاکستان

اور آخر میں کالج سانگ ڈرامیٹک شو کی ترتیب تھی۔ مہمانِ خصوصی بہت متاثر ہو کر اٹھے۔ انہوں نے کمانڈانٹ کرنل رفیق کو تعلیم کے اس Dimension کی ترقی پر مبارکباد دی۔ اور ڈنر پر ڈی ایم ٹی بریگیڈیئر جیراڈ سے اس امر کا اظہار کیا۔

اردو کھیل ''کامران'' کے کردار یہ تھے۔ ۱۵۵۱ خادم، ۱۵۲۴ منظور، ۱۵۰۵ تنویر، ۱۸۱۸ اسلم، ۱۶۹۰ ریاض

انگریزی کے پلے میں ۲۰۳۹ قاسم کی اداکاری نے بہت داد حاصل کی۔ ساز و آواز کی موسیقی میوزک کی سیلون کے فنکاروں اور صداکاروں (جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے) نے دی۔

توسیعی لیکچر

دسمبر میں ایف اے سی سی کے زیر اہتمام کالج ہال میں "The place of art and culture in human life" کے موضوع پر مسٹر سعید راشد نے ایک لیکچر دیا۔ چیف انسٹرکٹر کیپٹن اے ایچ ابراہیم نے اس سلسلہ کا تعارف کرایا۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوا۔

جونیئرز پلے

تعلیمی و تربیتی سرحدوں کو وسیع تر کرنے کی ہابی کی تکمیل کے سلسلہ میں ۱۹ فروری ۱۹۵۳ء کی شب ایف اے سی سی نے کالج ہال میں ایک جونیئر پلے

"Mystery in Pixceland"

پیش کیا۔ جس میں بیشتر پانچویں چھٹی کے (دور افتادہ علاقوں کے پہلے سے انگریزی سے نا آشنا) لڑکوں نے حصہ لیا۔ اس موقع پر معمول کے ترانوں اور کورسوں کی بجائے ڈرامائی انداز میں نرسری رائم پیش کئے گئے۔

The mulberry bush
Here we go round the mulberry bush,
The mulberry bush, the mulberry bush,
Here we go round the mulberry bush,
On a cold and frosty morning,
This is the way we clap our hands.
Clap our hands, clap our hands,
This is the way we clap our hands,
On a cold and frosty morning,
This is the way we wash our hand
Wash our hands, wash our hands,
This is the way we wash our hands,
On a cold and frosty morning,
This is the way we wash our hands,
On a cold and frosty morning,
This is the way we do our hair,
Do our hair, do our hair,
On a cold and frosty morning.

تین نرسری رائمنر میں سے جو اس شو میں دکھائے گئے دوسرا یہ تھا۔

Rock - A Bye uphill and down dale,
Up hill and down,
Up hill and down dale,
All the way to down,
Where are the black birds?
Where are the sheeps?
Where are the poplars?
That lull them to steep,
Up hill and down,
Up hill and down dale,
Far, far from town

یہ نرسری رائمنر ان میں سے چند تھے۔ جو مسٹر حیدری پانچویں میں کراتے رہتے تھے۔ گویا آج لڑکوں کی انگریزی کے عملی امتحان کا دن تھا۔ ڈرامہ میں اور نرسری رائم سنگرز میں ۲۰۵۳ شربت خان محسود ایسے قبائلی لڑکے بھی تھے۔ جو یہاں آنے سے پہلے انگریزی کیا اردو سے بھی پوری طرح آشنا نہیں تھے۔

ایلوکیوشن کانٹیسٹ Elocution Contest

۱۹ مارچ ۱۹۵۳ء کو ایف اے سی سی نے کالج کی تاریخ کے پہلے اردو انگریزی ایلوکیوشن کانٹیسٹ کا اہتمام کیا اور اردو، انگریزی نظم ونثر کے چیدہ چیدہ اقتباسات ڈرامائی انداز میں پیش کیے گئے۔ خوشی محمد ناظر کی نظم ''جوگی اور شاعر'' اس طرح پیش کی گئی کہ جوگی (۱۸۹۲ واجد علی) جنگل کے پردہ کے پس منظر میں بھبھوت ملے، چیتے کی کھال پہنے مالا جپ رہا تھا۔ سامنے کوئلوں کی آگ دہک رہی تھی کہ اتنے میں (۱۰۱۷ ایونس کیانی) شاعر کے حلیئے میں ادھر آ نکلا اور جوگی سے ہم کلام ہوا ہے۔ جس کا جواب جوگی اپنی دھن میں مست، یہ دیتا ہے۔

کیوں بابا، ناحق جوگی کو تم کس لئے آن ستاتے ہو
ہم پنکھ پکھیرو بن باسی تم جال میں آن پھنساتے ہو

ہم حرص و ہوا کو چھوڑ چکے اس نگری سے منہ موڑ چکے
ہم جو زنجیریں توڑ چکے تم لا کے وہی پہناتے ہو
تم پوجا کرتے ہو دھن کی ہم سیوا کرتے ساجن کی
ہم جوت جگاتے ہیں من کی تم اسکو آن کر بجھاتے ہو
سنسار سے یاں مکھ پھیرا ہے من میں ساجن کا ڈیرا ہے
یاں آنکھ لڑی ہے پیتم سے، تم کس سے آنکھ ملاتے ہو

یہ ڈرامائی پیشکش اتنی موثر تھی کہ جس نے دیکھی بے ساختہ داد دیئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ۲۰۳۹ قاسم کو پہلا انعام، رڈیارڈ کپلنگ کی مشہور نظم IF کو کمال مہارت سے Recite کرنے پر ملا۔

If you can keep your head when all about you
Are losing theirs and blaming it on you;
If you can trust yourself when all men doubt you,
But make allowance for their doubting too;
If you can wait and not be tired by waiting,
Or being lied about, don't deal in lies,
Or being hated don't give way to hating,
And yet don't look too good, nor talk to wise.

۱۰۱۷ ایونس کیانی نے جان رسکن کے لیکچر War کے موضوع پر وہ تقریر پیش کی جو اس نے رائل ملٹری کالج میں کی تھی اور جو اس طرح شروع ہوتی ہے۔

"Remember! you soldier youth, who are thus in all ways the hope
of our country; or must be, if she has any hope
Remember that your fitness for all future trust depends upon what
you are, No good soldier in his old age was ever careless
or indolent in his youth"

اس ایلوکیوشن کو یہ امتیاز بھی حاصل ہوا کہ اس میں انگریزی کے استاد اور ایف اے سی سی کے ڈائریکٹر مسٹر حیدری اور کالج کے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق نے بھی حصہ لیا۔ مسٹر حیدری نے شیکسپئر کے ڈرامے جولیس سیزر سے مارک انتھونی کی مشہور Funeral speech

ANTHONY

Friends, Romans, countrymen, lend me your ears;
I come to bury Caesar, not to praise him,
The evil that men do lives after them;
The good is oft interred with their bones;
So let it be with Caesar, The noble Brutus
Hath told you Caesar was ambitious;
If it were so, it was a grievous fault;
And grievously hath Caesar answer'd it.
Here, under leave of Brutus and the rest,
For Brutus is an honourable man'
So are they all, all honourable men,
Come I to speak in Caesar's funeral,

He was my friend, faithful and just to me'
But Brutus says he was ambitious;
And Brutus is an honourable man,
He hath brought many captives home to Rome,
Whose ransoms did the general coffers fil':
Did this in Caesar seem ambitious?
When that the poor have cried, Caesar hath wept
Ambition should be made of sterner stuff:
Yet Brutus says he was ambitious:
And, sure, he is an honourable man,
I speak not to disprove what Brutus spoke:
You all did love him once, ----not without cause:
What cause withholds you, then, to mourn for him?
O judgement, thou art fled to brutish beasts,
And men have lost their reason! ------- Bear with me:
My heart is in the coffin there with Caesar,
And I must pause till it come back to me

اس ڈرامائی انداز سے Recite کی کہ سامعین پر سحر طاری کر دیا، جب انہوں نے یہ آخری لائن۔

"My heart is in the coffin there with the Ceasar"

ادا کی اور لفظ there پر اس طرح اشارہ کیا جیسے سیزر کا خون آلود تابوت سامنے پڑا ہے تو لوگ بے اختیار گردنیں اچکا کر ادھر دیکھنے لگے۔ الفاظ کی جادوگری کا یہ منظر دیکھنے کے قابل تھا۔ کمانڈانٹ کرنل رفیق نے ابراہام لنکن کی مشہور زمانہ گیٹس برگ اسپیچ کی تھی۔

"The brave men living and dead, who struggled here, consecrated it far above our power to add or detract. The world will little note, nor long remember what we say here, but it can never forget what they did here. This nation, under God, shall have a new birth of freedom, and that government of the people, by the people, for the people shall not perish from the earth.

یہ اس تقریر کے شروع اور آخر کے جملے ہیں۔ جب تک یہ تقریر جاری رہی کرنل رفیق کی آواز کی قدرتی گھن گرج سے سارا ہال گونجتا رہا اس ایلوکیوشن میں منجملہ اور چیزوں کے جوش کی مشہور نظم "شکست زنداں کا خواب" اور خواجہ حسن نظامی کا انشائیہ "جھینگر کا جنازہ" بھی پیش کیا گیا۔ یونس کیانی اور واجد کے علاوہ جن کیڈٹس نے اس فنکشن میں حصہ لیا، ان کے نام یہ تھے۔ ۱۶۹۰ محمد ریاض، ۱۴۷۷ محمد افضل، ۱۷۷۲ محمد یعقوب، ۱۵۲۳ کاظم کمال، ۱۷۶۵ موجود کیانی ۱۵۱۹ رب نواز اور ۱۵۹۵ محمد صادق۔ یہ ایک یادگار تاریخی تقریب تھی۔

توسیعی لیکچر

ایف اے سی کے زیر اہتمام ایک اور توسیعی لیکچر ۲ مارچ ۱۹۵۳ء کو کیپٹن محمد شفیع نے مشرق وسطیٰ میں اپنے تعلیمی دورے کے تاثرات و مشاہدات پر دیا۔

ورائٹی پروگرام

۲۱ مارچ ۱۹۵۳ء کی شب کو ایف اے سی نے تمام ہاؤسز کے تعاون سے ٹرم کے آخر میں ایک تفریحی الوداعی پروگرام پیش کیا۔ ۲۸ نومبر ۱۹۵۳ء کی شب سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے موقع پر حسب دستور فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر نے سالانہ کنسرٹ پیش کیا انگریزی ڈرامہ "Creatures of Impulse" تھا۔ جسے مسٹر حیدری نے ڈائریکٹ کیا تھا۔ اسکی کاسٹ میں ۲۰۳۹ قاسم، ۱۵۲۴ منظور، ۱۷۷۲ یعقوب شامل تھے۔ اس کے علاوہ اردو ڈرامہ "ضمیر" پیش کیا گیا جو روایت سے ہٹ کر سنجیدہ تھیم پلے تھا۔ یہ اردو کے نئے استاد جناب عین الدین علوی نے لکھا اور ڈائریکٹ کیا تھا۔ یہ کھیل مشہور فرانسیسی ناول نگار وکٹر ہیوگو کے کلاسیکی ناول "Lae

"Miserables" پر مبنی تھا۔ جسے علوی صاحب نے بڑی مہارت سے اردو کے قالب میں ڈھالا تھا۔ اس میں مرکزی کردار ۱۶۹۰ ریاض اور ۱۸۹۱ واجد نے ادا کئے۔ بہترین کارکردگی کا انعام راہزن (ریاض) اور پادری (واجد) کو ملا تھا۔ احسن یوسف کی اداکاری بھی خوب تھی۔ مسٹر علوی اس سال سے ایف اے سی سی میں مشرقی موسیقی، اردو ڈرامہ اور اردو ایلو کیوشن کے نگران مقرر ہوئے اور ایف اے سی سی کے ادارہ کو مزید مستحکم کیا اور آخر کار اسکی سربراہی کا حق ادا کیا۔

۱۹۵۴-۵۵ء

۶ نومبر ۱۹۵۴ء کی شب سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب کے موقع پر سالانہ کنسرٹ پر بھی مہمانِ خصوصی چیف آف سٹاف لیفٹیننٹ جنرل ناصر علی خان تھے۔

۱۹۵۵-۵۶ء

نومبر ۱۹۵۵ء کی شب سالانہ کنسرٹ میں جو انگریزی ڈرامہ اسٹیج کیا گیا اس کا نام "Live Mummy" تھا۔ اردو کھیل ''کار کی شادی'' مسٹر عین الدین علوی نے پروڈیوس کیا۔ اس کنسرٹ میں جونیئرز کی طرف سے نرسری رائمز پیش کئے گئے۔

Mulberry Bush اور Rock A Bay کے علاوہ دو نئے رائمز Stars and Flowers اور Song of the Bells بھی گائے گئے۔ پیانو پر سنگت حیدری صاحب ہی نے دی۔ کنسرٹ کے آخر میں مہمانِ خصوصی، کمانڈانٹ نے کنسرٹ کے انعامات تقسیم کئے۔

انگریزی ڈرامہ	پہلا انعام	ذوالفقار احمد	دوسرا	۲۱۶۳ اختر حسین	
اردو کھیل	پہلا انعام	احسن یوسف	دوسرا	محمد افسر	

نرسری رائم کورس

۲۱۸۶ عبدالرزاق۔ ۲۲۰۵ محمد تسلیم۔ ۲۲۱۴ سردار محمد۔ ۲۲۳۰ عبداللہ۔ ۲۲۴۴ محمد اسحاق۔

۲۲۵۷ خالد علی۔ ۲۳۰۰ عبدالجلیل۔ یاسین۔ محمد اشرف۔ عرفان حیدری

اکتوبر ۱۹۵۵ء سے کالج میں جو نیا دور شروع ہوا۔ اس کے زیر اثر تمام ہم نصابی سرگرمیوں میں جان پڑی اور سب ہاؤسوں کے ڈرامیٹک کلب متحرک ہو گئے۔ سیٹر ڈے نائٹ کے ورائٹی پروگرام دوبارہ پابندی سے ہونے لگے۔ بلکہ ہر ہاؤس نے اپنے اپنے ڈرامے اسٹیج کرنے شروع کئے۔ رابرٹس ہاؤس نے ''جون آف آرک'' اسٹیج کیا جس میں محمد باقر، محمد اقبال، عبدالحکیم اور محمد افسر نے حصہ لیا۔ برڈوڈ ہاؤس نے جنوری ۱۹۵۶ء میں جونیئر ہاؤس بننے کے بعد اپنے ہاؤس شو میں دو کھیل اردو میں ''شیطان کے چیلے'' اور انگریزی میں "Humayun's illness" دکھائے۔ اسکین ہاؤس نے ''آ نرشاپ'' اور "Pied piper" آکنلک ہاؤس کے اپنے کلچرل سینٹر گلفشاں نے اسٹیج سرگرمیوں کو جاری رکھا اور ایک اسٹیج شو میں ایک اردو کھیل ''پورس'' پیش کیا جو معروف انگریزی کھیل ''الیگزنڈر دی گریٹ'' پر مبنی تھا۔

فروری ۱۹۵۶ء میں ایف اے سی سی نے کالج ڈیبیٹنگ یونین کے اشتراک سے سالانہ ایلو کیوشن مقابلہ کی روایت کو بھی زندہ کیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کی شب مسٹر حیدری نے ایک نظم (Hail Republic Day) سنائی اور کالج کے سانگ میں ترمیم کی۔

۱۹۵۶-۵۷ء

۲۴ نومبر ۱۹۵۶ء کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی شب جو کنسرٹ پیش کیا گیا۔ اس میں انگریزی کامیڈی کا نام "Two heads are better than one" تھا اور اردو کھیل 'انسپکٹر جنرل' تھا۔ جسے مسٹر عین الدین علوی نے روسی ڈرامہ نگار گوگول کے ڈرامہ سے اخذ کر کے لکھا تھا۔ کنسرٹ کے آخر میں حسب روایت کالج سانگ پیش کیا گیا۔ اس میں مارچ ۱۹۵۶ء میں پاکستان کے جمہوریہ بن جانے کی رعایت سے (Tis the name of K.G.R.P.M.C) کی جگہ "Tis the name of our own PMC" تھا۔

کنسرٹ کے اختتام پر مندرجہ ذیل اداکاروں کو امتیازی کارکردگی کے انعامات سے نوازا گیا۔

انگریزی ڈرامہ

پہلا انعام ۲۱۶۰ اختر حسین | دوسرا انعام ۲۰۹۲ منیر احمد

اردو کھیل

پہلا انعام ۲۱۵۱ جمشید اختر | دوسرا انعام ۳۰۰۸ مظاہر حسین | حوصلہ افزائی انعام ۲۱۷۷ عبدالسلام

نرسری رائم

خصوصی انعامات

۲۱۸۶ عبدالرزاق، ۲۲۴۴ محمد اسحاق، ۲۲۵۷ خالد علی، ۲۲۷۷ عبدالقیوم، ۲۳۱۷ عرفان حیدری

اس سالانہ کنسرٹ کے علاوہ ڈرامیٹک کلب کے شعبہ اردو نے مسٹر عین الدین علوی کی زیر نگرانی جونیئرز کے دو اردو کھیل ''بہادر لڑکا'' اور ''انمول موتی'' پرڈیوس کئے اور فن خطابت (Declamation) میں خصوصی تربیت دی۔ خطابت کے لئے سرشار، خواجہ غلام حسین اور آغا حشر، حسن نظامی کی تحریروں کے اقتباسات استعمال کئے گئے۔ فروری ۱۹۵۷ء میں سالانہ Declamation contest ہوا۔ جس میں کمانڈانٹ کرنل رفیق شعبہ انگریزی کے لیفٹیننٹ (نیوی) ای آئی ہاشمی اور مسٹر حیدری نے بھی حصہ لیا۔ پروگرام اردو انگریزی کی عظیم تقریروں، موثر نظموں اور ڈرامیٹک مکالموں پر مشتمل تھا۔ سرسید کا مضمون ''امید کی خوشی''، حالی کا انشائیہ ''زبان گویا''، شبلی کی سیرت النبی ﷺ سے ظہور قدسی کا بیان پیش کئے گئے۔

نظم میں کلام میر، اقبال، جوش، فیض اور شاہ نامۂ اسلام سے اقتباسات پیش کئے گئے تھے۔ اقبال کی مجلس شوریٰ کی ڈرامائی تشکیل اور آغا حشر کے ڈرامہ ''خوبصورت بلا'' کا یہ مکالمہ بہت سراہا گیا۔ جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

جس راہ میں ہوں ٹھوکریں وہ راہ اے انسان نہ چل
جرم و گناہ کے بوجھ سے ورنہ گرے گا منہ کے بل
تاریکیاں ہیں ہر طرف اندھا نہ بن اب بھی سنبھل
ایمان کا فانوس لے اس میں جلا شمع عمل
اٹھ دوڑ اور بھاگ اس طرف طاقت ابھی ہے پاؤں میں
آرام وراحت زندگی سب ہیں خدا کی چھاؤں میں

بدی: میں ہوں جہاں کی خوشی میں ہوں۔

نیکی: دنیا مصیبت، خدا اور انسان کے بیچ میں دیوار۔

بدی: دنیا کی قسمت میرے داھنے ہاتھ میں ہے اور اسکی کنجی میرے بائیں ہاتھ میں ہے۔ تم جو بہشت کی امید میں دنیا کو دوزخ بناتے ہو میری طرف آؤ اور میرا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ میری سخاوت کے بادل موتی برسائیں گے اور تمہارے دامن کو مالا مال کر دیں گے۔

نیکی: تو جھوٹی ہے تو آدمی کو ذلت، مصیبت اور خوفناک موت کے سوا کچھ نہیں دے سکتی۔

ایک اور جونیئر پلے

۳ فروری ۱۹۵۷ء کو مرکز کے زیر اہتمام برڈوڈ ہاؤس کے جونیئرز نے ایک تمام تر انگریزی نغموں اور پلے کا پروگرام کیا۔ پلے کا نام "Cheating Never Pays" تھا۔ جسے لکھا بھی حیدری صاحب نے تھا۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن کرنل سید ماجد علی جعفری تھے۔

ہاؤسوں کی کلچرل سرگرمیاں

برڈوڈ ہاؤس نے بڑے پیمانے پر دو ورائٹی پروگرام پیش کئے۔ جن میں اردو انگریزی کے جونیئر پلے بھی شامل تھے۔ ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء کے پروگرام کے مہمان خصوصی اے جی میجر امراؤ خان تھے اور دوسرا پروگرام ۳ فروری ۱۹۵۷ء کو ہوا اسی سال برڈوڈ ہاؤس کا ترانہ "Birdies don't tell a lie" حیدری صاحب نے لکھا۔ یہی ترانہ ہاؤس کے دو بڑے پروگراموں میں پیش کیا۔ اسکین ہاؤس نے اپنے ڈرامیٹک شوز ستمبر ۱۹۵۶ء اور فروری ۱۹۵۷ء میں اسٹیج کئے۔ آخر الذکر کے مہمانِ خصوصی ہاؤس کے ایک سابق ہیڈ بوائے کالج نمبر ۳۸۰۱ لیفٹیننٹ کرنل شیر محمد ستارۂ جرأت تھے۔ رابرٹس ہاؤس کے سٹرڈے نائٹ فنکشنوں میں شیکسپیئر کے ڈرامے ''کنگ جان'' کا ایک منظر اور ایک اردو کھیل ''حادثہ'' پیش کیا گیا۔

۱۹۵۷-۵۸ء

۲ نومبر ۱۹۵۷ء کی شب حسب دستور ایف اے سی سی کا سالانہ کنسرٹ اسٹیج کیا گیا۔ سینئرز نے "A Pair of Spectacles" پیش کیا اور جونیئرز نے "Funfare"، دونوں حیدری صاحب ہی نے ڈائریکٹ کئے۔ آخر الذکر لکھا ہوا بھی انہی کا تھا۔ اردو میں عصمت چغتائی کا لکھا ہوا کھیل ''شامت اعمال'' مسٹر عین الدین علوی نے پروڈیوس کیا۔ اسکے ساتھ اردو کا ایک ڈرامہ ''ترے کوچے سے ہم نکلے'' بھی علوی صاحب کی زیر ہدایت اسٹیج کیا گیا۔ اس کا بنیادی خیال پطرس کے انشائیے ''مرید پور کا پیر'' سے لے کر علوی صاحب نے خود ہی تحریر کیا تھا۔ یہ سال بھی بہت فعال رہا۔ جمعرات کی شام کو اور جمعہ کو تقریباً تمام دن ایف اے سی سی میں ساز و آہنگ سے جشن کا سماں رہا۔

ایک گروپ جاتا تو دوسرا آتا۔ موسیقی کی تربیت کا سلسلہ کچھ یوں تھا کہ جونیئر کلاسوں کو مسٹر حیدری پیانو پر نرسری رائم سکھاتے تھے ۲۳۱۹ سلیم اختر پیانو بجانا سیکھتے تھے۔ ہارمونیم سکھانا ہارمونیم نواز علوی صاحب کے ذمے تھی۔ دوسرے ساز جیسے بانسری، ستار، گٹار، وائلن، بینجو شفیق صاحب سکھاتے تھے۔

اس سال ۵۸-۱۹۵۷ء میں ہاؤسوں کے ڈرامیٹک کلب بھی بہت فعال رہے چونکہ حیدری صاحب اور علوی صاحب برڈوڈ ہاؤس سے متعلق تھے۔ غالباً اسی لئے وہاں ڈرامیٹک سرگرمیاں سب سے زیادہ رہیں۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء میں برڈوڈ ہاؤس نے انگریزی میں "Fish Que" اسٹیج کیا۔ اور اردو میں ''خوجی کے کارنامے'' نامی تمثیلچہ پیش کیا۔ اور فروری ۱۹۵۸ء میں اپنے سالانہ ڈرامیٹک شو کے موقع پر برڈوڈ ہاؤس ڈرامیٹک کلب ''ہلال'' نے تین کھیل اسٹیج کئے۔

''دوستی اور مطلب میں وکالت'' اردو میں اور "Philemon and bances" انگریزی میں آغا حشر کے ڈرامہ ''اسیر حرص'' اور سرشار کے ناول ''فسانہ آزاد'' کے مزاحیہ مکالمے بھی پیش کئے گئے۔ برڈوڈ ہاؤس کے میوزک کلب ''صدا کار'' نے اپنے سازوں، بانسری، ماؤتھ آرگن، بینجو سے ہاؤس کو موسیقی سے سرشار رکھا۔ آکنلک ہاؤس ڈرامیٹک کلب نے اس سال کالج اسٹیج پر دو کھیل "Tradgedy of Kashmir" اور ''جھوٹ سچ'' پیش کئے۔ جن میں ہاؤس کے بیشتر لڑکوں نے کسی نہ کسی رول میں حصہ لیا۔ اسکین ہاؤس نے مئی ۱۹۵۷ء میں اپنا ڈرامیٹک شو کالج اسٹیج پر پیش کیا جس میں دو اردو کھیل ''آنر شاپ''، ''دماغ کا آپریشن'' اور انگریزی کھیل Enchanted Cap شامل تھے۔ کالج میں اتنی ڈرامیٹک سرگرمیاں اس نئی تعلیمی پالیسی کا حصہ تھیں کہ اسٹیج سرگرمیوں کے ذریعے ہر لڑکے کی شخصیت کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا جائے۔

۱۹۵۸-۵۹ء

یہ سال کالج کی تاریخ میں اس لحاظ سے منفرد تھا کہ مئی ۱۹۵۸ء میں کالج نے اپنی تاریخ کا جشن تمثیل منعقد کیا۔ جو تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا۔ اسکی خصوصیت یہ تھی کہ چاروں ہاؤسوں نے اپنے تمثیلی پروگرام یکے بعد دیگرے ہر ہفتہ کالج اسٹیج پر پیش کئے۔ ہاؤسوں کے علاوہ میٹرک اور ایف ایس سی، فائنل ایئر کو چھوڑ کر ہر کلاس کے ہر سیکشن نے بھی اپنا انگریزی ڈرامیٹک شو اسٹیج کیا۔ غرض کالج کا کوئی لڑکا بچا نہیں جسے کم از کم ایک بار کالج اسٹیج پر آنے کا موقع نہ ملا ہو جشن تمثیل کو ایک بہت بڑے تعلیمی پروجیکٹ کے طور پر اگست ۱۹۵۷ء میں شروع کیا گیا پہلے مرحلہ میں انگریزی اردو ڈراموں کے مجموعے جمع کئے گئے جانسن اینڈ جانسن کمپنی سے سو سے اوپر انگریزی ون ایکٹ پلے خاص طور سے منگوائے گئے تھے۔ دوسرے مرحلہ میں لڑکوں اور استادوں نے ڈرامے پڑھے اور ہاؤسوں اور کلاسوں نے اپنے اپنے ڈرامے منتخب کئے اور کاسٹ میں رول تقسیم کئے۔ تیسرے مرحلہ میں ڈراموں کی ریہرسل شروع ہوئی۔ اس طرح آٹھ ماہ کی تاریخی تیاری کے بعد مئی ۱۹۵۸ء میں جشن تمثیل شروع

ہوا۔جس کی پروڈکشن اورڈائرکشن میں لڑکے ہی شریک غالب تھے۔اس پیمانہ پرجشن تمثیل منانے کا مقصد یہ تھا کہ ہرلڑکے کواسٹیج پراردوانگریزی میں یتیم بننے اور کرنے کا موقع ملے۔ڈراموں کے موضوع متنوع تھے۔ان میں بعض تاریخی،سوانحی اور تفریحی بھی تھے۔بعض دلیری،حب قوم و وطن،دیانت داری،راست بازی اور محنت کی ترغیب دینے والے پھر مجموعی طور پر انگریزی،اردودونوں زبانوں کے اظہار خیال کے پیرایوں اور تلفظ کی اصلاح بھی ان کے مقاصد میں شامل تھی۔جشن تمثیل کا افتتاح کرتے ہوئے کمانڈانٹ نے کہا۔

''ملٹری کالج میں کتابی مطالعے کواسکا جائزحق دیئے بغیر کتابی مشاغل پر پورا زور دیا جارہا ہے۔کیونکہ ہمیں روشن دماغ خوددار،حق گواور بے باک جواں مرد تیار کرنے ہیں۔جن کے پاس محض آنکھیں ہی آنکھیں،یا فقط دماغ ہی دماغ نہ ہوں بلکہ جن کے سینوں میں بلند آرزوؤں سے گرماتے ہوئے دل بھی ہوں۔جو خراب حالات دیکھ کر کراہنے اور تلخ تنقیدیں کرنے کی بجائے اپنے حسن عمل سے سوسائٹی کوسنوارنا بھی جانتے ہوں۔مختصر یہ کہ ہمارا سب سے بڑا مقصد ایک آزاد ملک کا قومی کردار بنانا ہے۔نصابی کتابوں کے خیالات دماغ میں لئے پھرنے والی کٹھ پتلیاں ہمیں نہیں چاہئیں جو بورڈ،یونیورسٹی یا سلیکشن بورڈ کے امتحانوں میں پاس ہوتی چلی جاتی ہیں۔لیکن زندگی کے امتحانوں میں پاس ہونا انکے بس کی بات نہیں ہوتی۔ہمیں اس قسم کے ذہنی دیوانے نہیں چاہئیں جو اپنی قوت،اپنی صحت اور اپنا کردار داؤ پر لگا کر ان کے بدلے میں فقط ڈگریاں حاصل کرتے ہیں''

ڈرامے کی تعلیمی وتربیتی قدرو قیمت کے بارے میں کمانڈانٹ نے کہا''ڈرامے کی تعلیمی اہمیت تمام ماہرین تعلیم کے نزدیک مسلم ہے۔ڈرامہ کتابی مضامین میں شوق ودلچسپی پیدا کر کے جان ڈال دیتا ہے۔خوداعتمادی،روانی،تقریر حسن بیان کا ذوق،قوت حافظہ،لب ولہجہ کی تاثیر،سب ذہنی صلاحیتیں جس قدر ڈرامے کے ذریعے ترقی کرتی ہیں۔کسی اور ذریعے سے ممکن نہیں۔مجمع کے سامنے بولنے سے گھبرانا بڑی عام کمزوری ہے۔ڈرامہ اسکا صحیح علاج ہے۔پھر سب سے بڑی چیز ہے۔استاد کی نگرانی میں ایک ٹیم کی اجتماعی کوشش جس میں ایک فرد کی کامیابی کا انحصار دوسرے تمام افراد ڈرامہ کے خلوص ومحنت پر ہوتا ہے۔اپنے شوق سے مل جل کر کام کرنے کا جتنا موقع ڈراموں کی تیاری اور پیشکش میں ملتا ہے۔وہ پراجیکٹوں کے سوا شاید ہی کسی اور طریقہ تعلیم میں ملتا ہو۔اس لئے بیرونی ممالک کے اچھے سکولوں میں ڈرامہ کو تاریخ جغرافیہ،زبان،شہریت اور اخلاقیات کے لئے ایک موثر ذریعہ تعلیم سمجھا جاتا ہے۔بچوں کی نفسیات یہ ہے کہ انہیں فقط پڑھنے یا سننے سے کہیں زیادہ دلچسپی کرنے میں ہوتی ہے۔ڈرامے بظاہر خشک مضامین کوافراد کی زندگی کے روپ میں پیش کر کے اورلڑکوں کوعمل کے مواقع مہیا کر کے بے حد دلآویز بنادیتے ہیں۔

یہ جشن تمثیل ان ہی مقاصد کے حصول کے لئے منعقد کیا جارہا ہے۔اول تو ڈراموں کے اس میلے میں کم وبیش سب ہی کیڈٹس اپنی باری پر حصہ لے رہے ہیں لیکن مجھے امید ہے ڈراموں میں حصہ لینے والوں کے علاوہ دیکھنے اور سننے والے طلباء کوبھی کچھ کم فائدہ نہیں پہنچے گا۔کسی عبارت کے زیرلب یا خاموش پڑھ لینے کے مقابلے میں بآواز بلند ادا کرنے اور سننے کی جواہمیت زبان کی تعلیم میں ہے۔اسکی وضاحت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں''

اس جشن تمثیل میں جوانگلش پلے پیش کئے گئے وہ یہ تھے۔

1. The Monkey Paw.
2. A Pair of Spectacles.
3. The Hostile Witness.
4. Twenty Minutes with Mrs Oakentub.
5. The Right Person..
6. New Assistant.
7. The Professor.
8. Pied Piper.
9. Humayun's Illness.
10. The Red Jewel.
11. Bobinhood and Allen a Dale
12. Court Scene-Merchant of Venice.

13. Damocles' Sword.
14. The Money Changer.
15. The Blackwood House.
16. Demon and Pythias.

اردو میں ''قرطبہ کا قاضی، جوتشی، بیگم کی بلی، آرام وسکون، چاند بی بی، سقراط کی موت، میاں موجی، مرزا جنگی، وطن کا سپاہی، ٹیپو سلطان، پورس اور سکندر اعظم، انمول موتی، بہادر لڑکا، دماغ کا آپریشن، آنرشاپ اور آغا حشر کے ڈرامہ خوبصورت بلا'' کا ابتدائی مکالمہ۔ ۷ جون ۱۹۵۸ء کی شب جشن تمثیل میں برڈوڈ ہاؤس نے انگریزی کا ڈرامہ "Magic Lollipops" اور اردو کا کھیل ''لینے کے دینے'' سٹیج کیا۔ جس میں ہاؤس سانگ کے علاوہ نرسری رائم بھی تھے۔

جن جونیئرز نے اس شو میں حصہ لیا وہ یہ تھے۔ احسان قادر، پرویز انور، ریاض اقبال، قیوم قدرت، شمیم، منیر اور اشتیاق، سکین ہاؤس نے ۳ جون ۱۹۵۸ء کو جشن تمثیل میں انگریزی ڈرامہ "Pied Piper" اردو میں ''دماغ کا آپریشن'' اور ''آنرشاپ'' پیش کیا۔ اس شب بریگیڈیئر نثار اے قریشی مہمانِ خصوصی تھے۔ انہی نے انعامات تقسیم کیے۔

یہ جشن کالج کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور کامیاب تجربہ تھا۔ جو ایک تعلیمی پروجیکٹ کے طور پر بروئے کار لایا گیا۔

۵۹-۱۹۵۸ء کا سالانہ کنسرٹ

حسب روایت جلسۂ تقسیم انعامات کے موقع پر یکم نومبر ۱۹۵۸ء کی شب ایف اے سی سی نے اپنا سالانہ کنسرٹ بھی پیش کیا۔ یہ چار کھیلوں پر مشتمل تھا۔ Blyton کے جونیئرز پلے The Crimson Coconut کو مسٹر ایلن مور نے ڈائریکٹ کیا۔ اردو کے دو کھیل نور الٰہی محمد عمر کا لکھا ہوا ''پہلی پیشی'' اور علی عباس حسینی کا ''چاند بی بی'' مسٹر عین الدین علوی نے ڈائریکٹ اور پروڈیوس کیے۔ اس کنسرٹ میں ساز و آہنگ کی موسیقی کا اہتمام کیپٹن اے اے ہاشمی اور مسٹر شفیق نے کیا۔ کالج کا نیا بینڈ بھی بینڈ ماسٹر عنایت کی سرکردگی میں ترنم ریز رہا۔

انعامات

کنسرٹ میں امتیازی اداکاری پر مندرجہ ذیل انعامات دیے گئے۔

انگریزی ڈرامہ جونیئرز

اول انعام ۱۳۳۷ خالد محمود دوسرا اقبال فرید، انگریزی ڈرامہ سینئرز، اول اختر حیدر ۲۱۶۳ دوم افتخار جعفر ۲۱۸۰۔

اردو ڈرامہ

پہلی پیشی:	اول اکرام الحق، دوم شفقت علیم۔
چاند بی بی:	اول ۲۱۵۱ جمشید اختر، دوم ۱۲۴۱۲ اصغر علی۔
موسیقی:	۱۲۲۰۲ اکرام الحق

ایلوکیوشن کانٹیسٹ

فروری ۱۹۵۹ء میں سالانہ ایلوکیوشن کانٹیسٹ منعقد ہوا۔ جس میں ۲۳۷۴ شمس الحق مولا نے نذر الاسلام کا ایک انقلابی نغمہ اور اسکا انگریزی ترجمہ سنایا۔ ممتاز اختر نے حفیظ جالندھری کی نظم ''اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے'' پیش کی جو بہت پسند کی گئی۔

اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے
اپنے وطن کے دن رات پیارے

وہ ندیاں، امرت کے دھارے
دنیا سے اونچے پربت ہمارے
باغ اور آکاش، پھول اور تارے
سب منتظر ہیں میرے تمہارے
اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے

۲۳۹۳۔ احمد شاہد پرویز نے جوش کی انقلابی نظم ''شکست زنداں'' کا خواب سنائی۔

کیا ہند کا زنداں کانپ رہا ہے گونج رہی ہیں تکبیریں
اکتائے ہیں شاید کچھ قیدی اور توڑ رہے ہیں زنجیریں
دیوار کے نیچے آ کر یوں جمع ہوئے ہیں زندانی
سینوں میں تلاطم بجلی کا، آنکھوں میں جھلکتی شمشیریں
بھوکوں کو نظر میں بجلی ہے توپوں کے دھانے ٹھنڈے ہیں
تقدیر کے لب کو جنبش ہے، دم توڑ رہی ہیں تدبیریں
آنکھوں میں گدا کی سرخی ہے بے نور ہے چہرہ سلطان کا
تخریب نے پرچم کھولا ہے سجدے میں پڑی ہیں تعمیریں
کیا ان کو خبر تھی زیروزبر رکھتے تھے جو روح ملت کو
ابلیں گے زمیں سے مارسیہ، برسیں گی فلک سے شمشیریں
کیا ان کو خبر تھی، سینوں سے جو خون چرایا کرتے تھے
اک روز اسی بے رنگی سے جھلکیں گی ہزاروں تصویریں
کیا ان کو خبر تھی، ہونٹوں پر جو قفل لگایا کرتے تھے
اک روز اسی خاموشی سے ٹپکیں گی دہکتی تصویریں
سمجھو کہ وہ زنداں گونج اٹھا جھپٹو کہ وہ قیدی چھوٹ گئے
اٹھو کہ وہ بیٹھیں دیواریں دوڑو کہ وہ ٹوٹیں زنجیریں

جن فنکاروں کو انعامات کا مستحق قرار دیا گیا وہ یہ تھے۔

انگریزی اول	- سلطان مسعود	دوم	-	جاوید حسن۔
اردو اول	- اقبال فرید	دوم	-	سلیم اختر

لیفٹیننٹ (نیوی) ہاشمی نے میتھو آرنلڈ کی رزمیہ نظم ''رستم اور سہراب'' سے ٹکڑا سنایا۔

"O Sohrab, thou indeed art such a son
Whom Rustum, wert thou his, might well have loved!
Yet here thou errest, Sohrab, or else men
Have told thee false;-----thou art not Rustum's son.
For Rustum had no son: One child he had -----
But one ----- a girl: who with her mother now
Plies some light female task, nor dreams of us ------
Of us she dreams not, nor of wounds, nor war.
But Sohrab answers him in wrath; for now
The anguish of the deep fix'd spear grew fierce,
And he desired to draw forth the steel
And let the blood flow free, and so to die.

حیدری صاحب نے اس بار مرچنٹ آف وینس کے کورٹ سین سے پوشیا کی مشہور مرسی اسپیچ

The quality of mercy is not strained

ریسائیٹ (Recite) کی اور کمانڈانٹ کرنل رفیق نے قائداعظم کی پاکستان ریزولیوشن اسپیچ پیش کی۔

It has always been taken for granted mistakenly that Musalmans are a minority. The Musalmans are not a minority. The Musalmans are a nation by any definition. The problem in India is not of inter communal character but manifestly of an international one and it must be treated as such. The Hindus and Muslims belong to two different civilizations. To yoke together two such nations under a single state, one as a numerical minority and other as a majority, must lead to growing discontentment and final destruction of any fabric that may be built up for the government of such a state.

جاز بینڈ

اس سیشن کے اواخر میں میوزک کلب کو رابرٹس ہاؤس میں چوتھی ڈرامیٹری الاٹ کی گئی۔ کلب میں جاز بینڈ کا اضافہ ہوا اور ایک بینڈ ماسٹر مسٹر عنایت کی خدمات حاصل کی گئیں۔ جو کلارنیٹ وغیرہ بہت سے نئے ساز بجانا جانتے تھے۔ ان کے آنے سے کلب کی رونقیں دو چند ہو گئیں۔

ایک امتیاز

نومبر ۱۹۵۸ء کے سالانہ کنسرٹ کے سینیئرز پلے "Crimson Coconut" اور جونیئرز پلے "پہلی پیشی" کو لاہور ایجوکیشن بورڈ کے ڈرامیٹک مقابلوں میں داخل کیا گیا۔ اول الذکر نے کالج سیکشن میں اور ثانی الذکر نے سکول سیکشن میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور ہر دو مقابلوں میں ٹرافی جیتی۔ انفرادی طور پر دو کیڈٹس شفقت علیم اور اختر حیدر نے بہترین کارکردگی پر انعامات حاصل کئے۔

سالانہ ایلوکیوشن ۶۰-۱۹۵۹ء

اکتوبر ۱۹۵۹ء میں ایف اے سی سی نے اپنا سالانہ خطابتی مقابلہ منعقد کیا۔ جو حسب روایت تقریروں، نظم خوانی اور ڈرامائی مکالموں پر مشتمل تھا۔ اس کنسرٹ کی خاص چیز رڈیارڈ کپلنگ کی نظم اف (IF) تھی جس کو پیش کرنے میں حیدری صاحب نے اپنے فنکارانہ جوہر دکھائے۔

If

By

Rudyard Kipling

If you can keep your head when all about you
Are losing theirs and blaming it on you.
If you can trust yourself when all men doubt you,
But make allowance for their doubting too;
If you can wait and not be tired by waiting,
Or being lied about, don't deal in lies,
Or being hated don't give way to hating,
And yet don't look to good, nor talk too wise;
If you can dream ----- and not make dream your master;
If you can think and not make thoughts your aim;
If you can meet with Triumph and Disaster
And treat those two imposters just the same:
If you can bear to hear the truth you've spoken
Twisted by knaves to make a trap for fools,
Or watch the things you gave your life to broken,
And stoop and build'em up with worn-out
If you can make one heep of all your winnings
And risk it on one turn of pitch and toss,
And lose, and start again at your beginnings
And never breathe a word about your loss;
If you can force your heart and nerve and sinew
To serve your turn long after they are gone,
And so hold on when there is nothing in you
Except the will which sang to them, "Hold on!"
If you can talk crowds and keep your virtue,
or walk with Kings -----nor lose the common touch,
If neither foes nor loving friends can hurt you,
If all men count with you, but none too much;
If you can fill the unforgiving minute
with sixty second's worth of distance run,
Yours is the Earth and everything that's in it,
And------which is more -----you'll be a man, my son!

سالانہ کنسرٹ

۱۴ نومبر ۱۹۵۹ء کی شب سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے موقع پر فائن آرٹس اینڈ کلچرل سینٹر نے اپنے سالانہ ڈرامیٹک شو میں دو ڈرامے پیش کیے۔ انگریزی میں "Live Mummy" اور اردو میں ''خدائی فوجدار'' لاہور بورڈ کے انٹر سکول ڈرامائی مقابلہ میں اول آیا اور علی احمد جان کو بہترین کارکردگی کا انعام ملا۔

اورنگزیب ہاؤس سانگ

مسٹر حیدری نے اورنگ زیب ہاؤس کا سانگ لکھا۔

Ding dong for the brave boys
Sing a song for the great boys:
Truthful and straight boys
The Aurangzeb boys.

ایف اے سی سی میں اس کا میوزک کمپوز کیا گیا اور سنگرز کو ریہرسل کرایا گیا فروری ۱۹۶۰ء میں ڈرامیٹک کلب کے ممتاز ممبران کو لندن کی مشہور تھیٹریکل کمپنی آکسفورڈ پلے ہاؤس کے کھیل دیکھنے لاہور بھیجا گیا۔ وہاں انہوں نے شکسپیئر کا Twelfth Night ٹی ایس ایلیٹ کا Cocktaill Party برنارڈ شاہ کے دو ڈرامے Man of Destiny اور Don Juan in Hell دیکھے۔

مووی کیمرہ اور ٹیپ ریکارڈر

ایف اے سی سی کے فوٹو گرافی سیکشن میں گزشتہ سال ۱۶ ایم ایم مووی کیمرہ آیا تھا۔ جس نے ۱۹۵۸ء کے سکاؤٹنگ کیمپ اور سالانہ فنکشن کی دستاویزی فلمیں بنائی تھیں۔ اس سال خزاں میں میوزک اور اسپیچ ٹریننگ کے لئے ایک ٹیپ ریکارڈر اور Lingua phone ریکارڈرز کا اضافہ ہوا۔

ایف اے سی سی کے ستارے

اس سال ایف اے سی سی کے افق پر جو ستارے چمکے اور خوب چمکے وہ یہ تھے۔

۲۱۹۶ سلطان حیدر ڈرامہ۔ ۲۴۴۱ علی احمد خان فوٹو گرافی، ڈرامہ۔ ۲۳۶۴ اقبال فرید ایلو کیوشن، ڈرامہ، ۲۳۱۹ سلیم اختر کیانی ڈرامہ، ساز، حکیم خان آفریدی ڈرامہ، موسیقی، پینٹنگ، ۲۳۱۷ خالد کیانی مغربی موسیقی، ۲۲۸۰ تاج ڈرامہ، خالد مسعود فوٹو گرافی، ڈرامہ، مشتاق احمد فوٹو گرافی، ڈرامہ، محمد رشید ایلو کیوشن، ڈرامہ، شفقت علیم ڈرامہ، جمشید اختر ڈرامہ، اختر حیدر ڈرامہ، ۲۳۵۳ محمد نثار میوزک، ۲۵۳۵ سرفراز انور ایلو کیوشن، اعجاز رفیع میوزک۔

۶۱-۱۹۶۰ء

اس سیشن سے ایف اے سی سی کے اداروں میں میوزک ماسٹر عنایت کی نگرانی میں میوزک کلب تمام سال کام کرتا رہا۔ سینٹر نے بی آئی ایس اور یو ایس آئی ایس کے تعاون سے تقریباً ہر ہفتہ معلوماتی اور تفریحی فلمیں دکھانے کا اہتمام بھی کیا۔ سینٹر نے اپنا سالانہ ڈرامیٹک شو نومبر ۱۹۶۰ء میں کالج ہال میں اسٹیج کیا۔ انگریزی کا ڈرامہ Invisible Duke تھا۔ اردو میں علوی صاحب نے ''آسمان سے گرا'' پیش کیا اس بار ایک نئی چیز اقبال کی مشہور نظم ''شکوہ'' کی ڈرامائی تشکیل تھی۔ جسے جناب لیفٹیننٹ عبدالغفور نے ڈائریکٹ اور پروڈیوس کیا۔ یہ بہت کامیاب پیشکش تھی۔ Invisible Duke کے اہم کردار سلطان حیدر اور عمر اسحاق تھے۔ ''آسمان سے گرا'' میں ریاض، افتخار، مشتاق فرید اہم کردار تھے۔ میوزک اس بار بھی میجر ہاشمی، مسٹر شفیق اور ماسٹر عنایت نے دیا۔

لاہور بورڈ کے ڈراموں کے مقابلہ میں کالج کے اردو انگریزی دونوں ٹیموں نے سکول اور کالج سیکشن میں تیسرے سال بھی ٹرافیاں جیتیں۔ اور انفرادی طور پر بہترین اداکاری کے انعامات اسحاق، سلطان حیدر، ریاض اور افتخار نے حاصل کئے۔ اس سال صرف اورنگزیب ہاؤس نے اپنا سالانہ ورائٹی شو پیش کیا۔ اسکے ساتھ فینسی ڈریس شو بھی تھا۔

۶۲-۱۹۶۱ء

۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کی شب سالانہ کنسرٹ میں انگریزی ڈرامہ کا نام Clean Sweep تھا۔ اور اردو میں آئی ایس جوہر کا لکھا ہوا ڈرامہ مسٹر علوی نے ڈائریکٹ کیا۔ کھیل ''جوتشی'' پیش کیا گیا۔

لاہور بورڈ کے ڈرامائی مقابلوں میں انگریزی ڈرامہ میں ریاض انور نے پہلا، خالد کیانی نے تیسرا، اور اردو کھیل میں حکیم خان آفریدی نے پہلا انعام حاصل کیا۔ سلیم اختر کیانی کو سرٹیفکیٹ آف میرٹ ملا۔ ان کے علاوہ شاہد پرویز، عزیز الحق، اقبال فرید، نسیم الحق، اعجاز خان کی اداکاری کو بھی سراہا گیا۔

۱۹۶۲-۶۳ء

ستمبر ۱۹۶۲ء ایف اے سی سی نے ریڈیو پاکستان راولپنڈی سے کالج پر ایک فیچر پروگرام پیش کیا۔ اس کا اسکرپٹ مسٹر سعید راشد نے لکھا۔ اور مسٹر حیدری نے اسے پروڈیوس کیا۔ اس سال انگریزی ڈرامہ Creatures of Impulse تھا۔ اور اردو میں ''فٹ پاتھ کے شہزادے'' سٹیج کیا گیا۔ انگریزی ڈرامہ کے اداکار یہ تھے۔ علی احمد خان، سلیم کیانی، اقبال فرید، حکیم خان، تاج خٹک، طاہر لطیف، سعید اقبال، اعجاز خان، خالد کیانی، اعجاز رفیع۔ اردو ڈرامے میں سرفراز، ذوالفقار ارشد، جاوید اختر، ہارون رشید اور چند دیگر طلباء شامل ہوئے۔

۱۹۶۳-۶۴ء

اس سال انگریزی میں شکسپیئر کے مشہور ڈرامہ ''مرچنٹ آف وینس'' کا کورٹ سین اسٹیج کیا گیا۔ جس میں اقبال فرید نے شائیلاک کا، اعجاز رفیع نے سانیو کا اور خالد کیانی نے وکیل پورشیا کا کردار ادا کیا۔ اس بار اردو میں ناکارہ حیدرآبادی کا لکھا ہوا کھیل ''خانہ جنگی'' تھا، جسے حسب سابق مسٹر عین الدین علوی نے پیش کیا تھا۔

اس سال ٹیپو سلطان ہاؤس نے اپنا سالانہ ڈرامیٹک شو بھی پیش کیا۔ جوان کے ہاؤس ڈے کا آخری حصہ تھا۔ ہاؤس کے سامنے اسٹیج بنا کر شو کیا گیا۔ ٹیپو سلطان ہاؤس کے شو میں جہانگیر نواز اقبال، فیصل لودھی، توقیر اور خالد ہاشمی کی اداکاری کو بہت پسند کیا گیا۔ اورنگزیب ہاؤس کا ڈرامیٹک کلب بھی متحرک رہا اور نگزیب ہاؤس کے ہاؤس ماسٹر مسٹر حیدری نے ایک یہ تجربہ کیا کہ لڑکوں سے ڈرامے لکھوا کر انہیں ہی ڈائریکٹ اور پروڈیوس کرنے کا موقع دیا۔ غلام نبی شاہ، قیصر نقوی، طارق جاوید، نوید ناصر، واجد نواز، غضنفر اعظم نے کامیاب اداکاری اور ہدایت کاری کی اور بابر ہاؤس ڈرامیٹک کلب کو اسد کمال نے چار چاند لگائے۔ محمود غزنوی ہاؤس کے مشتاق فرید، ظہیر مجیب، بختیار اور جاوید اختر نے کالج کنسرٹ میں اداکاری کے جوہر دکھائے۔

۱۹۶۴-۶۵ء

نومبر ۱۹۶۴ء میں سالانہ کنسرٹ کے موقع پر حیدری صاحب نے ایک مزاحیہ کھیل Two heads are better than one پروڈیوس کیا۔ علوی صاحب نے ڈاکٹر محمد حسن کا ایک بالکل نئے طرز کا کھیل ''ریہرسل'' اسٹیج کیا۔ یہ دونوں ڈرامے لاہور بورڈ کے ڈراموں کے انٹر کالجیٹ مقابلوں میں بھی داخل کئے گئے تھے۔ اردو کھیل میں بہترین کارکردگی پر مجیب بختیار کو سرٹیفکیٹ آف میرٹ ملا اور انگریزی ڈرامہ میں توقیر احمد کو سرٹیفکیٹ کے علاوہ دوسرا انعام دیا گیا۔ اسکے علاوہ کالج کی سطح پر انگریزی میں ٹیپو سلطان ہاؤس کے فضل محمود کو پہلے انعام سے اور محمود غزنوی ہاؤس کے جاوید اختر کو دوسرے انعام سے نوازا گیا۔ اردو ڈرامے میں یہی اعزاز بالترتیب محمود غزنوی ہاؤس کے ظہیر احمد اور بابر ہاؤس کے اسد کمال کو حاصل ہوا۔

۱۹۶۵-۶۶ء

اس سیشن میں ماسٹر عنایت کے چلے جانے سے موسیقی کی سرگرمیاں کم و بیش معطل رہیں۔ اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء اور مابعد کی ایمرجنسی کی وجہ سے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات بہت سادہ طریقے سے منعقد کیا گیا۔ اور انہی وجوہ سے سالانہ کنسرٹ پیش نہیں کیا گیا۔ تاہم جونیئر ہاؤسوں کے ڈرامیٹک کلبوں نے سٹرڈے نائٹ کو اپنی کاوشیں جاری رکھیں، ٹیپو ہاؤس میں مجاہد جلیل، علی آغا، خالد سعید، شوکت اور سلطان حنیف نے ان محفلوں کو اپنی آواز اور اداکاری سے آباد رکھا۔ اورنگزیب ہاؤس کے ستارے یہ تھے۔ اقبال اکبر، واجد نواز، جاوید اسلم طاہر اور زبیر احمد۔

۱۹۶۶-۶۷ء

اس سیشن کا سالانہ کنسرٹ ۴ مارچ ۱۹۶۷ء کو کالج میں منعقد کیا گیا۔ انگریزی میں ایک پرانا کھیل The Invisible Duke اردو میں رضیہ فصیح الدین کا لکھا ہوا کھیل ''کار برائے فروخت'' پیش کیا گیا۔ دونوں کھیلوں کے درمیانی عرصے میں ساز و آواز اور موسیقی سے سامعین کی تواضع کی گئی۔

انگریزی پلے میں زبیر نے اسٹرولوجر، جاوید ضیا نے پیکو کے روپ میں بڑی داد پائی۔ یہی امتیاز اردو کھیل میں توقیر کو ڈاکٹر کے کردار میں اور طارق عمر کو نعیم کے طور پر ملا۔ ان وزی بل ڈیوک (Invisible Duke) کی پوری کاسٹ یہ تھی۔

اسٹرولوجر	۲۹۱۲ زبیر احمد
ڈیوک	شوکت علی چنگیزی
کاؤنٹ فرانسسکو	۲۹۰۲ رضا محمد خان
لیڈی ایملیا	۳۰۱۴ رحیم اللہ خان
نیکو	۲۹۲۷ جاوید ضیاء
ڈیکو	۲۸۸۵ پرویز اختر
لیڈی پیرٹن	۲۹۱۳ احمد توقیر گیلانی

اردو کھیل ''کار برائے فروخت'' کے کردار یہ تھے۔

ہندو	۲۹۶۸ ہمایوں رشید
اسلم	۲۶۷۹ شمیم احمد
نعیم	۲۷۶۷ طارق عمر
رحمان	۲۷۷۵ اقبال اکبر
شیرازی	۲۷۵۹ مشتاق کیانی
افضل حسین	۲۶۸۲ خالد افتخار
چچا	۲۶۹ عارف کچلو
نجم	۲۷۵۶ علی رفعت آغا
ڈاکٹر	۲۶۵۶ توقیر احمد
پرویز	۲۸۸۳ مظہر الاسلام
جمال	۲۷۷۰ عتیق الرحمان
نیاز	فخر مجید

موسیقی کا جادو ساجد مجید بھٹی، جاوید اسلم طاہر، خالد ممتاز علی چنگیزی شوکت علی، رضا خان، زاہد، نے جگایا۔

۱۹۶۷-۶۸ء

اس سال کی ابتداء مئی ۱۹۶۷ء میں ایف اے سی سی، ٹیپو سلطان ہاؤس ڈرامیٹک کلب کی مشترکہ کاوشوں سے ٹیپو ڈے کے ورائٹی پروگرام سے ہوئی۔ اردو کے مزاحیہ کھیل ٹیپو سلطان ہاؤس کے ہاؤس ماسٹر کیپٹن اعجاز اکبر نے پروڈیوس کئے۔ اور انگریزی ڈرامہ "The Physician inspite of himself" ایف اے سی سی کی طرف سے مسٹر حیدری نے ڈائریکٹ کیا۔ پورے شو میں سارے لڑکے ٹیپو سلطان ہاؤس ہی کے تھے۔ رضا محمد خان، ریاض اللہ، شاہ جہاں اور خالد محمود نے انگریزی اردو ڈراموں میں خصوصی انعامات لئے۔

جون ۱۹۶۷ء میں اورنگزیب نے اپنے ہاؤس ڈے کے موقع پر اورنگزیب عالمگیر کی زندگی پر فیچر اور دوسرے اسکٹ پیش کئے۔ اورنگزیب ہاؤس کا شو نسبتاً سنجیدہ تھا۔

شیر شاہ ہاؤس سانگ

اگست ۱۹۶۷ء میں جونیئر ہاؤس شیر شاہ ہاؤس قائم ہونے پر مسٹر فضل حق حیدری نے لنڈن برج کی طرز پر اس کا ترانہ لکھا۔

We are the boys of Sher Shah House
Sher Shah House
Sher Shah House
We are the boys of Sher Shah House
Great House! Great boys!

۱۲ جنوری ۱۹۶۸ء کی شب ایف اے سی سی کے زیر اہتمام سازوں کی موسیقی کا اہتمام کیا گیا۔ اپنے کیڈٹس کے علاوہ جہلم سے ایک ستار نواز بھی بلوائے گئے مسٹر شفیق نے بانسری سے محظوظ کیا۔ فروری ۱۹۶۸ء کی شب سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے موقع پر ایف اے سی سی کے ڈرامیٹک کلب نے چار کھیل اسٹیج کئے۔ سینئرز کا Creatures of Impulse اور شیر شاہ ہاؤس کے جونیئرز کا The Enchanted Cap اور اردو میں جونیئرز کے دو کھیل ''ضروری کام'' اور ''ڈریس ریہرسل'' تھے۔

۱۹۶۸-۶۹ء

اس سال کالج میں گوناگوں ثقافتی سرگرمیاں اپنے عروج پر رہیں۔ ۹ مئی ۱۹۶۸ء کو ٹیپو سلطان ہاؤس نے اپنا ٹیپو ڈے، ڈرامیٹک شو موسیٰ ہال میں پیش کیا۔ ٹیپو سلطان اور ٹیپو کی شہادت پر ایک فیچر کے بعد جس میں سہیل حامد رانا اور سلیم مراد آغا نے اپنے کرداروں کو بڑی مہارت سے ادا کیا۔ دو مختصر انگریزی ڈرامے "The Bullies" اور "King Tom" اسٹیج کئے گئے۔ جن کے اہم کردار غلام محمد، محمد تنویر، نسیم حسن اقبال اور محمد اقبال تھے۔ تین پنجابی اسکٹوں ''میر صاحب تار آئی'' اور ڈاکٹر صاحب'' کو بہت انجوائے کیا گیا۔ عتیق انور نے میر صاحب اور تار آئی میں ماہرانہ انداز میں کام کیا اور مظفر نے ڈاکٹر صاحب میں مرکزی رول ادا کیا۔

محفل مشاعرہ

۲ مئی ۱۹۶۸ء کی شب کمانڈانٹ سی ایم ایچ کرنل خواجہ کی صدارت میں کالج میں ایف اے سی سی کے زیر اہتمام ایک محفل مشاعرہ منعقد کی گئی۔ زمیندارہ کالج گجرات کے پرنسپل فضل حسین نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔ مشہور شاعر مسرور انور کے علاوہ دوسرے مقامی شعراء نے شرکت کی۔

شیر شاہ ہاؤس ڈرامیٹک شو

۲۸ مئی ۱۹۶۸ء کی شب شیر شاہ ہاؤس نے اپنے پہلے ہاؤس ڈے پر موسیٰ ہال میں ایک ڈرامیٹک شو اسٹیج کیا، جس میں اردو کھیل ''دو بھائی دو اجنبی'' تھا۔ اور انگریزی کھیل The physician Inspite of Himself اردو کھیل کو طارق منصور نے اور انگریزی ڈرامہ کو ہاؤس پریفیکٹ رضا خان نے پروڈیوس کیا۔ ڈراموں کے اہم کردار یہ تھے۔ احمد نواز، صلاح الدین، شگری پرویز سلطان، سلیم جان، طارق منصور اور فاروق۔

اورنگزیب ہاؤس شو

۳۰ مئی ۱۹۶۸ء کی شب اورنگزیب ہاؤس نے اپنا ڈرامیٹک شو اسٹیج کیا۔ ''ڈاکٹر صاحب'' ڈرامہ میں طارق اقبال کی اداکاری کو بہت سراہا گیا۔ فضل محمود کا رول انگریزی ڈرامہ "The Out Laws" میں ممتاز تھا۔

ری یونین کنسرٹ

۱۲ اکتوبر کی شب عالمگیرینز ری یونین کے موقع پر ڈرامیٹک کلب نے جو کنسرٹ پیش کیا۔ اسکا آغاز پرانے سلور جوبلی کورس ''اب جشن مسرت آ پہنچا، پھر گیت خوشی کے گانے دو، سب بچھڑے آ کر مل بیٹھے اب قصۂ دل دہرانے دو'' سے ہوا۔ اس کے بعد انگلش پلے (The Live Mummy) اسٹیج کیا گیا اس میں زبیر،

جاوید ضیاء، صلاح الدین، طلعت، شوکت اور حنیف کی اداکاری کو بہت پسند کیا گیا، لائیومی کی پوری کاسٹ یہ تھی۔

کیپٹن رائفل	شوکت علی ۲۸۸۸	اولیری	سلطان حنیف ۲۸۸۷
جنجر بلیو	جاوید ضیاء ۲۹۶۷	جم	صلاح الدین ۳۲۰۰
چارلس	طلعت کیانی ۲۸۶۰	ٹرپینٹ	خالد حسن ۲۷۶۱
ڈاکٹر گیلین	زبیر احمد ۲۹۱۲	دوسری ممی	قیصر مہدی ۲۸۹۷
لوسی	تنویر احمد ۲۸۶۵	پروفیسر	ممتاز علی ۲۹۴۷

اردو ڈرامہ ''جوتشی'' کے کردار یہ تھے۔

ماں جی	محمد نعیم ۲۹۱۰	ننو	منصور ۳۱۶۷
دیپک	شہباز ۲۸۶۴	منو	طارق ۳۲۹
لالہ رام بھروسے	طارق اقبال ۲۹۳۷	جوتشی جی	عتیق انور ۲۸۴۰
کنتی	طارق ترین ۲۸۴۴	پولیس انسپکٹر	محمد اشرف ۲۸۴۷
لکشمن	غلام حیدر ۲۸۵۲	کانسٹیبل	محمد اشرف ۲۸۴۷
بائے لال	مظفر احمد ۳۰۵۳		

کورس کے اور انفرادی گلوکار یہ تھے۔ ساجد مجید بھٹی، امجد حمید، ممتاز علی چنگیزی، خالد حسین، ریاض اللہ، اظہر علی، احمد رضوان حیدری، وجاہت اللہ، فاروق عزیز، ظفر اقبال، جاوید اقبال، محمد ادریس۔

چونکہ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں ری یونین کے موقع پر کنسرٹ پیش کیا جا چکا تھا۔ اس لئے ۱۶ نومبر ۱۹۶۸ء کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات پر کنسرٹ پیش نہیں کیا گیا مسٹر حیدری کی نگرانی میں ایف اے سی سی کے تحت اکتوبر ۱۹۶۸ء کی ری یونین کا یہ آخری ڈرامیٹک پروگرام تھا۔ جو پیش کیا گیا۔ ۶۹-۱۹۶۸ء کے تربیت میں حیدری صاحب نے لکھا کہ بیس برس تک ایف اے سی کالج کی تمام غیر نصابی سرگرمیوں ڈرامہ، موسیقی، ڈیبیٹنگ، ایلوکیوشن، فوٹو گرافی، کالج میگزین اور ادبی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ رفتہ رفتہ کام کے پھیلاؤ کے تقاضوں کی وجہ سے ذیلی ادارے اپنے اپنے دائرہ کار میں خود مختار ہو گئے۔ اور اب ایف اے سی سی ڈرامہ اور موسیقی کی آبیاری کر رہا ہے۔

۷۰-۱۹۶۹ء

اکتوبر ۱۹۶۹ء میں کالج یونین کے زیر اہتمام جو اردو انگریزی ایلوکیوشن ہوا۔ اس کے انگریزی حصے کے نگراں مسٹر حیدری تھے۔ رڈیارڈ کپلنگ کی IF، چارلس لیمب کی Old Familiar Faces A good time is coming

ہیملٹ کی خود کلامی To be or not to be that's the question ٹینی سن کی The Brook جو اس طرح ختم ہوتی ہے۔

For Men may come, and men may go
But I go on for ever

خود حیدری صاحب نے اپنے پیغام کے طور پر اے ایچ کلف کی مشہور نظم

Say not, the struggle not availeth
The labour and words are vain
The enemy faints not, nor faileth,
And as things have been, they remain

پیش کی۔

یہ ایلو کیوشن وہ آخری تابناک تحفہ تھا جو عظیم مسٹر حیدری نے اس کالج کو دیا۔ تقریباً پچیس سال تک اس کالج کے در و بام روشن رکھنے کے بعد انہوں نے اواخر دسمبر ۱۹۶۹ء میں کالج کو خیر باد کہا۔ ۷۰-۱۹۶۹ء کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات، جنوری ۱۹۷۰ء میں ہوا۔ اس لئے اس موقع پر کوئی ڈرامیٹک شو پیش نہیں کیا جا سکا۔ تاہم اس سیشن میں موسیٰ ہال میں ایک ڈرامیٹک شو ضرور ہوا۔

۱۲ جون ۱۹۶۹ء کو شیر شاہ ہاؤس نے اپنے فاؤنڈر کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل مرتضےٰ حسین کے اعزاز میں ایک الوداعی ڈرامیٹک شو پیش کیا جو انگریزی کے دو کھیلوں The Red Jewel اور The Money Changer اور اردو کے دو کھیلوں ''آرام وسکون'' اور ''بیگم کی بلی'' کے مزاحیہ خاکوں اور نغمہ و موسیقی کے چند آئٹموں پر مشتمل تھا۔

۷۱-۱۹۷۰ء

اس سال سے ایف اے سی یعنی ڈرامیٹک کلب اور میوزک کلب کی سربراہی جناب عین الدین علوی نے سنبھالی، چونکہ اس سال پھر سالانہ جلسہ تقسیم انعامات تیسرے ٹرم میں ہوتا تھا۔ اس لئے پرانی روایت سے کہ سالانہ کنسرٹ بھی اسی موقع پر ہو، روگردانی کرتے ہوئے اس سال کا ڈرامیٹک شو کا اردو کھیل ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء کی شب اور بعض وجوہ کی بناء پر انگریزی کھیل ۵ نومبر ۱۹۷۰ء کو سٹیج کیا گیا۔ پرکاش پنڈت کا لکھا ہوا اردو کھیل ''مہربان کیسے کیسے'' کالج اسٹیج کے لئے علوی صاحب نے دوبارہ پروڈیوس کیا۔ اس میں ایڈیٹر کا کردار وجاہت حسین نے کمال مہارت سے ادا کیا۔ انگریزی کے کھیل Shivering Locks کو سیکنڈ لیفٹیننٹ افتخار الدین حسن نے ڈائریکٹ اور پروڈیوس کیا۔ یہ جاسوسی ایڈونچر سٹوری تھی۔ ایک ریٹائرڈ پرنس کیپٹن جسمانی طور پر معذور ہوتے ہوئے بھی سکاٹ لینڈ یارڈ کے ایک جاسوس کی مدد سے دشمن کے ایجنٹ کی ایک خطرناک سازش ناکام بنا دیتا ہے۔ جو اسکے سائنس دان کی لیبارٹری سے ایک بم کا فارمولا چرانا چاہتا ہے۔ کیڈٹ ظفر اقبال نے کیپٹن ڈلاس کا اور کمال شوکت نے دشمن کے ایجنٹ کا اور ارشد محمود نے راڈلے اور انسپکٹر کا ڈبل رول بڑی کامیابی سے ادا کیا۔ انگلش پلے کی پوری کاسٹ یہ تھی۔

کیپٹن ڈلاس	کیڈٹ ظفر اقبال	ایجنٹ نمبر۱	کمال شوکت
کیش (خادم)	زاہد حسین	ایجنٹ نمبر۲	انیس الرحمٰن
ہو۔ (سائنس دان)	محمد اشفاق	راڈلے	ارشد محمود

اردو کھیل ''مہربان کیسے کیسے'' کے کردار یہ تھے۔

ایڈیٹر	وجاہت حسین	نثار (بنیا)	نثار
شیر گل (چپڑاسی)	مراد خان	انجم مصنف	شاہد ممتاز
فقیر محمد کلرک	عرفان	اسلم فلم ڈائریکٹر	عمر فاروق
پسماندہ شاعر	خالد نواز	چندا	حفیظ ضیاء
ماموں جان	عبدالقیوم	اسماعیل جی ابراہیم بھائی	قیصر مہدی
پپی	محمد اقبال	خاتون	سعید خالد
مولوی صاحب	خالد پرویز	کاتب	محمد ضرار

اس سیشن میں ۱۷ مارچ کو موسیٰ ہال میں جونیئر ہاؤس شیر شاہ نے اپنا سالانہ ڈرامیٹک شو سٹیج کیا۔ جس میں دو مختصر انگریزی کھیل

Robinhood and Allan a dale

اور اردو کھیل ''آرام وسکون'' اور ''سراغ رساں'' پیش کئے۔ شروع میں ایک کورس ''سوہنی دھرتی'' اور آخر میں ہاؤس سانگ

We are the boys of Sher Shah House

Sher Shah House

پیش کیا گیا۔ کرنل این ڈی احمد کمانڈانٹ مہمانِ خصوصی تھے۔

۱۹۷۱-۷۲ء

دسمبر ۱۹۷۱ء سقوط ڈھاکہ اور اسکے عواقب کی وجہ سے ڈرامیٹک کلب کی سرگرمیاں اس سال کے دوران معطل رہیں۔ جنوری ۱۹۷۲ء میں تقسیم انعامات کی تقریب بھی روایتی پروگرام اور تکلفات کے بغیر انجام پائی۔

۱۹۷۲-۷۳ء

ڈرامہ کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کے پیش نظر نومبر ۱۹۷۰ء کے بعد کالج کی سطح پر ڈرامیٹک سرگرمیوں کو دوبارہ متحرک کیا گیا۔ ۲۴ فروری ۱۹۷۳ء کی شب ڈرامیٹک کلب نے مسٹر علوی کی نگرانی میں اپنا روایتی شو سٹیج کیا۔ پروگرام کا آغاز کورس کے بعد اردو ڈرامہ ''اناس'' اور ''ایٹم بم'' سے ہوا۔ خواجہ احمد عباس کے اس کھیل کو مسٹر عین الدین علوی نے کالج کے اسٹیج کی ضروریات کے مطابق دوبارہ لکھ کر پیش کیا۔ اس کھیل کے زیادہ تر فنکار فرسٹ ایئر کیڈٹس تھے۔ زاہد امین نے سیٹھ لکشمی چند کا کردار، نعیم چوہدری نے بے چین انسان دوست شاعر راج کا رول اور سعید خالد نے رجنی کا کردار بڑی مہارت سے ادا کیا۔ انگریزی کا ڈرامہ The Dear Departed تھا۔ یہ طنزیہ کھیل بھی مسٹر علوی ہی نے ڈائریکٹ کیا تھا۔ مقیت الحسن نے ایمیلیا، ظفر اقبال نے بوڑھے میری ویدر اور خالد مقبول نے بچے بابی کا کردار کامیابی سے ادا کیا۔

اردو ڈرامہ اناس اور ایٹم بم کے تمام کردار یہ تھے۔

سیٹھ لکشمی چند	کیڈٹ زاہد امین	لنگو	نصیر علی
سیٹھ کروڑی مل	خالد نذیر	رجنی	سعید خالد
سیٹھ ڈھل داس	عثمان طارق	راج	نعیم چوہدری

انگریزی ڈرامہ کی پوری کاسٹ میں یہ کیڈٹس تھے۔

ہنری سلیٹر	کیڈٹ پرویز خالد	الزبتھ	سجاد غنی
ایمیلیا	مقیت الحسن	جارڈن	شوکت چاندنا
بابی	خالد مقبول	ایبل میری ویدر	ظفر اقبال

اردو ڈرامہ میں علوی صاحب کی معاونت کیڈٹ راجہ اشرف نے کی اور انگریزی ڈرامہ میں یہ اعزاز نوید بن کمال کو حاصل ہوا۔

۱۹۷۲-۷۳ء

اس لحاظ سے یہ ایک یادگار سال تھا۔ کہ اس سال ایک نئی روایت قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور وہ یہ کہ پی او ڈبلیو کے واپس نہ آسکنے کی وجہ سے کالج کے سالانہ انعامات بہت سادہ طریقے سے باہر کے مہمانوں کے بغیر ۲۴ مارچ کو موئی ہال میں تقسیم کر دیئے گئے۔ اور تمام ہاؤسوں کو اپنا اپنا یوم والدین علیحدہ منانے کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ ۴ فروری ۱۹۷۳ء کو محمود غزنوی ہاؤس اور بابر ہاؤس نے اپنا یوم والدین منایا۔ ۱۱ فروری کو اورنگزیب ہاؤس اور ٹیپو سلطان ہاؤس نے اپنے اپنے ہاں یہ تقریب کی۔

۱۷ فروری ۱۹۷۳ء کو آٹھویں درجے کے لئے مختص شیر شاہ ہاؤس نے اپنے یوم والدین کے موقع پر آرٹ کی نمائش اور ان ڈور گیمز کے فائنل مقابلوں کے بعد تین گھنٹے کا ایک تربیتی پروگرام پیش کیا۔ جس کے پہلے حصے میں سال بھر کی تقاریب کی انگریزی اردو میں تقریریں مذاکرے، نغمے، کورس تھے۔ اور دوسرے حصے میں دو کھیل انگریزی کے Demon and Pythias اور The New Shop Assistant اردو کھیل ''پیسہ بولتا ہے'' اور سیمینار اور ایک اسکٹ ''افریقہ والے چچا'' دکھائے گئے۔ اس شو کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہاؤس کے تمام ۸۳ نئے کیڈٹس نے حصہ لیا۔

۱۹۷۳-۷۴ء

کالج ڈرامیٹک کلب نے اس بار سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے موقع پر اپنا سالانہ ڈرامیٹک شو سٹیج کرنے کی پرانی روایت کو تازہ کیا۔ اور ایک نیا تجربہ یہ کیا کہ اردو انگریزی ڈراموں کی تمام کاسٹ مردانہ رکھی۔ یہ شو ۴ مارچ ۱۹۷۳ء کو ہوا۔ انگریزی کا جو ڈرامہ پیش کیا گیا اسکا نام The Hostile Witness تھا۔ اس سنسنی خیز جاسوسی پلے میں شوکت چاندنا اور کرار حسین کی ایکٹنگ بہت پسند کی گئی۔ اور دو منظروں کا اردو کھیل ''مرید پور کا پیر'' مسٹر عین الدین علوی نے اسی نام کے پطرس کے ایک افسانہ کو بنیاد بنا کر لکھا تھا۔ اس میں سعید خالد نے خادم مرید پوری کا مرکزی کردار ادا کیا۔ نعیم چوہدری نے اکبر کا کردار ادا کیا۔ پورے شو میں ۴۳ کیڈٹس نے حصہ لیا۔

انگلش ڈرامہ کی کاسٹ یہ تھی

کارنر	کیڈٹ ظفر اقبال	ازسٹ کنگ	شوکت چاندنا	انسپکٹر فننگ	کرار حسین
جانسن	ریاض علی شاہ	چارلٹن	طارق ناز	سارجنٹ اسینولس	آصف گل
ٹاؤن سینڈ	مقیت الحسن	ایبٹ	پرویز خالد	کانسٹیبل ایڈورڈ	ہاشم صدیقی

اردو کے کھیل کے کردار یہ تھے۔

خادم، سعید خالد، ارشد محمود، اکبر نعیم چوہدری۔

سیکریٹری، عثمان طارق

چیئرمین خالد نذیر

حاضرین۔ (طارق محمود، سعید، ناصر، مقصود، قدوس، زبیر، عثمان، بیرم عادل جہاں، رب نواز، ریاض، خالد مقبول، مشہود، خالد محمود، ظفر اللہ، اشتیاق، امان اللہ، آصف، عبداللہ، نواز، انجم پرویز، مسعود علی، حمید اللہ، قربان ادریس)۔

انگریزی کے کھیل کے سٹیج منیجر کے فرائض طاہر مسعود نے ادا کئے۔ میک اپ مین اسسٹنٹ عتیق ملک تھا۔ اردو میں سٹیج منیجر عاشق حسین اور اناؤنسر کامران تھا۔

شیر شاہ ہاؤس سے اپنا سالانہ ڈرامیٹک شو ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء کو سٹیج کیا گیا۔ اسکا چیف پروڈیوسر ہاؤس پریفیکٹ پرویز خالد بابر تھا اور اسسٹنٹ ایاز حسین مرزا۔ اس شو میں دو انگریزی اور دو اردو کھیل پیش کئے گئے۔ The Red Jewel اور The New Shop Assistant انگریزی ''میں اور مہمان'' اور ''بھولے تو بہت بھولا ہے'' اردو میں۔ پورے پروگرام میں ہاؤس کے سارے ۶۰ لڑکوں نے حصہ لیا۔ انگریزی ڈرامہ میں بہترین کارکردگی کا انعام طارق منیر کو جبکہ اردو میں یہ اعزاز مسعود احمد، خالد غزنی اور عظیم آصف کو ملا۔

۱۹۷۴-۷۵ء

اس سال کالج ڈرامیٹک کلب کا شو نہ ہو سکا۔ شیر شاہ ہاؤس نے اپنا ڈرامیٹک شو فروری ۱۹۷۵ء کے دن اپنے یوم والدین کے موقع پر پیش کیا۔ جس میں عدل شیر شاہی پر ایک فیچر، حیات قائداعظم اور حیات اقبال کی جھلکیاں ڈرامائی انداز میں پیش کی گئیں۔ کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق مہمانِ خصوصی تھے۔

۱۹۷۵-۷۶ء

۲۲ نومبر ۱۹۷۵ء کی شب کالج کی گولڈن جوبلی اور عالمگیر یبزری یونین کے موقع پر امتیاز علی تاج کا لکھا ہوا اردو کھیل ''چوتھی'' اسٹیج کیا گیا۔ ریاض احمد خان نے ہیرو کلرک خلیل کا، سجاد غنی نے لکھ پتی، احمد کا۔ دبیر احمد سالاریہ نے خلیل کی بیوی کا اور شہزادہ امتیاز نے اختر کا رول ادا کیا۔ انگریزی ڈرامے Betrayal میں اختر الاسلام نے مورگن کا سعید حسین نے گڈن کا، نیر اقبال نے بوڑھی کا اور جاوید جلیل نے دربان کا کردار کامیابی سے ادا کیا۔ ڈائریکشن اور پروڈکشن علوی صاحب کی تھی۔ ان کی معاونت مسٹر اشرف صاحب نے کی۔ اسٹیج منیجر فرقان اعظم اور وقار حسین چوہدری تھے۔

پراپرٹی معاون نوشاد حمید، معاون کاسٹیوم طاہر حبیب، معاون میک اپ خالد حمزہ تھے۔ اعلانات فرقان اعظم نے کئے۔

تقریب کے مہمانِ خصوصی ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن بریگیڈیئر سید نصیر الدین نے ڈراموں کے معیار کو بہت سراہا۔ اور انعامات تقسیم کئے۔ ڈرامیٹک شو کے انتظام، اہتمام کی تقسیم کار یوں تھی۔

ڈائریکشن اور پروڈکشن	مسٹر عین الدین علوی
معاونین	سکینڈ لیفٹیننٹ ولی محمد، مسٹر محمد اشرف شرف
اسٹیج مینجرز	کیڈٹ طاہر حبیب صدیقی، نوشاد حمید
معاون ملبوسات	کیڈٹ اقتدار حسین
معاون میک اپ	کیڈٹ خالد شیر، کیڈٹ خالد احمد
اعلانات	کیڈٹ حبیب صدیقی

۲۲ فروری ۱۹۷۶ء کی سہ پہر شیر شاہ ہاؤس کے ڈرامیٹک شو کا پروگرام یہ تھا۔

۱۔ کورس سوہنی دھرتی	خورشید اور ہمنوا
۲۔ ''پختگی کی تلاش'' کھیل	اداکار۔ سیف الدین، طارق خورشید، ثاقب، عابد، آصف
۳۔ ''سراغ'' کھیل	اداکار۔ شاہد آفتاب، طارق، نوید اعظم، راشد ولی
۴۔ ''دماغ کا آپریشن'' کھیل	اداکار۔ ندیم مسعود، توفیق، ریاض، طارق، عمران طلعت

مہمانِ خصوصی کرنل ظہور الحق نے انعامات تقسیم کئے۔

۱۹۷۶-۷۷ء

اس سال کا ڈرامیٹک شو بھی پرانی روایت کے مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۷۶ء کے جلسہ تقسیم انعامات کی شب سٹیج کیا گیا۔ ایک ایڈونچر جاسوسی کہانی انگریزی ڈرامے The Death Trap کا موضوع تھی۔ عابد پرویز نے کرنل گریزا، ریاض احمد نے دستری، اختر الاسلام نے میجر واصف، گوہر شریف نے کیپٹن شلز اور زبیر نے ڈاکٹر کا رول کامیابی سے ادا کیا۔ دو نئے کردار روڈولن اور فرانز جو مسٹر عین الدین علوی اور انکے معاون لیفٹیننٹ ولی محمد نے تخلیق کئے تھے۔ ان کو اقتدار اور ضرغام نے ادا کیا۔ یہ ڈرامہ تھیم اور فکشن کے اعتبار سے بہت موثر رہا۔ اس بار اردو میں مرزا ادیب کا لکھا ہوا کھیل ''خاک نشیں'' سٹیج کیا گیا۔ وہ بھی ایک سنجیدہ تھیم کا حامل تھا۔ یعنی ایک مشنری استاد کی زندگی جمشید لطیف نے استاد، مظہر سعید نے چوہدری نوشاد کے ملازم علی بخش، سیف الدین نے بہو شمشاد اور طارق خورشید نے فاطمہ کا کردار ادا کیا۔ شہزادہ امتیاز نے سائیں جی کے روپ میں اپنے رول کا حق ادا کیا۔ مقبول کا رول آصف اور رحیم کا روپ منصور نے بھرا۔ سکول کے طلباء کی نمائندگی فخر الزمان، فہیم العزیز، سرفراز محمود، شجاعت قاضی، عارف اللہ، محمد علی، فخر الاسلام، متین اور مبشر نے کی۔

شیر شاہ ہاؤس ڈرامیٹک شو

شیر شاہ ہاؤس نے اپنا ڈرامیٹک شو حسب روایت اپنے یوم والدین کے موقع پر ۲۷ فروری ۱۹۷۷ء کی سہ پہر ہاؤس سٹیج پر پیش کیا۔ اس کا پروگرام یہ تھا۔

۱۔ چاند میری زمین (کورس کار) شاہد حیات، عتیق قریشی، شجاعت علی، نعیم۔

۲۔ دماغ کا آپریشن (ڈرامہ) اداکار فہیم العزیز، شجاعت علی، بابر بلال عارف اللہ، اختر عباس، نعیم عزیز، سرفراز عالم، علی عامر۔

۳۔ انشاء جی اٹھو اب کوچ کرو (غزل) نغمہ کار، عتیق قریشی۔

۴۔ شاپ اسسٹنٹ (انگریزی ڈرامہ) اداکار ریاض، نعیم عزیز، بشیر احمد، فخر الزمان، ہدایت الرحمان، محمد علی، سہیل اشرف، سلیم، اسلم پرویز۔

۵۔ پیسہ بولتا ہے۔ (ڈرامہ) اداکار بابر بلال، ریاض عظیم، علی عامر، اختر عباس، عتیق الرحمان، فخر الزمان، صادق علی، شعیب ڈار۔

۶۔ پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے (قوالی) نغمہ کار شاہد حیات، شجاعت علی، نعیم سلیم، عتیق قریشی۔

۷۔ پنکی (اسکٹ) شجاعت اور ریاض عظیم۔

۸۔ ہاؤس سانگ (کورس)

کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق مہمانِ خصوصی تھے۔ انہوں نے ہی انعامات تقسیم کیے۔ تمام طلباء کے والدین کالج کے سٹاف اور ان کی فیملیز کالج کے سینئر طلباء اور کچھ پرانے عالمگیرینز نے شو میں شرکت کی۔

۱۹۷۷-۷۸ء

اس سیشن میں کالج ڈرامیٹک کلب نے کوئی ڈرامیٹک شو تو نہیں کیا لیکن کالج ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے اقبال کی صد سالہ تقریبات کا بڑے وسیع پیانے پر اہتمام کیا۔ اس سلسلہ کی ۲۰ نومبر کی آخری تقریب میں ''ماں کا خواب'' ''شکوہ'' ''جواب شکوہ'' ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کو ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا۔ اس آخری آئٹم میں مظہر سعید بیگ، طارق ندیم، خالد خان اور خاقان افضل نے کامیاب اداکاری کی۔

شیر شاہ ہاؤس ڈرامیٹک شو

۲۸ فروری ۱۹۷۸ء کی سہ پہر کو شیر شاہ ہاؤس نے حسب روایت یوم والدین کے موقع پر ڈرامیٹک شو پیش کیا۔ جس میں شیر شاہ کا انصاف، سراغ، بیگم کی بلی، میاں کا کتا، چار تمثیلچے اردو میں اور Red Jewel House اور The Black Wood انگریزی میں اسٹیج کیے گئے۔ انگریزی ڈراموں میں شجاعت علی راٹھور اور اشرف کو جبکہ اردو کھیلوں میں عابد رفیق، شفیق الرحمان، ارشد امین اور ممتاز ملک کو امتیازی کارکردگی کے انعامات دیئے گئے۔ کمانڈانٹ کرنل محمد اکرام امین مہمانِ خصوصی تھے۔

۱۹۷۸-۷۹ء

ایک سال کے تعطل کے بعد کالج ڈرامیٹک کلب نے ۶ مارچ ۱۹۷۹ء کو سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے پانچ روز بعد اپنا سالانہ شو سٹیج کیا۔ اس بار بھی حسب دستور دو ڈرامے سٹیج کیے گئے۔ اردو میں گوگول کے انسپکٹر جنرل سے ماخوذ آغا بابر کا لکھا ہوا ''بڑا صاحب'' اور انگریزی میں ایک پرانا مقبول کھیل "The Dear Departed"۔ اردو کھیل ''بڑا صاحب'' کے کردار یہ تھے۔

تحصیلدار	کیڈٹ عطاءاللہ	منصف	کیڈٹ حبیب الرحمان
ہیلتھ آفیسر	توفیق الرحمان	ہیڈ ماسٹر	وجاہت
یوسف ماسٹر	طلعت	تحصیلدار کی بیوی	احسان
جمیلہ	شجاعت علی	نیفو	فخر زمان
پھجا	علی عامر	اظہر	شفیق اکبر رحمٰن
الفت	ضرار صدیقی	اردلی	طاہر سلیم
ویٹر	اعظم	سپاہی	واجد
قاصد	صابر		

انگریزی کھیل کے اداکار یہ تھے۔

مسٹر سلیٹر	محمد علی	بن جارڈن	فہیم العزیز
مسز ہنری سلیٹر	اختر عباس	ایبل میری دیدر	ریاض العزیز
بابی	طارق نواز		

ڈرامیٹک شو کے انتظام وانصرام اور تقسیم کار کی نوعیت یہ تھی۔

ڈائریکشن اور پروڈکشن	پروفیسر عین الدین علوی	معاون ملبوسات	شجاعت
معاون	کیپٹن ولی محمد	میک اپ	عزیز قریشی
سٹیج منیجر	وجاہت حسین	اعلانات	جاوید افضل
معاون ساز وسامان	طاہر سلیم	اسٹیج سیٹنگ	الطاف حسین

شیر شاہ ہاؤس ڈرامیٹک شو

۱۶ مارچ ۱۹۷۹ء کی سہ پہر شیر شاہ ہاؤس نے اپنا سالانہ ڈرامیٹک شو اپنے یوم والدین کے موقع پر پیش کیا۔ مہمانِ خصوصی بریگیڈیئر آر ڈی بھٹی تھے۔ یہ خصوصی اردو شو کھیلوں ''الٹ پلٹ''، ''قرطبہ کا قاضی'' اور ملا نصیر الدین کے دو خاکوں اور انگریزی کھیل شاپ اسسٹنٹ پر مشتمل تھا۔ امتیاز علی تاج کا لکھا ہوا کھیل ''قرطبہ کا قاضی'' حاصل محفل رہا۔ عاطف ضیاء نے قاضی کا رول ادا کر کے اور مسعود اشرف نے اپنی اداکاری سے ناظرین کو بے حد متاثر کیا۔ دوسرے اداکار یہ تھے۔ ہارون عباس،، نوین اخلاق، عامر اسلم، اعجاز الحق۔

بہترین اداکاری کا انعام عاطف ضیاء اور مسعود اشرف کو دیا گیا۔ گلوکاری کے لئے یہ اعزاز فدا حسین کو ملا۔

۱۹۷۹-۸۰ء

اس سال ڈرامائی سرگرمیاں تعطل کا شکار رہیں شیر شاہ ہاؤس میں یوم والدین منانے اور ڈرامیٹک شو پیش کرنے کی روایت نئی پالیسی کے تحت منقطع ہوگئی۔ تاہم بدھ کی رات کے ورائٹی پروگرام تمام ہاؤسوں میں جاری رہے۔

۱۹۸۰-۸۱ء

اس سال ڈرامیٹک کلب کا شو سالانہ تقریب تقسیم انعامات سے تین ہفتہ پہلے ۲۷ نومبر ۱۹۸۰ء کو سٹیج کیا گیا۔ جو رضیہ فصیح احمد کے مزاحیہ کھیل ''کار برائے فروخت'' اور آغا حشر کے ڈرامہ ''رستم وسہراب'' کے ایک منظر پر مشتمل تھا۔

''کار برائے فروخت'' کے اداکار یہ تھے۔

نعیم	فخر الاسلام	شیرازی	راحت قدیر
اسلام	شفقت نواز	عبدالرحمٰن	ناصر ایوب
بندو	ذوالقرنین	افضال حسین	طاہر جنجوعہ
چچا	ایس ایم عامر	نجمہ	مدثر ہاشمی
ڈاکٹر	عابد حمزہ	پرویز	عارف محمود
جمال	احمد ندیم	نیاز	عدنان سرور

''رستم وسہراب'' کے منظر میں کیڈٹ فخر اسلام نے رستم اور طاہر جنجوعہ نے سہراب کے طور پر اپنے طویل جذباتی مکالمے بڑی خوبصورتی سے ادا کئے۔

ڈرامیٹک شو کے اہتمام وانتظام کی ذمہ داریوں کی تقسیم یہ تھی۔

ڈائریکشن اور پروڈکشن	مسٹر عین الدین علوی	معاون میک اپ	عامر رضا
اسٹیج منیجر	شفقت نواز	اعلانات	شجاعت علی

معاون سازوسامان	عبدالقدوس	معاون سیٹنگ	ایس ایم عامر ناصر ایوب
معاون ملبوسات	عرفان		

۸۲-۱۹۸۱ء پھر ایک سال کے تعطل کے بعد مرکزی ڈرامیٹک کلب نے اپنا سالانہ شو عالمگیریز رژی یونین کے موقع پر ۳۰ نومبر کی شب سٹیج کیا۔ یہ شو عصمت چغتائی کے مشہور مزاحیہ کھیل ''شامت اعمال''، آغا حشر کے ڈرامہ ''خوبصورت بلا'' کے ایک منظر اور آغا حشر ہی کے ایک اور ڈرامہ خواب ہستی کے ایک مزاحیہ مکالمے پر مشتمل تھا۔ ''شامت اعمال'' کی کہانی ایک کھوئے ہوئے بٹوے کے گرد گھومتی ہے۔ جس کے بے شمار دعویدار ہیں یہ مزاحیہ طنزیہ کھیل ۱۹۸۵ء میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ حسن اتفاق سے عالمگیریز رژی یونین کی وجہ سے اس وقت ہال میں ان میں سے چند اداکار موجود تھے۔ اس سال جنہوں نے ''شامت اعمال'' میں تمثیل کاری کی وہ یہ تھے۔

عباس	کیڈٹ اللہ نواز	ریحانہ	ندیم عامر
ایڈیٹر	فاروق صدیقی	بندو	سرفراز سیٹھی
ایک خاتون	فصیح الرحمان	شاعر	محمود
غنڈہ	ناصر ایوب	انور	عامر شہزاد
بندو کی نانی	زاہد محمود	یونس انسپکٹر	طاہر محمود اکبر
پہلا کانسٹیبل	فخر سلطان	دوسرا کانسٹیبل	اصغر

''خوبصورت بلا'' منظر میں جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

شمسہ — کیوں توفیق کس حال میں ہے۔

توفیق — شیر لوہے کے جال میں ہے۔

شمسہ کا رول ندیم احمد نے اور توفیق کا کردار خرم ہمدانی نے ادا کیا۔ عارف اور ندیم رضا دو دربان بنے اور جلاد کا روپ عرفان نے بھرا۔ خواب ہستی کے مکالمے میں فصیحہ کا رول طارق بھٹی نے اور تھانیدار کا کردار طاہر محمود اکبر نے ادا کیا۔ فخر سلطان اور امجد علی سپاہی بنے۔ شو کا اختتام ٹیبلو کے بعد قومی ترانے پر ہوا۔ ایک عالمگیرین میجر جنرل محمد شبیر خان مہمانِ خصوصی تھے۔ انہی نے انعامات تقسیم کیے۔ اللہ نواز کو عباس کے رول میں بہترین اداکاری کا پہلا انعام ملا دوسرا انعام مشترکہ طور پر فصیح الرحمان (ایک خاتون) اور محمود (شاعر) کو دیا گیا۔ تیسرے انعام سے بندو کی نانی کے روپ میں زاہد محمود کو نوازا گیا۔ حوصلہ افزائی کے دو انعامات ندیم عامر (ریحانہ) اور خرم ہمدانی (توفیق) کو دیئے گئے۔

شو کی ہدایت کاری اور انتظامی ذمہ داریوں کی صورت یہ تھی۔

ڈائریکشن اور پروڈکشن	پروفیسر عین الدین علوی
معاونین	کیپٹن اشفاق حسین
سٹیج منیجر	جے سی طارق بٹ
معاون سازوسامان	جے سی طاہر محمود اکبر
ملبوسات	جے سی عرفان حسین
معاونین میک اپ	جے سی عامر رضا، جے سی امجد، جے سی ندیم رضا
اعلانات	احمد سلمان

۸۴-۱۹۸۳ء

اس سال پھر بوجوہ ڈرامہ نہ ہوسکا۔صرف بدھ کی شب کے ورائٹی پروگرام جاری رہے۔

۸۵-۱۹۸۴ء

اس سیشن میں سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات پر روایتی ڈرامیٹک شو نہیں ہوا۔لیکن سیشن کے شروع میں چاروں ہاؤسوں نے موسیٰ ہال میں اپنے اپنے انٹر ہاؤس ورائٹی پروگرام پیش کئے۔جن میں انگریزی، اردو مختصر کھیل، اسکٹ، نغمے، پیش کئے گئے۔جو زیادہ تر پاکستان ٹی وی کی سیریل الف نون اور ففٹی ففٹی کے خاکوں پر مشتمل تھے۔ملی ترانوں کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔تمام شوز کے مہمانِ خصوصی کمانڈانٹ بریگیڈیئر آئی آر صدیقی تھے۔

۸۶-۱۹۸۵ء

یہ سال بھی ڈرامیٹک شو کے لحاظ سے تو خالی گیا۔لیکن گزشتہ سال کی طرح مئی میں موسیٰ ہال میں ہر ہاؤس نے آدھ آدھ گھنٹے کا انٹر ہاؤس ورائٹی پروگرام پیش کیا۔جس میں ملی ترانوں کو ٹیبلو کی شکل میں ڈرامایا گیا تھا۔کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ مہمانِ خصوصی تھے۔

اکتوبر ۱۹۸۵ء میں شیر شاہ ہاؤس نے اپنا انٹرونگ ڈرامیٹک شو پیش کیا۔جس میں انگریزی کے تین مختصر کھیل 'The Red Jewel', 'On the telephone & Shop Assistant' دکھائے گئے۔اردو میں ''عدل شیر شاہی'' اور ''ملا نصیر الدین'' کے سکٹ پیش کئے گئے۔''اُٹھ مجاہد'' ایک کورس تھا۔جسے ہارون اقبال نے پیش کیا تھا۔انگریزی نظم I like boys the best کی ڈرامائی تشکیل کے لئے علی اسد کو بہت داد دی گئی۔بہترین اداکاری اور گلوکاری کے لئے کیڈٹ آصف منیر، مقبول اور ہارون اقبال کو انعامات دیئے گئے۔کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد عثمان مہمانِ خصوصی تھے۔کالج کے سٹاف اور انکی فیملیز اور جونیئر کیڈٹس نے فنکشن میں شرکت کی۔

۸۷-۱۹۸۶ء کالج کے ڈرامیٹک کلب نے ڈائمنڈ جوبلی کنسرٹ ۱۸ اور ۱۹ نومبر ۱۹۸۶ء کو موسیٰ ہال اسٹیج پر پیش کیا۔کنسرٹ کی ابتداء ایک کورس ''تیز تر گامزن'' سے ہوئی۔ جس کو ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا۔ جس میں نمایاں آوازیں محمد ناصر اور ہارون اقبال کی تھیں۔ پردہ اٹھتے ہی انگریزی کا ڈرامہ The dear departed سامنے آیا۔انگلش ڈرامے کے بعد وقفے میں تین اسکٹ ''کوئے جفا'' ''آداب پدری'' اور ''آسمان سے گرا'' پیش کئے گئے۔محمد ناصر نے اپنی مدھر آواز میں اقبال کی دو غزلیں سنائیں اور ہارون اقبال اور ہمنوا نے ''اٹھ مجاہد وطن'' ٹیبلو پیش کیا۔اردو ڈرامہ ''جوتشی'' کا آغاز کیپٹن بشیر حسین خان کے ترتیب دیئے ہوئے کورس ''روشن ہوئے پھول کھلے'' سے ہوا۔کھیل کے دوران منظر تبدیل ہونے کے وقفے میں ایک اردو ترانہ

کبھی ہم بھی جواں ہونگے

ٹیبلو کی شکل میں پیش کیا گیا۔جس میں احسن وقاص کی اداکاری نے محفل کو لوٹ لیا۔تقریب کے مہمانِ خصوصی وائس چیف آف آرمی سٹاف جنرل خالد محمود عارف نے انعامات تقسیم کئے۔اور کالج کے ڈرامیٹک کلب کے لئے گرانقدر عطیہ کا اعلان کیا۔شو کا اختتام قومی ترانے پر ہوا۔

انگریزی ڈرامہ کے اداکار یہ تھے۔

مسز سلیٹر	عاطف مشتاق	بابی	احسن وقاص
ہنری سلیٹر	آصف منیر	بن جانسن	اظہر امین
مسز جارڈن	فیصل بشیر	ایبل میری ویدر	طاہر نجم

اردو کھیل ''جوتشی'' کے تمثیل کار اور انکے رول یہ تھے۔

لالہ رام بھروسے	علی بن ہادی	جوتشی	سفیان صدیقی
دیپک کی ماں	عنایت حسین	انسپکٹر	اسرار احمد

دیپک	زاہد محمود	کانسٹیبل	فرخ سہیل
کنتی	احمد جواد		

شو کے اہتمام اور انتظام کی ذمہ داریوں کی صورت یہ تھی۔

ڈائریکشن اور پروڈکشن	پروفیسر عین الدین علوی
اسٹیج منیجر	کیپٹن ریاض احمد انجم
مزاحیہ خاکے	کیپٹن محمد بشیر
	کیپٹن سیف اللہ قاضی
موسیقی	کیپٹن شبیر حسین خان

کیڈٹ معاونین

اعلانات	سہیل فاروق	ملبوسات	فاروق عادل
پروڈکشن	زاہد محمود، کاشف جلیل	میک اپ	اظہر شاہ
سازوسامان	اسرار احمد	پردہ	کاشف جلیل
ملبوسات	فاروق احمد	گلوکاری	محمد ناصر، ہارون اقبال
مزاحیہ خاکے	جہاں زیب ستی، فیصل اسلام، علی اسد، آصف ستی		

ڈائمنڈ جوبلی پر ڈرامیٹک کنسرٹ مسٹر عین الدین علوی کا آخری کنسرٹ تھا۔ ٹھیک تین ماہ بعد ۲۱ فروری ۱۹۸۷ء کی شب مختصر علالت کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

شیر شاہ ہاؤس کا ڈرامیٹک شو

شیر شاہ ہاؤس کا سالانہ ڈرامیٹک شو ۸ جنوری ۱۹۸۷ء کی شب موسیٰ ہال کے سٹیج پر کیا گیا۔ پروگرام ایک ملی ترانے

وطن کی مٹی گواہ رہنا

کے ٹیبلو سے شروع ہوا۔ اور ایک بڑے موثر فیچر ''سقراط کی موت'' پر ختم ہوا۔ کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ مہمانِ خصوصی تھے۔ انہی نے انعامات تقسیم کئے۔

۸۸-۱۹۸۷ء اور ۸۹-۱۹۸۸ء بوجوہ ڈرامیٹک سرگرمیاں تعطل کا شکار رہیں۔

☆☆☆☆☆

ڈراموں کا جائزہ

۳مئی ۱۹۴۸ء ڈرامیٹک شو پروگرام بموقع سالانہ جلسہ تقریب انعامات ری یونین۔

۳۰اپریل ۱۹۴۹ء Live Mummy (مسٹر فضل حق حیدری)۔

۲۹نومبر ۱۹۵۰ء The invisible Duke کامران (مسٹر فضل حق حیدری)۔ (سلور جوبلی)

۲۴نومبر ۱۹۵۱ء Bell the Cat (مسٹر حیدری) اور ''چنار کا درخت'' (مسٹر سعید راشد، مسٹر ماجد صدیقی) ''خیالی پلاؤ'' اسکٹ (مسٹر حیدری)۔

۲۳نومبر ۱۹۵۲ء The Clean Sweep (مسٹر حیدری) شہباز (مسٹر حیدری)۔

۱۹فروری ۱۹۵۰ء Mystry in Pixieland (مسٹر حیدری)۔

۲۸نومبر ۱۹۵۳ء Creatures of impulse (مسٹر حیدری)۔

۲۱نومبر ۱۹۵۵ء Live Mummy (مسٹر حیدری) کار کی شادی (مسٹر عین الدین علوی)۔

۲۴نومبر ۱۹۵۶ء Two heads are better than one (مسٹر حیدری) انسپکٹر جنرل (مسٹر عین الدین علوی)۔

۲نومبر ۱۹۵۷ء A Pair of Spectacles, Fun Fare (مسٹر حیدری) شامت اعمال (مسٹر علوی)۔

یکم نومبر ۱۹۵۸ء The Enchanted Cap (مسٹر حیدری) پہلی پیشی (مسٹر علوی)۔

The Crimson Coconut (مسٹر ایلین مور) چاندبی بی (مسٹر علوی)۔

۱۴نومبر ۱۹۵۹ء Live Mummy (مسٹر حیدری) خدائی فوجدار (مسٹر عین الدین علوی)۔

۱۸نومبر ۱۹۶۰ء The Invisible Duke (مسٹر حیدری) آسمان سے گرا (مسٹر علوی)۔

۲دسمبر ۱۹۶۱ء The Clean Sweep (مسٹر حیدری) شکوہ، ڈرامائی تشکیل (لیفٹیننٹ عبدالغفور) جوتشی (مسٹر علوی)۔

۲۳نومبر ۱۹۶۲ء The Creatures of Impulse (مسٹر حیدری) جوتشی (مسٹر عین الدین علوی)، فٹ پاتھ کے شہزادے (مسٹر علوی)۔

۳۰نومبر ۱۹۶۳ء Merchant of Venice (Court scene) (مسٹر حیدری) خانہ جنگی (مسٹر علوی)۔

۲۱نومبر ۱۹۶۴ء Two heads are better than one (مسٹر حیدری) ریہرسل (مسٹر علوی)۔

۲۷نومبر ۱۹۶۵ء (جنگ ستمبر کی وجہ سے سالانہ کنسرٹ نہیں ہوا)۔

۴مارچ ۱۹۶۷ء The Invisible Duke (مسٹر حیدری) کار برائے فروخت (مسٹر علوی)۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء Live Mummy (مسٹر حیدری) جوتشی (مسٹر علوی)۔

۳۰اکتوبر ۱۹۷۰ء Shivering locks (لیفٹیننٹ افتخار الدین) مہربان کیسے کیسے (مسٹر علوی)۔

۷۳-۱۹۷۲ء جنگ دسمبر ۷۱ کی وجہ سے سالانہ کنسرٹ نہیں ہوا۔

۲۴فروری ۱۹۷۳ء The Dear Departed انناس اور ایٹم بم (مسٹر علوی)۔

یکم مارچ ۱۹۷۴ء The Hostile Witness مرید پور کا پیر (مسٹر علوی)۔

۲۲نومبر ۱۹۷۵ء Betrayal، خوشی (مسٹر علوی) گولڈن جوبلی۔

۲۳نومبر۱۹۷۶ء The Death Trap، خاک نشیں (مسٹر عین الدین علوی)۔

۱۹۷۸ء The Dear Departed (مسٹر علوی)۔

۱۹۷۹ء کار برائے فروخت، رستم وسہراب (مسٹر علوی)۔

۱۹۸۲ء شامت اعمال (مسٹر علوی) ''خوبصورت بلا'' کا ایک منظر (کیپٹن اشفاق حسین)، خواب ہستی، ایک مکالمہ (کیپٹن حسن امام)۔

۲۰نومبر۱۹۸۶ء The Dear Departed، جوتشی (مسٹر علوی)۔

۱۹۸۷ء سالانہ کنسرٹ نہیں ہوا۔

۱۹۸۸ء سالانہ کنسرٹ نہیں ہوا۔

☆ ☆ ☆

ڈیبیٹنگ سوسائٹی، کالج یونین

ڈیبیٹنگ یونین، ڈیبیٹنگ کلب

شروع کے بیس سالوں میں کالج کے کری کیولم میں ہم نصابی سرگرمیوں کے لئے کوئی متعین جگہ نہیں تھی۔۱۹۴۴ء میں اس کے کالج بننے اور کیڈٹ کو براہ راست سلیکشن بورڈ کے سامنے جانے کا استحقاق ملنے کے پس منظر میں یہاں ہم نصابی سرگرمیوں، ڈیبیٹس اور ڈرامہ کا بہت محدود پیمانے پر آغاز ہوا۔مسٹر فصل حق حیدری ڈیبیٹنگ کے انچارج مقرر ہوئے، مہینے میں ایک آدھ بار چند پرشوق سینئر کیڈٹس کالج ہال میں جمع ہوجاتے،ایک دو دن پہلے انہیں ڈیبیٹ کا موضوع دے دیا جاتا۔اور وہ دو تین منٹ کی تقریریں تیار کرلیتے۔''چراغوں کی قطار'' میں لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال نے مسٹر حیدری کے تذکرہ میں ان کی زیر نگرانی ایک ایسے مباحثہ میں حصہ لینے کا ذکر کیا ہے۔جس کا عنوان تھا "Leaders are born not made"۔ یہ مباحثہ ۱۹۴۶ء کے اوائل میں ہوا تھا۔ پاکستان قائم ہونے کے بعد کالج کے مقاصد تعلیم و تربیت میں جو واضح تبدیلی رونما ہوئی۔اسکو بروئے کار لانے کے لئے جی ایچ کیو نے ۱۹۴۸ء کے اوائل میں نئے کمانڈانٹ (میجر سید فیاض حسین زیدی) کو جو پالیسی دی اس کی ترجیحات میں ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ کالج کے نئے رول کی روشنی میں تعلیم و تربیت کا پروگرام وسیع تر بنیادوں پر منظم کیا جائے اور نئی جہتوں (Dimensions) کا اضافہ کیا جائے۔اس Directive کے تحت غیر نصابی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے جو چار تنظیمیں منظم کی گئیں ان میں سے ایک ڈیبیٹنگ سوسائٹی بھی تھی۔

اپریل ۱۹۴۸ء کے کالج میگزین کے صفحہ تین پر درج ہے کہ کالج کی نوزائیدہ ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے جو پہلا مباحثہ بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۴۸ء منعقد کرایا۔اس کا عنوان تھا۔

Constitution of Pakistan to be based on Shariat Law

موضوع کے حق میں اور اس سے اختلاف میں بڑی زوردار تقریریں ہوئیں۔آخر میں ایوان نے شریعت کے قوانین کے حق میں ووٹ دیا۔کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی، ڈی ایم ٹی بریگیڈیئر سی آئی جیراڈ اور جی ایس او ون ایجوکیشن لیفٹیننٹ کرنل سید ماجد علی جعفری نے اس مباحثہ میں شرکت کی یہ امر کالج کے لئے ہمیشہ قابل فخر رہے گا کہ کالج کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے قرار دادِ پاکستان قانون ساز اسمبلی کی قرار داد مقاصد (مارچ ۱۹۴۹ء) سے ایک سال پہلے منظور کی۔اس سے کالج کی ذہنی بیداری اور اس کے رخ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۴۹-۱۹۴۸ء کے کالج میگزین تربیت (مطبوعہ اپریل ۱۹۴۹ء) میں ڈیبیٹنگ سوسائٹی کو کالج یونین سے موسوم کیا گیا اور اس کی پیدائش کا اعلان ان الفاظ میں پیش کیا گیا۔

"Establishment of our state has opened avenues for diverse discoveries and the birth of a Union in our College is direct expression of this constructive adventure. We call it an adventure as it has made an unprecedented departure from the traditional set-up of this institution in this brand of activities."

(طلباء کی غیر نصابی سرگرمیوں کی تنظیم کے لئے یونین کا لفظ غالباً علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور دوسرے معروف کالجوں کی سٹوڈنٹس یونینوں کے تتبع میں اختیار کیا گیا) اس نوزائیدہ کالج یونین کے مقصد کے بارے میں یونین کا ترجمان Unionist کے قلمی نام سے لکھتا ہے۔

"The Union provides an expressive mouth to an educational institution. Though it is Union it aspires to speak out to the outside world about all that she feels and thinks just as a loudspeaker does for a wireless set."

لیکن یونین کے دائرہ کار کی وضاحت یہ کی گئی کہ یونین کا کام ہے:

الف۔ ہر دوسرے ہفتے مباحثہ منعقد کرنا۔

ب۔ ہر ہفتہ حالات حاضرہ (کرنٹ افیئرز) پر کسی استاد سے لیکچر کروانا اور

ج۔ ممتاز حضرات کے توسیعی لیکچروں کا اہتمام کرنا۔

انتظامی ڈھانچہ

نگران یونین ایک تجربہ کار انسٹرکٹر کی نگرانی میں کام کرے گی، جس کا تقرر کمانڈانٹ کی طرف سے کیا جائے گا۔

صدر یونین کا صدر ایک موزوں سینئر کیڈٹ ہوگا۔ جس کی نامزدگی نگران یونین کے مشورے سے کمانڈانٹ کے حکم سے عمل میں آئے گی، اور جس کا پارٹ ون آرڈر کیا جائے گا اور یہ تقرر نگران کی صوابدید پر ایک سیشن کے لئے ہوگا۔

سیکرٹری یونین کے سیکرٹری کا تقرر بھی اسی طریقہ سے ہوگا۔

پہلے عہدیدار

نگران کالج یونین کے پہلے نگرانِ کالج کے ایک سینئر استاد مسٹر اقبال احمد مقرر ہوئے جو پرنس آف ویلز کالج ڈیرہ دون سے آئے تھے اور اس شعبہ کا تجربہ رکھتے تھے۔

صدر یونین کے پہلے صدر کے طور پر کالج کے معروف مقرر اور قلم کار کیڈٹ آفیسر ۱۲۲۳ محمد اکرم کو نامزد کیا گیا۔ اور سیکرٹری شپ شعلہ بیان مقرر کیڈٹ کارپورل ۱۳۸۸ ایس ایم ایچ ایس بخاری کے حصے میں آئی۔

یونین کی سرگرمیاں

۴۹۔۱۹۴۸ء کے دوران معمول کے مباحثوں اور حالات حاضرہ پر ہفتہ وار لیکچروں کے علاوہ یونین کے مقرروں نے باہر تقریری مقابلوں میں بھی حصہ لیا۔

۴۹۔۱۹۴۸ء کالج کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے ۲ مئی ۱۹۴۸ء کی شام کالج کی پہلی باقاعدہ ری یونین کے موقع پر اولڈ بوائز کے اعزاز میں ایک نشست کا اہتمام کیا۔ The Making of Pakistan کے موضوع پر کیڈٹس سٹاف اور مہمانوں نے اظہار خیال کیا۔

نومبر ۱۹۴۸ء میں دیال سنگھ کالج لاہور میں جو آل پاکستان قائداعظم میموریل انٹر کالجیٹ ڈیبیٹ ہوئی اس میں کالج کی نمائندگی ۱۲۲۳ سی او محمد اکرم اور سی ایس ایم ۱۳۰۹ عشرت حسنین نے کی مباحثہ کا عنوان تھا۔

"In the opinion of the House, women are born diplomats and can prove better administrators than men."

کالج کے طلباء کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ وہ باہر، وہ بھی لاہور میں بولنے کھڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان وردی پوش مقرروں پر ہوٹنگ بھی خوب ہوئی۔ لیکن یہ جمے کھڑے رہے۔ دوسرے روز پاکستان ٹائمز لاہور میں اس پر تبصرہ شائع ہوا۔ مباحثہ میں کالج کی ٹیم نے کوئی انعام نہیں لیا۔ لیکن ایک مقتدر اخبار کا یہ تبصرہ ہی ایک اعزاز تھا۔ ۱۳۰۹ عشرت حسنین نے موضوع سے اختلاف کرتے ہوئے جو تقریر کی تھی اسکا متن میگزین (تربیت ۱۹۴۹ء) میں شائع ہوا۔

دسمبر ۱۹۴۸ء میں کالج کی ٹیم نے آل این ڈبلیو ایف پی ڈیبیٹنگ کمپٹیشن میں حصہ لیا۔ کالج کی ٹیم میں ۱۳۸۸ کارپورل ایس ایم اے بخاری شامل تھا۔ ایم سی کیڈٹس کی کارکردگی کو مباحثہ کے مہمانِ خصوصی وزیراعلیٰ سرحد خان عبدالقیوم خان نے بطور خاص سراہا۔

”چائے کی پیالی میں طوفان“ ایک مقامی ڈیبیٹ

فروری ۱۹۴۹ء کی ۱۹ تاریخ کالج یونین نے ایک بہت گرم موضوع

"Pakistan should remain within the British Common Wealth"

پر ایک انٹر ہاؤس مقابلہ کرایا۔ اور تقریب کی اہمیت کے پیش نظر خود کمانڈانٹ میجر زیدی کو صدارت کی زحمت دی گئی۔ بڑی تند و تیز بحثوں کے بعد قرارداد کو مسترد کر دیا گیا۔

ہاؤسوں میں تقریری سرگرمیاں

نئی تربیتی پالیسی کے تحت ہاؤسوں میں بھی ڈیبیٹنگ کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ اپریل ۱۹۴۹ء کے تربیت میں سکین ہاؤس کی ۴۹۔۱۹۴۸ء کی رپورٹ میں یہ جملہ ملتا ہے۔

"In our Saturday meetings we sing and dance, debate and lecture, do dramatic shots."

اور رابرٹس ہاؤس کی اس عرصہ کی رپورٹ یہ تھی۔

"Our weekly House activities in the way of debate or dramatic interludes or singing or general knowledge competitions or current affairs discussions have developed mounting popularity. Every boy is offered a healthy opportunity to express himself in various ways and the boys have been convinced of the favourable significance of self-expression. The direct result of these House activities, besides providing an escape from the boredom of routine, has been the discovery of a crowd of envious talents. A forceful debating team, an invincible brains trust, an entertaining drama party and a fascinating group of singers are a few of the many dividends that the House can boast of and can safely challenge the whole College in the field of talent contest.

یہ رپورٹ کالج کی نئی تعلیمی وتربیتی ترجیحات کی غمازی بھی کرتی ہے گو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسکین ہاؤس کی غیر نصابی سرگرمیاں اسکے ہاؤس ماسٹر مسٹر حیدری کی اور رابرٹس ہاؤس کی یہ کارگزاریاں اس کے فنکار اور دانشور ہاؤس آفیسر کیپٹن منظور الرحمٰن کی مرہون منت تھیں۔ اداروں میں افراد سے بھی بڑا فرق پڑتا ہے۔

۱۹۴۹ـ۵۰ء

اس دوران یونین کی معمول کی سرگرمیاں، مباحثے، کرنٹ افیئر ز پر لیکچر جاری رہے تاہم ایک تاریخی اضافہ یہ ہوا کہ اس سال سے مباحثوں کو بھی انٹر ہاؤس مقابلوں میں شامل کر لیا گیا۔ کالج یونین کو مقبول بنانے میں مسٹر حیدری، کیپٹن رحمان، مسٹر اقبال کی کاوشوں کے علاوہ چیف انسٹرکٹر کیپٹن عبدالحمید ابراہیم کی ذاتی دلچسپیوں کو بھی کافی دخل تھا۔ اگر ٹیم کو باہر جانا ہوتا تو کم از کم ایک ریہرسل وہ خود بھی لیتے تھے۔ چونکہ وہ سینئر کلاسز کو انگریزی پڑھاتے تھے۔ کلاس میں بھی پبلک سپیکنگ کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے رہتے تھے۔

۱۹۵۰ـ۵۱ء

اس سال ہاؤسوں کی ڈبیٹنگ یونینوں کو باقاعدہ طور پر منظم کیا گیا۔ کالج یونین نے مباحثوں اور لیکچروں کے علاوہ مسٹر حیدری کے ایف اے سی سی کے تعاون سے Declamation مقابلوں کا اضافہ کیا۔ اس سال کالج یونین کی رپورٹ کے اصل الفاظ یہ تھے۔

From a small assembly of seniors, it has now developed into a regular parliament of keen debaters and aspiring orators from the F.Sc. class down to the Basic forms. So catching has been its influence that we have now debating shows in every House which serve as feeders to the Central Body. During the year a number of debates, lectures, and declamation contests were held in which both the students and the staff took part.

توسیعی لیکچرز

کالج یونین کے توسیعی لیکچرز کے پروگرام کے تحت ریاضی کے استاد مسٹر ایم شریف نے Statistics and the cost of living کے موضوع پر ایک لیکچر دیا۔

۱۹۵۱ـ۵۲ء

اس سال کالج یونین کو ڈبیٹنگ سوسائٹی کا نام دیا گیا اور ایک پیش رفت یہ ہوئی کہ سوسائٹی کو سینئرز اور جونیئرز دو شعبوں میں تقسیم کیا گیا تا کہ پانچویں سے آٹھویں تک کے جونیئرز بھی سوسائٹی کے مباحثوں اور مقابلوں میں حصہ لے سکیں۔ سوسائٹی کے نگران بدستور مسٹر اقبال ہی رہے۔

ہاؤسوں کی ڈبیٹنگ سوسائٹی

ہاؤسوں خصوصاً رابرٹس ہاؤس اور برڈووڈ ہاؤس کی ڈبیٹنگ سوسائٹی بہت فعال رہی۔ اور سیٹر ڈے ایوننگ فنکشنز مباحثوں اور تقریروں کو ضروری وقت دیا جاتا رہا۔

۵۳-۱۹۵۲ء

اس ٹرم میں مرکزی ڈیبیٹنگ یونین کے سینئر شعبہ کے انچارج کیپٹن محمد شفیع اور جونیئر زونگ کے نگران مسٹر سعید راشد مقرر ہوئے۔ یونین نے تواتر سے مہینے میں ایک انگریزی اور ایک اردو مباحثہ منعقد کیا۔ انگریزی کے انٹر ہاؤس مباحثہ کا عنوان تھا۔

"Civilians play a more important part in modern warfare than the service personnel."

۱۵۹۵ ایس سی او محمد صادق اور ۱۶۱۴ محمد سعید کو سال کا بہترین مقرر قرار دیا گیا۔ (اس سال بریز ٹیسٹ اور بڑے پیانے پر ایلو کیوشن کانٹیسٹ ہوا۔ ریڈیو پاکستان راولپنڈی سے کالج پر ایک فیچر پروگرام بھی نشر کیا گیا۔ لیکن چونکہ سرگرمیاں بڑی حد تک ایف اے سی سی کے زیر اہتمام منظم کی گئیں اس لئے ان کا جائزہ ایف اے سی سی کے باب میں کیا گیا ہے۔

۵۴-۱۹۵۳ء

اس سال مسٹر عین الدین علوی ڈیبیٹنگ یونین کے انچارج مقرر ہوئے۔ یونین کے اجلاس معمول کے مطابق ہوتے رہے۔

۵۵-۱۹۵۴ء

ڈیبیٹنگ یونین کی سرگرمیاں بوجوہ سرد رہیں۔

۵۶-۱۹۵۵ء

اس سال پھر اس فورم کو ڈیبیٹنگ سوسائٹی کا نام دیا گیا اور اس کی سرگرمیاں تیز رہیں۔ پہلی تبدیلی تو یہ ہوئی کہ ہر جمعہ کی شب مجلس مباحثہ کا اہتمام کیا جانے لگا۔ ایک جمعہ کو انگریزی میں سینئرز کے لئے دوسرے جمعہ کو اردو میں جونیئرز کے لئے۔ جنوری ۱۹۵۶ء سے ایک نیا تجربہ کیا گیا کہ مباحثوں کی جگہ مذاکرے منعقد ہوئے۔ چند عام دلچسپی کے موضوع دے دیئے جاتے۔ مقرر کو آزادی ہوتی کہ وہ اپنی پسند کے موضوع پر اظہار خیال کرے۔ اس طرح نہ صرف مقررین کی تعداد میں اضافہ ہوا بلکہ موضوعات کے تنوع سے مذاکروں کی افادیت بھی بڑھی۔ ایک تیسری جدت یہ کی گئی کہ مقررین کو اپنی پسند کے تحت نظمیں تحت اللفظ میں Recite کرنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ آزادانہ سوچ کو ابھارنے کے لئے یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مہینے میں ایک بار سینئرز کو بھی اردو برجستہ مباحثوں یا مذاکروں میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔ ہر مباحثہ یا مذاکرہ کے بعد اس پر تبصرہ کرنے کی روایت بھی قائم کی گئی۔ منجملہ دوسرے فنکشنوں کے سینئرز اور جونیئرز کا مقابلہ Declamation contest بھی جاری ہوا۔ ۲۲۰۵ محمد تسلیم ۲۳۱۹ سلیم کیانی نے جونیئرز میں اوّل، دوم پوزیشنیں حاصل کیں۔

۵۷-۱۹۵۶ء

اس سال ڈیبیٹنگ سوسائٹی کو ایک بار پھر اس کے پرانے نام کالج یونین سے موسوم کیا گیا۔ اس کے علاوہ یونین کے روایتی آئین میں دو ترمیمیں کی گئیں۔ پہلی یہ کہ ایک سینئر مقرر بھی یونین کا صدر ہوتا تھا اور اسے اس منصب پر نگران کے مشورے سے نامزد کیا جاتا تھا۔ اب یہ طے پایا کہ یونین کا نگران ہی یونین کا صدر متصور ہوگا۔ اور ایک سینئر کیڈٹ یونین کا وائس پریذیڈنٹ کیڈٹس اپنے ووٹ سے کریں گے۔ اسی طرح سیکرٹری کا انتخاب بھی عمل میں آئے گا۔

۵۷-۱۹۵۶ء

اس سال مسٹر عین الدین علوی کو یونین کا صدر نامزد کیا گیا۔ نائب صدارت کے لئے پہلی بار الیکشن ہوا اور ایک تیز و تند انتخابی مہم کے بعد ۱۹۸۱ء عبدالحکیم بھاری اکثریت سے منتخب ہوا۔ عبدالحکیم نے بڑی کامیابی سے جمعہ کی شام کے جلسوں کی صدارت کی۔ دسمبر ۱۹۵۶ء میں نیا نائب صدر منتخب کرنے کی مہم شروع ہوئی۔ جنوری ۱۹۵۷ء میں ۳۰۳۹ محمد قاسم کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔

ہر جمعہ کے فنکشنوں اور انگریزی اردو انٹر ہاؤس تقریری مقابلوں کے علاوہ یونین نے اس سال چار اور فنکشنوں کا اہتمام کیا۔

۱۔ یوم جمہوریہ ۲۔ یوم قائداعظم ۳۔ یوم اقبال ۴۔ عید میلاد النبی ﷺ

مزید برآں یونین نے کالج کے چھ مقرروں کو گورنمنٹ کالج کیمبلپور میں ایک صوبائی تقریری مقابلے میں شرکت کے لئے بھیجا۔ ہاؤسوں میں برڈوڈ ہاؤس نے اس سیشن کے دوران دو مباحثوں دو مذاکروں کا اہتمام اردو میں اور ایک کا انگریزی میں کیا۔ اس طرح سکین ہاؤس نے مباحثوں اور مذاکروں میں اپنا ریکارڈ قائم رکھا اور دو فنکشن ۱۹۵۶ء اور فروری ۱۹۵۷ء میں کئے۔

۵۸۔۱۹۵۷ء

انٹر ہاؤس تقریری مقابلوں کا نتیجہ یہ تھا۔

کیپٹن محمد اسماعیل ڈیبیٹنگ شیلڈ، سینئرز، آ کنلک ہاؤس میجر ولی اللہ ڈیبیٹنگ شیلڈ، جونیئرز، اسکین ہاؤس

انگریزی مباحثہ سینئرز اوّل، ۲۰۳۹ محمد قاسم، دوم ۲۰۸۱ محمد سعید، اردو جونیئرز اوّل، ۲۲۰۵ محمد تسلیم، ۳۳۱۹ سلیم اختر، دوم ، ۲۲۹۵ عبدالجلیل ایلوکیوشن کا نتیجہ یہ تھا۔ انگلش، اوّل ۲۲۶۲ منیر احمد افضل، دوم، ۲۲۴۴ محمد اسحاق، اردو سینئرز اوّل، احسن یوسف دوم، ۱۸۱۸ محمد اسلم، جونیئرز اوّل، ۲۳۰۸ مظاہر حسین، دوم، ۲۱۵۵ عبدالغفار۔

۵۸۔۱۹۵۷ء

نائب صدر ۲۱۳۳ نذر حسین، سیکرٹری، ۲۴۳۳ ممتاز اختر

گزشتہ سال سے ہفتہ کے دن آخری پیریڈ میں تمام کلاسوں میں جنرل نالج اور کرنٹ افیئرز کے حوالے سے پبلک سپیکنگ کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، اس سال ۵۸۔۱۹۵۷ء میں بھی جاری رہا۔ جمعہ کی شام مباحثوں کی روایت بھی قائم رہی۔ قومی دن بھی منائے گئے۔ نئی بات یہ ہوئی کہ فروری ۱۹۵۸ء میں جونیئرز کی برجستہ تقریروں کا بھی تجربہ کیا گیا۔ تمام کاوشوں کا مقصد یہ رہا کہ ہر لڑکا سٹیج پر آئے، سوچے، بولے اور اس حوالے سے اپنی شخصیت کو پروان چڑھائے۔ یہ ایک طویل عمل ہے۔ بہر حال اس کا فوری حوصلہ افزاء نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ کالج کے مقرروں نے باہر مقابلوں میں حصہ لیا۔ وہاں سے وہ سرخرو آئے۔ اردو انگریزی انٹر کالجیٹ تقریری مقابلوں میں جو گورنمنٹ کالج چکوال میں منعقد ہوئے اردو میں کالج کے اسپیکرز نے پہلی اور دوسری پوزیشن لی اور انگریزی میں دوسری۔ اس طرح زمیندارہ کالج گجرات میں منعقدہ پراونشل انٹر کالجیٹ انگریزی ڈیبیٹ میں کالج نے پہلی پوزیشن لی اور اردو مقابلہ میں کالج کے ایک مقرر نے دوسرا اور دوسرے مقرر نے تیسرا انعام حاصل کیا۔ اس سال سینئرز کی کیپٹن اسماعیل ڈیبیٹنگ شیلڈ رابرٹس ہاؤس نے اور جونیئرز کی میجر ولی اللہ ڈیبیٹنگ شیلڈ اسکین ہاؤس نے جیتی۔ انٹر کالجیٹ ڈیبیٹ ٹرافی گجرات جن طلباء نے جیتی وہ یہ تھے۔ محمد زمرد، واجد علی خان

اس سال کے انٹر ہاؤس مقابلوں کے اوّل آنے والے بہترین مقررین یہ تھے۔

۲۰۳۹	محمد قاسم	انگریزی سینئرز
۲۳۱۹	سلیم اختر کیانی	انگریزی جونیئرز
۲۰۳۹	محمد قاسم	اردو سینئرز
۲۴۳۳	ممتاز اختر	اردو سینئرز
۲۳۱۹	سلیم اختر کیانی	اردو جونیئرز

۵۸۔۱۹۵۷ء

اس سال یونین نے مضمون نگاری کا مقابلہ بھی کرایا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا۔

انگلش انٹرمیڈیٹ کلاسز	اوّل	محمد سلیم
انگلش میٹرک کلاسز	اوّل	جاوید حسن علی
اردو مڈل کلاسز	اوّل	محمود اختر

مئی ۱۹۵۷ء میں یونین نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی صد سالہ یادگاری تقریب منانے کا اہتمام بھی کیا، اس تقریب میں جنگ آزادی کے گمنام مجاہدوں، بخت خان، احمد اللہ خان، عظیم اللہ خان، محمود خان جیسے جرنیلوں اور ملکہ حضرت محل کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو پوری جدوجہد کے پس منظر میں لاکر دیکھنے کی کوشش کی گئی۔

۱۹۵۸_۵۹ء

جنوری ۱۹۵۸ء میں ۲۰۸۱ محمد سعید کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔ اس سال مسٹر ایلین مور یونین کے انگریزی شعبہ کے نگران مقرر ہوئے۔ اردو شعبہ بدستور مسٹر علوی کے پاس رہا۔ اس سال کی یونین کی رپورٹ میں علوی صاحب نے لکھا:

"The College Union is an affair, managed by the boys. Over the years, it has helped a lot of boys to unfold their talents. Debates and forums have become common for all boys like air and water. Our Union is perhaps unique in providing speaking opportunities generously to every individual boy here."

بشمول یوم اقبال، یوم قائداعظم، یوم جمہوریہ اور عید میلاد النبی ﷺ، یونین نے اس سال انگریزی میں ۱۴ اور اردو میں ۹ مباحثے اور مذاکرے منعقد کرنے کا ریکارڈ قائم کیا۔ اس سال پالیسی کے طور پر مباحثوں سے زیادہ مذاکرے منعقد کئے گئے۔ اس کی وضاحت یونین کے پریذیڈنٹ مسٹر علوی نے یوں کی۔

"We prefer forums to debate as the more appropriate channel of expression for the younger boys, where they are saved from opposing their own honest views and taking simulated stand."

اس سال یونین نے تین مقابلے کے مباحثے کروائے۔ دو انگریزی میں، ایک اردو میں، سینئرز کے لئے انگریزی ڈیبیٹ کا عنوان تھا۔

"Agricultural development is at present more important for Pakistan than individual development."

۲۰۸۱، محمد سعید نے پہلی، جاوید انور نے دوسری، ممتاز اختر اور ارشد رانا نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ جونیئرز کے لئے انگریزی مباحثے کا موضوع تھا۔

My Problems in this College

اس میں حفیظ احمد ایاز نے پہلی اور افتخار نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ سینئرز، جونیئرز اردو مباحثہ کے لئے عنوان مشترک تھا۔ مغربی پاکستان میں ذریعہ تعلیم اردو ہونا چاہیے۔ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کیا گیا۔ نتائج یہ تھے۔

سینئرز اوّل	محمد اسحاق	دوم	محمود اختر
جونیئرز اوّل	۲۳۹۳ شاہد احمد پرویز	دوم	سلیم اختر اور جاوید انور

سینئرز کی کیپٹن محمد اسمٰعیل ڈیبیٹنگ شیلڈ آکنلک ہاؤس نے جیتی اور جونیئرز کی میجر ولی اللہ ڈیبیٹنگ شیلڈ سکین ہاؤس نے حاصل کی۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی یونین نے مضمون نگاری کے مقابلے کروائے۔ ان کا نتیجہ یہ تھا۔

انٹر گروپ	اوّل ۲۱۵۵ عبدالغفار	دوم ۲۱۳۳ نذر حسین
میٹرک گروپ	اوّل ۲۴۰۴ محمد ایوب	دوم محمد منیر
مڈل گروپ	اوّل ۲۳۱۹ سلیم اختر	دوم ۲۲۸۰ محمد تاج

اس سال یونین نے جنرل نالج کے کھلے مقابلہ کا بھی اہتمام کیا اس کے نتائج یہ تھے۔

انٹر گروپ اوّل ۲۰۴۰ محمد سعید اختر

میٹرک	اوّل محمد منیر	دوم قمر سلطان	سوئم سلطان محمود
مڈل	اوّل شیر احمد	دوم شفیق الرحمٰن	سوئم سلیم اختر

بیرونی مقابلے

اس سال کالج یونین نے دو بیرونی تقریری مقابلوں میں شرکت کی۔ جہلم میں آل مغربی پاکستان اردو انگریزی مقابلوں میں کالج کی نمائندگی میر سرفراز، محمد سعید، جمشید اختر اور افتخار جعفر نے کی اور انٹر کالجیٹ مغربی پاکستان خطابتی مقابلہ میں جو گجرات میں منعقد ہوا یونین کی طرف سے محمد ایوب اور ممتاز اختر نے شرکت کی۔ ۵۹-۱۹۵۸ء کے عرصے میں یونین نے اردو انگریزی میں دو خطابتی Declamation Contests مقابلوں کا اہتمام بھی کیا۔

توسیعی لیکچرز

۵۹-۱۹۵۸ء

یونین اور ایف اے سی سی کے اشتراک سے اس سال تین توسیعی لیکچروں کا اہتمام کیا گیا۔ میجر محمد عثمان علی خان نے پی آئی ڈی سی کی تاریخ اور کار پردازی پر میجر قمر علی مرزا نے اقوام متحدہ کی ایمرجنسی فوج پر اور علاؤالدین صدیقی (پنجاب یونیورسٹی) نے ''اسلام کیا ہے'' کے موضوع پر انگریزی میں معلومات افزا تقریریں کیں۔

۶۰-۱۹۵۹ء

اس سال بھی کالج یونین کی نگرانی مسٹر ایلین مور اور مسٹر عین الدین علوی کے سپرد رہی۔ جنوری ۱۹۶۰ء میں نائب صدر کے لئے ۲۰۸۱ محمد سعید کا انتخاب عمل میں آیا۔ چند ماہ بعد ۲۱۸۰ افتخار جعفر نے صدارت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔

اس ٹرم میں یوم قائداعظم، یوم اقبال اور عید میلاد النبی ﷺ کے علاوہ یونین نے آٹھ مباحثے اور مذاکرے انگریزی میں اور نو جونیئرز کے لئے اردو میں منعقد کئے۔ ہر تقریب میں سینئر، جونیئر ہاؤسوں کے چار چار مقرر حصہ لیتے تھے۔ سینئرز اور جونیئرز ملا کر کل ۳۶ طلباء نے مباحثوں اور مذاکروں میں حصہ لیا۔ مرکزی فنکشنوں یوم اقبال، یوم قائداعظم اور میلاد النبی ﷺ کے شرکاء اس کے علاوہ تھے۔ یونین نے چار انٹر ہاؤس اردو انگریزی تقریری مقابلوں کا اہتمام کیا۔ سینئرز کی انگلش ڈیبیٹ کا عنوان تھا۔

"Moral rearmament is more important at present than disarmament"

جونیئرز کی انٹر ہاؤس انگلش Declamation کا موضوع تھا۔ "Education is not merely passing of examinations"

سینئرز کے لئے اردو مباحثہ کا عنوان تھا۔ ''سماجی ترقی کی ذمہ داری حکومت سے زیادہ عوام پر ہے''

جونیئرز کے لئے اردو مذاکرہ کا موضوع تھا۔ ''پبلک سکولوں میں انتظام طلباء کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔''

ان مقابلوں میں سینئرز کی میجر اسماعیل ڈیبیٹنگ شیلڈ غزنوی ہاؤس نے جیتی اور جونیئرز کی میجر ولی اللہ ڈیبیٹنگ شیلڈ اورنگ زیب ہاؤس نے حاصل کی۔ انفرادی انعامات یہ تھے۔

انگلش سینئرز اوّل ۲۲۱۸ افتخار جعفر،	دوم ۲۴۳۳ ممتاز اختر
انگلش جونیئرز اوّل ۲۲۸۰ تاج محمد،	دوم حامد مرزا
اردو سینئرز اوّل ۲۴۳۳ ممتاز اختر،	دوم ۲۴۰۴ محمد ایوب
اردو جونیئرز اوّل ۲۳۶۴ اقبال فرید،	دوم ۲۳۶۸ افتخار احمد

یونین کے زیر اہتمام جو مضمون نگاری کا مقابلہ ہوا اس کے نتائج یہ تھے۔

انگلش انٹر کلاسز اوّل خالد نواز	دوم محمد ایوب
انگلش سیکنڈری کلاسز اوّل محمد امین	دوم شمس الحق
اردو مڈل کلاسز اوّل جاوید اختر	دوم محمد ریاض

اس سال کے جنرل نالج میں مندرجہ ذیل نے امتیاز حاصل کیا۔

انٹر منیر اختر سیکنڈری اعجاز حسین مڈل اوّل شیر احمد دوم یعسوب علی

اس سال کے ایلو کیوشن کی پوزیشنز یہ تھیں:

انگلش اوّل اقبال فرید، دوم خورشید اللہ

اردو اوّل ایم ارشد، دوم سرفراز انور

بیرونی مقابلے

آل مغربی پاکستان انگریزی اردو تقریری مقابلوں میں جو جہلم میں ہوئے یونین کی نمائندگی سلطان حیدر، ممتاز اختر، محمد ایوب، اور رانا ارشد نے کی اور پی اے ایف اکیڈمی رسالپور کے زیر اہتمام انٹر کالجیٹ ڈیبیٹ میں جسکا عنوان تھا۔

"We are happier than our grandfathers"

کالج کی نمائندگی ۲۱۸۰ افتخار جعفر اور ۲۰۸۱ محمد سعید نے کی اور کالج کے لئے ٹرافی جیتی۔ سعید اور افتخار جعفر نے وہاں دوسری پوزیشن کا انفرادی انعام بھی حاصل کیا۔ افتخار جعفر کی تقریر ان الفاظ پر ختم ہوئی تھی۔

"As a captive, conquered and dependent people our grandfathers, driven by poverty and ignorance, had to fight for imperialism as mercenary soldiers. We are no more bound by those ignominious chains. We will fight for our own land and people and die if need be."

یہ سیدزادہ افتخار جعفر، ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ڈوگری لاہور کے محاذ پر ایک ٹینک اسکواڈرن کی کمان کرتے ہوئے مردانہ وار شہید ہوا۔ جو اس نے جنوری ۱۹۶۰ء میں کہا تھا۔ ۱۹۶۵ء میں ۱۶ ستمبر کی صبح سچ کر دکھایا۔ سبحان اللہ!

لاہور ایجوکیشن بورڈ اردو انگلش زونل ڈیبیٹنگ چیمپئن شپ کے مقابلے کیمبل پور میں ہوئے۔ کالج نے حصہ لیا۔ انگریزی مباحثہ کا عنوان تھا۔

"Intellectual independence is impossible without the substitution of English with the national language."

ممتاز اختر نے قرارداد کی تائید میں پہلا انعام اور سلطان حیدر نے تردید میں دوسرا انعام حاصل کیا اور زونل ٹرافی جیتی۔ اردو مباحثے میں محمد ایوب نے دوسرا انعام حاصل کیا۔

۱۹۶۰ـ۶۱ء

اس سال میں یونین کے نگران مسٹر ایلین مور اور مسٹر علوی ہی رہے اپریل ۱۹۶۰ء میں یونین کے الیکشن میں ممتاز اختر نائب صدر اور سلطان حیدر سیکرٹری منتخب ہوئے۔

اس سال ارباب حل وعقد کی ترجیحات کی نئی ترتیب کے نتیجے میں ہم نصابی سرگرمیوں کی رفتار کچھ سست رہی۔ ہر جمعہ کی بجائے مہینے میں ایک بار یونین کی میٹنگ ہوئی۔ مضمون نگاری اور جنرل نالج کا ٹیسٹ معطل رہا۔ انٹر ہاؤس سینئرز انگلش ڈیبیٹ کا عنوان تھا۔

"East is east and west is west. And the twin shall never meet."

اور انٹر انگلش ڈیبیٹ جونیئرز کا موضوع تھا۔

"We are happier than our grandfathers"

اس بار ایک تجربہ کے طور پر سینئرز جونیئرز کے اردو میں انٹر ہاؤس مباحثوں کی بجائے انٹر ہاؤس مذاکروں کا اہتمام کیا گیا۔ سینئرز کے مذاکرہ کا عنوان تھا ''قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ قومی زبان کو اس کی صحیح جگہ نہیں دی جائے گی'' اور جونیئرز کو جو موضوع گفتگو دیا گیا وہ یہ تھا۔ ''قومی لباس بھی وطن دوستی کا ایک حصہ ہے''۔ نتائج یہ تھے۔

سینئرز میں میجر محمد اسماعیل انگلش ڈیبیٹنگ شیلڈ محمود غزنوی ہاؤس اور اردو ڈیبیٹنگ شیلڈ بابر ہاؤس نے حاصل کی۔ جونیئرز کی میجر ولی اللہ انگلش ڈیبیٹنگ شیلڈ اور جونیئرز کی اردو ڈیبیٹنگ شیلڈ دونوں اورنگ زیب ہاؤس نے جیتیں۔

انفرادی انعامات کی تقسیم یوں تھی۔

انگلش سینئر اوّل ممتاز اختر، دوم سلیم اختر

اردو سینئر اوّل سلطان حیدر، دوم محمد اسحاق

انگلش جونیئرز اوّل محمد تاج، دوم مسعود الحسن

اردو جونیئرز اوّل جاوید اختر، دوم اقبال فرید

یونین نے حسب دستور یوم اقبال، یوم قائد اعظم اور عید میلاد النبی ﷺ پر جلسے کئے اور سالانہ خطابتی مقابلہ بھی کرایا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا

انگلش اوّل، خالد محمود کیانی، اورنگ زیب ہاؤس دوم اقبال فرید، اورنگ زیب ہاؤس

اردو اوّل، محمد ارشد، بابر ہاؤس دوم ممتاز اختر، محمود غزنوی ہاؤس

بیرونی مقابلہ

اس بار کالج کی ٹیم نے صرف پی اے ایف کالج رسالپور کے انگریزی خطابتی مقابلہ میں شرکت کی۔

۶۲_۱۹۶۱ء

یونین کی سرگرمیوں کے لحاظ سے یہ سال سوکھا گزرا۔ عید میلاد النبی ﷺ، قائد اعظم کی برسی کے سوا کوئی انٹر ہاؤس تقریری مقابلہ نہیں ہوسکا۔ خطابتی مقابلہ، مضمون نگاری اور جنرل نالج کے ٹیسٹ بھی نہیں ہوئے۔ کالج کی ساری توجہ آئی ایس ایس بی اور اسپورٹس پر مرکوز رہی۔ تاہم ہاؤسوں خاص طور پر محمود غزنوی ہاؤس میں شمس الحق سیکرٹری ہاؤس یونین نے ۱۴ اگست ۱۹۶۱ء کی شب یوم استقلال کا فنکشن کیا۔ جس میں مولا، سلیم اختر اور احمد شاہد پرویز نے نمایاں حصہ لیا۔

۶۳_۱۹۶۲ء

اس سال اس فورم کی رپورٹ مسٹر علوی نے لکھی اور ڈیبیٹنگ کلب کے نام سے آئی۔ جون ۱۹۶۲ء میں ڈیبیٹنگ کلب نے کالج کے شب و روز پر ریڈیو پاکستان راولپنڈی سے مسٹر سعید راشد کا لکھا ہوا ایک فیچر نشر کیا۔ اقبال فرید اور سلیم کیانی پر مشتمل کالج کے مقرروں کی ٹیم نے ایبٹ آباد میں منعقدہ انٹر پبلک سکول انگلش ڈیبیٹ ٹرافی جیتی۔ اقبال فرید نے دوسری پوزیشن بھی حاصل کی۔ اس مقابلہ میں چھ پبلک سکولوں کیڈٹ کالج حسن ابدال، پی اے ایف سرگودھا، پی اے ایف سکول لوئر ٹوپہ، لارنس کالج گھوڑا گلی اور ایبٹ آباد پبلک سکول اور ملٹری کالج جہلم نے شرکت کی تھی۔ کالج کی ٹیم نے اس سال پی اے ایف کالج رسالپور کے خطابتی مقابلے میں بھی شرکت کی۔ اس سال ڈیبیٹنگ کلب کی معمول کی سرگرمیاں تقریباً معطل رہیں، ارباب حل وعقد کی ترجیحات کا رخ قطعاً بدل گیا تھا۔

۶۴_۱۹۶۳ء

گزشتہ سال ۶۲_۱۹۶۱ء سے ڈیبیٹنگ کلب کے نائب صدر کے انتخاب کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس سال سلیم اختر کیانی کو نائب صدر نامزد کیا گیا۔ نگران بدستور مسٹر عین الدین علوی رہے۔ اس ٹرم میں ڈیبیٹنگ کی سرگرمیاں دو سال کے تعطل کے بعد نارمل طریقے سے جاری رہیں گو خطابتی مقابلہ، مضمون نگاری، جنرل نالج کے مقابلے نہیں ہوئے۔ انٹر ہاؤس مباحثوں کے نتائج یہ تھے انٹر ہاؤس سینئرز اردو اور انگریزی کی دونوں ٹرافیاں محمود غزنوی ہاؤس نے جیتیں اور جونیئرز میں انگریزی کی ٹرافی اورنگ زیب ہاؤس نے جبکہ اردو کی ٹیپو سلطان ہاؤس نے حاصل کی۔ انفرادی اعزازات یہ تھے:

انگلش سینئرز اوّل سلیم اختر کیانی دوم مسعود الحسن نوری

اردو سینئرز اوّل اقبال فرید دوم جاوید اختر

انگلش جونیئرز اوّل، ریاض نور دوم توقیر احمد

اردو جونیئرز اوّل، خالد سعید، جمیل الرحمٰن دوم ذاکر خان

بیرونی مقابلہ

اس سال پی اے ایف کالج رسالپور کے خطابتی مقابلے میں اقبال فرید اور سلیم اختر پر مشتمل ٹیم نے حصہ لیا اور اقبال فرید نے انٹرمیڈیٹ کالجوں میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

۱۹۶۴ء۔۶۵

اس سال ڈبیٹنگ یونین کے نائب صدر جاوید اختر اور سیکرٹری ہارون رشید تھے۔

۱۹۶۵ء۔۶۶

اس ٹرم میں نائب صدر کی ذمہ داریاں ظہیر احمد نے سنبھالیں۔ ان کے ساتھ سیکرٹری جمیل الرحمٰن تھے۔ نگران بدستور مسٹر علوی رہے۔ ۱۹۶۵ء۔۶۶ کالج کی ڈبیٹنگ کی تاریخ میں ایک لحاظ سے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ برجستہ تقریروں کا سلسلہ گو ۱۹۵۷ء ہی میں شروع ہو چکا تھا لیکن اردو انگریزی میں برجستہ تقریروں کو انٹر ہاؤس مقابلوں میں ۱۹۶۴ء۔۶۵ ہی میں شامل کیا گیا تھا۔ ڈبیٹنگ کی تربیت میں یہ یقیناً ایک بہت قیمتی پیش رفت تھی۔

اسی طرح اس سال سے انٹر ہاؤس ڈبیٹنگ کے مقابلوں کی تعداد دوگنی ہوگئی۔ پہلے اردو انگریزی کے دو دو مقابلے ہوتے تھے۔ پھر اردو انگریزی کے دو دو برجستہ مقابلوں کا اضافہ ہوا۔ چونکہ یہ مقابلہ سینئرز اور جونیئرز کے علیحدہ علیحدہ ہوئے۔ اس لئے اس طرح کل مقابلوں کی تعداد آٹھ ہوگئی۔ اور ہر مقابلے میں ہر ہاؤس سے چار چار مقرروں نے حصہ لیا۔ اس طرح چاروں ہاؤسوں سے ڈبیٹنگ کے مقابلوں میں ۶۴ لڑکوں نے حصہ لیا۔ ہر جمعہ کی شب ڈبیٹ کا سلسلہ ۱۹۵۹ء۔۶۰ سے ختم کر دیا گیا تھا۔ نئے طریق کار کے مطابق اس سال بھی پہلی ٹرم میں چار، اردو تیار شدہ، اردو برجستہ، انگریزی تیار شدہ انگریزی برجستہ، پریکٹس تقریری سیشن ہوئے۔ دوسری ٹرم میں آٹھ ہاؤس مقابلے ہوئے۔ یوم اقبال اور قائداعظم کی برسی کی تقریبات اس پر مستزاد۔ اس طرح ڈبیٹنگ یونین نے اس سیشن میں کل چار تقریری تقریبات کا اہتمام کیا۔ ان کے نتائج یہ تھے۔

میجر محمد اسماعیل انگلش ڈبیٹنگ شیلڈ، سینئرز	بابر ہاؤس
انگلش برجستہ ٹرافی ڈبیٹنگ، سینئرز	محمود غزنوی ہاؤس
اردو ڈبیٹنگ شیلڈ تیار، سینئرز	محمود غزنوی ہاؤس
اردو ڈبیٹنگ برجستہ، سینئرز	بابر ہاؤس
میجر ولی اللہ انگلش تیار ڈبیٹنگ شیلڈ، جونیئرز	اورنگ زیب ہاؤس
انگلش برجستہ ڈبیٹنگ ٹرافی، جونیئرز	اورنگ زیب ہاؤس
اردو تیار شدہ ڈبیٹنگ ٹرافی، جونیئرز	ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو برجستہ ٹرافی، جونیئرز	اورنگ زیب ہاؤس

انفرادی اعزازات یہ تھے۔

انگلش تیار شدہ، سینئرز اوّل، سلیم اختر، بابر ہاؤس	دوم ظہیر احمد محمود غزنوی ہاؤس
انگلش برجستہ، سینئرز اوّل، ظہیر احمد، محمود غزنوی ہاؤس	دوم جاوید اشرف بابر ہاؤس
اردو تیار شدہ سینئرز اوّل ظہیر احمد، محمود غزنوی ہاؤس	دوم غلام مصطفےٰ محمود غزنوی ہاؤس
اردو برجستہ سینئرز اوّل، ناصر اللہ بابر ہاؤس	دوم ظہیر احمد محمود غزنوی ہاؤس
انگلش تیار شدہ جونیئرز اوّل، واجد نواز اورنگ زیب ہاؤس	دوم داؤد مظہر اورنگ زیب ہاؤس
انگلش برجستہ جونیئرز اوّل عبداللہ ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم واجد نواز

اردو تیار شدہ جونیئر اوّل، خالد سعید ٹیپو سلطان ہاؤس   دوم مشتاق نواز، ٹیپو سلطان ہاؤس

اردو برجستہ جونیئرز اوّل، اقبال اکبر اورنگ زیب ہاؤس   دوم واجد نواز اورنگ زیب ہاؤس

بیرونی مقابلے

اس سال کالج کے مقرروں نے تین کل پاکستان مباحثوں میں شرکت کی اور ہر جگہ امتیازی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔گورنمنٹ پولی ٹیکنک راولپنڈی کے زیر اہتمام کل پاکستان مباحثے میں کالج کی ٹیم نے انگریزی کی ٹرافی حاصل کی۔اور اردو میں ظہیر احمد نے دوسرا انعام حاصل کیا۔شہاب ناصر نے انگریزی میں پہلا اور جاوید اشرف نے حوصلہ افزائی کا انعام پایا۔گورنمنٹ انٹر کالج جہلم کے مباحثے میں ظہیر احمد نے اردو میں دوسرا جاوید اشرف نے انگریزی میں تیسرا انعام حاصل کیا۔ڈگری کالج گوجرانوالہ کے مباحثے میں شہاب ناصر انگریزی کے تیسرے بہترین مقرر مانے گئے۔

۱۹۶۶ـ۶۷ء

کیڈٹ غلام مصطفیٰ کی نائب صدارت اور توقیر احمد کی معتمدی میں ڈیبیٹنگ یونین نے اس سال تیرہ تقریری تقریبات، چار پریکٹس ڈیبیٹنگ فنکشن، آٹھ ہاؤس ڈیبیٹ اور یوم اقبال کا اہتمام کیا۔انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج یہ تھے۔

انٹر ہاؤس انگلش تیار، سینئرز ڈیبیٹنگ شیلڈ	محمود غزنوی ہاؤس
انٹر ہاؤس انگلش برجستہ ڈیبیٹنگ شیلڈ	بابر ہاؤس
انٹر ہاؤس اردو تیار سینئرز ڈیبیٹنگ شیلڈ	محمود غزنوی ہاؤس
انٹر ہاؤس اردو برجستہ سینئرز ڈیبیٹنگ شیلڈ	محمود غزنوی ہاؤس
انٹر ہاؤس انگلش تیار جونیئرز ڈیبیٹنگ شیلڈ	ٹیپو سلطان ہاؤس
انٹر ہاؤس انگلش برجستہ جونیئرز ڈیبیٹنگ شیلڈ	اورنگ زیب ہاؤس
انٹر ہاؤس اردو تیار جونیئرز ڈیبیٹنگ شیلڈ	اورنگ زیب ہاؤس
انٹر ہاؤس اردو برجستہ جونیئرز ڈیبیٹنگ شیلڈ	اورنگ زیب ہاؤس

انفرادی اعزازات کی تفصیل یہ ہے۔

انگلش سینئرز تیار	اوّل توقیر احمد	بابر ہاؤس	دوم عبیداللہ	بابر ہاؤس
انگلش سینئرز برجستہ	اوّل توقیر احمد،	بابر ہاؤس	دوم مظہر اسلام	محمود غزنوی ہاؤس
اردو سینئرز تیار	اوّل غلام مصطفیٰ	محمود غزنوی ہاؤس	دوم جاوید اسلم طاہر	محمود غزنوی ہاؤس
اردو سینئرز برجستہ	اوّل غلام مصطفیٰ	محمود غزنوی ہاؤس	دوم اقبال اکبر خان	محمود غزنوی ہاؤس
انگلش جونیئرز تیار	اوّل، فرخ شہید	ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم زبیر احمد	اورنگ زیب ہاؤس
انگلش جونیئرز برجستہ	اوّل زبیر احمد	اورنگ زیب ہاؤس	دوم احتشام ضمیر	ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو جونیئرز تیار	اوّل جاوید ضیاء	اورنگ زیب ہاؤس	دوم طلعت مسعود	ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو جونیئرز برجستہ	اوّل جاوید ضیاء	اورنگ زیب ہاؤس	دوم فرخ شہید	ٹیپو سلطان ہاؤس
			طارق ترین	ٹیپو سلطان ہاؤس

جنرل نالج مقابلہ

اس سال چند سال کے تعطل کے بعد انٹر ہاؤس کے بجائے اوپن جنرل نالج مقابلہ یونین کے زیر اہتمام منعقد ہوا جس کا نتیجہ یہ رہا:

اوّل	سینئرز زاہد عمر	بابر ہاؤس
اوّل	جونیئرز غلام محمد	ٹیپو سلطان ہاؤس

بیرونی مقابلے

اس سال کالج کی ٹیموں نے بہاؤلنگر اور سیالکوٹ کے کل پاکستان بین الکلیاتی مباحثوں میں حصہ لیا اور امتیازی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ بہاول نگر کے مباحثہ میں غلام مصطفیٰ نے اور سیالکوٹ کے مباحثے میں عتیق الرحمٰن نے دوسرا انعام حاصل کیا۔ بہاول نگر ہی میں کالج کے جاوید اسلم طاہر کو ان کی اعلیٰ اور پراثر قرأت کے اعتراف میں تمغہ عطا کیا گیا۔

۱۹۶۷-۶۸ء

اس سیشن میں یونین کی نائب صدارت عبید اللہ اور معتمدی اقبال اکبر خان کے سپرد ہوئی۔

انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج یہ تھے

انگلش ڈیبیٹ تیار،	سینئرز ٹرافی	ایم جی ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ،	سینئرز ٹرافی	بابر ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار	سینئرز ٹرافی	ایم جی اور بابر ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ	سینئرز ٹرافی	بابر ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ تیار	جونیئرز ٹرافی	اورنگزیب ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ تیار	جونیئرز ٹرافی	ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ	جونیئرز ٹرافی	اورنگ زیب ہاؤس

انفرادی اعزازات

انگلش تیار	سینئرز	اوّل طارق عمر ایم جی ہاؤس	دوم نوید ناصر ایم جی ہاؤس
انگلش برجستہ	سینئرز	اوّل عبید اللہ بابر ہاؤس	دوم غلام محمد بابر ہاؤس
اردو تیار	سینئرز	اوّل اصغر علی بابر ہاؤس	دوم مشتاق نواز، سلیم طاہر ایم جی ہاؤس
اردو برجستہ	سینئرز	اوّل اقبال اکبر خان ایم جی ہاؤس	دوم طارق ترین بابر ہاؤس
انگلش تیار	جونیئرز	اوّل شوکت علی ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم جہانزیب اورنگ زیب ہاؤس
انگلش برجستہ	جونیئرز	اوّل زبیر احمد اورنگ زیب ہاؤس	دوم رضا خان ٹیپو ہاؤس
اردو تیار	جونیئرز	اوّل جاوید ضیاء اورنگ زیب ہاؤس	دوم شہاجہاں حیدر، فاروق عزیز ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو برجستہ	جونیئرز	اوّل ساجد بھٹی اورنگ زیب ہاؤس	دوم شفقات احمد ٹیپو سلطان ہاؤس، ممتاز علی اورنگ زیب ہاؤس

مقابلہ حسن قرات

امسال جنرل نالج کا اوپن مقابلہ نہیں ہوا۔ بلکہ قرأت سینئرز کے مقابلہ میں ایم جی ہاؤس کے جاوید اسلم طاہر اوّل آئے اور جونیئرز میں اورنگ زیب کے

صادق علی کے حصے میں یہ اعزاز آیا۔

اگست ۱۹۶۷ء سے آٹھویں درجہ کے لئے شیر شاہ ہاؤس مختص کر دیا گیا۔ شیر شاہ ہاؤس کے تربیتی پروگرام میں تقریری تربیت کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ ہفتے کے دو دن اسٹیج سرگرمیوں کے لئے مختص تھے۔ ہر جمعہ کی شب اردو انگریزی تقریریں، مذاکرے اور اتوار کی شب ڈرامے، کورس مکالمے ہوتے تھے:

شیر شاہ ہاؤس کے انٹرونگ تقریری مقابلوں کے نتائج یہ تھے۔

انٹرونگ انگلش ڈبیٹ تیار	ٹرافی سرسید ونگ
انٹرونگ انگلش برجستہ	ٹرافی اقبال ونگ
انٹرونگ اردو تیار	ٹرافی سرسید ونگ
انٹرونگ اردو برجستہ	ٹرافی اقبال ونگ

انفرادی انعامات

انگلش ڈبیٹ تیار	اوّل	اعجاز حسین،	سرسید ونگ	دوم ریاض احمد،	اقبال ونگ
انگلش ڈبیٹ برجستہ	اوّل	امین الرحمٰن	اقبال ونگ	دوم رانا لیاقت	سرسید ونگ
اردو ڈبیٹ تیار	اوّل	مظہر عباس	سرسید ونگ	دوم ریاض احمد	اقبال ونگ
اردو ڈبیٹ برجستہ	اوّل	طارق رشید	اقبال ونگ	دوم نسیم اختر	سرسید ونگ
قرأت	اوّل	شاہد احمد	سرسید ونگ	دوم عمر فاروق	اقبال ونگ

۱۹۶۸۔۶۹ء

نگران، مسٹر عین الدین علوی نائب صدر طلعت مسعود سیکرٹری اظہر علی

اپریل ۱۹۶۸ء میں ہاؤسوں میں سینئرز اور جونیئرز کا امتیاز ختم کر کے چاروں ہاؤسوں میں نویں سے بارھویں تک کے طلباء برابر برابر بانٹ دیئے گئے اور شیر شاہ ہاؤس آٹھویں کے لئے مختص رہا۔ اس طرح ڈبیٹنگ کے مقابلے بھی آٹھ کے بجائے چار رہ گئے اور مقابلہ سخت ہو گیا۔ لیکن ڈبیٹنگ کی پالیسی میں تبدیلی یہ کی گئی کہ ہر لڑکے کے لئے سال میں کم از کم ایک مرتبہ سٹیج پر آنا لازمی قرار دیا گیا اور ڈبیٹنگ کے تواتر کو بڑھا دیا گیا۔ یعنی دس سال پہلے کے سسٹم پر ہر جمعہ کو ڈبیٹنگ کی روایت تازہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن محسوس یہ کیا گیا کہ بالکل ہی کچے مقرروں کو ایک بار ہاؤس میں بلوانے کا موقع بھی دیا جائے۔ چنانچہ ایک ہفتہ ہاؤس میں اور دوسرے ہفتے کالج ہال میں ڈبیٹنگ کا اصول اپنایا گیا۔ اس پالیسی کے لئے سب سے پہلے انٹرمیڈیٹ فائنل ایئر کے کیڈٹس کو ہاؤسوں اور ہال میں سامنے لایا گیا۔

ایک اہم ضابطہ

نئی پالیسی کے ڈبیٹنگ کے طریق کار میں اس نئے ضابطے کا اضافہ کیا گیا کہ ایک مقرر سال کے ایک ہی تقریری مقابلہ میں حصہ لے سکتا ہے۔

ایک مقابلہ میں چار مقرر بھیجنے کی شرط بدستور برقرار رہی اس طرح انگریزی اردو (تیار اور برجستہ) کے چار مقابلوں کیلئے ایک ہاؤس کو کم از کم سولہ مقرر تیار کرنا لازمی ہو گیا۔ اس طرح چار ہاؤسوں کی طرف سے ۶۴ اور شیر شاہ ہاؤس میں ۳۲ لڑکوں کا اسٹیج پر تقریری مقابلوں میں حصہ لینا لازمی ٹھہرا۔ اسی تعداد میں پریکٹس ڈبیٹوں میں بھی لڑکوں نے حصہ لیا۔

اس سال ڈبیٹنگ یونین نے بشمول چار انٹر ہاؤس مقابلوں کے کل بارہ تقریری نشستوں کا اہتمام کیا جس کو سولہ سے ضرب دیکر اس مشق سے فیض یاب ہونے والوں کی تعداد کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

ایک تاریخی کامیابی

اس سال کے انٹر ہاؤس مقابلوں میں اورنگ زیب ہاؤس نے ایک ریکارڈ قائم کیا اردو انگریزی تیار اور برجستہ چار مقابلوں کی چاروں ٹرافیاں جیتیں۔
گذشتہ سال اورنگ زیب نے چار میں تین ٹرافیاں جیتی تھیں۔

انفرادی اعزازات

انگلش ڈیبیٹ تیار: اوّل رانا محمد خان ٹیپو سلطان ہاؤس، دوم ریاض اللہ، پرویز اختر اورنگ زیب ہاؤس، سوئم فضل محمود اورنگ زیب ہاؤس۔

انگلش ڈیبیٹ برجستہ اوّل زبیر احمد اورنگ زیب ہاؤس، دوم منیر اختر بابر ہاؤس، طارق اقبال اورنگ زیب ہاؤس، سوئم جاوید اقبال اورنگ زیب ہاؤس

اردو تیار: اوّل سید اظہر علی بابر ہاؤس، دوم جاوید ضیاء، اورنگ زیب ہاؤس، سوئم فاروق عزیز ٹیپو سلطان ہاؤس، کمانڈانٹ کا خصوصی انعام ایس ایم کاظمی اورنگ زیب ہاؤس۔

اردو برجستہ: اوّل عتیق انور اورنگ زیب ہاؤس، دوم آفتاب حیدر ایم جی ہاؤس، سوئم شفاعت احمد ٹیپو سلطان ہاؤس۔

مقابلہ حسن قرأت

اوّل سید اظہر علی، بابر ہاؤس ، دوم، شاہد احمد، ایم جی ہاؤس سوئم ساجد مجید، بابر ہاؤس

مقابلۂ جنرل نالج

انٹرمیڈیٹ اوّل محمد منیر اکبر، بابر ہاؤس دوم زبیر احمد، اورنگ زیب ہاؤس

میٹرک اوّل، زاہد حسین، اورنگ زیب ہاؤس دوم قمر زمان، ایم جی ہاؤس

شیر شاہ ہاؤس ڈیبیٹنگ کلب

شیر شاہ ہاؤس کے انگریزی اردو انٹر ونگ تقریری مقابلے فروری ۱۹۶۹ء میں موسیٰ ہال میں منعقد ہوئے، انگریزی مقابلوں کی صدارت ارشد عزیز نے اور اردو کی طارق منصور نے کی۔ چونکہ یہ مقصد تھا کہ زیادہ سے زیادہ لڑکے سٹیج پر آئیں اس لئے اردو تیار، اردو برجستہ اور انگریزی تیار ہر ونگ (اقبال ونگ اور سرسید ونگ) سے آٹھ لڑکوں نے حصہ لیا۔ صرف انگریزی۔ برجستہ میں چار چار نے شرکت کی۔ اس طرح کل ۵۶ لڑکے پہلی بار سٹیج پر آئے۔ ارشد عزیز صلاح الدین پرویز سلطان اور شکری نے انگریزی تقریروں میں اور طارق منصور، احمد نواز، سلیم جان، فاروق، اعظم خورشید اور جیلانی نے اردو مباحثوں میں امتیازی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

یومِ اقبال

اس سال یومِ اقبال کی تقریب اس لحاظ سے ممتاز رہی کہ اس کی صدارت مشہور شاعر اور محقق شریف کنجاہی نے کی اور علامہ کی فارسی مثنویوں اسرار خودی۔ رموز بےخودی سے ان کے فلسفۂ خودی کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالی۔

۱۹۶۹۔۷۰ء

نائب صدر رضا محمد خان، سیکرٹری ممتاز علی

یونین نے اس سال آٹھ تقریری اردو انگریزی تیار اور برجستہ نشستوں کا اہتمام کیا۔ جن میں سے چار پریکٹس ڈیبیٹس تھیں۔ باقی چار اردو انگریزی انٹر ہاؤس مقابلے تھے۔ ان مقابلوں کے سلسلے میں اس سال تک اور نیا ضابطہ یہ نافذ کیا گیا کہ ہر ہاؤس ہر مقابلے میں دو مقرر سکول سیکشن سے بھیجے اور دو کالج سیکشن سے اس طرح ہر مقابلہ جونیئرز سینئرز میں بھی تقسیم ہو گیا اور ہر گروپ کی مساوی نمائندگی یقینی بنا دی گئی اور جونیئرز سینئرز کی پوزیشنوں کا اعلان بھی علیحدہ علیحدہ کیا گیا۔

انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج

اس سال بھی اورنگ زیب ہاؤس نے اس میدان میں اپنی روایتی برتری برقرار رکھی اور چار مقابلوں میں سے تین (انگریزی تیار، اردو تیار اور برجستہ) کی

ٹرافیاں جیت لیں۔ ٹیپو سلطان ہاؤس نے انگریزی تیار جیت کر اورنگ زیب ہاؤس کا طلسم کچھ توڑا۔

انفرادی اعزازات

انگلش ڈیبیٹ تیار سینئرز:	اوّل رضا محمد خان بابر ہاؤس	دوم کمال شوکت بابر ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ تیار جونیئرز:	اوّل نوید بن کمال ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم اعجاز مہدی اورنگ زیب ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ سینئرز	اوّل زبیر احمد اورنگ زیب ہاؤس	دوم جاوید اقبال اورنگ زیب ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ جونیئرز:	اوّل اشتیاق الٰہی جوہری	دوم احسان حفیظ ایم جی ہاؤس، ممتاز علی اورنگ زیب ہاؤس، شاہد علی بابر ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ:	اوّل ساجد مجید بھٹی، بابر ہاؤس،	دوم احمد ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ:	اوّل فاروق عزیز ٹیپو سلطان ہاؤس	
اردو ڈیبیٹ جونیئرز:	اوّل مقصود اکبر اورنگ زیب ہاؤس،	دوم امجد حمید اورنگ زیب ہاؤس

چند برس کے وقفے کے بعد اس سال کالج یونین مقابلہ خطابت (Elocution Contest) بھی بڑے اہتمام سے منعقد کیا گیا۔ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں موثر اور دلکش نثر پاروں، ڈرامائی مکالموں اور نظم کے ٹکڑوں کا رنگا رنگ انتخاب تھا۔ جو آتش بیانی سے لے کر ظرافت اور جذبات سے لے کر حکمت وعظمت تک اپنے دامن میں رکھتا تھا۔ ان کے انگریزی حصے کی نوک پلک حیدری صاحب نے سنواری۔ یہ وہ آخری فنی تحفہ تھا۔ جو انہوں نے ریٹائر ہونے سے چند دن پہلے کالج کو عطا کیا۔ اردو کی نظم اور نثر پاروں کی دلکشی علوی صاحب کی اپنی فنی مہارت اور کلاسیکی سٹائل کا آخری Declamation تھا جو ان دو عظیم فنکاروں اور ماہروں نے اپنے خون جگر سے آراستہ کیا۔ اس میں جن طلباء نے انعامات لئے وہ یہ تھے۔

انگریزی اوّل۔ زبیر احمد،	اورنگ زیب ہاؤس،	دوم۔ رضا محمد خان، بابر ہاؤس
اردو اوّل ساجد مجید بھٹی،	بابر ہاؤس	دوم۔ نصر اللہ خان۔ ٹیپو سلطان ہاؤس

شیر شاہ ہاؤس کے لیفٹیننٹ افتخار شہید انگلش خطابتی مقابلہ میں ۱۶ کیڈٹس نے حصہ لیا۔ اور کامل شمیم نے پہلی اور شمیم انور نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ لیفٹیننٹ کرنل صاحب زادگل شہید اردو خطابتی مقابلہ میں سعید خالد اور طاہر ترین نے بالترتیب پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کی۔

توسیعی لیکچر

شیر شاہ ہاؤس آڈیٹوریم میں دو عالمگیر یز میجر اصغر علی راجہ ستارۂ جرأت اور لیفٹیننٹ کرنل رشید احمد ستارۂ جرأت نے اپنے ستارۂ جرأت کے ضمن میں جنگ ستمبر کے حوالے سے توسیعی لیکچر دیئے۔

مقابلہ حسن قرأت

اس سال کے مقابلہ حسن قرأت میں سینئرز میں کوکب عزیز بھٹی نے پہلی پوزیشن اور جونیئرز میں شاہد احمد نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

جنرل نالج کا مقابلہ

انٹرمیڈیٹ گروپ اوّل فاروق احمد بابر ہاؤس، خالد منصور ٹیپو سلطان ہاؤس، میٹرک گروپ اوّل حامد علی شاہ شیر شاہ ہاؤس۔

خصوصی اہتمام

آئی ایس ایس بی اور پی ایم اے میں کامیابی کے لئے پبلک اسپیکنگ کی اہمیت کے پیش نظر انٹر فائنل کے سارے طلبہ کے لئے ڈیبیٹنگ یونین نے اکتوبر ۱۹۶۹ء سے فروری ۱۹۷۰ء تک ہر ہفتہ چھوٹے چھوٹے لیکچروں، مباحثوں، مذاکروں کا اہتمام کیا۔ جس کی نگرانی صدر یونین مسٹر علوی نے ذاتی طور پر کی۔ اس طرح انٹر ہاؤس مقابلوں کے تمام شرکاء ہر روز صدر یونین کے زیر اہتمام ریہرسل، یونین کے آفس میں کرتے تھے۔

یوم اقبال اور عید میلا دالنبی ﷺ کے جلسے کالج یونین نے روایتی اور منفرد انداز میں منعقد کئے۔

بیرونی مقابلے

اس سیشن میں باہر کے تقریری مقابلوں میں یونین کی شرکت ممکن نہ ہوسکی۔

۱۹۷۰ء۔۷۱

نائب صدر خالد محمود، سیکرٹری، ظفر اقبال

اس سال بھی ڈبیٹنگ یونین بہت سرگرم رہی۔ یوم اقبال، یوم قائد اعظم، عید میلا دالنبی ﷺ کی سالانہ تقریبات کے علاوہ یونین نے ۱۲ تقریری نشستوں کا اہتمام کیا۔ جن میں ۶ تیار مباحثے، ۴ برجستہ مباحثے اور ۲ مذاکرے شامل تھے۔ ان مجلسوں میں ۸۰ طلباء نے شرکت کی ان میں سے ہر ایک کو ان ریہر سلوں کے علاوہ جو انہوں نے اپنے ہاؤسوں میں کیں، صدر یونین نے بھی یونین آفس میں تقریر کے فن میں تربیت دی۔

انٹر ہاؤس مقابلوں میں ایک مقرر کے ایک مقابلہ میں حصہ لینے کی شرط برقرار رہی۔ لیکن ٹیم کو سینئرز جونیئرز میں تقسیم کرنے کی شرط ختم کردی گئی۔

انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج

ڈبیٹنگ شیلڈ انگریزی تیار فاتح ٹیپو سلطان ہاؤس۔ ڈبیٹنگ شیلڈ انگریزی برجستہ فاتح ٹیپو سلطان ہاؤس

ڈبیٹنگ شیلڈ اردو تیار فاتح اورنگ زیب ہاؤس

انفرادی اعزازات یہ تھے

انگریزی مباحثہ تیار:	اوّل اشفاق احمد ایم جی ہاؤس، دوم ظفر اقبال، نوید بن کمال ٹیپو سلطان ہاؤس۔
انگریزی مباحثہ:	اوّل عظمت حنیف بابر ہاؤس انیس الرحمٰن بابر ہاؤس۔
اردو مباحثہ تیار:	اوّل جاوید خٹک ایم جی ہاؤس، دوم محمد طاہر خان ایم جی ہاؤس۔
اردو مباحثہ برجستہ:	اوّل عظیم سعید بابر ہاؤس، اعجاز بخشی ٹیپو سلطان ہاؤس، دوم خالد محمود بابر ہاؤس۔

اس سال جنرل نالج، حسن قرأت، مضمون نگاری کے مقابلے نہیں ہوسکے اور ٹیموں نے باہر کے مقابلے میں حصہ نہیں لیا۔

شیر شاہ ہاؤس

کالج ڈبیٹنگ یونین کی ذیلی ہاؤس یونین نے ہاؤس کی سطح پر عید میلا دالنبی ﷺ، شب معراج، عاشورہ، یوم دفاع پاکستان، قائداعظم کی برسی اور یوم اقبال پر تقریبات منعقد کیں اور جنوری ۱۹۷۱ء میں انٹرونگ اردو انگریزی تقریری مقابلے کرائے جن میں ۲۴ لڑکوں نے حصہ لیا۔ شفیق الرحمٰن، رب نواز، ہارون جمیل، زبیر خالد، رانا شرافت علی، زاہد محمود، ظل عباس اور ریاض محمد نے امتیازی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

۱۹۷۱ء۔۷۲

نائب صدر انجم سعید سیکرٹری، تنویر راشد

حسب معمول یوم اقبال، عید میلا دالنبی ﷺ، یوم دفاع پاکستان اور یوم قائداعظم کی تقریبات کے علاوہ یونین نے آٹھ مباحثوں کا اہتمام کیا۔ پہلی ٹرم میں چار آزمائشی اور دوسری ٹرم میں چار انٹر ہاؤس۔ ان تمام مجلسوں میں تقریباً ۱۰۰ اسینئر کیڈٹس نے شرکت کی۔ انٹر ہاؤس تقریری مقابلوں کے نتائج یہ تھے۔

انٹر ہاؤس ڈبیٹنگ شیلڈ انگلش تیار ۔ ٹیپو سلطان ہاؤس ۔ ڈبیٹنگ شیلڈ انگلش برجستہ ۔ بابر ہاؤس ۔ڈبیٹنگ شیلڈ اردو تیار

بابر ہاؤس ڈبیٹنگ شیلڈ اردو برجستہ اورنگ زیب ہاؤس

انفرادی اعزازات

انگلش تیار	نوید بن کمال ٹیپو سلطان ہاؤس اوّل، شوکت چاندنا دوم۔
انگلش برجستہ	شاہد علی بابر ہاؤس اوّل، انیس الرحمٰن بابر ہاؤس دوم۔
اردو تیار	محمد طاہر ترین بابر ہاؤس اوّل، مقصود احمد اورنگ زیب ہاؤس و جاوید خٹک ایم جی ہاؤس دوم۔
اردو برجستہ	انجم سعید بابر ہاؤس، مقصود اکبر اورنگ زیب ہاؤس دوم۔

شیر شاہ ہاؤس ڈیبیٹنگ یونین

لیفٹیننٹ افتخار جعفر انٹرونگ انگلش ڈیبیٹ میں ۱۲ لڑکوں نے حصہ لیا۔ اس موقع پر مسٹر محمد ایوب خان مہمانِ خصوصی تھے۔ لیفٹیننٹ کرنل صاحب زاد گل شہید انٹرونگ اردو ڈیبیٹ میں ۳۲ لڑکوں نے شرکت کی اس کی صدارت میجر محمد الیاس شاہ نے کی۔ لیفٹیننٹ کرنل حق نواز شہید اردو انگریزی مقابلہ خطابت کے مہمانِ خصوصی جناب محمد اشرف تھے۔ ان مقابلوں کے علاوہ ہاؤس کی ڈیبیٹنگ یونین نے عید میلاد النبی ﷺ، شب معراج، شب نزول قرآن، عاشورہ محرم، یوم دفاع پاکستان، قائداعظم کی برسی، ۲۳ مارچ یوم جمہوریہ اور یوم اقبال پر بھی تقریبات کیں۔ اس طرح سال بھر میں آٹھویں کے تمام نئے لڑکوں کو سٹیج پر لایا گیا۔ جمعہ اور اتوار کی شب کے نارمل فنکشن اس میں شامل نہیں۔

انفرادی اعزازات

انگریزی مباحثہ	اوّل، وقار احسان حق	دوم، سلیم نواز
اردو مباحثہ	اوّل سلیم نواز	دوم فرقان اعظم
خطابت	اوّل، محمد زمان	دوم خالد نواز

جنرل نالج کا مقابلہ

۷۲۔۱۹۷۱ء میں یونین نے جنرل نالج کا انٹر ہاؤس بھی کرایا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا۔

انٹرمیڈیٹ گروپ اوّل، احسان حفیظ ایم جی ہاؤس	دوم انجم سعید، ایم جی ہاؤس، حامد علی شاہ، ٹیپو سلطان ہاؤس
میٹرک اوّل ندیم احمد، ایم جی ہاؤس	دوم طاہر خان ترین، بابر ہاؤس
آٹھویں اوّل، جاوید قمر، سرسید ونگ	دوم ظفر اقبال، سرسید ونگ، سجاد غنی، سرسید ونگ

مقابلۂ حسن قرأت

اوّل جاوید قمر، شیر شاہ ہاؤس	دوم طاہر خان ترین، بابر ہاؤس

بیرونی تقریری مقابلے

کالج یونین نے گورنمنٹ ماڈل سکول اسلام آباد میں منعقدہ آل پاکستان انٹر سکول انگلش اردو تقریری مقابلوں میں شرکت کی۔ اردو مقابلہ میں طاہر ترین نے پہلی اور جاوید خٹک نے دوسری پوزیشن حاصل کی اور اردو ٹرافی بھی جیتی۔ انگلش ٹیم کوئی پوزیشن لینے سے محروم رہی۔

۷۳۔۱۹۷۲ء

نائب صدر نوید کمال سیکرٹری احمد نواز

ایک تعلیمی و تربیتی ترجیح کے تحت یونین سرگرم عمل رہی۔ یونین کے چار آزمائشی مباحثوں میں ۶۴ کیڈٹس نے شرکت کی۔ مزید ۶۴ انٹر ہاؤس مقابلوں میں اسٹیج پر آئے تقریباً ۳۰ کیڈٹس نے قومی دنوں کے پروگراموں میں حصہ لیا۔ اس طرح سال میں ۱۵۰ سے زیادہ کیڈٹس کو یونین کالج اسٹیج پر لانے میں کامیاب ہو سکی۔ یونین کے

چودہ فنکشن اس ترتیب سے منعقد ہوئے۔

یوم اقبال	۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء
عید میلاد النبی ﷺ	۲۷ اپریل ۱۹۷۲ء
اردو ڈیبیٹ	۱۲ مئی ۱۹۷۲ء
انگلش ڈیبیٹ	۱۹ مئی ۱۹۷۲ء
یوم دفاع	۶ ستمبر ۱۹۷۲ء
یوم قائداعظم	۱۱ ستمبر ۱۹۷۲ء
اردو مباحثہ برجستہ	۱۵ ستمبر ۱۹۷۲ء
انگریزی مباحثہ برجستہ	۲۲ ستمبر ۱۹۷۲ء
اردو مباحثہ تیار	۲۲ ستمبر ۱۹۷۲ء
اردو مباحثہ تیار	احمد نواز اوّل، شیر محمد دوم
اردو مباحثہ برجستہ	پرویز اوّل، طارق منصور دوم
حسن قرأت	اوّل، جاوید قمر

مقابلہ جنرل نالج

حامد محمود دوازدہم اوّل، احسان حفیظ دوازدہم، پرویز سلطان خان دوازدہم دوم۔

سجاد اصغر میٹرک اوّل، مقیت الحسن میٹرک دوم۔

ارشد الاسلام ہشتم اوّل، محمد خلیل ہشتم، عبدالقدوس ہشتم دوم۔

شیر شاہ ہاؤس

شیر شاہ ہاؤس ڈیبیٹنگ یونین نے معمول کی تقریبات عید میلاد النبی ﷺ، یوم اقبال، اقبال ڈے، یوم قائداعظم، یوم دفاع پاکستان، شب معراج، شب قران، عاشورہ محرم، یوم جمہوریہ کے علاوہ اس سال ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو سرسید ڈے اور ۱۳ اپریل ۱۹۷۳ء کو یوم آئین پاکستان بھی منایا ان تمام تقریبات کا مقصد تقریری تربیت دینے کے علاوہ زیادہ سے زیادہ ذہنی اور ملی ایکسپوژر دینا تھا۔ انٹرونگ تقریری مقابلوں میں انفرادی اعزازات ان طلباء نے حاصل کئے۔

خالد مقبول انگریزی مباحثہ اوّل،	واجد حسین و طارق منیر دوم۔
عبدالمنعم علی اردو مباحثہ اوّل،	ایاز حسین مرزا دوم۔
سعید حسین اردو مباحثہ اوّل،	صابر حسین دوم۔
ریاض احمد اردو خطابت اوّل،	عبدالقدوس دوم۔
امان اللہ اردو خطابت اوّل،	شاہد نواز دوم۔
انٹر ہاؤس اردو مباحثہ	۱۳ اکتوبر ۱۹۷۲ء
انٹر ہاؤس اردو مباحثہ	۱۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء
انٹر ہاؤس انگریزی مباحثہ	۲۴ نومبر ۱۹۷۲ء
محفلِ قرأت	۲ فروری ۱۹۷۳ء

یومِ پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء

انٹر ہاؤس تقریری مقابلوں کے نتائج

انگلش ڈیبیٹ ٹرافی	ٹیپو سلطان ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ	بابر ہاؤس
اردو ڈیبیٹ ٹرافی	اورنگ زیب ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ	اورنگ زیب ہاؤس

انفرادی اعزازات یہ تھے۔

انگریزی تیار	اوّل نوید بن کمال	دوم ارشد عزیز
انگریزی برجستہ	اوّل شاہد علی	دوم صلاح الدین
		دوم احسان حفیظ

انٹر پبلک اسکول انگلش ڈیبیٹ میں کالج یونین کی نمائندگی نوید بن کمال اور شاہد علی نے کی۔ کالج کی ٹیم نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ نوید بن کمال کو تیسرا انعام بھی ملا۔

۱۹۷۳-۷۴ء

نائب صدر طاہر ترین سیکرٹری شاہد نذیر

اس سیشن میں ڈیبیٹنگ یونین نے دو نئے تجربے کئے۔ ایک تو فرضی پاک پارلیمنٹ کا نقشہ جمایا گیا۔ تمام پارلیمانی روایات کا التزام کیا گیا۔ بڑی تیاری کے بعد کالج کی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ قرارداد ''بینکوں کو قومی ملکیت میں لینا ضروری ہے'' کو مسترد کرنے میں حزبِ اختلاف نے پورا زور لگایا۔ لیکن قرارداد ایوان نے بڑی اکثریت سے منظور کر لی۔

یونین نے تلاش دانش کا ایک پروگرام سوجھ بوجھ کے نام سے ۲۱ ستمبر ۱۹۷۳ء کی شب کو منعقد کیا۔ اس میں کل ۳۰ کیڈٹس نے حصہ لیا۔ اس تقریب کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس موقع پر ایک سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد رفیق بھی موجود تھے۔ انہوں نے انعامات تقسیم کئے۔

۱۹۷۳-۷۴ء کے دوران یونین کی سرگرمیاں اس ترتیب سے ظہور میں آئیں۔

تاریخ	فنکشن	تعداد تقاریر یا مقررین
۱۶ اپریل ۱۹۷۳ء	عید میلادالنبی ﷺ	۶ تقاریر
۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء	بیانِ اقبال	۷ تقاریر
۱۶ مئی ۱۹۷۳ء	اردو مباحثہ (آزمائشی)	۱۶ مقررین
۲۴ مئی ۱۹۷۳ء	انگریزی مباحثہ (آزمائشی)	۱۶ مقررین
۱۴ اگست ۱۹۷۳ء	یوم استقلال	۵ تقریریں
۳۱ اگست ۱۹۷۳ء	انگریزی مباحثہ برجستہ	۶ تقریریں
۶ ستمبر ۱۹۷۳ء	یوم دفاع پاکستان	۵ تقریریں
۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ء	برسی قائداعظم	۵ تقریریں
۱۶ ستمبر ۱۹۷۳ء	اردو برجستہ مباحثہ	۵ تقریریں

۲۱ ستمبر ۱۹۷۳ء	سوجھ بوجھ	۳۰ شرکاء
۱۳ اکتوبر ۱۹۷۳ء	فرضی پارلیمنٹ	۱۱ شرکاء
۱۶ نومبر ۱۹۷۳ء	انٹر ہاؤس اردو مباحثہ	۱۶ مقررین
۳۰ نومبر ۱۹۷۳ء	انٹر ہاؤس انگریزی مباحثہ	۱۶ مقررین
۱۴ جنوری ۱۹۷۴ء	انٹر ہاؤس اردو برجستہ	۱۶ مقررین
یکم فروری ۱۹۷۴ء	انٹر ہاؤس انگریزی برجستہ	۱۶ مقررین

اس طرح یونین نے ۱۶۰ کیڈٹس کی براہ راست تقریری تربیت کی، روشنی کے دریچے کھلے۔

انٹر ہاؤس مباحثوں کے نتائج یہ تھے۔

انگلش ڈیبیٹ تیار ٹرافی	فاتح	اورنگ زیب ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ ٹرافی	فاتح	بابر ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار ٹرافی	فاتح	بابر ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ	فاتح	بابر ہاؤس

انفرادی انعامات

انگلش ڈیبیٹ تیار	اوّل شاہد نذیر	اورنگ زیب ہاؤس	دوم شوکت چاندنا	اورنگ زیب ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ	اوّل پرویز خالد بابر	ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم عتیق احمد چودھری	بابر ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار	اوّل طاہر خان ترین	بابر ہاؤس	دوم سعید خالد	ایم جی ہاؤس
اردو برجستہ	اوّل فرقان اعظم	ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم ظاہر شاہ	بابر ہاؤس

حسن قرأت

اوّل شہزادہ امتیاز بابر ہاؤس، دوم جاوید قمر، اورنگ زیب ہاؤس، شیر شاہ ہاؤس

عید میلاد النبی ﷺ، یوم اقبال، یوم استقلال، شب معراج (۲۶ اگست)، یوم دفاع، برسی قائداعظم کے علاوہ یوم سرسید، ۱۷ اکتوبر کو نزول قرآن فنکشن اور یو این او ڈے ۲۴ اکتوبر کو منائے گئے۔ ۳ فروری ۱۹۷۴ء کو عاشورہ پر شہید اعظم کی تقریب ہوئی۔ حسب دستور اس سال بھی انٹرونگ اردو انگریزی تقریری مقابلوں میں ۴۸ کیڈٹس نے حصہ لیا۔ اس طرح ہاؤس کے نئے لڑکوں کو سٹیج پر آنے کا موقع ملا۔

انفرادی اعزازات

انگلش تیار اوّل	عبدالمنعم علی،	انگلش برجستہ اوّل	دبیر احمد سلاریہ۔
اردو تیار اوّل	نوشاد حمید، مظہر سعید،		
اردو برجستہ اوّل	ایاز حسین مرزا۔		
بلند خوانی انگریزی نظم اوّل	سمیر حسین،	بلند خوانی اردو اوّل	شاہد احمد۔
حسن قرأت اوّل	ناصر عباس،	جنرل نالج، اوّل	ارشد جیلانی

توسیعی لیکچرز

۲۲ ستمبر ۱۹۷۳ء کی سہ پہر سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد رفیق نے شیر شاہ ہاؤس کے اکرم شہید آڈیٹوریم میں طلباء کو ایڈریس کیا اور ۳۰ ستمبر ۱۹۷۳ء کو ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن بریگیڈیئر نذیر احمد نے طلباء سے خطاب کیا۔

بیرونی مقابلے

کالج یونین کے دو مقرروں نے اسلام آباد ماڈل اسکول کے زیر اہتمام منعقدہ آل پاکستان انٹر سکول اردو ڈیبیٹ میں حصہ لیا اور ٹرافی جیتی۔ فرقان اعظم نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

۷۵۔۱۹۷۴ء

نائب صدر شوکت چاندنا، سیکرٹری ظاہر شاہ

اس سال گزشتہ سال کے دو پروگراموں فرضی پارلیمنٹ اور سوجھ بوجھ کو چھوڑ کر باقی ۱۳ فنکشنز اس طرح اور اسی ترتیب سے ہوئے اور ان میں تقریباً ۱۵۰ کیڈٹس نے حصہ لیا البتہ ایک تبدیلی یہ ہوئی کہ ایک بار پھر سینئر جونیئر ہاؤسز بن جانے کے نتیجہ میں مقابلہ سینئر جونیئر کی بنیاد پر ہوئے گو تعداد وہی رہی۔

نتائج

انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج یہ تھے

انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ	انگلش تیار	سینئرز	اورنگ زیب ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ	انگلش تیار	جونیئرز	بابر ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ	اردو تیار	سینئرز	اورنگ زیب ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ	اردو تیار	جونیئرز	ایم جی ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ	انگلش برجستہ	سینئرز	ٹیپو سلطان ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ	انگلش برجستہ	جونیئرز	بابر ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ	اردو تیار	سینئرز	ٹیپو سلطان ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ	اردو تیار	جونیئرز	بابر ہاؤس

انفرادی انعامات

انگلش تیار سینئرز	اوّل شوکت چاندنا، اورنگ زیب ہاؤس	دوم آصف عبداللہ ٹیپو سلطان ہاؤس
انگلش برجستہ سینئرز	اوّل مقیت الحسن، ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم طاہر مسعود، ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو تیار سینئرز	اوّل فرقان اعظم ۔ اورنگ زیب ہاؤس	دوم ظفر مسعود، اورنگ زیب ہاؤس
اردو برجستہ سینئرز	اوّل ظاہر شاہ، اورنگ زیب ہاؤس	دوم عبدالعزیز طارق، اورنگ زیب ہاؤس
انگلش تیار جونیئرز	اوّل طارق منیر، بابر ہاؤس	دوم سمیر حسین، بابر ہاؤس
انگلش برجستہ جونیئرز	اوّل، ریاض خان بابر ہاؤس	دوم سکندر اقبال بابر ہاؤس
اردو تیار جونیئرز	اوّل اعظم آصف، ایم جی ہاؤس	دوم، عبدالمنعم، ایم جی ہاؤس
اردو برجستہ جونیئرز	اوّل شاہد احمد نواز، بابر ہاؤس	دوم، طارق حسین، بابر ہاؤس

مقابلہ حسن قرأت

اوّل شہزادہ امتیاز　　　دوم جاوید قمر

شیر شاہ ہاؤس

شیر شاہ ہاؤس ڈیبیٹنگ یونین نے اس سال معمول کے فنکشنوں، عید میلا د النبی ﷺ، یوم اقبال، یوم استقلال، یوم دفاع، یوم قائد اعظم، شب نزول قرآن، عاشورہ محرم کے علاوہ ۲۷ ستمبر کو رمضان المبارک کی ابتداء پر ایک خصوصی پروگرام کیا۔ انٹرونگ اردو انگریزی کی خطابت کے مقابلوں میں اس بار تمام لڑکوں نے حصہ لیا اردو خطابتی مقابلہ کی صدارت جناب عین الدین علوی نے کی اور انگریزی مقابلہ خطابت کے موقع پر مسٹر ولی محمد مہمانِ خصوصی تھے۔

انفرادی انعامات

انگریزی خطابت،	واجد علی، ثقلین افضل، عطاءاللہ، عظمت شفیع
اردو خطابت	ثقلین افضل، نعیم احمد، محمد شفاعت، عظمت شفیع، زبیر عالم، زاہد حسین، ندیم اختر،
حسنِ قرأت	جاوید صادق
اقبالیات	محمد عارف، اظہر اقبال

توسیعی لیکچرز

کالج یونین کے لئے وہ تاریخی دن تھا جب کہ کیڈٹ شوکت چاندنا کی صدارت میں محقق ڈاکٹر کے۔کے عزیز نے

"Pakistan yesterday, today and tomorrow"

کے موضوع پر لیکچر دیا اور مشہور دانشور شاعر اور ماہر تعلیم پروفیسر صدیق کلیم کے خطاب کا موضوع تھا

"Role of students in our country"

امتیازی کارکردگی

فروری ۱۹۷۵ء میں کالج یونین نے سرگودھا ایجوکیشن بورڈ کے زیر اہتمام ہم نصابی سرگرمیوں کے چھ مقابلوں میں اپنی ٹیمیں داخل کیں اور انگریزی تقریری مقابلے اور بیت بازی میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور سب مقابلوں میں دس انعام لئے۔ اس طرح مقابلوں میں شریک کالجوں میں بحیثیت مجموعی بہترین کالج کا اعزاز حاصل کیا۔ انفرادی اعزازات یہ تھے۔

انگریزی مباحثہ	خالد حمزہ اوّل، شوکت چاندنا دوم۔
بیت بازی	طاہر ترین اوّل، عبدالشکور سوم۔
اقبالیات	طاہر ترین دوم، عبدالشکور دوم۔
اردو برجستہ مباحثہ	فرقان اعظم دوم۔
سائنس کوئز	آصف گل دوم، مقیت الحسن سوم۔
جنرل نالج کوئز	سجاد اصغر، سوم۔

۷۶-۱۹۷۵ء

نائب صدر فرقان اعظم　　　سیکرٹری خالد حمزہ

اس سال کالج کا الحاق آرمڈ فورسز بورڈ سے ہوجانے کی وجہ سے گزشتہ سال کی طرح ڈیبیٹنگ یونین سرگودھا بورڈ کے ہم نصابی مقابلوں میں حصہ نہ لے سکی۔

مزید برآں کالج میں سمسٹر سسٹم کے آجانے سے باہر کے تقریری مقابلوں میں ٹیمیں داخل کرنے کا موقع بھی نہیں مل سکا۔ اس سال عید میلاد النبی ﷺ چھٹیوں میں آجانے کی وجہ سے یہ فنکشن بھی یونین نہ کرا سکی۔ باقی قومی تقریبات روایتی اہتمام سے ہوئیں۔ یوم جمہوریہ بھی منایا گیا۔ ۹ تربیتی مباحثے ہوئے۔ ان سب جلسوں میں ۱۶۰ طلباء نے یونین کے زیر اہتمام تقریر کرنے کی تربیت پائی۔ انگریزی میں جو موضوعات زیر بحث آئے وہ یہ تھے۔

(1) Wealth corrupts nations.
(2) War makes a nation strong.
(3) Women have won their freedom.

اردو کے موضوعات یہ تھے۔

(الف) عورت کی آزادی سماج کی بربادی ہے۔
(ب) انسان عظیم ہے۔
(ج) جرائم کے خاتمے کے لئے پولیس کا خاتمہ ضروری ہے۔

ان کے علاوہ اردو انگریزی میں مزید آٹھ آٹھ موضوعات زیر بحث آئے۔ انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج یہ تھے۔

انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ انگلش تیار سینئرز		ٹیپو سلطان ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ انگلش تیار جونیئرز		بابر ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ انگلش برجستہ سینئرز		ٹیپو سلطان ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ انگلش برجستہ جونیئرز		ایم جی ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ اردو	سینئرز	اورنگ زیب ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ اردو	جونیئرز	بابر ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ اردو برجستہ	سینئرز	اورنگ زیب ہاؤس
انٹر ہاؤس ڈیبیٹنگ شیلڈ اردو برجستہ	جونیئرز	ایم جی ہاؤس

انفرادی اعزازات یہ تھے۔

سینئرز

انگلش ڈیبیٹ تیار سینئرز	اوّل خالد حمزہ اورنگ زیب ہاؤس	دوم نور عمران حیدر ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار سینئرز	اوّل فرقان اعظم اورنگ زیب ہاؤس	دوم گلفام عالم ٹیپو سلطان ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ سینئرز،	اوّل احمد ازور اورنگ زیب ہاؤس	دوم طاہر حبیب ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ سینئرز	اوّل ندیم اورنگ زیب ہاؤس	دوم احسان اللہ اورنگ زیب ہاؤس

جونیئرز

انگلش ڈیبیٹ تیار	اوّل محمد وحید بابر ہاؤس	دوم وحید احمد ایم جی ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار	اوّل مظہر سعید بابر ہاؤس	دوم عظیم آصف ایم جی ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ	اوّل دبیر احمد سلاریہ بابر ہاؤس	دوم شفقت نواز ایم جی ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ	اوّل ساجد یعقوب ایم جی ہاؤس	دوم طارق حسین بابر ہاؤس

حسن قرأت

اوّل شہزاد امتیاز اورنگزیب ہاؤس   دوم ثاقب رضا شیر شاہ ہاؤس

شیر شاہ ہاؤس

اس سال اقبالیات میں یہ لڑکے ممتاز رہے: ندیم فضل،   محبوب حیدر،   فاروق احمد

۷۷-۱۹۷۶ء

نائب صدر   ریاض احمد خان   ۔ سیکرٹری سمیر حسین

سیمسٹر سسٹم کے شکنجے میں ڈیبیٹنگ یونین کو باہر کے ہم نصابی سرگرمیوں کے مقابلوں میں حصہ لینے کا موقع تو بالکل نہیں ملا۔ تاہم کوشش کر کے چار قومی فنکشنوں، عید میلاد النبی ﷺ، یوم اقبال، یوم دفاع، یوم قائداعظم کے علاوہ یونین نے آٹھ روایتی تقریری جلسے بھی کروائے۔

۲۴ اور ۲۵ دسمبر کو ڈیبیٹنگ یونین نے قائداعظم کی پیدائش کی صد سالہ تقریبات کا اہتمام بڑے جوش و جذبے سے کیا۔ یہ یادگار پروگرام مندرجہ ذیل تقریبات پر مشتمل تھا۔

۱۔ تحریک پاکستان اور قائداعظم کے موضوع پر ایک مذاکرہ

۲۔ قائداعظم انٹر ہاؤس کوئز مقابلہ جس میں پانچوں ہاؤس کے پانچ پانچ کیڈٹس نے حصہ لیا۔

۳۔ قائداعظم کی تقاریر کے اقتباسات اور ارشادات پیش کرنے کا مقابلہ۔

۴۔ ملی ترانوں کا انٹر ہاؤس مقابلہ۔

۵۔ قائداعظم کی تصویروں، تراشوں کا مقابلہ۔

۶۔ اسٹاف اور طلباء کا کرکٹ میچ

۷۔ ایک ڈاکومنٹری سٹوری آف پاکستان

ایک نئی روایت

اس سال ۱۳ نومبر ۱۹۷۶ء کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر پی ٹی جمناسٹک کے مظاہروں کے بعد کالج کی ہم نصابی سرگرمیوں کی جھلکیوں کا دس منٹ کا پروگرام یونین کے زیر اہتمام پیش کیا گیا۔ انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج یہ تھے۔

سینئرز

انگلش ڈیبیٹ تیار شیلڈ	اورنگ زیب ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ شیلڈ	اورنگ زیب ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار شیلڈ	اورنگ زیب ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ شیلڈ	ٹیپو سلطان ہاؤس

جونیئرز

انگلش ڈیبیٹ تیار شیلڈ	ایم جی ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ شیلڈ	ایم جی ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار شیلڈ	بابر ہاؤس

اردو ڈیبیٹ برجستہ شیلڈ ایم جی ہاؤس

انفرادی اعزازات

سینئرز

انگلش ڈیبیٹ تیار	اوّل سمیر حسین اورنگ زیب ہاؤس	دوم عابد پرویز ٹیپو سلطان ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ	اوّل طارق نعیم راجہ اورنگ زیب ہاؤس	دوم ریاض احمد خان ٹیپو سلطان ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار	اوّل عظیم آصف ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم شہزادہ امتیاز اورنگ زیب ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ	اوّل جمشید لطیف اورنگ زیب ہاؤس	دوم افتخار علی ٹیپو سلطان ہاؤس

جونیئرز

انگلش ڈیبیٹ تیار	اوّل طارق محمود ایم جی ہاؤس	دوم جمیل یوسف ایم جی ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ	اوّل ثقلین افضل ایم جی ہاؤس	دوم اعجاز، شفقت نواز ایم جی ہاؤس
اردو ڈیبیٹ	اوّل ندیم فضل بابر ہاؤس	دوم عمران شبیر ایم جی ہاؤس
اردو ڈیبیٹ	اوّل راشد امین ایم جی ہاؤس	دوم مسرور زمان بابر ہاؤس

مقابلہ حسن قرأت

اوّل راشد امین اورنگ زیب ہاؤس دوم عباس بابر ہاؤس

شیر شاہ ہاؤس کے انعامات

شیر شاہ ہاؤس میں معمول کی تقریبات تواتر سے منعقد ہوتی رہیں۔ سالانہ انٹرونگ مقابلوں کے نتائج یہ تھے۔

قرأت	عارف اللہ
اردو خطابت	عتیق الرحمٰن، نعیم العزیز، نعیم سلیم، محمد فاروق، سہیل اشرف
انگریزی خطابت	ریاض عظیم، نعیم سلیم، مبشر احمد، محمد علی، زاہد نوید
اقبالیات	زبیر سلیمان، جاوید اسلم، سرفراز عالم، سرفراز محمود، تنویر الحق
جنرل نالج	جاوید اسلم، سرفراز عالم، ریاض عظیم، زاہد نعیم، فخر الزمان

۱۹۷۷ـ۷۸ء

نائب صدر عظیم آصف سیکرٹری صلاح الدین عادل

یہ سال یونین کے لئے سرد بھی رہا اور گرم بھی۔ سرد اس لحاظ سے کہ کالج کے وائی کیڈٹس کو ۶۰ پی ایم اے لانگ کورس میں بروقت بھیجنے کے لئے امتحانی پروگرام بدلنا پڑا۔ اس وجہ سے سینئرز کے انٹر ہاؤس مقابلے منعقد نہیں کئے جا سکے۔ اور نہ ہی باہر کے کسی مقابلے میں شرکت ممکن ہو سکی۔ اور گرم اس اعتبار سے کہ صد سالہ جشن اقبال نومبر ۱۹۷۷ء کے تیسرے ہفتے شایان شان طریقے سے منایا گیا۔ جشن کی تقریبات چار روز جاری رہیں۔ تین روز ایم جی ہاؤس۔ بابر ہاؤس، شیر شاہ ہاؤس نے اپنی اپنی باری پر اپنا اقبالیات پروگرام پیش کیا جو کلام اقبال، فکر اقبال پر تقریروں، حیات اقبال کی جھلکیوں پر مبنی تھا۔ چوتھے روز ۲۰ نومبر ۱۹۷۷ء کی شب ڈیبیٹنگ یونین نے مرکزی طور پر ایک بھرپور پروگرام پیش کیا۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی لاگ ایریا کمانڈر، بریگیڈیئر منظور احمد غوری تھے۔ پروگرام کے پہلے دور میں اقبال کی تین نظموں شکوہ، جواب شکوہ، ابلیس کی مجلس شوریٰ کو ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا۔ شیر شاہ ہاؤس کے جونیئرز نے نظم ماں کا خواب سائے اور روشنی Pantomime میں پیش کیا۔

تیسرے دور کی مجلس اقبال کا موضوع اقبال اور پاکستان تھا۔ جس میں اقبال کے خطبہ الہٰ آباد اور اقبال کے خطوط جناح کے نام کے حوالے سے فکر اقبال پر روشنی ڈالی گئی۔ آخر میں اقبالیات پر کتابوں اور نادر تصاویر کی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

اس موقع پر کالج کے ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سیل کے ڈائریکٹر پروفیسر سعید راشد کی کتاب، تذکرہ اقبال کا تعارف بھی کرایا گیا۔ بلاشبہ جشن اقبال کی یہ تقریبات یادگار تقریبات تھیں۔

انٹر ہاؤس مقابلے

اس بار جونیئر ہاؤس کے تقریری مقابلوں میں ایم جی ہاؤس نے انگریزی تیار، انگریزی برجستہ اردو تیار مباحثوں کی ٹرافیاں جیتیں، صرف اردو برجستہ مباحثہ کی ٹرافی بابر ہاؤس کے حصے میں آئی۔

انفرادی اعزازات

انگلش ڈیبیٹ تیار جاوید افضل ٹیپو سلطان ہاؤس اوّل۔

انگلش ڈیبیٹ برجستہ شفقت نواز ٹیپو سلطان ہاؤس اوّل۔

اردو ڈیبیٹ تیار محمد عطاء اللہ ٹیپو سلطان ہاؤس اوّل، محمد اعظم ٹیپو سلطان ہاؤس دوم۔

اردو ڈیبیٹ برجستہ مسرور زماں ٹیپو سلطان ہاؤس اوّل، تسنیم افضل ٹیپو سلطان ہاؤس دوم۔

شیر شاہ ہاؤس

انفرادی اعزازات

اقبالیات، اوّل مسعود اشرف، انگریزی خطابت، اوّل عاطف ضیاء۔

اردو خطابت، اوّل مسعود اشرف، اشفاق، عامر سلیم، اعجاز الحق

بیرونی مقابلہ

۲۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو یونین کی طرف سے شفقت نواز، جاوید افضل نے پی اے ایف کالج سرگودھا کے مقابلہ خطابت میں حصہ لیا۔

۱۹۷۸۔۷۹ء

نائب صدر عطاء اللہ سیکرٹری شفقت نواز

معمول کی قومی تقریبات کے علاوہ یونین نے روایتی آٹھ تقریری نشستیں کیں۔ جن میں چار انٹر ہاؤس مقابلے بھی شامل تھے۔ ۲۲ نومبر ۱۹۷۸ء کے انٹر ہاؤس اردو مباحثہ کا عنوان تھا۔

''اس وقت اسلامی ممالک کا ایک بلاک بن جانا بہت آسان ہے''

۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء انٹر ہاؤس انگلش ڈیبیٹ تیار کا عنوان تھا۔

"Those who talk, serve the nation better than those who work"

انفرادی امتیازات

انگریزی مباحثہ تیار	گلتاسب نواز	ایم جی ہاؤس
انگریزی مباحثہ برجستہ	راشد ولی	ایم جی ہاؤس
اردو مباحثہ برجستہ	راشد امین	ایم جی ہاؤس

ہاؤسوں کے نتائج یہ تھے۔

سینئرز

انگلش ڈیبیٹ تیار ٹرافی	ٹیپوسلطان ہاؤس
انگلش ڈیبیٹ برجستہ ٹرافی	ٹیپوسلطان ہاؤس
اردو ڈیبیٹ تیار ٹرافی	ٹیپوسلطان ہاؤس
اردو ڈیبیٹ برجستہ ٹرافی	ٹیپوسلطان ہاؤس

جونیئرز

اردو ڈیبیٹ تیار بابر ہاؤس، اردو ڈیبیٹ برجستہ بابر ہاؤس

شیر شاہ ہاؤس

معمول کی تقریبات کے علاوہ ہاؤس کی جونیئرز یونین نے انٹرونگ مباحثے، مذاکرے اور اقبالیات کے مقابلے منعقد کروائے۔ انفرادی طور پر ان طلباء نے امتیازی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

اقبالیات	غلام مصطفیٰ
انشاء پردازی	شفیق الرحمٰن، غلام مصطفیٰ، مظہر صبور
انگریزی خطابت	زاہد مقصود، نعمان احمد، ندیم احمد جاوید
اردو خطابت	علی فاخر، نوید تبسم، ممتاز علی، ارشد امین

۱۹۷۹ـ۸۰ء

نائب صدر، مسرور زمان، سیکرٹری، تاج محمد

یونین نے حسب دستور قومی دنوں کو منانے کے علاوہ آٹھ تقریری سیشن کئے۔ ۲۸ نومبر ۱۹۷۹ء کی شب انٹر ہاؤس اردو ڈیبیٹ کا عنوان تھا۔

"ترقی پذیر ممالک چند سال میں دنیا پر غالب آ جائیں گے"

اورنگ زیب ہاؤس نے سینئرز ٹرافی اور بابر ہاؤس نے جونیئرز ٹرافی جیتی۔ انفرادی پوزیشنیں یہ تھیں۔

سینئرز

اوّل تاج محمد اورنگ زیب ہاؤس　　دوم راشد ملک اورنگ زیب ہاؤس

جونیئرز

اوّل مسعود اشرف، بابر ہاؤس، دوم عارف محمود، غزنوی ہاؤس،

۸ دسمبر ۱۹۷۹ء کو انگلش ڈیبیٹ ہوئی۔ موضوع تھا "Fortune favours the brave"

سینئرز کی ٹرافی اورنگ زیب ہاؤس نے جیتی جونیئرز میں بابر ہاؤس اور غزنوی ہاؤس برابر رہے۔ انفرادی پوزیشنیں یہ تھیں۔

سینئرز

طلعت کرامت اورنگ زیب ہاؤس اوّل، پرویز اقبال اورنگ زیب ہاؤس دوم۔

ندیم احمد بابر ہاؤس اوّل، زاہد مقصود محمود غزنوی ہاؤس دوم۔

۱۴ جنوری ۱۹۸۰ء کی شب انٹر ہاؤس اردو برجستہ مباحثہ کے موضوعات تھے۔

۱۔ سکولوں میں طلبا کی حکومت ہونی چاہیے۔

۲۔ ذرائع آمدورفت میں بیل گاڑی سب سے بہتر ہے۔

۳۔ امتحانات نہیں ہونے چاہئیں۔

۴۔ برقع عورتوں کے بجائے مردوں کو پہننا چاہیئے۔

سینئرز کی ٹرافی اورنگ زیب ہاؤس نے جیتی اور جونیئرز میں محمود غزنوی ہاؤس نے میدان مارا۔ انفرادی پوزیشنیں یہ تھیں۔

سینئرز اوّل مسرور زمان، دوم فخر الاسلام

جونیئرز، اوّل مدثر ہاشمی، دوم خرم نواز

۲۳ جنوری ۱۹۸۰ء کی شب کے انگریزی برجستہ مباحثہ میں سینئرز میں ٹیپو سلطان ہاؤس اور جونیئرز میں بابر ہاؤس نے کامیابی حاصل کی۔

انفرادی اعزازات یہ تھے۔

سینئرز۔ اوّل، مسعود راشد اورنگ زیب ہاؤس، دوم عبدالرؤف ٹیپو سلطان ہاؤس

جونیئرز اوّل جاوید اختر، غزنوی ہاؤس دوم ظافر نثار، بابر ہاؤس۔

خصوصی تقریبات

یونین نے اس سال اکتوبر ۱۹۷۹ء میں اولڈ بوائز ری یونین کے موقع پر ڈرامہ کی بجائے ایک خصوصی تقریب کا اہتمام کیا جس میں یونین کی تقریب کی جھلکیاں پیش کی گئیں۔

۱۔ اردو تقریر اکرم نشان حیدر، زندگی اور کارنامہ

۲۔ انگریزی تقریر (مخالفت) Women should rule the world

۳۔ انگریزی مزاحیہ تقریر۔ Eating is a hobby

۴۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ پر احسان دانش کی نظم

۵۔ عالمگیریز میدان جنگ میں/شہدائے کالج کا تعارف ان کی شہادت کے حوالے سے

شیر شاہ ہاؤس

انٹر ونگ تقریری مقابلوں میں امتیازی کارکردگی

انگریزی جنید شمیم، رضوان حمید، عزیز، قاسم غلام علی، ایس ایم عامر

اردو فاروق احمد صدیقی، ندیم اکبر، عامر شہزاد، سلیم قادر، جنید اکرم، شفیع الزمان، افتخار احمد

ہاؤس کے دو جونیئر کیڈٹس فاروق احمد صدیقی اور عزیز نے کالج کے سالانہ تقسیم انعامات کے موقع پر انگریزی اور اردو میں تقریریں کیں۔

۱۹۸۰۔۸۱ء

نائب صدر: شجاعت علی قاضی، سیکرٹری فخر الاسلام

اپریل ۱۹۸۰ء میں ایک بار پھر سینئر جونیئر ہاؤس کا فرق ختم کر کے چاروں ہاؤسوں کو برابر کی سطح پر لے آیا گیا۔ جس کی وجہ سے یونین نے بھی اپنے پروگرام میں تبدیلی کی۔ ۲۱ اپریل کو یوم اقبال کی تقریب کے بعد ۲۰ جون ۱۹۸۰ء کے اردو برجستہ مباحثے کے عنوانات یہ تھے۔

۱۔ فوٹوگرافی کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔

۲۔ پاکستانی لوگ باہر جا کر ملک کی خدمت زیادہ کر سکتے ہیں۔
۳۔ سیاسی جھگڑوں کا فیصلہ سربراہوں کی کشتی سے ہونا چاہیے۔
۴۔ گدھا کیڈٹ سے برتر ہے۔

کیپٹن حسن امام نے تبصرہ کیا۔ ۱۱ جون ۱۹۸۰ء کی شب موسیٰ ہال میں مشقی اردو مباحثہ کا عنوان تھا۔

''دولت کے بغیر انسان کو خوشی میسر نہیں آ سکتی''

تجرباتی طور پر کیڈٹ بابر عزیز نے مباحثہ پر تبصرہ کیا۔

کئی سال کے تعطل کے بعد یونین نے ۷ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو انٹر ہاؤس اردو خطابت کا مقابلہ کروایا۔ خطابت کا موضوع تھا۔

''ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ''

لیفٹیننٹ جنرل اعجاز عظیم کمانڈر ون کور اس تقریب کے مہمانِ خصوصی تھے۔ انہی نے انعامات تقسیم کئے پوزیشنیں یہ تھیں۔

اوّل شجاعت علی قاضی، دوم فخر الاسلام

مہمانِ خصوصی نے ون کور کی شیلڈ بھی کالج کو عطا کی۔

۲۹ اکتوبر کی شب انٹر ہاؤس اردو مباحثہ ہوا۔ عنوان تھا۔

''ہم پاکستان سے باہر جا کر اور رہ کر ملک کی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں''

ایم جی ہاؤس نے پہلی اور ٹیپو سلطان ہاؤس نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ انفرادی اعزازات یہ تھے۔ اوّل، فاروق احمد صدیقی، دوم، مسعود اشرف

۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء کی شب انٹر ہاؤس انگلش ڈیبیٹ ہوئی۔ موضوع تھا۔

"Kashmir issue can only be solved on the battle field."

اورنگ زیب ہاؤس نے ٹرافی جیتی۔ بابر ہاؤس رنرز اپ رہا انفرادی پوزیشنیں یہ تھیں۔

اوّل، عابد حمزہ اورنگ زیب ہاؤس، دوم فرحت عباس، بابر ہاؤس

۱۲ نومبر ۱۹۸۰ء کو جو انٹر ہاؤس برجستہ تقریروں کا مقابلہ ہوا اس کے چار عنوانات یہ تھے۔

۱۔ سزائے موت ختم ہو جانی چاہیے۔
۲۔ کالج میں فلمیں نہیں دکھائی جانی چاہئیں۔
۳۔ ایٹمی اسلحہ کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔
۴۔ بائیسکل کار سے بہتر ہے۔

اورنگزیب ہاؤس نے یہ ٹرافی بھی جیتی۔ ٹیپو سلطان ہاؤس دوسرے نمبر پر آیا۔ انفرادی پوزیشنیں یہ تھیں۔

اوّل فخر الاسلام اورنگ زیب ہاؤس، دوم شجاعت قاضی، ٹیپو سلطان ہاؤس۔

۱۴ نومبر ۱۹۸۰ء کی شب انگریزی کے برجستہ مباحثے ہوئے چار موضوعات یہ تھے۔

1. War is an evil.
2. Urdu should be the medium of instruction in all educational institutions of Pakistan.
3. Doctors serve the people better than soldiers.
4. Sports are as important as studies.

اورنگ زیب ہاؤس نے یہ تیسری ٹرافی بھی جیتی۔ محمود غزنوی ہاؤس دوسرے نمبر پر آیا۔ انفرادی اعزازات یہ تھے۔

اوّل: عامر اسلم، دوم: ساجد محمود

شیر شاہ ہاؤس

معمول کی آٹھ تقریبات کے علاوہ انٹر ونگ اردو انگریزی مقابلہ خطابت میں یہ طلباء ممتاز رہے۔

انگریزی خطابت	فواد علی، وحید ممتاز، عامر شوکت
اردو خطابت	نعیم اشرف، ساجد شکور، شاہد بھٹی

۱۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کی صبح سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے موقع پر فواد علی اور نعیم اشرف نے انگریزی اور اردو میں مختصر تقریریں کیں۔

فواد علی کی تقریر کا عنوان تھا۔

Quaid-e-Azam on Pakistan

اور نعیم اشرف کی تقریر کا عنوان تھا۔ ''اقبال اور عشق رسول ﷺ''، جسے تقریب کے مہمانِ خصوصی صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے خصوصیت سے سراہا۔

۱۹۸۱-۸۲ء

نائب صدر عابد حمزہ ۔ سیکرٹری جہانگیر انور

فوجی اور ملی دنوں پر خصوصی تقریبات کے علاوہ یونین نے نو تقریری تقریبات کا اہتمام کیا۔ جن میں سے چار انٹر ہاؤس مباحثے تھے۔ انٹر ہاؤس اردو مباحثہ کا عنوان تھا۔ اس ایوان کی رائے میں ''زیادہ تر جرائم غربت سے جنم لیتے ہیں''۔

یہ ٹرافی محمود غزنوی ہاؤس نے جیتی۔ غزنوی ہاؤس ہی کے فاروق احمد نے پہلی پوزیشن اور اورنگ زیب ہاؤس کے ممتاز ملک نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔

انٹر ہاؤس اردو برجستہ مقابلہ میں چار عنوانات دیئے گئے تھے۔ چار لڑکوں کے گروپ کو قرعہ اندازی کے ذریعے پانچ منٹ پہلے عنوان دیا جاتا تھا۔ اس ٹرافی کو جیتنے میں ٹیپو سلطان ہاؤس کامیاب ہوا۔ غزنوی ہاؤس کے وقار حسین اوّل اور اسی ہاؤس کے ایس ایم عامر دوم آئے۔ انٹر ہاؤس انگلش ڈیبیٹ کی قرارداد تھی۔

In the opinion of this House
"Foreign aids are the biggest hurdle in the progress of the developing countries."

اورنگ زیب ہاؤس نے شیلڈ حاصل کی۔ عابد حمزہ کا پہلا نمبر تھا اور قاسم غلام علی کا دوسرا۔ انٹر ہاؤس انگلش برجستہ مقابلے میں بھی چار موضوعات دیئے گئے تھے۔ یہ شیلڈ بھی اورنگزیب ہاؤس کے حصے میں آئی، انفرادی طور پر پہلی پوزیشن محمود علی نے اور دوسری حسین عباس نے لی۔ اس سال یونین نے سالانہ مقابلہ خطابت بھی کروایا۔ موضوع تھا۔

''جدا ہوویں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی''

اس مقابلہ میں دس انٹر ہاؤس سے (دو بشمول شیر شاہ ہاؤس) کیڈٹس نے حصہ لیا۔ دس کور کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل خداداد خان مہمانِ خصوصی تھے۔ ایم جی ہاؤس کے فاروق احمد نے پہلی اور اورنگزیب ہاؤس کے ممتاز ملک نے دوسری پوزیشن لی اور ون کور ٹرافی برائے مقابلہ خطابت پیش کردہ لیفٹیننٹ جنرل اعجاز عظیم محمود غزنوی ہاؤس نے حاصل کی۔

ایک اعزاز

اس سال مئی ۱۹۸۱ء میں کالج کی اردو انگلش ڈیبیٹنگ ٹیموں نے منگلا کے انٹر پبلک سکول ڈیکلیمیشن کانٹسٹ میں حصہ لیا۔ فاروق احمد صدیقی نے اردو میں پہلی پوزیشن لی اور نفیس ستی نے انگریزی میں دوسری اور کالج نے خطابتی ٹرافی جیتی۔

شیر شاہ ہاؤس کے جونیئر کیڈٹ اللہ نواز نے اردو میں اور احمد سلمان اور فواد علی نے انگریزی میں تقریریں کیں۔ احمد سلمان کی تقریر کا عنوان تھا۔

''اقبال کا پیغام نوجوانوں کے نام''

اورفواد علی نے "Quaid-e-Azam on Education" کے موضوع کے حوالے سے تعلیم سے متعلق قائداعظم کی تقریروں کے اقتباسات پیش کئے۔

۱۹۸۲ـ۸۳ء

اس سال ڈیبیٹنگ یونین کا نام ایک بار پھر ڈیبیٹنگ سوسائٹی رکھا گیا۔اس سیشن کی نائب صدارت جے سی فرحت عباس کوتفویض کی گئی اور نئے حالات کی بناء پر کالج کونسل نے فیصلہ کیا کہ سیکرٹری شپ میٹرک کلاس کو دی جائے۔ چنانچہ نعیم اشرف کوروایت سے ہٹ کر سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ جے سی ونگ قائم ہو جانے سے ایک بار پھر کالج کو سینئر جونیئر ہاؤسوں میں تقسیم کر دیا گیا اورنگ زیب اور ٹیپو سلطان ہاؤس سینئر اور محمود غزنوی، بابر اور شیر شاہ ہاؤس جونیئر قرار پائے۔ ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے معمول کے مطابق قومی دن منائے۔ آٹھ مباحثوں اور ایک مقابلہ خطابت کا اہتمام کیا۔

انٹر ہاؤس مقابلے

اردو مباحثہ کا عنوان تھا۔ ''لیڈر بنائے جاتے ہیں پیدا نہیں ہوتے''

ٹرافی سینئرز میں اورنگ زیب ہاؤس نے اور جونیئر ز میں غزنوی ہاؤس نے جیتی۔ جے سی امجد سینئرز میں اور عمر قریشی جونیئر ز میں اوّل آئے۔انٹر ہاؤس انگریزی مباحثے کا عنوان یہ تھا۔

"Not gold but only men can make a nation great and strong"

اس مباحثہ میں بھی اورنگ زیب ہاؤس اورغزنوی ہاؤس نے بالترتیب سینئرز اور جونیئر ز میں کامیابی حاصل کی۔فرحت عباس نے سینئرز میں اوراحمد سلمان نے جونیئر میں پہلی پوزیشن لی۔اس مباحثہ کے مہمانِ خصوصی کمانڈر آرٹلری اور اسٹیشن کمانڈر بریگیڈیئر شریف ناصر تھے۔انہوں نے گزشتہ مباحثہ اور اردو انگریزی ڈیبیٹ کے انعامات تقسیم کئے۔اردو کے برجستہ مباحثے میں حسب روایت چار عنوانات دیئے گئے تھے۔اس بار ٹیپو سلطان ہاؤس کی قسمت نے یاوری کی۔انہوں نے مباحثہ جیتا۔ جونیئر ز میں یہ اعزاز شیر شاہ ہاؤس کو ملا۔سینئرز میں جے سی نسیم حسن اور جونیئر ز میں اظہار حسین اوّل آئے۔

انگلش ڈیبیٹ برجستہ میں اورنگ زیب پھر ٹاپ پر آیا۔ادھر جونیئر ز میں محمود غزنوی نے بھی ہیٹ ٹرک کی اکتوبر ۱۹۸۲ء میں ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے تیسرا سالانہ مقابلہ خطابت منعقد کرایا۔عنوان تھا۔

''پاکستان کی بقا سائنسی اور صنعتی ترقی پر منحصر ہے''

ہر ہاؤس سے دو دو مقرروں نے حصہ لیا۔ بابر ہاؤس نے اوّل پوزیشن لی اورنگ زیب ہاؤس دوسرے نمبر پر اور محمود غزنوی ہاؤس تیسرے نمبر پر آیا۔اوروَن کور کی خطابتی ٹرافی بابر ہاؤس نے جیتی۔ بابر ہاؤس ہی کے اللہ نواز نے پہلی پوزیشن لی۔اس سیشن میں کالج کے باہر کے کسی تقریری مقابلے میں حصہ نہیں لیا جاسکا۔

۱۹۸۳ـ۸۴ء

نائب صدر: خرم ہمدانی سیکرٹری ندیم عامر

اس سیشن میں مقابلۂ خطابت کے سوا سارا سال روایتی پروگرام جاری رہا۔ چار قومی تقریبات اور آٹھ تقریری نشستیں منعقد ہوئیں۔جن میں ۴۰ طلباء نے حصہ لیا۔انٹر ہاؤس اردو ڈیبیٹ کا عنوان تھا۔

''قومیں اچھے انسانوں سے طاقتور بنتی ہیں دولت سے نہیں''

ٹرافی اورنگ زیب ہاؤس نے جیتی جونیئر ز میں بابر ہاؤس ٹاپ پر آیا۔انفرادی اعزازات یہ تھے:

سینئرز میں ٹیپو سلطان ہاؤس اور جونیئر ز میں غزنوی ہاؤس اوّل آیا۔

قرأت	محمد صغیر	اوّل	حافظ عبدالغفور	دوم
اردو ڈیبیٹ		اوّل	اللہ نواز اورنگزیب ہاؤس	
انگریزی برجستہ		اوّل	زبیر	دوم فاروق ٹیپو سلطان ہاؤس

انگلش ڈیبیٹ	اوّل	ندیم عامر ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم عاطف منیر
اردو برجستہ	اوّل	خرم ہمدانی ٹیپو سلطان ہاؤس	
اردو مباحثہ	اوّل	احمد سلمان ٹیپو سلطان ہاؤس	دوم فخر سلطان، ٹیپو سلطان ہاؤس
جونیئرز اردو برجستہ	اوّل	آصف خان ایم جی ہاؤس	
انگریزی برجستہ	اوّل	مبین حسن	
انگریزی تیار	اوّل	ارشد محمود راحت نسیم	

۱۹۸۴ـ۸۵ء

نئی انٹرمیڈیٹ کلاس کے آنے تک کیڈٹ سہیل فاروق کو نائب صدر اور زاہد محمود کو سیکریٹری مقرر کیا گیا۔

ایک نیا تجربہ

اس سیشن میں کمانڈانٹ بریگیڈیئر آئی آر صدیقی کی نئی تربیتی ترجیحات کے تحت کہ ہر طالب علم کو اپنے یہاں کے عرصہ تعلیم میں کالج سٹیج پر کم از کم ایک بار انگریزی اور ایک ایک بار اردو میں بولنے کا موقع دیا جائے۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء سے موسیٰ ہال میں صبح کی اسمبلی قرآن حکیم کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد کسی طالب علم کی ایک مختصر تقریر سے شروع ہوتی تھی۔ حروف تہجی کے اعتبار سے چاروں ہاؤسوں کو ایک ایک دن الاٹ کیا گیا کہ اس دن ہاؤس کا ایک لڑکا ایک ہفتہ انگریزی اور دوسرے ہفتے اردو میں تقریر کرے گا۔ موضوع کے انتخاب میں ڈیبیٹنگ سوسائٹی رہنمائی کرتی تھی۔ اس تجربے کو مزید پرکشش بنانے کے لئے اس امر کی گنجائش رکھی گئی کہ ہفتہ کی جس تقریر کو اے گریڈ دیا جائے اسے ٹیپ ریکارڈ کیا جائے اور ٹیپ کالج میوزیم میں محفوظ کی جائے۔ اکتوبر سے مارچ ۱۹۸۴ء تک اس پروجیکٹ کے تحت کل ۸۱ لڑکوں نے صبح کی اسمبلی میں تقریریں کیں اور ۱۸ تقریریں گریڈ اے میں آئیں انہیں مقرروں کے تعارف کے ساتھ ٹیپ بھی کیا گیا۔

یومِ جمہوریہ

۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء کی صبح ایک عرصہ کے تعطل کے بعد یومِ جمہوریہ منایا گیا۔ کمانڈانٹ کے دفتر کے پیچھے کالج کے ہاؤسوں کے پرچموں کے پہلو میں تحریک پاکستان کے حوالہ سے کمانڈانٹ بریگیڈیئر صدیقی نے پرچم کشائی کی رسم ادا کی اور پھر ایک تقریر کی۔ ایک تقریر کیپٹن شبیر حسین نے کی۔ قومی ترانہ پر مختصر مگر پروقار تقریب ختم ہوئی۔

شیر شاہ ہاؤس

دوسال کی تعطل کے بعد شیر شاہ ہاؤس بحال ہوا۔ تو انٹرمیڈیٹ اور انگریزی مقالوں میں ان طلباء نے امتیازات پائے۔

انگریزی، آصف منیر، علی اسد، فیصل بشیر

اردو، امیر اجمل۔ سفیان احمد صدیقی۔ محمد مقبول۔ انوار علیم۔ جاوید اسلم۔

انٹر ہاؤس مقابلے

اردو مباحثہ کا موضوع تھا:

"جنگ قوموں کے لئے صحت بخش ہے"

سینئرز میں محمود غزنوی ہاؤس نے اور جونیئرز میں اورنگ زیب ہاؤس نے ٹرافی جیتی۔ سہیل فاروق سینئرز میں اور ارمغان اظہر جونیئرز میں اوّل رہے۔ اردو برجستہ مباحثہ کا رزلٹ بھی یہی رہا۔ سینئرز میں محمود غزنوی ہاؤس کے آصف خان اور جونیئرز میں ٹیپو سلطان ہاؤس کے زہیر اعظم اول آئے۔ ایم جی ہاؤس کے اظہر اقبال عباسی نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔

انگریزی مباحثہ کا موضوع تھا۔

"Our Faulty Educational System is Responsible for Social Evils"

ایم جی ہاؤس اورنگ زیب ہاؤس نے تیسری ٹرافی بھی جیتی۔ اس فرق کے ساتھ کہ پہلی پوزیشن میں اورنگ زیب کے ساتھ ٹیپو سلطان ہاؤس بھی شریک ہوا۔ پہلی پوزیشن سینئرز میں ایم جی ہاؤس کے فرید بھٹی کو اور جونیئرز میں عاطف مشتاق کو ملی۔ ایم جی میں حامد رضا نے دوسری پوزیشن لی۔

انگریزی کے برجستہ مباحثے میں بابر ہاؤس سینئرز میں اور ٹیپو سلطان ہاؤس جونیئرز میں اوّل آئے۔ بابر ہاؤس کے ظفر اقبال نے سینئرز میں سے اور ٹیپو سلطان ہاؤس کے عنایت حسین نے جونیئرز میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ٹیپو سلطان ہاؤس کے ارشد محمود نے دوسری پوزیشن لی۔

۱۹۸۵ـ۸۶ء

نائب صدر: خرم حسین ہمدانی سیکرٹری: عامر ریاض

تقریباً تیس سال تک کالج کے ڈیبیٹنگ فورم کا انچارج رہنے کے بعد اپنی آخری رپورٹ میں مسٹر عین الدین علوی نے لکھا۔

"Skill in public speaking the art of saying effectively what one wants to say is an undeniable qualification of a successful personality. It is key to so many doors. In view of its wide and varied utility for any scheme of leadership training, it has a high priority among the co-curricular activities in Military College."

اس سال سوسائٹی نے صبح کی اسمبلی میں پانچ منٹ کی روزانہ کی تقریر کا اہتمام کیا اس کے علاوہ روزانہ کی ہر تقریر کا ریہرسل مسٹر علوی خود لیتے تھے۔ ڈیبیٹنگ سوسائٹی نے یومِ دفاع، یومِ قائداعظم، یومِ اقبال، عید میلاد النبی ﷺ اور یوم جمہوریہ بھی اپنے روایتی جوش و ولولے سے منانے اور معمول کی چار انٹر ہاؤس ڈیبیٹس کرائیں۔ ہر ڈیبیٹ میں حسب دستور ہر ہاؤس سے چار مقرروں کی ٹیم نے حصہ لیا۔ اس طرح آٹھ مباحثوں میں ۱۲۸ لڑکے سٹیج پر آئے۔ پانچ قومی تقریبات میں بھی اوسطاً ۶۰ مقرروں نے حصہ لیا۔ اس طرح پورے سیشن میں سوسائٹی نے ۱۵۸ طلباء کی تقریری تربیت کی۔ صبح کی تقریروں کے ۸۲ لڑکوں کو بھی شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد ۲۴۰ بنتی ہے۔ اس میں انٹر ہاؤس اقبالیات اور انٹر ہاؤس پاکستانیات کے طلباء شامل نہیں۔ جن کا اہتمام بزم ادب نے کیا۔

انٹر ہاؤس تقریری مقابلے

اردو مباحثے کا موضوع تھا۔ ''ایٹم بم بنانا پاکستان کی اوّلین ضرورت ہے''

ٹرافی محمود غزنوی ہاؤس نے جیتی۔ ٹیپو سلطان ہاؤس دوسرے نمبر پر آیا۔ ٹیپو سلطان ہاؤس کے اللہ نواز نے پہلی اور ایم جی ہاؤس کے ایم وقاص نے دوسری پوزیشن لی۔ انگریزی مباحثے کا موضوع تھا۔

"International disputes can never be resolved through talks."

اس بار محمود غزنوی ہاؤس کا ستارۂ عروج پر رہا۔ دوسرے نمبر پر بابر ہاؤس آیا۔ ایم جی ہاؤس کے فرید بھٹی نے پہلی اور ایم جی ہاؤس کے آصف سعید نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اردو کے برجستہ مباحثے میں حسب دستور چار مختلف موضوعات دیئے گئے تھے۔ بابر ہاؤس ٹاپ پر رہا۔ بابر ہاؤس کے خرم حسنین ہمدانی پہلے نمبر پر اور ایم جی ہاؤس کے زاہد محمود دوسرے نمبر پر رہے۔ انگریزی کے برجستہ تقریری مقابلے میں بابر ہاؤس کا پرچم پھر بلند رہا۔ بابر ہاؤس کے عامر ریاض کو اوّل آنے پر اوّل انعام ملا۔ اسی ہاؤس کے سہیل فاروق کا نمبر دوسرا رہا۔

اردو برجستہ ڈیبیٹ میں حسب دستور چار عنوانات چار چار گروپس کو دیئے گئے۔ اس مقابلے میں بھی ٹیپو سلطان ہاؤس اور محمود غزنوی ہاؤس نے اپنی برتری قائم کی۔ انفرادی اعزازات یہ تھے۔

انگریزی کے برجستہ انٹر ہاؤس مقابلہ میں اورنگ زیب اور محمود غزنوی ہاؤس اوپر آئے۔ اس طرح اس سال ایک بار پھر محمود غزنوی ہاؤس چار میں سے تین تقریری ٹرافیاں حاصل کیں۔

بیرونی مقابلے

جون ۱۹۸۵ء میں کالج کی اردو انگریزی ٹیموں نے فیصل آباد ڈویژنل پبلک سکول کے زیر اہتمام انٹر پبلک سکولز ڈیبیٹ میں حصہ لیا اور انگریزی اردو دونوں ٹرافیاں جیتیں انفرادی اعزازات یہ تھے۔

انگریزی اوّل فرید احمد بھٹی　　دوم ایم سلمان

اردو دوم امیر اجمل　　سوم عمر بخاری

ان مباحثوں کی تعلیمی اہمیت کے پیش نظر کالج کے ۱۴ ممتاز مقرروں کو اس نوعیت کے تجربے سے مستفید ہونے کے لئے فیصل آباد بھیجا گیا۔ محمد صغیر اور جنجوعہ پر مشتمل کالج کی اس ٹیم نے ایچیسن کالج لاہور کی صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں منعقدہ نعت اور قرأت کے انٹر کالجیٹ مقابلے میں حصہ لیا محمد صغیر نے نعت میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

۸۷-۱۹۸۶ء

اس سیشن کی تقریری تقریبات کو ڈیبیٹنگ سوسائٹی کے صدر جناب عین الدین علوی ہی نے پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ ۲۱ فروری ۱۹۸۷ء کی شب ان کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے ڈیبیٹنگ کے فورم کو چونتیس سال اپنے خون جگر سے سیچا۔

اس سال چار پریکٹس ڈیبیٹس کی برسوں پرانی روایت ٹوٹ گئی۔ قومی دنوں کے علاوہ صرف چار انٹر ہاؤس تقریری مقابلے ہوئے۔

۸۸-۱۹۸۷ء

اس سال جناب پروفیسر محمد مشتاق کلب کے نگران مقرر ہوئے۔ اس سال یہ تبدیلی بھی رونما ہوئی کہ یوم دفاع، پاکستانیت، عید میلاد النبی ﷺ اور ختم قرآن کی تقریبات بزم ادب کے سپرد رہیں اور کلب نے صرف مباحثوں اور صبح کی اسمبلی کی ذمہ داری اپنے پاس رکھی۔ پچھلے سال چار پریکٹس ڈیبیٹ کی روایت ختم ہوئی تھی۔ اس سال مزید ترمیم یہ ہوئی کہ برجستہ تقریروں کو ختم کر کے ان کی جگہ انگلش اور اردو خطابت کا مقابلہ شروع کیا گیا اور ہر مقابلہ میں مقرروں کی تعداد چار سے گھٹا کر دو کر دی گئی۔ اس طرح ہر ہاؤس سے ۳۶ مقرروں کی جگہ صرف آٹھ مقرروں نے مباحثوں میں حصہ لیا۔

انٹر ہاؤس خطابت کے عنوانات یہ تھے:

۱۔ علم بڑی طاقت ہے۔　۲۔ جنت تری پنہاں ہے ترے خون جگر میں　۳۔ ضمیر مشرق ہے راہبانہ

۴۔ لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

۲۲ ستمبر ۱۹۸۷ء کی شب اردو مقابلہ خطابت جونیئرز کے عنوانات یہ تھے:

۱۔ زندگی سرور ابدی ہے　۲۔ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے　۳۔ انسان اپنی تقدیر کا خالق ہے۔

۴۔ بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رم آہو　باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ

۲۳ ستمبر ۱۹۸۷ء کی شب سینئرز کے لئے انگریزی خطابت کا جو مقابلہ ہوا اس کے عنوانات یہ تھے۔

1. Beauty needs no ornament.
2. Life is not a bed of roses.
3. Wastage of time leads to decline.
4. Freedom is a blessing.

ان میں سے ہر ایک مقرر کو کسی ایک عنوان پر بولنا تھا۔ جونیئرز کے لئے عنوانات یہ تھے:

1. Discipline leads to success.
2. If character is lost every thing is lost.

3. A thing of beauty is a joy for ever.
4. Our priority should be science and technology.

سینئرز کی اردو ڈیبیٹ ۲۶ نومبر ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوئی اس کا عنوان تھا ''کہ سنگ وخشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا'' اس شب جونیئرز کیلئے عنوان تھا۔ ''نسل نو بے راہ روی کا شکار ہے''

۲۹ نومبر ۱۹۸۷ء کے سینئرز کے لئے انگریزی کے مباحثے کا عنوان تھا۔

"The fate of a nation lies in the hands of the youth."

اسی شب جونیئرز نے اس موضوع پر بحث کی۔ "Ignorance is a blessing"

ان انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج یہ تھے:

اردو خطابت: سینئرز اول، ٹیپو سلطان ہاؤس، دوم اورنگ زیب ہاؤس

جونیئرز: اول ، محمود غزنوی ہاؤس

انفرادی اعزازات

سینئرز اول ۴۷۷۰ عمران جبار اورنگ زیب ہاؤس۔ دوم ۴۸۷۴ علیم تفضل شیر شاہ ہاؤس۔ جونیئر اول ۵۰۸۲ عاطف عمران محمود غزنوی ہاؤس، دوئم ۵۰۷۹ محمد علی اصغر محمود غزنوی ہاؤس۔

انگریزی مباحثہ

سینئرز اول شیر شاہ ہاؤس دوم اورنگ زیب ہاؤس جونیئر اول بابر ہاؤس

سینئرز: اول ۴۸۴۷ سفیان احمد صدیقی، دوم ۴۸۶۳ امیر اجمل

جونیئرز: اوّل ۴۸۹۹ جواد، دوم ۴۹۱۵ ظفر اقبال

انگریزی اعزازات

سینئرز اول ۶۳ ڈی ایس آصف سعید راشد، دوم عادل فاروق، جونیئرز اول ۴۸۴۹ کلیم اشرف دوم ۵۰۷۰ جواد زیب

اردو مباحثہ

سینئرز اول، اورنگ زیب ہاؤس، دوم شیر شاہ ہاؤس جونیئرز اول محمود غزنوی ہاؤس

انفرادی اعزازات

سینئرز: اوّل ۴۸۱۸ آصف منیر شیر شاہ ہاؤس، دوم حماد رضا شیر شاہ ہاؤس، جونیئرز: اوّل ۴۸۹۸ احسن وقاص بابر ہاؤس، دوم ۵۰۷۳ زمان مہدی ایم جی ہاؤس۔

۸۹۔۱۹۸۸ء

نگران اردو: پروفیسر مشتاق، انگریزی: میجر رضاء المصطفیٰ، نائب صدر: حماد رضا، سیکرٹری: ظفر اقبال

اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح سینئرز کے چار تقریری مقابلوں میں تین ہاؤسوں شیر شاہ ہاؤس، اورنگزیب ہاؤس اور ٹیپو سلطان ہاؤس نے شرکت کی اور دو جونیئر ہاؤسوں محمود غزنوی اور بابر ہاؤس نے جونیئرز کے گروپ میں حصہ لیا۔ سینئرز اور جونیئرز کے مقابلے علیحدہ علیحدہ ہوئے۔ ہر ہاؤس سے ہر مقابلہ میں روایتی چار چار کے بجائے دو دو مقرروں نے حصہ لیا۔ صرف چار انٹر ہاؤس مقابلے ہوئے۔ گزشتہ سال سے چار مشقی مقابلوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا۔ انٹر ہاؤس مقابلوں کے نتائج یہ تھے۔

شیلڈ برائے انگریزی مقابلہ خطابت سینئرز: اورنگ زیب ہاؤس، جونیئرز: محمود غزنوی ہاؤس

شیلڈ برائے اردو مقابلہ خطابت سینئرز: شیر شاہ ہاؤس، جونیئرز: محمود غزنوی ہاؤس۔

شیلڈ برائے انگریزی مباحثہ، سینئرز: اورنگ زیب ہاؤس، جونیئرز: محمود غزنوی ہاؤس۔

شیلڈ برائے اردو مباحثہ سینئرز: شیر شاہ ہاؤس، جونیئرز: بابر ہاؤس۔

انفرادی اعزازات یہ تھے۔

انگریزی مقابلہ خطابت سینئرز: اوّل، غازی کمال، شیر شاہ ہاؤس، دوم، کامران سلیم، اورنگ زیب ہاؤس۔سوم، آصف نسیم، اورنگ زیب ہاؤس۔

جونیئرز: اوّل یحییٰ عثمان، محمود غزنوی ہاؤس، یاسر رفیق، بابر ہاؤس، دوم عبداللہ بخاری، محمود غزنوی ہاؤس۔

انگریزی مباحثہ

سینئرز اوّل، عاکف مشتاق اورنگ زیب ہاؤس دوم۔طلحہ طارق، اورنگ زیب ہاؤس سوم۔حماد رضا، شیر شاہ ہاؤس۔جونیئرز اوّل زمان مہدی، محمود غزنوی ہاؤس دوم۔مصطفیٰ علی، بابر ہاؤس سوم۔فیصل حسن، محمود غزنوی ہاؤس۔

اردو مقابلۂ خطابت

سینئرز: اوّل ندیم احمد، شیر شاہ ہاؤس۔دوم محمد علی، اورنگ زیب ہاؤس، سوئم جمیل احمد، شیر شاہ ہاؤس، جونیئرز، اوّل، خرم رضا، محمود غزنوی ہاؤس دوم شارق مشتاق، محمود غزنوی ہاؤس سوم عمر فاروق، بابر ہاؤس۔

اردو مباحثہ

سینئرز: اوّل ظفر اقبال اورنگ زیب ہاؤس دوم فراز احمد، شیر شاہ ہاؤس، سوم فیصل رانا، شیر شاہ ہاؤس، جونیئرز، اوّل، وسیم حیدر بابر ہاؤس، دوم اجمل فرید، محمود غزنوی ہاؤس، سوم عاطف عمران، محمود غزنوی ہاؤس۔

سینئرز کے لئے انگریزی کے مقابلہ خطابت کے عنوانات یہ تھے۔

"There is no slavery but ignorance".
"Secret of education lies in respecting the pupils".

جونیئرز کو اس مقابلہ میں یہ عنوانات دیئے گئے تھے۔

1. A fearless person is his own salvation.
2. Fortune favours the brave.
3. Character is destiny.

سینئرز کے انٹر ہاؤس اردو مقابلہ خطابت کے لئے یہ عنوانات منتخب کئے گئے تھے۔

روح کی زنجیر ہے فکر معاش   یقیں افراد کا سرمایہ تعمیر ملت ہے

اس مقابلہ میں جونیئرز کو یہ دو عنوانات دیئے گئے تھے۔

آزادی زندگی ہے۔

بتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا

انٹر ہاؤس اردو مباحثہ میں سینئرز کے لئے موضوع ایک ہی تھا۔

''ماضی کا انسان حال کے انسان سے زیادہ خوش تھا''

اس سال عید میلاد النبی ﷺ اور یوم دفاع کی تقریبات مسجد میں منعقد کی گئیں اور یوم استقلال ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء کو ایک خصوصی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ ۹ نومبر ۱۹۸۸ء کو یوم اقبال پر انٹر ہاؤس اقبالیات کی تقریب کے موقع پر اقبال اکیڈمی پاکستان کے ڈائریکٹر پروفیسر مرزا محمد منور مہمانِ خصوصی تھے اور انہیں پاکستان کے حوالے سے اقبال پر ایک توسیعی لیکچر کی دعوت دی گئی تھی۔ (ان کے لیکچر کو ٹیپ بھی کیا گیا)

اس سال انٹر ہاؤس پاکستانیات کا مقابلہ ٹیپو سلطان ہاؤس نے جیتا۔

اس سال ہر صبح کی اسمبلی کی روایتی اردو، انگریزی تقریروں کے علاوہ کلاسز کے دوران دسویں اور بارہویں جماعت کے لئے بطور خاص ہفتہ میں ایک پیریڈ پبلک اسپیکنگ کے لئے مختص کیا گیا۔ ۸۹۔۱۹۸۸ء ہی میں ہر مہینہ کی آخری جمعرات کو شعبہ انگریزی کے میجر محمد بشیر کے لیڈر شپ پر لیکچرز کا سلسلہ بھی کچھ عرصہ چلا۔ دسمبر ۱۹۸۸ء کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے موقع پر طارق حبیب، آفتاب رمیض نے اردو تقریر کی جس کا عنوان تھا ''میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر'' غازی کمال نے انگریزی تقریر کی جسکا عنوان تھا:

"The secret of education lies in respecting the Pupils."

طارق حبیب، نجف عباس اور دوسرے ہمنواؤں نے ملی نغمہ گایا۔ بول تھے۔

''میں بھی پاکستان ہوں تو بھی پاکستان ہے''

ان سرگرمیوں کے علاوہ ۱۹، ۲۰ اکتوبر کو ایچی سن کالج لاہور کے انٹر کالجیئیٹ اردو انگریزی تقریری مقابلوں میں کالج کی دو ٹیموں نے بھی حصہ لیا۔ اردو ٹیم میں ظفر اقبال اور فیصل رانا اور انگریزی ٹیم میں عاکف مشتاق اور طلحہ شامل تھے۔ ڈیبیٹنگ سوسائٹی ہی کے زیر اہتمام اس سیشن میں توسیعی لیکچروں کا سلسلہ ایک بار پھر شروع کیا گیا۔ (جس کی تفصیل توسیعی لیکچرز کے باب میں دی گئی ہے)

☆☆☆☆☆☆

لٹریری سرکل، بزم ادب، لٹریری سوسائٹی

اگست ۱۹۵۷ء میں مسٹر راشد کی سرکردگی میں لٹریری سرکل کو ایک مشغلہ کے طور پر شروع کیا گیا۔ سرکل کا مقصد ادبی ذوق کی آب یاری کے علاوہ ادبی مطالعہ کو فروغ دینا تھا۔ جمعہ کی سہ پہر کو سکین ہاؤس کے ریڈنگ روم میں اس کے اجلاس ہوتے تھے۔ ضمیر حسین، حفیظ ایاز، ممتاز اختر، سلیم اختر کیانی، احمد شاہد پرویز، شمس الحق مولا، اس ادبی مجلس کے ابتدائی ممبر تھے۔ سال ۵۸۔۱۹۵۹ء میں جمعہ اجلاس، جن میں اراکین اپنی ادبی تخلیقات پیش کرتے تھے جاری رہے۔ ساتھ ہی لٹریری سرکل نے ایک بک کلب کی صورت اختیار کر لی جس میں کتابوں کی باتیں ہوتی تھیں۔ اور اراکین کو ادبی اور علمی کتابیں پڑھنے کے لئے دی جاتی تھیں۔ لن یونانگ کی کتاب "دی آرٹ آف لونگ اور اسی نام کی فرانسیسی مصنف آندرے موروا کی کتاب، بڑے شوق سے پڑھی گئیں اور ان پر گفتگو ہوئی۔ تاریخ کی کتابوں میں تزک جہانگیری اور تزک بابری مقبول ہوئیں۔ ۶۰۔۱۹۵۹ء میں لٹریری سرکل نے قومی زبان اور ذریعہ تعلیم اور تعلیم میں فنون لطیفہ کی جگہ کے موضوعات پر مذاکرے کرائے۔ اور لٹریری سرکل میں یہ مقالات و افسانے پڑھے گئے۔ مثلاً "یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے (از محمد ایوب ملک) بجلی کی فضیلتیں (از سلطان حیدر) ریاضی (مزاحیہ) (از محمود اختر) شاہین سرحد (از احمد شاہد پرویز) اور گرینڈ ٹرنک روڈ نے کہا"۔ بعد میں یہ تخلیقات ۶۰۔۱۹۵۹ء کے تربیت میں شائع ہوئیں۔ ۶۱۔۱۹۶۰ء میں بزم کی معمول کی سرگرمیوں کے علاوہ بزم کے چار ممبروں خالد نواز، شمس الحق مولا، ادیب انور اور عزیز الحق مرزا نے لاہور ایجوکیشن بورڈ کے زیر اہتمام جی کے اور انشا پردازی کے مقابلوں میں حصہ لیا۔ ۶۳۔۱۹۶۲ء میں سرکل نے آئی ایس ایس بی کی تیاری کے لئے ایک سٹڈی کی صورت اختیار کر لی زیادہ ادبی تخلیقات سامنے نہیں آئیں ۶۳۔۱۹۶۴ء کے سیشن میں سرکل کے سیکرٹری ہارون رشید نے اپنی ٹیپو سلطان ہاؤس کیلئے ایک ترانہ لکھا۔ سرکل میں پڑھی ہوئی تخلیقات جیسے ہارون رشید کی نظم ایک تمنا، ذوالفقار راشد کا انشائیہ دل کی دل میں اور مشتاق فرید کا رپورتاژ کافروں کے دیس میں، ۶۴۔۱۹۶۳ء کے تربیت میں شائع ہوئیں۔ ۱۹۶۴ء کے بعد سرکل کی سرگرمیاں ادبی ٹیلنٹ کی کمی اور اس سے زیادہ ماحول کی ناسازگاری کی وجہ سے سرد پڑتی گئیں۔ تا آنکہ ۱۹۶۶ء سے بزم مکمل طور پر تعطل کا شکار ہوگئی۔ کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق کے ۷۵۔۱۹۷۴ء میں چارج لینے پر جہاں اور بہت سی ادبی و علمی سرگرمیاں شعبہ تحقیق و ترقی اور توسیعی لیکچرز شروع ہوئیں وہاں لٹریری سرکل کو بزم ادب کے نام سے مسٹر سعید راشد کی سرکردگی میں نئی زندگی ملی اس سال کے تربیت کے اداریہ میں مسٹر علوی نے لکھا۔

"اس سال بزم ادب قائم کر کے ایک بڑی ضرورت پوری کر دی گئی ہے۔ کیونکہ بہر صورت ان ذہین طلبا کو بھی اظہار کے مواقع ملنے چاہئیں جو تخلیقی، ادبی اور فنی صلاحیتوں سے زیادہ بہرور ہیں۔ اور ان کی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی کرنے اور انہیں صیقل کرنے کی ضرورت ہے۔ بزم ادب کے اجلاسوں میں با صلاحیت طلبا افسانے، نظمیں اور مضامین پڑھتے ہیں جن پر بعد میں تنقیدی گفتگو کی جاتی ہے۔ اردو کے علاوہ انگریزی تحریروں اور معاشرتی موضوعات پر بات چیت کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے" اس سال کی تربیت میں بزم کی نظم و نثر کی تخلیقات سے عشق، سراب، ہم نوجواں، مجاہد، غزل، کنواں کھودنے کے بعد (افسانہ) پہلا سبق (مزاحیہ) سڑک کے کنارے (افسانہ) شائع ہوئیں۔

۷۶۔۱۹۷۵ء کے سیشن میں بزم کے سربراہ کالج کے شاعر استاد مسٹر محمد اشرف مقرر ہوئے اور بزم خوب چمکی۔ اس سال بزم کے اجلاسوں میں میجر صدیق سالک، جناب ابن الحسن، جناب مبارک احمد اور پروفیسر حسن عسکری کاظمی نے بطور مہمانِ خصوصی شرکت کی۔ جناب صدیق سالک سے ان کی کتاب ہمہ یاراں دوزخ کے حوالے سے انٹرویو لیا گیا۔ اور جناب ابن الحسن نے اپنے مجموعہ کلام جوئے تشنہ سے جستہ جستہ کلام سنایا۔ جناب مبارک احمد نے اپنی نثری نظمیں اور حسن عسکری کاظمی نے اپنا تازہ کلام سنایا۔ اس سال بزم کی سرگرمیاں اپنے عروج پر رہیں اور بزم میں پڑھی ہوئی تخلیقات طارق حسین کی نظم نئی چال چلنے سے روکو، اختر نواز کی نظم دنیا، محمد ظفر کی غزل اور جناب محمد اشرف کی غزل تربیت کے ۷۶۔۱۹۷۵ء گولڈن جوبلی نمبر میں شائع ہوئیں۔ اس طرح زبیر احمد سالاریہ کا افسانہ تعجب، نیز اقبال کا افسانہ ملاپ ظفر اقبال کا طنزیہ مضمون ڈرامہ نگار اور محمد طارق کا رپورتاژ بھی اسی "تربیت" میں شائع ہوئے۔

۱۹۷۶-۷۷ء میں بزم کے ایک خاص مہمان جناب کرنل محمد خان تھا۔ جن سے بجنگ آمد اور بسلامت روی کے حوالے سے انٹرویو لیا گیا۔ ۱۹۷۶-۷۷ء کے ترِبیت میں بزم ادب میں پڑھی ہوئی مندرجہ ذیل تخلیقات شائع ہوئیں۔

تنہائی (نظم) نوشاد حمید گل، ملت کے نام (نظم) جمشید لطیف (غزل)، راشد امین اور ایک سبق (افسانہ) محمد اقبال نسیم۔

۱۹۷۷ء میں بزم کے پیٹرن کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق کے تبادلے اور آفیسر انچارج مسٹر محمد اشرف کا کالج کو خیر باد کہنے سے بزم ایک سال تعطل کا شکار رہی۔

۱۹۷۸-۷۹ء میں بزم کے نگران پروفیسر محمد مشتاق مقرر ہوئے۔ اس سال کسی معروف شاعر یا ادیب نے بزم کے کسی جلسہ کی صدارت نہیں کی۔ لیکن کالج کی سطح پر سال میں تین نشستیں ضرور ہوئیں۔ اور ارشد حسین، شاہد نیاز، علی مظفر اور مسعود اشرف کی شعری تخلیقات ۱۹۷۸-۷۹ء کے ترِبیت میں شائع ہوئیں۔ اس سال بزم کے سیکرٹری کے فرائض جاوید افضل نے انجام دیئے۔ ۱۹۷۸-۷۹ء کے بعد بزم پھر چند سال تعطل کا شکار رہی۔

۱۹۸۳ء میں نئے کمانڈانٹ بریگیڈیر آئی آر صدیقی نے نہ صرف بزم ادب کو زندہ کیا بلکہ دائرہ کار کو وسیع کیا۔ پروفیسر سعید راشد اس کے نگراں مقرر ہوئے۔ سیکریٹری امان اللہ کو بنایا۔ جون ۱۹۸۳ء کے پہلے اجلاس میں عاطف ڈار، سہیل فاروق عامر ضیاء الرحمٰن اور محمد خان نے اپنے مضامین کہانیاں اور انشائیے پڑھے۔ بزم کے سرپرست کمانڈانٹ بریگیڈیر صدیقی مہمانِ خصوصی تھے۔ اپنی تخلیقی سرگرمیوں کے علاوہ بزم نے اکتوبر ۱۹۷۳ء میں انٹر ہاؤس بزم لطائف اور کارٹون شو کا اور نومبر ۱۹۸۳ء میں کالج کی ڈیبیٹنگ سوسائٹی کے فنکشن کے بعد بزم نے اقبال کوئز اور اقبال بیت بازی کا اہتمام کیا۔ اور اقبالیات پر کتابوں کی نمائش کرائی۔

۱۹۷۴-۷۵ء

بزم کا نام لٹریری سوسائٹی کر دیا گیا۔ نگران پروفیسر سعید راشد ہی رہے اور اس کے دائرہ کار میں مزید وسعت دی گئی۔ سوسائٹی نے اس سال جونیئرز اور سینئرز کے لئے اردو انگریزی انشاپردازی، اردو انگریزی بک ریویو اور جنرل نالج کے مقابلوں کا اہتمام کیا۔ ۱۲ نومبر ۱۹۷۴ء کو سوسائٹی نے انٹر ہاؤس اقبالیات کا پہلا مقابلہ کرایا جو اقبال بیت بازی اور اقبال شو پر مشتمل تھا۔ میزبانی کے فرائض سیکریٹری زاہد محمود نے انجام دیئے۔ سوسائٹی کے ادبی اجلاسوں کے مہمانِ خصوصی کمانڈانٹ بریگیڈیر عثمان شاہ، پروفیسر عین الدین علوی اور میجر رئیس احمد صدیقی تھے۔ فروری ۱۹۸۵ء سے سیکرٹری شپ آصف سعید راشد نے سنبھالی۔ لٹریری سوسائٹی کے اجلاسوں میں ندیم آصف، نیر حیات، راشد محمود، شہزاد محمود نے اردو میں اور ثاقب جہانگیر آصف سعید اور احمد کمال نے انگریزی میں اپنی تخلیقات پیش کیں۔

۱۹۸۵-۸۶ء

نگران پروفیسر سعید راشد۔ سیکریٹری۔ آصف سعید راشد۔

اس سیشن میں لٹریری سوسائٹی نے بزم لطائف اردو انگریزی مضمون نگاری، اردو انگریزی بک ریویو، انٹر ہاؤس اقبالیات، انٹر ہاؤس جنرل نالج مقابلوں کے علاوہ ۱۱ ستمبر کو ایک نئے انٹر ہاؤس مقابلے، انٹر ہاؤس پاکستانیت کا اہتمام بھی کیا۔ انٹر ہاؤس اقبالیات انٹر ہاؤس پاکستانیات کی کمپیئرنگ سیکریٹری آصف سعید راشد نے کی۔ سوسائٹی کی ادبی مجلسوں میں سہیل فاروق، شہزاد محمود، صہیب بھٹی۔ احمد کمال اور آصف سعید نے اپنی تخلیقات پیش کیں۔ ۱۹۸۶-۸۷ء میں بھی لٹریری سوسائٹی نے پروفیسر سعید راشد کی نگرانی میں اپنی روائتی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔ اور انٹر ہاؤس پاکستانیت، اقبالیات اور دوسرے تحریری مقابلے کروائے۔ صرف دو ادبی اجلاس ہوئے۔

۱۹۸۷-۸۸ء

اس سال سوسائٹی کے نگران پروفیسر محمد مشتاق مقرر ہوئے۔ اس سیشن میں سوسائٹی نے معمول کے مقابلے کے علاوہ عید میلاد النبیؐ اور جشن ختم قرآن کی تقاریب کا اہتمام بھی کیا۔

۱۹۸۸-۸۹ء

اس سیشن میں سوسائٹی کا یہی معمول رہا۔ لیکن ۱۹۸۷-۸۸ء اور ۱۹۸۸-۸۹ء دونوں سالوں میں سوسائٹی کی تخلیقی سرگرمیاں تعطل کا شکار رہیں۔

کالج میگزین

کالج میگزین کا آغاز گزٹ کے نام سے ۱۹۴۶ء میں ہوا۔ آٹھ صفحات کا سائیکلوسٹائل کیا ہوا پہلا پرچہ ستمبر ۱۹۴۶ء میں کیڈٹ آفیسر (بعد میں لیفٹیننٹ جنرل) سعادت علی خان کی ادارت میں شائع ہوا۔ پہلے پرچے کی صرف بیس کاپیاں نکالی گئی تھیں۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے اس کی حیثیت ماہانہ خبرنامہ کی سی تھی جس میں کالج سپورٹس اور دوسری سرگرمیوں کی رپورٹ کے علاوہ ایک دو مضامین اور چند لطیفے بھی ہوتے تھے۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی صبح یوم آزادی کے مبارک موقع پر اس کالج گزٹ کا ایک خصوصی نمبر شائع ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں لیفٹیننٹ جنرل سعادت علی خان لکھتے ہیں۔

"اس وقت آزادی کا جوش و خروش اتنا زیادہ تھا کہ یوم آزادی کے موقع پر کالج گزٹ کا ۱۶ صفحات کا سپیشل نمبر نکالا گیا تھا۔ اس کے سرورق کی تمام کاپیوں پر پاکستان کا جھنڈا رات بھر میں اپنے قلم اور پنسل سے بناتا رہا۔ اس میں قائداعظم کی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی پاکستان ریزولیوشن کی سپیچ کا اقتباس بھی دیا گیا تھا۔ اندر پاکستان کا ایک نقشہ بھی تھا۔ جس میں حیدر آباد اور کشمیر کی ریاستوں کو پاکستان میں دکھایا گیا تھا۔

ستمبر ۱۹۴۷ء میں گزٹ کے ایڈیٹر سعادت علی خان کے پی ایم اے چلے جانے کے بعد یہ پرچہ تعطل کا شکار رہا۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کے بعد ایک پرچہ فروری میں نکلا کالج میگزین کا پہلا باقاعدہ مطبوعہ پرچہ کنگ جارج رائل پاکستان ملٹری کالج میگزین (جہلم) کے نام سے اپریل ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا۔ اس کی شان نزول کے بارے میں اس میگزین کے ایڈیٹوریل کے شروع میں ایک صفحہ پر یہ عبارت ملتی ہے۔

" It is the first time that we have been able to bring out the college magazine in the printed form. So far we have contented ourselves with a cyclostyled College Gazette...."

اس کے ایڈیٹوریل بورڈ میں یہ نام تھے۔ ایڈوائزر کیپٹن اے ایچ ابراہیم، لیفٹیننٹ ایم اے اے ہاشمی، مسٹر اقبال احمد

ایڈیٹرز:

۱۳۰۵ کیڈٹ آفیسر حق نواز۔ ۱۲۲۳ سی کیو ایم ایس محمد اکرم۔ ۱۳۷۱ کیڈٹ سارجنٹ ذوالفقار علی۔

پہلے صفحہ پر مضامین کی یہ فہرست دی گئی تھی۔

CONTENTS

تیسرے صفحہ پر کمانڈر انچیف سر جنرل ڈگلس گریسی کے پیغام کا متن دیا گیا تھا۔ اس کے سامنے دائیں طرف جنرل موصوف کی تصویر تھی۔

کمانڈر انچیف کا پیغام

MESSAGE FROM
General Sir Douglas Gracey, K.C.I.E CBE, MC
Commander-in-Chief, Pakistan Army
Rawalpindi West Punjab Pakistan

I wish every success to the K.G.R.P.M College Magazine of which this first number will, I am sure, begin a long life, Your Magazine will form a happy link between cadets at the College and those who have left, and will keep all of us in touch with your activities, serious and gay, studious and sporting.

I am sure that all will contribute to it, so that a very high standard, worthy of the College, can be maintained in the production of it.

General Sir Douglas Gracey,
K.C.I.E, C.B.E, M.C
Commander-in-Chief Pakistan Army
19th April, 1948

انگریزی کا حصہ ۳۲ صفحات پر مشتمل تھا جس کے آخر میں کمانڈانٹ میجر فیاض حسین زیدی اور چیف انسٹرکٹر کیپٹن محمد وزیر خان ملک کے ساتھ کیڈٹ آفیسرز کا گروپ فوٹو تھا۔

میگزین میں ۱۲ صفحے اردو کے بھی تھے۔ جس کی ادارت ۱۲۲۳ محمد اکرم ظفر کے سپرد تھی۔ اردو کے حصے کی کوئی علیحدہ فہرست مضامین نہیں تھی۔ مضامین یہ تھے۔

۱۔ کالج کی سحر (نظم) محمد اکرم ظفر ۱۲۲۳۔ ۲۔ معصوم قاتل (افسانہ) علم الدین ۱۵۹۴۔ ۳۔ مسلمانوں کی سیاسی ترقی اور قائداعظم محمد علی جناح محمد اکرم ظفر ۱۲۲۳۔ ۴۔ نرس۔ افسانہ۔ ۵۔ دلچسپیاں (مزاحیہ) رسد اور طلب۔ تین کے تین۔ ۶۔ (نظم) فیاض۔ حصہ اردو کی پہلی نظم کالج کی سحر کے چند شعر یہ ہیں۔

دل اور دماغ پر اک مستی سی چھا رہی ہے ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے نیند آ رہی ہے
وہ اٹھ رہا ہے اوپر پر چم ہلال اپنا بادِ نسیم اسکو اب پھڑ پھڑا رہی ہے
چھ بج چکے ہیں یارو ہے وقت جاگنے کا دفتر سے صور کی اب آواز آ رہی ہے
ہائے خدا راہ بیوگلر کچھ اور سونے دینا بستر سے اٹھ رہے ہیں پر نیند آ رہی ہے
بس اٹھ کھڑے ہوا اکرم غفلت کی نیند چھوڑو اب باندھ لو کمر تم ڈیوٹی بلا رہی ہے

ایڈیٹوریل

چیف ایڈیٹر آفیسر حق نواز نے انگریزی کے ایڈیٹوریل میں لکھا کہ یہ کالج کا پہلا مطبوعہ رسالہ ہے۔ اس سے پہلے سائیکلو اسٹائلڈ پرچہ کالج گزٹ کے نام سے

نکلتا تھا۔ پھر یہ وضاحت کی کہ یہ رسالہ تجربہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس اداریہ میں رسالہ کے مضامین کے بعد گزشتہ سال کے اہم واقعات کا تذکرہ بھی تھا۔ پرانے کمانڈانٹ میجر اورنگ زیب کو خدا حافظ اور نئے کمانڈانٹ میجر سید فیاض حسین زیدی کو خوش آمدید کہا گیا۔ اداریہ کے آخر میں معزز مہمانوں وزیر اعظم پاکستان خان لیاقت علی خان، فیلڈ مارشل سر کلاڈ آکنلک کمانڈر انچیف جنرل گریسی، ڈی ایم ٹی بریگیڈیر جیراڈ اور جی ایس او ون ایجوکیشن لیفٹیننٹ کرنل ماجد علی جعفری کی آمد کا ذکر بھی تھا۔

اس پہلے شمارہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں انسٹرکٹر ایڈیٹرز کے نام مشیروں (ایڈوائزر) کے طور پر اور اصل ایڈیٹرز کے طور پر تین سنئیر طلباء کے نام تھے۔ جیسا کہ ان میں سے دو ۱۲۲۳ (بریگیڈیئر) اکرم ظفر اور ۱۳۷۱ (ایئر چیف مارشل) ذوالفقار علی خان نے ۱۹۸۶ء میں کتاب "چراغوں کی قطار" کے سلسلہ میں پروفیسر سعید راشد سے اپنے انٹرویوز میں تصدیق کی کہ ان کے نام سے جو مضامین شائع ہوئے وہ واقعی ان کے لکھے ہوئے تھے۔ اور رسالہ کی ایڈیٹنگ میں بھی ان کا کافی حصہ تھا۔

۱۹۴۸_۴۹ء

کے سیشن کا کالج میگزین کا دوسرا شمارہ کنگ جارجز رائل پاکستان ملٹری کالج میگزین کے نام سے مئی ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا۔ اس کا ایڈیٹوریل بورڈ یہ تھا۔ ایڈوائزر۔ کیپٹن اے ایچ ابراہیم ایم اے بی ٹی، ایڈیٹر انچیف۔ کیپٹن منظور الرحمٰن ایم اے۔ سٹاف سپروائزر۔ مسٹر ضمیر احمد صدیقی ایم اے بی ٹی علیگ انگریزی، مسٹر مفتاح الدین ظفر ایم اے اردو، سٹوڈنٹ ایڈیٹرز۔ ۹۸۲ سی او مہر خان انگریزی، ۱۲۲۳۔ سی او محمد اکرم اردو۔
انگریزی کے حصہ کی ترتیب یہ تھی۔

CONTENTS

گوشۂ اردو کی فہرست یہ تھی۔

آہ قائد اعظم (ایڈیٹر) شذرات (ایڈیٹر) باری تعالیٰ (نامی ایم اے علیگ)۔ نعت (سید منظور حسن منظور)۔ مرگِ شہادت (۱۰۳۳ ابرار حسین ملک)۔ سالِ نو (۹۹۶ محمد یٰسین ایف ایس سی)۔ وہ کنواں (افسانہ)۔ (۲۲۳ محمد اکرم ظفر)۔ اپنے خدا سے (۱۱۷۵۲ امیر الحق ایف ایس سی) مجاہد بچہ اور ماں (مرزا عبدالحمید وفا ایم

اے)۔ ''میں بھی ایک ادیب ہوں'' (۹۲۷ شمشیر علی ایف ایس سی)۔ ''اقبال کا ایک شعر'' (م۔ظ) ''نور جہاں کے مزار پر'' (۱۶۲۰ ایم اے بدر ایف ایس سی)۔ ''دلچسپ معلومات'' (محمد گلزار درجہ نہم)۔ ''ندی کنارے'' (۲۸۸ شمشاد مرزا)۔ ''رمضان شریف میں'' (۱۳۸۸ سید منظور حسین بخاری)۔ ''ماں'' (عبدالعزیز خان ایف ایس سی)۔ ''افسانہ نگاری'' (مفتاح الدین ظفر)۔ ''نظم الوداعیہ'' (مرزا عبدالحمید وفا ایم اے)

تجزیہ

۴۹۔۱۹۴۸ء کے میگزین کا انگریزی کا حصہ ۶۰ صفحات اور ۲۲ عنوانات پر مشتمل تھا۔ جن میں ۹ مضامین طلباء کے، ۵ تحریری سٹاف کی تھیں۔ اور کالج، ہاؤسز اور سپورٹس کی رپورٹیں بھی شامل تھیں۔ اردو کے حصہ میں ۳۲ صفحات تھے۔ اور ۱۸ عنوانات میں سے ۱۰ مضامین طلباء اور ۱۴ سٹاف کے تھے۔ دو نظمیں باہر کے ادیبوں کی شامل کی گئیں۔ دو تحریریں ایڈیٹر کے قلم سے نکلیں۔

اس شمارہ میں صرف ایک فوٹو پاکستانی ایڈ جوٹینٹ جنرل میجر جنرل این اے ایم رضا کا تھا۔ اس شمارہ کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ اس میں قائداعظم پر ایک مضمون انگریزی میں ایک تعزیت نامہ اردو میں شامل تھا۔ اسی پرچہ میں کالج سانگ پہلی بار شائع ہوا۔ اس میں کالج کی ۳ مئی ۱۹۴۸ء کی پہلی ری یونین کی روداد بھی چھپی۔

۵۰۔۱۹۴۹ء

کالج میگزین کا تیسرا شمارہ اسی نام سے مئی ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔ اس سال اس کے ایڈیٹوریل بورڈ میں مسٹر فضل حق حیدری شامل ہوئے۔ اور اردو حصے کی ادارت اردو کے نئے استاد مسٹر سراج احمد علوی کے سپرد ہوئی۔ انگریزی مضامین کی فہرست یہ تھی۔

1.	Editorial	
2.	Looking back-College Chronicle	
3.	Song of our College	
4.	The Other Side of the Hilal	CSM Mirza Mohammad Saeed
5.	Good-will for All	1407 L/Capt Bashir Ahmed
6.	Discipline	1715 L/Capt K. Hussain
7.	Short-cut	1781 Cadet M.Jamil Khan
8.	A Picnic	1738 Cadet Sultan Ahmed
9.	Sons of Pakistan	1781 Cadet Mohammad Jamil Khan
10.	Life is Like That	1485 CO Mohammad Manzur
11.	Am I Interested in Prayers?	Mr. Z.A Siddiqui
12.	The Piffers Week	
13.	Humorous Snap-Shots	Mr. F.H. Hydri
14.	Geography of Today	Mr. Sultan Hussain Shamsi
15.	Quiz	1515 C.S.M. Jamil Gul
16.	Experience of an E-d-er	1805 L/Cpl Fazal
17.	A Run to 98 Mile Stone	1668 Sgt, Gul Badshah
18.	So Did I	1577 Cadet Bashir Ahmed
19.	Meeting An Old Friend	F.M. Auckinlek
20.	Sharpen Your Wits	F.H.H
21.	Bankruptcy of the Proud Sterling	Mr. M.D. Azfar M.Sc L.T.
22.	Off for the Holidays!	1564 C.O Usman Khan

مئی ۱۹۵۰ء کے میگزین میں اردو مضامین کی فہرست یہ تھی۔

۱۔ نقوش (ادارہ)

۲۔ اردو کا سعدی (سراج احمد علوی)
۳۔ تین وصیتیں (محمد جمیل خان ہشتم الف)
۴۔ کالج سے واپسی (کیڈٹ آفیسر محمد صدیق شاد ۱۳۹۱)
۵۔ زندگی زندہ دلی کا نام ہے (لانس کارپورل علی اختر کیانی)
۶۔ کارخیر (سردار علی ایف ایس سی)
۷۔ ایک نہر کے کنارے (سراج احمد علوی)
۸۔ سنہرے مقولے آر ایچ اختر ۱۳۴۲
۹۔ ادھوری کہانی کیڈٹ آفیسر سلیم جنجوعہ ۱۲۲۱
۱۰۔ روزمرہ کی سائنس محمد ظہور راجہ ۱۵۳۴
۱۱۔ بیاض کا ایک ورق غلام احمد قریشی ایف ایس سی ۱۲۹۴

تجزیہ

انگریزی کے ۵۸ صفحات، اردو کے ۳۲ صفحات پر مشتمل اس میگزین میں گزشتہ جلسہ تقسیم انعامات کے چار، ایف اے سی سی کا ایک، نیول چیف کموڈور صدیق چوہدری اور ایجوکیشن منسٹر فضل الرحمٰن کی آمد کا ایک ایک، فیلڈ مارشل آکنلک کی وزٹ کے دو، ہاکی میچ کا ایک، ڈبل سکواڈ کا ایک، پکنک کے تین چھوٹے بڑے فوٹو دیئے گئے۔اس رسالہ میں انگریزی سیکشن میں بازگشت کے عنوان سے سال بھر کی سرگرمیوں، تبدیلیوں اور مہمانوں کی آمد کی گوشوارہ پیش کیا گیا۔اس شمارہ میں غالباً حیدری صاحب کے ایڈیٹوریل سٹاف میں شامل ہوجانے کی وجہ سے انگریزی کی چار نظمیں تھیں۔

کالج سانگ، سنز آف پاکستان کے علاوہ ایک بہت شوخ نظم یہ تھی۔

Our A. O Lieutenant Wahab,
Often acts like a fitful nabob.
He is so sweet.
And fond of Act-a-Fit.
But that's when he is not at his job

ایک اور مزاحیہ نظم (So Did I) اس طرح شروع ہوتی ہے۔

It was a bleak and chilly day,
A day you'd like in bed to stay;

۱۹۵۰۔۵۱ء

کالج میگزین کا پہلا شمارہ تھا۔ جو تربیت کے نام سے مئی ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔اس کے چیف ایڈیٹر انسٹرکٹر کیپٹن اے ایچ ابراہیم تھے۔انگریزی کے ایڈیٹرز کے پینل میں مسٹر سعید الحسن رضوی، مسٹر ایف ایچ حیدری اور ۱۴۴۷ کیڈٹ آفیسر سجاد حسین کا نام تھا۔اور اردو سیکشن کی ادارت میں مسٹر سراج احمد علوی، مسٹر سعید راشد اور ۱۲۱۴ کیڈٹ آفیسر محمد سعید شامل تھے۔

اس رسالہ میں سلور جوبلی نمبر بھی تھا۔اس میں نومبر ۱۹۵۰ء کی سلور جوبلی کی روداد تھی۔اور سلور جوبلی کی رعایت سے کالج کے اولین معماروں کے مضامین تھے۔

انگریزی مضامین کی فہرست یہ تھی۔

CONTENTS

اردو سیکشن کے عنوانات یہ تھے۔

''نقوش'' (ادارہ) ''جشن مسرت'' (نظم) (لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسن زیدی کمانڈانٹ) ''کالج کا سنگ بنیاد'' (اردلی گل محمد) یہ ''کے جی کالج ہے'' (جناب سعید راشد صاحب بی اے بی ٹی) ''ننھے مجاہد'' (نظم) (لیفٹیننٹ ایم۔ آر تبسم قریشی) ''ابراہیم لنکن'' (سراج احمد علوی) ''غزل'' (۱۵۶۴ محمد عثمان خان سابق سنئیر کیڈٹ آفیسر) ''قدرت کے کمالات'' (۱۶۲۶ کیڈٹ کارپورل عبدالرزاق درجہ دہم الف) ''بادہ کہن'' (۱۶۰۷۷ کیڈٹ محمد گلزار متعلم درجہ نہم) ''شہلا'' (افسانہ) (۱۵۵۱ کارپورل خادم سلطان درجہ نہم) ''پھول کی کہانی'' (نظم) (س۔ع) ''اپنے وطن میں'' (۱۵۲۴ سارجنٹ منظور حسین عباسی درجہ دہم الف) ''عدلِ جہانگیر'' (۱۶۱۴ مرزا محمد سعید کیڈٹ ایڈ جوٹنٹ متعلم درجہ دہم، ب) ''شعر و نغمہ'' (نظم) (جناب سراج احمد علوی) ''نا قابل فراموش'' (افسانے) (۱۷۷۹ کارپورل سید محمد مفتون درجہ نہم، الف م ۱۷۸۱ کارپورل محمد جمیل درجہ نہم، الف، ۱۸۳۳ کیڈٹ محمد فاروق درجہ نہم الف) ''اچھے شہر'' (۱۶۶۸ کیڈٹ آفیسر گل بادشاہ) ''یادرفتگان'' (مدیر خصوصی) ادارہ تحریر، سراج احمد علوی ایم۔اے، محمد سعید راشد بی۔اے۔بی۔ٹی، کیڈٹ ایڈ جوٹنٹ مرزا محمد سعید متعلم درجہ دہم۔

تجزیہ

انگریزی کے ۹۹ اور اردو کے ۵۶ صفحات پر مشتمل تربیت کا یہ شمارہ بہت قیمتی تاریخی دستاویز ہے۔ جیسا کہ فہرست سے ظاہر ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں کالج کے معماران اوّل کرنل ریڈفورڈ، کرنل سلیبی اور سٹیبنگ کے مضامین کے علاوہ کالج کی عہد بہ عہد ترقیوں کے جائزہ پر مشتمل ایک مضمون اس وقت کے

کمانڈانٹ کرنل زیدی کا بھی تھا۔ دوسرے حصے میں سلور جوبلی سانگ کے علاوہ سلور جوبلی کی روداد اور دوسرے بہت قیمتی معلومات کے حامل ہیں۔

SILVER JUBILEE FLASHES عنوان سے نظم بھی خاصہ کی چیز ہے۔

The College never looked so bright.
With everyone so drunk with glee.
As on that day of days that hailed.
Her Silver Jubilee!
The Old Boys came from far and high
And many a friends in full array.
While Gracey gave a graceful touch.
To the pageant and display.
With a beam of joy in every eye,
And hearts aglow with love and pride,
Old pals embraced each other, while
Formality stood aside!

اردو سیکشن میں کالج کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب کا آنکھوں دیکھا حال اردلی گل محمد کی زبانی اور سلور جوبلی کا ترانہ۔

"اب جشن مسرت آ پہنچا پھر گیت خوشی کے گانے دو"

دلچسپ چیزیں تھیں۔ اس کے علاوہ اس شمارہ میں سلور جوبلی کے مہمانِ خصوصی کمانڈر انچیف جنرل ڈگلس گریسی کی تقسیم انعامات کے موقع پر کی گئی ایک بہت قیمتی پالیسی تقریر بھی نقل کی گئی ہے۔ اس تقریر کو کالج کے لئے میگنا کارٹا کی حیثیت حاصل ہے۔

اس رسالہ کی ایک قابل ذکر بات یہ تھی کہ اس کے شروع میں ہز مجسٹی کنگ جارج پنجم کا پورے صفحے کا ایک فوٹو بھی شامل تھا۔ جس کے اوپر لکھا تھا۔

"Founder of the Royal College" اس تصویر کے بالمقابل قائداعظم کی ایک چھوٹی تصویر کے نیچے ان کا یہ قول درج تھا۔

"God has given us a grand opportunity to show our worth as architects of a new state. Let it not be said that we did not prove equal to the task.

فوٹو

جارج پنجم اور قائداعظم کی تصویروں کے علاوہ اس رسالہ میں یہ فوٹو گراف بھی شامل تھے۔

۱۔ کمانڈر انچیف کے ساتھ اولڈ بوائز کا گروپ فوٹو۔ ۲۔ مین گیٹ کا فوٹو سلور جوبلی چراغاں کی حالت میں۔

۳۔ سلور جوبلی کی تقریبات کے ۵ فوٹوز۔ ۴۔ سلور جوبلی کنسرٹ کے ۶ فوٹوز۔ ۵۔ نئے اور پرانے چیف انسٹرکٹر کیپٹن ملک اور کیپٹن ابراہیم کے دو فوٹو۔

۶۔ ۱۹۳۹ء کے پریفیکٹس اس وقت کے کمانڈانٹ میجر سٹیننگ کے ساتھ گروپ فوٹو ۷۔ ۳۰-۱۹۲۵ء کے سٹاف گروپ فوٹو،

۸۔ ۳۳-۱۹۳۰ء کے سٹاف کا گروپ فوٹو۔ ۹۔ جنرل گریسی کے ساتھ ۱۹۵۰ء کے سٹاف کا گروپ فوٹو،

۱۰۔ رائل کالج کے تین ابتدائی معماروں کے فوٹو۔ (لیفٹیننٹ کرنل ریڈفورڈ، لیفٹیننٹ کرنل ڈبلیو ٹی سلیبی، لیفٹیننٹ کرنل ٹی ایچ ایل سٹیننگ)

۱۱۔ ایف اے سی سی کے اراکین کا گروپ فوٹو۔ ۱۲۔ ۱۹۵۱ء کی سپورٹس ٹیموں کے ۳ فوٹو۔ ۱۳۔ ۱۹۵۱ء کے سٹاف کے دو گروپ فوٹو۔

۱۴۔ میجر اورنگ زیب سابق کمانڈانٹ، ۱۵۔ لیفٹیننٹ کرنل سید فیاض حسین زیدی،

۱۶۔ ۱۹۳۹ء میں آئی ایم اے کے پہلے کے جی کیڈٹس کا گروپ فوٹو، ۱۷۔ وار میموریل۔

تبصرہ

تربیت کا یہ شمارہ دستاویزی قدر و قیمت رکھتا ہے۔

۵۲-۱۹۵۱ء

چیف ایڈیٹر۔کیپٹن اے ایچ ابراہیم۔

ایڈیٹرز انگلش سیکشن کیپٹن محمد شفیع، مسٹر فضل حق حیدری ۱۲۶۸سی اوگل بادشاہ، ۱۲۶۲سی او مہدی حسن۔

ایڈیٹرز اردو سیکشن مسٹر سراج احمد علوی، مسٹر سعید راشد، ۱۳۷۴ کیڈٹ آفیسر محمد گل۔

صفحات انگریزی ۵۲ اردو ۴۸۔

فوٹو

(۱) لیفٹیننٹ کرنل ایس ایف ایچ زیدی۔ ۲۔ لیفٹیننٹ کرنل محمد رفیق۔۳۔ ۱۹۵۱ء کے سالانہ کنسرٹ کے ۴ فوٹو۔۴۔ ایف اے سی سی کے اراکین۔۵۲-۱۹۵۱ء۔ ۵۔ باکسنگ ٹیم ۱۹۵۲ء۔ ۶۔ ہیڈ رسول ورکس پر پکنک۔ ۷۔ سکین ہاؤس۔ برڈوڈ ہاؤس آ کنلک ہاؤس، رابرٹس ہاؤس کے سٹاف اور پریفیکٹس کے ۴ گروپ فوٹو۔ ۸۔ ۱۹۵۲ء کے سالانہ امتحان میں اول آنے والوں کا گروپ فوٹو کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر کے ساتھ۔

اس پرچہ میں ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو وزیر اعظم لیاقت علی خان کی شہادت پر ایک تعزیتی تحریر اور اس کے سامنے کے صفحہ پر لیاقت علی خان کا وہ پیام نقل کیا گیا جو انہوں نے قائداعظم کی وفات پر دیا تھا۔ جون ۱۹۵۲ء میں کرنل زیدی کے تبادلہ اور کرنل رفیق کی آمد پر کمان کی تبدیلی کے نام سے ایک نوٹ تھا۔ اس شمارہ میں کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ ہاؤسوں کے سپورٹس کے علاوہ ۱۵ کیڈٹس کے مضامین شامل تھے۔ اردو سیکشن میں عنایت علی اردلی کا تاریخی اہمیت کا حامل ایک مضمون " کالج میں میرے بیس سال" چھپا۔

ایڈیٹوریل بورڈ

چیف ایڈیٹر میجر اے ایچ ابراہیم۔ ایڈیٹرز انگلش سیکشن کیپٹن محمد شفیع، مسٹر فضل حق حیدری، کیڈٹ سارجنٹ محمد یونس، ایڈیٹرز اردو سیکشن مسٹر سعید راشد، ۱۷۸۱ کیڈٹ آفیسر محمد جمیل۔ صفحات انگریزی ۵۵۔ اردو ۵۴۔

۵۳-۱۹۵۲ء کے " تربیت " پر جون ۱۹۵۳ء لکھا ہے۔ لیکن چونکہ اس میں نومبر ۱۹۵۳ء کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی جنرل محمد ایوب خان کے ساتھ سٹاف کا گروپ فوٹو بھی ہے۔ اس لئے یہ نومبر ۱۹۵۳ء کے بعد شائع ہوا ہوگا۔ اس شمارہ میں Panaroma کے عنوان سے کالج کی خبریں دی گئیں۔ معمول کے عنوانات سالانہ رپورٹس وغیرہ کے علاوہ انگریزی میں ایک سمپوزیم ''آنرسسٹم'' چھپا۔ اور رڈیارڈ کپلنگ کی مشہور نظم IF بھی۔

If you can keep your head when all about you
Are losing theirs and blaming it on you;
If you can trust yourself when all men doubt you,
But make allowance for their doubting too;
If you can wait and not be tired by waiting,
Or being lied about, don't deal in lies;
Or being hated, don't give way to hating,
And yet don't look too good nor talk too wise,

اور جان رسکن کا نیول کیڈٹ کالج دولوچ کے کانووکیشن کا War کے موضوع پر لیکچر کا جو اس طرح شروع ہوتا ہے،

"Remember your soldier youth, who are the hope of our country, or must be if she has any hope."

دو صفحے کا ایک اقتباس بھی اس میگزین میں شامل تھا۔

اس تربیت کے اردو سیکشن میں ایک تحقیقی مضمون ''آنرسسٹم'' پر ایک توضیحی مضمون جونیئر ہاؤس پر شائع ہوا۔ یہ دونوں تجربے اس سال شروع کیے گئے تھے۔ اسی پرچہ میں کالج کے بزرگ استاد محمد حسین صاحب کی نظم ''وطن کے نونہالو'' شائع ہوئی۔ جسکا مطلع تھا۔

وطن کے نونہالو، شاہی کالج کے جواں تم ہو
جو پاکستان قالب ہے تو اس قالب میں جاں تم ہو

اور یہ مقطع

اب تمہیں اسلاف کے کردار کو اپنانا ہے
قائدین پاک کی تاریخ کو دہرانا ہے

فروری ۱۹۵۳ء میں کالج میں خوش اخلاقی کو ترویج دینے کی مہم شروع ہوئی۔ادب وآداب سکھانے کا سلسلہ ایک تحریک کی شکل میں ابھرا۔اس موضوع پر اس تربیت میں "شکریہ" کے عنوان سے ایک موثر مضمون چھپا۔اس میں نظیر اکبر آبادی کا یہ بند بھی نقل کیا گیا تھا۔

کانٹا کسی کے مت لگا پھولا ہے تو
وہ تیرے حق میں زہر ہے کس بات پر بھولا ہے تو
تو اور تعریف کر تجھ کو ثنا خوانی ملے
کر مشکل آساں اور کی تجھ کو بھی آسانی ملے

تعزیت اورتہنیت

۱۴مارچ کی شام ہاکی کھیلتے ہوئے ۱۹۸۰ سارجنٹ محمد رقیب کی مرگ ناگہانی پر تعزیت اور ۱۸۶۶ محمد قربان کے اپریل ۱۹۵۳ء میں آرمی رسالہ میں سپیشل کے امتحان میں اول آنے پر فوٹو کے ساتھ تہنیت چھپی۔

فوٹو یہ تھے۔

۱۔ کیڈٹ آفیسرز کے ساتھ نومبر ۱۹۵۲ء کے مہمانِ خصوصی جنرل محمد ایوب خان کا گروپ فوٹو۔۲۔ نومبر ۱۹۵۳ء میں موصوف کا اسٹاف کے ساتھ گروپ فوٹو۔ ۳۔ نومبر ۱۹۵۲ء کے کنسرٹ "The Clean Sweep" اور ڈرامہ ''کامران'' کے دو فوٹو۔ ۴۔ اگست ۱۹۵۲ء میں ریڈیو پاکستان راولپنڈی کالج پر فیچر کے صداکاروں کا گروپ فوٹو۔ ۵۔ فروری ۱۹۵۳ء کے جونیئرز پلے "Mystery in Pixielan" کا گروپ فوٹو۔۶۔ مارچ ۱۹۵۳ء کے جشن خطابت کے صداکار۔۷۔ ۱۹۵۲ء کے فنکشن کے مہمانِ خصوصی سلامی لیتے ہوئے۔ ۸۔ فیلڈ مارشل آکنلک کی آمد پر پریڈ کا منظر۔ ۹۔ آٹھویں جے ایس پی سی ٹی کورس کے لئے نومنتخب کیڈٹس کا گروپ فوٹو۔ ۹۔ فٹ بال ٹیم ۱۹۵۳ء۔

۵۴۔۱۹۵۳ء

چیف ایڈیٹر میجر اے ایچ ابراہیم۔ایڈیٹرز انگلش سیکشن مسٹر ایف ایچ حیدری، مسٹر حامد علی، ۱۹۸۱ انوار حسین۔ایڈیٹرز اردو سیکشن مسٹر عین الدین علوی، مسٹر سعید راشد، ۱۵۵۲ محمد مشتاق۔صفحات انگریزی ۱۳۷ اردو ۶۶۔

جنوری ۱۹۵۴ء میں کالج کو پبلک سکول بنانے کا سرکاری اعلان ہوا تھا۔کالج ریویو میں اس پر تبصرہ ہوا تھا۔اور ۲۰۸۳ مہربان خان نے ۲۵ جنوری ۱۹۵۴ء کی تبدیلی کا تذکرہ اپنے مضمون "A Red Letter Day in our College" میں کیا۔

اردو سیکشن میں قومی ترانہ شائع ہوا۔مسٹر علوی کی ادارت میں یہ پہلا رسالہ تھا۔جس میں ان کا انشائیہ ''ہستی'' شائع ہوا۔دوسرے عنوانات یہ تھے۔

کیا آپ خوش ہیں۔ستاروں کی دوڑ۔ایک پکار۔خیال کی قلابازیاں۔اخباروں کا خاتمہ۔پیر صاحب۔وہ آخر کو پچھتایا ہے۔ایک انوکھا سفر کالج میں میرا پہلا دن۔دھان۔ایک پرائمری سکول۔راز۔پانچ منٹ چوراہے پر۔کیا آپ جانتے ہیں۔ایسا بھی ہوتا ہے۔ میرے چند دوست۔

عنوانات کے تنوع اور سٹائل میں مسٹر علوی کی فکر اور قلم کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

فوٹو

سکاؤٹس کا گروپ کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سلطان سکندر ایم سی بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کے ساتھ۔ کالج کے ساتھ گروپ فوٹو۔ نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ایچ ایل ایڈورڈ۔ نومبر ۱۹۵۳ء کے ڈرامے کا ٹیبلو انگریزی ڈرامہ (Creatures of Impulse) کا ٹیبلو۔ ہاکی الیون ۱۹۵۳ء۔ کالج کے یوتھ لیڈرز۔ نومبر ۱۹۵۳ء کے جلسۂ تقسیم انعامات پر مہمانِ خصوصی کا فوٹو سٹاف کے ساتھ یہ فوٹو گزشتہ میگزین میں بھی چھپا تھا۔

۱۹۵۴-۵۵ء

۱۹۵۴ء میں پبلک سکول بننے کے فوراً بعد سال ڈیڑھ سال کے عبوری دور میں کالج ڈسپلن کے اعتبار سے بحران کا شکار رہا۔ اسی وجہ سے اس سال کا تربیت شائع نہیں ہوا۔

۱۹۵۵-۵۶ء

ایڈیٹرز انچیف میجر ولی اللہ چیف انسٹرکٹر۔ ایڈیٹرز انگلش سیکشن مسٹر حامد علی ایم اے۔ محمد بشیر۔ محمد اشرف جنجوعہ۔ ایڈیٹرز اردو سیکشن مسٹر عین الدین علوی۔ مسٹر سعید راشد، کیڈٹ منظور حسین۔ صفحات انگریزی ۵۶ اور اردو ۵۶۔

میگزین کے انگریزی سرورق کی دوسری طرف مسٹر حیدری کی نظم Hail Republic Day چھپی جس کا پہلا مصرع تھا۔

"Let cheer ring out and joyful songs be heard"

اردو کے سرورق کی دوسری طرف مسٹر حسن کی لکھی ہوئی اردو نظم "پاس ہوا اپنا دستور" شائع ہوئی۔ جس کا پہلا بند یہ تھا۔

شب کی ظلمت ہو گئی دور   چاروانگ میں چھایا نُور
پاکستان ہے بقعۂ نور   چھوٹے بڑے ہیں سب مسرور

اس شمارہ میں پہلی بار سٹاف کی لسٹ دی گئی۔ بشمول لیب اسسٹنٹ مسٹر عمر۔ لیکن کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ یا مہمانِ خصوصی کا ایڈریس نہیں دیا گیا۔

مضامین میں، کالج کی تاریخ پر ایک مضمون قاضی حامد علی صاحب کا لکھا ہوا۔ "Military College Looks....." کے نام سے چھپا۔ ۱۲ مضامین لڑکوں کے تھے۔ کیڈٹ محمد بشیر کا مضمون کشمیر پر "The land of Dispute" کے عنوان سے احسن یوسف کا مضمون The Muslim Physiologists اور معاشیات پر ایک مضمون How to stabilize Pakistan Economy قابل ذکر تھے۔

اردو سیکشن میں ''باتیں'' کے عنوان سے مسٹر علوی نے کالج کے پبلک سکول بنائے جانے کے پس منظر میں پبلک سکول طرز تعلیم و تربیت و تنظیم پر بڑا دانشورانہ تبصرہ کیا اور آنر سسٹم کی غرض و غایت پر بھرپور روشنی ڈالی۔ یہ اداریہ انشائیہ کا نمونہ ہے۔ اس میں ادارہ کو آنر سسٹم دینے والے کرنل رفیق کے تبصرہ کو نقل کیا گیا ہے۔ مزاحیہ مضامین کی کثرت علوی صاحب کی ادارت کی غمازی کرتی ہے۔

فوٹو یہ تھے

سٹاف مہمانِ خصوصی جنرل محمد ایوب خان کے ساتھ۔ لیفٹیننٹ کرنل ایڈورڈ کی دعوت اور رخصت کے دو فوٹو۔ جلسۂ تقسیم انعامات ۷ فوٹو۔ انگریزی ڈرامہ Live Mummy کا ٹیبلو۔ اردو کھیل ''کارکی شادی'' کا ٹیبلو گجرات اتھلیٹکس چمپئن شپ کے کھلاڑی، گروپ فوٹو۔ ہابیز کے ۸ فوٹو۔ پکنک سٹار کھلاڑی۔ درسی تعلیم میں ممتاز طلباء۔ مہمانِ خصوصی کے ساتھ پریفیکٹس۔

امتیازی خصوصیت

اس پرچہ میں مرحوم سرنظامت کی ایک حمد (Hymn) اور گمنام شاعر کی مزاحیہ نظم Why don't they بھی شامل تھی۔

۵۷-۱۹۵۶ء

ایڈیٹوریل بورڈ:

انگلش سیکشن مرتضےٰ حسین، مسٹر ایف ایچ حیدری، اردو سیکشن، مسٹر عین الدین علوی، مسٹر سعید راشد۔ صفحات انگریزی ۵۶ اور صفحات اردو ۷۲۔

تجزیہ

۵۷-۱۹۵۶ء کے تربیت کے سرورق پر پہلی بار کالج کا نیا کرسٹ نئے ماٹو کے ساتھ چھپا۔ کریسٹ میں تاج کی جگہ کتاب اور کتاب کے اوپر ایک ہاتھ میں شمع نے لے لی۔ اور پرانے موٹو ''توانا بود ہر کہ دانا بود'' کے بجائے نیا ماٹو علم و عمل آ گیا۔ سرورق کے کونے پر صرف سبز اور سرخ دو پٹیاں تھیں۔ سبز کالج کی اور سرخ آرمی کی۔ سرورق کی دوسری طرف کالج سانگ کا نیا ورژن (Version) بھی شائع کیا گیا تھا۔ جس کے انترہ میں Tis the name of K.G.R.O.M.C کے بجائے Tis the name of our own PMC اردو سیکشن میں سرورق کی دوسری طرف محمد حسین صاحب کی نظم مادرِ پاکستان کا اپنے بچوں سے خطاب چھاپی گئی تھی۔

فضائے آسماں سوئی پڑی ہے ایک مدت سے
وطن کے شاہین بچو پر فشاں ہونے کا وقت آیا
کھڑی ہیں آرزوئیں دامنوں کو اپنے پھیلائے
مرے غنچو تمہارے گلفشاں ہونے کا وقت آیا
زمانے کی نگاہوں میں خزف ریزے نہیں جچتے
جگر گوشو مرے، لعل و گہر ہونے کا وقت آیا
علوم نو سے سیکھو، علم اشیاء کی جہاں گیری
ضمیر کی کن فکاں کے رازدوں ہونے کا وقت آیا
تمہیں سونپا گیا ناموسِ پاکستان کا ورثہ
امانت کے امینو، پاسباں ہونے کا وقت آیا

اس شمارہ میں ۲۳ مارچ ۱۹۵۷ء کے یوم جمہوریہ پر کمانڈانٹ کا پیغام بھی شامل تھا۔ جس کا دوسرا پیرایہ ہے۔

There is no Aladin's lamp to perform miracles for us. We lack experience and are thus bound to make mistakes. Pessimism and confusion are not going to help us rather it is going to sap our will and energy to shine for progress. This we can ill afford if we want to be a living and progressive nation. We have got to learn to be patient to bear our mistakes with cheer and to learn from them that, to my mind is the way to progress."

اس رسالے میں ۳۰ جولائی ۱۹۵۶ء کی صبح کمانڈانٹ کے ایڈریس کا متن بھی تھا جو عہد رفیقی کے پالیسی بیان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس رسالے میں ریفیکوریل سسٹم پر کیپٹن این ڈی احمد کا ایک بہت قیمتی مضمون بھی شامل تھا۔ طلباء کے انگریزی مضامین کی تعداد انیس تھی۔ حیدری صاحب کا لکھا ہوا برڈ ود ہاؤس کا ترانہ Song of Birdies بھی شامل تھا۔

Birdies don't tell a lie
Birdies are brave boys
Birdies are great boys!

فوٹو یہ تھے۔

سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب کے ۷ فوٹو۔ گجرات اتھلیٹکس چمپئن شپ کی فاتح ٹیم۔ ۲۰۹۲ رب نواز کا فوٹو ہیڈ بوائے مقرر ہونے پر ۲۰۳۹ محمد قاسم کا فوٹو ۱۹۵۶ء کے بی اے سپیشل میں فرسٹ آنے پر۔ انگریزی ڈرامہ "Two Heads are better than one" اردو ڈرامہ انسپکٹر جنرل کا ٹیبلو۔ کبس (Cubs) گھوڑا گلی کیمپ میں فوٹو۔ مہمانِ خصوصی اے جی میجر جنرل شاہد حامد سٹاف کے ساتھ۔

یہ رسالہ اپنی افادیت کے لحاظ سے بہت اہم تھا۔

۵۸۔۱۹۵۷ء

ایڈیٹوریل بورڈ

انگلش سیکشن سیکنڈ لیفٹیننٹ شاہد محمد احمد، مسٹر ایف ایچ حیدری، اردو سیکشن مسٹر عین الدین علوی، مسٹر سعید راشد فیضی۔

انگریزی کے صفحات ۵۴ اور اردو کے صفحات ۵۶۔ انگریزی کے مضمون ۸۔ اردو کے مضمون ۱۵۔

گزشتہ سال کی طرح اس بار بھی سٹاف کی فہرست شروع میں دی گئی تھی۔ معمولات کے عنوانات سالانہ انعام یافتگان کی فہرست، ہاؤسز اور ہابیز، سپورٹس کی رپورٹیں شامل تھیں۔ اردو سیکشن میں علوی صاحب کا انشائیہ ''چانداور میں'' خاصہ کی چیز تھا۔

فوٹو یہ تھے

مہمانِ خصوصی جنرل شاہد حامد کے ساتھ سٹاف اور پریفیکٹس کے دو گروپ فوٹو۔ ممتاز مقرروں کا گروپ فوٹو۔ کوہ نوردوں کا گروپ فوٹو۔ تقریب انعامات کے ۶ فوٹو۔ لائبریری اور لیبارٹری کے فوٹو۔ پکنک کے دو فوٹو۔

۵۹۔۱۹۵۸ء

ایڈیٹر انگریزی: مسٹر ایف ایچ حیدری۔ ایڈیٹرز اردو: مسٹر عین الدین علوی، مسٹر سعید راشد، صفحات انگریزی ۷۵۔ صفحات اردو۔ ۷۵ (ٹائپ)

ایڈیٹوریل میں حیدری صاحب نے ۵۹۔۱۹۵۵ء کے عہد رفیقی کا مکمل جائزہ پیش کیا۔ اور رسالہ اس طرح مرتب کیا جیسے وہ ۵۹۔۱۹۵۵ء کی تاریخ لکھ رہے ہوں تاریخی لحاظ سے یہ رسالہ بہت قیمتی ہے۔ اس میں ہر ٹرم کے واقعات الگ الگ درج کئے گئے ہیں مہمانِ خصوصی کے ایڈریس کے اقتباسات بھی دیئے گئے۔ امتحانات کے مکمل نتائج اور انعامات کی تفصیل دی گئی۔ اس رسالہ میں مسٹر حیدری کا رپورتاژ My visit to U.K. شائع ہوا جس میں انہوں نے پبلک سکولوں اور اپنے مطالعاتی دورے کا تفصیل سے ذکر کیا۔

اردو کے حصے میں علوی صاحب نے پبلک سکول سسٹم اور اس میں استاد کے رول پر بڑا خوبصورت اداریہ لکھا۔

اداریہ

پبلک سکول میں استاد کے کام کی نوعیت عام سکولوں سے اتنی مختلف اور پیچیدہ ہوتی ہے کہ دونوں کو مشکل ہی سے ایک صف میں کھڑا کیا جا سکتا ہے پبلک سکول کا استاد تو خود عمر بھر گوئٹے کی طرح طالب علم رہتا ہے۔ اس کے خصائل میں شاید ہمدردی سب سے اہم ہے۔ طلبا کے ساتھ اس کی گفتگو ادعا سے اس قدر خالی ہوتی ہے جیسے وہ اس سے زیادہ جانتے ہوں۔ اسے سقراط کے تجاہل عارفانہ سے کام لینا زیادہ پسند ہے۔ وہ سیر و تفریح میں ان کا ساتھی ہوتا ہے۔ مشاغل میں نہ وہ ان کا سرپرست بنتا ہے نہ ڈکٹیٹر۔ بلکہ انہی کی ٹولی کا ایک ممبر بن جاتا ہے۔ اس رفاقت میں اسے بڑا پتہ مارنا پڑتا ہے۔ وہ تمام مواقع جہاں پر بنا بنایا طریقہ بتا کر کسی کام کو فوراً سلجھا دینے کی بے ساختہ خواہش پر غالب آنا ایک عام، غیر معلّم قسم کے آدمی کے لئے تقریباً ناممکن ہوا کرتا ہے، وہاں وہ چپ چاپ بیٹھا طلبا کو غلطیاں کرتے دیکھتا ہے۔ لیکن صحیح راستے کی اطلاع گولی کی طرح نہیں داغ دیتا۔ بلکہ انہیں محسوس کراتا ہے کہ ان سے کس نوعیت کی چوک ہوگئی ہے۔ پھر طلبا ہی کو موقع دیتا ہے کہ وہ اپنی سوجھ بوجھ سے پورا پورا کام لینے کی کوشش کریں۔ خود دوسرے راستوں کو آزمائیں۔ بھٹکیں، لغزشیں کریں، یہاں تک کہ اس منزل تک پہنچ جائیں جہاں اگر معلّم چاہتا تو انہیں شروع ہی میں اس

کے دو جملے پہنچا سکتے تھے۔لیکن یہ آمرانہ طریقہ کار ان کے کس کام کا ہوتا؟ ذہنی، اخلاقی یا اخلاقانہ صلاحیتیں تربیت پائیں؟ اس قسم کے حکم زدہ کام سے تو طلبا کا وہی تعلق ہوتا جو تاج محل بنانے میں سنگ مرمر اور عمارتی سامان ڈھوڈھو کر لانے والے مزدوروں کا تھا۔علم کا لطف تو اس میں ہے کہ وہ ذاتی شوق و جستجو کے بعد نصیب ہوا ہو۔اس میں وہی مسرت اور عرفان ہوتا ہے۔جو آرشمیدس کو ثقل اضافی کے انکشاف سے ہوا تھا۔اور وہ حمام سے یوریکا۔یوریکا کے نعرے لگاتا ہوا نکل پڑا تھا۔جو راستے اپنی کوششوں سے دریافت کئے جائیں ان پر اٹھایا ہوا ہر قدم ایک فاتحانہ لطف رکھتا ہے۔یہی فاتحانہ احساس تو ساری ذہنی اور اخلاقی ترقی کی جان ہے۔اسی کا پیدا کرنا ہمارا پہلا مقصد ہے۔اگر یہ پیدا ہو گیا تو علم، تربیت اور قومی کردار سب کچھ حاصل ہو گیا۔

انہی بنیادی تصورات کے ماتحت ایک پبلک سکول میں محض کتابیں توجہ کا مرکز نہیں ہوتیں بلکہ اس قسم کے کاموں اور مشغلوں کی زیادہ سے زیادہ گنجائش پیدا کی جاتی ہے۔جن میں لڑکوں کو لطف سعی، ذوقِ اکتشاف اور لذتِ تخلیق کے زیادہ سے زیادہ مواقع ملیں۔ان مشاغل سے پبلک سکول کا طالب علم اتنی ذہنی تربیت اور اتنا اجتماعی شعور حاصل کرتا ہے جو انگریز کے دیئے ہوئے عام نظام تعلیم میں ہم محض کتاب خوانی اور امتحان پرستی کی جاہلانہ پالیسی کی بدولت حاصل کر ہی نہیں سکتے تھے۔

انگریزی سیکشن میں ۱۲ مضامین طلباء کے ایک لیفٹیننٹ شاہد محمد احمد کا اور ایک رپورتاژ حیدری صاحب کا تھا۔اردو میں ۱۸ مضامین طلباء کے ایک انشائیہ علوی صاحب کا ایک تمثیلچہ مسٹر سعید راشد کا اور حسن صاحب کی نظم شیش محل (اکنلک ہاؤس) سے رخصت ہوتے بھی چھپی۔

اے آک ہاؤس تجھ کو جانتا ہے زمانہ
مشہور ہے جہاں میں ہر سو ترا فسانہ

تعزیت

۲۲۱۱ محمد بشیر کے انتقال پر میگزین میں تعزیت نامہ چھپا۔

فوٹو یہ تھے

مہمانِ خصوصی کے ساتھ اسٹاف اور پریفیکٹس کے گروپ فوٹو۔نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان کا فوٹو۔ہاکی ٹیم اور اتھلیٹکس کی تصویریں۔کاغان اور لاہور کی ۴ تصویریں۔

۱۹۵۹-۶۰ء

ایڈیٹر انگریزی: مسٹر فضل حق حیدری معاون: لیفٹیننٹ ایس ایم حمید۔ایڈیٹر اردو: مسٹر عین الدین علوی۔معاون: سعید راشد فیضی

تجزیہ

صفحات انگریزی ۶۶۔اردو ۴۶

انگریزی کے سیکشن میں ۶ مضامین طلباء کے اور دو اساتذہ کے تھے۔اردو میں ۷ اطلباء کے اور دو اساتذہ کے لکھے ہوئے۔علوی صاحب کے انشائیہ کا عنوان تھا۔

"شعلہ سا لپک جائے ہے"

حیدری صاحب کا لکھا ہوا اورنگ زیب ہاؤس کا سانگ بھی اس شمارہ میں شائع ہوا۔

Ding Dong for the brave boy,
Sing song for the great boys,
Truthful and straight boys,
The Aurangzeb boys!

اردو کے اداریہ میں ہاؤسوں کے نئے نام آئے۔اور ہاؤسوں کے سویلین ہاؤس ماسٹر زمقرر کرنے کا خیر مقدم کیا گیا۔

تصاویر

مہمانِ خصوصی میجر جنرل یحییٰ خان کے ساتھ سٹاف اور پریفیکٹس کا گروپ فوٹو
تقسیم انعامات کی تقریب کے فوٹو۔ انگلش ڈرامہ "Live Mummy" کا ٹیبلو۔ اردو میں خدائی فوجدار کا ٹیبلو۔

۱۹۶۰۔۶۱ء

ایڈیٹرز انگریزی: مسٹر ایف ایچ حیدری۔ معاون: کیپٹن غلام سرور۔ اردو: مسٹر عین الدین علوی۔ معاون: مسٹر سعید راشد فیضی۔ صفحات: ۵۹ انگریزی، ۶۷ اردو۔ مضامین طلباء: ۱۰ انگریزی، ۷ اردو۔

اس ''تربیت'' کے سرورق پر بھی گزشتہ سال کی طرح تینوں سروسز کی پٹیاں اور اندر اسٹاف کی مضامین کے حوالے سے مکمل فہرست دی گئی۔

معمول کی رپورٹوں کے علاوہ حیدری صاحب کا ایڈیٹوریل خاصہ کی چیز تھا۔ یوں جیسے مادر درسگاہ کی آواز کو الفاظ میں ڈھال دیا گیا۔

Editorial:-

Another decade has slipped away and two more generations of Alamgirians have passed out of the gay precincts of their boyhood world. Some have left inspiring footprints behind; many have managed to pull their weight as best as they could; others just gone with the wind. Another five years, and the present generation will have faded away from the familiar landscape.

How many among this lot will have proved themselves worthy sons of their Alma-Mater, and how many will be no more than just another list of names in the College register? How many will be able to look over their past years with pride and satisfaction, and how many will carry life-long regret for squandering their energies in frivolous pursuits or loitering on the track of drowsy habits? How many will have reaped the rich harvest of honest labour, and how many will step out just to rough it out, or to be lost in the crowd? How many will go forth bearing in mind the golden motto over the College gate:

GO OUT TO SERVE YOUR COUNTRY AND YOUR FELLOWMEN;

and how many will remain shut up within their own light measuring up life in terms of what they can grab from it for their own selfish ends?

These are the questions which must engage the serious attention of each one of those who are, at this moment, busy in the noble task of shaping their future here; for, whatever their future be, it is, in a great measure, going to be modified, for good or evil, by their choice of the alternatives offered in these questions. The option rests with them whether to take the line of least resistance, the easy way of the cowards, to end in failure and disappointment, or to face the challenge of an adventurous journey to life's ever-widening vistas and distant horizons, with confidence, courage and perseverance.

We believe there is not a single boy here, howsoever callous about his responsibilities, who has not, at some time or other, dreamed of wonderful achievements. But dreaming alone does not carry us beyond the threshold of fantasy. Continuous efforts backed by an unflagging determination and sanctified by an implicit faith in the divine help, is the only alchemy which can transmute one's fondest dreams into golden realities.

Let us hope that every Alamgirian of the present generation has full realization of this truth and that he will spare no pains to derive the utmost benefit of his stay in the College, which is today one of the few institutions in the country, where all that is desirable for a sound education, is at his disposal.

He must not forget that among thousands of students in Pakistan who are denied the privilege of belonging to public schools he is in the lucky minority who have definite advantage over the rest of the student community in Pakistan.

It would be sadly ridiculous indeed, if being so privileged, he failed to justify his admission to the Military College.

Let him not forget that whatever he makes of himself here, will have a double significance. It will not only affect his own future, but it will also determine the future tone and character of the institution to which he belongs. He is, therefore, responsible for his conduct both to himself and to the College.

If he does anything wrong, that wrong will not only defile his own heart, but will leave a stain on the fair name of his Alma Mater. If he desires to belong to a place of which he may be justly proud, if he wishes to hear this College spoken of as one that bears a high name, as a place where knowledge and truth, and a high standard of moral, mental and physical fitness are held in honour, as a place where all that is mean and base is hated and despised, then it is up to him to give it that name.

It is a great privilege to be entrusted with such an important responsibility. But every privilege demands not only constant care to prove oneself truly worthy of it, but also a good deal of self-denial, willingly giving away of something to achieve something far greater than selfish ends.

We do not expect that everyone will be Shakespeare or Einstein or Hercules. All can not become distinguished as geniuses. But there is one thing which is within the reach of all the greatest thing on earth, the only thing by which God will judge us and that is goodness.

One's memory may be weak and one's intellect dull and one may find he cannot keep pace with other around him, but there is the one thing in which none needful inferior to the others. All cannot be scholars or scientists or athletes, but all cannot be honest and straigtforward, all can be diligent and punctual all can be patient and forgiving and these are the highest virtues which can be found in a man.

In this issue of the Tarbait, we earnestly call upon each Alamgirian to think upon these reflection and ask himself, how for his attitude and conduct is in harmony with his own aspirations and the training, he is receiving here, to grow up as a potential leader, and possibly, play an important role, one day as an architect of this young state Pakistan.

Wishing our young reader all success, we hail the new decade to which this number of the Turbiat is dedicated."

اس رسالہ میں فروری ۱۹۶۰ء میں لاہور میں کیڈٹ اظہر لطیف کی حادثاتی موت پر تعزیت نامہ بھی چھپا۔

فوٹو یہ تھے

نئے کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ کا پورے صفحے کا فوٹو۔ جلسۂ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی میجر جنرل عبدالحمید خان کے ساتھ سٹاف اور پریفیکٹس کے گروپ فوٹو۔ جلسۂ تقسیم انعامات کے ۸ فوٹو۔ انگریزی ڈرامہ ''انوزبل ڈیوک'' کا منظر۔ اردو ڈرامہ ''آسمان سے گرا'' کا ٹیبلو۔

۱۹۶۱۔۶۲ء

ایڈیٹوریل بورڈ

انگریزی ایڈیٹر:	مسٹر ایف ایچ حیدری۔	معاون:	کیپٹن غلام سرور۔	متعلم مدیر:	مقصود الحسن۔
اردو مدیر:	عین الدین علوی۔	معاون:	سعید راشد۔	متعلم مدیر:	سلیم کیانی۔
صفحات:	۷۰ انگریزی، ۶۷ اردو۔				

انگریزی کے حصے میں طلباء کے مضامین اور کیپٹن محمد بشیر کا ایک تاریخی مضمون "Example is better than precept" بھی شامل ہوا تھا۔ ۱۹۵۱ء کے میگزین کے بعد پہلی بار ایڈیٹوریل میں مہمانِ خصوصی جنرل موسیٰ کی تقریر نقل کی گئی۔ اردو کے حصے میں مسٹر سعید راشد کا مضمون، ایک شعر اور تین نظمیں شائع ہوا۔ جس

میں غالب کے ایک شعر ع

اب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں

میں انگریزی کے اہم مضمون، اشعار کا حوالہ اور اقبال کی تین نظموں ''ماں کا خواب'' ''پہاڑ اور گلہری'' اور ''پیام صبح'' کے انگریزی ماخذ دیئے گئے۔

فوٹو یہ تھے

۱۔ مہمانِ خصوصی کے گروپ فوٹو میں آر۔ایم۔او کے ساتھ میٹرن مسز کارنیلیس کو بھی کرسی پر جگہ دی گئی۔ پریفیکٹس کے ساتھ گروپ فوٹو۔

۲۔ سالانہ تقریب کے دو زائد فوٹو۔

۳۔ اردو ڈرامہ ''جوتشی'' کا ایک منظر۔

۴۔ انٹر سروسز پبلک اسکولز اسپورٹس ٹورنامنٹ کے پانچ فوٹو۔

انگریزی کے حصے میں ماضی کی جھلکیوں کے عنوان سے ۱۹۵۱ء کے تربیت میں لیفٹیننٹ کرنل ریڈفورڈ، سلیبی اور اسٹینگ کے مضامین کے اقتباسات بھی دیئے گئے۔

۱۹۶۲ـ۶۳ء

ایڈیٹوریل بورڈ

انگریزی ایڈیٹر:	مسٹر ایف ایچ حیدری۔	معاون:	کیپٹن غلام سرور۔	مدیر متعلم:	مسعود الحسن نوری۔
اردو ایڈیٹر:	عین الدین علوی۔	معاون:	سعید راشد فیضی۔	مدیر متعلم:	مسعود الحسن نوری۔
صفحات:	انگریزی ۹۲، اردو ۶۲۔				

طلباء کے مضامین انگریزی میں ۱۲ اور اردو میں ۱۸۔

اس شمارہ میں حیدری صاحب نے اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی باقاعدہ تشکیل کا اعلان کیا۔ اسی تربیت میں حیدری صاحب کا آداب زندگی پر ۱۵ صفحات پر محیط ایک بہت مفید مضمون "The right way" شامل تھا۔ اور آخر میں ریڈرز ٹریژر چیسٹ (Reader's Treasure Chest) کے عنوان کے تحت کپلنگ کی نظم ''اف'' (if) اور کارڈ ڈینل ہیری نیومین کے مشہور مقالہ "The idea of a university" کا ایک اقتباس "Definition of a gentleman" کے عنوان سے نقل کیا گیا تھا۔

The true gentleman carefully avoids whatever may cause a jar or jolt in the minds of those with whom he is cast, all clashing of opinion or collision of feeling, all restraint or suspicion or gloom or resentment, his great concern being to make everyone at their ease and at home.

۱۹۶۳ـ۶۴ء

ایڈیٹوریل بورڈ

ایڈیٹر انگریزی:	مسٹر ایف ایچ حیدری۔	معاون: کیپٹن غلام سرور	مدیر متعلم:	سلیم اختر کیانی۔
ایڈیٹر اردو:	عین الدین علوی۔	معاون: سعید راشد فیضی۔	مدیر متعلم:	ہارون رشید۔
صفحات:	انگریزی ۶۴، اردو ۸۴۔			
مضامین طلباء	انگریزی ۸، اردو ۱۶۔			

اس ''تربیت'' میں سالانہ تقریب کے مہمانِ خصوصی جنرل محمد موسیٰ کی تقریر کا پورا متن بھی شائع ہوا۔ موسیٰ ہال کے افتتاح کی روداد انٹر سروسز پبلک سکولز

سپورٹس ٹورنامنٹ مسلسل تیسری بار جیتنے اور صدر پاکستان ٹرافی صدر پاکستان کے ہاتھوں سے لینے کا حال اس شمارہ میں ہے۔ کمانڈرانچیف کالج کی مسجد دیکھنے بھی گئے تھے۔ اس کا فوٹوگراف بھی شامل تھا۔ ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء کو کالج کے ایک نامور سابق کمانڈانٹ کرنل اسٹیبنگ کا ''ٹورکی'' انگلینڈ میں انتقال ہوا۔ اس پر تعزیت کے ساتھ ان کا وہ مضمون (Jhelum Memories) جو انہوں نے کالج کی سلور جوبلی کے موقع پر لکھ کر بھیجا تھا، وہ بھی تبرک کے طور پر اس شمارہ میں نقل کیا گیا۔ اردو کے سیکشن میں خاصہ کی چیز مسٹر علوی کا انشائیہ "افواہ" تھا۔ جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

''افواہ بے پاؤں کے چلتی ہے۔ بے پر کے اڑتی ہے۔ بے دماغ کے سوچتی ہے'' اس شمارہ میں مسٹر سعید راشد کا مضمون ''پس ماندہ بچوں کی تعلیم کا مسئلہ'' بھی شامل تھا۔

فوٹو

فوٹو کے لحاظ سے یہ رسالہ بہت اہم تھا۔

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان، صدر کی ٹرافی کالج ہیڈ بوائے سلیم اختر کیانی کو دیتے ہوئے۔ کالج کے کھلاڑیوں اور اسٹاف کے ساتھ صدر کا فوٹو۔ جنرل موسیٰ، موسیٰ ہال کا افتتاح کرتے ہوئے۔ سالانہ تقریب کے ۳ فوٹو۔ انٹر سروسز ٹورنامنٹ کی چمپئین ٹیمیں۔ کمانڈرانچیف کالج کی مسجد کے سامنے فوٹو۔ مہمانِ خصوصی کے سٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ گروپ فوٹو۔

۱۹۶۴ء۔۶۵

کا تربیت شائع نہیں ہوا۔

۱۹۶۵ء۔۶۶

ایڈیٹوریل بورڈ

ایڈیٹر انگریزی:	مسٹر ایف ایچ حیدری۔ معاون کیپٹن غلام سرور،	
ایڈیٹر اردو:	عین الدین علوی۔ معاون: سعید راشد فیضی۔	مدیر متعلم: کیڈٹ ناصر اللہ۔
صفحات:	انگریزی ۶۶، اردو ۷۷۔	

تجزیہ

یہ شمارہ ایک لحاظ سے جنگ ستمبر نمبر تھا۔ جنگ کے شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ اس میں رول آف آنر شائع ہوا جس میں کالج کے ساتھ شہیدوں اور سترہ جنگی اور تین سول اعزاز یافتگان کے فوٹو اور ان کے اعزازات کی تفصیل درج تھی۔ مزید برآں ایک تعزیتی مضمون بھی شائع ہوا۔ جس کا عنوان تھا:

The Brave that are no more

دو خط جنگ کے پس منظر میں جن کے عنوانات تھے۔

A letter to a freedom fighter

A letter from the war front

اس شمارے میں جلسہ تقسیم انعامات کے مہمانِ خصوصی ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن کا صدارتی خطبہ بھی ایک خاصہ کی چیز تھی۔ اس میں یہ جملہ بھی آتا ہے۔

It will be lamentable day when the work of this College is judged solely by the percentage of examination result.

اسی پرچہ میں حیدری صاحب کا لکھا ہوا ٹیپو سلطان ہاؤس کا سانگ

If you want to know who we are

Brave boys with hearts of gold
We are the House of Tipu Sultan
And true sons of Pakistan.

بھی پہلی بار شائع ہوا اور انگلستان کے ایک ممتاز پبلک سکول گورڈن اسٹن کے متعلق کیپٹن آئی آر صدیقی کا ایک بہت قیمتی مطالعہ بھی اس شمارہ کی زینت تھا۔

اس کے علاوہ جنگ ستمبر کے ایک نوعمر شہید لیفٹیننٹ افتخار جعفر کی ایک تقریر اور شہیدان وطن کے اعزاز میں ولیم کالنز کی ولولہ انگیز نظم جو اس طرح شروع ہوتی ہے۔

HERE SLEEP THE BRAVE
Here sleep the brave, who sank to rest
By all their country's wishes blest

بھی اس مجلّہ میں شامل تھی۔ اردو کے حصہ میں جنگ ستمبر کے متعلق یہ مضامین تھے۔

''یہ حدود کیا معنی'' لیفٹیننٹ جمشید اختر شہید۔ ''بہار آئے گی'' (نظم)۔ ہارون رشید۔ ''آخری پرواز'' (نظم) کیڈٹ نصر اللہ۔

حصہ اردو میں ''جس کی باتوں میں گلوں کی خوشبو''، کے عنوان سے جناب ریحان احمد بلگرامی کی (جو اس سال ریٹائر ہوئے تھے)، شخصیت پر کیپٹن غلام سرور کا لکھا ہوا ایک خوبصورت شخصی خاکہ بھی شامل تھا۔

فوٹو یہ تھے

اس نمبر میں اہم فوٹو یہ تھے۔

نئے کمانڈر انچیف جنرل اے ایم یحیٰی خان کا پورے صفحہ کا فوٹو۔ سالانہ تقریب کے مہمانِ خصوصی کے ساتھ سٹاف اور پریفکٹس کے دو گروپ فوٹو۔ ۷ شہیدوں کے فوٹو۔ ۲۰ ملٹری اور سول اعزازات یافتگان کے فوٹو۔ آئی ایس بی ایس ایس ٹورنامنٹ کے گروپ کے دو فوٹو لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا کے ساتھ۔

۱۹۶۶ء۔۶۷ ایڈیٹرل بورڈ

ایڈیٹر انگریزی: مسٹر ایف ایچ حیدری۔ معاون: کیپٹن غلام سرور۔ ایڈیٹر اردو: عین الدین علوی۔ معاون: سعید راشد فیضی۔ مدیرانِ متعلم: جاوید اسلم طاہر، اقبال اکبر خان۔ صفحات انگریزی: ۷۲۔ اردو ۱۰۳۔ مضامین طلباء انگریزی ۸۔ اردو ۱۳۔

تبصرہ

اس شمارہ کی امتیازی خصوصیات یہ تھیں۔

۱۔ اداریہ میں مسٹر حیدری نے لیفٹیننٹ کرنل محمد سردار خان کے دور کی تفصیلات کا جائزہ لیا اور نئے کمانڈنٹ کی ترجیحات کا ذکر کیا۔

۲۔ اپریل ۱۹۶۷ء کو انگلینڈ میں کالج کے ایک پرانے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل سلیبی کا انتقال ہوا تھا۔ ان کے انتقال پر تعزیت کے علاوہ اس میگزین میں جناب سلیبی پر ان کے ایک رفیق کار کا لکھا ہوا مضمون شائع ہوا۔

۳۔ آٹھویں درجہ کے لئے مخصوص نئے ہاؤس شیر شاہ ہاؤس کی تشکیل کے اغراض و مقاصد پر بھی اس میں سیر حاصل رپورٹ تھی۔

۴۔ حیدری صاحب کا لکھا ہوا شیر شاہ ہاؤس کا سانگ بھی اس میں شائع ہوا جس کا آخری بند تھا۔

Rule of our life is: I can, I will
Golden rule. I can, I will.
Think aright
Speak aright
Do the right and do it well
Great House! Great boys.

حصہ اردو کی فہرست یہ ہے۔

''گارڈن سٹون کی یاد میں'' (کیپٹن آئی۔ آر۔ صدیقی) ''تصانیف اقبال'' (سعید راشد فیضی) ''عالمگیر کی عدالت'' (تمثیلچہ) (عین الدین علوی) ''آتا ہے یاد مجھ کو'' (نظم) (جناب محمد حسن) ''فیوچر پلر'' (افسانہ) (ہارون رشید ہارون) ''ایک خط'' (سلیم اختر کیانی) ''کیا لکھوں''؟ (طنز) (کیڈٹ اقبال اکبر اورکزئی) ''عہد مغلیہ کا روشن ستارہ'' (کیڈٹ خالد مراد) ''جو ہم پہ گزری'' (آپ بیتی) (کیڈٹ صغیر احمد) ''آخری سہارا'' (افسانہ) (کیڈٹ وقعت علی آغا) ''ہمارے بھی ہیں مہرباں'' (طنز) (کیڈٹ ممتاز علی رضا) ''غزل'' (کیڈٹ جاوید اسلم طاہر) ''ان کا حملہ، ہماری شکست'' (مزاحیہ) (کیڈٹ ساجد مجید بھٹی) ''موت کے منہ میں'' (آپ بیتی) (کیڈٹ عماد الدین) ''پھول اور بھنورے'' (طنز) (کیڈٹ خالد اسماعیل قاضی) ''کیڈٹ کی صبح غم'' (مزاحیہ) (کیڈٹ محمد سلیم ملک) ''کیا وہ مجرم تھا''؟ (افسانہ) (کیڈٹ اقبال اکبر اورکزئی)

حصہ معلومات

کمپیوٹر یا مشینی دماغ (اقتباس) تخلیق کائنات میں عددی عجائبات (ڈاکٹر کیپٹن ریاض نسیم) مستقبل کے گھروں کی ایک جھلک (اقتباس و ترجمہ) (اقبال اکبر اورکزئی)

فوٹو

نئے کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل مرتضےٰ حسین کا پورے صفحہ کا فوٹو۔ سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے دو فوٹو۔ مہمانِ خصوصی میجر جنرل ٹکا خان کے ساتھ اسٹاف اور پریفیکٹس کے گروپ فوٹو۔ اسکاؤٹس کے ۵ فوٹو۔ پریفیکٹس شیر شاہ ہاؤس، منگلا ڈیم اور چھانگا مانگا کی سیر کے دو فوٹو۔

۶۸-۱۹۶۷ء اور ۶۹-۱۹۶۸ء کا مشترکہ شمارہ

ایڈیٹر انگریزی:	مسٹر ایف ایچ حیدری،	معاون:	لیفٹیننٹ بی اے ضیاء۔
ایڈیٹر اردو:	عین الدین علوی،	معاون:	سعید راشد فیضی۔ مدیر متعلم: اظہر علی۔
صفحات:	انگریزی ۶۸، اردو ۵۲۔	مضامین:	طلباء انگریزی ۶ اردو ۹۔

خصوصیات

گزشتہ شمارہ نومبر ۱۹۶۷ء کے اواخر میں شائع ہوا تھا۔ موجودہ وسط ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔ اس میں ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء دونوں سالوں کی ہر طرح کی سالانہ رپورٹیں دسمبر ۱۹۶۷ء تا مارچ ۱۹۶۹ء کی ڈائری اور خصوصی مہمانوں کے خطابات شامل تھے۔ اس میں اکتوبر ۱۹۶۸ء کی بڑی ری یونین اور اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی پہلی جنرل میٹنگ کی روداد بھی شامل تھی۔ اس لحاظ سے اسے ۶۸-۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۹ء کا مشترکہ شمارہ کہنا چاہیئے۔ گو سرورق پر صرف ۶۹-۱۹۶۸ء ہی لکھا تھا۔ انگریزی کے حصے میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن اور ری یونین کی مکمل رپورٹ تھی اور "The Good Old Days" کے نام سے ۸۳۵ لیفٹیننٹ کرنل حق نواز کیانی ستارۂ جرأت، ایک دلچسپ مضمون کرنل اسٹیبنگ کے دور کے بارے میں شامل تھا۔

اردو کے مضامین کی فہرست یہ ہے۔

کچھ اپنی باتیں (مدیر)، طالب علم۔ چند جھلکیاں۔ انشائیہ (عین الدین علوی)۔ تضمین بر غزل غالب۔ مخمس، لیفٹیننٹ فقیر اختر جعفری۔ رنگ و آواز اور لفظ کے جادوگر۔ کیڈٹ جاوید اقبال۔

حق ادا نہ ہوا (لمحہ) (ممتاز علی رضا) یہ کوہ یہ صحرا (رپورتاژ) (طلعت مسعود کیانی) قسمت تو دیکھئے (مزاحیہ) (اعجاز احمد بخشی)

چند خواب (انشائیہ) (ساجد مجید بھٹی) گھڑی کا خواب (مزاحیہ) (تنویر راشد) پکچر ہاؤس کے باہر (ایک منظر) (جاوید ضیاء) قصہ ایک شعر کا۔ (آپ بیتی) (انوار شاہ) خون کے قطرے (مزاحیہ) (غلام امیر ملک)

حصہ معلومات

فوق آواز: مسافر بردار طیارہ۔ چاند کے دوراستے۔ ٹیلی پیتھی۔

تصاویر

۱۔ ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء کے سالانہ جلسوں کے خصوصی مہمانوں کے ساتھ اسٹاف اور کیڈٹس کے گروپ فوٹو۔

۲۔ ۱۹۶۸ء کی ری یونین کے مہمانوں اور دوسری سرگرمیوں، اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی میٹنگ، ری یونین کنسرٹ لائیو می کے ۶ فوٹو جن میں جنرل رحمان گل، بریگیڈیئر بشیر خان، میجر جنرل خداداد، بریگیڈیئر اکبر خان شامل تھے۔

۳۔ سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر رفیق کالج کا نشان وصول کرتے ہوئے۔

۱۹۶۹ء۔۷۰

ایڈیٹر انگریزی: میجر غلام عباس۔ معاون: سیکنڈ لیفٹیننٹ نعیم تقی جعفری۔ مدیرانِ متعلم: کیڈٹ محمد اشفاق، کیڈٹ ظفر اقبال،

ایڈیٹر اردو: مسٹر عین الدین علوی۔ معاونین: سعید راشد فیضی، مسٹر محمد مرزا۔ مدیرانِ متعلم: مجید بھٹی، اعجاز احمد بخشی۔

صفحات انگریزی ۴۰، اردو ۸۸۔ مضامین طلباء انگریزی ۸، اردو ۱۴۔

تجزیہ

اس شمارہ میں پہلی بار ایف اے سی سی کی رپورٹ اور ڈرامہ کا ذکر نہیں حیدری صاحب دسمبر ۱۹۶۹ء میں ریٹائر ہو چکے تھے۔ یہ پرچہ اواخر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔

مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

اس پرچہ میں مہمانِ خصوصی کی جوابی تقریر بھی شامل نہیں۔ ستمبر ۱۹۷۰ء میں کالج کے ایک استاد میجر وانچو کا انتقال ہوا تھا۔ ان کی یاد میں اردو میں لیفٹیننٹ بشیر احمد نے اور انگریزی میں کیپٹن محمد علی نے مضامین لکھے۔

حیدری صاحب کی ریٹائرمنٹ پر علوی صاحب نے اداریہ میں لکھا۔

خدا حافظ

''کالج کے قدیم اور مخلص خادم، جن کی آنکھوں نے بے شمار نشیب و فراز دیکھے اور اس کی پرورش پرداخت میں خود حصہ لیا ایک ایک کرکے دور ملازمت کی تکمیل پر رخصت ہوتے جاتے ہیں۔ جناب بلگرامی، جناب مظہر علی خان اور جناب عبدالحمید قریشی گزشتہ پانچ سال کے دوران میں سبکدوش ہو کر کالج کو الوداع کہہ چکے تھے۔ اس سال جناب فضل حق حیدری بھی "سبکدوش" برادری میں شامل ہو گئے۔ حیدری صاحب کی رنگا رنگ خدمات کے تذکرہ کا ان چند سطروں میں حق ادا کرنا آسان نہیں۔ ادب کے وسیع مطالعے، متنوع تجربے اور انگریزی میں پختہ اور دلاویز انداز نگارش کے علاوہ ان میں وہ بیش بہا خوبیاں موجود تھیں جو ایک پبلک سکول کے استاد میں ہونی چاہئیں اور جن کا ایک ہی شخص میں یکجا ہو جانا ذرا کمیاب ہے۔

وہ اس وقت کالج کے سب سے پرانے معلم بلکہ مورخ تھے۔ جنہوں نے تقسیم سے پہلے اور بعد کے تمام مراحل میں اس پودے کو اگتے، پھلتے پھولتے اور لہلہاتے دیکھا تھا۔ وہ ۲۷ سال کی ان تھک اور سرگرم خدمات کے بعد ریٹائر ہوئے ہیں۔ ان کی طبعیت میں زندہ دلی اور سنجیدگی کا بہت اچھا امتزاج تھا۔ زندگی کی کیفیتوں اور رنگا رنگیوں سے وہ پوری طرح محظوظ اور متاثر ہونا جانتے تھے۔ عملی زندگی اور کالج کی معاون درسی سرگرمیوں میں وہ آخر تک نوجوانوں کی سی زندہ دلی کے ساتھ دلچسپی لیتے رہے۔ موسیقی، ڈرامہ، فوٹو گرافی، تربیت کے حصہ انگریزی کی ادارت جن کے یہ سب مشاغل پوری مستعدی سے رواں دواں رہے۔ اعلی معیار کے سختی سے پابند اور دوسرے درجے کی چیز کے قائل نہیں تھے۔ ڈرامے کی پیشکش ان کا خصوصی فن تھا۔ ہدایتکاری ہو یا ملبوسات یا سٹیج کی تزئین، ان کی مہارت اور اہتمام جزئیات نے اچھے اچھوں سے داد وتحسین وصول کی۔

''تربیت'' کے تمام شماروں کے حصہ انگریزی کے صفحات حیدری صاحب ہی کے حسن بیاں کے امانت دار اور گواہ ہیں۔ حق یہ ہے کہ وہ ادارہ تھے جس میں اس کالج کے بہت سے اجزاء و عناصر کو اظہار میسر آتا تھا۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے پہلے سکریٹری وہی منتخب ہوئے تھے اور پہلی یونین کی رعنائیاں انہی کے سلیقے اور حسن ذوق کی شاہد تھیں۔ ادارہ ان کے لئے خوشگوار اور پر عافیت زندگی کی دعا کرتا ہے۔''

تبادلے

نئے کمانڈانٹ کرنل این ڈی احمد نے اکتوبر ۱۹۷۰ء کے اواخر میں کالج کی سربراہی کی ذمہ داریاں سنبھالی تھیں۔ ان کا تعارف بھی اس اداریہ میں کرایا گیا۔

اردو سیکشن میں علوی صاحب کا مضمون اقبال اور بیرونی امداد شامل تھا۔ اردو اداریہ میں علوی صاحب نے پبلک اسکولوں میں اساتذہ اور کھیلوں پر یہ تبصرہ کیا۔

ایک اقامتی درس گاہ یا پبلک اسکول میں اساتذہ کا کردار صرف معلم کا نہیں اتالیق اور والدین کا بھی ہوتا ہے۔ یہاں سڑک اور میدان، مسجد اور لائبریری، ڈائننگ ہال اور ڈارمیٹریاں، باغ اور سبزہ زار بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنی نصابی کتابیں اور درس کے کمرے۔ چنانچہ شاید اس سالنامہ میں آپ کو کتابی پن کم اور مقامی زندگی کی مہک زیادہ محسوس ہوگی۔ یہ کالج فقط درس گاہ نہیں ہے۔ زندگی کی تجربہ گاہ ہے جہاں طلباء زندہ رہنے کا ڈھنگ سیکھتے ہیں۔

پبلک اسکولوں میں اصولی طور پر کھیل تعلیم سے بھی کچھ زیادہ وقار اور وقعت دی جاتی رہی ہے اور اسے تشکیل کردار کا بہت بڑا ذریعہ سمجھا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں بھی اولیت اسی مشغلے کو دینی چاہیے۔ لیکن ہمارا عقیدہ ذرا مختلف ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہاں کھیل تو آگئے ہیں۔ لیکن ان کھیلوں کے ساتھ وہ ایٹن اور ہیرو والی اسپرٹ نہیں آسکی۔ جس کی بدولت عام خیال کے مطابق واٹرلو کی جنگ جیتی گئی تھی۔ اسی طرح پبلک سکول تو ہم نے بنالئے مگر ان کا روائتی بنیادی مقصد مذہبی و قومی کردار کی تشکیل اب تک ہماری گرفت میں نہیں آسکا۔

فوٹو

مہمانِ خصوصی میجر جنرل آفتاب احمد کے ساتھ اسٹاف اور پریفیکٹس کا فوٹو۔ سالانہ تقریب کے عناصر۔ ہائیکنگ ٹرپ کی جھلکیاں

۱۹۷۰ـ۷۱ء

ایڈیٹرز انگریزی: میجر غلام عباس۔ معاون: لیفٹیننٹ منظور احمد۔ مدیرانِ متعلم: انجم سعید امین الرحمٰن۔

مدیر اردو: عین الدین علوی معاون: منظور احمد ظفر۔ مدیرانِ متعلم: انجم سعید۔ محمد اقبال۔

صفحات انگریزی ۴۶ اردو ۵۵۔ مضامین انگریزی ۵ اردو ۱۲۔

صفحات: انگریزی ۵۰، اردو ۶۴۔ مضامین طلباء انگریزی ۱۷ اردو ۱۲۔

رسالہ کا لے آؤٹ وہی رہا جو پہلے سے چلا آرہا تھا۔ یعنی (۱) ایڈیٹوریل (۲) کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ (۳) مہمانِ خصوصی کا خطبہ (۴) اراؤنڈ دی کالج (۵) اراؤنڈ دی ہاؤسز (۶) انعام یافتگان (۷) سوسائٹیز (۸) سپورٹس ریویو اور (۹) ذخیرہ مضامین

انگریزی کے ذخیرہ مضامین میں کمانڈانٹ کرنل این ڈی احمد کا مضمون "Public School in Pakistan" اور اردو سیکشن میں کیپٹن بشیر احمد کا مضمون ''مجھ سے پہلی سی محنت میرے استاد نہ مانگ'' اور علوی صاحب کا انشائیہ ''ایک درخت کی دو شاخیں'' قابل توجہ تھے۔

فوٹو

مہمانِ خصوصی میجر جنرل اکبر خان شیر شاہ ہاؤس میں جلسۂ تقسیم انعامات کے مناظر۔ ایم سی اسکاؤٹس گھوڑا گلی میں۔ مہمانِ خصوصی کا گروپ فوٹو اسٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ۔

۱۹۷۱ـ۷۲ء

ایڈیٹر انگریزی: میجر محمد بشیر۔ معاونین: سیکنڈ لیفٹیننٹ اظہر محمود، سیکنڈ لیفٹیننٹ عابد حسین۔ مدیرانِ متعلم: انجم سعید، انصر محسن، عزیز احسن

مدیر اردو: عین الدین علوی معاونین: منظور احمد ظفر، محمد اشرف شرف۔ مدیرانِ متعلم: کیڈٹ انجم سعید، جاوید اقبال محمد رفیق قریشی

تبصرہ

یہ شمارہ جنگ دسمبر ۱۹۷۱ء کے پس منظر میں شائع ہوا۔ اسے جنگ دسمبر ۱۹۷۱ء نمبر کہنا چاہیئے۔ انگریزی میں یہ مضامین تھے۔

۱۔ کالج کے شہیدوں اور غازیوں کا تعارف (Our Heroes)

۲۔ میجر اکرم شہید نشان حیدر کا تعارف (First Nishan-e-Haider to Military College)

۳۔ نیول آفیسر ۲۳۱۵ سکندر حیات خان ستارۂ جرأت

انگریزی کے اداریہ میں میجر محمد بشیر (چچا) نے لکھا۔

"A new Pakistan strong and confident has to be built. In this only lies our survival. The responsibility that devolves on the shoulders of everyone of us was never so great as it is now. Everybody has to do his duty. In this institution we can acquit ourselves of our natonal obligations by introducing greater and unmistakable traditions of remarkable discipline, honesty, truthfulness, austerity and above all patriotism. Let us all be permeated with a lofty esprit de corps worthy of our Alma Mater."

اس سال کے ''تربیت'' میں پہلے تعلیمی سیمینار کی رپورٹ چھپی۔ چونکہ ۷۲۔۱۹۷۱ء کا جلسۂ تقسیم انعامات غیر معمولی حالات میں ہوا تھا۔ اس لئے اس ''تربیت'' میں کمانڈانٹ اور مہمانِ خصوصی کی تقریر کا متن شامل نہیں۔

اردو کے مضامین کی فہرست یہ تھی۔

حال و قال (ع۔ع) ملٹری کالج اور ۱۹۷۱ء کی جنگ (ع۔ع) ابھی کچھ نہیں بگڑا (کیڈٹ مقصود خان) اشتہاروں کی حکومت (مزاحیہ) (کیڈٹ زاہد حسین)، میرانیس کی عظمت (تبصرہ) (کیڈٹ لیاقت علی خان) پربتوں اور وادیوں میں (رپورتاژ) (کیڈٹ ضرار چوہان) راشد منہاس شہید (کیڈٹ جاوید اقبال چوہان) شہرت پسندی۔ ایک لعنت یا نعمت (کیڈٹ انجم سعید) وٹامن اور ہم (مزاحیہ) (کیڈٹ شمشاد احمد) جنگ آدم سے ابن آدم تک (جائزہ) (کیڈٹ سرفراز حسین صدیقی) میرا کالج (کیڈٹ ذوالفقار حیدر) پریم چند۔ مختلف زاویوں سے (کیڈٹ رفیق قریشی) لیڈری کا فن (مزاحیہ) (کیڈٹ تنویر راشد) مرزا غالب سے انٹرویو (جائزہ) (کیڈٹ طارق منصور) زندگی (جناب محمد اشرف شرف) مری مال کی سیر (طنزیہ) (جناب لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم سلیمی)

اس تربیت میں ایک سے ایک مضمون بڑھ کر ہے۔ تبرک کے طور پر علوی صاحب کا اداریہ ''حال وقال'' اور ایک مضمون ''ملٹری کالج اور ۱۹۷۱ء کی جنگ'' ان کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر نقل کئے جاتے ہیں۔

حال وقال

ایک ایسے سال کے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔ جس نے تاریخ کو ہیبت ناک فیصلے کرتے اور پلٹے کھاتے دیکھا۔ ایسا ہونا ہی تھا۔ تاریخ کب کسی کا لحاظ کرتی ہے۔ اقوام متحدہ جو پہلے ہی بڑی اپدیشک اور گفتار کی غازی مشہور رہی ہے اس دفعہ اپنے سدرۃ المنتہٰی (فائر بندی) تک پرواز کرنے میں بھی بے بس ثابت ہوئی۔

مشرقی بازو کی علیحدگی نے ساری قوم کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس سپر اندازی کو ہماری دلیر اور عظیم افواج کی شکست ماننا مشکل ہے۔ اس لئے کہ اس کو اپنے جوہر دکھائے بغیر ایک بین الاقوامی فریب کے جال میں پھنسایا گیا اور یہ طے کرنا بھی مشکل ہے کہ کتنے فی صد قصور کس کا تھا۔ ہم ''مغرب کے مسکینوں'' کا یا مشرق کے ان بھائیوں کا جنہیں نفرت کے بیس سالہ کورس میں باقاعدہ تربیت دی گئی۔ ہمارے جغرافیائی فاصلے کا، اس مہربان پڑوسی کا، جس نے اس فاصلے کو ٹرمپ کارڈ بنایا؟ بڑی طاقتوں کا جن کے لئے ہم سب فقط شطرنج کے مہرے ہیں؟ ''شیخ برھمن'' کی اس سازش کا جس میں برھمن نے ''دیو استبداد'' کو ''آزادی کی نیلم پری'' کا بھیس بدلوا کر شیخ کو لبھایا۔ بارہ چودہ سال سے مسلط رہنے والی غیر نمائندہ اور شخصی حکومتوں کا؟ بحرحال اس ''کارنادر'' میں شریک تو سبھی تھے۔

لیکن جس طرح ہمیں اللہ اور آخرت پر ایمان ہے اسی طرح یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ شکست کا داغ دھل کر رہے گا۔ ہماری عظیم فوج کے وقار کا چاند گرہن میں آیا ضرور ہے۔ لیکن چاند کا گرہن سے نکلنا بھی برحق ہے۔ ہم انشاء اللہ جلد ثابت کر دیں گے کہ ہم ویسے نہیں جیسا ہمیں بین الاقوامی بازی گروں نے اپنی شعبدہ بازی سے دکھانے کی کوشش کی۔ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے۔ ہم اپنے لہو کا خراج لیں گے ہماری آبرو بحال ہو گی۔

ہمارا ایمان بھی ہے اور تجربہ بھی کہ ہر برائی میں بھلائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ کا نتیجہ دل خراش تھا۔ لیکن اس میں ہمارے لئے بہت سے سبق پنہاں ہیں۔ مثلاً یہ کہ اپنی طاقت اور تیاری کا مبالغہ آمیز اندازہ نہیں لگانا چاہیئے۔ یہ کہ حالات کے اتار چڑھاؤ کی روشنی میں اپنے عمل اور پالیسیوں پر مسلسل نظر ثانی کرتے رہنا چاہیئے۔ بڑی طاقت کو یہ موقع کسی قیمت پر نہ دینا چاہئے کہ وہ ہمیں انگلی پکڑ کر جدھر چاہیں چلائیں۔ کوئی گزشتہ کامیابی کتنی ہی نشہ آور ہو، اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر بے رحمی سے تنقید کرنی ضروری ہے۔ کیونکہ اپنی کوتاہیوں کو جان لینا ہی ترقی کا آغاز ہے اور یہ کہ ایک بے نظیر فوج کو سول انتظامیہ میں الجھا دینا اس کی عظیم صلاحیتوں کا نامناسب استعمال ہے۔ یہ کہ دشمن کے پروپیگنڈے کا زہر اسکے ہتھیاروں سے بڑھ کر مہلک ہوتا ہے۔ جہاں جہاں اس کا زہر پہنچے وہیں اس کا تریاق بھیجنا بھی لازمی ہے اور یہ کہ اپنی صفوں میں چھپا ہوا غدار دشمن کی پوری بٹالین سے زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ مگر نہیں۔ یہ سبق نہیں کہ گنائے جاسکیں۔

زندگی موت سے زیادہ طاقتور ہے اور دشمن اندھیرے سے۔ مایوسی مہلک ترین زہر ہے۔ اسلامی نظریہ حیات کا ایک اصول ''لاتقنطوا'' بھی ہے۔ اس لئے ہمیں ماضی کے ماتم پر وقت ضائع کرنے کی بجائے مستقبل تخلیق کرنا ہے۔ اب ہمارا کارواں پھر جادہ ویپا ہو رہا ہے۔ منزل اب اس طرح پہنچ سے باہر نہیں رہی۔ جتنی ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو نظر آتی تھی۔ ہم نے بہت بڑے ذہنی زلزلے کا سامنا کیا ہے۔ لیکن ہم نے زندگی کے میدان میں ایک نیا موڑ بھی کاٹا ہے۔ ہمارے انداز فکر اور ہماری امنگوں میں بنیادی تبدیلی آئی ہے۔ کچھ ایسے دریچے کھلے ہیں جو مدت سے بند پڑے تھے اور تازہ صحت مند ہوا کے جھونکے لائے ہیں۔ اقلیت سے اکثریت نے اپنے آپ کو منوایا ہے۔ نگاہ کا مرکز بدلا۔ فکر و عمل بدلے ہیں۔ صہبا بدلی ہے پیمانے بدل رہے ہیں۔ ہم نے اس صداقت کو تسلیم کر لیا ہے جسے مانے بغیر کسی ملک کو کبھی ترقی نصیب نہ ہو سکی۔ یعنی ملک کی سب سے بڑی طاقت اور سب سے بڑی دولت اس کے عوام ہیں۔ اس طاقت کو تعلیم و تربیت اور جوش عمل دے کر ہم پاکستان کو فولاد کا قلعہ بنا سکتے ہیں۔ ہر فرد کو تعلیم دینے اور مفت تعلیم دینے کا عظیم الشان منصوبہ اگر کامیاب ہو گیا تو ہم دیکھیں گے کہ وطن عزیز کی کایا پلٹ چکی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اتحاد، تنظیم اور ایمان کے بل پر اپنی زندگی کو نئے سرے سے منظم کر سکیں اور اپنا کھویا ہوا وقار جلد واپس لے سکیں۔

آخر ایک طویل مدت کے بعد ہم نے آزاد، خود فکر اور جمہوریت پسند برداری میں اپنی کھوئی ہوئی جگہ تو لے لی ہے۔ پہلی بار یہ تاریخی واقعہ ظہور میں آیا ہے کہ وطن عزیز کے منتخب نمائندے ملک کا آئین بنانے کے لئے بیٹھے ہیں۔ دیکھا جائے تو یہ آئین نہیں قوم کی تقدیر بنا رہے ہیں۔ مستقبل بنا رہے ہیں۔

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جمہوریت اور آزادیٔ رائے کی ذمہ داریاں اس کی آسائشوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ قدم قدم پر قوت فیصلہ اور رواداری ضروری ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق اور جذبات کا پاس ضروری ہے۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم آزادیٔ فکر اور جمہوریت کا بوجھ اٹھا سکیں۔ یہ بہت بڑا امتحان ہے ہمارے قومی کردار کا، جدوجہد کی اہلیت کا، اپنی سفال سے مینا اور جام پیدا کرنے کا۔

ملٹری کالج اور ۱۹۷۱ء کی جنگ

۱۹۶۵ء کے معرکے کی طرح ہمارا کالج ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بھی اپنی ناچیز خدمات پیش کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہا۔

کسی تربیت گاہ کی قدر و قیمت کی کسوٹی ایسے ہی مواقع ہوا کرتے ہیں اور ملٹری کالج کو فخر ہے کہ فرزندوں نے آزمائش کی گھڑی میں اسے شرمسار نہیں ہونے دیا۔ ۱۹۷۱ء کے اس جہاد میں بھی وہ ایسی بے جگری سے لڑے کہ نبرد آزمائی کا حق ادا کر دیا۔ بلکہ اس بظاہر بے نتیجہ جنگ میں انہوں نے اور زیادہ عزم اور ہمت کی مثالیں قائم کیں جنہیں ہماری تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی۔

ہلی کے دشوار ترین محاذ پر ملٹری کالج کے فرزند میجر محمد اکرم (شہید) نے عزم و حوصلے کا وہ تابناک کارنامہ دکھایا جو مستقبل میں بھی چمکتا دمکتا رہے گا۔ نشان حیدر کا اعلیٰ ترین اعزاز لے کر انہوں نے ملٹری کالج کو اور بھی بلند و بالا کر دیا۔

انہی فرزندان کالج میں ہمارا وہ عظیم اور دلیر مجاہد لیفٹیننٹ کرنل حق نواز کیانی (شہید) بھی ہے جو ۱۹۶۵ء کے شاندار کارناموں پر ستارۂ جرأت لے چکا تھا۔

ریٹائر ہونے کے بعد فرض کی پکار پر کارزار میں واپس آیا اور وادیٔ لیپا کے زبردست معرکے میں اپنی جان کی قربانی دے کر دشمن کو بتا دیا کہ ہم اپنے وقار اور آبرو کی بازی جیتنا جانتے ہیں۔ بعد از شہادت اسے دوبارہ ستارۂ جرأت کا نذرانہ پیش کیا گیا۔

ان میں لیفٹیننٹ کرنل سلطان احمد جیسے جری اور جاں باز مجاہد بھی ہیں۔ جو کشمیر کے محاذ پر ۱۹۶۵ء میں اپنی دلیرانہ اور فاتحانہ پیش قدمی کے لئے ستارۂ جرأت سے مزیّن ہوئے تھے۔ پھر ۱۹۷۱ء کے معرکے میں اپنی مہارت اور دلاوری کا نقش ثبت کر کے دوبارہ ستارۂ جرأت کے مستحق ثابت ہوئے۔

عالمگیرین برادری کی خدمات محض بری فوج تک محدود نہیں رہیں۔ بحریہ کا وہ مشہور جانباز لیفٹیننٹ سکندر حیات خان بھی انہی فرزندان کالج میں شامل ہے۔ جس نے چٹا گانگ کے علاقے میں دشمن کے ناکہ بند سمندر سے ہماری گن بوٹ راجشاہی کا نکال کر صحیح سلامت کراچی پہنچایا اور ستارۂ جرأت کا قابل رشک اعزاز حاصل کیا۔

ابھی تک تمام عالمگیریئنز کے کارناموں اور شہادتوں کی اطلاعات سامنے نہیں آئی ہیں۔ معلومات رفتہ رفتہ جمع ہو رہی ہیں۔ ان کے کارنامے یقیناً ساری قوم کے لئے ایک ولولہ تازہ کا سرچشمہ ہیں۔ لیکن کالج کے موجودہ طلباء کے لئے خاص طور پر ان کی عظیم الشان شجاعت کی مثالیں حوصلہ افروز اور ولولہ انگیز ہیں۔ اتنے ہی احترام اور عقیدت کے مستحق ہمارے وہ مجاہدین ہیں جن کے کارنامے منظر عام پر ابھی تک نہیں آ سکے۔ جو دیکھے اور سنے نہ جا سکے۔ ہم ان شہیدوں کی عظمت کے سامنے احتراماً سر خم کرتے ہیں۔ ہمارے دل اپنے ان سرفروش افسروں اور جوانوں کے لئے سوگوار تو ضرور ہیں کہ قوم اپنے گراں مایہ گوہروں سے محروم ہو گئی ہے۔ ہماری آنکھیں ان کے لئے شبنم افشاں تو ہیں لیکن ہمارے فخر سے بلند بھی ہیں کہ انہوں نے ایک مقدس نصب العین کے لئے اپنی جانیں نذر کر دیں اور شہادت کے مقام رفیع سے ہم کنار ہوئے۔ ہم بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہیں کہ ان عظیم سپاہیوں کا مقدس خون ملت کی مرجھائی ہوئی کھیتی کو پھر شاداب کر دے اور ان کی موت قوم کی حیات بن جائے۔

اس شمارہ میں جناب محمد اشرف شرف استاد ملٹری کالج کی نظم "زندگی" کے چند اشعار یہ تھے۔

زندگی

لمحہ لمحہ بنتا مٹتا کارواں ہے زندگی
جسم ناؤ کی طرح ہے بادباں ہے زندگی

ٹوٹتے شہتیر کی مانند ہے اس کا وجود
ریت کے دیوار و در کا اک مکاں ہے زندگی

بہتے پانی میں بھنور کا اک جزیرہ بن گیا
ڈوبنے والے نے سمجھا مہرباں ہے زندگی

ڈوبتے سورج کی آہیں چڑھتے سورج کا غرور
اور ٹھٹھرتی سرد راتوں کی فغاں ہے زندگی

کھا رہا ہے ہر کسی کو اپنی تنہائی کا خوف
شہر میں خود دشت بے نشاں ہے زندگی

رہ گئی ہے بستیوں کی دھول ہی باقی شرف
ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں جانے کہاں ہے زندگی

تصاویر

اس شمارہ میں میجر اکرم نشان حیدر کا پورے صفحے کا فوٹو، رسالہ کے شروع میں دیا گیا ہے۔ جلسۂ تقسیم انعامات کی چند تصویری جھلکیاں۔ مہمانِ خصوصی بریگیڈئر اقبال شفیع کے ساتھ۔ ڈیبیٹنگ ٹیم جس نے اسلام آباد میں ٹرافی جیتی ۷۲-۱۹۷۱ء کالج اسٹاف کا گروپ فوٹو۔

۷۳-۱۹۷۲ء

ایڈیٹوریل بورڈ

انگریزی مدیر: میجر محمد بشیر۔ معاونین: اظہر محمود۔ عابد حسین، مدیرانِ متعلم: صلاح الدین، پرویز سلطان، نوید بن کمال، شاہد علی،

اردو مدیر: عین الدین علوی۔ مدیران معاون: منظور احمد ظفر، محمد اشرف شرف، مدیرانِ متعلم: طارق منصور، وجاہت حسین، فاروق پرویز، جلیل قریشی۔

صفحات: انگریزی ۷۵، اردو ۶۸۔ انگریزی میں طلباء کے مضامین ۱۰۔ اردو میں ۱۸۔

تجزیہ

اس سال ''تربیت'' میں سیکنڈ ائیر کے طلباء کو مزاحیہ انداز میں متعارف کرانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ساتھ تصویر بھی دی گئی۔ اس ''تربیت'' ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوسرے تعلیمی سیمینار کی رپورٹ بھی چھپی اور خالد نذیر کے بنائے ہوئے کالج کی زندگی پر دلچسپ کارٹون بھی اس شمارہ کی زینت بنے۔ اراؤنڈ دی کالج کے عنوان سے کالج کی ڈائری دی گئی۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی رپورٹ بھی چھپی۔

انگریزی اداریہ کے آخر میں میجر محمد بشیر (چچا) نے لکھا۔

"Great place demands responsibility. The Military College is a great plac. It has a reputation for producing great men. We want this reputation to continue. Not that we have any doubts about it, we emphasize the point because the need for great men was never greater in Pakistan. We need tremendous upsurge for reconstruction and rebuilding. And we make it clear that no one is more responsible for this noble task than our youth. Let us all convince the comity of nations that if we live, live with honour; if we survive, we survive with glory."

تعزیت

اس شمارہ میں ایک عالمگیرین ۶۱-۷ بریگیڈیئر محمد اسلم کے انتقال کے موقع پر ان کے عالمگیرین بیٹے ریاض اسلم سے اظہار تعزیت بھی کیا گیا۔

اردو مضامین کی فہرست یہ ہے۔

مسلمان کی جرأت (تمثیلچہ) (کیڈٹ خالد نذیر) اردو ذریعہ تعلیم کا علم بردار سرسید (کیڈٹ جلیل قریشی) کیڈٹ کا ایک شنبہ (کیڈٹ فاروق پرویز) میں کون ہوں (شعر منثور) (کیڈٹ طارق منصور) دو بھائی (افسانہ) (کیڈٹ فرخ اقبال) غزل (کیڈٹ محمد شرر) ملٹری کالج کا ایک روشن ستارہ (کیڈٹ لیاقت علی) میری پسندیدہ کتابیں (کیڈٹ ظفر محمود) غزل (جناب محمد اشرف شرف) جلسے جلوس اور جہالت (مزاحیہ) (کیڈٹ شیر محمد) ماما (افسانہ) (کیڈٹ محمود الحق منہاس) کالج ڈرامے کی کہانی (رپورتاژ) (کیڈٹ راجہ محمد اشرف) ہیرو سے کیڈٹ تک (مزاحیہ) (کیڈٹ محمد اکبر خان) میرے دوست (کیڈٹ ذوالفقار حیدر) میں ایک سائنس دان ہوں (کیڈٹ نوشاد حمید گل) ہم اور امتحان (مزاحیہ) (کیڈٹ شوکت علی) مجھے ان بھکاریوں سے بچاؤ (مزاحیہ) (واجد حسین) ذکر ایک محفل کا (کیڈٹ شیر محمد) پاکستان کا آئین (نظم) (کیپٹن ضرغام حیدر نقوی) کاغذی ہے پیرہن (طنز و مزاح) (لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم سلیمی) جناب محمد اشرف شرف کی غزل کے چند اشعار۔

غزل

احساس کی سولی سے مجھے اب نہ اتارو — سنگسار کیے جاؤ مگر پھول نہ مارو
میں کب سے فدا ہونے کو تیار کھڑا ہوں — تم میرے خدا ہو تو مرا نام پکارو
جو ٹوٹ کے گر جائے زمیں پر کوئی سورج — گردن کو مری کاٹ کے مشرق سے ابھارو
مانگے کی کبھی روشنی بھاتی نہیں مجھ کو — بیکار چمکتے ہو مرے گھر پہ ستارو
یہ میری انا ہے کہ میں تنہا ہی رہوں گا — تم اور کسی در پہ چلے جاؤ سہارو
میں ڈوب کے ابھروں تو مرا ساتھ نہ دینا — تنکوں کی طرح پانی میں بہہ جانا کنارو

اس شمارہ میں ''پاکستان کا آئین'' کے عنوان سے کالج کے استاد کیپٹن ضرغام حیدر نقوی کی جو نظم شائع ہوئی اس کا پہلا بند یہ تھا:

دارالاماں کہیے — بیت السلام کہیے — آئین یہ ہمارا — اس کو سلام کہیے
کل قوم کی امنگوں کا — ترجمان کہیے — یا آرزو کا اپنی — اس کو نشان کہیے

اسی ترتیب میں لیفٹیننٹ کرنل محمد اسلم سلیمی کے انشائیہ ''کاغذی ہے پیرہن'' کی ابتدائی سطریں یہ تھیں۔

''کوئی ۱۹۷۲ء کے وسط کی بات ہے جب سائنس اپنے عروج پر تھی۔ انسان چاند پر جھنڈا گاڑنے کے بعد مریخ کے لئے رخت سفر باندھ رہا تھا اور بقول غالب اس کائنات کو بازیچہ اطفال ثابت کرنے کی عملی کوششوں میں مصروف تھا۔''

تصاویر

اس شمارہ کی تصاویر یہ تھیں۔

اسٹاف کا گروپ فوٹو گراف۔ ڈی جی ایم ٹی اور ڈی اے ای کی دو تصویریں۔ کمانڈانٹ، ہاؤس پریفیکٹس کے ساتھ۔ فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کلاس کمانڈانٹ کرنل احمد کے ساتھ۔ باسکٹ بال اور بیڈمنٹن کی زونل ٹیمیں کمانڈانٹ کے ساتھ۔

۱۹۷۳۔۷۴ء

ایڈیٹر انگریزی: میجر میاں بشیر احمد۔ معاون: مسٹر ولی محمد، مدیرانِ متعلم: سیف اللہ طفیل، سید کرار حسین، فضل عباس، خالد نذیر،

مدیر اردو: پروفیسر وعین الدین علوی۔ معاون: مسٹر منظور احمد ظفر۔ مسٹر محمد اشرف شرف۔
مدیرانِ متعلم: سعید خالد عاشق حسین، راجہ اشرف، نعیم چوہدری، پرویز خالد بابر۔

صفحات: انگریزی ۷۸، اردو ۸۶۔

انگریزی میں کمانڈانٹ کی معمول کی رپورٹ، مہمانِ خصوصی کے خطاب، انعام یافتگان کی فہرست، اسپورٹس ریویو، سیکنڈ ایئر کا تعارف اور سوسائٹیوں اور کلبوں کی رپورٹوں کے علاوہ اس شمارہ کے مضامین نثر اور نظم یہ تھے۔

(a) **Prose:**

1.	Glory that was theirs	Capt. Muhammad Ali
2.	The New Constitution of Pakistan	Cadet Khalid Nazir
3.	The Atomic Bomb	Cadet Tariq Majeed
4.	To PMA and Back	Cadet Mughees-ul-Hussan
5.	Ah, Those Fateful Three Minutes.	Shoukat Ali Chandna

6.	Duty and Friendship	Cadet Waseem Zafar
7.	A stranger	Cadet Arshad Mehmood
8.	The E.D.	Cadet Riaz Ahmed Khan
9.	Allama Muhammad Iqbal	Cadet Akhtar Ali Tariq
(b)	**Poetry:-**	
10.	A prayer.	Capt. Muhammad Ali
11.	New Year.	Capt. Muhammad Ali
12.	The Shadow of a Passenger.	Shoukat Chandna
13.	Golden Night.	Cadet Tariq Muneer.

ایڈیٹوریل پی او ڈبلیوز (POWS) کی واپسی پر اظہار خیال سے شروع ہوا۔

Editorial :-

Our valiant soldiers and patriotic citizens are back home after long captivity in POW camps. We welcome them with feelings of immense joy. They deserve the gratitude of the entire nation for the sacrifices they have so willingly offered in the defence of a lofty cause. With their return a tragic chapter of our brief but eventful history is finally closed. These indomitable sons of Islam and defenders of the motherland have set such examples of courage, devotion, endurance, fortitude, and patriotism which will always serve as the mainspring of inspiration for the coming generations.

The students of this College look at the grim historical past from their own characteristic angle. They consider it a long exercise in determination, grit and undauntedness of human spirit under the most trying conditions of national existence. It gives them series of lessons never to be forgotten and brings them face to face with a chain of challenges never to be declined. The events of this great development have special relevance to their future as they too, hope to join the officer corps of the Army."

آرٹس کلاسز کا دور ختم ہوا۔ کرنل احمد کی ریٹائرمنٹ اور نئے کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق کی آمد اور ان کی تعلیم و تربیت کی ترجیحات ایڈیٹوریل کے دوسرے نکات تھے۔ ایڈیٹوریل کے سامنے پورے صفحہ پر یہ عبارت تھی۔

"Welcome Home 89,981 Brave Sons and Daughters of Pakistan."

اردو کے اداریہ کا بھی یہی موضوع تھا۔

بچھڑوں کا ملنا مبارک ہو

ہم اس مبارک و مسعود ساعت پر یہ سالنامہ پیش کر رہے ہیں۔ جب ہماری تاریخ کا ایک سیاہ اور ایک المناک ورق الٹا جا چکا ہے۔ جب ہمارے نوے ہزار مجاہد دشمن کے چنگل سے رہا ہو کر باعزت طور پر مادر وطن کی پیاری سرزمین پر واپس آ چکے ہیں۔ خدائے برتر کے بے پایاں احسان کا شکر ہمارے تنگ دامن الفاظ کے پیمانوں سے چھلکا پڑ رہا ہے۔ ایک سو پچانوے پر مقدمے کی دھمکی کا جو بوجھ آخر تک ہمارے سینے میں گڑا ہوا تھا، اب نکل چکا ہے۔ بے پایاں مسرت یہ ہے کہ ہم سے جن ذلت آمیز شرائط اور نا مسعود مطالبات کو تسلیم کرانے کے لئے اسیران جنگ کو یرغمال بنا کر رکھا گیا تھا، دشمن ان میں سے ایک بھی ہم سے نہیں منوا سکا۔ وہ ہم سے ایک بھی ناجائز رعایت حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ وہ ہماری روح، ہمارے جذبے، نہ ہمارے حوصلے کو چکنا چور کر سکا۔ ہمیں اپنی آزادانہ اور خودمختارانہ حیثیت کا ایک شمہ بھی قربان نہیں کرنا پڑا۔

ہم احترام کے ساتھ سلام کرتے ہیں اپنی ان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو جنہوں نے یہ آزمائش کا دور سکون و تمکنت اور شان خودداری کے ساتھ برداشت کیا اور ایسا ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا جو آزاد قوم کی ماؤں اور بیٹیوں کی شان کے خلاف ہو۔ ورنہ ذرا سی جذباتی کمزوری ایسے دشوار اور مایوس کن حالات میں دشمن کے منصوبے کو نادانستہ طور پر کمک پہنچا سکتی تھی۔

بے یقینی اور بیرونی خطرات کے سائے اب نہیں رہے۔خوف، دباؤ اور مجبوری کی اس خطرناک کیفیت سے نجات مل چکی ہے جو انسانی روح کو کچل ڈالنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔لیکن پاؤں پھیلا کر بیٹھنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ہمیں ان تمام خطروں کا احساس وشعور ہونا چاہیے جواب بھی مختلف پیرایوں میں ہمارے چاروں طرف منڈلا رہے ہیں لیکن ہمیں ان کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکنے چاہئیں۔خطرات کا مسلسل مقابلہ ہی زندگی ہے۔خطرات ایک چیلنج ہیں۔جو ہمیں زندہ تر، پائندہ تر اور تابندہ تر بناتے ہیں۔جس میں خطرے نہ ہوں وہ زندگی قابل قبول ہی نہیں۔

اگر خواہی حیات، اندر خطر زی

ہمیں خندہ پیشانی کے ساتھ، پورے عزم اور اعتماد کے ساتھ خطروں کا مقابلہ کرنا ہے اور انہیں پسپا کرنا ہے۔ہمیں ان پر غالب آنا ہے۔مغلوب نہیں ہونا ہے۔

شکست اور فتح آنی جانی چیزیں ہیں۔جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ جذبہ ہے جو کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔شکست ایک چیز ہے۔شکست خوردگی دوسری چیز، شکست ہمارا کچھ نہیں بگاڑتی۔لیکن شکست خوردگی بدترین زہر سے زیادہ مہلک ہوتی ہے۔اسے پاس نہیں پھٹکنے دینا چاہیے۔

ناکامیاں کامیابی کا پہلا زینہ،شکست فتح کی تمہید اور اپنی کمزوریوں کا شعور ترقی کا آغاز ہوتا ہے۔احساس زیاں اور اپنی خامیوں کے شعور نے ہم پر احسان کیا ہے۔ہمیں خود احتسابی کی طرف مائل کیا ہے۔قوم میں طاقت ور بننے کی آرزو پیدا کی ہے۔قوم اس وقت تک نہیں مرتی جب تک اس میں آرزو باقی ہے۔جب تک اس میں جینے کا عزم باقی ہے۔ہم ایک زندہ قوم ہیں ہم تکالیف مصائب اور آزمائشوں کی اس خوف ناک دلدل سے نکلنے کے بعد اور زیادہ درخشاں بن کر طلوع ہونگے۔

اقبال کے الفاظ میں عالم نو ابھی پردہ تقدیر میں ہے۔پھر بھی فضائے آسماں میں تازہ انجم کا ظہور اتنا ہی یقینی ہے جتنا رات کے بعد دن آتا ہے۔

ہم اپنے ان تمام مجاہدین، بھائیوں اور بہنوں کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔جنہیں بدترین روحانی کوفت اور گھٹن کے دو صبر آزما سال گزارنے کے بعد پھر پیارے وطن کی پیاری دھرتی پر قدم رکھنا نصیب ہوا۔اور خاص طور پر عالمگیرین برادری کے ان بہت سے گراں مایہ گوہروں اور ہونہار نوجوانوں کا انتہائی مسرت وشادمانی کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں جو اس خوفناک ابتلا میں شامل تھے۔مادر درس گاہ کی آغوش ان کے لئے وا ہے اور اس دن کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہے جب اس کے سایہ شفقت میں اس کے نئے اور پرانے فرزند اکٹھے ہونگے۔''

اردو سیکشن میں ۲۱ مضامین نثر کے اور جناب اشرف شرف، جے سی طارق منصور، کیڈٹ عبدالعزیز طارق سعید اور خالد کی چار غزلیں، خالد نذیر اور اختر نواز کے کارٹون اور خالد پرویز کے طغرے شامل تھے،علوی صاحب کے انشائیہ کا عنوان ''چکر'' تھا۔اور چوہدری محمد صفدر ستار کے مقالہ کا عنوان ''اسلام اور سائنس''۔

تصاویر

نئے سی او اے ایس جنرل ٹکا خان کا پورے صفحے کا فوٹو

نئے کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق کا پورے صفحہ کا فوٹو۔

مہمانِ خصوصی جنرل ٹکا خان کا اسٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ گروپ فوٹوگراف۔

سیکنڈ ائیر کی تصاویر تعارف کے ساتھ۔

سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے فوٹو۔ بریگیڈیئر محمد رفیق اور کرنل احمد کے ساتھ لارنس کالج اور ملٹری کالج کی باسکٹ بال ٹیمیں۔ بریگیڈیئر عبدالرشید شیر شاہ ہاؤس کے کیڈٹس کو خطاب کرتے ہوئے۔انٹر ہاؤس سوئمنگ کے دو مناظر۔زونل چمپئین ہاکی ٹیم زونل چمپئین فٹ بال ٹیم۔ڈرامہ ''ہوسٹائل وٹنس'' اور مرید پور کا پیر کے دو مناظر،گھوڑا گلی کیمپ کی دو اور ہائیکنگ کی دو تصاویر۔راولپنڈی ڈویژن کے بہترین دوڑ باز کمانڈانٹ کے ساتھ۔میجر جنرل ایف اے چشتی موسیٰ ہال میں کیڈٹس کو خطاب کرتے ہوئے۔میجر جنرل غلام حسین کیڈٹس سے موسیٰ ہال میں خطاب کرتے ہوئے۔۷۴-۱۹۷۳ء کے ٹاپ طلباء کمانڈانٹ کرنل اکرام امین کے ساتھ۔

۷۵-۱۹۷۴ء

ادارۂ تحریر انگریزی

ایڈیٹر: میجر غلام عباس، معاون: علی محمد۔ مدیرانِ متعلم: شوکت چاندنا۔ مقیت الحسن، محمود الحق، سید اکمل حسین۔

ادارۂ تحریر اردو

مدیر: عین الدین علوی، معاون: محمد اشرف شرف، مدیرانِ متعلم: کیڈٹ عبدالعزیز طارق، کیڈٹ شاہد سہیل، کیڈٹ ندیم احمد، کیڈٹ وقار چوہدری

صفحات: انگریزی ۷۰، اردو ۹۰۔

ایڈیٹوریل

انگریزی کے اداریے میں مضامین پر تبصرہ کرنے کے علاوہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی نفسیاتی ضرورت، کالج کی متوقع گولڈن جوبلی ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل کی تاسیس اور پریفیکٹس کے لئے تربیتی کورس پر اظہار خیال کیا گیا۔ کیڈٹس کی نگارشات میں وقار چوہدری کی انگریزی نظم (Problems of a cadet) بھی شامل تھی۔ مضامین کے آخر میں خالی جگہوں پر جو اقوال اور مشاہدات درج کئے گئے تھے۔ ان میں سے چند یہ تھے۔

1. I disapprove of what you say, but I will defend to death your right to say it. (Voltaire)
2. Be sure that you go to the author to get his meaning, not to find yours. (Ruskin)
3. There is no sin except stupidity. (Wilde)

اردو کے حصے میں پہلی بار جناب جعفر طاہر کا لکھا ہوا کالج کا اردو ترانہ شائع ہوا۔ دوسرے مندرجات کی فہرست یہ تھی۔

فہرست مضامین

گوشہ اقبال (ع۔ع) نئے سال کا پیغام (علامہ اقبال کا نثریہ) اقبال کے دو شعر (عین الدین علوی) اقبال کی شاعرانہ حسن کاری (کیڈٹ سلیم نواز) اقبال کس قسم کا پاکستان چاہتے تھے (کیڈٹ خالد حمزہ) عوام کی بنیادی ضرورت، روٹی۔ اقبال کی نظر میں (کیڈٹ فرقان اعظم)۔ اقبال اور وطنیت (کیڈٹ دبیر احمد سلاریہ)

نقش ہائے رنگارنگ

سوچ اور قرب (کیڈٹ روح القدیر حامد) سڑک کے کنارے (افسانہ) (کیڈٹ ندیم امجد) وہ جو اک شخص تھا شاداب بہاروں جیسا (کیڈٹ اقبال محمود ڈوگر) اسلحہ، اسلحہ، اسلحہ (کیڈٹ فرقان اعظم) پہلا سبق (مزاحیہ) (کیڈٹ آصف محمود) فریب آرزو مجھ کو کہاں لایا (رپورتاژ) (کیڈٹ عبدالعزیز طارق) تصور عرش پر ہے اور سر ہے پائے ساقی میں (خواب) (کیڈٹ صابر حسین عثمانی) نئی اور پرانی نسل کی ٹکر (مزاحیہ) (کیڈٹ اکمل حسین) شہسواری (مزاحیہ) کیڈٹ شاہد حسین۔ اپنی تلاش میں (مزاحیہ) (کیڈٹ رضوان مسعود) اداریہ میں علوی صاحب نے کالج کی تربیتی ترجیحات کے بارے میں لکھا۔

''ملٹری کالج میں صرف کتاب خواں قسم کے طلباء پیدا کرنا مقصود نہیں۔ ہم سے توقع کی جاتی ہے کہ ہم زندہ کتابیں تخلیق کریں۔ پبلک سکول کے نظام میں بنیادی نکتہ یہ ہوتا ہے کہ کردار کی پرداخت اور چھپی ہوئی صلاحیتوں کے پھلنے، پھولنے کے لئے طلباء کو انتظامی معاملات میں حصہ لینے کا موقع دیا جاتا ہے۔ حال میں کالج نے اس سلسلے میں کچھ اور اقدامات کئے ہیں۔ اور اس بنیادی نکتے کو مزید اہمیت دی گئی ہے کہ ہاؤس اور کالج کے انتظام میں طلباء کی شرکت کا دائرہ اور وسیع کیا جائے۔ کچھ اس طرح کہ انہیں احساس بھی ہو کہ وہ واقعی انتظام میں شریک ہیں۔

یہی احساس ان میں سماجی شعور پیدا کرتا ہے۔ ذہن میں پختگی اور بردباری پیدا کرتا ہے اور یوں شخصیت کی نشوونما کا ایک عمل شروع ہو جاتا ہے اور آپ جانتے ہیں معلم کو کوئی اور چیز اس قدر مسرت اور آسودگی نہیں دیتی جتنا یہ ذہنی واخلاقی بالیدگی کا عمل جو سست رفتار تو ضرور ہوتا ہے مگر یقینی بھی۔ ان اقدامات کا خوشگوار اثر طلباء کے عام روزمرہ رویے میں جھلکنے لگا ہے اور صحت مند تبدیلیاں مشاہدے میں آ رہی ہیں۔''

اسی اداریے میں شعبہ تحقیق و ترقی، پریفیکٹس کے تربیتی کورس، بزم ادب کی تجدید، ڈاکٹر کے کے عزیز اور پروفیسر صدیق کلیم کے توسیعی لیکچروں کے بارے میں بھی اظہار خیال کیا گیا۔

جیسا کہ فہرست سے ظاہر ہے اس بار اردو سیکشن کا ایک حصہ اقبال کے بارے میں مضامین کے لئے مختص کر دیا گیا۔ جن میں اقبال کے افکار و فن اور زندگی کے رنگا رنگ پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔

اس سال میگزین کے بہترین اردو، انگریزی مضامین پر انعام دینے کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔ اردو میں عبدالعزیز طارق کا رپورتاژ ''فریب آرزو مجھ کو کہاں لایا'' اور انگریزی میں کیڈٹ وسیم ظفر کا مضمون ''فلڈ'' بہترین قرار دیا گیا۔

جاوید کوثر کا انشائیہ ''اے کالج'' اپنی جگہ لاجواب تھا۔

اے کالج (وائی کیڈٹ محمد جاوید کوثر، یازدھم)

''ملٹری کالج کتنا پیارا نام ہے۔ کالج جو علم ہی نہیں دیتا ہمیں تہذیب بھی دیتا ہے۔ کالج ان لوگوں کی رہنمائی کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ جو بڑی جدوجہد کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

اے پیارے کالج۔ تیری گود میں پلے ہوئے اسلام کے جاں نثار وطن کی مقدس سرزمین کی حفاظت کے لئے ہر وقت تیار کھڑے ہیں۔

کتنا خوش نصیب ہے تو کہ تیرے سایہ میں تربیت پانے والے، تیری سڑکوں پر چلنے والے، تیرے سبزہ زاروں کی گھاس پر بیٹھنے والے اس ملک کی خاطر اپنی جان قربان کر گئے۔ وہ خون جس کو تو نے آٹھویں سے لے کر بارھویں جماعت تک پانچ سال پالا پوسا، وہ خون جو تیرے دیئے ہوئے جذبے سے سرشار تھا۔ ہاں وہی خون اس سرزمین کی حفاظت کے لئے بہہ گیا۔

اے کالج تو نے ہی ان سرفروش سپاہیوں کو وطن پرستی کا سبق دیا۔ تو نے ہی ان کے خون کو گرما کر وطن کی حفاظت کے لئے گرنا سکھایا۔ یہ نوشگفتہ کلیاں جو آج تیری گود میں پل رہی ہیں۔ کل دشمن کے لئے کانٹے ثابت ہونگی۔

اے کالج تو مادر وطن کے لئے جو کچھ کرتا ہے۔ اس کا صلہ یا انعام کون دے سکتا ہے۔ تیری خدمات کا انعام وہ رحمت ہے جس کا تجھ پر سایہ ہے۔ دنیا میں بہت سے دوسرے کالج بھی ہیں۔ مگر تیری شان سب سے نرالی ہے۔ تیرے کمرے اور برآمدے، تیرے سبزہ زار اور پھولوں کی روشیں، تیرے کھیل کے میدان، مسجد اور ہال، تیری کنٹین اور کیو سٹور۔ حتیٰ کہ تیرا ہسپتال بھی ہمیشہ ہماری یادوں کے دریچوں میں جھانکتے رہیں گے۔ اس وقت بھی جب ہم تجھ سے کئی سال اور سینکڑوں یا ہزاروں میل کی مسافت پر ہوں گے۔

اے کالج یہ بھی سچ ہے کہ تیری شیرینی میں تلخیاں بھی ملی ہوئی ہیں۔ تیری شفقتوں میں درشتی اور بے رخی کی ملاوٹ بھی ہے۔ لیکن ان ہی تلخیوں اور درشتیوں کی وجہ سے تیری شفقت اور شیرینی اور بھی اجاگر ہو جاتی ہے۔ ہم تیری جفاؤں پر بھی تجھ سے پیار کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

اے کالج تو سلامت رہے، تیری گود ہمیشہ آباد رہے۔''

اس شمارہ میں شعر و سخن کا گوشہ بھی فکر و فن کی خوشبو سے رچا ہوا تھا۔

عشق

(وائی کیڈٹ طارق مسعود)

کبھی وقت کو ایک تحریک دی
اور کبھی روشنی بن کے سورج کو چمکا گیا
اور کبھی پانیوں کے بہاؤ میں ٹھہرا

ہمیشہ سے وہ منفرد ہی رہا
نہ جانے کہاں تک ہے پرواز اس کی
بہت لوگ ہیں اس کے پیچھے
بہت ساتھ چلنے کی کوشش میں
مر کھپ گئے
مگر یہ ازل سے چلا آرہا ہے
ابد تک رہے گا

سراب

(کیڈٹ اعجاز احمد ملک)

پتے جھڑتے گنجا پیپل
پتی پتی تازہ ڈھونڈوں
دن اندھیارا، رات بھی اندھی
جھلمل کرتا تارا ڈھونڈوں
لہراتا بل کھاتا راوی
کشتی ڈھونڈوں رستہ ڈھونڈوں
کالی سڑکیں بجری والی
نقش پا میں کس کا ڈھونڈوں
ڈھونڈا لاکھ ، پہ کچھ بھی نہ پایا
اک پل خوش تھا، اک پل رویا

تعزیت

ٹیپو سلطان ہاؤس کے سابق ہاؤس پریفیکٹ ریاض علی شاہ کے انتقال پر انگریزی میں تعزیت نامہ اور اردو میں مرحوم کی یاد میں اقبال محمود ڈوگر کا تعزیتی انشائیہ بہت موثر تھا۔

مشاہدات و تاثرات

پچھلے میگزینوں کی طرح اس شمارہ میں بھی خالی جگہوں پر دانشوروں اور شعراء کے فکر انگیز تاثرات و مشاہدات نقل کئے گئے۔

۱۔ ہمارے اندر صرف اتنی مذہبیت ہے کہ ہم نفرت کر سکتے ہیں۔ ابھی تک اتنی مذہبیت نہیں کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کر سکیں۔ (سولفٹ)

۲۔ کسی شخص کا سب سے بڑا فرض کیا ہے۔ جواب بڑا مختصر ہے۔ اپنا آپ برقرار رکھے۔ (الیسن)

تصاویر

مہمانِ خصوصی میجر جنرل عبدالمجید ملک کے ساتھ سٹاف اور پریفیکٹس کے گروپ فوٹو۔ سالانہ تقریب کی جھلکیاں۔ ۷۵-۱۹۷۴ء سیکنڈ ایئر کلاس کا تصویری

تعارف۔ کالج باسکٹ بال ٹیم، کرنل اکرام امین، کرنل ظہور الحق کمانڈانٹ اور کیپٹن صولت عباس کے ساتھ۔ کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق شعبہ تحقیق وترقی کا افتتاح کرتے ہوئے۔ سرگودھا بورڈ کی ہم نصابی سرگرمیوں کے مقابلوں کی فاتح ٹیم مسٹر علوی اور مسٹر شرف کے ساتھ۔ توسیعی مقرر ڈاکٹر کے۔ کے عزیز، کرنل ظہور الحق اور کرنل امین کے ساتھ۔ پروفیسر صدیق کلیم موسیٰ ہال میں تقریر کرتے ہوئے۔ سالانہ امتحانات ۱۹۷۵ء میں ٹاپ پوزیشن کے طلباء کمانڈانٹ اور سی آئی کے ساتھ۔ انٹر ہاؤس باکسنگ کا منظر (صولت عباس ریفری) کالج میں موسم برسات کی شجر کاری کا منظر۔ کرکٹ ٹیم اور ہاکی ٹیم (دو فوٹو)۔ کمانڈانٹ جاتی ہوئی سیکنڈ ائیر کے ساتھ۔

۱۹۷۵۔۷۶ء

ایڈیٹر انگریزی:	مسٹر ولی محمد، مدیر متعلم: وقار حسین چوہدری۔
مدیر اردو:	مسٹر عین الدین علوی۔ مدیر: مسٹر محمد اشرف۔ مدیرانِ متعلم: طارق مسعود، سجاد غنی، فرقان اعظم، ندیم بخاری۔
صفحات:	انگریزی ۹۸، اردو ۹۶۔

''تربیت'' کا یہ گولڈن جوبلی نمبر جوبلی کے بعد جنوری ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔ انگریزی کے ایڈیٹوریل میں مسٹر ولی محمد نے ۲۳۔۲۲ نومبر ۱۹۷۵ء کی گولڈن جوبلی، اور وائی کیڈٹ اسکیم اور سیمسٹر سسٹم کی ابتداء بزم ادب اور شعبہ تحقیق وترقی کی کارکردگی پر تبصرہ کیا اور نئے ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن بریگیڈیئر نصیر الدین اور نئے چیف آف آرمی سٹاف جنرل ضیاء الحق کو ان کی موجودترقی پر مبارک باد دی اور نئے چیف نے ان نعروں ایمان، تقوی، جہاد فی سبیل اللہ کو کالج کی تربیت میں سمونے کا ذکر کیا۔

جوبلی سیکشن

اس شمارہ کے جوبلی سیکشن کے مندرجات یہ تھے۔

1. Fifty Eventful Years.	Mr. Saeed Rashid.
2. The Great Alamgirian Spirit.	Col Zahur ul Haque
3. Golden Jubilee - A Flashback.	Mr. Saeed Rashid.
4. Old Boys Association and the Golden Jubilee.	Mr. Ainud din Alavi. (Secretary)
5. Participating Alamgirians.	
6. The Roll of Honour.	
7. The Distinguished Old Boys.	
8. Head Boys of the College.	

اس نمبر میں گولڈن جوبلی کے پس منظر میں تین سابق کمانڈانٹس، لیفٹیننٹ کرنل سٹینگ، بریگیڈیئر رفیق اور کرنل این ڈی احمد کے کالج سے متعلق اقتباسات بھی مضامین کے بعد خالی جگہوں میں دیئے گئے۔ اردو سیکشن میں گولڈن جوبلی پر ''مادر درس گاہ'' کے عنوان سے مضامین یہ تھے۔

۱۔ کالج سے وابستہ کچھ یادیں اور تاثرات (لیفٹیننٹ کرنل رشید احمد ستارۂ جرأت)

۲۔ گولڈن جوبلی کی ایک جھلک (کیڈٹ ظہیر احمد راشد)

۳۔ کالج گیٹ نے کہا (کیڈٹ ندیم فضل)

۴۔ جناب نواب عالم بارھوی کی نظم ''ملٹری کالج کے نام'' شامل تھی۔ دوسرے عنوانات یہ تھے۔

فہرستِ مضامین

برائے۔۔۔(عین الدین علوی) خواتین اور آزادی (کیڈٹ فرقان اعظم) مرغیاں (کیڈٹ سجاد غنی) ماڈرن قاعدہ (کیڈٹ وقار حسین چوہدری) ہماری بس (کیڈٹ امجد زمان) سرمنڈانا ہمارا (کیڈٹ راشد ولی)

تعجب (کیڈٹ زبیر احمد سلاریہ) اپنا سہارا (کیڈٹ ندیم امجد بخاری) ملاپ (کیڈٹ نیر اقبال) دومیل بھوت کے ساتھ ساتھ (کیڈٹ طاہر محمود) ڈرامہ نگار (کیڈٹ ظفر اقبال) سرحد کی گود میں (کیڈٹ طارق بٹ) یاد اور شکوہ (کیڈٹ محمد کوثر جاوید، سجاد الرحمٰن) دکھ اور جواب شکوہ۔

کاغان تک (کیڈٹ طارق مسعود) قلعہ روہتاس، ماضی کا مٹا ہوا نقش (کیڈٹ عظمت شفیع) درہ خیبر (کیڈٹ رحم شیر) سمندر میں حیرت انگیز دولت (اقتباس) زرعی مشینوں کے کرشمے (اقتباس) دوسرے سیاروں میں زندگی کے امکانات (اقتباس) ٹرانزسٹر کے کمالات (کیڈٹ ساجد حسین)

غزل (محمد اشرف شرف کرامت) غزل (کیڈٹ محمد ظفر) نئی چال چلنے سے روکو کیڈٹ (طارق حسین)، دنیا (کیڈٹ اختر نواز)، کالج میں آمد (کیڈٹ طلعت کرامت)، میرا وطن (کیڈٹ عابد محمود)

ادارہِ تحریر اردو

مدیر: عین الدین علوی۔ مدیر معاون: محمد اشرف شرف۔ مدیرانِ متعلم: طارق مسعود۔ سجاد غنی، فرقان اعظم، ندیم بخاری۔

گولڈن جوبلی کے بارے میں علوی صاحب نے اداریہ میں لکھا۔

”ہمارے کالج کے یہ پچاس برس بڑے بھرپور اور بامعنی تھے۔ ان میں ارتقاء کے بہت سے مرحلے طے ہوئے ہیں۔ کالج نے ہماری سیاسی اور سماجی زندگی کو کئی کروٹیں بدلتے دیکھا ہے۔ اس کی گود میں وطن کی آن اور دین کی شان پر مرمٹنے والوں نے پرورش پائی۔ ملٹری کالج اپنے ان پچاس برسوں پر ناز کرسکتا ہے۔

اور وہ سابق طلباء، وہ اساتذہ اور وہ کیڈٹ جنھوں نے اس یادگار اور تاریخی جشن کو آنکھوں سے دیکھا اور اس میں حصہ لیا، اپنے آپ کو خوش نصیب کہہ سکتے ہیں۔ یہ جوبلی ایک عظیم الشان سنگ میل ہے جو بتا رہا ہے کہ ہم نے کتنا راستہ طے کرلیا ہے۔ یہ جوبلی ایک بڑا قدم ہے۔ منزل کی طرف ایک نیا موڑ ہے۔ کالج کی زندگی کا ایک لمحۂ فکریہ ہے جہاں ہم ٹھہر کر سوچ سکتے ہیں کہ ہم نے کیا کچھ کرلیا ہے، کیا کچھ کرنا باقی ہے۔ کیا کھویا ہے، کیا کچھ پایا ہے۔ ہماری منزل کس سمت میں ہے۔

یہ وہ موقع تھا۔ جب سابق طلباء نے اپنی مادر درس گاہ کو عقیدت، محبت اور احسان مندی کا سلام پیش کیا۔

یہ وہ موقع تھا۔ جب موجود طلباء نے عظمت کے اس کارواں کی ایک جھلک اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ جو یہاں سے گزر چکا ہے۔ اور مسلسل گزر رہا ہے۔ جوبلی ایک ایسا حسین اور تابندہ لمحہ تھا۔ جب نئے اور پرانے دونوں کے دل ایک ہی آہنگ میں دھڑک رہے تھے۔ اس طرح سننے والے اس دھڑکن کو سن سکتے تھے۔

جوبلی یوں تو لطف و مسرت، مسکراہٹوں، قہقہوں، کھیلوں، میچوں اور لطائف و ظرائف کا ایک سیل رواں تھی۔ جو سابق طلباء کے لئے عہد طالب علمی کے شب و روز کی یادیں تازہ کر رہی تھی۔ لیکن اس رنگ و آہنگ کا نکتہ عروج ۲۲ نومبر کو انگریزی ڈرامے کا اسٹیج کیا جانا تھا اور ان کے بعد سابق طلباء نے اسی اسٹیج پر نظمیں، نغمے، لطیفے، چٹکلے اور والہانہ رقص پیش کئے۔ جن کی سب سے بڑی نمایاں خصوصیت برجستگی، جوش و خروش اور بے ساختگی تھی۔ کون کہتا ہے گزرا زمانہ واپس نہیں آتا۔ انہوں نے عمر رفتہ کو آواز دی اور وہ واپس آ گئی۔

ان دونوں تقریبوں یعنی ڈرامے اور سابق طلباء کے ورائٹی پروگرام کی قدرے تفصیلی روداد ایک کیڈٹ کے قلم سے اس شمارے میں شامل ہے۔ مزید تفصیل کے لئے حصہ انگریزی ملاحظہ فرمائیے۔ جوبلی نمبر میں ایک تقریب نامہ بھی تھا۔ جوبلی کی آخری تقریب سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کے دوران کالج نمبر ۳۵۱ میجر محمد اکرم جو جوبلی میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ ان کی جنازہ فنکشن کے بعد کالج ہی میں پڑھائی گئی۔ ملٹری کالج جہلم کا ترانہ اس جوبلی نمبر میں بھی شائع کیا گیا تھا۔

تصاویر

آرمی ایجوکیشن کور کے نئے ڈائریکٹر بریگیڈیئر نصیر الدین، نئے کمانڈانٹ کرنل ظہور الحق۔ مہمانِ خصوصی جنرل ٹکا خان خطاب کرتے ہوئے۔ تقریب انعامات کے ۱۰ مناظر۔ گولڈن جوبلی ری یونین پر عالمگیریز کا گروپ فوٹو۔ ری یونین پر بریگیڈیئر سلطان انٹرویو دیتے ہوئے۔ ری یونین کی ٦ جھلکیاں۔ عالمگیریز

ایسوسی ایشن کے اجلاس میں نمبر۲ بریگیڈیئر سلطان محمد اور سکریٹری مسٹر علوی۔کوہ نورد (ہائیکرز) اردو ڈرامہ خوشی کا ایک منظر۔انگریزی ڈرامہ (Betrayal) کا ایک منظر۔ مہمانِ خصوصی اسٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ۔

۷۷۔۱۹۷۶ء

ایڈیٹر انگریزی: (کیپٹن ولی محمد) مدیر متعلم: (طاہر حبیب صدیقی)۔

اردو مدیر: (پروفیسر عین الدین علوی) مدیر معاون (مسٹر محمد مشتاق) مدیر (مسٹر محمد مشتاق)

مدیرانِ متعلم (کیڈٹ ریاض احمد خان، جمشید لطیف، نوشاد حمید، شہزادہ امتیاز)

صفحات: انگریزی ۷۳، اردو ۱۲۶

انگریزی میں طلباء کی ۱۶ نگارشات شامل تھیں۔دو مضامین صد سالہ جشن ولادت قائداعظم کی رعایت سے پاکستان اور قائد پر تھے۔

Basic Factors in the creation of Pakistan.
Quaid-e-Azam on Education.

ایک مضمون مسٹر ایوب خان کی ریٹائرمنٹ پر تھا۔

Last Moments with Mr. Ayub.

دس دوسرے مضامین اور تین نظمیں۔

Poem	Arshad Jilani
I am Lonely Here	Noushad Hamid Gul
We are the Soldiers of Pakistan.	Saqlain Afzal Raja.

ایڈیٹوریل

ملک کے سیاسی بحران کے پس منظر میں افواج پاکستان کی ذمہ داریوں پر اظہار خیال کیا گیا۔قائداعظم کے صد سالہ جشن ولادت کی رعایت سے رسالہ قائد اعظم سے منسوب کیا گیا۔مضامین کی کمیابی کا گلہ بھی کیا گیا۔کمان کی تبدیلی کے عنوان سے کرنل ظہور الحق کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اور نئے کمانڈانٹ کرنل اکرام امین کا خیر مقدم کیا گیا۔جولائی ۱۹۷۶ء میں مسٹر ایوب کی ریٹائرمنٹ کا بھی خصوصی ذکر ان کی کتاب ملٹری کالج کے ۵۰ سال کے حوالے سے بھی کیا گیا۔اس شمارہ میں خالی جگہوں میں زیادہ تر برٹرنڈ رسل کی تحریروں کے اقتباسات دیئے گئے۔

اردو سیکشن

اداریہ میں سال بھر کی سرگرمیوں اور کمانڈ کی تبدیلی کا ذکر تھا۔قائداعظم اور اقبال کے صد سالہ جشن ولادت کے حوالے سے دونوں پر خصوصی مضامین شائع کئے گئے۔دوسرے مضامین بھی وقیع تھے۔

فہرست یہ ہے۔

فہرست مضامین

اداریہ

حصہ قائداعظم

قائداعظم اور اردو (ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم) قائداعظم ایک نیشلسٹ سے مسلم قوم پرست تک (کیڈٹ نوشاد حمید گل)۔ قائداعظم ایک پارلیمنٹیرین (کیڈٹ ریاض حمید خان) مشرقی پاکستان کے عوام کو قائداعظم کی تنبیہیں (کیڈٹ سمیر حسین) بلند نگاہ پرسوز جاں (کیڈٹ اقبال نسیم) سرسید اور پاکستان (کیڈٹ عظیم آصف) چوہدری رحمت علی اور تحریک پاکستان (ادارہ) قائد کی زندگی کے چند اہم واقعات۔ایک نظر میں (ادارہ) قائداعظم کے صد سالہ جشن

ولادت کی تقریبات (کیڈٹ جمشید لطیف)

فکرِ اقبال میں ملک و نسب اور نظریہ کا مقام (عین الدین علوی) اقبال اور اردو غزل (کیڈٹ تفصیل حسین) اقبال کا عشق رسول (کیڈٹ اعجاز طیب) جنرل بخت خان (کیڈٹ غلام مصطفےٰ پاشا) شہنشاہ جہانگیر ملٹری کالج میں (لیفٹیننٹ خالد نذیر) دنیا بھی نئی دیتے ہیں (کیڈٹ صلاح الدین عادل) خود فریبی (کیڈٹ جمشید لطیف) یہ عبرت کی جا ہے (کیڈٹ غلام مصطفےٰ پاشا) کچھ محمد علی کے بارے میں (کیڈٹ شاہد آفتاب) سبزی اور سفید پوشی (کیڈٹ امیر محسن عباس) ایک سبق (کیڈٹ محمد اقبال نسیم) قلم اور چاک کا جھگڑا (کیڈٹ عرفان احمد ہاشمی) پرانے سکول کی کہانی (کیڈٹ ہدایت الرحمٰن) دس روپے کے نوٹ کی آپ بیتی (کیڈٹ فخر اسلام) گولڈن نائٹ (کیڈٹ نوید اعظم) کیا کیا بچی ہیں یار وانتخاب کی بہاریں (کیڈٹ اختر عباس) شہسواری (کیڈٹ تصور ہمایوں) تنہائی (کیڈٹ نوشاد حمید گل) ملت کے نام (کیڈٹ جمشید لطیف) صبح کا منظر (کیڈٹ اقبال نسیم) غزل (کیڈٹ راشد امین)

حرارت نگاری۔فوٹو گرافی کی ایک ٹیکنیک (کیڈٹ محمد عارف) مصنوعی سیارے اور جاسوسی (کیڈٹ خالد خان) خلائی تحقیق کے چند ذیلی فائدے (کیڈٹ عادل قاضی)

ادارۂ تحریر اردو

مدیر: پروفیسر عین الدین علوی۔ مدیرِ معاون: مسٹر محمد مشتاق۔ مدیرانِ متعلم: کیڈٹ ریاض احمد خان، کیڈٹ جمشید لطیف، کیڈٹ نوشاد حمید، کیڈٹ شہزادہ امتیاز۔

کالج میں قائد کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات کی رپورٹ بھی اسی رسالہ میں کیڈٹ جمشید لطیف کے قلم سے شائع ہوئی۔ حصۂ اقبال میں مسٹر علوی کا اپنا مضمون فکرِ اقبال میں ملک وملت اور نظریہ کا مقام بھی شامل تھا۔اس حصہ کے آخری صفحہ پر جو خالی جگہ بچی تھی، اس میں قائداعظم کی ۲۳ مارچ کی مشہور تقریر کا اقتباس درج کیا گیا تھا۔

"ہندوستان کو ایک مرکزی حکومت کے ماتحت رکھنے کے لئے ایک متحدہ قوم اور ایک واحد جغرافیائی اکائی کا بہانہ ڈھونڈا جاتا ہے۔ حالانکہ گزشتہ بارہ سو برس کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ اس طویل عرصے کے دوران میں ہندوستان کو کبھی واحد حیثیت حاصل نہیں ہوئی اور یہ ملک ہمیشہ اسلامی ہند اور ہندو ہند میں منقسم رہا۔ موجودہ مصنوعی وحدت کی تخلیق اس وقت ہوئی جب کہ برطانیہ نے ہندوستان کو فتح کر لیا۔ پھر اس وحدت کا انحصار برطانیہ کی شمشیر حکومت پر ہے۔ چنانچہ وہ برطانیہ راج جسے ختم کرنے کا ارادہ ملک المعظم کے تازہ اعلان میں موجود ہے۔ جب واقعی ختم ہوگا تو ہندوستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور یہاں ایسی آفت آئے گی کہ اس کی مثال مسلم راج کے گزشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ میں نہیں پیش کی جا سکتی۔

مجھے یقین ہے کہ برطانیہ ہمیں اپنی ایک سو پچاس برس کی بادشاہت سے یہ ورثہ نہیں دے گا اور ہندو اور مسلمان بھی ایک ایسی یقینی تباہی کا خطرہ جھیلنے کو تیار نہیں ہونگے۔

(قائداعظم۔ مارچ ۱۹۴۰ء)

تعزیت

۷ جولائی کو پی ایم اے کے سینئیر جے سیز کو جو حادثہ پیش آیا تھا اس میں کالج کے تین سپوت ظفر مسعود، جاوید محمود، ارشد عزیز بھی تھے۔اس ستاروں کے یکا یک ٹوٹ کر گر جانے پر اظہارِ غم کیا گیا۔

تصاویر

نئے کمانڈانٹ کرنل محمد اکرم امین۔ کمانڈانٹ سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے، مہمانِ خصوصی لیفٹیننٹ جنرل غلام حسن خان خطاب کرتے ہوئے۔ تقریب کے ۵ مناظر۔ چمپئین ہاؤس ٹیپو سلطان ہاؤس کا گروپ فوٹو۔ اورنگ زیب ہاؤس کا گروپ فوٹوز۔ فٹ بال، ہاکی، کرکٹ، باسکٹ بال ٹیموں کے گروپ فوٹو۔ مہمانِ خصوصی ایروماڈلنگ کلب اور سائنس کلب۔

۷۸-۱۹۷۷ء

ایڈیٹر انگریزی (کیپٹن ولی محمد) مدیرانِ متعلم (مرزا عطا اللہ، امیر محسن عباس) اردو (پروفیسر عین الدین علوی) مدیرِ معاون (مسٹر محمد مشتاق) مدیرانِ متعلم (کیڈٹ تسنیم افضل، کیڈٹ اقبال نسیم، وجاہت حسین) صفحات: انگریزی ۵۶ اردو ۱۱۲ مضامین انگریزی اساتذہ۔ طلباء ۸۔ اردو اساتذہ ۲۔ طلباء ۲۵۔ نظم۔ طلباء ۳۔

انگریزی کے ایڈیٹوریل میں سال کے دوران عالمگیرین کارکردگی۔ دو اعزازی تلواریں دو پرائم منسٹرز میڈل، دو انجینئر میڈل دو عالمگیرین کا برٹش نیول اکیڈیمی کے لئے انتخاب۔ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے طلباء کی سو فیصد کامیابی۔ اظہارِ مسرت کے لئے اس امر کی ضرورت کا اظہار بھی کہ اس معیار کو بہتر بنایا جائے۔ یا کم از کم برقرار رکھا جائے۔ اداریہ کے آخر میں ملکی صورت حال کے پس منظر میں استحکام پاکستان کے لئے دعا بھی کی گئی۔ اردو سیکشن میں جشن ولادت اقبال کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں گوشۂ اقبال بھی آراستہ کیا گیا تھا۔ مکمل فہرست یہ تھی۔

سرسید اور علی گڑھ تحریک پر اقبال کے تاثرات (جناب سعید راشد) اقبال کا رویہ ابلیس کے بارے میں (جناب عین الدین علوی) اقبال کے خواب (کیڈٹ اختر نواز) اقبال اور نئی نسل (کیڈٹ اسرار الحق) اقبال کی شاعرانہ عظمت (کیڈٹ عارف اللہ) حیات اقبال کے اہم سال (ادارہ) شاعر اعظم سے (نظم) (کیڈٹ علی مظفر)

نواب بہادر یار جنگ (کیڈٹ شفقت نواز) پاکستان کے نوجوان (کیڈٹ تسنیم افضل) ایک الجھن (افسانہ) (جے سی شہزادہ امتیاز) مسلمان ایک بڑی طاقت ہیں (کیڈٹ شفاعت حسین) گرفتار ہوئے ہم (افسانہ) کیڈٹ محمد عارف) ملٹری کالج اور ہم (کیڈٹ عبید اللہ) کامیابی (افسانہ) (کیڈٹ شجاعت علی قاضی) تھا جس کا انتظار (کیڈٹ وجاہت حسین) ننھا سا دل، بڑے غم (افسانہ) (کیڈٹ اقبال نسیم) مجھے فقیروں سے بچاؤ (کیڈٹ فیاض احمد) پی ٹی (کیڈٹ وجاہت حسین) بسوں کی ایک سوغات (کیڈٹ فاخر قاسمی) جوتے (کیڈٹ نذر حسین زمرد) بہار اور فوجی زندگی (کیڈٹ اختر نواز) ایک گھنٹہ کالج کینٹین میں (کیڈٹ شفیق الرحمٰن) ہم نے رہتاس اور منگلا دیکھا (کیڈٹ تسنیم افضل) سک رپورٹ (کیڈٹ امجد علی) سیٹی (کیڈٹ امتیاز کاردار) دشمن ہو تو ایسا (کیڈٹ مروت حسین) یوم والدین کا آنکھوں دیکھا حال (جناب حکیم لال حسین صابر)

غزل (کیڈٹ غلام مصطفیٰ) حکیم فرزانہ (نظم) (جے سی نوشاد حمید گل) پھول (نظم) (کیڈٹ غلام مصطفیٰ) کاربن ڈائی اکسائیڈ زمین کے لئے خطرہ۔ خلا میں جنگ کے امکانات۔ شمسی توانائی کا استعمال۔ فضائی سفر کے چند خطرات۔

اردو کے اداریہ میں مدیر جناب علوی نے اداریہ نگاری میں اپنا راہنما اصول بیان کرتے ہوئے لکھا۔

جب ہم کالج کی سرگرمیوں کو تربیت کے سالانہ شمارہ میں بڑی تفصیل سے سپرد قلم کرتے ہیں تو ہمارے سامنے آج سے بیس پچیس سال آگے کا وہ زمانہ ہوتا ہے۔ جب انہی چھوٹی چھوٹی وقتی مصروفیتوں کی واقعاتی اہمیت اور جذباتی قدر و قیمت بے پناہ ہوگی۔ چنانچہ اس اصول کے تحت کالج کی تمام نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں، سرگودھا بورڈ سے کالج کے دوبارہ منسلک ہونے، فوج کے تربیتی اداروں میں عالمگیرین کی کامیابیوں، کمانڈ کی تبدیلی، کرنل امین کی خدمات اور کرنل کھوکھر سے توقعات اور لیفٹیننٹ کرنل حامد رضا صدیقی کی تعیناتی چیف انسٹرکٹر کی تبدیلی اور آفیسرز کی آمدورفت کا گوشوارہ، آفیسرز کی ترقیوں پر مبارک باد۔ بچھڑنے والے احباب کی تعزیت اور آخر میں مضامین کا تعارف بھی۔ یہ سب اداریہ کے ۶ صفحات میں بند ہے۔ یہ سال کی اشاراتی تاریخ ہے۔

اداریہ کی یہ روایت جو علوی صاحب کی تھی اس سال عروج پر تھی۔

بچھڑنے والوں کی یاد کے عنوان سے ۲۸۱۲ کیپٹن جمیل الرحمٰن، ۳۵۸۳ لیفٹیننٹ عشرت ناز، کے ڈیوٹی کے دوران حادثات کی نذر ہو جانے اور ایک سابق چیف انسٹرکٹر خوشحال خان اور ایک سابق طالب علم لیفٹیننٹ جنرل محمد اکبر خان صدر عالمگیرینز ایسوسی ایشن کے سانحہ ارتحال پر دو صفحہ کا پردرد تعزیت نامہ علوی صاحب نے اپنے مخصوص موثر انداز میں لکھا۔

علوی صاحب کا یوم اقبال کا لیکچر بعنوان اقبال کا رویہ ابلیس کے بارے میں، اس شمارہ میں شامل تھا۔ اس کا اقتباس ہے۔ ''شیطان کی بدولت زندگی کا ہنگامہ برپا ہوا۔ شیطان ہی کی بدولت زندگی کا سمندر طوفان سے آشنا ہوا۔ انسان جو زندہ تھا اس حریف سے ٹکرا کر اور بھی زندہ ہو گیا۔ اس نے جھپٹنا اور پلٹنا سیکھا۔ لہو گرم رکھنے کا

بہانہ مل گیا۔ مصیبتوں، غموں اور دکھوں سے مقابلہ کر کے اسے اپنی طاقت کا اندازہ ہوا۔ اپنی خودی کا شعور ہوا۔ کیونکہ مصیبت میں بشر کے جوہر مردانہ کھلتے ہیں۔

اقبال نے اسی لئے کہا کہ

اگر خواہی حیات اندر خطر زی

اور یہ بھی کہا۔

حیات جاوداں اندر ستیزاست

اسی لئے اقبال کے خیال میں خطرے سے زیادہ دلکش اور کوئی چیز نہیں وہ نوجوانوں کو دعا بھی دیتا ہے تو یہ کہ

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

وہ جوانی جو ناز و نعمت اور عیش و عشرت کی گود میں گزر رہی ہو کسی کام کی نہیں۔ اگر جوانی مہم پسند نہ ہو تو وہ جوانی ہی نہیں

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخ زندگانی انگبیں

اگر آپ زندگی کے سمندر سے قیمتی موتی نکالنا چاہیں تو سمندر میں غوطے لگانے پڑیں گے۔ طوفانوں کے طمانچے سہنے پڑیں گے۔

محروم رہا دولت دریا سے وہ غواص
کرتا نہیں جو صحبت ساحل سے کنارا

دکھ بدی یا برائی سے، جسے مذہبی زبان میں ابلیس کہتے ہیں، ہم لوگ عام طور پر اس قدر بیزار ہیں کہ اسی کی وجہ سے دنیا کو ہم نے کبھی ایک ڈراؤنا خواب، کبھی قید خانہ، کبھی دارالمحن اور کبھی جہنم کہا۔ لیکن اقبال کو ایسی دنیا پسند نہیں جس میں شیطان نہ ہو۔

مزی اندر جہاں کور ذوقے
کہ یزداں دارد و شیطاں ندارد

(ایسی بے ذوق اور سپاٹ دنیا میں زندہ رہنا فضول ہے۔ جس میں صرف خدا ہو۔ شیطان نہ ہو)

وہ زندگی ہی کیا جس میں کسی کے ساتھ زور آزمائی نہ کرنی پڑے۔ وہ جوانی ہی کیا جو اپنے لہو کی آگ میں نہ جلے۔ وہ لہو کیا جو آنکھ سے نہ ٹپکے۔ وہ دل ہی کیا جس کا شیشہ کبھی غموں سے نہ ٹکرائے اور چور چور نہ ہو جائے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

اقبال کے خیال میں زندگی مکمل ہی تب ہوتی ہے جب ناکامیوں، بے تابیوں، آہ سحر اور نالۂ نیم شب سے واسطہ پڑتا ہے۔ اپنی نظم غم میں بڑی خوبصورت تشبیہوں سے انہوں نے اس خیال کو واضح کیا ہے۔

انگریزی کے حصے کے مضامین کے عنوانات یہ تھے۔

1.	Professors and Loaves	Capt. Wali Muhammad.
2.	Aspirin	Capt. Dr Rashid Ahmed Siddiqui.

3. The Concept of Man in Iqbal's Poetery. — Cadet Muhammad Khalid Khan.
4. Sheikh Abdul Qadir Jilani The Pir of Peers — Cadet Mirza Muhammad Ata Ullah XII
5. Privilege Leave. — Cadet M. Ishafaque Khan - XII
6. A Day in the Life of Cadet — Cadet Khalid Mahomood - X
7. Ali Akbar The Dweller of Hills — Cadet Amir Mohsin Abbas - X
8. Martial Arts — Cadet S.M. Haroon-X
9. How I Learnt Swimming — Cadet Zahid Naveed - X
10. My Favourite Place. — Cadet Intesar Rizwan - IX

تصاویر

سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے مہمان میجر جنرل انور مسعود، اسٹاف کے ساتھ نئے کمانڈانٹ کرنل محمد سعید کھوکھر۔ سالانہ تقریب کے مناظر ۱۲ فوٹو مع جوڈو کراٹے، گھوڑوں کے کرتبوں کے۔ کمانڈانٹ کرنل امین سالانہ رپورٹ پڑھتے ہوئے، مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے۔

۱۹۷۸ـ۷۹ء

ایڈیٹر انگریزی	(میجر رئیس احمد) مدیر متعلم (کیڈٹ مرزا عطااللہ، کیڈٹ شاہد نیاز)
اردو سیکشن مدیر	(پروفیسر عین الدین علوی) نائب مدیر (جناب محمد مشتاق) مدیرانِ متعلم (کیڈٹ شفقت نواز، کیڈٹ تسنیم افضل)
صفحات	انگریزی ۹۹، اردو ۸۷۔

تجزیہ

اس شمارہ میں کالج کرانیکل کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا گیا۔ دو کیڈٹس طلعت ندیم کا کمانڈانٹ کرنل سعید کھوکھر سے انٹرویو بھی نئی چیز تھی۔ اس بار طلباء کے مضامین ۱۵ تھے اور اسٹاف کے پانچ۔

1. Prof Abdus Salam - The Man — Col Muhammad Saeed Khokar.
2. Ibn-ul-Haitham — Lt Col Hamid Riza Siddiqui.
3. Should We Keep on Crying Only — Maj Raees Ahmed
4. On Heredity & Superstition — Lt AAA Alavi
5. A Jaunt to Bhagsar Fort — Maj. Matee-ur-Rehman.

ایڈیٹوریل کا انداز وہی رہا جو گزشتہ سال تھا۔ اسٹاف کے مضامین کی تعداد زیادہ کرنے کی وضاحت کی گئی۔ مقصد یہ کہ طلباء کو معیاری مضامین پڑھنے کا موقع بھی ملے۔

اردو سیکشن

اداریہ کو اس طرح پھیلا کر لکھنا کہ اس میں سال بھر کی کالج کی تاریخ سمٹ آئے خواہ اسٹائل انشائیہ کا ہو۔ اس منفرد روایت کی مثال اس سال کا اداریہ ہے۔

اداریہ

ادھر ڈوبنا ادھر نکلنا اگر اہلِ ایماں کی صفت ہے تو میٹرک میں کامیاب ہونے والے عالمگیرین کو بلا تامل اہلِ ایماں کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ ادھر ڈوب کر جے سی بی کے کوہستانوں میں طلوع ہوتے دیکھے جاتے ہیں۔ اس طرح چند سال سے ہمارا کالج ایمان کے اچھے خاصے مدارج طے کرتا رہا ہے۔

لیکن ایمان کی یہ سند خاصی مہنگی پڑ جاتی ہے کیونکہ اپنے بہت سے چاند ستارے دے کر ہی ملتی ہے۔ ہمارے وہی فرزند جو اپنے درخشاں نتائج سے کالج کا نام اور ہماری گردن بلند کرتے ہیں، وہ جو ہمارے سینئر ہاؤسوں اور انٹرمیڈیٹ امتحان کی جان، ڈیبیٹوں اور تقریروں کی رونق، بزم ادب، کھیلوں اور تیراکی کے سر د میدان اور آئی ایس ایس بی میں ہماری آبرو ہوتے ہیں، وہ ہم سے بچھڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری روشن کی ہوئی شمع کسی اور گھر میں اجالا کر کے غنی کاشمیری کے اس شعر کی یاد تازہ کر

دیتی ہے۔

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخارا

یوں ہمیں پیر کنعاں کا ہم قسمت ہونے کا شرف ضرور مل جاتا ہے اور لطف یہ کہ بے طلب ملتا ہے۔ چلئے اگر کسی کو ہمارے نور دیدہ کی بدولت زلیخا بننا میسر آجائے تو ہم اپنا نقصان گوارا کئے لیتے ہیں۔لیکن بہر حال کالج اس روزِ سعید کا منتظر ضرور ہے جب یہ بھی ایک جونیئر کیڈٹ بٹالین سمجھا جاسکے گا اور ستائش اور صلے سے بے پروا، اپنا دیرینہ رول دوبارہ ادا کرنے لگے گا۔ جب کہ اس کے اپنے فرزند ایف ایس سی کرنے کے بعد بھی اکیڈمی کا رخ کیا کریں گے۔ان کے ذہن زیادہ تربیت یافتہ ہونگے، ان کے شعور اور شخصیت میں زیادہ پختگی ہوگی۔

ملٹری کالج کے مخصوص انداز تربیت اور تراش خراش نے اکیڈمی کو کتنا کھرا سونا دیا ہے وہ انہی سے پوچھئے۔ ہماری بہادر فوج کے ہونہار افسروں کی داستان کی رنگینی میں اس تاریخ ساز ادارے کا خونِ جگر بھی شامل رہا ہے اور وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اس خدمت کے لئے لبیک کہنے کو تیار ہے۔

تربیت کی روایت یہ رہی ہے کہ مختلف شعبوں کی سال بھر کی سرگرمیوں کی تفصیلی روداد حصہ انگریزی میں شامل ہوتی ہے۔لہٰذا تفصیلات کے لئے بہر حال آپ کو انگریزی ہی سے رجوع کرنا ہوگا۔ تاہم حصہ اردو کے قارئین کے لئے بھی ہم اہم نکات کا ایک طائرانہ جائزہ پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کالج بھی زندگی کی طرح پیہم رواں رہتا ہے اور کبھی کبھی مصروفیات کے سیلاب سے یوں نبرد آزما ہوتا ہے کہ جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں کا منظر بھی دکھا دیتا ہے۔ زیر جائزہ سال کے دوران کالج نے نہ صرف اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھا بلکہ چند سمتوں میں پیش قدمی کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔

ڈیبیٹنگ یونین کی سرگرمیاں جو مباحثوں اور مذاکروں کے علاوہ یوم اقبال، یوم شہدا اور عیدالنبیؐ جیسی قومی و ملی تقریبات پر مشتمل ہوتی ہیں، اپنی روایتی شان کے ساتھ منعقد ہوتی رہیں۔ معاون درسی مشاغل کیڈیٹوں کی اجتماعی زندگی کی جان اور کالج کی آبرو ہیں۔ مثال کے طور پر ہائیکنگ، تیراکی، میدانی کھیل، سکاؤٹنگ، بزم ادب، مصوری و نقاشی، فوٹوگرافی، ڈراما اور ایروماڈلنگ۔ ان سب مشاغل میں کیڈٹس نے پوری دلچسپی اور انہماک کے ساتھ حصہ لیا۔ پبلک سکول کی زندگی عبارت ہی ان مشاغل سے ہے۔ طلباء کی شخصیت اور کردار کی تشکیل میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ یہی ہیں جو پبلک سکول کے طالب علم کو عام سکولوں کے طلباء سے ممتاز کرتے ہیں۔

ہمارے جیسے رہائشی ادارے میں سپورٹس یا کھلے میدان کے کھیلوں کی اہمیت وہی ہے جو مذہبی زندگی میں نماز کی ہے۔ آپ کو معلوم ہی ہے انگریزی پبلک سکولوں کا فلسفہ تعلیم تو واٹرلو کی فتح کا رشتہ بھی ایٹن اور ہیرو کے کھیل کے میدانوں سے جا ملاتا ہے لیکن ہمارے یہاں پڑھے لکھے طبقے کے لوگ یا وہ جن کا شعبہ تعلیم سے کوئی رشتہ رہا ہے اس مقولے پر عموماً ایک طنزیہ تبسم ہی پیش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہاں کھیل سپورٹس مین سپرٹ کی پرورش یا شخصیت سازی کی بجائے جوڑ توڑ، بغض وحسد اور عناد و تعصب کے پھلنے پھولنے کا نہایت موثر ذریعہ بن کر رہ گیا ہے لیکن یہ لکھنے کے بعد میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس قدر تلخ فکری کا اظہار بھی ذرا زیادتی ہے۔ اس قدر مایوسی تک ابھی نوبت نہیں پہنچی ہے۔ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں، اسے خودستائی نہ سمجھئے گا اگر ہم یہ کہیں کہ ملٹری کالج اور اس جیسے دوسرے اداروں میں اب بھی کھیلوں کو شریفانہ مشغلہ کہا جاسکتا ہے۔

کالج میں انٹرہاؤس کھیلوں کے مقابلے تو ہر سال پابندی سے ہوتے ہی رہے ہیں لیکن اس سال کالج نے ایک جرأت مندانہ قدم اٹھا کر کئی برس کے وقفۂ بے عملی کے بعد راولپنڈی بورڈ کے سالانہ مقابلوں میں شرکت کی اور شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ ہمارا کالج فٹ بال میں بورڈ چیمپئن، ہاکی میں ڈسٹرکٹ چیمپئن اور باسکٹ بال میں کھاریاں زون چیمپئن، فٹ بال ڈویژنل چیمپئن اور ہاکی میں بورڈ رنراپ قرار پایا۔ ان فتوحات کے علاوہ ہمارے سکول سیکشن کو کھیلوں میں ضلع کا چیمپئن قرار دیا گیا۔ یہ کامیابیاں ایک خوشگوار حیرت سے خالی نہیں تھیں۔ کیونکہ جتنے عرصے کی ریاضت درکار تھی وہ میسر نہ آئی تھی۔ اس جدوجہد نے طلباء کے دلوں میں امنگ کی ایک لہر دوڑادی ہے۔ اور انھیں نیا حوصلہ اور اعتماد بخشا ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کھیلوں اور معاون درسی مشاغل کا چرچا پرانے نظریہ تعلیم کے نام لیواؤں کو خاصا گراں گزرتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک جس نے کھیل سے وفا کی وہ لازمی طور پر پڑھائی سے بے وفائی کا مرتکب ہوگا۔ لیکن ہم ایک احساس طمانیت کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اچھے کھلاڑی ذمہ دار طالب علم بھی ہوتے ہیں۔

ہمارے میٹرک کے درخشاں نتائج اس کے گواہ ہیں۔

میٹرک میں کامیابی حسب سابق سو فیصد رہی۔ اے گریڈ کی تعداد ۵۱ رہی جب کہ بی گریڈ کی ۱۰ اور سی گریڈ کی تعداد صرف ۲۔ اس نتیجے پر فخر کرنا یقیناً بے جا نہ ہوگا۔ کسی ادارے کے معیار کی بلندی کا پیمانہ اس کے بنائے ہوئے افراد ہوتے ہیں۔ ہمارے طلباء کی کارکردگی پاکستان ملٹری اکیڈمی میں خدا کے فضل سے ہر طرح سے درخشاں رہی ہے اور تابندہ تر ہوتی جا رہی ہے۔ یہ ریکارڈ کچھ کم شاندار نہیں ہے کہ ۱۹۷۴ء سے لے کر ۱۹۷۹ء تک چار بار شمشیرِ اعزاز اسی کالج کے تربیت یافتہ کیڈٹس نے جیتی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈیمی میں عہدے حاصل کرنے والے جی سی اکثر و بیشتر اسی کالج کے سابقین میں سے ہوتے ہیں۔ اس سال اکتوبر کی پاسنگ آؤٹ میں تو کالج کے سابق طلباء نے ایک انوکھا ریکارڈ قائم کر دیا۔ شمشیر اعزاز بھی ایک عالمگیرین، بٹالین ایس یو او عظیم آصف کوملی اور اس کے علاوہ پانچ مزید امتیازات بھی جن کے تفصیل یہ ہے۔

پرائم منسٹرز میڈل۔ انجینئرز میڈل۔ سگنلز میڈل۔ آرٹلری میڈل ٹیکٹکس میڈل۔

ساتواں اہم اعزاز پریذیڈنٹس میڈل بھی دوسرے عالمگیرین، کمپنی ایس یو او طارق ندیم نے حاصل کیا۔ یہ فتوحات کالج کے لئے اور جیتنے والوں کے لئے تو باعث افتخار ہیں ہی موجودہ کیڈٹس کے لئے بھی نہایت حوصلہ افزا ہیں۔

زیرِ جائزہ سال کو گزشتہ سالوں کے مقابلے میں یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی سرگرمیاں بھی کچھ عرصے کی گراں خوابی کے بعد جاگ اٹھیں۔ کمانڈانٹ کرنل محمد سعید کھوکھر صاحب کی اس سمت بھی ذاتی توجہ نے ایسوسی ایشن میں زندگی کی لہر دوڑا دی۔ جون میں ایگزیکٹو کمیٹی کے اجلاس کا اہتمام کیا گیا جس میں چند مسائل جو التوا میں پڑے ہوئے تھے طے کئے گئے۔ پھر ۱۲۴ اکتوبر کو اولڈ بوائز ری یونین کی عظیم الشان اور یادگار تقریب جس کا عرصہ سے انتظار تھا منعقد ہوئی۔ ایسوسی ایشن کے نومنتخب صدر لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان مہمانِ خصوصی تھے۔ اس تقریب کی یادیں عرصے تک دلوں میں تازہ رہیں گی۔

کالج نے یوں تو اپنی دنیا الگ بسا رکھی ہے مگر عام نگاہوں کی زد سے باہر، کچھ اس طرح کہ لوگوں کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ

درونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا

لیکن اس گوشہ گیر قسم کی زندگی میں اچھی خاصی چہل پہل اور گہما گہمی کے موقعے آتے رہتے ہیں چنانچہ سال کے دوران کئی ایسی پر رونق تقریبات ہوئیں۔

کالج کے مختلف انتظامی عہدوں پر فائز ہونے والے طلباء یعنی پریفیکٹس کی رسم نشان بخشی (Investiture) کی تقریب ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت کالج کے ایک ممتاز اولڈ بوائے میجر جنرل غلام محمد نے کی۔ ظاہر ہے کہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت ولولہ انگیز تھی۔

سالانہ جلسۂ تقسیمِ انعامات یکم مارچ ۱۹۷۹ء کو اپنی روایتی آب و تاب رنگینی اور شان و شکوہ کے ساتھ منعقد ہوا۔ مختلف شعبوں میں طلباء کی کارکردگی کے مظاہرے حسبِ معمول قابل دید اور قابلِ داد تھے۔ اس تقریب کو کالج کے ایک ممتاز ترین سابق طالب علم لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان ڈپٹی چیف آف دی آرمی سٹاف کی صدارت کا امتیاز حاصل تھا۔ اسی موقع پر انھوں نے اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی صدارت قبول کرنے کا اعلان کیا۔

سالانہ تقریب انعامات کے ۵ روز بعد سالانہ ڈرامہ پورے رنگ و آہنگ کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اردو میں آغا بابر کا پرلطف اور بامقصد ڈرامہ بڑا صاحب اور انگریزی میں سٹینلے ہفٹن کا The Dear Departed دونوں ہی ڈرامہ کلب کی پچیس سالہ بلند روایات کے امین تھے۔ ان کی اداکاری اور پیشکش کے اعلیٰ معیار کو جی کھول کر داد دی گئی۔

اس سال کچھ دوسری مصروفیات خصوصاً بورڈ کے ٹورنامنٹس کے باعث سب ہاؤس اپنے اپنے یوم تاسیس کی تقریبات منعقد نہ کر سکے، تاہم شیر شاہ ہاؤس نے اپنے مخصوص ہمہ گیر انداز میں یوم والدین منایا جس کی امتیازی خصوصیت تقاریر، مذاکروں، تعارف پاروں، تمثیلچوں اور نظم خوانی وغیرہ میں ہاؤس کے تمام طلباء کی شرکت تھی۔

آخر میں اکتوبر ۱۹۷۹ء میں ہونے والی ری یونین اس پیمانے کی تقریب تھی جو صرف سالانہ تقسیم انعامات پر ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ اس میں پرانے عالمگیرین کی جنرل میٹنگ اور ان کے میچوں، تفریحات اور ورائٹی پروگرام کے علاوہ نئے عالمگیرین نے بھی اپنے برادران بزرگ کی ضیافت طبع کے لئے اپنی کارکردگی کے مظاہرے نقاشی و مصوری کی نمائش، ایرو ماڈلنگ اور سکاؤٹنگ کی نمائشوں، مزاحیہ تقریروں اور تحت اللفظ نظم خوانی کی شکل میں پیش کئے۔ اس کی مفصل رپورٹ بھی حصہ

انگریزی میں شامل ہے۔

اس سال کالج کے لئے سرزمینِ حجاز کی کشش نے بڑا زور کیا۔ ہمارے دو اساتذہ کیپٹن ولی محمد اوران کے بعد میجر رئیس صدیقی تو انگریزی زبان کی تدریس کے بہانے عرب کے سوز دروں کو عجم کے حسن طبعیت سے آشنا کرنے کے لئے اس ارضِ مقدس میں پہنچ ہی چکے تھے ان کے بعد ہمارے کوارٹر ماسٹر میجر حمید اللہ خٹک صاحب اور ہمارے ڈیمانسٹریٹر جناب لطیف عباسی حج بیت اللہ کی قابل رشک سعادت سے بہرہ مند ہوئے اور اس فضلِ ربانی پر تہنیت کے مستحق ہیں۔

زیرِ جائزہ سال کے دوران بہت سے احباب تبادلے کے تقاضوں کے تحت کالج سے رخصت ہوکر دوسرے مقامات پر متعین ہوئے۔ ہم ان کو درخشاں مستقبل کی دعاؤں کے ساتھ خدا حافظ کہتے ہیں۔ احباب کے نام یہ ہیں۔

کیپٹن کریم حیدر بخاری (۱۳ اکتوبر ۱۹۷۸ء) سیکنڈ لیفٹیننٹ شوکت حیات (۲۵ مارچ ۱۹۷۹ء) میجر سلیم اقبال (۲۹ مارچ ۱۹۷۹ء) سیکنڈ لیفٹیننٹ سجاد حسین (۱۴ اپریل ۱۹۷۹ء) کیپٹن میاں عبدالغفار (۲۱ اپریل ۱۹۷۹ء) میجر کنور اشرف (۲۳ اپریل ۱۹۷۹ء) کیپٹن راحیل صدیقی (میڈیکل آفیسر) (یکم جون ۱۹۷۹ء) میجر منصور بخت (۲ جون ۱۹۷۹ء)

اس عرصے میں کئی نئے رفقائے کار آئے۔ ان کی آمد یقیناً سٹاف میں ایک خوش آئندہ اضافہ ہے۔ ہم ان سب احباب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

کیپٹن رئیس احمد صدیقی (اب میجر) (۳ نومبر ۱۹۷۸ء) کیپٹن طاہر احمد (اب میجر) (۱۵ جنوری ۱۹۷۹ء) سیکنڈ لیفٹیننٹ طاہر ملہی (۳۱ اپریل ۱۹۷۹ء) لیفٹیننٹ سلیم اقبال (اب کیپٹن) (۴ مئی ۱۹۷۹ء) کیپٹن ایس ایم الیاس (۱۹ اگست ۱۹۷۹ء) لیفٹیننٹ سلطان زیب (۸ ستمبر ۱۹۷۹ء) لیفٹیننٹ وسیم رضا (۸ ستمبر ۱۹۷۹ء) کیپٹن جواد صادق (۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء) سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد ممتاز (۴ نومبر ۱۹۷۹ء)

دو اساتذہ جو سعودی عرب چلے گئے ہیں ان کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ فزکس کے استاد کیپٹن رضا الرحمٰن نے علم کی تشنگی بجھانے کے لئے ماسٹر آف فلاسفی کے کورس کے لئے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں بسیرا کرلیا ہے۔ کالج کے ایک ڈیمانسٹریٹر جناب افتخار حسین شاہ تعلیمی رخصت پر اسلام آباد یونیورسٹی میں کمپیوٹر کورس مکمل کرنے کے بعد کالج کو خیر باد کہہ کر حبیب بنک کے حکام میں شامل ہوگئے۔

کالج کی کسی قدر یک رنگ زندگی میں ایک خوشگوار تموج اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہمارے نئے آفیسر سیکنڈ لیفٹیننٹ طاہر ملہی کی طرح کوئی نوجوان جرأت کر کے اپنے لئے نصف بہتر تلاش کرلیتا ہے اور حلقۂ معتبرین میں داخل ہو جاتا ہے۔ ادارے کی طرف سے لیفٹیننٹ طاہر کو خانہ آبادی پر ہدیہ تہنیت پیش ہے۔

تمہید ذرا لمبی ہوگئی، اب دو باتیں اس اشاعت کے مضامین کے بارے میں۔ آپ کو ان مضامین میں عالمانہ یا محققانہ گہرائی تو یقیناً نہیں ملے گی لیکن ہمیں امید ہے کہ تنوع کی کمی بھی آپ محسوس نہیں کریں گے۔ اہم شخصیات کے متعلق مضامین کو آپ دلچسپ معلومات سے خالی نہ پائیں گے۔ تجربات کے عنوان کے تحت جو کچھ طلباء نے سپرد قلم کیا ہے اس میں آپ کو وہ زندگی اور واقفیت ضرور محسوس ہوگی جو ذاتی تجربے اور مشاہدے میں ہی نظر آسکتی ہے۔ یہ آپ کی بصیرت میں تو شاید اضافہ نہ کریں لیکن ان کے لکھنے والوں کا حوصلہ ضرور بڑھے گا یہ سوچ کر کہ آپ ان کی تحریریں دلچسپی سے پڑھ رہے ہیں۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے دو سابق طلباء نے جو اس وقت اہم مقامات پر فائز ہیں، حصہ نظم میں پرانے عالمگیریز کی نمائندگی کا فریضہ بھی ادا کر دیا ہے۔ جس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔

اس شمارے میں دوسری تخلیقات نثر و نظم کی صورت یہ تھی۔

فکر اقبال (ایک مضمون) شخصیات (۶ مضامین) افسانہ انشائیہ (۳) تجربات (۷ مختصر مضامین)

حصہ نظم

غزل، (۱۸۲۱ جناب ظہور شوکت جنجوعہ) مشعل راہ، نظم (۱۶۳۲ لیفٹیننٹ کرنل اختر حسین) اپنے خاندانی ہاؤس میں (کیڈٹ جاوید اختر) غزل (کیڈٹ ارشد حسین گھمن) اپنے کالج سے خطاب۔ (کیڈٹ مظفر حیدر) میں کیا ہوں۔ (کیڈٹ مسعود اشرف)

حصۂ معلومات

الیکٹرانی خوردبین۔ دنیا کا ایک عجیب ترین جانور۔ شمسی ہوائی جہاز۔ کنکارڈ طیارہ۔ انسانی جسم ایک عجائب خانہ۔ سمندر کے خزانے۔

تصاویر

مہمانِ خصوصی لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال کے ساتھ اسٹاف اور پریفیکٹس کا گروپ فوٹو۔ مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے اور انعامات تقسیم کرتے ہوئے۔ حاضرین پریڈ، کراٹے، پی ٹی، گھڑسواری کے مظاہرے اور نمائش کے فوٹو۔ کمانڈانٹ کرنل محمد سعید کھوکھر رپورٹ پڑھتے ہوئے۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے اجلاس میں لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال، سیکریٹری جناب عین الدین علوی۔ کمانڈانٹ اور حاضرین۔ اولڈ بوائز ری یونین پر جمخانہ کھیلوں کے مناظر۔ جونیئر باسکٹ بال ٹیم زونل چیمپئن۔ ہائیکنگ۔ میجر جنرل غلام محمد (۸۸۵) سکریٹری کالج یونین کو عہدہ کا بیج دیتے ہوئے۔ میجر جنرل غلام محمد جمشید جمخانہ کھیلوں پر انعام دیتے ہوئے۔

تعزیت

انگریزی کے حصہ میں نومبر ۱۹۷۸ء میں لیفٹیننٹ کرنل مرتضےٰ حسین سابق کمانڈانٹ اور جون ۱۹۷۸ء میں بریگیڈیر سلطان محمد سابق صدر عالمگیریز ایسوسی ایشن کے انتقال پر تعزیت نامہ بھی شامل تھا۔

دی عالمگیرینز کا اجراء

اکتوبر ۱۹۷۹ء میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی جنرل باڈی کے اجلاس میں لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان صدر ایسوسی ایشن کی صدارت میں فیصلہ ہوا کہ ایسوسی ایشن کا نام عالمگیریز کر دیا جائے۔ اور عالمگیریز کو کالج کے احوال اور ایسوسی ایشن کی سرگرمیوں سے آگاہ رکھنے کے لئے ''دی عالمگیرین'' کے نام سے انگریزی میں ایک ششماہی خبرنامہ شائع کیا جائے۔

چنانچہ جنوری ۱۹۸۰ء میں جولائی ۱۹۷۹ء سے دسمبر ۱۹۷۹ء تک کالج کی مختلف سرگرمیوں اور ایسوسی ایشن کی خبروں پر مبنی پروفیسر عین الدین علوی کی ادارت اور کیپٹن جواد صادق کی معاونت میں اور ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام کتابی سائز میں دی عالمگیرین کا ۳۲ صفحات پر مشتمل پہلا شمارہ شائع ہوا۔ سرورق پر یہ تحریر تھی۔

THE ALAMGIRIAN SIX MONTHLY NEWS LETTER OF MILITARY COLLEGE
JHELUM (SARAI ALAMGIR) JAN 1980. NO. 1

اس کے مندرجات یہ تھے۔

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے صدر کا پیغام۔ اداریہ۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن اور ری یونین۔ جشن مسرت۔ اولڈ بوائز سے ایک پرانی درخواست۔ میوزیم کے لئے نذرانوں کی ضرورت۔

کالج کی خبریں

اورنگ زیب، ٹیپو سلطان، بابر، محمود غزنوی ہاؤس، ڈیبیٹنگ یونین، اسکاؤٹنگ، ہائیکنگ، ڈرائنگ اور مصوری کلب، ایروماڈلنگ کلب اور اسپورٹس کی رپورٹیں۔

کالج نوٹس

کمان کی تبدیلی، آمد اور ترقیاں، میٹرک کا نتیجہ، کیڈٹ عہدے، انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ، بارہویں کا الوداعی ڈنر، باعثِ فخر اعزاز، آرمی قرأت مقابلہ۔

تصاویر

صدر عالمگیریز ایسوسی ایشن لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال، مہمانِ خصوصی ری یونین کے کالج بیج لگواتے ہوئے۔ مہمانِ خصوصی دوسرے عالمگیریز کے ساتھ۔ مہمانِ خصوصی آٹوگراف دیتے ہوئے۔ ری یونین میوزیکل چیئرز۔

اسی سائز اور ۲۲ صفحے کا دی عالمگیرین کا دوسرا شمارہ ستمبر ۱۹۸۰ء میں پہلے یومِ تاسیس کے موقع پر جناب عین الدین علوی کی ادارت میں شائع ہوا۔ اس کے ٹائٹل کور پر صرف دی عالمگیرین ملٹری کالج سرائے عالمگیر ششماہی نیوز لیٹر کے الفاظ تحریر کردیئے گئے تھے۔ اس کے مندرجات کے عنوانات یہ تھے۔

ایڈیٹوریل، لیفٹیننٹ جنرل رحمان گل کا مضمون "When the college was young" جس میں انھوں نے اپنے نام لیفٹیننٹ کرنل سلیبی کا آخری خط نقل کیا۔ عالمگیریز ایسوسی ایشن بینر جو کالج کے تذکرہ پر مشتمل تھا۔ بہاولپور میں عالمگیریز کا اجتماع۔ کراچی کا اجتماع۔ کالج کی سرگرمیوں "Around the College" کے عنوان سے معمول کی رپورٹیں جو گزشتہ شمارے میں تھیں۔ کالج کے شب و روز، کالج نوٹس کے عنوان سے اس میں مندرجہ ذیل امور پر رپورٹیں شامل تھیں۔

اکرم شہید روڈ (افتتاحی تقریب)۔ ۸۰-۱۹۷۹ء کے سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب۔ عالمگیریز ایسوسی ایشن کے صدر کی آمد، ہاؤسوں کا انتظام۔ میٹرک کا رزلٹ۔ آمد اور تبادلے۔ ایک پرانے عالمگیرین کی دعوت۔

تعزیتیں

سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر اکرام امین، سابق انسٹرکٹر میجر عنایت علی، سابق اکاؤنٹنٹ جناب عبدالقدوس کے انتقال پر تعزیت نامہ بھی اس شمارہ میں شامل تھا۔

تصاویر

۱۹۳۸ء میں سیشن کلاسیں، کیڈٹس رحمان گل، شیر حضور احمد خان، عنایت افغان سرحد پر۔ یہی کیڈٹس جنرل ڈیشن وڈ کے ساتھ پشاور کے فلیگ اسٹاف ہاؤس میں۔ سالانہ تقریب کی جھلکیاں۔ اکرم شہید روڈ کی تقریب افتتاح۔

اس شمارہ میں لیفٹیننٹ جنرل رحمان گل کا مضمون جس میں انھوں نے کرنل سلیبی کا خط نقل کیا اور اپنے دور کے کالج کے بارے میں اپنے تاثرات لکھے ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں مضمون کے سوا دی عالمگیرین ششماہی خبرنامہ ہی تھا۔ اس کو تربیت کا بدل نہیں کہا جاسکتا لیکن ہوا یہ کہ اس کے چھپنے کی وجہ سے تربیت موخر ہوگیا اور ۸۰-۱۹۷۹ء کا تربیت ۸۱-۱۹۸۰ء کے تربیت کے ساتھ ایک مشترکہ شمارہ کے طور پر مئی ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔

تربیت ۸۱-۱۹۸۰ء

انگریزی ایڈیٹر۔ (پروفیسر عین الدین علوی) معاون (کیپٹن جواد صادق) مدیرِ متعلم (کیڈٹ فخر الاسلام)

اردو سیکشن

مدیر (پروفیسر عین الدین علوی) معاون (جناب محمد مشتاق) مدیرانِ متعلم (کیڈٹ تاج محمد، کیڈٹ فخر الاسلام) صفحات انگریزی ۹۰۔ اردو ۹۲۔

یہ ۸۰-۱۹۷۹ء اور ۸۱-۱۹۸۰ء دو سالوں کا مشترکہ شمارہ تھا۔ جس کے انگریزی اردو دونوں حصوں کو پروفیسر علوی نے ایڈٹ کیا۔ ۸۰-۱۹۷۹ء کا سالانہ فنکشن فروری ۱۹۸۰ء کو ہوا تھا۔ اس کے مہمانِ خصوصی لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان تھے۔ اس فنکشن پر کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ اور مہمانِ خصوصی کا خطاب حسب روایت انگریزی میں تھے۔ ان کا انگریزی متن ہی رسالہ میں چھاپا گیا۔ ۸۱-۱۹۸۰ء کے سیشن کے انعام تقسیم کرنے کی تقریب صدرِ پاکستان اور چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

اس موقع پر پہلی بار کمانڈانٹ کی رپورٹ اردو میں پیش کی گئی اور مہمانِ خصوصی نے خطاب بھی اردو میں کیا۔ (اور یہ روایت ہنوز جاری ہے) اور ان دونوں تقریروں کا متن میگزین کے اردو حصہ میں شائع ہوا۔ انگریزی کے حصے میں مہمانِ خصوصی کی تقریر کا خلاصہ دیا گیا۔

ایڈیٹوریل

تربیت کے دیر سے شائع ہونے کی توجیہہ یہ کی گئی اور اعلان کیا گیا کہ چونکہ عالمگیرین اور تربیت کے اغراض و مقاصد کم و بیش یکساں ہیں اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ بجائے دو میگزینوں کے ایک ہی میگزین سال میں دو بار عالمگیرین کے نام سے شائع کیا جائے چنانچہ موجودہ آخری شمارہ ہے۔ جو تربیت کے پرانے نام سے چھاپا جا رہا ہے۔

۸۱-۱۹۸۰ء کی سالانہ تقریب ۸۰-۱۹۷۹ء کی سالانہ رپورٹ، مہمانِ خصوصی کے خطاب، عالمگیرینز ایسوسی ایشن، کالج کرانیکل کالج نوٹس، معمول کی کلبوں اور سوسائٹیوں کی سرگرمیوں اور سپورٹس کی رپورٹوں کے علاوہ تخلیقات کے عنوانات یہ تھے۔

اداریہ

کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ۔ مہمانِ خصوصی کا خطاب۔

مضامین

پل (پروفیسر عین الدین علوی) چھوٹی بڑی قدریں (کیڈٹ تاج محمد خان) ایک صحابی رسولؐ کی انوکھی داستان (کیڈٹ تاج انجم) بریگیڈئر اکرام امین کی یاد میں (لیفٹیننٹ طارق مسعود) رونا کامیابی کی کنجی ہے۔ (کیڈٹ بشیر ملک) ایک شلجم کی آپ بیتی (کیپٹن خالد نذیر) خاموش رہنے والے لوگ (کیڈٹ شاہد اشرف) ہم قومی لباس کیوں پہنیں (کیڈٹ شاہد اشرف) ایک گلگشت۔ کاغان کے دامن میں (کیڈٹ نواز اسلم) ہم نے امتحان دیا (کیڈٹ فخر الاسلام) کمپیوٹر (کیڈٹ شفقت نواز ملک) اقبال کے حضور میں (کیڈٹ مسعود اشرف) دیکھنا تقریر کی لذت (کیڈٹ صداقت علی) دریائے جہلم کی کہانی اسی کی زبانی (کیڈٹ عقیل رضا بزمی) ہمارا مرغی خانہ (کیڈٹ پرویز ملک) کالج کا ایک اہم کردار (کیڈٹ شہزاد عامر) اف یہ ہمسائے (کیڈٹ فاروق احمد صدیقی) اگر خواتین کی حکومت ہوتی (کیڈٹ جنید اکرام) ہم بھی کیڈٹ بنے (کیڈٹ ندیم) گھر سے چڑیا گھر تک (کیڈٹ ندیم اکبر) چلنا ہو تو کنٹین چلیئے (کیڈٹ شہزاد عامر) کالج کی سیر (کیڈٹ فرید اقبال) دنیا کی چند بڑی لائبریریاں (کیڈٹ امین مغل) ہم اور ایٹمی توانائی (کیڈٹ زاہد حسین) موت کے بارے میں اقبال کا نقطۂ نظر (کیڈٹ فدا حسین)

حصۂ نظم

کالج سے رخصت ہوتے ہوئے (کیڈٹ طلعت کرامت) اے میرے جنت نشاں (کیڈٹ امین مغل) غزل (کیڈٹ مسعود اشرف)

حصۂ معلومات

عالمی کیمیائی جنگ۔ ایٹمی اور کیمیائی تجربات کے خطرے۔ خودکار فیکٹریاں۔ گوشت کی بجائے کائی۔ کیلشیم (کیڈٹ عامر ولی)

ادارہ

مدیرِ خصوصی (پروفیسر عین الدین علوی) مدیرِ معاون (جناب محمد مشتاق) مدیرانِ متعلم (کیڈٹ تاج محمد، کیڈٹ فخر اسلام)

اردو سیکشن

اداریہ انشائیہ کے انداز میں اس طرح شروع ہوا۔

اقبال نے کہا

بر آور ہر چہ اندر سینہ داری
سرودے، نالہ، اے فغانے

ہم اس کے قائل ہیں کہ نغمے گونجنے کے لئے ہیں اور جلوے بکھرنے کے لئے جذبہ و خیال کی آبرو اسی میں ہے کہ وہ دل کے نہاں خانے سے باہر آ جائیں۔ چنانچہ ہم اس میگزین کے روپ میں کالج کی زندگی کی رنگا رنگ شبیہ اس کے نغمے اس کے جلوے اس کے جذبے اور اس کے خیال آپ کی نذر کرتے ہیں۔

اس ایڈیٹوریل میں اس بار کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ اور مہمانِ خصوصی کے خطاب کے اردو میں ہونے کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔

مضامین میں علوی صاحب کے انشائیہ بعنوان ''پل'' کے علاوہ ۲۸ مضامین تھے۔ جن میں بریگیڈئر اکرام امین کی ناگہانی رحلت پر لیفٹیننٹ طارق مسعود کا تاثراتی مضمون اور اقبال کے بارے میں دو مضامین، اقبال کے حضور میں (از مسعود اشرف) اور موت کے بارے میں اقبال کا نقطہ نظر (از فدا حسین) بھی تھے۔ حصہ نظم میں طلعت کی نظم کالج سے رخصت ہوتے ہوئے۔ امین مغل کی نظم اے مرے جنت نشاں۔ اور مسعود اشرف کی غزل شامل تھی۔ حصہ معلومات میں ۵ عنوانات تھے۔

تعزیتیں

سابق خطیب، استاد دینیات صوفی عزیز احمد، سابق طلباء ۲۲۴۰ محمد رفیق اور ۱۴۱۰ بریگیڈئر عاشق حسین کی رحلت پر اظہار تعزیت کیا گیا۔

تصاویر

مہمانِ خصوصی جنرل محمد ضیاء الحق کے ساتھ اسٹاف اور پریفیکٹس کے گروپ فوٹو۔ مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے۔ تقسیم انعامات کی تقریب کے مناظر۔ ۸۰۔۱۹۷۹ء اور ۸۱۔۱۹۸۰ء کی تقریبات۔ کمانڈانٹ کرنل عبدالستار رپورٹ پیش کرتے ہوئے۔ ۸۰۔۱۹۷۹ء کے مہمانِ خصوصی لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال خان سٹاف کے ساتھ ۸۰۔۱۹۷۹ء کی تقریب کے تین مناظر۔ یوم تاسیس پر لاہور اور کراچی میں عالمگیریز کے اجتماعات۔ کالج میں ۱۵ ستمبر ۱۹۸۰ء کے پہلے یوم تاسیس کے چار مناظر اور عالمگیریز کا گروپ۔ اسکاؤٹنگ کیمپ کے مناظر۔ ۸۱۔۱۹۸۰ء کے اردو ڈرامے۔ ''کار برائے فروخت'' اور ''رستم وسہراب'' کے مناظر اور ٹیبلو۔

۸۲۔۱۹۸۱ء

ایڈیٹر انگریزی (پروفیسر سعید راشد) معاون (کیپٹن ملازم حسین) مدیرانِ متعلم (کیڈٹ عابد حمزہ، کیڈٹ راحت قدیر بٹ)

اردو سیکشن ایڈیٹر (پروفیسر عین الدین علوی) معاون (کیپٹن غلام فرید) مدیرانِ متعلم (کیڈٹ مسعود اختر، راحت قدیر)

مضامین طلباء انگریزی (۱۹) اردو نثر (۲۳) نظم (۴)

صفحات: (انگریزی ۸۵، اردو ۹۶)

کالج میگزین کا یہ پہلا شمارہ تھا جو عالمگیرین کے نام شائع ہوا۔ اس کے پہلے صفحہ پر ۱۹۸۱ء کے کالج کے ۵۶ ویں یوم تاسیس پر صدر پاکستان جناب ضیاء الحق کے پیغام کا یہ اقتباس دیا گیا تھا۔

"Alamgirans' contributions to the Armed Forces of Pakistan have been outstanding, and I am sure, will continue to be so.

Your College is a symbol of devotion, efficiency, courage and loyalty. I have no doubt that you will live up to the fine traditions of your College, and add further dimensions to these by deriving inspiraion from Islamic values and principles. Let your tomorrow he better than yesterday.

اس شمارہ میں مضامین کی ترتیب میں قدرے تبدیلی آئی۔ کالج کے سالانہ جلسہ کی تقریب کے تعارف، یوم تاسیس کے پیغامات، سوئمنگ پر جنرل اقبال اور مقابلۂ خطابت کے موقع پر لیفٹیننٹ جنرل خداداد کے خطابات اور کالج کی خاص خاص خبروں کے بعد تخلیقی مضامین دیئے گئے اور ہاؤسوں، سوسائٹیوں، کلبوں، اسپورٹس ریویو، یوم تاسیس، آمد و رفت، اور عالمگیرین ایسوسی ایشن کی تمام رپورٹوں کو موخر کیا گیا۔ تحقیقات میں جنرل اقبال کے کالج کے دورِ طالب علمی پر ایک سابق استاد پروفیسر ضمیر احمد صدیقی کا مضمون بھی شامل تھا۔

ایڈیٹوریل میں پہلا نکتہ نام کی تبدیلی ہی کے بارے میں تھا۔ دوسرا مضامین کے بارے میں۔ آخر میں طلباء کو یاد دلایا گیا تھا کہ امتحانات میں سرخ رو ہونے کی اہمیت اور ضرورت اپنی جگہ۔

"We would like to remind you that your real test lies far beyond the exams, marks and grades. Your mettle would be ultimately tested in a different arena, the arena of practical life, where moral commitment and mental calibre both count. and count a lot.

مضامین میں قائداعظم کی زندگی کے اہم واقعات پروائی کیڈٹ ناصر محمود کا مضمون (Anecdotes of the Quaid) اور نفیس ستی کی مقابلہ کی تقریر (Discarding English as a medium of Instruction) قابلِ ذکر تھے۔ ایک ٹی وی کھیل فرشتہ پر جہانگیر انور کا تبصرہ بھی ایک تازہ ہوا کا جھونکا تھا۔ راحت قدیر بٹ کی نظم (To a Friend) اور عابد حمزہ کی نظم (It's all so......) واقعی ان کی اپنی لکھی ہوئی تھیں۔

تعزیتیں

انگریزی۔ سابق کمانڈانٹ بریگیڈیئر محمد رفیق، اساتذہ مسٹر مظہر علی خان اور مسٹر محمد حسن اور دو سابق طلباء میجر محمد رفیق کیانی، لیفٹیننٹ ناصر ریاض کی رحلتوں پر دردمندانہ اظہارِ تعزیت کیا گیا۔

اقتباسات

اس شمارہ میں خالی جگہوں میں صرف قائداعظم کے اقوال نقل کئے گئے۔ جن میں سے چند یہ تھے۔

FOLLOW ISLAM

The Prophet was a great teacher. He was a law-giver. He was a great statesman and he was a great sovereign who ruled. No doubt, there are many people who do not quite appreciate when we talk of Islam.

Islam is not only set of rituals, traditions and spiritual doctrines. Islam is also a code for every Muslilm which regulates his life and his conduct even in politics and economics and the like. It is based on the highest principles of honour, integrity, fairplay and justice for all. In Islam, there is no difference between man and man. The qualities of equality, liberty and fraternity are the fundamental principles of Islam.

(Quaid-e-Azam)

MEANS TO AN END

The establishment of Pakistan for which we have been striving, is by the grace of God an established fact but the creation of a state of our own was means to an end and not the end in itself. The idea was that we should have a state in which we could live and breathe as free men and where we could develop according to our own culture.

I had no illusions about the hardwork that awaited us and the difficulties that had to be overcome. I was, however, fortified by the knowledge that I could depend upon the unstinted support of all Muslims and also the minorities whose cooperation we could win over by being fair and generous to them.

(Quaid-e-Azam)

PEACE AND PROSPERITY

Islam has taught equality of man, justice and fairplay to everybody. We are inheritor's of these pious traditions and are fully alive to our responsibilities and obligations. Our foreign policy is one of friendliness and good-will towards all the nations of the world. We do not cherish aggressive designs against any country or nation. We believe in the principles of honesty and fairplay in national and international dealings and are prepared to make our contribution to the promotion of peace and prosperity among the nations of the world.

(Quaid-e-Azam)

ISLAM AND DEMOCRACY

Islam and its idealism have taught democracy. Islam has taught equality, justice and fairplay to everybody. What reason is there for anyone to fear democracy, equality, freedom, the highest standard of integrity, fairplay and justice for everybody.

(Quaid-e-Azam)

EDUCATING THE PEOPLE

If we were to make any real, speedy and substantial progress, we must draw our educational policy and programme on the lines suited to the genius of our people, consonant with our history and cultur, and having regard for the modern conditions and vast developments that have taken place all over the world. There is no doubt that the future of our state will and must greatly depend upon the type of education and the way we bring-up our children as the future servants of Pakistan.

Education does not merely mean academic education. What we have to do is to mobilize our people and build-up the character of our future generations.

(Quaid-eAzam)

اردو سیکشن

اداریہ میں مسٹر علوی نے میگزین کے نئے نام عالمگیرین کی توجیہہ وتوضیح کرتے ہوئے لکھا۔

قارئین گرامی پینتیس سال تک کالج کا سالنامہ تربیت کے نام سے پیش کیا جاتا رہا۔ آج سے ہم اسے عالمگیرین کے نام سے موسوم کر رہے ہیں۔ ہمارا کالج جس بستی میں واقع ہے وہ ایک بہت بڑے حکمران کا لقب یاد دلاتی ہے۔ عالمگیرین میں عظمت اور وسعت کی وہی گونج ہے جو عالمگیر کی شخصیت سے وابستہ ہے۔ ہر کالج کی ایک شخصیت ہوتی ہے اور ہمارے کالج کی شخصیت میں عالمگیر کا عکس موجود ہے۔ ملٹری کالج ہمارے لئے ایک علامت ہے۔ ان تمام چیزوں کی جن کے لئے ہم زندگی سے پیار کرتے ہیں۔ وہ سب کچھ جس کی بدولت ہم ایک زندہ قوم کے افراد ہیں۔ کالج کا مفہوم ہے وہ روح، وہ قدریں، وہ فلسفہ زندگی، وہ کردار کے نمونے جو اینٹ پتھر کی ان بے جان دیواروں کو ایک زندہ ہستی بنا دیتے ہیں۔

لفظ عالمگیرین ان تمام روایات اور قدروں کا حامل ہے جن کی علامت ملٹری کالج ہے۔ یہ ہمارے دل کے ساز کے کئی تار چھیڑ دیتا ہے۔ یہ محض ایک لفظ نہیں بلکہ بقول غالب

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھئے

مفہوم کی گہرائی تو تربیت میں بھی تھی۔ طلباء اور اساتذہ دونوں کے لئے لیکن نیا نام اپنے صوتی آہنگ، صورت اور معنی کے اعتبار سے یقیناً زیادہ ہمہ گیر ہے۔ امید ہے آپ اسے پسند کریں گے۔

اسی اداریہ میں پندرھویں صدی ہجری کے شروع ہونے پر یوں اظہار خیال کیا گیا تھا۔

چودھویں صدی کے ساتھ قیامت کا تصور کچھ اس طرح وابستہ ہو چکا تھا کہ ہمیں بڑی خوشگوار حیرت یا یوں کہیئے کہ خوشگوار مایوسی ہوئی جب قیامت کے بغیر ہی چودھویں صدی گزر گئی۔ پندرھویں صدی کی ولادت کی خوشیاں منانے کی شعوری وجوہات اپنی جگہ، لیکن لاشعوری وجہ شاید یہی تھی۔

جب ہم پیچھے مڑ کر چودہ صدیوں کے لمبے عرصے کا ایک جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ایک اطمینان بھی ہوتا ہے اور فخر بھی کہ ہم اتنے عرصے ایک ملت کی حیثیت سے نہ صرف زندہ رہے ہیں بلکہ آگے بڑھے ہیں۔ ہم کرہ ارض کے ہر گوشہ میں پھیل چکے ہیں۔ ہماری تہذیت اور ہمارا نظریہ حیات زندہ ہے۔ انہی صدیوں میں ہمیں تاریکی مایوسی اور شکست خوردگی کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے۔ ہم نے غلامی کا عذاب بھی جھیلا ہے لیکن آج ہم مسلم ملکوں کا گروہ تیسری دنیا میں سب سے زیادہ توانا اور موثر گروہ بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مادی وسائل کا جو خزانہ بخشا ہے ہم اس کا استعمال بھی سیکھ رہے ہیں۔ آج مسلم ممالک کو نظر انداز کرنا بڑی بڑی فرعون صفت طاقتوں کے لئے بھی

ممکن نہیں۔ مسلم ملک اگر چاہیں تو مغرب کی معیشت کے پیروں تلے سے زمین کھینچ کر نکال پھینکیں۔ آج ان میں مشترکہ دشمن کے خلاف اتحاد کا شدید احساس ہے۔ اسرائیل اور اسکے سرپرست اس کے اتحاد سے پریشان ہیں اور بہت بڑی بات یہ ہے کہ ان میں اپنے اسلامی تشخص کا احساس گہرا ہوتا جارہا ہے۔ یہ احساس ان کی طاقت میں بے پناہ اضافہ کرسکتا ہے

کہا جاتا ہے یہ مادیت کا دور ہے۔ مذہب اپنی بے قدری سے تنگ آکر ریٹائر ہو چکا ہے۔ شاید بات دوسرے مذاہب کی حد تک ٹھیک ہو جنہوں نے اگر روحانی پاکیزگی دی تو ساتھ ہی اوہام پرستی کو بھی فروغ دیا لیکن اسلام ان تھکے ہارے مذہبوں سے الگ "چیز دگر" ہے۔ وہ ابھی بھی ایک متحرک قوت ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ دنیا کو بیش تر ترقی پسند تصورات اسلام ہی نے عطا کئے ہیں۔ مثلاً آزادیٔ فکر۔ آزادی اظہار کے لئے اللہ کے سامنے نہیں عوام کے سامنے بھی جواب دہی، بادشاہی اور مطلق العنانی کا خاتمہ عوام کی بنیادی ضرورتوں کی فراہمی کی تاکید، بنیادی حقوق، مساوات، رنگ و نسل کے امتیازات کی نفی، سب کے لئے انصاف، تسخیر کائنات کی تلقین، یہ سب اسلام ہی کی فیض رسائیاں ہیں۔ انسانی ذہن مسلسل ترقی کر رہا ہے انسان دوست مفکروں نے، سیاسی نظریہ سازوں نے دین سے بے نیاز عمرانی اور معاشرتی فلسفیوں نے اشتراکی اور استعماری نظام کے علمبرداروں نے اپنے اپنے طور پر انسانیت کو بہت کچھ دیا مگر اسلام سے آگے کوئی نہیں نکل سکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھے گا، اسلام کی گہرائیاں آشکارا ہوتی جائیں گی۔

پندرھویں صدی کے عظیم الشان دروازے میں داخل ہوتے ہوئے ہم دعا کرتے ہیں کی خدائے برتر ہمیں اسلام کے ان ترقی پسند تصورات کی سمجھ بوجھ عطا کرے۔ مسلمان ممالک میں ہم خیالی اور ربط وضبط روز بروز بڑھتا جائے۔ ہم ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی سرگرم عمل ہو جائیں اور جلد ایک ناقابل تسخیر طاقت بن کر ابھریں۔

اداریہ کے بعد کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ اور مہمانِ خصوصی جنرل سوار خان کے خطاب کا متن نقل کیا گیا۔

مضامین میں بریگیڈیئر محمد رفیق مرحوم کی شخصیت و کردار پر علوی صاحب کا مقالہ، کیپٹن غلام فرید کا مقالہ سیرتِ طیبہ پر، مولانا عبیداللہ سندھی پر ناصر محمود اعوان کا تخلیقی مضمون اور علی فاخر قاسمی کا مطالعہ، ہماری پسماندگی کی وجہ اقبال کی نظر میں، مختلف زاویوں سے خصوصی اہمیت کے حامل تھے۔ حصہ نظم میں اختر نواز کی نظم "میں انسان ہوں"، فاروق صدیقی کی نظم ماں، تاج محمد تاج انجم کی نظم "مادر درس گاہ سے رخصت ہوتے ہوئے" اور مسعود اختر کی غزلیں اچھی کاوشیں تھیں۔ حسب سابق حصۂ معلومات سائنسی معلومات پر مبنی تھا۔

تصاویر

مہمانِ خصوصی جنرل سوار خان کے ساتھ اور اسٹاف و پریفیکٹس کے گروپ فوٹو۔ مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے۔ کمانڈانٹ سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے۔ تقسیم انعامات، این سی سی کی پریڈ، پی ٹی، گھڑسواری کے مناظر۔ کوہ نوردی کے دو مناظر پرنسپل برن ہال بریگیڈیئر بی۔ اے ملک کا تعارف کالج کی ٹیم سے۔ انٹر ہاؤس سوئمنگ پر جنرل محمد اقبال اورنگ زیب ہاؤس کو ٹرافی دیتے ہوئے۔ لیفٹیننٹ جنرل خداداد خان مقابلۂ خطابت کا انعام ممتاز ملک کو دیتے ہوئے۔

۱۹۸۲ـ۸۳ء

ایڈیٹوریل بورڈ

سرپرست (بریگیڈیئر آئی آر صدیقی) ایڈیٹر اردو۔ (پروفیسر عین الدین علوی) معاونین۔ (کیپٹن غلام فرید، پروفیسر محمد مشتاق) مدیرانِ متعلم (جے سی اعجاز حسین جے سی ۱۲، جے سی فاروق احمد جے سی ۱۳) ایڈیٹر انگلش (پروفیسر سعید راشد) معاون (کیپٹن ماجد حسین رانا) مدیرانِ متعلم (جے سی عدنان جے سی ۱۱۔ جے سی عابد منہاس جے سی ۱۲) صفحات (انگریزی۔۸۴، اردو۔۱۰۸)

مندرجات

ایڈیٹوریل، سالانہ تقریب کی جھلکیوں، یوم تاسیس کی روداد کمان کی تبدیلی کی خبر، اکیڈیمک کونسل اور کیڈٹ کونسل پاکستان ڈے فنکشن، پریفیکٹس ٹریننگ

ورکشاپ، عالمگیرینز ایسوی ایشن، اور عالمگیرینز ری یونین کے احوال اور معمول کی ہاؤس اسپورٹس کلب اور سوسائٹیز کی رپورٹوں کے علاوہ اس شمارہ میں (In Memorium) کے عنوان سے مرحوم بریگیڈیئر محمد رفیق کی شخصیت وکردار پر مشتمل مندرجہ ذیل پانچ بہت قیمتی مضامین شامل تھے۔

1.	The First Impressions.	Mr. F. H. Hydri.
2.	Brig. Rafique-As I knew him	Maj Gen Muhammad Iqbal.
3.	In Memory of Brig Rafique.	Maj Gen Pir Dad Khan.
4.	The Late Brig Muhammad Rafique.	Brig R.D. Bhatti.
5.	My Impressions about Late Muhammad Rafique	Brig Rab Nawaz Khan.

ایڈیٹوریل میں کالج کی تعلیمی ترجیحات وتربیتی جہتوں کے بارے میں یہ تبصرہ کیا گیا۔

MCJ is an old institution Ever since its inception in 1925, it has been changing with times meeting new educational challenges and adjusting its training targets/aims in consonance with the national aspirations and objectives. In this perspective, of late, certain structural reforms have been made and some progressive programmes have been launched. For instance, the ghost of regimentation which had been haunting this institution in some form or the other, even after its reorganization as a public school in 1954, has now been, thank God, eventually banished. Ragging has been totally eliminated. Now a sort of disciplined freedom prevails conducive to creative learning and personality development. It's now a secure and happy place to live in. Virtually an enlightened home, especially for the junior cadets. Besides, Trust System has been introduced to promote self-respect and self-discipline. And to foster an enlightened. Life style of a good Muslim and a good Pakistani a "Guidance Folio" has been issued to the cadets and greater emphases is being laid on the development of talents of each individual. Moreover outward bound activities have been give a new impetus for obvious reasons. Establishment of College Academic Council and Cadets Council, are also phenomena of far-reaching importance.

All these progressive programmes and developments have changed the entire complexion of education at the institution. It is gradually shaping into an institution of quality education imbued with Islamic and Pakistani values".

کچھ اپنی باتیں۔

اردو سیکشن اس بار پھر موتیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اپنی باتیں کے عنوان سے تعلیم وتربیت کے مقاصد پر علوی صاحب نے اداریہ میں یہ پر مغز تبصرہ کیا۔

نظر آنے والی چیزیں آپ کو فوراً مسحور یا متنفر کر سکتی ہیں۔ ان سے بچ کر نکلنا مشکل ہوتا ہے لیکن آپ بھی متفق ہوں گے کہ نظر نہ آنے والی چیزیں زیادہ اہم ہوتی ہیں۔ ان میں ایٹم جیسی مختصر چیزیں بھی آ جاتی ہے اور وہ زبردست ہستی بھی جو سب پر محیط ہے کسی درس گاہ کی اصل ''وژن (Vision)'' جو آسانی سے نظر نہیں آ سکتی جو نہ نمبروں سے جانچی جا سکتی ہے۔ نہ کامیاب یا کمیشن یاب طلباء کی تعداد سے اس کی ٹھوس کارکردگی کی کشتی میں سجا کر دنیا کے سامنے رکھا جا سکتا ہے۔ اسکا تعلق تن کی دنیا سے اتنا نہیں جتنا من کی دنیا سے ہے۔ کسی درس گاہ کے اصل نتائج اس وقت سامنے آتے ہیں جب اس کا کوئی طالب علم مشکلوں میں مسکراتا ہے۔ آڑے وقت میں کسی کو سہارا دیتا ہے، اس وقت سچ بولتا ہے جب سچ بولنے میں خطرے ہی خطرے ہوں دوسروں کے بھلے کی خاطر اپنی ضرورتوں کو خوشی سے قربان کر دیتا ہے۔

کتابی امتحانوں میں کامیابی تو صرف پہلا قدم ہے اصل چیز زندگی کے امتحانوں میں کامیابی ہے۔ کامیاب درسگاہ وہ ہے جو اپنے طلباء کو زندگی کے مسائل سے نمٹنے کا حوصلہ بخشے، جو بے باکی دریا اور خودداری ساحل دے جس کے طلباء اپنے کمزور لمحات میں بھی گھٹیا اور حقیر خواہشوں کے سامنے ہتھیار ڈالنا نہ جانتے ہوں، ترغیبات سے شکست نہ کھاتے ہوں، ان کے دلوں میں بلند آرزوئیں ہوں، دماغوں میں تخلیق کی ترنگ ہو، وہ ماحول کی تاریکی پر دانت پیسنے اور شور مچانے کی بجائے خاموشی سے کوئی شمع روشن کر دینا جانتے ہوں۔

ظاہر ہے ایسی تعلیم کی منزل فقط کتابوں کا مطالعہ اور امتحانوں میں سو فیصد کامیابی نہیں ہے۔ اس کی منزل کو آپ مختصر ترین الفاظ میں انسان سازی یا قومی کردار

کی تشکیل کہہ سکتے ہیں۔ یہ کام اتنا ہی مشکل ہے جتنا دماغوں میں معلومات انڈیلنا اور امتحانوں میں سو فی صد کامیابی حاصل کرنا آسان ہے۔ ہمارا کالج ۱۹۸۳ء کے آغاز سے اندازِ فکر اور اندازِ کار میں خوش آئند تبدیلی محسوس کر رہا ہے۔ تعلیم کے اسی وسیع تر تصور کو زیادہ اہمیت دی جارہی ہے جس سے بات شروع کی تھی۔ نئے منصوبوں کی بساط رفتہ رفتہ کھولی جارہی ہے۔ مٹی تو زرخیز ہے نم کرنے کا اہتمام بھی ہو رہا ہے۔ کام کرنے کے طریقے بدل رہے ہیں۔

اس تبصرہ کے بعد انہوں نے ان اقدامات کا ذکر کیا۔ جو کالج میں اُس زمانے میں کئے جا رہے تھے۔

ڈسپلن کے بارے میں تازہ رویہ

کردار کی تعمیر ایک ایسی صنعت ہے جس میں ابھی تک تھوک پیداوار کی ٹکنیک دریافت نہیں ہو سکی ہے۔ اس میں ابھی تک مشین یا کمپیوٹر کی عملداری نہیں ہے۔ یہ بڑا جان لیوا کام ہے۔ اس وقت ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہر فرد کو آزادی کے ساتھ بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا احساس دیا جائے۔ وہ خود کو محض ایک مشین نہ سمجھے جو بٹن دبانے سے چلتی اور رک جاتی ہے۔ کوشش کی جارہی ہے کہ فرد کی وہ صلاحیتیں اور اہلیتیں جو گہرائیوں میں دبی پڑی رہتی ہیں بیدار کی جائیں۔ انہیں نمود کا موقع دیا جائے۔

فرد کی نشوونما کی راہ میں شاید سب سے بڑی رکاوٹ ڈسپلن کا وہ تصور ہے جو تحکم اور سزا پر قائم ہے۔ اس تصور کے حامی پرانی روش کے معلمین کرام استاد کے بید کو بڑے طمطراق کے ساتھ تنبیہ الغافلین کے لقب سے نوازتے رہے ہیں۔ اقامتی اداروں میں بھی جسمانی سزا اور (Ragging) کا رشتہ انگلش پبلک سکولوں سے جوڑ کر اسے مفید اور صحت بخش قرار دیا جاتا ہے اور اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اگر اس کا دامن چھوڑا تو سمجھ لیجئے کہ طلباء سخت کوشی اور جفاکشی کی مردانہ صفات سے محروم ہو کر رہ جائیں گے گویا جفاکش بنانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ اس دنیا میں دستیاب نہیں۔ جسمانی سزا ان کے خیال میں وہ الہ دین کا چراغ ہے جس کے دم سے ڈسپلن برقرار ہے۔ طلباء گھر کا کام اسی کے زور سے بروقت کر کے لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ علم کے باریک نکات سمجھانے میں بھی یہ بیش بہا مدد دیتا ہے۔ تعلیمی دنیا کے یہ لات ومنات بڑے سخت جان ہیں۔ لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ ان بتوں کو توڑنے کی ہمہ گیر مہم چلائی جارہی ہے۔ یوں کہیے چراغ الہ دین سے اس کا جادو چھین لیا گیا ہے۔

اساتذہ میں سے وہ ابھی ڈسپلن کے حکم اور جبر پر مبنی تصور سے اپنے ذہن کو آزاد نہیں کر سکے ہیں۔ وہ بھی اتنا ضرور محسوس کرنے لگے ہیں کہ یہ جنات، جنہیں ہم طلباء کہتے ہیں، اگر قابو میں آسکتے ہیں تو صرف ذہنی قوت اور تدریسی مہارت کے زور سے۔ سزا کا خوف انہیں خاموش اور مودّب تو ضرور کر دیتا ہے لیکن یہی خوف ذہن کی کھڑکیوں اور دروازوں کو بھی بند کر دیتا ہے۔ ڈسپلن تو قائم رہ جاتا ہے لیکن نئی باتیں سیکھنے کی امنگ مرجاتی ہے۔

استاد کا کام تو مالی کی طرح انسانی پودوں کی پرورش و پرداخت ہے اور پودے کسی جبر یا حکم سے پروان نہیں چڑھتے۔

اس لئے اب اس ڈسپلن کی کاشت کی جارہی ہے۔ جو ذہن کے اندر سے پھوٹتا ہے، جو فرد کی اپنی ذات کے اندر جنم لیتا ہے۔ ایسی فضاء پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے جس میں طلباء خود صحیح طرزِ عمل میں فخر محسوس کریں اور غلطی کرنے والا خود اپنی نظر سے گر جائے۔ خوشی کی بات ہے کہ طلباء اب یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اپنی زندگی کو سنوارنا اور بہتر بنانا ان کی ذاتی ذمہ داری ہے۔ تعلیم کے مسائل اب اتنے پیچیدہ، متنوع اور وسیع ہو چکے ہیں کہ ان کے متعلق باہمی مشورے کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ اسی اصول کے پیش نظر کالج اکیڈیمک کونسل کو فعال بنانا ایک بڑا صحت منداقدام ہے۔ کمانڈانٹ اس کے صدر ہیں جبکہ چیف انسٹرکٹر ہاؤس ماسٹر اور سینیر اساتذہ ارکان ہیں۔ اس میں انتظامی اور تعلیمی معاملات پر اور طلباء کے مسائل پر کھل کر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کی انفرادی ترقی، تعلیمی حالت اور مختلف انتظامی مسائل پر وقتاً فوقتاً سٹاف کی کانفرنسیں بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ جن کی بدولت سٹاف میں انتظامی امور میں شرکت اور اپنی ذمہ داری کا زیادہ احساس اجاگر ہوا ہے جو یقیناً ایک خوشگوار ماحول کی تعمیر میں مدد دے گا۔

کیڈٹ کونسل کا قیام بھی باہمی مشورے کا ایک مفید مظہر ہے۔ اس میں ہر ہاؤس کے سات سات (تعلیمی اور اخلاقی طور پر) بہترین طلباء اس کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اس کونسل کا مقصد یہ ہے کہ انتظامی، تعلیمی اور معاشرتی امور میں جب بھی اس سے مشورہ چاہا جائے، یہ اکیڈیمک کونسل کو طلباء کے نقطہ نظر اور مشوروں سے آگاہ کرے اور اس کے ارکان دوسرے طلباء کے لئے طرزِ عمل اور کارکردگی کا بہترین نمونہ پیش کریں اور رفتہ رفتہ ایک ایسی صحت منداخلاقی فضاء تعمیر کریں جس میں طلباء خود بخود اچھے طرزِ عمل کی طرف مائل ہوں اور غلط روی پر شرمندگی محسوس کریں۔

پریفیکٹوں کا تقرر بھی اسی کونسل کے ارکان میں سے کیا جاتا ہے۔ سٹاف کے ایک سینیر ممبر کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے جو وقتاً فوقتاً اس کی راہنمائی کرتے

رہتے ہیں۔

کالج ڈیبیٹنگ سوسائٹی (سابق ڈیبیٹنگ یونین) جو مباحثے، مذاکرے اور قومی و ملی تقریبات منعقد کرنے کی ذمہ دار ہے اب اسی کونسل کے ایک اہم شعبے کے طور پر کام کرتی رہی ہے۔

راہنمائی کے مزید میدان

ایک طرف طلباء کو اپنے شعور سے کام لینے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی ترغیب دی جارہی ہے تو دوسری طرف ان کی راہنمائی کی شعوری کوششیں کی جارہی ہیں۔ مثلاً ایک کتابچہ (Guidance folio) کے نام سے مرتب کیا گیا ہے جو ان کی روزمرہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ضروری ہدایت فراہم کرتا ہے۔

ایک اور کتابچہ (Spoken English) انگریزی بول چال میں مدد دینے کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے جب تک ہمارے یہاں انگلش میڈیم کی اہمیت برقرار ہے، اس وقت تک ہمیں انگریزی میں اظہار خیال کی مشق کا اہتمام کئے بغیر چارہ نہیں۔

بزم ادب

بزم ادب کا بھی طویل جمود کے بعد دوبارہ احیاء ہوا ہے جس سے طلباء کی انفرادی صلاحیتوں اور ان کے فکر و تخیل کو اظہار کے مواقع ملیں گے۔ پہلے اجلاس کی کارروائی ہی بہت امید افزا ثابت ہوئی ہے۔

خطابت

طلباء کی تربیت اور ذہنی نشوونما کے لئے خطابت کی صلاحیت اور مشق کی جس قدر اہمیت ہے وہ ظاہر ہے۔ ہر کیڈٹ میں اس صلاحیت کو ابھارنے اور تقریر کا موقع دینے کے لئے ایک وسیع منصوبہ تیار کیا گیا ہے جس کے یقیناً خاطر خواہ نتائج نکلیں گے۔

والدین سے رابطہ

درس گاہ اور والدین کے درمیان رابطے کی بنیادی اہمیت سے آپ واقف ہی ہیں۔ چنانچہ کالج کے معاملات اور قواعد و ضوابط کے سلسلے میں والدین سے بھی مسلسل رابطہ قائم کیا گیا ہے تاکہ بچوں کی تربیت کے ہمہ گیر کام میں بھی وہ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ اردو داریہ کی روایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے علوی صاحب نے عالمگیریز ری یونین، سالانہ تقریب تقسیم انعامات، کمان کی تبدیلی، جے سی ونگ کی واپسی، پی ایم اے میں عالمگیریز کی کامیابیاں، انسٹرکٹر کی آمدورفت اور میٹرک کے رزلٹ اور آخر میں مضامین کا تعارف سبھی نکات پر کچھ نہ کچھ لکھا۔ اس شمارہ کے دوسرے مندرجات یہ تھے۔

اپنی باتیں (مدیر) کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۲ء۔ مہمانِ خصوصی کا خطاب۔ عالمگیریز ری یونین کی چند جھلکیاں (کیپٹن اشفاق حسین)

حصۂ مضامین۔ فکر و نظر

''ہم زندہ دل ہیں'' (لیفٹیننٹ کرنل نعیم تقی جعفری) ''ستارے اور ایٹم بم'' (عین الدین علوی) ''نوجوان نسل کے لئے اقبال کا پیغام'' (کیپٹن غلام فرید) ''ایک یادگار گفتگو'' (پروفیسر عبدالرشید)

ادب و شخصیات

''اردو زبان کا ایک سچا خادم'' (جونیئر کیڈٹ افضال محمود) ''اردو میں مزاح نگاری'' (جونیئر کیڈٹ خالد جاوید) ''قوم کا عظیم محسن۔ اقبال'' (جونیئر کیڈٹ اعجاز حسین) ''لیفٹیننٹ احمد شاہ مرحوم کی یاد میں'' (کیپٹن غلام فرید)

مشاہدے اور تجربے

''واپسی'' (افسانہ) (جونیئر کیڈٹ فاروق احمد صدیقی) ''کرکٹ پر ہماری طبع آزمائی'' (جونیئر کیڈٹ قاسم علی خان) ''اپنے لئے یادوسروں کے لئے'' (جونیئر کیڈٹ اشتیاق سہیل) کالج کا جشن نوروز (جونیئر کیڈٹ ندیم احمد مجید، جونیئر کیڈٹ عامر رضا) سرگزشت تین باکسروں کی (جونیئر کیڈٹ حسین عباس شاہ، کیڈٹ ناصر حسین) ''شامت اعمال'' (جونیئر کیڈٹ عرفان اسلم) ''عوام کے ایک ہوٹل میں'' (جونیئر کیڈٹ قاسم علی) ''ای ڈی ہو تو ایسی'' (جونیئر کیڈٹ فاروق احمد صدیقی) ''ہم جونیئر کیڈٹ بنے'' (جونیئر کیڈٹ طاہر محمود اکبر، جونیئر کیڈٹ سہیل قیوم)

شگوفے

''کالج میں میرا پہلا دن'' (کیڈٹ ساجد شریف خان) ''کیا علم کے بغیر مسلمان ہونا ممکن ہے'' (کیڈٹ اظہر شاہ) ''متحدہ عرب امارات کی ایک جھلک'' (کیڈٹ ذکاالحسن) ایک ڈنر کی سرگزشت (کیڈٹ خرم حسین ہمدانی) پی ٹی اور مسائل پی ٹی (کیڈٹ ناصر احمد نور) یہ بے چاری بسیں (کیڈٹ سہیل فاروق) ''انصاف'' (کیڈٹ ایاز احمد خان لشاری) ''ہوتے جو مسلمان بھی ایک'' (کیڈٹ سید مجتبٰے ہمدانی) ''تعلیم بالغاں'' (کیڈٹ مقصود احمد) ''ایک نووارد کی سرگزشت'' (کیڈٹ اظہر عباسی) ''ہم کہاں کھڑے ہیں'' (کیڈٹ محمد خان) ''میں کبھی نہیں بھولوں گا'' (کیڈٹ فخر سلطان)

معلومات

''کچھ ایٹم بم کے بارے میں'' (کیڈٹ رفیع اللہ) ''ہمارے لئے دولت کے خزانے سمندر میں'' (کیڈٹ فخر سلطان) ''مصورانہ خطاطی کے چند نمونے'' (جے سی عامر رضا)۔

حصہ نظم

''ری یونین پر رفقاء کے لئے پیغام'' (جناب کیانی حسن اختر، کالج نمبر ۱۰۶۳، از جرمنی) ''صدر بزم عالمگیرین کے نام'' (لیفٹیننٹ کرنل ریٹائر سید فیاض حسین زیدی) ''میرا کالج'' (کیڈٹ ساجد شکور) ''الوداع الوداع'' (جے سی ندیم احمد مجید)

۲۲۱۲ لیفٹیننٹ کرنل سید علمدار حسین، ۲۵۳ لیفٹیننٹ کرنل خوشی محمد، ریٹائرڈ کرنل این ڈی حسن، قاصد سکندر شاہ، لیفٹیننٹ محمد احمد شاہ کی رحلت پر تعزیت نامہ بھی شامل تھا۔ اس فہرست کے علاوہ میگزین کے آخر میں مسٹر حیدری کے انتقال پر علوی صاحب کے قلم سے مسٹر حیدری کی تصویر کے ساتھ ان کا تعزیتی شخصی خاکہ بھی شائع ہوا۔ اسے تبرک کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔

ایک ہمدم دیرینہ

ملٹری کالج کے نہایت ممتاز سابق معلم جناب فضل حق حیدری ۲۵ جولائی ۱۹۸۳ء کو دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ان کی زندگی کا بہترین دور اسی درس گاہ کی خدمت اور اس کے نونہالوں کی آبیاری میں گزرا۔ ہمارے کالج سے ان کا تعلق ۱۹۴۲ء سے شروع ہوا۔ اس طرح انہوں نے اس کا برطانوی دور بھی دیکھا اور آزادی کے بعد نشو ونما بھی۔ انہوں نے اسے بڑھتے پھلتے پھولتے اور لہلہاتے صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ تقریباً تین دہائیوں تک اس تخلیقی اور تعمیری عمل میں ان کا خون جگر بھی شامل رہا۔ وہ فلسفہ تعلیم اور عمل تدریس کی باریکیوں کے محرم اسرار ہیں جنہوں نے ان کی تربیت سے فیض اٹھایا ہے۔

وہ مختلف اوقات میں ہاؤس ماسٹر بھی رہے اور اس شعبے میں بھی ان کے سلیقہ نظم ونسق کا اعتراف کیا گیا۔ ایک پبلک سکول کے معلم یا ہاؤس ماسٹر میں جو اوصاف ہونے چاہئیں ان کی شخصیت ان میں سے بیشتر کا مجموعہ تھی۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے جو اس درسگاہ کے بہت سے اجزاء اور عناصر کا مظہر تھا۔

ان کی ہمہ جہت اور بسیار پہلو شخصیت اور ان کی متنوع دلچسپیاں ان کی زندہ دلی کی گواہ ہیں۔ ادب کا نہایت شستہ ذوق رکھنے کے علاوہ ڈراما۔ موسیقی اور فوٹو گرافی کے نہایت اچھے مبصر تھے۔ ڈرامے کی پیشکش ان کا خصوصی فن تھا۔ اور اس میں جزئیات پر توجہ ان کا منفرد انداز تھا۔ سٹیج کی تزئین سے لے کر ملبوسات کی چھوٹی سے چھوٹی جزئیات تک کوئی پہلو ان سے بچ کر نہیں جا سکتا تھا۔ ان کے تمام مشاغل اور اطوار میں ایک نفاست، ایک حسن ذوق اور ایک احساس جمال نمایاں ہوتا تھا۔ وہ کسی

شعبے میں بھی دوسرے درجے کی چیز کے قائل نہ تھے۔ ملٹری کالج میں جب تک رہے کالج میگزین کے (جو تربیت کے نام سے چھپتا تھا) حصہ انگریزی کے مدیر رہے اور ان شماروں کے قارئین جانتے ہیں کہ ان کی تحریر میں کیسی پختگی اور بانکپن تھا۔ فصاحت اور لطافت کا کیسا خوبصورت امتزاج تھا۔ وہ تحریر ہی کے مرد میدان نہ تھے، انگریزی میں ان کی تقریر، زبان پر عبور اور انتخاب الفاظ کے سلیقے کا دلکش نمونہ ہوتی تھی۔ اگرچہ وہ مزاجاً سنجیدہ اور معاملہ فہم تھے مگر معاملات پر بہت اچھی گرفت رکھتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی گفتگو اور تحریر دونوں مزاح کی چاشنی اور شائستہ ظرافت کی چمک سے خالی نہ ہوتی تھیں۔

عالمگیریز ایسوسی ایشن سے بھی ان کا بنیادی رشتہ ہے۔ جب ۱۹۶۳ء میں ملٹری کالج اولڈ بوائز ایسوسی ایشن (موجودہ عالمگیریز ایسوسی ایشن) کی بنیاد رکھی گئی تو وہی اس کے پہلے سکریٹری مقرر ہوئے۔ انہوں نے نہایت سرگرمی سے ایسوسی ایشن کو فعال بنانے کی کوشش کی اور ۱۹۶۸ء میں عالمگیریز کا پہلا ری یونین منعقد ہوئی۔ اس کے آب و رنگ میں انہی کے حسن ذوق اور حسن انتظام کا جلوہ نمایاں تھا۔ راقم الحروف نے ۱۹۶۹ء کے اواخر میں انہی سے سکریٹری کا چارج لیا تھا۔ ان کے ساتھ ذاتی مراسم اور ساتھ گزارے ہوئے وقت کی بہت سی خوشگوار یادیں ہیں۔ جن کی مختصر مضمون میں گنجائش نہیں لہٰذا انہیں کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔

ان کا مسلک محنت اور مصروفیت تھا۔ ۱۹۶۹ء میں کالج سے ریٹائر تو ہوگئے لیکن ان کی عمل پسند فطرت نے خالی بیٹھنا گوارہ نہ کیا۔ اس لئے پرانے رفقاء کے زیر سایہ آرمی ایجوکیشن پریس سے وابستہ ہوگئے اور یہیں ۷۳ سال کی عمر میں دفتر میں فرائض منصبی انجام دیتے ہوئے عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔

گزشتہ سال حج کی سعادت بھی نصیب ہوگئی تھی۔ حال ہی میں عید کے موقع پر بے شمار یاران کہن نے مادر درس گاہ کو عید کارڈ بھیجے۔ بعض میں بڑی دلآویز عبارتیں تھیں۔ حیدری صاحب مرحوم نے ہمارے عید کارڈ کے جواب میں انگریزی کے چند اشعار کا ایک بند لکھ کر بھیجا جو اتنا ممتاز اور دلنشیں تھا کہ کمانڈانٹ بریگیڈیئر عنایت الرحمٰن صدیقی صاحب اس کے اعتراف میں ان کو خط لکھے بغیر نہ رہ سکے۔ (یہ منظوم تہنیت عید اس شمارے کے حصہ انگریزی میں شائع کی جارہی ہے) کرنل آغا نسیم (سربراہ شعبۂ دینی تعلیمات) کا کہنا ہے کہ وفات سے ایک روز پہلے مرحوم انکے پاس آکر بیٹھے، کمانڈانٹ کے خط کا تذکرہ کیا گیا اور دیر تک کالج کی یادیں تازہ کرتے رہے۔

مرحوم ایک ایسے انسان تھے جو بھلائے نہیں جاسکتے۔ اس کالج کی تعلیمی ترقی اور اس کو موجودہ بلند معیار تک پہنچانے میں حیدری صاحب کی سعی پیہم کا بھی حصہ ہے۔ وہ بعد کے معلموں کے لئے ہمیشہ ایک تابندہ نمونہ بن کر رہیں گے۔ ملٹری کالج کی فضا، اور اس کے در و دیوار پر حیدری صاحب کی رنگارنگ شخصیت کے نقوش ہمیشہ ثبت رہیں گے۔ وہ ایک ایسے مرد کہن سال تھے جنہوں نے بڑھاپے کو شکست دے دی تھی۔ ہم ان کے لواحقین کے ساتھ ان کے لئے سوگوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی بے حساب رحمتوں سے نوازے۔

مرحوم کے بڑے صاحبزادے عرفان حیدری سعودی عرب میں ہماری ائیر فورس کی طرف سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ چھوٹے بیٹے کیپٹن رضوان حیدری راولپنڈی کے نواح میں متعین ہیں۔

تصاویر

نئے کمانڈانٹ بریگیڈیئر آئی آر صدیقی اور ان کے پیش رو بریگیڈیئر عبدالستار کمانڈانٹ آفس میں محو گفتگو۔

والدین کے ساتھ مشاورتی اجلاس۔ ۱۹۸۳ء کا اسٹاف کمانڈانٹ کے ساتھ۔ ۱۹۸۳ء کی نئی انٹری کا گروپ۔ ۱۹۸۳ء کی کرکٹ، ہاکی، باسکٹ بال ٹیمیں۔ مسٹر حیدری۔ یوم تاسیس کے دو مناظر۔ میجر عبدالعزیز ہاشمی محفل موسیقی میں نغمہ سرا۔ ایم سی ٹروپ کی سرگرمیاں۔ سالانہ تقریب کی جھلکیاں۔ ڈرامہ شامت اعمال کا منظر۔ مہمانِ خصوصی جنرل اقبال خطاب کرتے ہوئے۔

۱۹۸۳۔۸۴ء

ایڈیٹوریل بورڈ

سرپرست (بریگیڈیئر آئی آر صدیقی) ایڈیٹر اردو (پروفیسر عین الدین علوی) معاون (پروفیسر محمد مشتاق) مدیر متعلم (کیڈٹ خرم ہمدانی، اعجاز حسین) ایڈیٹر انگریزی (میجر رئیس احمد) معاون (کیپٹن ماجد حسن رانا) مدیر متعلم (کیڈٹ ذکا الحسن) صفحات انگریزی (۵۹) اردو (۹۶) مضامین طلباء انگریزی (۱۷) انسٹرکٹر (۱)

اردو تخلیقات طلباء نثر (٦٧) نظم (٣) اساتذہ (٢)

اس شمارہ کا انداز ترتیب وہی ہے (سوائے کالج کرانیکل کی کمی کے) جو گزشتہ سال کا تھا۔ اس میں یہ اضافہ ہوا کہ مضمون نگار طلباء کی کلاس کا حوالہ بھی دیا گیا۔

اڈیٹوریل میں نئے تربیتی اقدامات کیڈٹ کاؤنسل، ٹرسٹ سسٹم، صبح کی اسمبلی میں ہر روز تقریر کا سلسلہ اور انٹر ہاؤس مقابلوں میں ایک کے بجائے تین تین ٹیموں کی شرکت، بیرونی سرگرمیوں میں اضافے اور افادیت پر تبصرہ کیا گیا۔

تعزیت نامہ

ستمبر ١٩٨٣ء میں ایک سابق استاد (٣٧-١٩٢٥ء) میجر غلام احمد کے تعزیت نامہ میں ان کے مختصر حالات زندگی اور خدمات کا ذکر کیا گیا۔ اردو کے اداریہ میں علوی صاحب نے نئے تربیتی فلسفہ اور ترجیحات کے بارے میں لکھا۔

اداریہ

" کسی دانا کا قول ہے کہ تعلیم کو دو چیزوں نے خراب کیا ہے۔ ایک کتاب نے دوسرے جور استاد یعنی بید نے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو تعلیم کتاب تک محدود ہو وہ اقبال کے الفاظ میں کسی کو صاحب کتاب نہیں بنا سکتی۔ ایک تجربہ کار ماہر تعلیم نے کہا تھا کہ کتاب خوانی تعلیم نہیں بلکہ کتابیں آپ کے حافظے سے محو ہو جانے کے بعد جو کچھ آپ کے اندر رہ جائے وہی تعلیم ہے۔ رہا استاد کا بید، تو جیسا کہ ہم نے گزشتہ شمارے میں عرض کیا تھا یہ تعلیمی دنیا کا نہایت سخت جان بت ہے جسے توڑنے میں مغربی ممالک تو کامیاب ہو چکے ہیں لیکن ہم مشرق والے ابھی تک اس کے طلسم میں گرفتار ہیں۔ تاہم بت شکنی کی کوششیں شروع ہو چکی ہیں اور ملٹری کالج بھی بت شکنی کی اس مہم میں سرگرمی سے حصہ لے رہا ہے۔

ہم اس ڈسپلن کو مسترد کر چکے ہیں۔ جو سزا پر مبنی ہو اور اس ڈسپلن پر ایمان رکھتے ہیں جو طالب علم کے ذہن کے اندر سے پھوٹتا ہے۔ طالب علم اور معلم کے درمیان خوف اور تحکم کے رشتے کی بجائے ہم باہمی اعتماد کا رشتہ پیدا کر رہے ہیں۔

ملٹری کالج اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ جس میں بیک وقت دو مختلف انداز فکر ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں۔ ایک طرف فوجی نظم ونسق اور عسکری ماحول تو دوسری طرف نوعمر بچوں کی شخصیت کی تشکیل۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ ان دو زاویہ ہائے فکر کے تقاضے اکثر ایک دوسرے سے بہت دور جا پڑتے ہیں۔ تاہم اس کے بہترین ادوار وہی رہے ہیں جن میں عسکری رنگ و آہنگ اور تعلیم کے تقاضے آپس میں گلے ملتے ہیں۔ یہ کام اتنا ہی مشکل ہے جتنا شاعر کے لفظوں میں جام شریعت اور جذبہ عشق کو یکجا کرنا یا اقبال کے الفاظ میں نہایت اندیشہ اور کمال جنوں میں مصافحہ کرانا۔ تربیت اور نظم ونسق کا جو نیا انداز نظر اوائل ١٩٨٣ء سے اختیار کیا گیا ہے وہ ایک ایسی ہی دشوار اور بامعنی کوشش ہے۔ تربیت اور تشکیل شخصیت ایک طرح کی کشت کاری ہے جس کے لئے اچھا خاصا وقت چاہئے ہل چلانا، زمین کو ہموار کرنا، تخم ریزی کرنا، کھاد اور پانی کی صحیح مقدار دینا، ناگہانی آفتوں سے حفاظت کرنا تب کہیں جا کر لہلہاتی ہوئی فصل دیکھنا نصیب ہوتی ہے۔ اس کام میں ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمائی جا سکتی۔

اس کے باوجود خدا کا کرم ہے کہ جو کوششیں ١٩٨٣ء میں شروع کی گئی تھیں۔ ان کے خوش گوار نتائج رفتہ رفتہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس حکمت عملی کا مرکزی نقطہ کردار اور شخصیت کی تعمیر ہے۔ دوسرے تمام اقدامات اسی بڑے کام کا حصہ ہیں۔ شخصیت کی تشکیل کا عمل پودے کے بڑھنے کا عمل یا کلی کے کھلنے کا عمل ہے۔ ہماری کوششیں یہ ہیں کہ اس عمل میں جو رکاوٹیں ہوا کرتی ہیں، اعتماد کی کمی، جھجک اور احساس کمتری۔ ان کو جتنی جلدی ممکن ہو اور جن تدبیروں سے ممکن ہو دور کیا جائے تاکہ جو شخصیتیں مختلف قسم کے دباؤ کے تحت ابھرنے کا موقع نہیں پاتیں وہ بے روک ٹوک پھل پھول سکیں۔

ہماری دوسری کوشش یہ ہے کہ نشوونما ہو تو شخصیت کے تمام پہلوؤں کی ہو ایک توازن اور تناسب کے ساتھ۔ تعمیر کا حسن یہ ہے کہ نقش نگار بھی دلکش ہوں اور بنیاد بھی مضبوط۔ جمال بھی ہو اور جلال بھی۔ اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ شخصیت کا کوئی پہلو کمزور نہ رہ جائے۔ ہمارا ادارہ ایک ایسا کارخانہ بن کر نہ رہ جائے جو محض اچھے کھلاڑی یا نرے سپاہی اچھے کمانڈر یا فقط کتابی کیڑے ڈھالتا رہے۔ بلکہ خوددار، ناقابل شکست، صحت منداور تخلیق پسند شخصیتیں تیار کرے"۔

تربیت خطابت

اکتوبر ١٩٨٣ء سے تربیت خطابت کے جس منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے وہ اسی مقصد کے حصول کی ایک کڑی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر کیڈٹ کو اپنے

دوران قیام میں کم از کم ایک بار اردو اور ایک بار انگریزی میں سارے کالج کے سامنے تقریر کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس سکیم کی بدولت وہ کیڈٹ بھی جو مزاجاً ساحل نشین تھے اور خود جدوجہد کرنے کی بجائے دوسرے تیراکوں کی جدوجہد کا نظارہ کرنے پر صابروشاکر رہتے تھے، سعی و عمل کے دھارے میں کود پڑے ہیں اور سمجھے گئے ہیں کہ انہیں بھی اپنے جوہر دکھانے ہی ہونگے۔

ہر ہاؤس نے اپنے کیڈٹوں کے لئے پروگرام مرتب کر دیئے ہیں۔ ہر کیڈٹ کو معلوم ہے کہ اس کا بڑا دن کون سا ہے۔ تقریر کی تیاری اس کے لئے کوئی اضافی بوجھ نہیں بنتی، جیسا کہ عموماً مباحثوں اور دوسری تقاریب کی تقریروں کی تیاری ہوا کرتی ہے۔ اسے اطمینان سے تیاری کرنے کا موقع میسر آ جاتا ہے۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء سے مئی ۱۹۸۴ء تک ۸۱ کیڈٹ کامیابی کے ساتھ اپنی گویائی کے جوہر دکھا چکے ہیں۔ اس منصوبے کا نمایاں اثر یہ ہوا کہ خاموش طبع کیڈٹوں نے اپنی بے بنیاد جھجک کو شکست دی ہے۔ خود اعتمادی پائی ہے۔ میدان عمل میں آگے بڑھے ہیں۔ ان میں اپنی صلاحیتوں کا شعور بڑھا ہے۔

ہفتے کے دوران بہترین قرار پانے والی تقریر کو ریکارڈ کر لیا جاتا ہے بلکہ اگر ایک سے زیادہ تقریریں معیاری ہوں تو زیادہ بھی ریکارڈ کر لی جاتی ہیں۔ یہ کیسٹ یادگار کے طور پر میوزیم میں رکھے جائیں گے۔ اس مہمیز نے مقرروں میں مزید جوش اور سرگرمی پیدا کر دی ہے۔

مسٹر شفیق کی ریٹائرمنٹ کے حوالے سے اداریہ میں علوی صاحب نے یہ الوداعیہ لکھا۔ مئی ۱۹۸۴ء میں ہمارے ہر دل عزیز رفیق کار شفیق احمد کالج کی ملازمت سے ریٹائر ہو گئے۔ وہ ۱۹۵۴ء میں یہاں آئے تھے۔ ہزاروں کی تربیت اور ہزاروں شخصیتوں کی تعمیر میں ان کی شعوری اور غیر شعوری کوششیں شامل رہی ہیں۔ وہ کالج کا ایک ایسا جز ولاینفک بن گئے تھے کہ ان کے شاگرد اور ان کے احباب ان کے بغیر کالج کا تصور ہی نہیں کر سکتے تھے۔

شفیق صاحب کی شخصیت کی سب سے بڑی صفت ان کی بے ساختگی اور ایک عجیب انداز کی قلندری و درویشی ہے وہ تکلفات کے پردوں اور تہذیب کے تصنعات اور مصنوعی خوش اخلاقی کے ان بہروپوں سے بے نیاز رہتے تھے جن کا کسی نہ کسی حد تک ہم سب ہی شکار ہوتے ہیں۔ ان کے ظاہر و باطن میں فاصلے نہیں ہیں اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ انتہائی مروت سے دوسروں کی خاطر تکلیف اٹھانا ان کا شعار رہا ہے۔

وہ اپنے مضمون کیمسٹری پر عبور تو رکھتے ہی ہیں شاگردوں میں بھی اس کی سوجھ بوجھ اور لگن پیدا کرنا جانتے ہیں۔ ایک اعلیٰ پائے کے استاد کی خوبی یہی ہوتی ہے۔ ہم نے ان کے اندر وہ وصف بھی دیکھا جو سائنس گریجویٹس میں عموماً نایاب ہے کہ وہ سائنس سے عملی دلچسپی بھی رکھتے ہیں۔ ان کا ذہن بڑا زرخیز اور تخلیقی ہے۔ ہمیشہ نئے نئے اقدامات، تدبیریں اور منصوبے سوچنے میں مصروف رہتا ہے۔ ان کا ذہن بڑا زرخیز اور تخلیقی ہے۔ اگر انہیں مغربی سائنس دانوں کی طرح وسائل میسر ہوتے تو آج چند ایجادیں ضرور ان سے منسوب ہوتیں۔ وہ بظاہر متضاد خصوصیات کا سنگم ہیں۔ سائنس کے ساتھ ساتھ ادب و شاعری کے ذوق سے بھی آشنا ہیں۔ نغمہ موسیقی کے شغف کا یہ عالم کہ بانسری بجاتے تو پہروں اسی محویت میں گزر جاتے، گٹار، بینجو، وائلن، بین ان کی بے چین طبیعت کسی ساز سے بیگانہ نہیں رہی۔ بقول خود اب موسیقی کو خیرباد کہہ چکے ہیں لیکن میس کی تقریبات میں اب بھی فرمائشوں پر ان کی بانسری نے سماں باندھ دیا۔

انہوں نے ایک حقیقی سائنس دان کی متجسس طبیعت پائی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جو چیز کسی کو نہ معلوم ہو اس کے بارے میں شفیق صاحب کو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہوگا۔

ان کی ریٹائرمنٹ پر الوداعی تقریبات کا سلسلہ بھی ایک انفرادیت کی شان لئے ہوئے تھا۔ جس کے وہ یقیناً حقدار تھے۔ طلباء کے دونوں میسوں میں اور آفیسرز میس میں ان کے اعزاز میں ان کی دعوتیں ہوئیں۔ جس میں ان کی لے نوازی سے بھی لطف اٹھایا گیا اور اسے ایک قیمتی یادگار کے طور پر کیسٹوں میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔ سٹاف روم میں بھی ایک پر تکلف چائے ہوئی۔ جس میں حسن اتفاق سے ان کے ایک سب سے پرانے شاگرد بھی شریک تھے۔ اور اسی سال داخل ہونے والے چند شاگرد بھی تھے۔ کچھ دیر بعد انہیں ایک آئس کریم پارٹی کا مہمانِ خصوصی بنایا گیا۔

ٹیپو اور اورنگ زیب ہاؤس کی پرائم گلاس فیکٹری کی سیر بھی شفیق صاحب کے ساتھ منسوب ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے ہمراہ جانا قبول کیا تھا۔

ہماری دعا ہے کہ ان کی آئندہ زندگی ہر طرح خوش گوار اور پرسکون ہو اور وہ پریشانیوں سے محفوظ رہیں۔

تخلیقات

طلباء کی تخلیقات کی تقسیم کچھ اس طرح تھی۔

فکرونظر (۸ مضامین) شخصیات (۳) افسانے (۳) مشاہدے اور تجربے (۱۴) نظمیں (۳) میرے پیارے وطن۔ (محمد اصغر) اے مادر علمی (عبدالرحمٰن آصف)۔ ہمارا پاکستان (صفدر خان خٹک)

تصاویر

اس بار کلر فوٹو بھی دیئے گئے۔ جن کی کوالٹی اچھی نہیں تھی۔

مہمانِ خصوصی جنرل سوار خان اسٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ۔ کیڈٹ زبیر (میٹرک میں فرسٹ آنے پر) تقریب تقسیم انعامات اور جوڈو کراٹے کے مناظر۔ مہمانِ خصوصی نمائش گاہ میں۔ اسکاؤٹس کے کرتب۔ لیبارٹری آرٹ روم۔ اکیڈیمک کونسل کا اجلاس، لائبریری (بلیک اینڈ وائٹ) جمناسٹک ۸۴۔۱۹۸۳ء ایم سی ٹروپ کمانڈانٹ کے ساتھ۔ ڈبیٹنگ سوسائٹی کا اجلاس۔

۸۵۔۱۹۸۴ء

ایڈیٹوریل بورڈ

سرپرست اعلیٰ۔ (بریگیڈیر محمد عثمان شاہ) سرپرست۔ (لیفٹیننٹ کرنل نصر اللہ خان) ایڈیٹر انگریزی (میجر ایم رئیس احمد) کیڈٹ ایڈیٹرز۔ (کیڈٹ صہیب احمد، کیڈٹ آصف سعید راشد) ایڈیٹر اردو سیکشن (پروفیسر عین الدین علوی) مدیر معاون (پروفیسر محمد مشتاق) مدیر متعلم (اللہ نواز، محمد اصغر) صفحات انگریزی (۷۰) صفحات اردو (۸۸) مضامین طلباء (۱۹ انگریزی ۳۰ اردو)

انگریزی کے حصے میں پہلا قابل توجہ مضمون مرحوم بریگیڈیئر محمد رفیق کی یاد میں میجر جنرل اشرف کے قلم سے تھا۔ دوسرا میجر صہیب صدیقی کا اناٹومی آف کریج کے عنوان سے۔ تیسرا مضمون میگزین کے ایڈیٹر میجر رئیس نے لکھا تھا۔ ''یونیفارم'' طلباء کے مضامین کی فہرست یہ ہے۔

CONTENTS

اردو کے اداریہ میں پبلک سکولوں میں روایت اور جدت کے موضوع پر علوی صاحب نے لکھا۔

آپ تو جانتے ہی ہیں۔ اقامتی اداروں میں سارا نظام زندگی روایات (Traditions) پر چلتا ہے۔ وہ ترقی یافتہ قومیں بھی جو زندگی کے تمام شعبوں میں جدت کی دلدادہ ہیں، تعلیم کے شعبے میں روایات کو ایک خاص اہمیت دینا ضروری سمجھتی ہیں۔ اصل میں جو چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں وہی روایت کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ انہیں تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی بلکہ انہیں تبدیلیوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یوں تو تبدیلی اور تغیر زندگی کی سب سے بڑی علامت ہے۔ لیکن کہیں کہیں ثبات بھی زندگی کی پہچان بن جاتا ہے۔ اچھی روایت کو توڑنا ایسا ہی ہے۔ جیسے عمارت کی بنیاد کو اکھاڑنا ظاہر ہے۔ اگر ہم اپنی تخلیقی قوتوں اور تجربے کرنے کی امنگ کو ایک بنیاد اکھاڑنے اور دوسری بنیاد رکھنے میں ہی ضائع کرتے رہیں گے، تو بنیاد پر عمارت کیسے اور کب کھڑی ہوگی۔ اور نت نئی ضرورتوں کے مطابق ہم عمارت میں توسیع کیسے کر سکیں گے؟ تعلیم میں روایات کے تحفظ اور تقدس کے پیچھے یہی فلسفہ کارفرما ہے۔ روایات کی افادیت یہی ہے کہ وہ بنیادوں کو قائم رکھتی ہیں۔ وہ ہماری تخلیقی قوتوں کو تجربات کے شوق کو ضائع ہونے سے بچاتی ہیں۔ اور اس شوق کا رخ ایسی سمت میں موڑ دیتی ہیں جدھر اس سے بہترین کام لیا جا سکتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ روایت اور جدت پسندی میں ایک صحیح توازن قائم رکھا جائے۔ روایت کے ذریعے بنیادی چیزوں کا تسلسل برقرار رہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ نئے تعلیمی تجربے اور تخلیقی سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔

ملٹری کالج ایک ایسا اقامتی ادارہ (Residential College) ہے جو روایات کی پابندی میں مبالغے سے کام نہیں لیتا کیونکہ اس کے بنیادی مقاصد میں بھی

وقت کے ساتھ ساتھ تغیر آتا رہا ہے۔ غالباً اس لحاظ سے اس کا مقام منفرد ہے کہ اس نے اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں بہت سے تعلیمی تجربے کئے ہیں۔ ہم اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ ہم ایک طرف روایات کو بھی ان کا حق دیتے ہیں تو دوسری طرف ہم جدت پسندی میں ملک کے کسی ادارے سے پیچھے نہیں۔ یہ کالج تعلیمی تجربات کی ایک وقیع تاریخ رکھتا ہے۔ اور آج کے ملٹری کالج میں بھی اچھی صحت منداور مفید روایات کو برقرار رکھتے ہوئے جدت پسندی اور تجربات کوشی کے میدان میں ملک کے دوسرے اقامتی اداروں میں ممتاز مقام کا حامل ہے آج بھی یہاں صحت منداور مفید تجربات ہو رہے ہیں اوران کے نتائج کے لئے ہماری نگاہ مستقبل کی طرف لگی ہوئی ہے۔

اس کالج میں راہنمائی اور مشاورت (Counselling) کا شعبہ قائم ہوا۔ اورسمعی و بصری وسائل کا استعمال شروع ہوا۔ اس ضمن میں اداریہ میں یہ تبصرہ کیا گیا۔

راہنمائی اور مشاورت

آج کی تعلیمی دنیا میں مشاورت اور راہنمائی ایک بہت اہم مقام رکھتی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اکتوبر ۱۹۸۴ء سے کالج میں اس شعبے نے بھی باقاعدہ کام کا آغاز کر دیا ہے۔ ایک ایسے آفیسر جو ماہرنفسیات کی حیثیت سے سلیکشن بورڈ میں معقول عرصے تک کام کر چکے ہیں، اس کے نگران ہیں۔ ان کے علاوہ چنداورنہایت تجربہ کار اساتذہ کی خدمات بھی اس شعبے کو حاصل ہیں۔ جو طلباء کسی قسم کے نفسیاتی مسائل سے دوچار ہیں، ان پر یہ شعبہ خصوصی توجہ دیتا ہے۔ اوران کے ذہنی دباؤ کو رفع کرنے اوران کے مسائل حل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ سبھی طالب علموں کو کسی نہ کسی قسم کی نفسیاتی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہے اور یہ عام طلباء کی ذہنی کیفیت کے جائزے بھی لیتا ہے۔ اوران کی روشنی میں ان کی شخصیت کی نشوونما میں مدد دیتا ہے۔

اصل میں اس شعبے کے قیام کا بڑا مقصد یہ ہے کہ طلباء کے طرزعمل کوسدھارنے کے لئے جدید طریقوں کا استعمال کیا جائے۔ ان کے رویوں (Attitudes) کی صحیح سمت میں نشوونما کا اہتمام کیا جائے جو طلباء ڈسپلن کے مسائل پیدا کرتے رہتے ہیں۔ جن کا رویہ ناپسندیدہ اور غلط ہے، ان کے خلاف محض ضابطے کی کارروائی کرنے یا ان کے علاج کے لئے جسمانی سزا کا فرسودہ نسخہ استعمال کرنے کی بجائے یہ شعبہ (Cell) کوشش کرتا ہے کہ ان طلباء کی شخصیت ان کی ذہنی پریشانیوں، نفسیاتی الجھنوں، جذباتی ناہمواریوں، اوران کے گھریلو پس منظر کا تجزیہ کر کے ان کے غلط رویوں کے محرکات اور اسباب کا کھوج لگایا جائے اور پھران اسباب کو دور کرنے کی کوششیں کی جائیں۔ ظاہر ہے کہ گائیڈنس سیل کے اس کام میں ہاؤس ماسٹروں کا مسلسل تعاون اور باہمی مشورہ بےحد اہم ہے۔

یہ سارا کام بڑا صبرآزما ہے، دیرطلب اورمحنت کا متقاضی ہے لیکن یقیناً کرنے کے لائق ہے۔ کردار سازی کے لئے کوئی آسان راستہ (Short cut) نہیں ہوا کرتا۔ ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمائی جاسکتی۔ یہ بات باعث اطمینان ہے کہ ان کوششوں کے خوشگوار نتائج سامنے آرہے ہیں۔

امید ہے کہ اس شعبے (Cell) کو مستقل حیثیت حاصل ہو جائے گی اور کالج کے اساتذہ میں کم ازکم ایک ماہرنفسیات کی جگہ بھی رکھی جائے گی۔

سمعی وبصری ذرائع تعلیم۔ (Audiovisual Teaching Aids)

جدید دور میں درس گاہیں تدریس کے عمل کو زیادہ موثر اور کامیاب بنانے کے لئے جدید آلات یعنی سمعی و بصری ذرائع سے ممکن حد تک کام لیتی ہیں۔ یوں تو کالج میں ٹیپ ریکارڈر، لنگوافون ریکارڈز، ٹیلی ویژن سیٹ اور تعلیمی محکموں کی سہولتیں پہلے بھی موجود تھیں لیکن سچ پوچھئے تو ان کو عملی طور پر تدریس کے میدان میں اسی سال سے استعمال کیا گیا ہے۔ کمانڈانٹ نے وقت کی اس اہم ترین ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس طرف بھرپور توجہ مبذول کی ہے اور جن جن ذرائع سے جو جو ایڈز (Aids) دستیاب ہوسکتی ہیں حاصل کی ہیں۔ مختلف مضامین کی تدریس کے لئے نہایت مفید فلمیں، سٹرپس (Strips) اور سلائڈیں لاہور کے حکومتی مراکز سے حاصل کی جارہی ہیں اوران سے خاص طور پر سائنس، جغرافیہ، تاریخ اور ریاضی کی کلاسوں میں کام لیا جارہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کیڈٹوں کی اسباق میں دلچسپی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ اور تفہیم آسان ہو جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے پروجیکٹر، ویوگراف، پی ڈائسکوپ، رنگین ٹی وی سیٹ اور وی سی آر فراہم کئے گئے ہیں۔

تعلیمی سیروسیاحت

ایک اقامتی درس گاہ میں تعلیم صرف کلاس روم میں نہیں ہوتی بلکہ کھیل کے میدان میں، میس میں، ڈارمیٹریوں میں، مسجد میں، باکسنگ رنگ میں اور سوئمنگ پول میں، غرض ہر جگہ تعلیم کا عمل جاری رہتا ہے۔ لیکن یہ عمل اس وقت وسیع تر اور مفید تر ہو جاتا ہے۔ جب طلباء کو کالج کی چار دیواری سے نکل کر باہر کی دنیا کو دیکھنے اور

سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

حسب دستور اس اداریہ میں کالج کی تمام سرگرمیوں کالج لائبریری کی تنظیم نو، تعلیم سیاحتوں پر خصوصی توجہ، یوم تاسیس، عالمگیریز ایسوسی ایشن کے نئے صدر لیفٹیننٹ جنرل اقبال کو تفویض صدارت کی تقریب، سالانہ تقریب انعامات، اساتذہ کی آمدورفت، اساتذہ کو ان کی ترقی پر مبارک باد، میٹرک کے نتائج، عالمگیریز کی بی ایم اے میں کامیابیاں، کالج کی تزئین، کمان کی تبدیلی، نئے کمانڈانٹ کا خیر مقدم اور ان کے پیش رو کی خدمات کا جائزہ، غرض سال کی تاریخ کوزے میں بند کر دی گئی تھی۔

کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ اور مہمانِ خصوصی۔ جنرل خالد محمود عارف کے خطبہ صدارت کے علاوہ دو مضمون اور ایک نظم اساتذہ کی جبکہ طلباء کی ۳ نثری اور شعری تخلیقات اور نظم اس شمارہ میں شامل تھیں۔

رنگین تصاویر

مہمانِ خصوصی جنرل کے ایم عارف کے ساتھ اسٹاف اور پریفیکٹس کے گروپ فوٹو۔ مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے۔ کمانڈانٹ بریگیڈیئر عثمان شاہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے۔ مہمانِ خصوصی آرٹ اور سائنس کی نمائش میں۔ تقریب تقسیم انعامات کے مناظر۔ کیڈٹس کونسل۔ عالمگیرین کا ایڈیٹوریل بورڈ۔ انٹر ہاؤس سوئمنگ اور باسکٹ بال کے مناظر۔

اشتہارات

عالمگیرین کے اس شمارہ میں دس صفحات کے اشتہارات بھی شائع ہوئے۔

۱۹۸۵ـ۸۶ء

مجلس ادارت

سرپرست اعلیٰ (بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ ستارۂ امتیاز) سرپرست (لیفٹیننٹ کرنل نصر اللہ خان۔ اسٹنٹ کمانڈانٹ اور چیف انسٹرکٹر) ایڈیٹر انگریزی (میجر محمد رفیع بٹ، کیپٹن محمد بشیر) متعلم معاون (سہیل فاروق، اظہر حسین) مدیر اردو (پروفیسر عین الدین علوی) معاون مدیر (پروفیسر محمد مشتاق) مدیرانِ متعلم (خرم حسنین ہمدانی، سہیل فاروق)

عالمگیرین کا یہ شمارہ نئے رنگین ٹائیٹل کور اور گٹ اپ کے ساتھ شائع ہوا۔ سرورق مسز میجر رفیع بٹ نے ڈیزائن کیا۔ صفحات انگریزی اردو ـ ۸۶۔

مندرجات

ایڈیٹورل کو مختصر اور تخلیقات کے تعارف تک محدود رکھا گیا۔ کالج کرانیکل میٹرک رزلٹ، ہاؤسوں اور کھیلوں، سوسائٹیوں کی معمول کی رپورٹوں کے علاوہ مضامین کی پیش کش میں جدت یہ کی گئی کہ تخلیقات کو موزوں عنوانات کے تحت پیش کیا گیا۔

CONTENTS

ROUND THE HOUSES

CLUBS AND SOCIETIES

CONTRIBUTIONS

ALAMGIRIANS' CORNER

COLLEGE NOTES

اس بار ہر مضمون کے ساتھ صاحب مضمون کا فوٹو بھی دیا گیا۔

مضامین کے بعد خالی جگہوں میں جو اقوال، مشاہدات، افکار درج کئے گئے ان میں سے ایک قائداعظم کی تصویر کے ساتھ ان کا یہ قول تھا۔

There remains infront of us a grim struggle and we must face it boldly and courageously but in a disciplined manner and our failure or setback should neither make us despair, nor should our success elate us.

تعزیت

ایک عالمگیرین جی سی عامر اکرام اللہ کالج نمبر ۴۱۳۴ کے سانحہ ارتحال پر اظہار افسوس سیاہ حاشیہ اور تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔ اردو سیکشن میں خاصہ کی روایتی چیز تو سات صفحے پر محیط اداریہ ہی تھا۔ اور جن امور کا احاطہ کیا گیا وہ یہ تھے۔

سمعی و بصری ذرائع، لائبریری، شعبہ راہنمائی، ہم نصابی سرگرمیاں، کیڈٹ کونسل اور ڈیبیٹنگ سوسائٹی، انشاء پردازی، تبصرہ نگاری اور معلومات عامہ کے مقابلے، آرٹ کلب کی فتوحات، سکاؤٹنگ اور ہائیکنگ کی مہمات، عالمگیرینز ایسوسی ایشن، ایک عالمگیرین ۲۰۶۷ کرنل سعید کی مثالی شجاعت، میٹرک کے نتائج خدا حافظ اور خیر مقدم!

یہ آخری اداریہ تھا، جو علوی صاحب نے لکھا حسب معمول کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹ اور مہمانِ خصوصی کے خطاب کا متن بھی اردو سیکشن میں شامل تھا اور طلباء کی ۲۱ نگارشات نقد و نظر، فکر و تمثیل، شخصیات، طنز و مزاح، افسانہ، مشاہدے اور تجربے کے عنوانات کے تحت شامل کی گئیں۔ حصہ نظم میں کیڈٹ بدر الدجیٰ انجم کی دو نظمیں یاد کوئی آجاتا ہے۔ اور ''شیر شاہ ہاؤس کی یاد میں'' اور محمد لطیف کی نظم ''کاہل کیڈٹ'' شامل تھی۔ حصہ معلومات میں پولو اور خلائی جہاز چیلنجر کی تباہی پر معلومات تھیں۔

رنگین تصاویر۔

۱۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی میاں محمد نواز شریف کے ساتھ اسٹاف اور پریفیکٹس گروپ فوٹو۔

۲۔ سالانہ پریڈ، جمناسٹک، کراٹے، پی ٹی اور تقسیم انعامات، اسکاؤٹس کے کرتبوں، نمائشوں کے ۱۰ مناظر۔

۳۔ یوم تاسیس پر لیفٹیننٹ جنرل، سابق کمانڈانٹ کرنل زیدی کے تین فوٹو۔

۴۔ رزمک کالج کے اسٹاف کے ساتھ۔

۵۔ انٹر پبلک اسکول ڈیبیٹ کی کالج ٹیم کمانڈانٹ بریگیڈیئر عثمان شاہ اور سی۔ آئی۔

۶۔ ایچیسن کالج کے مقابلہ میں نعت و قرات کے طلباء کمانڈانٹ اور سی آئی کے ساتھ۔

۷۔ اسکاؤٹس کیمپ گھوڑا گلی میں لائن پٹرول۔

۸۷-۱۹۸۶ء

سرپرست اعلیٰ	بریگیڈیئر محمد عثمان شاہ، بریگیڈیئر نور الحق	مدیر متعلم	کیڈٹ نصر حیات
سرپرست	لفٹیننٹ کرنل نصر اللہ خان	مدیر	پروفیسر محمد مشتاق
ایڈیٹر انگریزی	کیپٹن محمد بشیر	مدیر متعلم	کیڈٹ آصف سعید راشد

صفحات۔ انگریزی کے ۶۰ اور اردو کے ۷۷ اور علوی نامہ (یہ خصوصی شمارہ ڈائمنڈ جوبلی نمبر تھا)۔

ایڈیٹوریل میں ایڈیٹر کیپٹن بشیر نے لکھا۔

The procession of civilization marches on in the hope of finding new theatres of human activity. Man's fumbling has now turned into a scientifically defind probing. The dark recesses of ignorance are being illuminated by the modern knowledge. But all said and one, a young mind's curiousity about life remains adamant and wants to be satisfied the way it likes. An institution is, in reality, an edification of young man's curiosity and its satisfaction. Military College is of course a huge edifice, which regularly sprouts young men of finer qualities. Academic excellence is now the urge and it is heading towards that objective. Discipline is

being given an etching synonymity with self respect and liberal awareness.

This issue of the Alamgirian may not much startle the reader but will certainly invite him to read real thoughtfulness. Cadets have endeavoured to attempt pretty serious topics. One finds youthful concern walking hand in hand with sincerity of purpose. Simpler are the words, deeper are the meanings.

Mr. Ainuddin Alavi, who had been editing the Urdu section of this magazine since 1953, left us for his eternal abode on 22 Feb. 1987. He kept the literary tradition of this college high, rather he himself had become a tradition, more properly a living legend. In the pages of this issue we have paid our homage to the departed soul by trying to keep its lilterary aspect intact, as used to be his wont.

Dear reader! We won't keep you long. Please turn over".

ایڈیٹوریل کے بعد ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر صدر جنرل ضیاء الحق، وزیراعظم محمد خان جونیجو، وائس چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل خالد محمود عارف اور جنرل اقبال خان پیٹرن انچیف عالمگیریز ایسوسی ایشن کے پیغامات دیے گئے تھے۔ ہاؤسوں کی رپورٹیں کالج ڈائری، ہم نصابی سرگرمیاں، ماسٹر پلان اور عالمگیریز ایسوسی ایشن کی روداد۔

انگریزی کی فہرست مضامین یہ تھی۔

CONTENTS

THOUGHT & EXPRESSION

اردو سیکشن عالمگیرین کے نئے ایڈیٹر پروفیسر محمد مشتاق نے اداریہ میں لکھا۔

اداریہ

کاروان حیات رواں دواں ہے۔ ملٹری کالج بھی وقت کے ساتھ سرگرم سفر ہے۔ اس نے باسٹھ سال کا طویل سفر بڑی کامیابی سے طے کرلیا ہے۔ ڈائمنڈ جوبلی بڑے تزک واحتشام سے منائی ہے۔

ملٹری کالج کے یہ باسٹھ سال بھرپور انداز سے گزرے۔ جب ہم پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو دور افق کے پار روشنیاں نظر آتی ہیں۔ ہم ان ابھرتی ہوئی روشنیوں کو دیکھ کر جھوم اٹھتے ہیں۔ ملٹری کالج کی گود میں پلنے والوں نے اپنے ملک وملت کی بے پناہ خدمت کی ہے۔ ہم اس مادر علمی کے سپوتوں پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ کالج کا تاریخی سفر جاری ہے۔ اتنے سال بیت جانے پر آپ یہ خیال نہ کرنے لگیں کہ کہیں پیرانہ سالی تو نہیں آئی۔ آپ اسے امروز وفردا کے پیمانے سے نہ ناپیں۔ یہ کالج تو زندگی کی طرح پیہم رواں، ہردم جواں رہتا ہے۔

ڈائمنڈ جوبلی ایک سنگ میل ہے۔ جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہم نے کتنا سفر طے کرلیا ہے اور کتنا باقی ہے۔ راستے میں کون کون سے مشکل مقام آئے اور ہم کس طرح سرخرو گزرے۔ ہمیں اس مقام پر ذرا ٹھہر کر یہ سوچنا ہے کہ ہم نے کیا کیا کامیابیاں اپنے دامن میں سمیٹیں اور کن کن ناکامیوں میں ہمارے پاؤں زخمی ہوئے اور ہم نے نئے تقاضوں کے پیش نظر اپنی منزل کا تعین بھی کرنا ہے۔

ڈائمنڈ جوبلی ایک نہایت حسین اور مسحور کن لمحہ تھا۔ جب ۱۸ نومبر سے ۲۰ نومبر تک کالج کے در و دیوار ایک سرخوشی کے عالم میں جھوم رہے تھے۔ جب اس کالج کے نئے اور پرانے بیٹوں کے دل ایک ساتھ دھڑک رہے تھے۔ نئی اور پرانی نسل کا ایک عظیم سنگم تھا۔ اس جوبلی کی تقریبات پر ایک مفصل رپورتاژ پروفیسر سعید راشد کے قلم سے اس شمارے کی زینت ہے۔

کالج کا زیرِ نظر شمارہ اس لحاظ سے بھی خصوصیت کا حامل ہے کہ اس کا ایک حصہ علوی نامہ پر مشتمل ہے جو پروفیسر سعید راشد کی کاوشوں کا ثمر اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ پروفیسر عین الدین علوی جو ۱۹۵۴ء سے ۱۹۸۶ء تک اس جریدہ کے مدیر رہے ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ جناب علوی مرحوم ان لوگوں میں سے تھے جو کبھی نہیں مرتے موت کا بے رحم ہاتھ بھی ذہن و دل سے ان کے نقوش نہیں مٹا سکتا۔ یہی لوگ ہیں جو آنے والوں کے لئے نشانِ راہ بنتے ہیں۔ ان کی شخصیت اپنی ذات میں ایک ادارہ تھی۔ اس دشت بے کنار میں ان کی ذات ایک ایسے میٹھے چشمے کی مانند تھی جہاں سے تشنگانِ علم اپنی پیاس بجھاتے تھے۔

کالج میگزین کو کسی اعلیٰ پائے کے ادبی جریدے کا ہم پلہ تو نہیں قرار دیا جا سکتا لیکن یہ کسی طرح کم بھی نہیں۔ اس کے مضامین میں پختہ کاری بھی ہے اور خام خیالی بھی، اس میں مہارت بھی نظر آتی ہے اور نو آموزی بھی، اس میں کالج کی سرگرمیوں، اس کے شب و روز، اس کے دکھ اور سکھ، اس کی کامیابیاں اور ناکامیوں سب کی جھلک نظر آتی ہے۔ طلباء کی تحریروں میں ادبی رعنائیوں کا پرتو نہ سہی لیکن ان میں ایک بے ساختگی، شگفتگی اور مزاح کی جھلک ضرور نظر آتی ہے۔ مندرجات کی فہرست یہ ہے۔

فہرست مضامین

طنز و مزاح

طالب بے علم	کیڈٹ سرور سعید

شعر و سخن

اے وطن زندہ باد	کیڈٹ ذوالفقار علی
ای۔ڈی	کیڈٹ محمد فیصل رانا
ہم گھبرو شیر جواں	کیڈٹ ظفر اقبال
کیڈٹ کی دعا	کیڈٹ سفیان احمد صدیقی
عزم و عقیدت	حسن اختر کیانی (سابق طالب علم)

علوی نامہ

رنگین تصاویر

۱۔ سرورق کی تین تصاویر۔ مین اکیڈیمک بلاک۔ مہمانِ خصوصی میوزیم میں، ماسٹر پلان دیکھتے ہوئے اور کالج لائبریری کا ایک منظر۔

۲۔ مہمانِ خصوصی وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو اسٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ۔

۳۔ مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے۔ کمانڈانٹ رپورٹ پیش کرتے ہوئے۔

۴۔ مہمانِ خصوصی اورنگ زیب ھاؤس میں سی او اے ایس شیلڈ دیتے ہوئے۔

۵۔ انگریزی ڈرامہ ڈیر ڈیپارٹڈ کا منظر۔

۶۔ جنرل عارف داستان علم و عمل کا افتتاح کرتے ہوئے۔

۷۔ ڈائمنڈ جوبلی ری یونین کے چار مناظر۔

۸۔ مہمانِ خصوصی یادگار شہدا پر پھول چڑھاتے ہوئے۔

۱۹۸۷۔۸۸ء

مجلس مشاورت

بریگیڈیئر نور الحق	لیفٹیننٹ کرنل ضرغام حیدر نقوی
مدیر انگریزی	میجر محمد بشیر
مدیر متعلم	عاکف مشتاق یازدھم
مدیر اردو	پروفیسر محمد مشتاق
مدیر متعلم	فیصل صدیقی

اس شمارہ کا سرورق بھی وہی تھا جو گزشتہ سال کا تھا۔ اس فرق کے ساتھ کہ اس میں اس سال کے مہمانِ خصوصی جنرل اختر عبدالرحمٰن کو میوزیم دیکھتے ہوئے دکھایا گیا۔ گٹ اپ کی نزاکتوں میں یہ شمارہ پچھلے سال کے شمارہ پر بازی لے گیا۔ انگریزی کے صفحات ۹۱ تھے اور اردو کے ۲۷ اور دس صفحات اشتہارات کے۔

رسالہ ۱۷ اگست کی شام ایک فضائی حادثہ میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے رفقاء چیرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی جنرل اختر عبدالرحمٰن وغیرہ کی شہادت کے حادثہ پر اظہار غم و تعزیت سے شروع ہوا۔

ایڈیٹوریل یہ تھا۔

"All perfection depends upon the activation of the total worth of a man - intellectual,physical, moral, psychological and spiritual. A multidimensional training, aimed at producing the fittest human beings, who can survive in all sorts of situations and manipulate them to the greater benefit of many, envisages the worth and not the form. A whole flock of healthy youth brought together, who adjust mutually, with a definite purpose that tangents their environment, means providing them the most pleasant pasture that prompts growth and eludes all incursions.

Military College definitely focusses on the total growth of its students. The educative process is soaked in a concern, that identifies itself with the onward push of an honourable nation. Vigour, stability, thought-creativity and sense of purpose mix up to force the juveniles into manhood of unsurpassed beauty and wisdom. The contents of this magazine will verify this truth. A path is now carved and the much needed tranquillity has set in. The urge is being beautified with conscious effort and may be the masterpieces are in the making.

Dear reader! I recommend you to go through the whole of it, it is for you."

مندرجات کے عنوانات کی ترتیب یہ تھی

کمانڈانٹ کا پیغام

یوم تاسیس پر جنرل محمد اقبال خان کا پیغام

عالمگیریئنز ایسوسی ایشن

ھاؤسوں کی رپوٹیں، کالج نامہ، کلبوں اور سوسائٹیوں کی رپورٹیں۔

تخلیقات کی فہرست (فہرست عنوانات)

CONTENTS

اردو سیکشن کے مضامین کی فہرست یہ ہے۔

فہرست مضامین

اداریہ کا متن یہ ہے

انسان سینہ کائنات کا ایک عظیم راز ہے۔ یہ دنیا فریب نہیں اور نہ یہ زندگی کوئی خواب ہے بلکہ یہ محنت، خلوص اور دیدہ ریزی سے عبارت ہے۔ انسانی زندگی مشاہدات وتجربات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے مگر جو زندگی حرکت سے آراستہ ہو اور حسن عمل سے مزین ہو وہی قابل قدر ہے۔

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف وصوت

معجزۂ فن کی ہے خون جگر سے نمود

ادب کی زندگی میں بڑی اہمیت ہے۔ یہ زندگی کا ترجمان ہوتا ہے۔ صحیح ادب کی پہچان یہ ہے کہ اس میں جلالی اور جمالی دونوں عنصر پہلو بہ پہلو ہوتے ہیں۔ کسی قوم کی روحانی صحت کا دارومدار اس کے افراد کی ادبی اور تخلیقی صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔ ادب کی حیات بخش تاثیر انسانیت کی روح ہے اور اسی میں استقبال اور ہدایت کا پرتو منعکس ہوتا ہے۔

خوب سے خوب تر کی تلاش ہمارا مطمع نظر رہا ہے۔ یہ سالنامہ جو کالج کی ادبی اور تخلیقی سرگرمیوں کا عکس ہے اسی زندہ جستجو کی تصویر ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہماری زندگی کی رفتار ہمارے حسین خواب، ہمارے جذبات واحساسات، ہماری خوشیاں اور ہمارے اندیشے نظر آتے ہیں۔ زیر نظر شمارے کے مضامین میں شاید آپ کو علمی وادبی گہرائی اور گیرائی کی کمی محسوس ہو لیکن نومشق طلباء نے جس بے تکلفانہ اور بے ساختہ انداز میں اپنے مشاہدات وتخیلات کو قلم بند کیا ہے اسے پڑھ کر آپ

یقیناً محظوظ ہوں گے۔ ان مضامین میں جو تنوع، شگفتگی اور تازگی ہے وہ ضرور آپ کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی۔

ہے رنگ لالہ و گل و نسریں جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیئے

اہم شخصیات کے متعلق مضامین میں آپ ادبی حسن پائیں گے۔ اس حصہ میں کالج کے ایک سابق انسٹرکٹر کیپٹن غلام فرید اے ای سی کا مضمون ''شہید حریت'' شامل اشاعت ہے۔ اس تعاون کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ فکر و تخیل اور نقد و نظر کلی عنوانات کے تحت چند اثر انگیز مضامین سپرد قلم کئے گئے ہیں۔ جو یقیناً قارئین کی فکری قوتوں کو جلا بخشیں گے۔ طنزیہ اور مزاحیہ مضامین بھی آپ کے لبوں پر مسکراہٹوں پر کلیاں کھلائیں گے۔ تجربات و مشاہدات کے عنوان کے تحت جو کچھ طلباء نے رقم کیا ہے وہ ان کی محدود مگر حقیقی فکر کی ترجمانی کرتا ہے۔

''میرا چھوٹا سا پاکستان'' ایک انشائیہ ہے۔ اسے پڑھ کر آپ لکھنے والے کی ذہنی رسائی کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ حصہ نظم کے مطالعے سے یہ احساس ضرور ابھرے گا۔

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں

رنگین تصاویر

۱۔ مہمانِ خصوصی جنرل اختر عبدالرحمٰن کا اسٹاف اور پریفیکٹس کے ساتھ گروپ فوٹو۔
۲۔ مہمانِ خصوصی جنرل اختر عبدالرحمٰن خطاب کرتے ہوئے۔
۳۔ بریگیڈیئر نورالحق کمانڈانٹ رپورٹ پیش کرتے ہوئے۔
۴۔ سالانہ سوئمنگ، کراس کنٹری، باکسنگ، اتھلیٹکس، فٹ بال کے مناظر۔
۵۔ تقریب پر کراٹے، پی ٹی، اسکاؤٹنگ کے مناظر۔
۶۔ شیر شاہ، ٹیپو اور رنگ زیب انٹرمیڈیٹ کلاسز ہاؤس سٹاف کے ساتھ۔
۷۔ لیفٹیننٹ جنرل محمد اقبال فروری ۱۹۸۸ء میں نئے ہاؤسوں کی تعمیر کی ابتداء کرتے ہوئے۔
۸۔ ڈائریکٹر جنرل آرمی ایجوکیشن میجر جنرل عبدالمجیب چودھری مہمانِ خصوصی جنرل اختر عبدالرحمٰن کو شعبہ تحقیق و ترقی کی کتابوں کا سیٹ پیش کرتے ہوئے۔
۹۔ ۱۹۸۷ء کے یوم تاسیس پر اولڈ بوائز کی میوزیکل چیئر کا نظارہ۔
۱۰۔ ۱۹۳۲ء کی ملٹری سکول فٹ بال ٹیم مسٹر اپٹن کے ساتھ (بلیک اینڈ وائٹ فوٹو)

☆☆☆☆☆☆☆☆

ہفتہ وار، ماہانہ کالج گزٹ

سالانہ کالج میگزین کی ابتداء ۱۹۳۶ء میں ماہانہ کالج گزٹ سے ہوئی تھی۔اپریل ۱۹۴۸ء سے اس نے سالانہ میگزین کی شکل اختیار کر لی جس کا تفصیلی ذکر گزشتہ باب میں آ چکا ہے۔یہاں سالانہ میگزین کے علاوہ دوسری ماہانہ اور ہفتہ وار گزیٹوں اور وال پیپرز کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۹۵۰ء میں کالج گزٹ کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار کیڈٹ آفیسر گل بادشاہ کی ادارت میں نکلا۔بعد میں اس کی ایڈیٹری کے فرائض ۱۳۴۷ کیڈٹ آفیسر سجاد حسین اور ۱۶۹۲ کیڈٹ سارجنٹ مہدی نے ادا کئے۔اس گزٹ کا تذکرہ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۲ء کی کمانڈانٹ کی سالانہ رپورٹوں میں موجود ہے۔اپریل ۱۹۵۳ء تک یہ گزٹ نکلتا رہا۔

۱۹۵۵ء میں کالج کا پہلا ہفتہ وار اخبار نیوز اینڈ ویوز کے نام سے ۱۹۵۵ء کے اواخر میں شائع ہونا شروع ہوا۔نیوز اینڈ ویوز کا سب سے پرانا پرچہ جو کالج میوزیم میں محفوظ ہے اور وہ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۵ء کا ہے۔

(News and Views Weekly An Organ of the Students of K.G.R.P.M College)

اس کے مندرجات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ پرچے کو نکلتے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا تھا۔لیفٹیننٹ کرنل رفیق نے اکتوبر ۱۹۵۵ء کے اواخر میں کالج چارج لیا تھا۔قیاس ہے کہ نیوز اینڈ ویوز نومبر ۱۹۵۵ء کے اوائل میں جاری کیا گیا ہوگا۔اس پرچہ کا پہلا صفحہ پریس کا چھپا ہوا باقی ۱۴ صفحے سائیکلوسٹائلڈ ہیں۔اس کے ایڈیٹر مسٹر حامد علی قاضی تھے اور اس کے اسٹوڈنٹ ایڈیٹرز میں کیڈٹ ۱۸۸۸ عبدالرؤف اور کیڈٹ ۱۸۶۲ ارحمدل شامل تھے۔جو علی الترتیب بریگیڈیئر اور لیفٹیننٹ جنرل ہوئے۔اس شمارہ کے پورے پہلے صفحہ پر نمایاں طور پر صرف یہ عبارت چھپی ہے۔

OUR PLEDGE

Land of our birth, our faith and pride,
For whose dear sake our forefathers died;
O, Motherland, we pledge to thee
Head, heart and hand through the years to be!

ایڈیٹوریل اس طرح شروع ہوتا ہے۔

"Aristotle believed that there was a beautiful statue hidden in every marble piece and we hold that there is a leader hidden in the breast of every boy of this College. We need the process of hammering and chiselling that would go on throughout the years until we have produced men like Apollo of Belvedere.

اس سے اگلے پیراگراف میں اس لیڈر کی ذہنی اور قلبی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ایڈیٹوریل کے بعد کمانڈانٹ میجر محمد رفیق (اس وقت تک انہیں لیفٹیننٹ کرنل کا لوکل رینک نہیں ملا تھا) کی طرف سے طلباء کے نام آنر سسٹم کے بارے میں ایک اہم پیغام درج تھا۔

"Dear Boys,

The Honour System has been introduced once again. On this occasion, it is with high hopes that I address this message to you all."

اس میگزین کا ایک مستقل فیچر نیوز ڈائری تھی۔جس میں کالج کی خبروں کے علاوہ ہفتہ بھر کا تمام قومی اور بین الاقوامی نیوز سروے بھی دیا جاتا تھا۔اس شمارہ میں ۲۷ نومبر ۱۹۵۵ء سے ۴ دسمبر ۱۹۵۵ء تک کی نیوز ڈائری تھی۔اس شمارہ کا تیسرا آئٹم گزشتہ شمارہ سے پیوستہ ایک فاضلانہ آرٹیکل "Discipline and Development" تھا۔جس کا پہلا پیراگراف یہ تھا۔

"Dr Arnold saw that boys could undertake responsibility and he enlisted them on the side of the "Little Commonwealth Under homerlane, pupils have occasionally been allowed to make their own conditions and lay down their own rules.

"The emancipationists say that the real value of free discipline is that the pupils may have a chance to go along their own ways, to make their own mistakes and to find the way to remedy them on their own account. A teacher, under this system, does not live for himself, but for his pupils.

اس نہایت فکر انگیز مضمون کے بعد ایک بہت پر مغز مضمون۔

YOU ARE ALSO A LEADER

جناب عین الدین علوی کے قلم سے تھا۔

اس شمارہ کے دوسرے مضامین اور عنوانات یہ تھے۔

☆	Fire Without Matches	By Mr Shafique Ahmed
☆	Quiz	By 1955. Sundar Khan
☆	Time is Money	By Sub Ariful Hassan Khan
☆	The Land of Dispute-Kashmir	By M.M. Bashir (1932)
☆	The Wages of Sin is Death	1988 M. Aslam Rana
☆	Prosperity Brings Friends and Adversity Tries Them.	1951 M. Afzal Janjua
☆	Student Life	2067 Muhammad Afsar
☆	Whither You Go	1895 Said Zaman
☆	Christmas Comes But Once A Year	2069 Abdul Haleem
☆	Letter to the Editor	1935 Mushtaq Ahmed
☆	Allaround	2023 Muhammad Ashraf

نیوز اینڈ ویوز کا ایک شمارہ نمبر ۷ جلد دوم مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۵۶ء بھی ریکارڈ میں ہے جس کے اسٹوڈنٹ ایڈیٹرز میں ۲۰۷۹ محمد اشرف کا نام بھی ہے جو بعد میں لیفٹیننٹ جنرل اور اے جی ہوئے۔ اس شمارہ میں بھی اسی طرح اہتمام سے Pledge چھپی تھی گویا یہ میگزین کا مستقل فیچر تھا اور کالج کی نئی ترجیحات کا آئینہ دار اس شمارہ میں علوی صاحب کا ایک مضمون بعنوان (Reshaping of Educational Ideas in Pakistan) چھپا۔ جس کا پیرا گراف یہ تھا۔

"Our entity as Pakistan can, therefore only be justified on ideological grounds, not on our race or geography or hostility of a neighbouring state. As Muslims we should love truth and universal justice first and then our country. Our faith is our moving force. Let us listen to Quaid-e-Azam. Pakistan not only means freedom and independence but the Muslim ideology which has to be preserved. Our bedrock and sheet anchor is Islam. We are one and we must move as one nation. Then alone shall we be able to retain Pakistan. (March 1944)."

اس شمارہ میں بزرگ استاد جناب برکت علی چوہان کی ایک خیال انگیز طنزیہ کہانی ''جرم بے ستم'' بھی شائع ہوئی۔ نیوز ڈائری وغیرہ دوسرے عنوانات تھے۔

اس شمارہ میں کمانڈانٹ کے جنوری کے ایڈیشن کے نکات بھی شامل تھے۔ نیوز اینڈ ویوز کا اردو ایڈیشن اخبار وافکار کے نام سے نکلتا تھا۔ اخبار وافکار مسٹر سعید راشد، ریحان احمد بلگرامی کی نگرانی میں شائع ہوتا تھا۔ اس کے مدیرانِ متعلم کی فہرست میں ۲۲۶۲ منیر احمد افضل اور ۲۱۵۵ عبدالغفار، ۲۲۴۰ محمد رفیق، ۲۱۹۶ سلطان حیدر، ۲۲۴۰ محمد ایوب شامل تھے۔ اخبار وافکار، کے دو شمارے ۱۹۵۶ء اور ۱۹ اگست ۱۹۵۶ء ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ نیوز اینڈ ویوز، اور اخبار وافکار ۱۹۵۹ء کے اواخر میں بند ہو گئے۔ نیوز اینڈ ویوز اور اخبار وافکار کا ایک خصوصی نمبر ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو یوم جمہوریہ کی تقریب پر شائع ہوا تھا۔ جس میں حیدری صاحب کی نظم Hail Republic اور حسن صاحب کی نظم ''پاس ہوا اپنا دستور'' بھی شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ اس میں یوم جمہوریہ پر کمانڈانٹ کا پیغام بھی تھا۔

جنوری ۱۹۶۸ء میں ایک بار پھر کالج کے اخبار کو زندہ کیا گیا۔ اس بار اس کا نام ''دی عالمگیرین'' تھا۔ یہ مسٹر سعید راشد، کیپٹن غلام عباس کی نگرانی اور کیڈٹ امتیاز حسین کیڈٹ منیر اکبر کی ادارت میں سال بھر شائع ہوتا رہا۔ اس کا آخری شمارہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔

عالمگیرین کا اکتوبر ۱۹۶۸ء میں ری یونین نمبر بھی شائع ہوا تھا۔ جس کے عنوانات تھے۔

1. Editorial.

2. Glimpses of the Past by Lt Col WP Selbie, MC, MA.
3. Jhelum Memories by Lt Col T.H.L Stebbing, OBE, MC,MA.
4. 25 Years of Steady Progress by Lt Col SFH Zaidi.
5. The Post Partition Era by Mr Saeed Rashid.
6. The Good Old Days by 835 Lt Col Haq Nawaz, SJ.
7. The Most Unforgetting Personality. By 752 Lt Col Rasheed Ahmed, SJ.
8. The Distinguished Old Boys.
9. The Roll of Honour.
10. Gardiner Medal Winners.

عالمگیرین کے بند ہونے کے بعد اکتوبر ۱۹۷۰ء میں چیف انسٹرکٹر میجر ظہور الحق نے اس کو نیوز سروے کے نام سے زندہ کیا اس کا سرنامہ یہ تھا۔

Alamgirian's Monthly News Survey, Military College Jhelum.

اس شمارہ کو میجر ظہور الحق اور عین الدین علوی نے ایڈٹ کیا۔ مضامین یہ تھے۔

1. Around the Houses.
2. College News Section.
3. Sports Review.
4. Magazine Section.
5. Resume of National & International Events.
6. Letters to the Editor.

ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ سیل ۱۹۷۴ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کے زیر اہتمام ایک ہفتہ وار نیوز ڈائجسٹ بھی نکلا تھا۔ اس کے دو شمارے ۱۷ اپریل تا ۲۳ اپریل ۱۹۷۶ء اور ۲۴ اپریل تا یکم مئی ۱۹۷۶ء محفوظ رہ گئے ہیں یہ آخری شمارہ یوم مئی کا تھا۔

ستمبر ۱۹۸۰ء اور جنوری ۱۹۸۱ء میں دی عالمگیرین کے نام سے دو نیوز لیٹرز بھی چھپے ان کو عالمگیرینز ایسوسی ایشن نے چھپوایا تھا۔

جون ۱۹۸۱ء میں ایک بار پھر مسٹر سعید راشد کی زیر نگرانی اور عابد حمزہ کی ادارت میں کالج کا خبر نامہ دی نیوز اینڈ ویوز، کے نام سے شائع ہوا۔ اردو سیکشن کا نام، خبر و نظر، تھا۔ شمارے کی ادارت علی ناصر قاسمی نے کی تھی۔ اس کے صرف چند شمارے ہی شائع ہوئے۔ سائیکلو اسٹائل ہوتا تھا۔ آٹھ صفحے انگریزی کے اور آٹھ اردو کے ہوتے تھے۔ انگریزی کے عنوانات یہ تھے۔

1. The Commandant's Message.
2. The Editor Speaks.
3. Winning with a baring at Mangla.
4. Meet Your College Prefect.
5. Hello! Vice President of the College Union!
6. Well done.
7. Know Your College-Satti.
8. Cartoons.
9. Jokes.

خبر و نظر کے عنوانات یہ تھے۔

اداریہ	ناصر قاسمی	دوست	نعیم اشرف
حمد	فاروق صدیقی	انٹرویو	جنید اکرم
کالج کے شب و روز	جہانگیر انور	لطائف	اللہ نواز

کاش میں ایک پھول ہوتا   ساجد شکور

اگست ۱۹۸۱ء کے نیوز اینڈ ویوز کے مندرجات یہ تھے۔

1. The Editor Speaks.
2. Three Cheers for Fakharul Islam.
3. Keep the M.C Banner Flying High.
4. Inter-base Swimming Competition.
5. Quaid-e-Azam and Education.
6. Pillow Fight-Shafi Uzzaman.

کالج گزٹ کے سلسلہ کا یہ آخری پرچہ تھا۔

وال پیپرز

Wall Papers

۱۹۵۵ء کے اواخر میں ہاؤسوں میں ہفتہ وار وال پیپرز شروع کیے گئے۔ سکین ہاؤس کے وال پیپر کا نام ''آواز'' تھا۔ برڈووڈ ہاؤس اپنا وال پیپر ''نونہال'' کے نام سے نکالتا تھا۔ آ کنلک ہاؤس نے اپنے پیپر کا نام ''شیش محل'' رکھا تھا۔ ۱۹۶۱ء میں ٹیپو سلطان ہاؤس نے انگریزی میں ''ٹیپو ٹائمز'' اور اردو میں ''شہید'' نکالا تھا۔ اورنگ زیب ہاؤس کا وال پیپر ''عالمگیر'' کے نام سے موسوم تھا۔ اس زمانہ میں کالج کی ترجیحات بدلنے کے ساتھ یہ وال پیپر بھی تعطل کا شکار ہو گئے۔ ۱۹۶۷ء میں شیر شاہ ہاؤس بنا تو وال پیپر کی روایت کو ایک بار پھر زندہ کیا گیا۔ شیر شاہ ہاؤس کے انگریزی وال پیپر کا نام ''دی شیرین'' تھا اور اردو میں ''روشنی'' نکلتا تھا۔ یہ سلسلہ ۱۹۸۲ء تک چلا۔ ۱۹۷۳-۷۴ء میں محمود غزنوی ہاؤس کے اردو وال پیپر کا نام ''محمود'' اور انگریزی کے وال پیپر کا نام ''غزنوی'' تھا۔ ۱۹۸۶-۸۸ء میں غزنوی ہاؤس اپنا وال پیپر ''بت شکن''، کے نام سے نکال رہا تھا۔ گو اس کی اشاعت عدم تواتر کا شکار تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆

پکچر گیلری

پیش لفظ

مناسب ہوگا کہ پکچر گیلری کا پس منظر واضح کیا جائے۔ یہ فوٹوز کالج کی سب سے اہم دستاویزات ہیں۔ کتاب میں جو تاریخ پیش کی گئی ہے، جو واقعات اور حقائق بیان کئے گئے ہیں، ان کا ثبوت یہی تصاویر ہیں۔

گیلری کی ترتیب میں ممتاز عالمگیرین، اساتذہ، مہمان شخصیات، گروپ فوٹوز، عمارات اور ان کا ماحول، کالج کی سرگرمیاں، سپورٹس کلبز، ری یونین، جوبلی فنکشنز، یوم والدین اور دیگر تقاریب کے علاوہ کتبات، نشانات اور ٹرافیوں کو شامل کیا گیا ہے۔

کالج کی عمارات نئے پلان کے مطابق پرانی سے نئی میں بدل رہی ہیں۔ پرانی عمارات کے لئے تصاویر کی تلاش ہوئی تو معلوم ہوا کہ پرانی لیبارٹریز، کلاس رومز خصوصاً آ کنلک ہاؤس اور پرانے کنوؤں کے آثار معدوم ہو چکے ہیں اور تصاویر بھی موجود نہیں ہیں، ہماری کوشش تھی کہ عمارات کی وہ تصاویر شامل کی جائیں جو پرانے دور سے تعلق رکھتی ہوں اور پرانے ماحول کی عکاس ہوں تا کہ پرانے عہد کی تاریخ محفوظ کی جا سکے۔

موہن جوداڑو اور ہڑپہ کے آثار سے بھی تو صرف کھلونے اور ٹوٹے ہوئے برتن ہی دستیاب ہیں لیکن ماہرین آثار قدیمہ کے نزدیک وہ اس لئے قیمتی قرار پا گئے کہ یہی تاریخ کا ماخذ ہیں۔ یہی حال ملٹری کالج کا آئندہ ہوگا کہ مادر علمی کے فرزند اسکے پرانے آثار و باقیات کو حسرت سے تلاش کریں گے تو انہیں سوائے اس تاریخ میں شامل تصاویر کے اور کچھ نہیں ملے گا کیونکہ مستقبل میں اکیڈیمک بلاک کے علاوہ سب کچھ بدل جائے گا۔ مضامین اور الفاظ میں خواہ کتنی ہی اعلیٰ منظر کشی کیوں نہ کی جائے ایک معمولی تصویر ابلاغ کے لحاظ سے تمام اعلیٰ تحریروں پر فوقیت رکھتی ہے۔

اس نقطہ نظر سے جب بعض نایاب تصاویر دستیاب ہوسکیں تو کالج میگزین اور مسٹر فضل حق حیدری کے چھوڑے ہوئے ذخیرے (فوٹو نیگیٹوز) سے استفادہ کیا گیا جو مرزا عبداللطیف کو ۲۰ سال قبل ہاتھ لگے اور انہوں نے آرٹ کلب میں محفوظ کر رکھے تھے۔ یہ نیگیٹوز چالیس سال پرانے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ Melt بھی ہو چکے تھے۔ تاہم بیشتر ذخیرہ انہی سے حاصل کیا گیا مثلاً کنلک ہاؤس کی تصاویر کہیں سے نہیں ملیں۔ مہندم ہوتے ہوئے آ کنلک ہاؤس کی تصاویر مسٹر فضل حق حیدری کے نیگیٹوز سے لی گئیں۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۵ء تک کی پوری تاریخ انہی نیگیٹوز سے مرتب کی گئی ہے۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۵ء تک تصاویر کے لئے میگزین سے رجوع کیا گیا۔ اگرچہ ہاف ٹون کی وجہ سے کوالٹی کمتر تھی تاہم اس لئے قبول کی گئیں کہ ان کی تاریخ اور دستاویزی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ کالج گیٹ کی معمولی سی تصویر بظاہر حقیر معلوم ہوتی ہے لیکن اس پر مضمون موجود ہے تو آنکھ اس کو دیکھنے پر مجبور ہے۔ میگزین سے لی گئی تصاویر کے انگریزی کیپشن قائم رکھے گئے ہیں تا کہ پتہ چل سکے کہ کونسی تصاویر میگزین سے لینے پر مجبور ہے۔ میگزین سے لی گئی تصاویر سے پتہ چلتا ہے کہ کمانڈانٹ کرنل رفیق کے عہد میں ہم نصابی سرگرمیوں، ڈراموں اور کلبز پر بے حد زور تھا اور کالج کو پبلک سکول میں ڈھالنے کا کام زور وشور سے جاری تھا۔

سپورٹس اور ہم نصابی سرگرمیوں کا باب اس تاریخ میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ سپورٹس کے ضمن میں شیلڈز، میڈلز اور ٹرافیز کا ذکر لازم و ملزوم ہے۔ مگر ''کامیاب شیلڈ'' اور ''بینر ٹرافی'' کا کالج میوزیم میں بھی سراغ نہیں مل سکا۔ اس طرح بیشتر بیجز، کریسٹ اور نشانات بھی نایاب ہیں اسکے لئے بھی ۵۵-۱۹۵۰ء کے فوٹو نیگیٹوز اور کالج میگزین سے فائدہ اٹھانا پڑا۔ اسی طرح ۵۵-۱۹۵۰ء کے اساتذہ کے نایاب پورٹریٹس بھی حیدری صاحب کے فوٹو نیگیٹوز سے ملے ہیں۔ قارئین دیکھیں گے کہ کس قدر نایاب پوٹریٹس یہاں جمع کئے گئے ہیں۔ جہاں تک میوزیم کا تعلق ہے یہ ۱۹۷۹ء میں قائم کیا گیا اور آنے والے سالوں کے البم جمع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۱۹۷۹ء کے بعد کی تاریخ کے لئے فوٹو گراف کے حصول کا مسئلہ نہیں رہا۔ یہ سارا مسئلہ ۱۹۷۹ء سے پہلے کی تاریخ کے متعلق پیدا ہوا جبکہ باقاعدہ میوزیم جیسا ادارہ موجود نہیں تھا۔ اور البم محفوظ کرنے کے مستقبل انتظامات نہیں تھے۔

سعید راشد

آئے عُشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اَب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

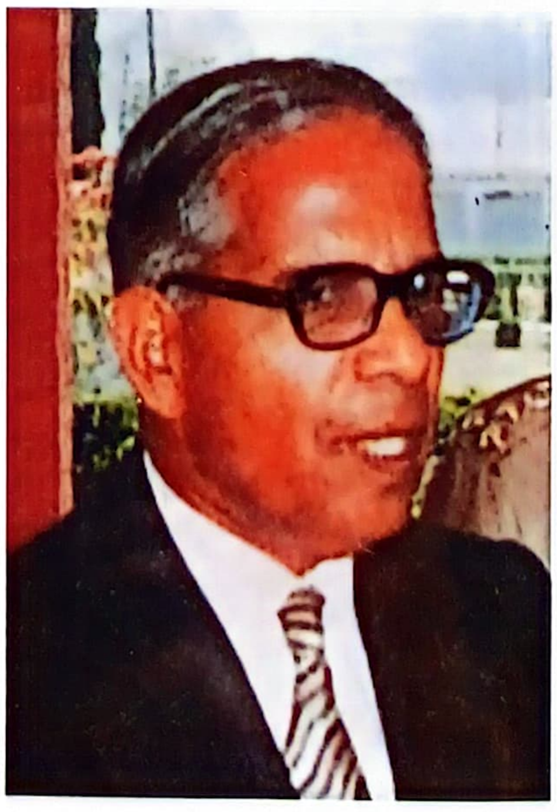
پروفیسر سعید راشد



۱۹۵۱ء



۱۹۷۱ء



۱۹۸۸ء



۱۹۹۵ء

کالج کے چند پرانے اساتذہ



جناب فضل حق حیدری ۱۹۵۰ء



جناب بی اے چوہان ۱۹۵۳ء



جناب شفیق احمد ۱۹۵۴ء



گروپ فوٹو۔ سیکشن نمبر۲ پلاٹون نمبر۶ ۱۹۳۱ء



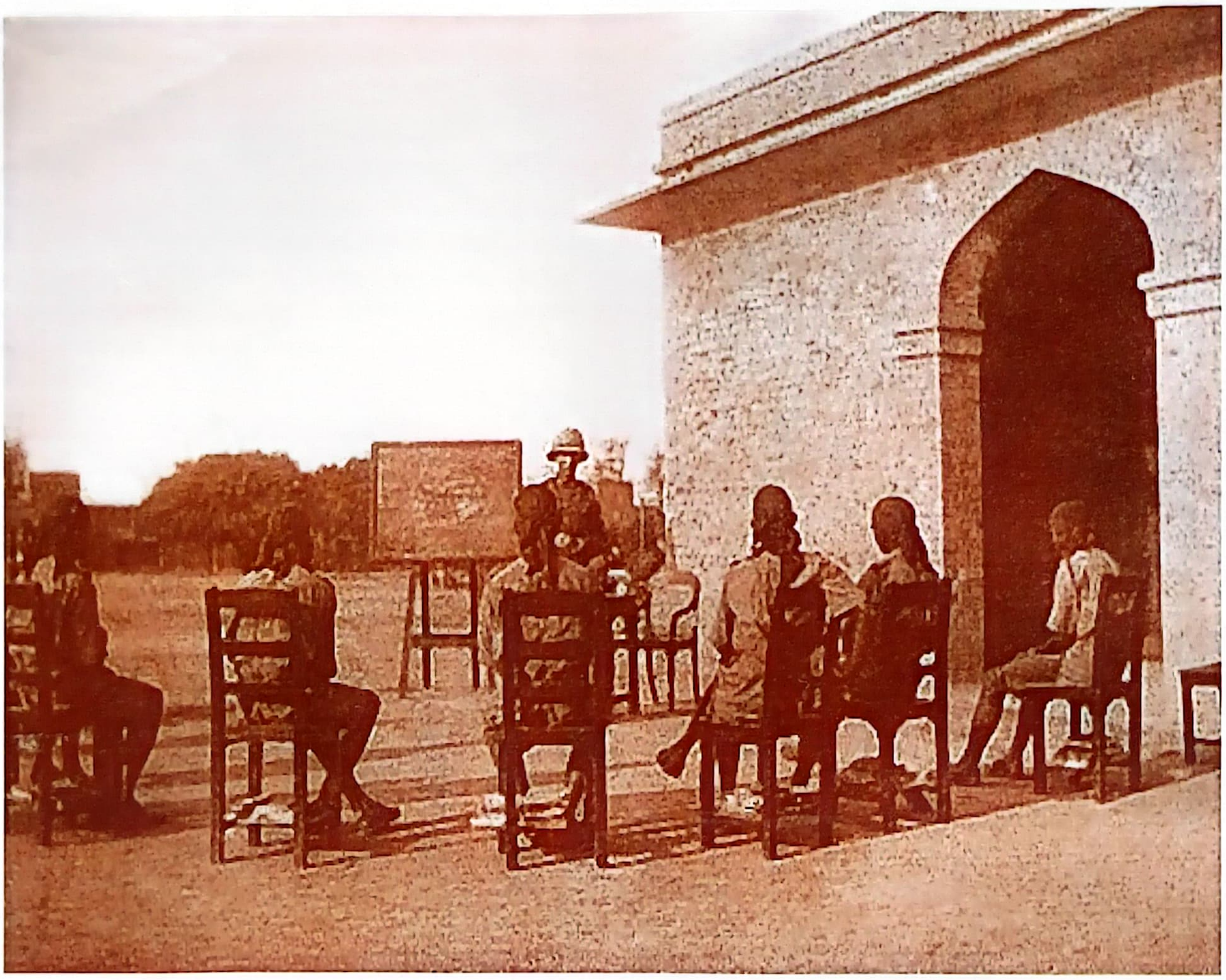
آرمسٹِس ڈے۔ ۱۹۳۳ء



پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کی طرف پہلا قدم، فوج میں بھرتی پر کالج سے حتمی روانگی ۔۱۹۳۴ء



کالج سے روانگی کا ایک اور منظر ۱۹۳۴ء



آؤٹ ڈور کلاس۔۱۹۳۴ء



جمناسٹک کا شاندار مظاہرہ۔۱۹۳۴ء



سینئر پریفیکٹس ۱۹۳۴ء



گارڈنر میڈل ونرز سینئر پریفیکٹ محمد گل شیر اور سینئر پریفیکٹ گل حیدر ۳۵-۱۹۳۴ء



کنگ جارج رائل انڈین ملٹری سکول جہلم کے کیڈٹس ڈل جھیل سری نگر میں۔ ۱۹۳۵ء





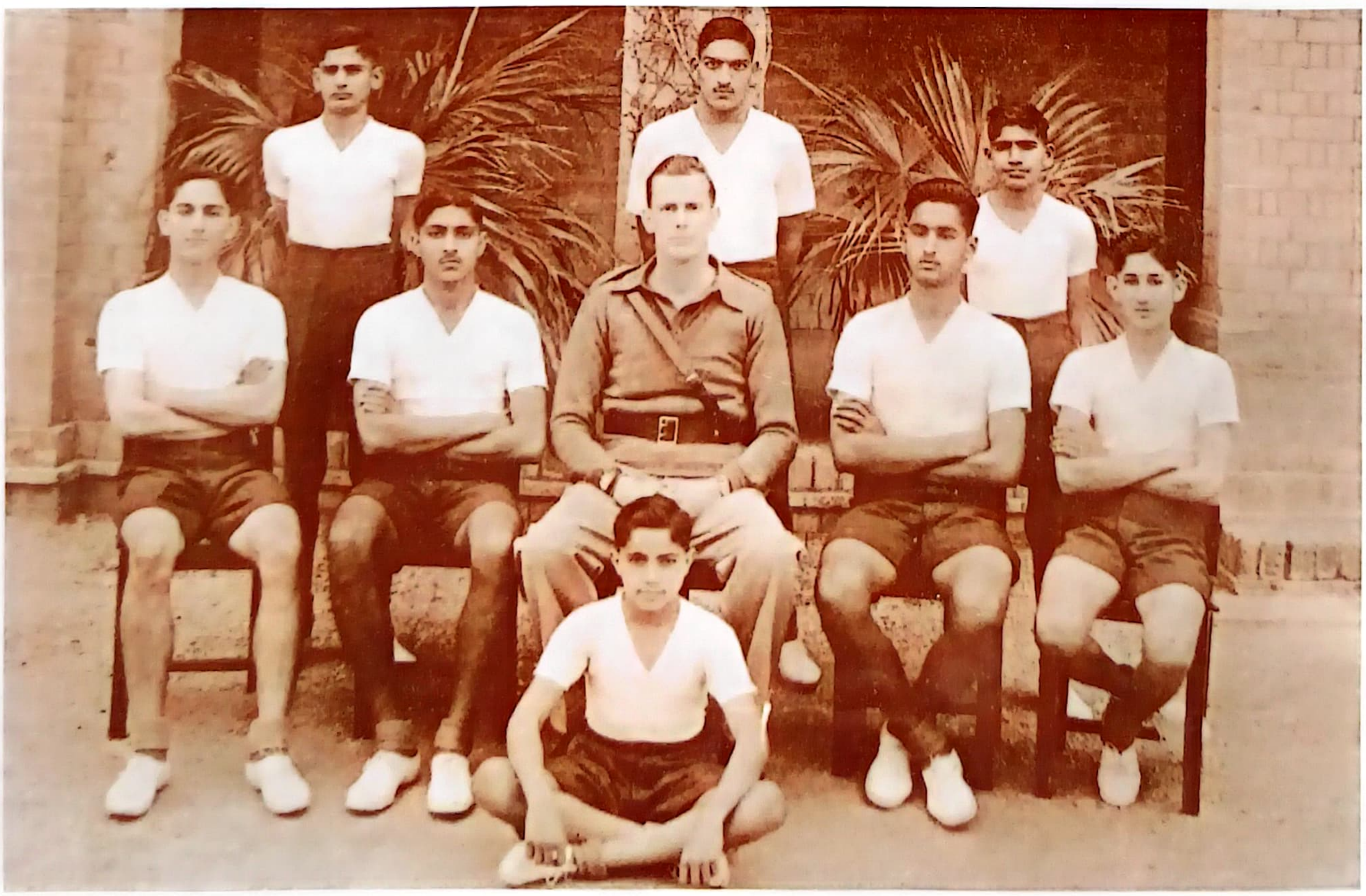
عیدالفطر پر کھانے کا ایک منظر۔ سیکن ہاؤس ۱۹۳۵ء



مسز سیلبی (بیگم کمانڈانٹ) کی سکول سے روانگی ۔ ۱۹۳۶ء



کیمپنگ کے دوران کھیل کود ۱۹۳۷ء



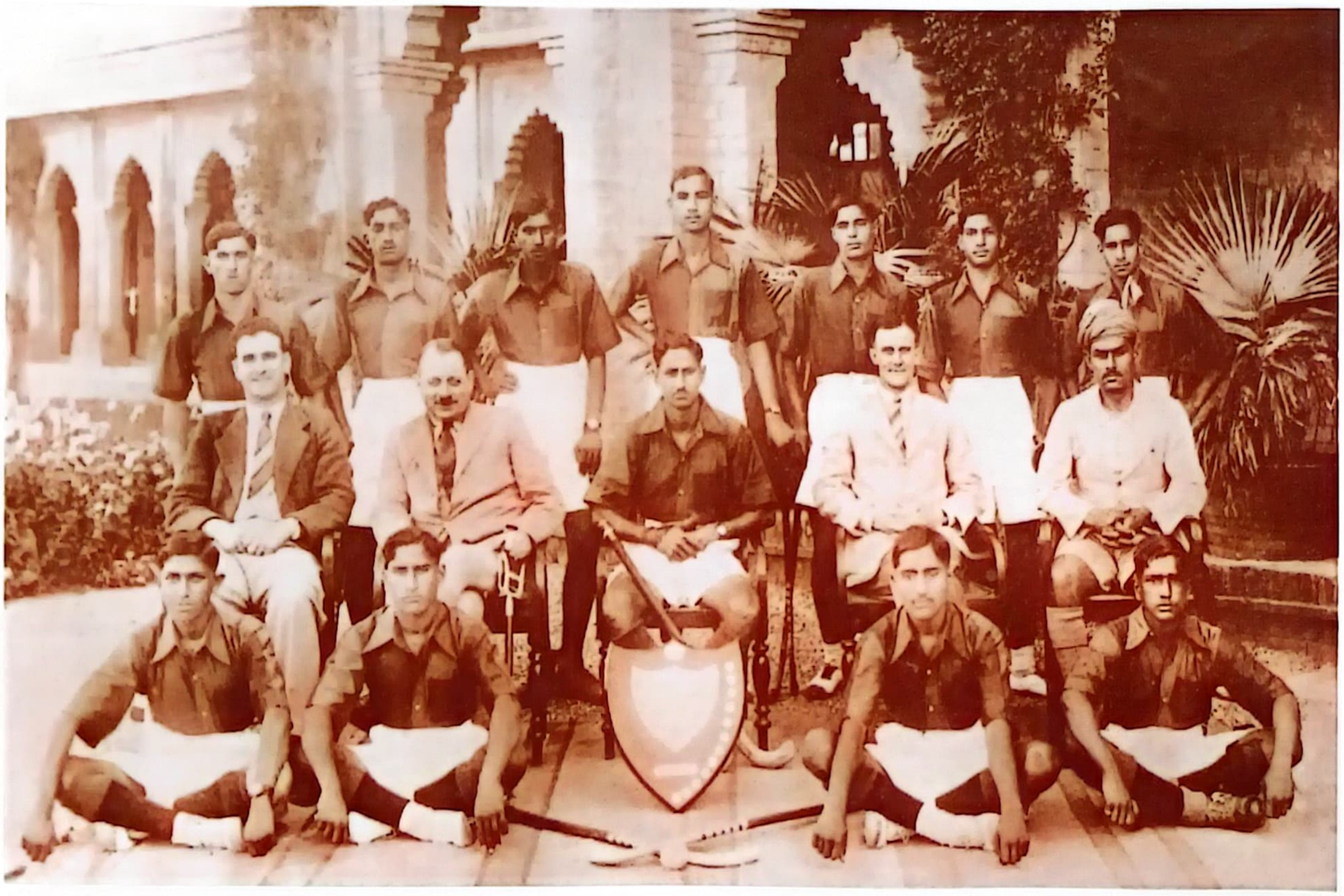
گروپ فوٹو ۔ ۱۹۳۷ء



فوڈ پریڈ ۔ برڈووڈ ہاؤس ۱۹۳۷ء



سکول ہاکی ٹیم ۔ ۱۹۳۷ء



انٹرسکولز سپورٹس ہاکی شیلڈ جہلم سکول نے جیتی ۔ ہاکی ٹیم کرنل سٹیپنگ کمانڈنٹ کے ہمراہ ۔ ۱۹۳۸ء



سکول پریڈ ۔ ۱۹۳۸ء



کیمرہ کیلئے ایک پوز۔ ۱۹۴۲ء



جنرل سر کلاڈ آکنلک کمانڈر انچیف انڈیا، کے جی آر آئی ایم کالج جہلم پریڈ کا معائنہ کرتے ہوئے۔ ۱۹۴۵ء



پریڈ معائنہ کا ایک اور منظر۔ کیڈٹس کا قابل دید ٹرن آؤٹ ۔ ۱۹۴۵ء



سوئمنگ پول پر تبادلہ خیال ۱۹۴۴ء



آکنلک ہاؤس ۱۹۴۴ء



ڈارم انسپکشن کا کڑا انداز ۱۹۴۵ء



کٹ انسپکشن کا کٹھن مرحلہ ۱۹۴۵ء



ایک اپوائنٹمنٹ ہولڈر مطالعے کے دوران ۱۹۴۶ء



کلاس روم سٹڈی کا ایک منظر ۱۹۴۶ء



''اے وطن تیری جنت میں آئیں گے اک دن'' کے جی آر ایم سی جے کیڈٹس سری نگر کی ڈل جھیل میں کشتی رانی کے دوران ۱۰ جون ۱۹۴۶ء



جسمانی تربیت ۲۷ نومبر ۱۹۴۶ء



کشمیر ۔ جون ۱۹۴۶ء



کالج سکاؤٹس کا دورۂ کشمیر ۔ ۱۹۴۶ء ''یہ پہاڑ اٹلس کی کتابوں سے کہیں زیادہ بلند ہیں''۔



کالج کمانڈانٹ لیفٹیننٹ کرنل ٹی ایچ ایل سٹیپنگ کالج سٹاف کے ہمراہ ۱۹۴۶ء



کیڈٹ اعجاز رفیع پاکستان کے لینڈ سکاؤٹس کی یونان میں نمائندگی کر رہا ہے



ملٹری کالج جہلم کے سکاؤٹس ایران میں تخت طاؤس کے ساتھ



سلور جوبلی ۔ جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی ۔ کمانڈر انچیف پاکستان آرمی کی آمد،
کالج ہیڈ بوائے مہمانِ خصوصی کا استقبال کرتے ہوئے۔ ۱۹۵۰ء



سلور جوبلی ۔ جنرل سر ڈگلس ڈی گریسی ۔ کمانڈر انچیف پاکستان آرمی، پریڈ کا معائنہ کرتے ہوئے۔ ۱۹۵۰ء



سلور جوبلی ۔ مہمان خصوصی پریڈ کے معائنہ کے دوران ۔ ۱۹۵۰ء



سلور جوبلی ۔ اولڈ بوائز میوزیکل چیئرز ۔ ۱۹۵۰ء

کالج سکاؤٹنگ کلب مری ہلز ۱۹۶۰ء



گروپ فوٹو



ہر کام میں نظم وضبط ہی اہم ترین ہے۔



کھانے کا وقفہ



